تسہیل

تربیت السالک

تالیف:

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی نوراللہ مرقدہ

صاحب تسہیل

حضرت مولانا ارشاد احمد فاروقی

استاذ مدرسہ باب الاسلام محمد یونس روڈ کراچی



زمزم پبلشرز

www.IslamicBooksLibrary.wordpress.com

ایک ضروری گزارش

اس کتاب کو ای بُک بنانے میں ہماری غرض صرف اتنی ہے کہ کوئی اللہ کا مخلص بندہ اس کو پڑھ کر ہدایت پا جائے اور ہمارے لئے مغفرت کا ذریعہ بن جائے۔

جن پبلشرز حضرات کی کتاب کو بغیر اُنکی اجازت کے ہم نے یہ کیا ہے ان سے عاجزانہ گزارش ہے کہ اللہ کے لئے ہم کو معاف کر دیں، اللہ سے قوی امید ہے کہ انشاءاللہ قیامت میں آپ کو اس کا بدلہ آپ کی توقع سے زیادہ دیکر آپ کو خوش کر دے گا

قد افلح من تزکیٰ

تسہیل

تربیت السالک

جلد دوم

شیخ و مرید کے آداب، آداب طریقت، نسبت ولایت کے حصول کا طریقہ اور علامات، ذکر و اشغال کے طریقے، مراقبات کی ضرورت و افادیت۔

اصطلاحات تصوف کے معانی کے اشاریہ کے ساتھ

حال و مقام، صحو و سکر فنا و بقاء، عروج و نزول ذکر کے انوار و امثال قبض و بسط کی کیفیات مختلف تجلیات کی تحقیق۔

سالک کیلئے اس کتاب کا مطالعہ بہت ضروری ھے

راہ سلوک میں سالک کو پیش آنے والے احوال کی حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے قلم سے گراں قدر تحقیقات کا مجموعہ

تالیف:

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی نور اللہ مرقدہ

صاحب تسہیل
حضرت مولانا ارشاد احمد فاروقی
استاذ مدرسہ باب الاسلام مسجد برنس روڈ کراچی

ناشر
زمزم پبلشرز
نزد مقدس مسجد اردو بازار کراچی

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

کتاب کا نام ـــــ تسہیل تربیت السالک جلد دوم

تاریخ اشاعت ـــــ جون ۲۰۰۹ء

باہتمام ـــــ احباب زمزم پبلشرز

ناشر ـــــ زمزم پبلشرز کراچی

شاہ زیب سینٹر نزد مقدس مسجد، اُردو بازار کراچی
فون: 021-2725673 - 021-2760374
فیکس: 021-2725673
ای میل: zamzam01@cyber.net.pk
ویب سائٹ: http://www.zamzampub.com

ملنے کے دیگر پتے

- دارالہدیٰ اردو بازار کراچی ـ فون: 2726509
- دارالاشاعت، اُردو بازار کراچی
- قدیمی کتب خانہ بالمقابل آرام باغ کراچی
- مکتبہ رحمانیہ، اُردو بازار لاہور

ضروری گزارش

ایک مسلمان، مسلمان ہونے کی حیثیت سے قرآن مجید، احادیث اور دیگر دینی کتب میں عمداً غلطی کا تصور نہیں کرسکتا۔ سہواً جو اغلاط ہوگئی ہوں اس کی تصحیح واصلاح کا بھی انتہائی اہتمام کیا ہے۔ اسی وجہ سے ہر کتاب کی تصحیح پر ہم زر کثیر صرف کرتے ہیں۔

تاہم انسان، انسان ہے۔ اگر اس اہتمام کے باوجود بھی کسی غلطی پر آپ مطلع ہوں تو اسی گزارش کو مدنظر رکھتے ہوئے ہمیں مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اس کی اصلاح ہوسکے۔ اور آپ "تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى" کے مصداق بن جائیں۔

جَزَاكُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى جَزَاءً جَمِيْلًا جَزِيْلًا

ـــــ مِنجانِب ـــــ

احبابِ زمزم پبلشرز

انگلینڈ میں ملنے کے پتے

AL-FAROOQ INTERNATIONAL
36,Rolleston Street Leicestor
LE5-3SA
Ph: 0044-116-2537640
Fax: 0044-116-2628655
Mobile: 0044-7855425358

ISLAMIC BOOK CENTRE
119-121 Halliwell Road, Bolton Bl1 3NE
Tel/Fax : 01204-389080
Mobile: 07930-464843

فہرست مضامین

پیش لفظ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمام تر تعریف، حمد وستائش کے لائق وہی ذات جل وعلا ہے جس نے اپنے عاشقوں کے لئے اپنے جلوہ میں سکون وراحت رکھی اور اسی تمنا سے ان کے دلوں کو معمور فرمایا کہ ان کے دن رات اسی کے شوق لقاء اور تمنائے دیدار میں گزرتے ہیں اور اسی کی تجلیات کے پرتو میں وہ قرب الٰہی کی منازل طے کر کے تازیست سیر الی اللہ سے آگے سیر فی اللہ میں مشغول رہتے ہیں اور درود وسلام ہو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر جو سارے عاشقوں کے سردار، زاہدوں کے مونس وغمخوار اور عابدوں کے مددگار ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آل واولاد اور تمام صحابہ، تابعین اور علماء اصفیاء وصلحاء شہداء پر کہ جن کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے اس دین کے ظاہر وباطن کی بقاواستحکام کا انتظام فرمایا۔

امابعد! شریعت کے علوم دو قسم کے ہیں ایک ظاہری اور ایک باطنی علوم۔ باطنی علوم کے حصول کے بغیر ظاہری علوم سے استفادہ ممکن نہیں ہے۔ شیخ سعدی شیرازی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کی مثال یوں بیان فرمائی ہے کہ جو شخص علوم ظاہری سے متصف ہو لیکن عمل کا کورا ہو جو علوم باطنی کے عدم حصول کا نتیجہ ہے تو یہ شخص ایسا ہے جیسے ایک نابینا آدمی ہو اور اس کے ہاتھ میں قندیل (لال ٹین) ہو تو اس کی روشنی سے لوگ تو فائدہ اٹھاتے ہیں لیکن وہ خود سے اس استفادہ سے محروم ہے۔

تصوف وسلوک اسی ظاہری وباطنی علوم کے امتزاج کا دوسرا نام ہے جو اصطلاح میں طریقت کہلاتا ہے۔ چنانچہ علمائے تصوف ظاہری علوم کے ساتھ باطنی علوم کی طرف بلاتے ہیں جس کو ان کی اصطلاح میں معرفت اللہ کی طرف بلانا کہتے ہیں۔

اس معرفت اللہ کے راستے میں دو چیزیں ہیں ایک اچھی صفات جیسے تقویٰ، توکل، صبر وشکر، قناعت، تواضع وانکساری تعلق مع اللہ کا حصول ضروری ہے دوسرے بری صفات جیسے عجب، کبر، بے صبری، ناشکری، قناعت کا نہ ہونا اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق کی رکاوٹوں سے بچنا ضروری ہے۔ مطلوبہ اشیاء کے حصول اور غیر مطلوبہ سے بچنے کے لئے نفس کو جس اصلاح وتربیت کی ضرورت ہوتی ہے اور جس حیلہ بہانے سے نفس کو سدھارنے کی ضرورت پڑتی ہے علمائے سلوک ان ہی درپیش مشکلوں کا حل ہر سالک کی استعداد کے مطابق بتاتے ہیں تاکہ حصول الی اللہ آسان ہو جائے یہی اس فن کا مقصود وموضوع ہے۔

مشائخ اپنے اپنے زمانے میں اس زمانے کے اعتبار سے سالکین کی ارشاد و تربیت فرماتے رہے۔ گذشتہ صدی میں حضرت حکیم الامت مجدد الملت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی قدس سرہ العزیز ان ہی یکتائے زمانہ روزگار میں سے ایک فرید وحید ہیں جن کی مثال قریب کے زمانے میں ملنی بہت ہی مشکل ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد و تربیت میں جو مقام آپ رحمہ اللہ تعالیٰ کو عطا فرمایا تھا وہ بالکل متقدمین (علماء) جیسا تھا بلکہ اگر یوں کہا جائے کہ فن تصوف جو اپنی اصل بنیادوں پر باقی نہ رہا تھا آپ رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اس کی اصل بنیادوں پر زندہ فرمایا تو غلط نہ ہوگا (چنانچہ آگے حضرت مولانا وصی اللہ صاحب رحمہ اللہ کے مقدمے سے یہ بات بخوبی معلوم ہوگی)۔

تصوف وسلوک میں حضرت تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ تصنیف فرمایا وہ ایک بیش بہا خزانہ اور گرانقدر ذخیرہ ہے۔ ان میں سے ایک سلسلہ جو "تربیت السالک" کے نام سے شروع فرمایا وہ ایک منفرد حیثیت رکھتا ہے کہ ہر سالک کے لئے اس کا مطالعہ انتہائی ضروری ہے۔ راہ سلوک میں پیش آنے والے نشیب و فراز قبض و بسط کی کیفیات، احوال و واردات کا ورود اور ذکر و شغل کے انوار و اثرات میں سالک کو اپنا دامن کس طرح سنبھالنا چاہئے اور ان حالات میں اپنے عمل اور اس کے اہتمام کو کس طرح باقی رکھنا چاہئے اور کسی خوش فہمی کا شکار نہ ہونا چاہئے۔ ہر قدم پر اصل مقصود پر نگاہ رکھ کر ان گھاٹیوں سے سلامتی سے کیسے گذر جانا چاہیے۔ ان وجوہات کی بناء پر اگر اس کتاب کو تصوف کا مخزن معلومات (تصوف کا انسائیکلوپیڈیا) کہا جائے تو یہ غلط نہ ہوگا۔

لیکن یہ مفید و گرانقدر ذخیرہ آج سے سو سے کچھ کم سال پہلے کی اردو زبان میں ہے۔ وہ اردو زبان جو آج کل متروک ہو چکی ہے، حوادث زمانہ سے جس کے اسلوب بدل چکے ہیں اور اس کے ادب میں اچھی خاصی تبدیلی ہو چکی ہے مزید یہ کہ اس میں خط و کتابت سوال و جواب اور حال و تحقیق اکثر علماء کی ہے۔ ان میں جو زبان استعمال ہوئی ہے وہ اہل علم کی ہے جس میں علوم و فنون کے قواعد و ضوابط، استعارے اور کنائے نیز علوم کی اصطلاحات اور ضرب الامثال کے ساتھ ساتھ عربی و فارسی کے بے شمار الفاظ نظم و نثر کی شکل میں بھی موجود ہیں۔ جن سے استفادہ کے لئے اردو میں عمیق نظر کا ہونا ضروری ہے نیز فارسی و عربی کی واقفیت بھی ناگزیر ہے۔

ان وجوہات کی وجہ سے اس مفید ذخیرے (تربیت السالک) سے استفادہ کے لئے ضرورت تھی کہ اس کو سہل اور آسان زبان میں منتقل کیا جائے تا کہ راہ سلوک کے مسافروں کے لئے یہ مشعل راہ کا کام دے۔

میرے مخدوم و محترم شیخ حضرت واصف منظور صاحب رضی دامت برکاتہم کی جانب سے مجھے اس کام کی تسہیل کا پیغام مولانا رفیق صاحب زید مجدہ کی وساطت سے پہنچا۔ میرے لئے یہ خبر نوید مسرت سے کم نہیں تھی۔ چنانچہ میں فوراً حاضر خدمت ہوا اور تسہیل کی اجازت چاہی۔ جس پر ارشاد ہوا کہ پہلے اس کو پڑھا جائے پھر علماء کرام سے اس کی تسہیل کے بارے میں پوچھا جائے۔ چنانچہ بندہ نے اس کتاب کو پڑھا اور احباب سے رائے لی تو سب نے پسند فرمایا۔ پھر بندہ

حاضر خدمت ہوا اور تسہیل کی اجازت چاہی۔ حضرت نے نہ صرف اجازت مرحمت فرمائی بلکہ فہم سمجھ اور آسانی کی دعا بھی فرمائی اور بندہ کی درخواست پر مزید تسلی کے لئے شفقت فرماتے ہوئے اپنے دست مبارک سے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم بھی لکھ کر دی۔

یوں اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور حضرت کی دعاؤں کے سائے میں یہ کام شروع ہوا۔ ابتداً جو تسہیل کرتا وہ حضرت کے حکم کے مطابق حضرت کو سناتا بھی رہا جس سے اطمینان رہا۔ گزشتہ رمضان (۱۴۲۶ھ) میں آخری عشرہ کی طاق راتوں میں بھی اس سنانے کا سلسلہ دوبارہ شروع ہوا دو ایک رات سن کر حضرت نے اطمینان کا اظہار فرمایا اور سننے کے سلسلہ کو یہ فرما کر موقوف فرمادیا کہ ''دیگ سے ایک دو چاول ہی دیکھے جاتے ہیں انشاء اللہ آئندہ بھی صحیح ہوگا۔'' یہ حضرت کا اعتماد و دعا بندہ کے لئے عطیہ خداوندی تھا۔

اسی طرح دوران تسہیل ایک موقع پر حضرت مولانا وکیل احمد شیروانی صاحب مدظلہ (مدیر اعلی رسالہ الصیانۃ) سے اس تسہیل کا ذکر کیا مولانا نے بھی اس کو پسند فرمایا۔

یوں میری بے بضاعتی اور کم مائیگی کے باوجود صرف اللہ کے فضل وکرم اور بلا استحقاق انعام واحسان سے یہ کام ابتدا سے انتہا کو پہنچا۔

آخر میں اپنے احباب کا شکر گذار ہوں جنہوں نے کسی معاملے میں بھی میری معاونت فرمائی خصوصاً فارسی اشعار کے تراجم میں جن احباب نے سعی وکوشش کی ان میں خاص طور پر پروفیسر محمد میاں صاحب جو ''سحر آفریدی'' کے نام سے معروف ہیں ان کا تہہ دل سے شکر گذار ہوں کہ انہوں نے پیرانہ سالی کے باوجود خاصہ وقت صرف فرمایا۔ اللہ تعالیٰ جملہ احباب تمام مساعی جمیلہ کو اپنی بارگاہ میں قبول ومنظور فرمائیں اور ہم سب کے لئے ذخیرہ آخرت بنائیں۔

میری اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس کو اپنی بارگاہ میں قبول فرما کر خاص وعام سب کے لئے مفید فرمائیں اور میرے لئے میرے مشائخ اکابرین اساتذہ والدین اہل وعیال اعزاء واقرباء اور ساری امت مرحومہ کے لئے ذخیرہ آخرت فرمائیں اور اس آلہ محض سیاہ کار کو بھی صرف اپنی عنایت وشفقت سے فائز المرام فرمائیں۔ (آمین)

بندہ ارشاد احمد فاروقی

عفا اللہ عنہ، وعافاہ و وفقه لما یحب و یرضاہ واجعل الاخرته.

خیرا من اولاہ واجعل خیر ایامہ یویلقاہ.

مدرسہ امداد العلوم مسجد باب الاسلام، برنس روڈ کراچی

۲۴/ ذیقعدہ ۱۴۲۹ھ، ۲۲ نومبر ۲۰۰۸ء

تسہیل میں جو کام کیا گیا

✦ تمام عبارتوں کے قدیم طرز کو عام فہم اور آسان بنانے کے لئے سلیس اور آسان زبان میں نقل کیا گیا لیکن اس میں مفہوم کی پوری حفاظت کی گئی۔ اس سلسلے میں اپنے ساتھیوں کو عبارات دکھا کر ان سے مشورہ کا حصول بھی رہا۔

✦ وہ مشکل الفاظ جو فن تصوف کی اصطلاحات سے متعلق تھے ان کو بدلا نہیں گیا بلکہ ان کے آگے قوسین میں ان کی مختصراً وضاحت کر دی گئی ہے۔ اور اس کے علاوہ مشکل الفاظ کی جگہ ان کے ہم معنی متبادل الفاظ ذکر کیے گئے۔

✦ عربی فارسی عبارات کا ترجمہ کیا گیا نیز تمام عربی اور فارسی اشعار کا ترجمہ بھی کیا گیا اشعار کے ترجمے میں اردو کے محاورہ کا خیال رکھا گیا ترجمہ لفظ بلفظ نہیں کیا گیا ہے بلکہ عبارت سے جو مفہوم ہوتا تھا اس کو لکھا گیا ہے کہیں اشعار کا ترجمہ اشعار میں ہی کیا گیا ہے اشعار کے مفہوم کی وضاحت کے لیے مفتاح العلوم شرح مثنوی، خطبات حکیم الامت اور دیوان حافظ مترجم سے مدد لی گئی ہے اور کہیں کہیں سیاق سباق کے مطابق وضاحت بھی کی گئی ہے۔

✦ کسی مغلق عبارت کی وضاحت بھی مختصراً کر دی گئی ہے۔

✦ حضرت تھانوی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے جو مقدمہ تحریر فرمایا تھا اس کو تبرکاً یوں ہی چھوڑ دیا گیا اور اس کی تسہیل نہیں کی گئی۔

✦ ابتدا میں فن تصوف کی اصطلاحات اور مشکل الفاظ کے معانی کی فہرست بھی لکھی گئی ہے تاکہ اگر موقع پر کوئی بات سمجھ میں نہ آسکے تو فہرست کی طرف رجوع کیا جا سکے۔

✦ عنوانات میں بھی تسہیل کر کے ان کو عام فہم بنایا گیا۔

✦ جو حالات لکھے گئے تھے ان کو جس عنوان کے تھے اس عنوان کے تحت جمع کر دیا گیا تھا اور ان میں خط کے ذریعے فصل کر دیا گیا تھا تاکہ ایک ہی صاحب کا حال نہ لگے بلکہ مختلف اصحاب کے احوال سمجھ میں آئیں۔

کبھی ایسا بھی ہوا کہ ایک ہی خط میں بہت سے عنوانات کے احوال تھے ان کو مستقل عنوان سے الگ کر دیا گیا تھا۔ تسہیل میں بھی اس بات کا لحاظ رکھا گیا اور خوبصورت خط کے ذریعے اس فصل کو باقی رکھا گیا تا کہ مقصود مفقود نہ ہو۔

✦ تسہیل کی وجہ سے کتاب ناگزیر طوالت اختیار کر گئی تھی اس لیے پہلی جلد کو دو حصوں میں تقسیم کرنا پڑا جس کی نشاندہی کے لیے حصہ نمبر ہر جلد کے ساتھ لکھ دیا گیا ہے تا کہ معلوم ہو کہ پہلی جلد ہی کے دو حصے ہیں مکمل دو جلدوں کا مغالطہ نہ ہو۔ چناں چہ ''جلد اوّل پہلا حصہ'' اور ''جلد اوّل دوسرا حصہ'' کا عنوان اختیار کیا گیا ہے۔ باقی دوسری اور تیسری جلد الگ الگ ہی رکھی گئی ہیں۔

تصوف کی بعض اصطلاحات اور بعض مشکل الفاظ کے معنی

(الف)

اِتِّبَاع: فرمانبرداری، طاعت، پیروی کرنا۔
آثار: اثر کی جمع ہے، سنت رسول، صحابہ کرام کے اقوال وافعال یہاں علامات کے معنی میں ہے۔
احتمال: شک وشبہ، گمان۔
اَحْقَرْ: بہت ہی ذلیل۔ لوگ تواضع کے لئے اپنے لئے استعمال کرتے ہیں۔
اِختلاج: دھڑکنا، بے چینی، عام طور پر دل کے دھڑکنے (گھبرانے) کے لئے استعمال کرتے ہیں۔
اختلاط: لوگوں سے میل جول۔
اخلاق حمیدہ: اچھی اور عمدہ عادتیں۔ فن تصوف میں تقویٰ، توکل، صبر وشکر، قناعت وغیرہ کے لئے استعمال ہوتا ہے۔
اِسْتِحْضَار: یادداشت، کسی چیز کو ذہن میں رکھنا۔
استقامت: مضبوطی، کسی بات پر مضبوطی سے قائم (جمے) رہنا۔
اِسم ذات: اللہ تعالیٰ کا ذاتی نام "اللہ"۔
اِضطرار: بے چینی بے اختیاری۔
اِفاقہ: صحت، آرام، مرض میں کمی آنا۔
اِمالَہ: مائل کرنا، دوسری طرف پھیرنا، تصوف میں "کسی بری عادت کو اچھی عادت کی طرف پھیرنا"۔
امر: حکم، اللہ تعالیٰ کا حکم مراد ہے۔ جمع اوامر۔
اَمرد: نوجوان لڑکا جس کا ابھی خط نہ نکلا ہو۔
اَنَانِیَّتْ: خودی، غرور وتکبر۔

اُنس: محبت و پیار، صوفیاء کی اصطلاح میں ''بسط کی حالت (جس کا بیان آگے آرہا ہے) جب ترقی کرتی ہے تو اس کو انس کہتے ہیں۔''

اِنْضِبَاط: مضبوطی، ڈھنگ، تعین ''تصوف میں ہر کام کے لئے وقت مقرر کر کے اس وقت پر کام کرنا'' جسے انضباط وقات کہتے ہیں۔

اَنْوار مِثالیه: سالک کو جو انوار ذکر و شغل کی وجہ سے روشنی، نور اور تپش وغیرہ کی صورت میں نظر آتے ہیں۔

اَنْوار خفیفه: وہ انوار جو سالک کے دل میں آتے ہیں۔

اِنْهِماك: مصروفیت و مشغولیت، گم ہو جانے کی کیفیت، تصوف میں ''اللہ تعالیٰ کے دھیان میں مشغول ہو کر دوسری چیزوں سے گم ہو جانا۔''

الهام: اللہ تعالیٰ کی طرف سے دل میں بات کا آنا۔ صوفیاء کے ہاں ''اللہ تعالیٰ دل میں کوئی علم ڈال دیں خواہ ہاتف (غیبی فرشتے) کا کلام ہو۔''

(ب)

بَسْط: کشادگی، فراخی، صوفیاء کے ہاں ''ذات حق کے لطف و فضل کے ورود سے دل کو جو سرور، راحت اور خوشی ہوتی ہے اور نفس پانچوں لطیفوں سے موافقت کر کے ترقی کی طرف مائل ہوتا ہے اور ذوق و شوق سے عبادت میں متوجہ ہوتا ہے'' اس کو بسط کہتے ہیں۔

بُعْد: دوری۔

(پ)

پاسِ اَنْفاس: اس کا مطلب یہ ہے کہ اپنی سانسوں پر آگاہ رہے۔ جب سانس اپنے ارادے کے بغیر خود بخود باہر نکلے تو اس کے نکلنے کے ساتھ ہی دل کی زبان سے کہے لا الہ پھر جب سانس خود بخود اندر جائے تو اندر جاتے ہوئے الا اللّٰہ کہے۔ اس ذکر کا نام پاس انفاس ہے۔

(ت)

تاویل: حیلہ، بہانہ، کسی بات کو ظاہری مطلب سے پھیر دینا۔

تَجَلِّی: چمک دمک، نور الٰہی تصوف کی اصطلاح میں اللہ تعالیٰ کی کسی صفت کے نور کا بندے پر پڑنا یعنی اللہ تعالیٰ کی کسی صفت کا بندے کے ساتھ تعلق ہو جانا جیسے جب صفت رحمت کی تجلی جب بندے پر پڑتی ہے تو وہ

خوب رحم کرنے لگتا ہے وغیرہ۔

تجلی اسمائے مُتقابلہ: اللہ تعالیٰ کے ایک دوسرے کے مقابل ناموں کی تجلی۔

تجلی ذاتی: اللہ تعالیٰ کی ذات کی تجلی۔ ذات باری کا سالک پر منکشف ہونا۔

تدبیر: علاج، حکمت، تجویز۔

تَرَفُّعْ: غرور و تکبر۔

تَصَرُّفْ: دخل دینا، اختیار کرنا، استعمال کرنا، کچھ کا کچھ کر دینا۔ تصوف کی اصطلاح میں ''اپنی قوت ارادی (خیال کی طاقت) سے کسی کے دل پر اثر ڈال کر اس کی حالت میں تبدیلی پیدا کرنا توجہ، تصرف یا ہیئت کہلاتا ہے۔''

تَصَوُّفْ: علم معرفت، نفس کو پاکیزہ رکھنے کا راستہ (طریقہ) متاخرین علماء کے ہاں باطنی اعمال سے تعلق رکھنے والے احکام کا نام تصوف ہے۔

تصور شیخ: فن تصوف میں اس سے مراد شیخ کی صورت کو اپنے خیال یا دل یا نگاہ میں رکھے یا اپنی صورت کو شیخ کی صورت تصور کرے۔

تَضَرُّعْ: رونا، گڑگڑانا، منت سماجت کرنا۔

تَطْبِیقْ: دو چیزوں میں مناسبت پیدا کرنا، دو چیزوں کو ایک جگہ جمع کرنا۔

تعلیم: سکھانا، تعلیم و تربیت، تصوف میں ''شیخ کا مرید کی تربیت کرنا وغیرہ۔''

تَفْوِیْض: حوالہ کرنا، صوفیاء کے ہاں ''اپنے معاملات کو اللہ تعالیٰ کے حوالے کرنا'' سلوک کا ایک مقام۔

تلقین: تعلیم و تربیت، تعلیم کا ہم معنی ہے۔

تَلْبِیْس: دھوکہ، فریب۔

تَلْوِیْن: غیر مستقل مزاجی، رنگ برنگی حالت، مختلف الحال حالت۔ صوفیاء کے ہاں ''سالک کی حالت میں جو تغیر و تبدل آتا ہے (کہ حالت یکساں نہیں رہتی کبھی قبض کبھی بسط وغیرہ) اس کو تلوین کہتے ہیں۔'' اس کا مقام دل ہوتا ہے۔

تَمْکِیْن: مرتبہ، رتبہ، وقار و عزت۔ صوفیاء کی اصطلاح میں ''یہ حالت تلوین کے بعد پیش آتی ہے جب سالک کا دل صاف ہو جاتا ہے اور نفس تزکیہ خاص کر کے مطمئن ہو جاتا ہے تو شریعت کے ڈھانچے کا تابع اور حقیقی اسلام سے مشرف ہو جاتا ہے تو اس مقام کو مقام تمکین کہتے ہیں۔''

تنبیہ: خبرداری، نصیحت۔ آگاہی۔
توحید: اللہ تعالیٰ کے ایک ہونے پر یقین رکھنا۔
توحید شُہودی: سالک توحید شہودی میں تمام وجودوں کو ثابت کرتے ہوئے ان سب کو توجہ کے ناقابل جانتا ہے اور ایک ہی ذات واجب الوجود کو اپنا قبلہ بنا کر ایک کی پرستش اور اس کے علاوہ کی نفی کرتا ہے۔
توحید وجودی: سالک توحید وجودی میں سب کے وجود کا انکار کر کے ایک ذات کا وجود ثابت کرتا ہے اور ہر وجود کو اسی ذات کا وجود جان کر ہزار ہا بتوں کی پرستش کرتا ہے۔

(ج)

جاہ: مرتبہ، رتبہ، عزت، بزرگی، شان۔
جَمْعِیَّتْ: اطمینان، یکسوئی۔
جہلِ بَسِیط: -
جہلِ مُرکب: دوہری جہالت، جاہل ہونا اور خود کو جاہل نہ سمجھنا۔

(خ)

خاکسار: عاجز، متکلم اپنی عاجزی ظاہر کرنے کے لئے یہ لفظ استعمال کرتا ہے۔
خشوع: عاجزی، گڑگڑانا۔
خشیت: ڈر، خوف۔
خضوع: عاجزی، گڑگڑانا، منت سماجت کرنا۔
خِلْوَتْ: تنہائی، گوشہ نشینی۔
خلوص: سچا ہونا، ریاء سے پاک ہونا۔
خودرائی: اپنی مرضی کے مطابق کام کرنا۔

(د)

دار و مدار: انحصار، موقوف
دِلجمعی: تسلی، اطمینان، بے فکری۔ یکسوئی

(ذ)

ذکر: یاد، چرچا، زبان اور دل سے خدا کی یاد۔ صوفیاء کی اصطلاح میں ذکر اس کو کہتے ہیں کہ انسان اللہ تعالیٰ کی یاد میں سارے غیر اللہ کو بھول جائے اور حضور قلب سے اللہ تعالیٰ کی نزدیکی حاصل کر لے۔ جمع اذکار۔

ذکر اسم ذات: اللہ اللہ کا ذکر۔ جس کی صوفیاء کے ہاں کئی قسمیں ایک ضرب والا دو ضرب تین ضرب والا وغیرہ۔

ذکر انحد: آنکھ بند کرے (سانس روک کر یا بغیر روکے) کلمہ والی انگلی کانوں میں زور سے ڈال کر بند کرے اس سے کان میں جو آواز پیدا ہوگی اس کی طرف دھیان رکھے اور زبان یا دل سے اللہ اللہ کہتا رہے تا کہ غفلت نہ ہو۔

ذکر نفی اِثبات: لا الہ سے سب کی نفی اور الا اللّٰہ سے صرف اللہ تعالیٰ کے اثبات کا ذکر۔

(ر)

رضا بالقضا: اللہ تعالیٰ کی مرضی و فیصلہ پر راضی رہنا۔

(ز)

زاری: رونا، عاجزی، محتاجگی۔

زجر و توبیخ: ڈانٹ ڈپٹ، جھڑکی۔

زُهد: پرہیز گاری، دنیا سے بے رغبتی۔

(ح)

حال: موجودہ زمانہ، حالت، کیفیت۔ صوفیاء کی اصطلاح کسی عجیب و غریب اور پسندیدہ حالت کا غلبہ جو ریا کاری اور مکاری سے نہ ہو بلکہ بے اختیاری سے ہو وہ حال کہلاتا ہے۔

حجاب: پردہ، آڑ، تصوف میں ہر وہ چیز جو مقصود سے آڑ اور رکاوٹ ہو جائے۔

حسن پرستی: حسن کو چاہنا، حسین عورتوں کے پیچھے پڑے رہنا۔

حضوری، حضوری مع اللّٰہ: حاضری، قربت، نزدیکی۔ تصوف کی اصطلاح میں جب غیبت کی حالت (جس کا بیان آگے آرہا ہے) سے ہوش آجائے تو حضوری کہلاتا ہے۔ غفلت جاتی رہے اور دل ہر

وقت ذوق وشوق کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور میں مستغرق رہے تو اسے حضور مع اللہ کہتے ہیں۔
حق الیقین: تصوف کی اصطلاح میں اللہ تعالیٰ کو دل کی آنکھ سے دیکھنا۔ (مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو عمدۃ السلوک صفحہ ۲۰۸)

(س)

سُکُرْ: نشہ، خمار، بے ہوشی، صوفیاء کے ہاں انوار غیب کے غلبہ کی وجہ سے ظاہری اور باطنی احکام میں امتیازی تجلی کا اٹھ جانا ''سکر'' کہلاتا ہے۔
سلطان الاذکار: ذکر کا ایک طریقہ ہے جس کی تفصیل ضیاء القلوب صفحہ ۲۶، ۲۷ پر ہے۔
سُلوك: راستہ چلنا، لوگوں سے معاملہ کرنا۔ صوفیاء کی اصطلاح میں اللہ تعالیٰ کے قرب کا راستہ کہلاتا ہے۔
سودا: جسم کی چار خلطوں میں سے ایک خلط ہے۔ وہ چار خلطیں یہ ہیں ① صفراء ② سودا ③ خون ④ اور بلغم۔
سوداوِیَّتْ: اس خلط کا دوسرے خلطوں پر غالب آنا ہے۔
سُوز و گُداز: درد، جلن، دل میں نرمی و درد کی کیفیت پیدا ہونا۔

(ش)

شجرہ: نسب نامہ، وہ کاغذ جس پر مورث اعلیٰ کی اولاد کا نام نسل بعد نسل لکھا ہوا ہو مشائخ کے ہاں شیوخ کا سلسلہ جو حضور ﷺ تک جا کر ملتا ہے۔
شرع، شریعت: متقدمین کے ہاں تمام احکام جن کا انسان کو حکم کیا گیا ہے خواہ وہ ظاہری اعمال ہوں یا باطنی اعمال ہوں ان کو شریعت کہتے ہیں۔ بعد میں متاخرین (بعد والے علماء) کے ہاں ظاہری اعمال کا نام شریعت ہو گیا۔
شطحیات: وہ کلمات جو اللہ والوں سے بے اختیار شریعت کے خلاف نکل جاتے ہیں۔
شوخی: شرارت، چلبلا پن۔
شیخ (مشائخ): پیر، مرشد، بزرگ۔ جمع شیوخ، مشائخ۔

(ص)

صَحُوْ: ہوشیاری، بیداری، فن تصوف میں انوار غیب کے غلبہ سے ظاہری اور باطنی احکام میں امتیاز کا لوٹ آنا

صحو کہلاتا ہے۔

صِدق: سچائی، تصوف میں دین کا جو کام کرے اس میں دنیا کا کوئی مطلب نہ ہو نہ دکھاوا نہ کوئی اور چیز ہو۔ اسی طرح ہر عمل کو تمام فرائض، واجبات سنن آداب و مستحبات کے ادا کرنے کو بھی ''صدق'' کہتے ہیں۔

(ط)

طالب: ڈھونڈنے والا، چاہنے والا، مرید، پیروکار۔

طریقت: ''باطنی اعمال (پر عمل) کے طریقوں کو طریقت کہتے ہیں۔''

(ع)

عالم ملکوت: فرشتوں کا عالم، صوفیاء کی اصطلاح ''میں عالم ارواح'' کو کہتے ہیں۔

عالم ناسوت: دنیا کا عالم۔

عبدیت: بندگی، فرمانبرداری، غلامی۔

عُجب: تکبر، گھمنڈ، خود کو اچھا سمجھنا خود پسندی۔

عشق حقیقی: اللہ تعالیٰ کا عشق۔

عشق مجازی: دنیاوی انسانوں کا عشق، غیر اللہ کا عشق۔

علم الیقین: کسی چیز کی کیفیت اور حقیقت کا پورا پورا علم۔ تصوف کی اصطلاح میں ''حق سبحانہ کی ذات میں ان آیتوں اور نشانیوں کو دیکھنے کو کہتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی قدرت پر دلالت کرتی ہیں۔'' (سالک) یہ سب اپنے باہر مشاہدہ کرتا ہے۔

عین الیقین: کسی چیز کو آنکھ سے دیکھ کر یقین کرنا آنکھوں دیکھا یقین ''علم الیقین سے حق تعالیٰ کی قدرت کا مشاہدہ کرنے کے بعد جو مشاہدہ حق تعالیٰ کی ذات اور حضوری میں حاصل ہوتا ہے اور جس میں صرف اس قدر غلبہ ہو کہ مشاہدہ کرنے والا مشہود کے غیر سے بالکل بے خبر نہ ہو جائے عین الیقین کہلاتا ہے۔''

(غ)

غَیبَت: غیر موجودگی، غیر حاضری، تصوف میں ''کسی وارد کے دل پر آنے خواہ وہ صفات خداوندی کا غلبہ ہو یا ثواب و عذاب کا کچھ خیال ہو اور اس کے غلبے سے حواس بے کار ہو گئے اور اس کو کوئی خبر نہ رہی تو اس کو

غیبت کہتے ہیں۔"

(ف)

فِدوی: جانثار، تابع دار، عرضی پیش کرنے والا۔

فنا: ختم ہو جانا۔ صوفیا کے ہاں "اللہ تعالیٰ کی ہستی کا ظہور سالک کے ظاہر و باطن میں یہاں تک غالب آ جا[ئے] کہ اس کو تعالیٰ کے علاوہ کی کچھ بھی سمجھ یا تمیز نہ رہے۔"

فنافی اللّٰہ: اللہ تعالیٰ کی محبت اور معرفت میں ڈوب جانے کا مرتبہ (درجہ) اس کا مرتبہ فنافی الرسول کے بع[د] آتا ہے۔

فنافی الرَّسول: وہ مرتبہ جس میں سالک اتباع رسول کو اپنی طبیعت ثانیہ بنا لیتا ہے اور اپنی ذات کو حضو[ر] ﷺ کی ذات اقدس سے متحد کرنے کا شرف حاصل کرتا ہے اور اس ذات سے شیر وشکر ہو جاتا ہے۔ یہ مرتبہ فنافی الشیخ کے بعد آتا ہے۔

فنافی الشیخ: تصوف میں وہ مرتبہ جس میں مرید ہر وقت اپنے مرشد کے خیال میں ڈوبا رہتا ہے۔ یہ مرتب[ہ] تصور کے بڑھ جانے کے بعد ہوتا ہے کہ سالک کو ہر چیز میں شیخ کی صورت میں نظر آتی ہے۔

فنافی الفنا، فنائے فنا: یہ مرتبہ فنا کے بعد حاصل ہوتا ہے کہ سالک اپنے وجود اور اپنے شعور دونوں کو کم کرے نہ اپنی ذات سے واقف رہے اور نہ ہی اپنے غیر سے واقف رہے۔ اس کو فنائے حقیقی کہتے ہیں۔

(ق)

قبض: تنگی، تصوف میں "کسی مصلحت کی وجہ سے سالک پر واردات آنا بند ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے نفس کی پریشانی پانچوں لطیفوں کو منتشر اور پریشان کر دیتی ہے" اس کو قبض کہتے ہیں۔

قُرْب: قریب ہونا۔ نزدیکی۔ یہاں مراد اللہ تعالیٰ کے قریب ہونا ہے۔

قدم بوسی: پاؤں چومنا۔

قِیاس: اندازہ، جانچ، اٹکل دو جملوں کو ملا کر کوئی نتیجہ نکالنا۔

(ک)

کِبر: بڑائی، تکبر۔

کرامت: خلاف عادت وہ بات جو کسی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پوری پوری تابعداری کرنے والے سے ظاہر ہو وہ کرامت ہے۔ جمع کرامات۔

کشف: کھلنا، ظاہر ہونا۔ تصوف میں ''موجودہ چیزوں کے وہ حالات جو سالک کی نظر سے ثابت ہیں خواہ ماضی، حال اور مستقبل کے ہوں اس پر ظاہر ہو جائے۔''

کَفّارہ: اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی گناہ کی سزا مقرر ہونا۔

(ل)

لطیف: باریک، نازک، نرم و ملائم۔

لطیفہ: اچھی چیز، انوکھا، عجیب، صوفیا کے ہاں جسم میں وہ مقام اور جگہ جو ذکر کرتی ہے۔ اور اس کو حاصل کرنا ضروری ہے۔

لطائف سِتہ: جسم کے وہ مقامات جو ذکر کرتے ہیں۔ وہ چھ ہیں۔

① لطیفۂ نفس: ناف کے مقام سے نقط اللہ نکالنا۔
② لطیفۂ قلب: جس کا مقام دل ہے۔
③ لطیفۂ روح: جس کا مقام سینہ میں دائیں طرف ہے۔
④ لطیفۂ سِر: جس کا مقام معدہ کا منہ ہے۔
⑤ لطیفۂ خَفِی: جس کا مقام پیشانی ہے۔
⑥ لطیفۂ اَخْفیٰ: جس کا مقام سر کا پیالہ ہے۔

(م)

ماہیت: حقیقت، کیفیت۔

مُبتدی: شروع کرنے والا۔ ''یہاں وہ شخص جو سلوک کی راہ میں نیا ہو مراد ہے۔''

مُتاخَرِّین: وہ عطاء جنہوں نے امام ابو یوسف اور امام محمد کا زمانہ نہیں پایا یا جو تیسری صدی کے آغاز میں ہوں۔

متقدمین: وہ علماء جنہوں نے امام ابوحنیفہ امام ابو یوسف اور امام محمد کا زمانہ پایا ہو یا جو تیسری صدی سے پہلے ہوں۔

نوٹ: یہ تفصیل فقہاء کی ہے بظاہر صوفیا کے ہاں بھی یہی معلوم ہوتی ہے کہ ان زمانوں کے صوفیا متقدمین اور متاخِرین ہونگے۔

مَحْوْ، مَحْوِیّتْ: گم ہو جانے کی کیفیت بے خبری۔ فن تصوف میں ''تقریباً وہی معنی ہیں جو فنا کے ہیں۔''
مُراقبہ: مراقبہ ''رقوب'' سے نکلا ہے جس کے معنی محافظت اور نگہبانی کے ہیں۔ تصوف میں مراقبہ سے مراد یہ ہے کہ ''کسی ایک مفہوم (خواہ اللہ تعالیٰ کی صفات ہوں یا روح کا جسم سے بے تعلق ہونا ہو یا اس قسم کا اور خیال ہو اس) میں اس طرح ڈوب جائے کہ اس کے علاوہ کوئی چیز اس کے دھیان میں نہ رہے۔''
مُراقبہ رُوئیت اللّٰہ: رویت کا معنی دیکھنا ہے۔ تصوف میں مراقبہ رویت یہ ہے کہ ''اللہ تعالیٰ کو دیکھنے کا تصور کرے (آیت) ﴿الم یعلم بان اللّٰہ یری﴾ (کہ کیا وہ نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ دیکھ رہے ہیں) پر غور کرے اور اس غور کرنے پر اتنی ہیشگی اختیار کرے کہ اس صورت کے دیکھنے پر ملکہ (مہارت وکمال) حاصل ہو جائے۔
مراقبہ معیت: (آیت) ﴿وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا كُنتُمْ﴾ (سورہ حدید: آیت ۴) کو معنی کے ساتھ تصور کرے اور ہر حال میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہونے کا تصور کرے اور اسی خیال میں ڈوب جائے۔
مراقبہ موت: یہ تصور کرے کہ مجھ پر موت طاری ہو رہی ہے پھر نہلانے کفنانے اور دفنانے کا تصور کرے پھر منکر نکیر کے سوالات کا تصور کرے۔ غرض موت اور موت کے بعد والے احوال کا تصور کرے۔
مُراقبہ نایافت: یہ لطیفہ سری کا مراقبہ ہے جس میں لطیفہ سری کو خالی کر کے اس پر باطنی نظر رکھی جائے اور خدا کو تمام باتوں سے پاک تصور کرے اور جو کچھ ذہن میں آئے اس کو بھی سب سے پاک اور بے جہت اور بے کیف مانگے۔
مُرشِد: راہ نما، ہادی، یہاں پیر کے لئے یہ لفظ استعمال ہوتا ہے۔
مُرطِبات: وہ دوائیں جو دماغ کو تر کرنے والی ہوں۔
مُستحضر: وہ بات جو ذہن میں ہو۔ کسی بات کو یاد رکھنا ذہن میں رکھنا۔
مسلك: راستہ، طریقہ، دستور۔
مُشاھدہ: دیکھنا۔ صوفیاء کی اصطلاح میں ''اللہ تعالیٰ کے نور کا نظارہ کرنا۔''
مَشِیْخَتْ: بزرگی، شیخ ہونا۔
مِصداق: وہ چیز جس پر کوئی معنی بولے جا سکیں جیسے حسن سیرت اس کو کہتے ہیں اور اس کا مصداق آپ ہیں۔
مطلوب: طلب کیا گیا، مانگا گیا، شیخ۔
مُلَقِّن: تلقین کرنے والا۔ تعلیم کرنے والا۔

مَلکۂ یادداشت: یادرکھنے کی ماہرانہ صلاحیت۔اس طرح یادرکھنا کبھی بھول نہ ہو۔

مُناجات: سرگوشی، دعا، عرض، التجا، وہ نظم جس میں خدا کی تعریف اور اپنی عاجزی کا اظہار کرکے دعا مانگی جائے۔دعائیں۔

مُنتھی: انتہا کو پہنچا ہوا، پورا، کامل یہاں وہ شخص مراد ہے جو سلوک کی انتہا کو پہنچا ہوا ہو۔

مُنحصر: جس پر کوئی چیز موقوف ہو۔

مَنصب: رتبہ، عہدہ، رتبہ، خدمت۔

مُنطبق: برابر، موافق ٹھیک ٹھیک۔

میلان: توجہ، رجحان۔

(ن)

ناکارہ: بے کار، فضول۔

نُزول: اترنا، ٹھہرنا، تصوف میں ''سالک کا عروج کے بعد واپس اترنا۔''

نسبت: کسی چیز کی طرف منسوب ہونا۔کسی چیز سے لگاؤ ہونا۔صوفیاء کی اصطلاح میں ''مقبولیت یا حضور مع اللہ کو کہتے ہیں۔''

نفس (کی حقیقت): انسان کے اندر ایک طاقت ہے جس سے وہ کسی چیز کی خواہش کرتا ہے اس کو نفس کہتے ہیں۔

نَھی: روک، منع کرنا۔وہ حکم جو کسی کو کوئی کام نہ کرنے کے لئے دیں۔یہاں اللہ تعالیٰ نے جن کاموں سے منع کیا ہے وہ مراد ہیں۔جمع نواہی۔

(و)

وَارِدْ: آنے والا۔صوفیاء کے ہاں ''وہ حال جو ذکر و شغل کی وجہ سے آئے'' جمع واردات۔

وَجْدْ: صوفیاء کی اصطلاح ''کسی عجیب و غریب پسندیدہ چیز کا غلبہ جو ریاکاری اور مکاری سے نہ ہو وجد یا حال یا جذبہ کہلاتا ہے۔''

وجدان: جاننے اور معلوم کرنے کی قوت (باطنی حس، چھٹی حس)۔

وضع قطع: شکل و صورت۔

وظیفہ: وہ کام جو روزانہ پابندی سے کیا جائے۔یہاں روزانہ کے ذکر و شغل کے معمولات کو کہتے ہیں۔جمع وظائف۔

تمہید

بتويب تربيت السالك و تنجية المهالك.

شیخ کا عہدہ ایک بہت بڑا عہدہ ہے کیونکہ دعوت الی اللہ (لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلانا) نبوت کا عہدہ ہے اور شیخ کا عہدہ اس کا نائب ہے۔ اس لئے اس کے بڑا ہونے میں کیا شبہ ہوسکتا ہے۔ اسی لئے بزرگوں کا مشہور مقولہ ہے ''الشیخ فی قومہ کالنبی فی امتہ'' (ترجمہ: کہ شیخ اپنی قوم میں ایسا ہوتا ہے جیسا کہ نبی اپنی قوم میں ہوتا ہے۔) حضرت حافظ شیرازی رحمۃ اللہ تعالیٰ بھی اسی طرف اشارہ فرماتے ہیں ؎

نہ ہر کہ چہرہ بر افروخت دلبری داند ‏ ‏ نہ ہر کہ آئینہ سازد سکندری داند

ہزار نکتۂ باریک تر ز مو اینجاست ‏ ‏ نہ کہ ہر سربتر اشد قلندری داند

❶ ہر چہرے کو آراستہ کرنے والے کے لیے ضروری نہیں ہے کہ وہ دلبری بھی جانتا ہو (جیسے) ہر شخص جو آئینہ رکھنے والا ہو اس کے لیے ضروری نہیں کہ وہ سکندری بھی جانتا ہو۔

❷ اس راستے میں ہزار نکتے بال سے باریک ہیں (اس لیے) ہر سر منڈانے والے کے لیے ضروری نہیں ہے کہ وہ قلندری بھی جانتا ہو۔

(مطلب یہ ہے کہ جو شخص چار باتیں سیکھ لے وہ شیخ تھوڑی ہو جاتا ہے)۔ (خطبات حکیم الامت ۳۷۶/۸)

اس عہدہ کی دو باتیں ایسی ہیں جن سے اس عہدہ والے کے حق پر ہونے یا صرف حق پر ہونے کا دعوی کرنا معلوم ہو جاتا ہے۔ پہلی بات یہ ہے کہ وہ طالبین کی استعداد اور (ان کے) مزاج کی خصوصیات پہچاننے میں پوری مہارت رکھتا ہو۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس میں ارشاد و تربیت کی شان مکمل طور پر ہو۔ مشائخ کی اونچی شان ان کی ارشاد و تربیت کی شان سے معلوم کی جاتی ہے اور خواص کے ہاں ان کے مشہور ہونے کی وجہ یہی ارشاد تربیت کی شان ہوتی ہے۔ جو شیخ اپنے زمانے میں اس ارشاد و تربیت کی شان میں موجودہ تمام لوگوں پر فضیلت رکھتا ہو اس کو قطب الارشاد کہا جاتا ہے۔ جیسے سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی قدس سرہ اور حضرت غوث پاک قدس سرہ وغیرہ ہیں۔

یہ بات بھی قابل لحاظ ہے کہ ان حضرات اکابر کی تربیت کا طریقہ کیا تھا؟ اور کیا اب بھی مشائخ کا وہی طریقہ ہے یا اس میں تبدیلی آگئی ہے۔ پہلی بات (کہ ان اکابر کی تربیت کا طریقہ کیا تھا) کے بارے میں عرض ہے کہ شیخ محی الدین ابن عربی نے اپنے رسالہ ''آداب الشیخ والمرید'' قصہ نمبر (۱۴) میں تحریر فرماتے ہیں ''ضروری ہے کہ شیخ انبیاء کے دین

طبیبوں کی تدبیر (علاج) اور بادشاہوں کی سیاست سے آراستہ ہو (جب اس کے پاس یہ چیزیں ہوں تو) اب اس کو استاد کہا جائے گا۔ شیخ کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ کسی کو پرکھے بغیر مرید نہ بنائے (یعنی بیعت نہ کرے) اور ''مواقیت'' میں ابراہیم دسوقی سے منقول ہے کہ ''اگر کوئی فقیہہ تمام عبارات اور تمام احکام کو بغیر کسی کمی کے پوری طرح کرے جس طرح اللہ تعالیٰ نے ان کو کرنے کا حکم فرمایا ہے تو اس کو شیخ کی ضرورت نہیں ہے۔ ہاں اگر وہ ان عبادات اور احکام کو کمی یا کسی مرض وغیرہ کے ساتھ کرتا ہے تو پھر اس کو کسی (ماہر) طبیب کی ضرورت ہوتی ہے کہ وہ اس کا علاج کرے تا کہ اس کو شفا حاصل ہو۔ اسی وجہ سے تابعین (رحمہم اللہ تعالیٰ) کو تنہائی میں رہنے اور مجاہدہ و مشقتیں کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔

ان عبارتوں سے معلوم ہوا کہ ان اکابر کا (سلوک سے) مقصود صرف نفس کی اصلاح اور شرعی احکام کا اخلاص کے ساتھ کرنا ہے اور ممنوعہ باتوں سے بچنا تھا۔ شیخ اور مرید میں طبیب اور مریض کا تعلق تھا۔ اور اصلاح ایک مستقل فن تھا جیسا کہ تدبیر الاطباء کے لفظ سے سمجھ میں آتا ہے۔ شیخ کے شیخ ہونے کا دعوی بھی اسی وقت مانا جاتا تھا کہ جب وہ عبادتوں کے اسباب اور امراض (کو جانتا ہو اور) ان کے علاج سے پوری طرح واقف ہو اور (وہ) مرید کو ان باتوں کی تعلیم پر عمل کراتا ہو۔ اور ضرورت کے وقت سیاست (سزا و تنبیہ وغیرہ) سے بھی کام لیتا ہو اور مرید کو ان باتوں سے بے لگام (آزاد) نہ چھوڑتا ہو۔

آہستہ آہستہ ایسی تبدیلی آئی کہ یہ فن تقریباً مردہ ہوگیا۔ عوام تو کیا خواص بلکہ خواص کے خواص جو کہ مسند ارشاد (تربیت کے عہدہ) پر بیٹھنے والوں میں سے بھی اکثر اس فن کی حقیقت کو نہ جاننے لگے۔ جب طبیب ہی بیمار ہو یا اصول (طب) کے مطابق علاج نہ کرے تو پھر بیماروں کے اچھا ہونے کی کیا صورت (ہوگی)؟ کیونکہ رائی العلیل علیل (کہ بیمار کی رائے بھی بیمار ہوتی ہے خواہ حقیقی ہو یا حکمی ہو)۔

اس لئے محققین مشائخ کے یہاں بھی ارشاد و تربیت کا تعلق بھی صرف اذکار و اشغال کی تعلیم میں ہی ہوگیا۔ مشائخ نے اپنے عہدہ کا فرض اسی تعلیم کو سمجھا اور طالبین نے ان (اذکار و اشغال) کی پابندی اور ان پر کیفیات اور احوال کے پیش آنے کو اللہ تعالیٰ تک پہنچنا سمجھا اگرچہ باطن بری عادتوں کبر، حسد اور ریا وغیرہ جیسے برے اخلاق سے بھرا ہوا ہو حالانکہ کیفیات کا حاصل ہو جانا اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبولیت کی دلیل نہیں ہے کیونکہ خاص طریقوں سے یہ باتیں تو فاسقوں (گناہ گاروں) بلکہ کافروں کو بھی حاصل ہو جاتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی عادت ہمیشہ جاری ہے کہ مردہ راستے کو زندہ کرنے کے لئے ہمیشہ انبیاء، علماء اور مجددین کو کھڑا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی اسی ہمیشہ کی عادت کے مطابق اس زمانہ میں بھی علماء و مشائخ کو کھڑا فرمایا ہے۔ ان (علماء و

مشائخ) میں ایک حضرت مجدد الملت محی السنّت قامع البدعت سیدی و مولائی شاہ محمد اشرف علی صاحب مدظلہ العالی ہیں۔ بلاشبہ آپ اس صدی کے مجدد اور غزالی وقت حکیم الامت ہیں۔ آپ کی تربیت وارشاد کی شان پہلے مشائخ جیسی ہے۔ (آپ نے) تصوف کی اہم اور مختصر حقیقت بڑے زمانے کے بعد ایسی صاف اور واضح اور تفصیل سے بیان کر دی ہے کہ اس کی حقیقت سمجھنے میں کسی قسم کی پوشیدگی نہیں رہی۔ میں (یہ بات) بلند آواز سے کہتا ہوں جس کا جی چاہے آپ کی کتابوں اور ملفوظات سے اس کا فیصلہ کرے۔ عیاں راچہ بیاں۔ (جو بات ظاہر ہو اس کو بیان کرنے کی کیا ضرورت ہے)۔

اس طرح یہ مضامین تقریباً ساری کتابوں میں ملتے ہیں مگر اس موضوع میں "تربیت السالک" خصوصیت کے ساتھ بے نظیر (الجواب) کتاب ہے۔ یہ کتاب متفرق رسالوں میں چھپ کر کبھی کبھی کافی عرصے سے شائع ہو رہی ہے۔ جس میں اصلاح و تربیت کے فن کا قیمتی خزانہ ہے۔ آج تک تربیت کے فن میں کوئی کتاب ترتیب نہیں دی گئی ہے جس میں (اس فن) تربیت کے اصول وفروع (بڑے چھوٹے تمام مسائل) لکھے گئے ہوں۔ سالکین کو پیش آنے والے ہر قسم کے حالات، سوالات اور حضرت نے ان کے بارے میں جو تحقیقات بیان فرمائی ہیں۔ اس میں جو حالات ہیں وہ کمی زیادتی کے ساتھ ہر شخص کی حالت کے مطابق ہو سکتے ہیں جس سے (آدمی) کو اپنا اچھا یا برا حال معلوم ہو جاتا ہے۔

میرے خیال میں اس (کتاب) کا ہر مسلمان کے پاس ہونا بہت ضروری ہے مگر کیونکہ اس کے مضامین ایک دوسرے میں ملے ہوئے تھے (کہ ایک مضمون کی بات ایک جگہ نہیں تھی بلکہ ایک مضمون کی بات مختلف مضمون میں ملی ہوئی تھی) جس کی وجہ سے ایک قسم کی بات پوری طرح ایک جگہ جمع نہیں ملتی تھی اور جو چیز ایک جگہ جمع ہو اس کا نفع اس چیز سے جو ایک جگہ جمع نہ ہو ظاہر ہے کہ زیادہ ہوتا ہے۔ اس لئے مولوی عبدالمجید صاحب سلمہ کی درخواست پر مولوی خیر محمد صاحب سلمہ جالندھری نے اس کتاب کو بہت ہی اچھے طریقے سے بابوں کی شکل میں تقسیم کر دیا ہے اور (اس طرح) یہ مجموعہ بہت اچھا ہو گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ دونوں مولانا صاحبان کی کوشش قبول فرمائیں اور سارے مسلمانوں کو اس سے فائدہ پہنچائیں اور حضرت (تھانوی) مدظلہم العالی کے فیوض و برکات کو بہت دیر تک اس خیر و خوبی کے ساتھ جاری رکھیں۔ آمین

فقط

(از مولوی وصی اللہ عفی عنہ آستانہ عالیہ اشرفیہ تھانویہ کے خادموں میں سے ایک خادم)

نوٹ: قارئین کو معلوم ہونا چاہئے کہ اس کتاب میں ۱۳۲۰ھ سے ۱۳۵۰ھ تک کا مجموعہ شائع ہو گیا ہے۔ حضرت والا نے جو ذیقعدہ مہینہ کے (رسالے) تربیت السالک وتنبیہ الہالک) کے مقدمے کے آخر میں فرمایا ہے کہ جو مضامین امداد الفتاویٰ اس رسالہ (تربیت السالک) کے رنگ کے نقل کئے گئے ہیں ان کو (اس رسالہ

تربیت السالک میں) لکھنے کا ارادہ ہے۔ وہ مضامین بھی (رسالہ) التکشف سے نقل کر کے اس میں شامل کر دیئے گئے ہیں۔

الحمدللہ! اب یہ مجموعہ ان تین چیزوں پر مشتمل ہے۔

1. ایک تمہید جو احقر نے حضرت مولانا اختر محمد صاحب کے مشورہ سے لکھی ہے۔
2. دوسرا خطبہ جو حضرت والا نے تحریر فرمایا ہے۔
3. تیسرا اصل کتاب جو ایک مقدمہ اور ناظرین کی آسانی کے لئے نیچے دیئے گئے ابواب پر منقسم کر دی گئی ہے۔

مقدمہ، طریقت اور حضرت والا کی ارشاد و تربیت کی شان کی خصوصیات اور دوسری ضروری باتوں کے بیان میں ہے۔

پہلا باب: بیعت اور شیخ کی صحبت کے بیان میں۔

دوسرا باب: اخلاق حمیدہ کے بیان میں۔

تیسرا باب: اخلاق رذیلہ کے بیان میں۔

چوتھا باب: اعمال کے بیان میں۔

پانچواں باب: احوال کے بیان میں۔

چھٹا باب: ذکر و شغل کے بیان میں۔

ساتواں باب: خواب اور کشف کے بیان میں۔

آٹھواں باب: وساوس کے بیان میں۔

نواں باب: متفرق چیزوں کے بیان میں۔

خطبہ تربیت السالک وتنجیۃ الھالک

اما بعد الحمد والصلوۃ فقد قال اللّٰہ تعالٰی ﴿ولکن کونوا ربانیین الا به وهو الذی یری الناس﴾ بصغار العلوم قبل کبارها کما قال ابن عباس رضی اللّٰہ تعالٰی عنه.

یہ آیت بناء تفسیر مذکور تربیت دینیہ کو بلحاظ استعداد مامور بہ بتلا رہی ہے۔ جس کے مختلف ومتعدد شعبوں میں ایک خاص قسم تربیت کی علما وعملا قریب قریب مفقود ہو رہی ہے۔ اور وہ تربیت باطن کی ہے۔ باعتبار مقامات و احوال وافعال وآثار وارادات وخطرات کے۔ اور تجربہ ہے کہ بدون اس تربیت خاص کے اصلاح باطن کی نہیں ہوتی۔ اور جس کو بدون اس کے اصلاح سمجھا جاتا ہے وہ خود حالت غیر مقصود ہے۔ اور اس غلطی میں بکثرت مستفیدین ومفیدین مبتلا ہیں۔ الحمد للہ والمنۃ کہ شیخین جلیلین حضرت مولانا ومرشدنا الحافظ الحاج الشاہ محمد امداد اللہ صاحب تھانوی ثم المکی۔ اور ان کے خلیفہ اعظم حضرت مولانا وہادینا، الحافظ الحاج رشید احمد صاحب گنگوہی قدس سرہما وعم برہما کی خدمات بابرکات کی حاضری وکثرت لزوم کی بدولت اس تربیت کے اصول صحیحہ جو گوش و ہوش تک پہنچے وہ اپنے لئے بھی اور دوسرے طالبین کے لئے بھی غلطیوں سے نکالنے والے اور تشویش وکلفت سے بچانے والے اور امر حق تک پہنچانے والے اور شفا وجمعیت کے بخشنے والے ثابت ہوئے اس لئے اپنا بھی دل چاہا اور بعض اکارم احباب نے بھی تحریک فرمائی۔ کہ اس قسم کے جو خطوط آیا کریں اور ان کے جواب جایا کریں اگر وہ نقل کر لئے جایا کریں اور جب کچھ معتد بہ حصہ ہو جایا کرے وقتا فوقتا شائع کر دیئے جایا کریں۔ تو مبتلی بہ کے لئے ایک نہایت بکار آمد دستور العمل تیار ہو جائے۔ چنانچہ شوال ۱۳۲۹ھ سے اس کا سلسلہ شروع ہوتا ہے۔ اللہ تعالٰی سے دعائے اتم کرتا ہوں اور اس کا نام تربیۃ السالک رکھتا ہوں اور ان مضامین میں بعضے سوال و جواب کی شکل میں ہیں اس کی علامت س اور ج ہے اور بعضے جو اپنے حال کی اطلاع دیتے ہیں اور اس پر رائے ظاہر کی جاتی ہے۔ اس کو بلفظ حال وتحقیق لکھا گیا ہے۔ اور گو یہ مضامین دقیق اور لذیذ نہیں ہیں مگر نسخہ طبیبہ میں نہ غموض ہوتا ہے اور نہ کسی کو اس پر وجد ہوتا ہے۔ ایسے مضامین غامضہ علمیہ کی امداد الفتاویٰ میں نقل ہونے کا التزام کیا گیا ہے۔ اور امداد الفتاویٰ میں جو مضامین اس رسالہ کے رنگ کی نقل کر دی گئی ہیں۔ اس رسالہ میں ان کے لینے کا بھی ارادہ ہے اور ایک خط کے مضامین کو دوسرے خط کے مضامین سے متمیز کرنے کے لئے درمیان میں ایک خط فاصل بنا دیا گیا تا کہ ہر خط کے اجزاء کا تناسق سہولت سے سمجھ میں آ سکے۔

کتبہ اشرف علی عفی عنہ

چھٹا باب

ذکر و شغل کے بیان میں

ارادے سے زبانی تسبیح بھی موثر (اثر کرنے والی) ہے

حال: فجر سے پہلے پارہ تسبیح اور فجر کے بعد تیرہ ہزار مرتبہ اسم ذات (کا ذکر کرتا ہوں) اس کے بعد قرآن مجید حفظ کرتا ہوں اس کے بعد صرف ونحو (عربی گرامر) کی چند کتابیں پڑھاتا ہوں۔ ظہر کے بعد بارہ ہزار اسم ذات کرتا ہوں پھر اس کے بعد بخاری شریف کا مطالعہ کرتا ہوں۔ کبھی رات یا دن میں فتوح الغیب وغیرہ (کا مطالعہ بھی کرتا ہوں) یہ میرے معمولات ہیں مگر ؎

بر زبان تسبیح و درد دل گاؤخر ✿ ایں چنیں تسبیح کے دارد اثر

ترجمہ: ”زبان پر تسبیح اور دل میں دنیاوی خیال اس طرح تسبیح پڑھنے سے کیا اثر ہوگا۔“

تحقیق: خدا جانے کس کا شعر ہے۔ تجربہ ہے کہ اس طرح ذکر کرنے میں بھی اثر ہے مگر شرط یہ ہے کہ اثر کا ارادہ ہو یعنی خشوع کا نقد اور رضاء وثواب کا ادھار (یعنی آخرت میں) البتہ اگر یہ بھی یعنی خشوع کا نقد اور اللہ تعالیٰ کی رضا اور ثواب کا آئندہ کے لئے ارادہ ہو لیکن اگر یہ بھی ارادہ نہ ہو تو ”انما الاعمال بالنیات“ اعمال کا دارومدار نیت پر ہے کی وجہ سے یہ شعر صحیح ہے۔ مگر آپ تو اس سے محفوظ ہیں۔

سلطان الاذکار کے آثار

نماز پڑھنے کے وقت میں خصوصاً مغرب کی نماز میں زیادہ تر التحیات میں قلب سے ایک قسم کی کشش پیدا ہو کر بدن میں لرزا ہو جاتا ہے کپکپاہٹ ہو جاتی ہے۔ اکثر دل سے ذکر جاری ہو جاتا ہے کبھی زبان سے بھی ذکر جہر جاری ہو جاتا ہے۔ اکثر اس قسم کی کشش سی محسوس ہوتی ہے۔

تحقیق: مبارک ہو یہ ذکر کے غلبہ کے آثار ہیں جس کو اصطلاح میں سلطان الاذکار کہتے ہیں۔ نماز میں ایسا

ہونا نماز کے ساتھ پوری مناسبت ہو جانے کی علامت ہے۔ یہ دوسری پسندیدہ اور مقبول کیفیت ہے اللہ تعالیٰ برکت واستقامت بخشے۔

حال: مراقبہ ترک ہو جاتا ہے (اس کی) وجہ یہ ہے کہ بندہ کو پڑھانے کا مشغلہ زیادہ ہو گیا۔

تحقیق: کچھ غم کی بات نہیں پڑھانا بھی عبادت ہے مقصود اس کا اور مراقبہ کا مشترک اور ایک ہے۔ لیکن اگر کسی وقت مراقبہ بھی ہو جائے اگرچہ تھوڑا ہی ہو زیادہ مفید اور اچھا ہے۔

حال: اجازت کے مطابق کبھی دوضربی ذکر جہر کے ساتھ کر لیتا ہوں۔ اس ذکر میں زبان شیریں ہو جاتی ہے اور بہت لذت محسوس ہوتی ہے۔

تحقیق: معنوی مٹھاس کا ظاہر ہو جانا یہ ذکر کے سرایت کر جانے کی علامت ہے۔ جس کی طرف حدیث میں اشارہ ہے۔

"فی لحمی نورا فی شعری نورانی عصبی وفی دمی الخ"

ترجمہ: "کہ اے اللہ! میرے گوشت میں نور بھر دیجئے، میرے بالوں میں نور بھر دیجئے، میرے پٹھوں اور خون میں نور بھر دیجئے۔"

یہ بھی سلطان الذکر کے آثار میں سے ہے۔

حال: ذکر اشغال کے وقت ایک مرتبہ آسمان سے مجھ تک روشنی آئی اور مسجد کو بھی روشن کر دیا اور ایسا ہی پیچھے کی جانب سے ہوا۔ رات کو جب سوتا ہوں تو اکثر تمام بدن پر یا آدھے بدن پر یا آنکھوں میں روشنی سی ہو جاتی ہے۔

تحقیق: یہ روشنی ذکر کے انوار (میں سے) ہے۔ مبارک ہو کسی سے ذکر نہ کریں اور ذکر کو بغیر عذر کے ناغہ نہ کریں اور اس کو کمال نہ سمجھئے اور اپنے کو بزرگ نہ سمجھئے مگر نعمت سمجھ کر شکر کریں۔ پھر بھی اطلاع دیں اور شرع کی سخت پابندی رکھیں اس کے بغیر صرف روشنی مفید نہیں ہے۔

حال: رات کی کیفیت یہ ہے کہ مراقبہ کی حالت خواب کی طرح ہو کر ایک رات یہ ہوا کہ گویا کسی نے اذان اور اذان کے ختم پر بہت زور سے "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ" کہا کلمہ اذان سن کر بیدار ہو گیا۔

تحقیق: مبارک ہو۔ یہ عالم قدس کے ساتھ ملنے اور مناسبت کی علامت ہے۔

حال: اس سے پہلے ایسی ہی مذکورہ حالت میں بہت زور سے حَیٌّ سنا اور میں بیدار ہو گیا۔

تحقیق: وہی جواب یہاں بھی سمجھئے۔

حال: مراقبہ کی حالت میں بالکل بیداری جاگنے کی حالت میں خیال آتا ہے کہ دو تھوڑی روشنیاں گویا میرے

قلب کی بائیں طرف اترتی ہیں آہستہ آہستہ تمام جسم پتھر کی طرح بھاری ہو جاتا ہے گویا برداشت نہیں ہوتی۔ پھر یہ حالت ختم ہو جاتی ہے۔

تحقیق: علم کے انوار ہیں جو چراغ نبوت سے حاصل ہوئے ہیں۔ ''وثقله مستفاد من ثقل الوحی'' اور اس کا بھاری ہونا وحی کے بھاری ہونے کی وجہ سے ہے۔

حال: دن کی کیفیات۔ کیفیات نہار۔ سلطان الاذکار کے مراقبہ میں اکثر تمام وجود میں روئی دھننے والے کے روئی دھننے کی طرح کا خوف معلوم ہوتا ہے جو آہستہ ختم ہوتا ہے۔

تحقیق: کیفیات وآثار سلطان ذکر سے ہے کہ ذکر اسی مثالی شکل سے بدن میں سرایت کرتا ہے۔

حال: رات کو گویا آہستہ روشنی ہونے لگی اور اس روشنی میں تمام جسم دیکھنے میں آیا۔

تحقیق: لطائف کے انوار ہیں۔

حال: دن کے سلطان الاذکار کے مراقبہ میں خواب کی طرح ہوکر ایک روز دیکھتا ہوں کہ ایک روشنی اپنے تمام جسم پر لباس پہنے ہوئے کئی روز تصور میں آتی تھی اس کے بعد عنقریب ایک روز ننگی تصور میں آ گئی۔

تحقیق: وہ روشنی روح کی مثالی صورت ہے اور اس کا لباس عالم اجسام سے اس کا تعلق ہے اور اس کا برہنہ دیکھنا ملانے والا سمندر ہے۔

حال: سارے بدن میں روئی دھننے کی آواز کی طرح معلوم ہوتا تھا۔

تحقیق: یہ حرکت عروق کی طرح ہے جو ذکر کے غلبہ سے اس صورت سے متخیل (خیال میں) ہوئی یہ منجملہ آثار سلطان الاذکار کے ہے۔

حال: جیسا کہ کلام مجید جیسا نظر کے سامنے ہے اور میں ناظرہ پڑھتا ہوں۔

تحقیق: باطن کے دین میں رنگے جانے ہونے کی صورت وعلامت ہے۔

حال: رات کے مراقبہ میں مشابہ خواب (کی طرح) ہوکر دیکھتا ہوں کہ میں ایک مصلیٰ پر نماز ادا کرتا ہوں اور نماز میں سہو ہوگیا اسی کو لوٹاتا ہوں۔ آپ بھی ایک مصلیٰ پر تسبیح وتلاوت کرتے ہیں اور (آپ کے) سر پر سفید عمامہ ہے۔ اور میرے پیچھے بھی بہت لوگ تسبیح ہاتھ میں لے کر تلاوت کرتے ہیں مگر تسبیح جدیدہ ہیں۔

تحقیق: یہ باطنی فائدہ حاصل کرنے اور پہنچانے کی شکل ہے۔

نیچے ذکر کئے گئے سوالات ایک ذاکر نے زبانی پوچھے تھے جن کے جوابات زبانی دے دیئے گئے تھے ان ذاکر کو حضرت کی جانب سے (بیعت کی) اجازت دی گئی ہے۔ ان ذاکر صاحب نے اسی سوال جواب کو خود لکھ کر محفوظ کرلیا تھا جو ذیل میں لکھے جاتے ہیں

سؤال ①: حضرت قبلہ مدظلہ سے پوچھا گیا کہ سلطان الاذکار ذکر کے وقت ایک آواز سنی جاتی ہے (یہ کیا چیز ہے)۔

جواب: ارشاد فرمایا: ''یہ آواز یا تو عالم ملکوت (فرشتوں کے عالم) سے ہوتی ہے یا عالم ناسوت (دنیا کے عالم) سے ہوتی ہے دونوں صورتوں میں پسندیدہ ہے۔ بعض جاہل صوفیاء کہتے ہیں کہ ہر آواز جو اس حالت میں ذاکر سنتا ہے اللہ تعالیٰ کی آواز ہوتی ہے۔ بہرحال ان کی یہ بات صحیح نہیں ہے کیونکہ محققین (صوفیاء) سے یہ بات ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے قول کے لئے نہ آواز ظاہر ہوتی ہے اور نہ ہی الفاظ ظاہر ہوتے ہیں کیونکہ یہ (دونوں چیزیں) مخلوق ہیں۔ اس کی طرف توجہ نہیں کرنی چاہئے مقصود اللہ تعالیٰ عبادت اور خوشی (کو حاصل کرنا) ہے۔''

سؤال ②: حضور قبلہ سے پوچھا گیا کہ (ذکر) پاس انفاس میں نیند غالب ہوگئی اس وقت دیکھا کہ اپنا جسم ایک لاش ہو گیا ہے۔

جواب: ارشاد فرمایا: ''یہ بھی پسندیدہ اور مقصود ہے اور فنا کے آثار میں سے ہے۔'' پھر فرمایا: ''فنا کی دو قسمیں ہیں ① فناء الذات (ذات کا فنا ہونا) ② فناء الصفات (صفات کا فنا ہونا) فناء الصفات یہ ہے کہ حسد، غصہ، کینہ اور بعض بری صفات ختم ہو جائیں اور فناء الذات یہ ہے کہ اپنی ذات اور ہستی کی طرف توجہ نہ رہے اور خود کو لاش سمجھا'' اور بھی کچھ باتیں فرمائیں جو حافظہ کی کمی کی وجہ سے یاد نہ رہیں۔

۱۱ محرم ۱۳۳۲ھ بدھ کی رات حضور پرنور سے ایک خواب کی تعبیر پوچھی گئی کہ ساحل سمندر پر ایک درخت دیکھا اور خود کو اس پر بیٹھا ہوا دیکھا اور حنا کی خوشبو کبھی حجرہ اور کبھی مسجد میں محسوس ہو رہی تھی۔ سلطان الاذکار میں چڑیا کی آواز اور کبھی دوسرے پرندوں کی آواز سنی گئی۔

حضور قبلہ نے ارشاد فرمایا: ''حنا کی خوشبو عالم برزخ میں روح کی خوشبو معلوم ہوتی ہے یہ بھی بہتر ہے اور چڑیا کی آواز یا تو عالم ملکوت (فرشتوں کے عالم) سے یا عالم ناسوت (دنیا کے عالم) سے دماغ کا تصرف ہے۔

دونوں احتمال ہیں لیکن کیونکہ یہ یکسوئی کو پیدا کرنے والے ہیں اس لئے ہر حالت میں پسندیدہ ہیں۔ تمہارا خواب مبارک ہے۔ اور شجرۂ طیبہ آخر تک بیان فرمایا۔

۱۶ محرم ۱۳۳۲ھ بدھ کی رات حضرت قبلہ مدظلہ سے پوچھا گیا کہ سلطان الاذکار کے وقت اپنا جسم چھوٹا لگا اور مزہ بہت آیا۔

(حضرت نے) ارشاد فرمایا: ''یہ ذکر کے آثار ہیں انشاء اللہ تعالیٰ فائدہ ہوگا۔''

بیس محرم ۱۳۳۲ھ کی رات حضور قبلہ مدظلہ سے پوچھا گیا کہ سلطان الاذکار میں جسم کی رگیں ہلتی ہوئی محسوس ہوتی ہیں۔

(حضرت نے) ارشاد فرمایا: ''الحمد للہ! ذکر سے فائدہ ہوا اور یہ دل کی یکسوئی بتاتا ہے۔ مقصود یکسوئی اور طبیعت کا یکسو ہونا ہے۔''

۲۸ محرم ۱۳۳۲ھ ہفتہ کے دن حضرت قبلہ سے پوچھا گیا کہ سینہ میں حرکت معلوم ہوتی ہے۔

(حضرت نے) ارشاد فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کا شکر ہے یہ سلطان الاذکار کا اثر ہے۔ اسی تاریخ میں ایک خواب بیان کیا گیا کہ بزرگان دین کی ایک جماعت کو دیکھا۔ اس میں حضرت گنگوہی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ بھی تھے۔ ان میں سے ایک شخص نے مجھ سے کہا: تمہارا مقصود ہوا ہے۔''

(حضرت نے) ارشاد فرمایا: ''یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہوا کی طرح ہیں انسان ان کو محسوس نہیں کرسکتا بلکہ اللہ تعالیٰ کو حاصل کر لینے کے بعد بھی انسان محسوس نہیں کرسکتا ہے جیسا کہ حضرت رومی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ نے کہا ہے ؎

ماہمہ شیراں ولے شیر علم ❁ حملہ شاں ازباد باشد دمبدم
حملہ شاں پیدا و ناپیداست باد ❁ آنکہ ناپیداست ہرگز کم مباد

ترجمہ

❶ (فرض کیا کہ) ہم سب شیر (ہیں) مگر جھنڈے (کی تصویر) کے شیر (ہیں اور) ہمارا حملہ (جو) مسلسل (ہوتا ہے تو) ہوا (کی حرکت) سے ہوتا ہے۔

❷ ہمارا حملہ نظر آتا ہے اور ہوا نظر آنے والی نہیں ہے (دعا ہے کہ) وہ ذات پاک جو نظروں میں محسوس ہونے سے پاک ہے (ہمارے دلوں سے) اس کی تجلیات کبھی ختم نہ ہوں۔ (مفتاح: ۱/۲۵۵)

مطلب یہ ہے کہ پرچم پر شیر کی تصویر بنا دیتے ہیں جب ہوا چلتی ہے تو وہ شیر حملہ کرتا ہوا لگتا ہے تو اصل

میں شیر حملہ نہیں کر رہا بلکہ ہوا اسے ہلا رہی ہے اور شیر نظر آتا ہے اور ہوا نظر نہیں آتی ہے تو اصل ہستی تو اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اور باقی ساری چیزیں اسی وجہ سے ہیں اب چیزیں نظر آتی ہیں تو اللہ کرے ہمیں حقیقی ذات نظر آجائے۔ (کلید مثنوی بتصرف: ۱/۱۹۶ دفتر اول)

انشاء اللہ تعالیٰ فائدہ ہوگا۔

دو صفر ۱۳۳۲ھ بدھ کے دن حضرت قبلہ سے پوچھا گیا کہ سینہ میں چند جگہوں میں حرکت محسوس ہوتی ہے (حضرت نے) ارشاد فرمایا: اصل حرکت تو لطیفۂ قلب میں ہے اور دوسرے اعضاء چونکہ اس کے ساتھ ملے ہوئے ہیں اس لئے ان میں حرکت محسوس ہوتی ہے۔ یہ بھی پسندیدہ ہے اس کے علاوہ بھی کچھ الفاظ ارشاد فرمائے جو ناقص کی سمجھ میں نہیں آئے۔

چھ صفر ۱۳۳۲ھ منگل کے دن مغرب کے وقت حضرت قبلہ سے پوچھا گیا کہ بندہ کی رگیں بغیر حبس دم (سانس روکے بغیر) بھی سینہ میں متحرک معلوم ہوتی ہیں ایک خواب بھی (بیان کیا گیا) کہ جو دیکھا گیا ہے کہ حضرت اس مسجد میں محراب میں مشرق کی جانب بیٹھے ہوئے ہیں اور بندہ حضرت کے قریب جنوب کی جانب بیٹھا ہوا اپنا مقصود بیان کر رہا ہے۔ میرے جسم میں ہوا بہت بھر گئی ہے جس کو میں پوری طرح بیان نہیں کر سکتا خود کو زمین سے چار انگل اٹھا ہوا (ہوا میں معلق) دیکھتا ہوں۔

حضور والا نے ارشاد فرمایا: ''الحمد للہ! ذکر تمہاری رگوں میں اثر کر گیا ہے۔ یہ بہت اچھا ہے خواب میں لطیف روح کو لطیف روح کی صورت میں دیکھا گیا ہے۔ اس کے علاوہ اور باتیں بھی فرمائیں یاد نہیں ہیں۔

بارہ صفر ۱۳۳۲ھ ہفتہ کے دن حضور قبلہ سے پوچھا گیا کہ سلطان الاذکار میں حضور کا عکس دیکھا گیا ہے۔ ایک اور خواب دیکھا گیا ہے کہ فلاں مدرسہ کے قریب ایک تالاب پانی سے بھرا ہوا ہے۔ بندہ اس میں نہا رہا اور تیر رہا ہے۔

حضور نے فرمایا: سلطان الاذکار میں حضور کے عکس کو دیکھنا ثمرات (ونتائج) کے حاصل ہونے کی چابی ہے۔ پانی عالم غیب ہے اور یہ بھی مبارک ہے پھر حضرت نے یہ آیت تلاوت فرمائی ﴿وحملنا هم في البر والبحر﴾ کہ ہم نے انسان کو خشکی اور تری میں سواری عطا فرمائی۔ اور فرمایا کہ بعض حضرات کے ہاں بر (خشکی) سے مراد عالم دنیا ہے اور بحر (تری) سے مراد عالم غیب ہے مگر یہ تفسیر صحیح نہیں۔ اس کے علاوہ کچھ اور الفاظ فرمائے اور دعا فرمائی۔

۲۱ صفر ۱۳۳۲ھ اتوار کے دن حضرت قبلہ مدظلہ سے پوچھا گیا کہ سلطان الاذکار میں کچھ سیاہی معلوم ہوتی

ہے۔ حضرت نے ارشاد فرمایا: ''یہ لطیفہ خفی یا اخفی کا نور ہے۔''

۲۷ صفر ۱۳۳۲ھ ہفتہ کے دن حضرت سے پوچھا گیا کہ اپنا جسم سلطان الاذکار میں ہلتا ہے بلکہ سارا جسم ہلتا ہے۔ دوسری رات سلطان الاذکار میں دیکھا کہ ایک عالی شان مکان ہے اس میں تین آدمی ہیں ایک بوڑھا خوبصورت مشرق کی جانب منہ کئے ہوئے اور اپنی آنکھوں کو نیچے کئے ہوئے بیٹھا ہے اور دو آدمی اس بزرگ کے دائیں بائیں بیٹھے ہوئے ہیں اور ایک آدمی کالے جسم اور بڑی آنکھوں والا میرے بائیں جانب بیٹھا ہوا ہے۔

حضور نے ارشاد فرمایا: ''جسم میں یہ حرکت دل کی یکسوئی کی وجہ سے ہے اور اللہ تعالیٰ کی عبادت میں یکسوئی مقصود ہے۔ بزرگوں کی صورتیں اس طریقت کے پیروں کی پاک روحیں ہیں اور جو آدمی اپنی بائیں جانب دیکھا گیا ہے وہ شیطان علیہ اللعنہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے محفوظ فرمایا ہے۔'' اس کے علاوہ چند دوسرے الفاظ فرمائے بھول گیا۔

پہلی ربیع الاول بدھ کے دن حضرت سے پوچھا گیا کہ سلطان الاذکار میں ایک شخص بائیں جانب نظر جو ننگے سر تھا۔ دوسری رات سلطان الاذکار میں سفید ٹیکہ نظر آئی۔

حضور نے ارشاد فرمایا: ''وہ شخص شیطان ہے جب بھی نظر آئے لاحول پڑھو اور شیخ کا تصور اس وقت کرنا چاہئے۔ وہ سفیدی لطیفۂ روح کا نور ہے سب پسندیدہ ہیں۔

چار ربیع الاول ۱۳۳۲ھ ہفتہ کے دن حضور جو کہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے ہادی ہیں سے پوچھا گیا کہ سلطان الاذکار میں جب شیطان کو دیکھا گیا تو لاحول پڑھا گیا اور حضرت کا تصور کیا گیا (مگر) چند منٹ کے بعد دوسری بار شیطان آ گیا اس وقت حضور کی آواز سنی گئی (جاؤ ان کے پاس مت آؤ ان کو چھوڑ دو) دوسری رات اسی طرح سلطان الاذکار نا تمام سنا گیا اور معلوم ہوا کہ کچھ لوگ بیٹھے ہوئے باتیں کر رہے ہیں۔

حضور نے ارشاد فرمایا: ''شیطان کا دور ہونا بہت اچھا ہوا۔ وہ آواز میری آواز نہیں تھی کیونکہ مجھے علم نہیں تھا کہ بلکہ اللہ تعالیٰ ہادی ہیں نیک بندہ کی صورت میں فرشتہ کو بھیجا کہ وہ رہنمائی کرے۔ اذان فرشتوں کے عالم کا ذکر ہے اور یہی شان ذکر کی بھی ہے۔ باتیں کرتے ہوئے جو شخص معلوم ہوئے یہ دماغ کا تصرف ہے نقصان دہ نہیں ہے۔ سب چیزیں پسندیدہ ہیں بری نہیں ہیں۔

گیارہ ربیع الاول ۱۳۳۲ھ ہفتہ کے دن حضور سے پوچھا گیا کہ سلطان الاذکار کی حالت میں بائیں جانب کچھ سفیدی اور زردی دیکھی گئی ہے۔

حضور نے ارشاد فرمایا: ''یہ زردی لطیفہ نفس کا نور ہے اور سفیدی دماغ کی خشکی کی وجہ سے ہے۔ کدو کے تیل

سے مالش کرنی چاہیئے۔"

پندرہ ربیع الاول ۱۳۳۲ھ بدھ کے دن حضرت سے پوچھا گیا کہ سلطان الاذکار کے وقت چراغ دیکھا گیا اور وہ جلدی سے غائب ہوگیا۔ دو دن اسی طرح دیکھا گیا ہے۔

حضور نے ارشاد فرمایا: یہ لطیفہ کا نور ہے اور اس کے جلدی چلے جانے میں اللہ تعالیٰ کی طرف رغبت جلدی ہو جاتی ہے۔ اس کا چھپا رہنا اس کے ظاہر ہو جانے سے بہتر ہے کیونکہ اس کے نظر آنے سے اس کی طرف رغبت زیادہ ہوتی ہے اور یہ چیز بعض صورتوں میں نقصان دہ ہوتی ہے۔

بیس ربیع الاول ۱۳۳۲ھ پیر کے دن حضرت سے پوچھا گیا کہ سلطان الاذکار میں اپنے جسم کو اس سے بڑا دیکھا گیا ہے اور یہ سمجھ میں آیا کہ کچھ لوگ قرآن مجید پڑھ رہے ہیں مگر پڑھنا اور الفاظ سمجھ میں نہیں آئے۔

حضور نے ارشاد فرمایا: یہ فنا اور بقا کے آثار ہیں۔ کبھی اپنا جسم دنیا کی طرح بڑا لگتا ہے اور کبھی کچھ نہیں لگتا ہے۔ یہ بھی اپنی ہستی کے فناء بقاء کی علامت ہے۔ فنا کے دوسرے معنی برے کاموں کا ختم ہو جانا ہے اور بقا کی حقیقت اچھے کاموں کا پیدا ہو جانا اور سمجھ میں آنا ہے۔ قرآن پڑھنے والوں کی آواز بھی اعمال کے آثار ہیں جو دل پر واقع ہوئے ہیں۔ اسی طرح بقا بھی دوسرے معانی کی طرح ہے۔

چار ربیع الاول پیر کے دن حضرت سے پوچھا گیا کہ پرانے احوال کے علاوہ کوئی نئی حالت نہیں ہے۔

حضور نے ارشاد فرمایا: "مقصود دل کی یکسوئی اور اللہ تعالیٰ کی رضا اور عبادت ہے۔ اس لئے پہلے والے احوال کبھی ہوں گے کبھی نہیں ہوں گے۔"

چھ ربیع الثانی ۱۳۳۲ھ بدھ کے دن حضرت قبلہ سے پوچھا گیا کہ سلطان الاذکار میں لا الہ الا اللہ کا ذکر محسوس ہوا اور خواب میں بارش سے تربتر ہوگیا۔

حضور نے ارشاد فرمایا: "جو ذکر سنا گیا ہے وہ باہر کا نہیں ہے بلکہ خود میں بھی اس (ذکر) کی خیالی صورت موجود ہے۔ خواب اگر بارش حقیقی ہے کہ وہ خیر ہے ورنہ بارش کا موسم بھی ہے۔"

بارہ ربیع الثانی منگل کے دن حضرت سے پوچھا گیا کہ سلطان الاذکار میں میرا جسم اوپر کی طرف جاتا ہوا محسوس ہوا۔

حضور نے ارشاد فرمایا: "یہ سلطان الاذکار کا اثر ہے جس کو جیسی فرشتوں کے عالم سے مناسبت ہوتی ہے ویسی حالت پیش آتی ہے۔ سلطان الاذکار بہت ہی مختلف (چیز) ہے۔

اکیس تاریخ جمعرات کے دن حضرت سے پوچھا گیا کہ ذکر میں دائیں طرف اپنا سایہ دیکھا گیا ہے۔ حضور

نے ارشاد فرمایا: "یہ عالم مثال (صورتوں کا عالم) کی مثال ہے۔ اور بھی کچھ ارشاد فرمایا جو سمجھ میں نہیں آیا۔

حال: ایک دن ذکر کے وقت یہ معلوم ہونے لگا کہ سارے بدن میں کپکپاہٹ پیدا ہوگئی اور ہاتھ اتنا کانپنے لگا کہ قابو نہ تھا اور دماغ سے قریب تھا اور ظاہری احساس کی قوت ختم ہوگئی اور آواز چڑھنے لگی۔ میں گھبرایا کہ اب تمام پڑوس کے لوگوں کو معلوم ہو جائے گا پھر اس کے بعد مشکل سے ہوش ٹھیک ہوا۔ مگر ہاتھ میں کپکپاہٹ دیر تک رہی تھی اور ایسا لگتا تھا کہ سارے مسامات سے پسینہ نکلنے والا ہی ہے مگر پھر بند ہوگیا۔

تحقیق: اگر دماغ وقلب ضعیف نہیں تو یہ حالت سلطان الاذکار کے آثار (میں) سے ہے اور مبارک ہے۔

حال: پرسوں ذکر بارہ تسبیح کر رہا تھا کہ میرے سینہ اور دونوں بازوؤں میں کچھ سنسناہٹ سی ہوکر ایک عجیب طرح کی کیفیت پیدا ہوئی۔ ایسا لگتا تھا کہ یہ تینوں عضو اور اس کے بعد گردن اور کچھ سر بھی بھاری ہوگئے ہیں۔ بھاری پن بھی کچھ عجب طرح کا تھا جس کو بیان کرنے کے لئے الفاظ نہیں ملتے۔ اس وقت بندہ صرف اثبات (الا اللہ) کی ضرب لگا رہا تھا۔ اسی حالت میں تھوڑی دیر کے بعد اس ذکر میں ایک ایسا تسلسل ہوا اور سماں بندھا کہ ایسا لگتا تھا کہ زبان بغیر ارادہ اور قصد کے خود بخود ذکر کرنے پر مجبور ہے اور لگتا تھا کہ دل سینہ میں سے اٹھ کر اوپر آجاتا ہے اور وہ بھی اندر حرکت کر رہا ہے اور زبان میں اور دل میں اس وقت ایک ایسا تعلق محسوس ہوتا تھا کہ گویا دل کی حرکت سے زبان تالو کو جالگتی ہے۔ اس وقت ذکر میں بڑی لذت معلوم ہوئی اور میری آواز بھی بہت دیر تک ویسی نہ رہی جو ہمیشہ معلوم ہوتی ہے بلکہ آواز میں ایک خاص طرح کی لطافت محسوس ہوتی تھی اور میں اس وقت خوب محسوس کرتا تھا کہ میری آواز اس وقت کیسی بدل گئی۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ کیفیت زائل ہوگئی اور آواز اپنی اصلی حالت پر لوٹ آئی۔ پھر کل اور آج چاہا کہ ویسا ہی ہو لیکن نہ ہوا۔

تحقیق: (یہ) قصد سے نہیں ہوا کرتا قصد کبھی نہ کیجئے نہ ہی نہ ہونے پر افسوس کیجئے یہ کیفیت بالکل موہوب (اللہ تعالیٰ کی عطا) ہوتی ہے جب ہو تو ہونا مفید ہے اور جب نہ ہو تو نہ ہونا مصلحت ہے ؎

بدرو وصاف ترا حکم نیست دم درکش ❁ کہ آنچہ ساقی ماریخت عین الطاف ست

ترجمہ: "گدلے اور صاف کے فیصلے کا تجھے حق نہیں خاموش رہ۔ اس لئے ہمارے ساقی نے جو ڈال دیا اس کی عین مہربانی ہے۔" (مطلب یہ ہے کہ انسان کو اپنے اچھے برے کی سمجھ نہیں ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے فیصلہ کیا ہے وہی اس کے حق میں بہتر ہے)۔

(حاشیہ دیوان حافظ: ص ۹۴ بتصرف)

اس کیفیت کا نام سلطان الاذکار ہے اس کے الوان (رنگ) مختلف ہیں جن میں بعض الوان یہ ہیں جو آپ

پر وارد ہوئے۔ حضرت شیخ جلال تھانیسری کو بکثرت یہ کیفیت پیش آتی تھی جس کی اطلاع وقتاً فوقتاً انہوں نے اپنے شیخ قطب عالم گنگوہی کو دی ہے۔ مبارک ہو۔

حال: سیدی ومولائی وسیلۂ یومی وغدی ادام ظلال برکاتہم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ الحمدللہ اب برابر وقت پر سب کام ہوتا ہے اور عرصہ سے کوئی ناغہ نہیں ہوا۔ بعض دن ایسا لگتا ہے کہ ذکر اسم ذات بدن کے کسی حصہ سے ہو رہا ہے مگر یہ معلوم نہیں ہوتا کہ کہاں سے ہو رہا ہے۔ یہ حالت کچھ دیر تک رہتی ہے مگر معلوم نہیں کیا بات ہے؟

تحقیق: یہ کیفیت سلطان الاذکار کہلاتی ہے مبارک ہو مگر کمال نہ سمجھا جائے۔

حال: اس کے بعد جاگنے کی حالت ہی میں احقر پر نزع کی (کیفیت) طاری ہوئی بدن ٹھنڈا اور بے حس ہو گیا۔ ظہر کی نماز کا وقت قریب تھا کتنا ہی اٹھنے کی ہمت کی بدن نہ ہل سکا۔ آخر کلمۂ توحید (لا الہ الا اللہ) اور ذکر اسم ذات میں مشغول ہو گیا اور نزول ملائکہ فرشتوں کے آنے کا انتظار کرنے لگا۔ دو تین منٹ کے بعد یہ حالت ختم ہو گئی یہ حالت تقریباً ایک مہینہ پہلے بھی پیش آئی تھی مگر ان دونوں دفعہ میں یہ حالت پہلی بار جو کہ ۳۴ھ میں پیش آئی تھی سے کم رہی پہلی بار تقریباً پندرہ منٹ تک رہی۔

تحقیق: اگر یہ تبخیر طبی نہ تھی تو سلطان الاذکار تھا مبارک ہو۔

حال: کل ذکر میں عجیب کیفیت ہوئی کہ تمام بدن میں کپکپاہٹ پیدا ہو گئی اور آواز بند ہونے لگی اور تسبیح ہاتھ سے چھوٹی جاتی تھی اور تمام بدن پسینہ سے تر ہو گیا اور خوف لگتا تھا کہ کہیں دم نہ نکل جائے۔ یہ خیال کرتا تھا کہ حضور بھی تشریف نہیں رکھتے ہیں کہ جس سے تسلی ہو۔ بلا مبالغہ (کسی زیادتی کے بغیر) عرض کرتا ہوں کہ اگر تھوڑی دیر اور یہی حالت رہتی تو شاید دم نکل جاتا کیونکہ سانس وغیرہ بند ہونے کے قریب ہو گئی تھی۔ حضرت والا! پوری تحریر نہیں کر سکتا مجبور ہوں۔

تحقیق: مبارک ہو۔ یہ کیفیت سلطان الاذکار کہلاتی ہے۔ حضرت شیخ جلال تھانیسری کو بہت زیادہ ہوتی تھی اگر کبھی ایسا ہو ہرگز پریشان نہ ہوں یہ اثر ہے غلبۂ ذکر و سرایت ذکر کا اثر ہے۔

حال: بندہ کو سلطان الاذکار میں تمام اجسام کی حرکت پہلے سے زیادہ معلوم ہوتی ہے۔ اس حرکت میں کسی قسم کی تکلیف یا پریشانی نہیں ہوتی بلکہ ایک قسم کی مسرت (خوشی) ہوتی ہے۔ جب حرکت ختم ہوتی ہے تب بدن کا بڑا ہونا محسوس ہوتا ہے۔ ایک دفعہ سلطان الاذکار کے بعد بدن کا بالکل نہ ہونا معلوم ہوا کہ ہوا ہو گیا ہے۔ دو تین منٹ بعد بدن اپنی حالت پر خیال میں آیا۔ دن میں اسم ذات کے ذکر کے بعد تمام سینہ اور تمام ہاتھ اور سر اور تمام چہرہ میں حرکت معلوم ہوتی ہے۔ تمام خون میں جوش معلوم ہوتا ہے لیکن چار پانچ منٹ سے زیادہ دیر نہیں رہتا۔

تحقیق: یہ سب سلطان الاذکار کے آثار ہیں اور یہ اس کے پہلے اور اور پھر بدن میں سرایت کرنے کی علامات ہیں۔

حال: ایک دفعہ سلطان الاذکار میں اپنی صورت نظر آئی پھر فوراً غائب ہوگئی۔ کبھی شہر کے شہر کبھی جم غفیر (بھیڑ) نظر آتا ہے اور اب دودن سے کسی کا رقص کرنا محسوس ہوتا ہے حتیٰ کہ بغیر ذکر نگاہ کے سامنے ویسا ہی معلوم ہوتا ہے اور پچھلی شب میں وہ کیفیت کچھ زیادہ تھی۔

تحقیق: ذکر میں ایسے احوال پیش آتے ہیں جب کہ دماغ میں خشکی نہ ہو۔ جس کی تشخیص آثار کے ذریعے حکیم صاحب کرلیں گے۔ ان سے تشخیص کرالیں۔

حال: (حضرت!) گزارش یہ ہے کہ بندہ کے معمولات اللہ تعالیٰ کی مدد سے جاری ہیں۔ احوال یہ ہیں کہ کبھی ناک کے سوراخ میں حرکت محسوس ہوتی ہے اور کبھی ناک کے خون میں جاری ہونا محسوس ہوتا ہے اور سلطان الاذکار میں جیسی چھن چھن کی آواز سنی جاتی ہے بالکل اسی طرح کی رات میں تنہائی کے وقت سلطان الاذکار کے بغیر بھی سنی جاتی ہے۔

تحقیق: یہ سب اسی سلطان الاذکار کے آثار ہیں مبارک ہو۔

پہلا پرچہ

حال: ایک رات احقر کا یہ حال ہوا کہ میں سوگیا بیچ میں ایک دفعہ بیدار ہوگیا دوسری دفعہ جو نیند آنے لگی تو پورے طور سے نیند نہیں آئی۔ کچھ غنودگی سی ہوئی تو یہ معلوم ہونے لگا کہ میرے ہاتھ پاؤں سب ٹھنڈے اور بے حس ہوگئے کروٹ لینے کی طاقت نہ رہی۔ اس وقت میں یہ خیال کررہا تھا کہ یا اللہ! میرا یہ حال کیوں ہورہا ہے کوئی موت تو نہیں (آرہی ہے) اور سانس بھی بڑی مشکل سے لیا جاتا تھا۔ اس وقت یہ معلوم ہوتا تھا کہ میں اس عالم میں نہیں ہوں بلکہ دوسرے عالم میں ہوں۔ تھوڑی دیر بعد بیدار ہوگیا تو بیدا ہونے کے بعد بھی دوتین منٹ تک ہل نہ سکا۔ اس کے بعد بالکل ٹھیک ہوگیا کروٹ وغیرہ سب لے لی مگر بہت دیر تک دل میں یہ پریشانی رہی کہ یہ کیا ہوا میرا یہ حال کیوں ہوا۔ دل کو بڑی بے چینی رہی۔ حضرت! اب بھی جب وہ بات یاد آتی ہے تو بڑی کاوش (جستجو، تلاش) ہوتی ہے برائے مہربانی اس کی تحقیق فرماکر تسکین فرمائیں۔

تحقیق: اس کی تحقیق اس بات پر موقوف ہے کہ پہلے طبیب سے اپنے مزاج کے اعتدال کے بارے میں پوچھا جائے جب اس سے یکسوئی ہوجائے تو اس وقت مجھے اس پرچہ کے ساتھ اطلاع کرکے پوچھا جائے۔

دوسرا پرچہ

حال: طبیب سے پوچھا۔ طبیب نے کہا صحت تقریباً اچھی ہے کچھ ضعف بھی ہے۔

تحقیق: ضعف کا علاج کر کے پھر اس حالت کے بارے میں اطلاع دی جائے۔

تیسرا پرچہ

حال: جب سے علاج میں مشغول رہا حکیم صاحب نے آملہ کا مربہ اور خمیرہ گاؤزبان یا ورق نقرہ بتلایا تھا۔ احقر اس کو استعمال کرتا رہا اور حکیم صاحب کو ہمیشہ حالت سے مطلع کرتا رہا۔ اب حکیم صاحب نے کہا ہے کہ تمہاری حالت بالکل اچھی ہے کسی قسم کی شکایت نہیں ہے مگر میں احتیاطاً اب تک دوا استعمال کر رہا ہوں۔ پرسوں منگل کے روز پچھلی رات کو پھر وہی حالت (لوٹ آئی) جو پہلے پرچہ کے شروع میں عرض کی ہے۔ بالکل وہی حالت ہوئی جو پہلی دفعہ ہوئی تھی۔ حضرت! مجھے بڑا خوف ہو گیا۔ کیا کوئی مرض ہے کہ جس کو حکیم نہیں سمجھتے ہیں یا دوسری کوئی حالت ہے۔ پھر میں بدھ کے دن صبح کو حکیم صاحب کے پاس گیا حالت پوچھی تو طبیعت اچھی بتائی۔ زیادہ پریشانی اس لئے ہو رہی ہے کہ وہ وقت بڑا مشکل معلوم ہوتا ہے۔

تحقیق: اتنا اور پوچھ لیجئے کہ خشکی کا تو شبہ نہیں پھر میں تحقیق بتاؤں گا۔

حال: دوسرے عرض یہ ہے کہ آج کل ذکر کرتے وقت کچھ معلوم نہیں ہوتا ہے کہاں ہوں کیا یہ کام خواب میں کر رہا ہوں یا بیداری میں۔ ایک استغراق تامہ (پورے ڈوبنے) کی طرح کی حالت معلوم ہوتی ہے۔

تحقیق: پچھلی حالت کی تحقیق کے بعد بتاؤں گا۔

حال: آجکل سنن و مستحبات پر عمل کرنے کا بڑا شوق ہو گیا اور ادائیگی میں بڑی سہولت معلوم ہوتی ہے۔ اگر کبھی اتفاقاً کوئی بات سنت کے خلاف ہو جاتی ہے تو فوراً متنبہ ہو جاتا ہوں۔ جب سنت کے مطابق کام کر لیتا ہوں تو طبیعت میں ایک بشاشت (خوشی) ہوتی ہے اور اگر کوئی کام سنت کے خلاف ہوتا ہے تو دل پر ایک افسردگی چھا جاتی ہے۔

تحقیق: مبارک ہو بالکل مقصود حالت ہے۔

حال: آج کل ذکر کے وقت یہ معلوم ہوتا ہے کہ تمام جسم سے ذکر جاری ہو گیا ہے۔ تمام جسم ذکر سے متاثر ہوتا ہے اور ذکر کے وقت سامنے ایک روشنی پھیلی ہوئی ہوتی ہے اور وہ روشنی بہت لطیف ہوتی ہے۔

تحقیق: پچھلی تحقیق کے بعد بتاؤں گا۔

حال: یہ سب حضرت کے طفیل اور خاص توجہ کی برکت ہے ورنہ میں کہاں اور یہ دولت کہاں۔ واللہ! میں تو کسی کام کا نہیں ہوں۔ لیکن خدا کا شکر ہے کہ اس نے ایسے ایک ناچیز اور گندہ کو بھی اپنے نیک بندوں کی خدمت میں رہنے کا موقع عنایت کیا ہے ؎

احب الصالحین ولست منهم ❁ لعل الله یرزقنی صلاحا

ترجمہ: ''میں نیک نہیں مگر نیک لوگوں سے محبت کرتا ہوں تاکہ اللہ تعالیٰ مجھے نیک بنا دیں۔''

تحقیق: ہاں ایسا ہی سمجھنا چاہئے۔

چوتھا پرچہ

حال: تیسرے پرچہ کے شروع میں جو کچھ حالت کے بارے میں فدوی نے عرض کیا تھا اس پر حضرت کا ارشاد تھا کہ طبیب سے اتنا اور پوچھ لیا جائے کہ خشکی تو نہیں۔ لہٰذا فدوی حکیم کے پاس گیا تھا حکیم نے کہا بالکل شبہ نہیں ہے۔ دوسری عرض یہ ہے کہ تیسرے پرچہ کے دوسرے صفحہ میں بھی چند حالات پر حضرت نے یہ تحریر فرمایا کہ مرض کی تحقیق کرنے کے بعد بتائیں گے لہٰذا عرض ہے کہ سارے حالات کی تحقیق فرما کر ممنوع فرمائیں۔

تحقیق: مبارک ہو سب حالات سلطان الاذکار کے آثار ہیں جو ایک بلند حالت ہے جس کا حاصل رگ و پے (پٹھوں) میں ذکر کا سرایت کر جانا ہے۔

حال: دوسری عرض یہ ہے کہ آج کل ذکر میں جو جو لذت اور جو جو کیفیات حاصل ہو رہی ہیں میں اس کو بیان نہیں کر سکتا ہوں ہاں اتنا تو کہہ سکتا ہوں کہ اس وقت جو مزہ اور کیفیت حاصل ہوتی ہے اگر میں بادشاہ زمانہ ہوتا اور تخت پر بیٹھا ہوتا تو بھی بخدا وہ کیفیت اور وہ مزا بالکل حاصل نہ ہوتا۔ یہ سب حضرت کا طفیل اور عنایت ہے ورنہ میں تو ہرگز ان نعمتوں کے قابل نہیں ہوں۔

ع آنا نکہ خاک را بنظر کیمیا مانند

ترجمہ: ''وہ لوگ جو خاک کو ایک نظر سے کیمیا بنا دیتے ہیں۔''

حضرت کی طرف سے اس بندۂ ناچیز پر جن جن نعمتوں کا ورود ہو رہا ہے میں اس کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ حضرت! میں سچ عرض کرتا ہوں (کہ) اگر اس کے حقوق کے بدلہ میں اپنے بدن کا چمڑا اتار کر آپ کا جوتا بنا دوں تب بھی اس کا عشر عشیر (دسویں حصہ کا بھی دسواں حصہ) ادا نہیں ہو سکتا ہے۔ حضرت اگر فرمائیں کہ اس کے حقوق کے بدلے تو قربان ہو جا تو خدا کی قسم! رکاوٹ نہ ہوگی۔ قسم بخدا دریغ نہ ہوگا ''ستجدنی انشاء اللہ

من الشاکرین" (آپ مجھے شکرگزار ہی پائیں گے) حضرت اب تو جی چاہ رہا ہے کہ آپ کو گود میں لئے پھروں اور ہر وقت آپ کا چہرہ مبارک دیکھتا رہوں۔ صرف آپ ہوں اور میں ہوں اور راز دل ہر وقت کہتا رہوں۔

ع مزا جب تھا وہ سنتے خود زباں سے داستاں میری

افسوس ہے میرے حال پر کہ مجھے شاعری بھی تو نہیں آتی اگر کچھ شاعری آتی تو آپ کی ثنا خوانی میں کچھ شعر اشعار کہتا۔ میں تو کسی کام کا نہیں ہوں۔ حضرت کی طرف سے اس بندۂ ناچیز پر جو کچھ عنایت و مہربانی ہو رہی ہے بالکل بے بدل (بغیر بدلے کے) ہے نہ بندہ سے کبھی کچھ خدمت ادا ہوئی نہ ہونے کی امید ہے یہ سب آپ کا فضل و کرم ہے۔ حضرت! یہ بندہ جان سے مال سے ہر طرح حاضر ہے۔ زیادہ کیا عرض کروں آپ کا غلام ہوں امید ہے کہ معاف فرما دیں گے۔ خدا جانے اپنی مدہوشی (بے ہوشی کی حالت) میں کیا کیا بکا۔

تحقیق: واقعی مجھ کو بھی آپ سے خاص محبت ہے اور آپ سے ہر پہلو سے خوش ہوں خدا تعالیٰ اس حب فی اللہ (اللہ تعالیٰ کے لئے محبت کرنے) کو زیادہ کرے اور اس کے برکات نصیب فرمائے۔

حال: بندہ تہجد کی نماز کے بعد بارہ تسبیح پندرہ منٹ سلطان الاذکار اور دن میں چھ ہزار اسم ذات (کرتا ہے) اور باقی مختلف اوقات میں پاس انفاس جاری رہتا ہے۔

تحقیق: چھ ہزار کم ہے دوگنا (ڈبل) کرلو اور چند دن کے بعد اس دوگنے کا دوگنا کرلو اور پاس انفاس کی جگہ زبانی ذکر کرو۔

حال: سلطان الاذکار میں کبھی بہت لذت محسوس ہوتی ہے کبھی حضور کی صورت کبھی آفتاب کبھی ماہتاب کبھی سفیدی (اور) کبھی چراغ نظر آتا ہے کبھی اپنے آپ کو بڑا کبھی چھوٹا کبھی اوپر جاتا ہوا معلوم ہوتا ہوں۔

تحقیق: یہ سب محمود (پسندیدہ) کیفیات ہیں اگرچہ مقصود نہیں ہیں۔

حال: اور حرکت سینہ میں پورے چار سال سے موجود ہے کبھی کم کبھی زیادہ معلوم ہوتی ہے لیکن زائل نہیں ہوئی ہے۔

تحقیق: اس سے کچھ پریشانی یا گرمی یا خشکی یا خیالات کی کثرت تو نہیں ہے؟

حال: اور سلطان الاذکار میں ہمیشہ چھنچھنی آواز معلوم ہوتی ہے۔

تحقیق: یہ صورت اپنے ہی اندر کی ہے مگر چونکہ ہے یکسوئی کا ذریعہ اس لئے مفید ہے۔

ذکر کے آثار

حال: اس وقت احقر کی حالت یہ ہے کہ ذکر کے وقت کبھی بے ہوشی سی معلوم ہوتی ہے، زمین ہلتی ہوئی محسوس ہوتی ہے، اور ایسی روشنی نظر آتی ہے جیسے اندھیرے گھر میں چراغ جلنے سے ہوتی ہے اور لفظ اللہ کے تصور میں چاند کی روشنی سے آفتاب کی شکل روشنی نظر آتی ہے۔ یہ تین چار دن دیکھا پھر بہت دیر تک رہتی نہیں اور کبھی دائیں طرف سے دوایک ہتنی سی نظر آتی ہے کبھی کبھی بائیں طرف سے بھی (نظر آتی ہے) اس میں بھی کچھ بے ہوشی معلوم ہوتی ہے۔

تحقیق: یہ سب ذکر کے آثار ہیں اللہ تعالیٰ مبارک کرے مگر روغن و شیر (تیل اور دوددھ) کا استعمال خوب رکھیں۔

حال: جو کچھ ارشاد فرمایا تھا اس کی پابندی بحمد اللہ کرتا ہوں کبھی کبھی جسم میں ایک عجیب حالت محسوس ہوتی ہے اور تھوڑی دیر کے بعد پھر کچھ معلوم نہیں ہوتا۔

تحقیق: مبارک ہو ذکر کا اثر ہے اور ایسے آثار کو بقاء نہیں ہوتا خود وجود ہی نعمت ہے۔

حال: سلام مسنون کے بعد عرض یہ ہے کہ کل نو ہزار اسم ذات میرا وظیفہ ہے۔ بفضل الٰہی ہر روز ورد ہے اور اندر ہلکی سی حرکت ہے اور کبھی حرکت زیادہ بھی ہوتی ہے۔ سر میں گرمی ہے اور میں نے علاج کیا حکیم کہتے ہیں کچھ بیمار نہیں ہوں۔ اذکار میں لذت معلوم ہوتی ہے۔ کبھی خود ایک قسم کا بوجھ لگتا ہے۔

تحقیق: اس خط پر یہ لکھ کر بھیجو کہ قلب میں وحشت اور سر میں درد تو نہیں ہے اور یہ لکھو کہ کچھ گھی اور دودھ کا استعمال کر سکتے ہو یا نہیں۔ خرچ میں گنجائش ہے (یا نہیں)؟

حال: قلب میں وحشت اور نیند اور سر میں درد بفضلِ الٰہی نہیں ہے۔ گھی دودھ انشاء اللہ تعالیٰ استعمال کر سکتا ہوں۔ حضرت اور کچھ ذکر اللہ بتلا کر مشرف (عزت عطا) کریں۔

تحقیق: اگر یہ حالت ہے تو پچھلے میں لکھے ہوئے احوال ذکر کے آثار میں سے ہیں مبارک ہو۔ اللہ تعالیٰ ترقی بخشے۔ گھی دودھ کا استعماں بقدر گنجائش رکھیں۔ ذکر اللہ زیادہ بتانے کے لئے اس (بات کی) ضرورت ہے کہ اب جو معمول ہے اس سے اطلاع دیں اور یہ کہ اور فرصت کتنی ہے۔ اس خط کو بھی دوبارہ بھیجنا۔

حال: دن کے حالات (یہ ہیں کہ) ایک دن ذکر میں خواب کی طرح ہو کر ایک ستارہ چمک پڑا۔ دوسری کیفیت یہ ہے کہ خواب کی طرح ہو کر (اس حالت میں) ایک ٹین کا گھر جس پر مغرب کی طرف سے سورج کی شعاعیں پڑ

رہی تھیں (یہ ٹین کا گھر) آنکھ پر بہت زور سے چمک پڑا اہر آنکھ کی طاقت سے نظر نہیں آسکتا اس کے بعد ختم ہو گیا۔

تحقیق: یہ سب آثار یکسوئی کی وجہ سے ہوتے ہیں جو ذکر کی مشغولی کی وجہ سے حاصل ہوئے ہیں۔

حال: اسی طرح بندہ جب ذکر کرنے کے لئے بیٹھتا تھا تو پہلے (یہ حالت تھی کہ) سارے بدن میں جھینگر کی آواز محسوس ہوتی تھی اور اب (یہ حالت ہے کہ) پہلے جھینگر کی آواز محسوس ہوتی ہے لیکن تھوڑی دیر کے بعد اسم ذات کا ذکر سارے بدن سے جاری ہو جاتا ہے اور صاف محسوس ہوتا ہے کہ کوئی عضو مخصوص نہیں ہے (یعنی کسی عضو سے خاص طور پر نہیں ہو رہا ہے بلکہ سارے بدن اور تمام اعضا سے ہو رہا ہے)۔

تحقیق: مبارک ہو یہ ذکر کے آثار میں سے ہے۔

حال: (اس وقت) تمام بدن سے پسینہ جاری ہو جاتا ہے یہاں تک کہ کپڑے وغیرہ تر ہو جاتے ہیں۔ یہ اس مریض کا حال ہے۔ حضور! اپنے غلام کو (اس کی) طبیعت کے مطابق علاج تحریر فرمائیں۔

تحقیق: وہ شغل کیا ہے لکھئے اور یہ خط بھی ساتھ بھیجئے تو مشورہ دوں۔

حال: آج تین دن سے میرا دل چاہتا ہے کہ ہر وقت ذکر شغل میں رہوں اور لوگوں سے تنہائی اختیار کروں۔ دوسری بات یہ کہ کبھی قلب میں ایک ہیبت ہوتی ہے اس وقت (بات) چیخ مارنے تک پہنچتی ہے۔ تیسرے یہ کہ آج رات کو نیند میں بہت دیر تک ذکر کیا اور سینہ پیٹا یہاں تک کہ سینہ میں درد محسوس ہوتا ہے۔

تحقیق: یہ سب ذکر کے آثار ہیں دو تین دن ذکر خفی (آہستہ ذکر) بلا ضرب (بغیر ضرب) کریں جب سکون محسوس ہو تب ذکر جلی کریں۔

حال: تہجد کے بعد ذکر کر کے جب سو گیا اور نیند آئی تو مجھے نیند میں تمام بدن پر لرزہ ہونے لگا حتیٰ کہ ڈر سے میں رونے لگا اور ایک سفید رنگ کا آسمان اور تمام آسمان میں عربی لکھی ہوئی نظر آئی۔

تحقیق: ذکر کے بعض آثار ہیں اور قبولیت کی بعض علامات ہیں۔

سوال: حضرت کے حکم کے مطابق ذکر شریف روزمرہ کیا جاتا ہے اللہ تعالیٰ کے فضل سے قلب جاری ہے۔ پوچھنے کی بات یہ ہے کہ کبھی ذکر سے پہلے یا (ذکر کے) بعد قلب پر ایک کیفیت سی طاری ہوتی ہے اور رقت (رونے کی حالت) جاری ہو جاتی ہے۔ دوسرے یہ کہ ذکر کے بعد مراقبہ میں ایسا لگتا ہے کہ ایک بے داغ چاند جس کی روشنی بے انتہا ہے اور اس کے گرد ستارے نہایت روشنی والے ہیں۔ بتائیے کہ یہ کیا معاملہ ہے اور کبھی قلب کی زیادہ حرکت سے طبیعت گھبرانے لگتی ہے اور جسم میں تمام اعضا حرکت کرتے ہیں۔ (بندہ کی) جو کچھ

حالت ہے خدمت مبارک میں عرض کی گئی امید کرتا ہوں کہ اس کمترین کو جواب عطا فرما کر عزت عطا فرمائیں گے۔

جواب: سارے حالات پسندیدہ ہیں مبارک ہوں۔ کیفیت و رقت ذکر کا اثر ہے مراقبہ میں جو مکشوف (ظاہر) ہوتا ہے یہ یکسوئی کا اثر ہے جو کہ مقصود تو نہیں مگر مقصود کا مددگار ہے لیکن خود اس ظاہر ہونے کو کوئی کمال ولایت کی علامت وغیرہ نہ سمجھا جائے اکثر تو یہ دماغ کے تصرفات سے ہوتا ہے اور کبھی کشف ملکوت (ملائکہ کے عالم سے بھی ظاہر) ہوتا ہے اس کے ساتھ اگر دماغ میں خشکی اور نیند میں کمی ہو تو طبیب سے رجوع کریں۔ جسم کی حرکت یہ بھی ذکر کے غلبہ کا اثر ہے مگر ان امور کی طرف التفات نہ کریں اپنے کام میں لگے رہیں اور حالات کی اطلاع دیتے رہیں دعائے خیر کرتا ہوں۔

حال: (آپ کے) ارشاد عالی کے مطابق ابھی تک اسی شغل میں ہوں۔ قلب کی یہ حالت ہے کہ جلوت (مجمع) سے خلوت (تنہائی) بہتر معلوم ہوتا ہے۔ روحی فدا رسول پاک ﷺ کا اسم سامی سنتا یا دیکھتا ہوں تو نالہ و بکا (رونا دھونا) شروع ہو جاتا ہے اور اسی طرح ترغیب و ترہیب (ڈرانے اور شوق دلانے) والی آیات کے سننے یا پڑھنے سے دل میں کپکپاہٹ اور سوزش (جلن) ہوتی ہے۔ دعا میں بھی یہی حالت ہوتی ہے۔ ذکر کے وقت کچھ غنودگی سی محسوس ہو کر اس میں (مختلف) قسم کی شکلیں نظر آتی ہیں اور میں غمگین رہتا ہوں۔

تحقیق: ماشاء اللہ تعالیٰ حالات محمودہ شروع ہو گئے ہیں لیکن اگر یہ رعشہ (کپکپاہٹ) سوزش (جلن) دوسرے اوقات میں بھی غالب ہو تو دل و دماغ کی تقویت کی تدبیر ضروری ہے اور غنودگی ذکر کا اثر ہے اور اس میں اشکال کا نظر آنا اکثر (قوۃ) متخیلہ کا تصرف ہوتا ہے (دماغ میں وہ قوت جو خیال پیدا کرتی ہے کہ وہ قوت کوئی خیال پیدا کرتی ہے) اس کی طرف التفات نہ کریں لیکن اس میں کچھ باطنی فوائد بھی ہیں اس حیثیت سے وہ نعمت بھی ہے تو شکر بھی کیجئے لیکن مقصود نہ سمجھئے اور پھر اطلاع دیجئے۔

حال: (حضرت! میری حالت یہ ہے کہ) اب ذکر کے بعد دیر تک دل پر اثر رہتا ہے۔

تحقیق: الحمد للہ۔

سوال: ایک رات بارہ تسبیح کے بعد دعا مانگ رہا تھا کہ یا اللہ! اس تسبیح کی برکت اس (سلوک) کے راستے کے بزرگوں کی برکت سے مجھے بھی عطا فرمایئے اور سردی کی وجہ سے منہ کو چادر میں چھپائے ہوئے تھا کہ ایک چمک ایسی زور سے ہوئی کہ میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے ڈرا تو نہیں مگر دل کی حضوری (یکسوئی) میں خلل آ گیا یہ کیا تھا؟

جواب: اکثر تو یہ انوار ناسوتی یعنی صورت متخیلہ ہی کے تمثلات (صورتیں، اسی جیسی چیزیں) ہوتے ہیں مگر کبھی ملکوتی یعنی دوسرے (فرشتوں کے) عالم کے لطائف ہوتے ہیں اور ہر حال میں یہ یکسوئی میں مددگار اور یکسوئی کی علامت بھی ہوتے ہیں اس لئے محمود ہے مگر (اس کو) مقصود نہ سمجھا جائے۔ جب پیش آئے شکر کیجئے مگر کمال نہ سمجھئے نہ جان بوجھ کر اس کی طرف توجہ کی جائے اور اگر بہت زیادہ ایسا ہو تو مجھ کو پھر اطلاع دیں۔

حال: حضور والا کے ارشاد کے مطابق تہجد کی نماز کے بعد تیرہ تسبیح پڑھتا ہوں اس کے بعد حضور کے حکم کے مطابق آنکھ وغیرہ بند کر کے دیکھتا ہوں تو مجھ کو سبز رنگ آسمان کا سا معلوم ہوتا ہے اور اس میں نیلے رنگ کے ستارے بھی نظر آتے ہیں۔ میں نے پہلے جب تحریر کیا تھا تو حضور نے حکم دیا کہ تو پڑھتا رہ۔ چنانچہ بہ تعمیل ارشاد برابر پڑھا کرتا ہوں۔

تحقیق: ماشاء اللہ حالات محمود ہیں۔ یہ الوان (رنگ) و انوار جو نظر آتے ہیں بعض مصلحتوں کے حاصل ہونے کی وجہ سے محمود ہیں لیکن مقصود نہیں اس لئے ان کی طرف جان بوجھ کر توجہ نہ کی جائے اور نہ ان کو کمال سمجھا جائے۔ اصل مقصود ذکر حق ہے اس میں استقامت کے ساتھ مشغول رہئے۔

حال: دن رات چوبیس ہزار مرتبہ اسم ذات پڑھنے کا جو معمول ہے آپ توجہات گرامی سے وہ مسلسل جاری ہے۔ الحمد للہ یہ محض ان کا انعام اور احسان ہے۔ نئی حالت کا اظہار حضور میں ضروری ہے دل کی جو حرکت ہلکی ہلکی ہمیشہ بغیر مفہوم کے محسوس ہوتی تھی اب وہ ہر وقت سونے جاگنے چلنے پھرنے میں بہت زیادہ معلوم ہوتی ہے بلکہ نماز میں بہت زور شور سے ہوتی ہے اور (اس سے) اسم ذات سمجھ میں آتا ہے۔ اس کے سامنے دائیں طرف اور بھی چند جگہ بلکہ کبھی تمام جسم سے یہ حرکت اسم ذات معلوم ہوتی ہے۔ اب ذکر زبانی گراں (بوجھ) اور ناگوار معلوم ہوتا ہے۔ جی چاہتا ہے کہ یہ بدن کان بن جائے اور شب و روز اسی دھیان میں لگا رہوں اور ایک لحظہ کو غفلت نہ ہو ہر بال کی جڑ سے ذکر جاری ہو جائے حضور کی دل سے دعا کی ضرورت ہے۔ اس کے بارے میں اگر کچھ ارشاد کی ضرورت ہے مقرر فرما دیا جائے۔

دوسری بات یہ ہے کہ پہلے سے معمول ہے کہ مغرب کی نماز کے بعد تھوڑی دیر ویسے ہی بیٹھ جاتا ہوں اور دنیا سے رخصت اور آخرت کی آمد کے وقت کو سوچتا ہوں اور پھر یہ خیال کرتا ہوں کہ بہ طفیل رسول کریم ﷺ کے واسطہ سے اللہ تعالیٰ کے فیوض حضور کے قلب مبارک سے میرے قلب میں آتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے دل لگتا ہے اور داہنی طرف سے انوار مشعلوں کے بادلوں کی طرح انوار آتے ہوئے معلوم ہوتے ہیں۔ پھر دعا کرتا ہوں کہ حق تعالیٰ حضرت مولانا نانوتوی رحمہ اللہ تعالیٰ اور حضرت مولانا گنگوہی رحمہ اللہ تعالیٰ اور حضور

اقدس مدظلہ العالی کے جملہ مقاصد دلی دینی و دنیوی پورے فرما کر رحمانی برکتوں کو نازل فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ کی مہربانی و برکات وتوجہات سے اسی وقت اس ناکارہ پر بھی چار طرف سے انوار کا نزول ایسا ہوتا ہے کہ تمام جسم کو گھیر لیتا ہے۔

حضرت مولانا نانوتوی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ کو ہمیشہ اس حالت میں دیکھتا ہوں کہ کرسی پر سیدھے پاؤں لٹکائے ہوئے بیٹھے ہیں اور ایسے مستغرق (ڈوبے ہوئے) اور ذات باری کے مشاہدہ میں گم ہیں کہ مطلق دوسری طرف بالکل توجہ نہیں ہے۔ اور حضرت مولانا گنگوہی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ کو اس صورت میں دیکھتا ہوں کہ مولانا ممدوح (حضرت نانوتوی) کے برابر کرسی پر چار زانو بیٹھے ہیں اور عادت شریفہ کے مطابق مسکرا رہے ہیں اور حضرت مولانا گنگوہی کے برابر پیچھے کی طرف فرش پر مولانا احمد حسن صاحب امروہی کھڑے ہوئے ہیں۔ ان سب حضرات کو روزانہ ایک ہی حالت میں دیکھتا ہوں مگر کبھی کچھ بات چیت نہیں ہوتی۔ پوچھنے کی بات یہ ہے کہ یہ ان حضرات کا دیکھنا خواب میں دیکھنا تو نہیں ہے بیداری کا دیکھنا ہے مگر کیسا دیکھنا ہے؟ یہ بات پوچھنے کی ہے کہ نماز میں حرکت قلبی کا زور شور جس سے ذکر اسم ذات سمجھ میں آتا ہے اور اس کی طرف دھیان نماز میں کچھ رکاوٹ ڈالنے والا تو نہیں ہے؟ جی چاہتا ہے کہ ساری نماز ایسی حرکت سے ادا کی جائے زبان سے کچھ نہ پڑھوں۔

تحقیق: مکرمی السلام علیکم معمول ماشاء اللہ کافی ہے۔ حرکت اعضاء جسم کی رگوں میں محمود ہے کیونکہ مقصود کے لئے مددگار ہے مگر شرط یہ ہے کہ کوئی طبی بیماری نہ ہو۔ جس کی تحقیق کسی حاذق (ماہر) طبیب کے مشورہ سے ہوسکتی ہے۔ مگر یہ کسی حال میں مقصود نہیں اس طرف التفات نہ کیا جائے، نہ ذکر میں کمی یا سستی کی جائے۔ ذکر چھوڑ دینے سے پھر یہ حالت نہ رہے گی۔ اس سے اطمینان رکھا جائے کہ یہ نماز میں بالکل مخل نہیں۔ یہ دوبارہ لکھتا ہوں کہ اس طرف جان بوجھ کر التفات نہ کیا جائے۔ قراءت واذکار کو زبان سے ادا کرنے میں ذرہ برابر بھی خرابی یا کمی نہ ہو۔ باقی حالات انوار وغیرہ کے نظر آنے اور نیند کی طرح کے واقعات کا پیش آنا یہ سب ذکر کی تاثیر کی خوشخبریاں اور علامات ہیں اور جیسا کہ پہلے عرض کیا کہ پسندیدہ ہیں جبکہ کوئی طبی بیماری نہ ہو اور مقصود نہیں ہیں۔

مقصود کی طرف متوجہ رہ کر کام میں لگے رہئے اور اتباع شریعت کو کام کا مدار سمجھئے کہ اس میں کمی ہوتے ہوئے سب حالات ظلمانی ہیں اگرچہ دیکھنے میں نوارانی ہوں اور اس کے ہوتے ہوئے سب حالات نورانی ہیں اگرچہ دیکھنے میں ظلمانی ہوں۔ میں بھی دعائے خیر کرتا ہوں اللہ تعالیٰ افکار سے بھی نجات دے باقی خیریت ہے۔

والسلام

حال: عرصہ ہوا کئی مرتبہ اور آج کل بھی بہت کم کبھی ستاروں کے رنگ کی طرح چمک محسوس ہوتی ہے جو شاید

ایک سیکنڈ کے بعد ہی ختم ہو جاتی ہے۔
تحقیق: اکثر یہ اخلاط (جسم کے چار خلطوں) کے انوار ہوتے ہیں اور کبھی کبھی ملکوت (فرشتوں کے عالم) کے (بھی ہوتے ہیں) مگر دونوں غیر مقصود ہیں۔ مگر فائدہ دونوں میں ہوتا ہے اور وہ فائدہ یکسوئی ہے۔ لیکن اگر مزاج میں خشکی اور حرارت بڑھ جائے تو پھر نقصان دہ ہے اس لئے کسی طبیب حاذق سے اس کی تشخیص ضرور کرا لیجئے۔
حال: کبھی ذکر کی حالت میں ایک طرح کی روشنی جو بجلی کی طرح ہوتی ہے نظر آتی ہے۔ دوسروں نے بھی اس روشنی کو خادم کے سونے کی حالت میں دیکھا ہے۔
تحقیق: بظاہر یہ ذکر کے انوار ہیں جو اس صورت میں نظر آتے ہیں محمود ہیں مگر مقصود اور کمال نہیں ہیں۔
حال: رات کے وقت ذکر میں یہ خیال آتا ہے کہ ایسا نہ ہو کہ یہ ذکر اہلیہ کی نیند میں رکاوٹ بنتا ہو اور وہ ادب کی وجہ سے نہ کہتی ہوں اس کے بارے میں جیسا ارشاد ہو عمل کیا جائے۔
تحقیق: بے تکلفی کا رشتہ ہے پوچھ لیا جائے۔
حال: خادم میں پرانا عیب یہ ہے کہ بہت جلد غصہ سے مغلوب ہو جاتا ہے مگر آج کل اس عیب مین زیادتی ہے۔
تحقیق: یہ زیادتی عارضی (وقتی) ہے ذکر کے آثار کے غلبہ سے آزادی بڑھ جاتی ہے آزادی سے غصہ بڑھ جاتا ہے مگر ذکر کے آثار کے پکا ہونے سے تمکینی (کیفیت ٹھہراؤ کی کیفیت) حاصل ہو جائے گی۔
حال: جب مغرب کے بعد ذکر کیا تو ذکر کے دوران ایک دریا نظر آیا اس پر پتھر کا پل تھا۔ دو شخص ایک بڑی جالی (جالی سے وہ چیز مراد ہے جس میں بیلوں کا بھوسہ باندھا جاتا ہے) کو پکڑے ہوئے لئے جارہے ہیں اور اس جالی میں ایک بدشکل آدمی بیٹھا تھا۔ اور اسی میں اینٹیں پتھر بھرے ہوئے تھے۔ ان دونوں آدمیوں نے اس جالی میں بیٹھے ہوئے آدمی کو اور سب اینٹ پتھروں کو دریا میں ڈال دیا۔
تحقیق: وساوس وخطرات کا ذخیرہ تھا یہ اس کی صورت مثالیہ تھی موسوس (وسوسہ ڈالنے والے) کی صورت کے ساتھ تھی۔
حال: کل سے یہ حالت ہے کہ اگر کوئی جوتہ بھونڈی بری شکل کا بنا ہوا ہو تو اس کو دیکھ کر دل بے چین ہو جاتا ہے اسی طرح اگر کھانا صفائی کے ساتھ پکا ہوا نہ ہو تو اسے کھانا تو درکنار اس کو دیکھ کر طبیعت مالش (متلانے) لگتی ہے۔ چنانچہ کل ایک صاحب نے میرے قریب بیٹھ کر کھانا کھایا جس سے طبیعت دیر تک مالش کرتی رہی کیونکہ اس میں صفائی نہ تھی بلکہ بہت گڑبڑ تھی۔

تحقیق: یہ نظافت و لطافت ہے جو ذکر کے سرایت کر جانے سے پیدا ہو جاتی ہے۔ مگر اس میں اعتدال کا لحاظ رہے یعنی اس کے حاصل کرنے میں نہ وقت ضائع ہو نہ کسی کی ظاہری یا باطنی تحقیر ہو اور نہ کسی کو ایذاء ہو۔

حال: ہر وقت باوضو رہنے کو دل چاہتا ہے۔

تحقیق: یہ طہارت ہے جو کہ ذکر کا مطلوب اثر ہے۔

حال: چنانچہ اس پر دو دن سے عملدر آمد بھی آسانی سے ہو رہا ہے جو پہلے مشکل ہوتی تھی وہ اب نہیں ہے استقامت کی دعا کا طالب ہوں۔

تحقیق: دل وجان سے دعا کروں گا۔

حال: یہ خیال ہوتا ہے کہ جب ظاہری اشیاء سے قلب پر ایسا برا اثر ہوتا ہے تو اگر خدانخواستہ مشتبہ مال (شک و شبہ والا مال) پہنچے گا تو اس کا کتنا سخت برا اثر ہوگا۔

تحقیق: یہ ہدایت ہے۔

حال: ویسے تو اکثر ایسا اتفاق پیش آیا ہے کہ کبھی کبھی قلب سے اچانک اسم ذات جاری ہو گیا اور کبھی دو دن اور دو رات مسلسل قلب جاری رہا۔ کبھی دو دن اور ایک رات کبھی ایک دن ایک رات کبھی صرف ایک ہی دن۔ ایسا ہوتا تھا کہ اٹھتے بیٹھتے خواہ کسی کام میں مصروفیت ہو تب بھی اور فراغت ہو تب بھی برابر جاری رہتا تھا۔ گویا یہ کیفیت ہوتی تھی کہ ایک مشین ہے جس کو کسی نے چابی دے دی ہے اور وہ مسلسل اپنا کام کر رہی ہو اور رو کنے سے رکتی ہو۔ یہاں تک کہ طبیعت پریشان ہو جاتی تھی اور تھک کر نڈھال ہو جاتی تھی اور معلوم ہوتا تھا کہ دل اب نکلنا چاہتا ہے لیکن بہت دنوں سے یہ حالت ختم ہو گئی تھی۔ افسوس ہے کہ شومیٔ قسمت (قسمت کے برا ہونے کی وجہ) سے ان میں سے کسی حالت سے بھی میں حضور کو مطلع نہ کر سکا۔

تحقیق: اس کا سبب یا تو وہی ہے جو اوپر لکھا اور کبھی یہ ذکر کے آثار اس صورت میں ظاہر ہوتے ہیں۔

حال: جب سے میں نے پہلا خط خدمت والا میں بھیجا ہے یعنی ٢٢ مئی ١٩١٧ء سے طبیعت میں ایک قسم کا نشاط رہتا ہے اور کچھ عجب طرح کی حالت رہتی ہے۔ جس کے لئے مجھے افسوس ہے کہ میرے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے کہ اس کا خاکہ حضور کے سامنے پیش کر سکوں۔

تحقیق: اسی طریقے سے پیش کر دیا کیجئے وہ نافع ہوتا ہے۔

حال: کسی کی ذرا سی بھی دل آزاری بری لگتی ہے اور بس کچھ ایسی حالت ہے کہ جس کو میں خود بھی کچھ نہیں سمجھ سکتا حالانکہ ذکر میں وہ ذوق اور شوق نہیں ہے جو کہ حضور کے نیاز حاصل ہونے سے پہلے جب میں کبھی ذکر کرتا

تھا ہوتا تھا۔

تحقیق: ایسی کیفیات کو تو بقاء ہوتا ہی نہیں۔

حال: جہاں تک مجھ سے ہوسکا اور مجھے الفاظ ملے میں نے اپنی حالت تحریر کر دی لیکن افسوس اس کا ہوتا ہے کہ جب دوسروں کی حالت کو اپنے سے مقابلہ کرتا ہوں تو اپنی حالت کو بالکل ردی پاتا ہوں اور اس محرومی پر کبھی خوب رونے کو جی چاہتا ہے۔

تحقیق: بس اس میں اللہ تعالیٰ نے آپ کا نمبر دوسروں سے بڑھا دیا شکر کیجئے۔

حال: حضور والا کے ارشاد کے مطابق ذکر اسم ذات صبح کی نماز کے بعد ایک ہزار مرتبہ اور ذکر نفی اثبات عشاء کی نماز کے بعد تہجد پڑھنے کے بعد چھ سو مرتبہ پابندی سے کرتا ہوں۔

تحقیق: کیا طبیعت کچھ اضافہ کو برداشت کر سکتی ہے۔؟

حال: آدھا پارہ تلاوت بھی کرتا رہتا ہوں لیکن کچھ فائدہ محسوس نہیں ہوتا ہے۔

تحقیق: فائدہ کی تفسیر کیا ہے۔

حال: نفس وشیطان کا بہت غلبہ رہتا ہے لیکن خدا کے فضل سے اپنے کو حتی الامکان ان کے حملہ سے بچاتا رہتا ہوں۔

تحقیق: تو یہ محفوظ رہنا کیا کم فائدہ ہے۔

حال: جو جو ایسے امور خلاف شریعت ہیں کہ جن کا مجھے علم ہے خدا کے فضل وکرم سے اور حضور کی دعا کی برکت سے ان کا مرتکب نہیں ہوتا ہوں۔

تحقیق: ماشاء اللہ اس کو آپ فائدہ کیوں نہیں سمجھتے۔

حال: لیکن پھر بھی ؎

یک الف بیش نہیں صیقل آئینہ ہنوز ❁ چاک کرتا ہوں میں جس دن سے گریبان سمجھا

تحقیق: یہ ایک الف ہی اگر مستحکم (مضبوط) ہوگیا تو الف (ہزار) سے بڑھ کر ہے۔

حال: جناب کے حکم کے موافق اپنی حالت لکھتا ہوں۔ طبیعت اکثر تنہائی پسند ہے لوگوں سے بولنے کو طبیعت اس وجہ سے نہیں چاہتی کہ شاید میری بات لوگوں کو تکلیف پہنچائے۔ اگر کوئی گناہ ہو جاتا ہے تو توبہ وغیرہ بہت کرنے کے باوجود تسلی نہیں ہوتی۔ اگر کوئی شرعی بے ادبی خواہ عرفی ہو جاتی ہے تو اکثر رات کو خواب دیکھتا ہوں کہ جناب مجھ پر ناراض ہو رہے ہیں اور کبھی مارتے بھی ہیں۔ یہ واقعات اکثر سونے جاگنے کی حالت میں پیش آتے ہیں۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ذکر کے وقت کے علاوہ یعنی ذکر میں نہیں ہوتا کہ نیند کا غلبہ معلوم ہوا لیکن پوری نیند نہیں

آتی لوگوں کی آواز بھی سنائی دیتی ہے اس وقت ایک جھن جھن کی طرح کی آواز سنائی دیتی ہے پھر (ایسا) لگتا ہے کہ سارے جسم میں کپکپاہٹ ہوگئی اس کے بعد تمام جسم بے حس وحرکت ہوگیا۔ پھر دیکھتا ہوں کہ ایک مقام ہے وہاں کبھی آپ کو دیکھتا ہوں کہ مجھے نصیحت فرماتے ہیں۔ کبھی آپ کے بجائے دوسرا شخص یہی نصیحت کرتا ہے اس وقت یعنی آواز سننے کے وقت جو لرزہ آتا ہے اٹھ کر بھاگنا چاہتا ہوں لیکن قدرت باقی نہیں رہتی۔

تحقیق: یہ کیفیات ذکر کے اثر اور کمزوری کے اثر سے مرکب ہیں اس لئے ضعف کا علاج طبی ضروری ہے۔ باقی سب حالات ماشاء اللہ نہایت اچھے ہیں۔

حال: آج رات تہجد کے بعد معمول کے مطابق وظیفہ پڑھ رہا تھا اور بیدار ہی تھا کہ اچانک ایسا لگا کہ سیاہ آسمان پھٹ گیا ہے اور اس کے چھلکے ہو ہو کر گر رہے ہیں۔ اسی وقت ایک قسم کی گھبراہٹ ایسی ہوئی کہ وظیفہ کا پورا کرنا بھی مشکل ہوگیا اور بدن پر لرزہ (کپکپاہٹ) محسوس ہونے لگا جی چاہتا تھا کہ وظیفہ چھوڑ کر جنگل بھاگ جاؤں۔ مگر بحمد اللہ وظیفہ کو پورا کر کے لیٹ گیا مگر لیٹنے سے بھی بے چینی ختم نہ ہوئی حتیٰ کہ آٹھ بجے صبح تک تو نہایت ہی پریشان رہا۔ پہلے جو دل کی طرف نظر کرتا تھا تو سیاہ لگتا تھا آج صبح کو جو دیکھا تو نیچے کچھ حصہ سرخ معلوم ہوا اور آٹھ بجے کے بعد پھر جو وظیفہ کرنے بیٹھا تو ویسی تو پریشانی نہیں رہی مگر بے چینی باقی ہے دعا فرما دیجئے۔ کہ اللہ پاک ایمان پر خاتمہ فرمائیں۔

تحقیق: یہ صورت فناء ہستی کی صورت مثالیہ نظر آتی ہے اور اس کی فنا کی ابتداء اصول اخلاق (اخلاق کی جڑوں) سے شروع ہوتی ہے جو متبوع (جس کی اتباع کی جائے) ہونے میں آسمانوں کی طرح ہیں۔ بفضلہ تعالیٰ ذکر نے سرایت کرنا شروع کیا ہے اور اسی کا اثر دل کی تبدیلی میں ظاہر ہوا ہے مبارک ہو۔ یہ سب انکشافات (نظر آنا) مثالیہ ہیں۔

ذکر میں رونے کو نہ روکنا اور مقررہ تعداد سے زیادہ ذکر کرنا پسندیدہ ہے

حال: ان دنوں ذکر کرتے کرتے کبھی بڑے زور سے رونا آتا ہے یہاں تک کہ کبھی آواز بلند ہونے لگتی ہے۔ کبھی دل چاہتا ہے کہ اگرچہ حضرت کے ارشاد کے مطابق (ذکر کی) تعداد پوری ہوئی مگر تھوڑا اور بھی ذکر کروں۔

تحقیق: ضرور کیجئے بہت محمود (پسندیدہ) ہے۔

ذکر میں حضور قلبی (یکسوئی) نہ ہونے کا علاج

حال: تقریباً دو ماہ سے ذکر جہر بند ہے۔ ذکر پاس انفاس خود ہی سے دل سے نہیں ہوتا ہے جو کہ حضرت علی شاہ

گنگوہ رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ نے تلقین فرمایا تھا۔ اس ذکر پاس انفاس کو مراقبہ اور غیر مراقبہ میں کرتا ہوں لیکن دل جمتا نہیں حضوری بالکل نہیں ہوتی۔ ذکر جہر میں اکثر حضور قلب بھی ہوتا تھا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ عرش کے قریب میں ہوں اور زیارت خداوندی سے مسرور ہوں اور ذکر کے وقت اپنا خیال نہیں رہتا تھا۔ اس کے ساتھ اور دوسری بعض تسبیح اور بعض وظائف بند ہوگئے۔ سخت افسوس ہے دعا فرمائیں اور اس مریض کا علاج فرمائیں۔

تحقیق: دعا کرتا ہوں۔ ذکر کی قیود کو بالکل چھوڑ کر صرف زبانی ذکر جتنا ہو سکے ایک معین مقدار سے لازمی طور پر کیجئے خواہ حضور ہو یا نہ ہو اور پھر دو ہفتہ کے بعد مجھ کو اطلاع دیں۔

جتنا ذکر ہو سکے کافی ہے

حال: کمترین حضور کے حکم کے مطابق ایک ہزار مرتبہ اسم ذات پڑھتا ہے اور استغفار بھی لیکن ہر وقت پڑھنے کا موقع پڑھنے میں مشغول رہنے کی وجہ سے نہیں ملتا۔

تحقیق: کچھ حرج نہیں جتنا آسانی سے ہو جائے کافی ہے۔

ذکر خفی

حال: الحمد للہ ذکر اسم ذات جو آنجناب نے تعلیم فرمایا تھا ٹوٹی پھوٹی حالت میں کرتا رہتا ہوں مگر کہیں جانے کا اتفاق ہوتا ہے تو تنہائی نہ ملنے کی وجہ سے ناغہ ہوتا ہے اور ہم خیال لوگ نہ ہونے کی وجہ سے طبیعت ذکر سے رکتی اور شرماتی ہے۔ چار پانچ روز یا کم زیادہ چھوٹ جاتا ہے ایسی صورت میں کچھ تجویز فرما دیجئے۔

تحقیق: ذکر خفی کیجئے۔

سوال: ہلکے جہر سے بھی ذکر کرنے میں گھر میں بچے کے جاگنے اور رونے سے کام میں رکاوٹ ہوتی ہے۔ اگر ایسی حالت میں کبھی کبھی خفی یعنی بالکل منہ میں پڑھوں تو کیسا۔

جواب: ایسے وقت یہی ضروری۔

حال: حضور نے جو ذکر و شغل ارشاد فرمایا تھا رات میں بارہ تسبیح اور دن میں چھ ہزار بار اسم ذات شغل پاس انفاس اس میں مشغول ہوں لیکن دماغ کی کمزوری کی وجہ سے ذکر جہر نہیں کر سکتا ہوں۔

تحقیق: ضرب کے بغیر خفی کرنا چاہئے اور اگر اس سے بھی کچھ تکلیف ہو تو کچھ عرصہ بند کر دیجئے اور اس کے بجائے درود شریف یا تلاوت قرآن کافی ہے۔

سوال: فدوی آنحضرت کے ارشاد و تلقین کے مطابق تین وقتوں میں اسم ذات کا شغل کر رہا ہے۔ آواز سے

ذکر کرنے میں دوسرے لوگوں کو کچھ تکلیف ہونے کا اندیشہ ہے اور سر میں کسی قدر گرمی آتی ہے۔ آہستہ کیا جائے یا آواز سے کیا جائے؟

جواب: ایسی حالت میں آہستہ ہی واجب ہے۔

حضور کے ہمیشہ رہنے کا طریقہ

حال: حضور کی توجہات کی برکت سے کبھی کبھی نماز میں اور نماز کے علاوہ بھی حضوری کی دولت حاصل ہوتی ہے۔ مگر جس وقت غلبہ ہوتا ہے ہیبت سے زبان بند ہو جاتی ہے اور نماز میں ہرج واقع ہوتا ہے تھوڑی دیر یہ کیفیت رہتی ہے۔ جی یوں چاہتا ہے کہ حضور ہمیشہ حامل ہو اور صرف ہستی اور مطلق (بالکل) وجود کے کچھ بھی معلوم نہ ہو (اللہ تعالیٰ کی) معیت اور نوریہ کا غلام کے حال کے مناسب کوئی طریقہ ارشاد فرمایا جائے۔

تحقیق: جتنا ہو سکے دل کی توجہ کے ساتھ ہمیشہ ذکر کرنے سے یہ سب مقاصد جو آپ نے تحریر فرمائے ہیں حاصل ہو جاتے ہیں اس کو ناغہ نہ کیجئے اور کبھی کبھی حالات کی اطلاع اور کبھی کبھی ملاقات اور اگر ممکن ہو تو کبھی کبھی ہفتہ دس دن کا (یہاں) قیام اس میں بہت مددگار ہے۔

زبانی ذکر

حال: ذکر پاس انفاس پر بھی مداومت حاصل نہیں ہوتی خیال آ گیا آ گیا ورنہ نہیں۔

تحقیق: مختلف مشاغل میں اتنا ہی کافی ہے۔ مناسب ہے کہ پاس انفاس کے بجائے زبانی ذکر اختیار کیجئے۔

حال: حق سبحانہ وتعالیٰ کے فضل وکرم سے غلام کام میں لگا ہوا ہے۔ حضور عالی کی اجازت کے مطابق ذکر اور اسم ذات کا پاس انفاس اور اسی اسم مبارک کا بالکل معمولی طریقہ سے حبس دم صدری (سینہ میں سانس روک کر اللہ اللہ کہنا) کرتا ہے درود شریف اور مناجات مقبول کا ختم استغفار تلاوت قرآن شریف اور (وہ) اذکار جس کی اطلاع غلام دے چکا ہے پڑھتا ہے۔

تحقیق: سب معمولات مناسب ہیں لیکن حبس دم چھوڑ دیا جائے معلوم نہیں یہ کس کے کہنے سے شروع کیا اور پاس انفاس اگر سانس سے کرتے ہوں اس کا طریقہ بھی بدل دیں یعنی سانس کی قید کے بغیر صرف زبان سے ذکر جاری رکھیں۔

حال: اشراق کی نماز چار رکعت چاشت کی نماز چار رکعت کبھی کبھی عصر سے پہلے چار رکعت مغرب کی نماز کے بعد اوابین کی نماز چھ رکعت، قرآن مجید ایک منزل، مناجات مقبول ایک منزل، اسمائے مبارک حضرات صحابہ

بدر یین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ روزانہ حضرت بلال رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے نام تک اور ہفتہ میں ایک مرتبہ جاگنے کی حالت میں بعض اوقات پاس انفاس کا ذکر بھی جاری رکھتا ہے۔

تحقیق: پاس انفاس کے مقابلے میں زبانی ذکر زیادہ مفید ہوگا۔

حال: کبھی کسی کام میں زیادہ مشغولی ہوتو اللہ تعالیٰ کا خیال ذہن میں نہیں رہتا ورنہ اکثر وقت یادداشت بلا تکلف قائم رہتی ہے۔

تحقیق: ابھی یہ خیال ہے جو معتبر ہے ؎

صوفی نشود صافی تا در نہ کشد جامے ❁ بسیار سفر باید تا پختہ شود خامے

ترجمہ: ”صوفی کے دل کی صفائی اس وقت تک ممکن نہیں جب تک مشقتوں کو نہ اٹھائے بہت سفر کرنا پڑتا ہے تاکہ کچا پن ختم ہوکر پکا صوفی بن جانے کے لئے۔“

حال: اس کے علاوہ جو وظیفہ مناسب حال ہو ارشاد فرمائیں۔ ایک ہفتہ سے شجرہ طیبہ کا یہ شعر بہت دفعہ پڑھ چکا ہوں اور پھر بھی پڑھنے کو دل چاہتا ہے کہ مسلط علیہ العشق الخ۔ (**ترجمہ:** اس میں عشق بھرا ہوا ہے) ؎

دل مرا ہر دم مئ توحید سے سرشار رکھ ❁ بے خود عالم بنا اپنے سے بس ہشیار رکھ

حضرت اشرف علی اولیا کے واسطے۔

تحقیق: دوسرے شعر کی اطلاع کی کچھ ضرورت نہ تھی ریا کا شبہ ہوتا ہے۔

حال: جب سے احقر نے روزانہ قرآن مجید کی ایک منزل پڑھنا شروع کی بعض قریبی اعزہ کو ثواب پہنچانا معمول کرلیا کہ ہر جمعہ کو اپنے سلسلہ کے اجداد کو مسلسل ثواب پہنچا دیا جائے۔ چنانچہ گذشتہ جمعہ کو جو قرآن شریف ختم ہوا ہے اس کا ثواب حضرت صابر رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی کو پہنچایا ہے۔

تحقیق: کیا اس ثواب رسانی میں کسی باطنی نفع کی بھی توقع ہے؟

سؤال: تھانہ بھون میں آستانہ میں حاضر ہوکر دو مہینہ رہنے کا پکا ارادہ ہے۔ حاضری خدمت کے علاوہ جو وقت بچے گا اس میں احقر کے لئے جو خدمت حضرت والا تجویز کریں اس کی تعمیل میں امکانی کوشش کروں گا۔ بیکار رہنے کی مجھے عادت بھی نہیں ہے۔ خالی دل بھی گھبرائے گا دن بھر قرآن مجید پڑھنا ممکن نہیں۔

جواب: میرے تمام وعظ دیکھ ڈالئے۔

سؤال: دعا کا طالب ہوں کہ اللہ تعالیٰ زندگی میں اپنی مرضیات میں رکھیں اور خاتمہ بالخیر فرمائیں۔

جواب: آمین۔

تھوڑا وظیفہ بھی کافی ہے

حال: رات کو دس بجے سو کر آخر رات میں تین ساڑھے تین بجے سے پہلے آنکھ نہیں کھلتی۔ اس میں بھی جب تک تہجد اور تلاوت سے فارغ ہو کر صبح کی نماز سے پہلے پندرہ بیس منٹ کے لئے دوبارہ نہ سو جاؤں تو بہت سستی ہوتی ہے۔ اسی لئے دوبارہ تسبیح نفلوں کے بعد نہیں پڑھ سکتا صرف نفلوں ہی پر اکتفا کرتا ہوں۔ نہ غور وفکر ومحاسبہ کو کچھ دیر ملتی ہے۔ عشاء کے بعد جب سے یہاں کی ملازمت کا معاملہ مذبذب (شک میں پڑا) ہوا ہے ایک شخص کے بتانے پر ساڑھے چار ہزار دفعہ مع اول وآخر درود شریف کے اسم ذات اللہ اللہ کا ورد ہے جس کی وجہ سے عشا کے بعد بھی بارہ تسبیح نہیں پڑھ سکتا اسی طرح دوسری نمازوں کے وقت بھی یسین شریف، الرحمٰن شریف، مزمل شریف، آیۃ الکرسی چاروں قل وغیرہ کا معمول کئی سال سے ہے اس لئے ان وقتوں میں بھی وقت نہیں ملتا۔ لہٰذا عرض ہے کہ اگر ارشاد ہو تو بعد عشاء کا موجودہ ورد ترک کر دوں۔

تحقیق: نہیں جو ہو رہا ہے وہ بھی انشاء اللہ تعالیٰ کافی ہے۔

ذکر خفی وغیبی سلام کا جواب

حال: حضرت والا کے ارشاد کے مطابق ذکر بارہ تسبیح کا ورد کرتا ہوں۔ الحمد للہ اس کی برکت سے منہیات (ممنوع چیزوں) سے نفرت مندوبات (مستحب چیزوں) کی رغبت طبعی طور پر ہو رہی ہے۔ اگرچہ اس سے پہلے بھی یہ حالت تھی مگر اب اور زیادہ ہوگئی ہے شوق زیادہ فرصت کم ہے۔ شروع ذکر سے اب تک سر میں درد رہا کرتا ہے اس کو تحریک نزلہ وغلبہ برودت (ٹھنڈک کا غلبہ) تصور کرتا ہوں۔ چونکہ ذکر شروع کرنے کے بعد سے یہ واقعہ پیش آیا ہے اس لئے خدمت شریف میں عرض ہے اس وجہ سے بعض دن ذکر خفی کرتا ہوں اس کے بارے میں حضرت والا کی رائے چاہتا ہوں۔ باوجود فکر ایام قلیل فائدہ کثیر معلوم ہوتا ہے یہ حضرت آپ کی کرم وعنایت کا ثمرہ ہے آنکھ اور کان بند کرتے وقت لفظ اللہ گھنٹی کی طرح سنائی دیتا ہے۔ اچھے خواب بھی آتے ہیں۔ الحمد للہ علی احسانہ۔

میرے نابینا بھائی اسد علی صاحب سلام مسنون عرض کرتے ہیں اور ذکر پہلے کی طرح کر رہے ہیں ترقی کے شائق (شوق رکھتے) ہیں ذکر بارہ تسبیح کا شوق ہے مگر اجازت کے طالب وامیدوار ہیں۔ جسم کا حال صحیح ودرست ہے۔ جناب بھائی صاحب کو ذکر کے دوران یہ معلوم ہوتا ہے کہ کوئی سلام مسنون کرتا ہے مگر سلام کرنے والا نظر نہیں آتا ہے ایسی صورت میں سلام کا جواب دیں یا نہیں اب تک جواب نہیں دیتے ہیں۔

تحقیق: آپ کی حالت قابلِ مسرت ہوئی اللہ تعالیٰ مبارک فرمائے۔ ایسی حالت میں مخفی ہی مناسب ہے۔

اسد علی صاحب کو بارہ تسبیح کا اگر شوق ہو تو اجازت ہے مگر حالت سے ضرور اطلاع دیتے رہیں اور گھی دودھ کی کثرت رکھیں اور چھ گھنٹہ سے کم نہ سوئیں۔

سلام کا جواب ایک بار دے دیا کریں اور بس۔

ذکر و شغل کے آثار پورے کسی رسالہ میں جمع نہ ہونے کی حکمت

سؤال: بہت دن ہوئے حضرت آپ نے فرمایا تھا کہ بعض کتابوں میں تصوف کے ذکر اور شغل کے آثار لکھے ہیں۔ لہٰذا عرض ہے کہ کوئی ایسا رسالہ تحریر فرمایئے جس میں ذکر اور شغل کے پورے آثار معلوم ہو جائیں۔ اس سے طالبین کو رغبت زیادہ پیدا ہوگی کوئی رسالہ مستقل اور مفید ایسا معلوم نہیں ہوتا ہے۔ اگر حضرت اس بات میں کوئی خرابی خیال نہ فرماتے ہوں تو فرصت میں (ان آثار کو) تحریر فرما دیں۔ خادم کو بہت شوق ہے ورنہ حضرت کا جو ارشاد وہ خادم کو وہی منظور ہے۔

جواب: ہر شخص کو الگ الگ حالات پیش آتے ہیں۔ (اس لئے) لکھنے سے الٹا نقصان ہوگا کہ ایک دوسرے شخص کے حالات کا منتظر رہے گا اور نہ ہونے سے مایوسی و پریشانی ہوگی پھر ہر شخص کی (الگ الگ) خصوصیات (کی وجہ) سے وہ حالات مختلف بھی ہیں اور اتنے (زیادہ) ہیں کہ پورے ایک جگہ جمع کرنا تقریباً ناممکن ہے۔

تیمّم سے ذکر

حال: فدوی نے گذشتہ مہینہ صفر کے شروع میں ایک خط حضرت کی خدمت میں بھیجا تھا۔ اس میں اپنے شغل و تعلیم کے بارے میں حضور سے سوال کیا تھا۔ چنانچہ یہ جواب آیا۔ ''آپ چونکہ صاحب فہم ہیں اسی لئے عالم مشغول کا دستور العمل مناسب سمجھتا ہوں۔'' حضور نے اس خاکسار کی ہمت افزائی فرمائی ہے ورنہ میں عامی شخص سمجھ بوجھ کیا جانوں۔ مگر ہاں امید ہے بڑی نسبت نصیب ہوئی ہے اللہ تعالیٰ حضور کی زبان مبارک فرمائیں۔

اپنا حال یہ ہے کہ جب سے حضرت کا حکم ہوا ہے صبح کی نماز کے بعد تقریباً آدھا پارہ قرآن مجید کی تلاوت اور مناجات مقبول عربی ایک منزل روزانہ پڑھتا ہوں۔ تہجد کی نماز کے وقت اسم ذات کا ذکر خفیف جہر و ضرب (آواز و ضرب) کے ساتھ کرتا ہوں لیکن ابھی صرف تین ہزار تک پڑھتا ہوں اس سے زیادہ پڑھنے سے جی گھبراتا ہے۔

تحقیق: اگر وضو نہ رہنے کی وجہ سے جی گھبراتا ہے جیسا بعد والے (یعنی آئندہ والے) مضمون سے معلوم ہوتا

ہے تو اس کے بارے میں میں نے جو لکھ دیا ہے اس پر عمل کیجئے اور اگر اور کوئی بات ہے تو صاف لکھئے۔

حال: بڑی تکلیف وضو کے نہ ٹھہرنے سے ہوتی ہے۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ذکر کے دوران وضو ٹوٹ جاتا ہے اگر دوبارہ وضو کر لیا پھر وہی کیفیت ہوتی ہے۔ سردی کی وجہ سے یا یوں بھی بار بار وضو کے لئے اٹھنا ناگوار معلوم ہوتا ہے اور بال بچوں کی نیند میں خلل پڑنے کا احتمال رہتا ہے۔ اگرچہ ممکن ہے کہ بیٹھے ہی بیٹھے تیمّم کر کے شغل کو جاری رکھوں مگر مرشد کی اجازت کے بغیر ایسا کرنے کی ہمت نہیں ہوتی کیونکہ دستور العمل میں باوضو ذکر کرنے کو لکھا ہے۔ اس کے بارے میں جو مناسب ہو تحریر فرمائیے۔

تحقیق: وضو رکھنا ضروری نہیں تیمّم کر لیا جائے مگر اس تیمّم سے نماز و قرآن پاک کو چھونا جائز نہیں۔

جنبی کا ہاتھ منہ دھو کر ذکر و شغل کرنا

حال: جب سے یہ مشغلہ شروع کیا ہے بدخوابی (یعنی احتلام) کئی بار ہوئی حالانکہ اس سے پہلے نہیں ہوتی تھی۔ جس دن ایسا واقعہ ہو جاتا ہے سخت افسوس ہوتا ہے۔

تحقیق: افسوس کی کیا بات ہے۔

سوال: جاگتا رہتا ہوں مگر جسم کی ناپاکی کی وجہ سے صبح صادق تک کچھ نہیں کر سکتا۔ کیا اس حالت میں بھی ہاتھ منہ دھو کر کچھ دل یا زبان سے کچھ خفی یا جہر ذکر چارپائی پر بیٹھے ہی بیٹھے کر لیا کروں۔

جواب: ہاں ہاں۔

عام آدمی کا ترقی کے بعد پچھلی تسبیح و تہلیل نہ چھوڑنا

سوال: چونکہ ذکر کی پوری تعداد ۱۲ ہزار سے ۲۴ ہزار ہے اور میں صرف تین چار ہزار تک پڑھتا ہوں۔ اس وجہ سے ندامت رہتی ہے اور اس خیال سے کہ شاید یہ کمی پوری ہو جائے تسبیح و تہلیل و تکبیر سو سو بار پانچ نمازوں کے بعد پہلے معمول کے مطابق پڑھتا ہوں۔ گزارش ہے کہ پہلے والا وظیفہ چھوڑوں یا پڑھا کروں یا بجائے ان کے کچھ اور مناسب ہے۔

جواب: پہلے معمولات کو نہ چھوڑیئے لیکن اگر ہمت ہو تو اسم ذات بارہ ہزار تک بڑھا دیجئے اور اطلاع حالات سے دیتے رہئے۔

ذکر اسم ذات کا طریقہ

سوال: ذکر اسم ذات میں ہ کو جزم سے ادا کروں یا پیش کے ساتھ اور ضرب کا کیا قاعدہ ہے۔

جواب: جزم کے ساتھ پڑھئے اور ضرب کا کوئی خاص طریقہ نہیں ہے جو طبیعت سے پیدا ہو وہی کافی ہے۔

تلوین کی حالت میں ذکر و شغل کا طریقہ

حال: کسی کسی روز عالم غیب میں جی لگ جانے سے عجب سما اور بہار ہوتی ہے اور کبھی کبھی نفس ایسی سرکشی کرتا ہے کہ دق ہو جاتا ہوں۔ جہری ذکر کی وجہ سے دماغ میں خشکی بہت ہوگئی ہے بلک آج تو برداشت نہ کر کے ناغہ کر دیا ہے۔ اور اپنی آواز اپنے کان میں ہر طرح زور سے لگتی ہے اگرچہ آہستہ ہو۔ اگر ارشاد ہو تو مخفی ذکر کیا کروں یا اور جو کچھ (میرے) حال کے مناسب ہو اگرچہ دماغ کو تر کرنے اور قوی کرنے کے لئے کوشش کرتا رہتا ہوں مگر بہت کمزوری ہوگئی ہے۔

تحقیق: یہ تلوین ہے اس میں تغیر و تبدل لازم ہے پریشان نہ ہو جایئے انشاء اللہ تعالیٰ اسی طرح ایک روز تمکین حاصل ہو جائے گی ؎

اندریں رہ میتراش و می خراش ❁ تادم آخر دمے فارغ مباش

تادم آخر دمے آخر بود ❁ کہ عنایت با تو صاحب سر بود

ترجمہ: ’’اس سلوک کے راستے میں مسلسل محنت کرتے رہو یہاں تک کہ کوئی لمحہ فارغ نہ رہو کسی وقت بھی اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے تمہارا کام بن جائے۔‘‘

جہر اور ضرب بالکل روک دیجئے خفی بغیر ضرب کافی ہے بلکہ اگر عدد (گنتی اور تعداد) میں کمی کی ضرورت ہو اس کی بھی اجازت ہے۔ دماغ کو تر اور قوی کرنے کی تدابیر نافع ہوں گی۔

حال: عیدالاضحیٰ کے بعد سے وظیفہ بھی بند ہے مجھ کو بخار اور نزلہ کی شدت نے تنگ کر دیا۔ بفضلہ تعالیٰ نصف مرض جاتا رہا ہے۔ حضور کے اخلاق اور غرباء کی دلجوئی کرنے سے یہ غلام بھی دعا کا خواستگار ہے۔ یہ خدا کا شکر ہے کہ کسی وقت کی فرضی نماز قضا نہیں ہوئی۔

تحقیق: جب تک کامل طور پر صحت و قوت نہ ہو جائے معمولات شروع نہ کریں۔ ہاں بغیر کسی قید کے زبان سے یا قلب سے جو ذکر آسان لگے اس کا خیال رکھیں انشاء اللہ کافی ہوگا۔

شغل پر ذکر کو ترجیح

سوال: عرض یہ ہے کہ حضور نے پہلے ۲۴ ہزار ذکر کے لئے فرمایا تھا۔ مگر ایک عرصہ کے بعد حکم ہوا کہ ۱۲ ہزار کیا جائے۔ اس دن سے حکم کے مطابق بارہ ہزار کرتا ہوں۔ اس مرتبہ تابعدار نے شغل انحد کے بارے میں عرض کیا

تھا بجواب اس کے حکم ہوا کہ اس کو چھوڑ دو اب ضرورت نہیں ہے اس روز سے شغل مذکور کو چھوڑ دیا لیکن جو ایک گھنٹہ شغل مذکور میں صرف ہوتا تھا اس کو بیکار رکھنا شاق ہوا لہٰذا امیدوار معافی ہوں کہ حضور کی اجازت کے بغیر بارہ ہزار کے بجائے چوبیس ہزار مرتبہ ذکر اسی روز سے بڑھا دیا ہے جو وقت شغل انحد میں صرف ہوتا تھا اس کو ذکر میں صرف کیا مگر اپنی اس خود رائی سے ڈر کر عرض گزار ہوں کہ اگر حکم ہو تو جس طرح کام کر رہا ہوں ایسا ہی کروں یا اس کی جگہ کچھ اور جو ارشاد ہو اس کے مطابق عمل کروں۔

جواب: مخدومی سلمہ اللہ تعالیٰ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ شغل کی جگہ ذکر مقرر فرما لینا میرے طریق کے عین موافق ہے اللہ تعالیٰ برکت فرمادیں۔

ایک مجلس میں ذکر کرنا زیادہ نافع ہے

سوال: حضور نے تین ہزار بار اسم ذات پڑھنے کو فرمایا تھا جو پڑھتا ہوں لیکن محنت و مشقت کی وجہ سے ناغہ ہو رہا ہے پھر شروع کرنے والا ہوں یہ تعداد ذکر کی ہے یا صرف تسبیح پڑھی جائے۔

جواب: یہ دونوں ایک ہی بات ہوئیں۔

سوال: کسی ایک خاص ہی وقت پڑھا جائے۔

جواب: ہاں زیادہ فائدہ اسی میں ہے۔

سوال: یا دن رات میں پورا کر لیا جائے۔

جواب: اس میں بھی نفع ہے مگر پہلی صورت میں زیادہ ہے۔

تھکن میں ذکر کی کمی

حال: دعا کا طالب اپنا معمول کرتا رہتا ہوں۔ تہجد کے وقت بارہ تسبیح اور فجر کے بعد چھ ہزار مرتبہ اسم ذات اور ظہر کے بعد تین ہزار مرتبہ یا باسط یا باسط پڑھتا ہوں۔ ذکر کرنے کے بعد تھکن محسوس ہوتی ہے اور کبھی ذکر میں تھکن معلوم ہوتی ہے۔

تحقیق: اگر تھکن محسوس ہو تو ذکر کم کر دیں اور تقویت و مزاج کی قوت کے لئے کسی طبیب کے مشورہ سے علاج کریں۔

تصور شیخ

حال: رات دن ہر وقت بکثرت آپ کا تصور رہتا ہے اتنا اللہ میاں کا نہیں رہتا مجھ کو اس حالت کے برا ہونے

کا خوف ہے۔ (کوئی) ترکیب ہو کہ اللہ میاں کا تصور بڑھ جائے۔

تحقیق: اس حالت کا کچھ مضائقہ نہیں جس کا تصور اللہ کے واسطے ہو وہ اللہ تعالیٰ کے تصور کی طرح ہی ہے حدیث "من احبھم فبحبی احبھم" (کہ حدیث میں جو آیا ہے کہ جو (میرے) صحابہ سے محبت کرتا ہے وہ میری محبت کی وجہ سے ان سے محبت کرتا ہے) اس کی دلیل ہے۔

سؤال: عرصہ سے خواہ ادنیٰ بات ہو خواہ باریک حال ہو یا (کوئی) سوال (ہو) یہ جی چاہتا ہے کہ آپ سے ہی پوچھوں دوسرے علماء سے نفرت ان کے وعظ سے نقصان خواہ وہ اہل حق ہوں کیا یہ حالت اصلاح کے قابل ہے؟

جواب: وہ نفرت نہیں ہے بلکہ بے رغبتی ہے اور جب تسلی نہیں (ہوتی) ہوگی انقباض ہوتا ہوگا یہ ایک غیر اختیاری حالت ہے اس میں کوئی برائی نہیں لیکن ان کو برا کہنا ان کا برا چاہنا نہیں ہونا چاہئے۔

ذکر وطاعات کے محصور ہونے میں حکمت

سؤال: میرے ایک دوست نے ایک عجیب بات کہی بعد میں معلوم ہوا کہ وہ دوسروں سے بھی کہتے تھے خیر مجھ کو تو کوئی نقصان نہیں ہوگا کیونکہ میں آپ کی کتاب اوراد رحمانی میں تسبیح کا سنت ہونا دیکھ چکا ہوں۔ لیکن بعض دوسرے لوگوں کو ان کی تقریر سے شبہ ہو جائے۔ وہ کہتے تھے کہ جتنی تسبیح پڑھی جاتی ہے یہ سب رب العالمین کی نعمتوں کا شکریہ ہوتا ہے۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ رب العالمین تو ﴿ان تعدوا نعمة الله لا تحصوها﴾ (تم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو گے تو نہیں کر سکو گے) بے شمار نعمتیں دیں اور ہم گن گن کر شکر کریں۔ بعض لوگوں کے دل میں یہ بات اتر جاتی ہے۔ آپ کو اس وجہ سے اس بات کی اطلاع دی ہے کہ کوئی معقول (عقل میں آنے والا) علمی جواب ارشاد فرمائیں تاکہ ان کی بھی تسلی ہو اور ہم دوسرے بھی اس شبہ سے صاف رہیں۔

جواب: یوں تو تمام عبادتیں شکر ہی ہیں تو نماز کی رکعات بھی محدود نہ ہوں روزے بھی محدود نہ ہوں۔ خود حدیثوں میں تسبیح وتہلیل کا عدد آیا ہے نعوذ باللہ (اگر یہ بات ہو تو) وہ (عدد) اعتراض کے قابل ہوگا۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ محدود ہو (یعنی شمار کے قابل) ہونے میں اپنی عاجزی کے بارے میں ایک لطیف (باریک) اشارہ ہے (وہ یہ) کہ "اے اللہ! آپ کی نعمتیں نہ ختم ہونے (اور نہ شمار ہونے) والی ہیں (اور اس کا شکریہ یہ تھا کہ ہم بھی نہ ختم ہونے والا شکر ادا کرتے) مگر ہم ختم ہونے والا شکر ادا نہیں کر سکتے۔" گویا بزبان حال یوں کہہ رہا ہے ؎

شکر نعمت ہائے تو چنداں کہ نعمتہائے تو ❀ عذر تقصیرات ما چنداں کہ تقصیرات ما

ترجمہ: ”تیری نعمتوں کا شکر تیری نعمتوں جتنا ہے۔ ہماری کوتاہیوں کا عذر ہماری کوتاہیوں جتنا ہے۔“

پھر (دوسری بات) یہ کہ تسبیح کے دانے اگرچہ شمار کے قابل ہیں مگر یہ (بات) بھی تو ممکن ہے کہ تسبیح پر کئی مرتبہ پڑھیں جو شمار کے قابل نہ ہو تو وہ (کہ ہم گن گن کر شمار کریں والا) وسوسہ بھی نہیں رہا۔ یہ بات بھی ظاہر ہے کہ ایسی تسبیح جس کے دانے ختم نہ ہوں ممکن نہیں ہے اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ تسبیح (ہی) کو چھوڑ دیا جائے اور تجربہ سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ تسبیح کے بغیر ذکر کرنا یا تو (اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ) ذکر بھی چھوٹ جائے گا۔

دوسرے یہ کہ نہ ختم ہونے والے شکر کو شکر کہنے کی کونسی قطعی (یقینی) دلیل ہے کیونکہ ذکر خود بھی مستقل طاعت ہے۔

ذکر و شغل کے لئے اجتماع کا اہتمام نہیں ہونا چاہئے

سؤال: ایک اجازت یافتہ کی طرف سے۔ اس سال متوسلین (تعلق والے مریدین) نے جدائی اور دوری کی شکایت کی۔ بعض کا یہ خیال ہوا کہ بندہ جس زمانہ میں اس جگہ حاضر نہ ہو متوسلین ذاکر شاغل لوگ ہفتہ میں ایک روز مثلاً شب جمعہ فرصت نکال کر سب ایک جگہ جمع ہو کر ذکر و شغل و فکر میں مشغول رہیں تاکہ طویل غفلت دور ہو اور تلافی (فوت شدہ کی تلافی) کا بھی سبب بنے۔ چنانچہ بندہ نے اس کو بہتر سمجھ کر اس عرصہ میں دو تین ہفتہ اسی طرح قصداً جمع کر کے کچھ نصیحتیں سنائیں اور اکثر رات ذکر و شغل میں گزاری۔ اگرچہ دائرہ و حلقہ نہ ہوا پھر بھی اس اجتماعی صورت میں ذوق و شوق و محبت کا اثر دیکھا گیا اس لئے اس طرح ہمیشہ حاضر ہو کر ہفتہ وار ذکر و شغل کرنے کے لئے اور ایک مسجد میں رات بھر رہنے کو تاکید کر آیا۔ اگرچہ اس میں کوئی بدعت دیکھی نہیں جاتی لیکن پھر بھی چونکہ حضرت کی طرف سے اس قسم کا ارشاد گرامی صادر نہیں ہوا ہے اس لئے دل میں شک و شبہ ہوتا ہے کہیں سنت سیہ (بری عادت) تو نہ ہو جائے۔

جواب: آئندہ اس (بری عادت کے ہو جانے) کا خطرہ ضرور ہے۔ خود جو چاہیں ذکر و شغل کریں یہ بھی تو ممکن ہے اجتماع کا اہتمام بند کرنا چاہئے۔

مراقبہ موت و مابعد الموت (موت اور موت کے بعد کا مراقبہ)

حال: حضور نے جب سے اس عاجز کی مدد فرمائی ہے اور اسم ذات ”اللہ“ جہر سے اور ہو ”خفی“ اور تعداد میں تین ہزار ہے تعلیم فرمایا ہے۔ بندہ مسلسل ادا کرتا ہے اور جب تک ادا نہیں کرتا ہے تو طبیعت پر رنج سا رہتا ہے۔

کبھی سوتا ہوں تو سوتے میں ذکر جاری ہو جاتا ہے یہاں تک کہ پاس جو آدمی ہوتے ہیں وہ بیدار ہو جاتے ہیں۔ ایک مرتبہ بندہ سو رہا تھا تو سوتے میں ذکر جاری ہوا اور آواز اتنی بلند ہوئی کہ بندۂ خود اپنی آواز سے بیدار ہو گیا بیدار ہونے کے وقت بھی قریب تین چار منٹ تک وہ آواز اللہ جہر سے ہو خفی جاری تھا۔ اب دل چاہتا ہے کہ کچھ تعداد بڑھادی جائے اور مراقبہ کو بھی طبیعت بہت چاہتی ہے اب جو ارشاد عالی ہو عمل میں لایا جائے۔

تحقیق: اگر فرصت اور قوت ہو تو ایک ہزار اور بڑھائیں اور موت و مابعد الموت کا مراقبہ شروع کر کے اطلاع دی جائے۔ باقی جو حالات لکھے ہیں مبارک ہیں مگر دماغ کی ترطیب (تر کرنے) کا ہمیشہ خیال رکھیں جیسے کدو کے تیل کی مالش، بادام کا مغز اور کدو کے بیج کے مغز کا شیرہ مصری سے شیریں (میٹھا) کر کے پینا۔

عذر کی وجہ سے ذکر میں کمی

حال: دنیاوی تردد و بدنصیبی کی وجہ سے دن کو اسم ذات چوبیس ہزار وظیفہ نہیں ہوتا۔

تحقیق: اس سے آدھا یا چوتھائی کر لیا جائے۔

حال: اس لئے دل ہر وقت مغموم رہتا ہے لیکن مجبوری کی حالت میں تہجد کی نماز کے بعد بارہ تسبیح کسی صورت سے اللہ پاک انجام دیتا ہے۔

تحقیق: الحمدللہ۔

سوال: صبح کی نماز کے بعد قرآن شریف کبھی آدھا پارہ کبھی ایک پارہ اور مناجات مقبول ایک منزل اللہ انجام کرتا ہے۔

جواب: بہتر ہے۔

مراقبہ کی تعلیم

حال: بارش کی پھوار دل پر پڑنے والا مراقبہ کرتا رہتا ہوں اگر اس میں غنودگی ہوگئی تو وقت کٹ جاتا ہے اور ایسا کم ہوتا ہے ورنہ مراقبہ ۱۵، ۲۰ منٹ کا اس حال میں مشکل سے گزرتا ہے۔ اس میں مصروفیت کی بات اب تک پیدا نہیں ہوئی یہ ضرور ہے کہ وہ نافع ہوگا۔ اطلاعاً عرض ہے۔

تحقیق: اب اس کو روزانہ نہ کیجئے دو دن کیجئے دو دن نہ کیجئے اور پھر اطلاع دیجئے۔

حال: ہدایت کے مطابق مراقبہ کیا گیا پہلے کی طرح ہونے لگا یعنی بے ہوشی ہو جاتی ہے جی اب نہیں گھبراتا۔

تحقیق: الحمدللہ۔

قلبی ذکر کے اقسام

سؤال: ۲۸ ماہ ذی قعدہ صوفیوں کے یہاں ذکر قلبی کس چیز کا نام ہے کیونکہ ان کی اصطلاح میں ذکر کی اقسام معلوم ہوتی ہیں۔ اس کی ایک قسم دل کی ہوشیاری اور بیداری کے ساتھ زبان سے جہر ہے۔ (یعنی آواز سے ذکر کرے) جس کو ذاکر خود بھی سنتا ہے اور دوسرے بھی سنتے ہیں۔

ذکر کی دوسری قسم دل کی ہوشیاری اور زبان سے آہستہ ذکر کرنا ہے جس کو ذاکر سنتا ہے دوسرا نہیں سنتا ہے۔

ذکر کی تیسری قسم زبان کے بغیر صرف دل کی ہوشیاری کے ساتھ ذکر کرنا ہے۔ جس کو صوفیہ استحضار اور صرف شہود سے تعبیر کرتے ہیں۔

جواب: فرمایا: یہ صحیح ہے ذکر قلبی (شہود قلبی) دل کی حاضری اور زبان کے واسطے کے بغیر ذکر کرنے کو کہتے ہیں۔

سؤال: ذکر قلبی سے ذکر سری تک اور ذکر سری سے دوسرے لطائف تک پہنچنے کی کیا صورت ہے؟

جواب: فرمایا: جب ذکر قلبی میں لطافت زیادہ بڑھ جاتی ہے تو اس کو ذکر سری کہتے ہیں اور جب ذکر سری میں کچھ اور لطافت پیدا ہوتی ہے تو ذکر خفی کہتے ہیں۔ اسی طرح (ذکر) اخفی کو بھی سمجھ لو۔ یہ بھی فرمایا کہ ذکر سری استغراق جیسا ہے لیکن استغراق میں غیبت ہوتی ہے اور اس میں غیبت نہیں ہوتی ہے حضور رہتا ہے۔

حال: حال یہ ہے کہ چند روز سے میری حالت یہ ہے کہ دل سے آواز آتی ہے اور طبیعت نہایت لذت اور مزہ میں رہتی ہے۔ اکثر رات کے وقت یہ آواز صاف اللہ اللہ کی لگتی ہے یعنی ایسا لگتا ہے جیسا کہ کوئی دوسرا شخص اللہ اللہ کر رہا ہے۔ کبھی کبھی دن کو بھی یکسوئی اور تنہائی کے وقت یہی آواز اللہ اللہ کی آتی ہے۔ اور قلب کی جگہ پر حرکت اور کھٹکا تو ہر وقت معلوم ہوتا ہے۔ اکثر یہ جی چاہتا ہے کہ تنہائی میں خاموش بیٹھ کر اسی آواز کو یعنی اللہ اللہ کی آواز جو دل سے نکلتی معلوم ہوتی ہے سنوں۔

میرے وظائف وہی ہیں جو حضور نے ارشاد فرمائے تھے اگرچہ یہ وظیفہ پہلے ہی سے پڑھتا ہوں مگر حضور نے بھی بیعت کرنے کے بعد انہی کو ترمیم اور منسوخ کئے بغیر باقی رکھا۔ وہ یہ ہیں درود شریف ایک ہزار بار تہجد کی نماز کے بعد بارہ تسبیح مغرب کی نماز کے بعد دو تسبیح یا حی یا قیوم کچھ روزانہ بغیر ناغہ کے قرآن شریف کی تلاوت اب امیدوار ہوں کہ حضور ارشاد فرمائیں کہ میری یہ حالت کیسی ہے اور جو کچھ میں پڑھتا ہوں وہی پڑھتا رہوں یا کچھ اور ترمیم و تنسیخ ہونی چاہئے۔

تحقیق: ماشاء اللہ بہت اچھی حالت ہے یہ (قوت) متخیلہ میں ذکر کر کے رچ جانے کا جو کہ باوجود مقصود نہ

ہونے کے زینہ مقصود ہے حق تعالیٰ مبارک فرمائے اور مقصود حقیقی تک پہنچائے شکر کیجئے اور اس کو کمال نہ سمجھئے معمولات بدلنے کی حاجت نہیں وقتاً فوقتاً حالات ضرور یہ سے مطلع کرتے رہئے۔

مراقبہ توحید

سوال: تاریخ ایضا۔ مراقبہ توحید جو ضیاء القلوب میں حضرت قطب العارفین قدس اللہ سرہ العزیز نے درج فرمایا ہے عمل میں لانے کی اجازت فرمائی جائے۔

جواب: ارشاد فرمایا بہت اچھا عمل میں لاؤ لیکن یہ بھی فرمایا کہ اس قسم کے تصورات اور تمثیلات کے مراقبات مبتدی کے لئے ہیں جس کو براہ راست استحضار نہ ہو اور جس کو براہ راست استحضار ہو جائے اس پر تو حق تعالیٰ کی بہت بڑی عنایت ہے اس کو ان تصورات میں مشغول ہونے کی کیا ضرورت ہے اور یہ شعر مثنوی کا پڑھا ؎

دست بوسی چوں رسید از دست شاہ ❁ پائے بوسی اندراں دم شد گناہ

ترجمہ: "جب بادشاہ کے ہاتھ چومنے کا موقع نصیب ہو جائے تو ایسے وقت میں پاؤں چومنے کی تمنا گناہ ہے۔ (مطلب یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کے دھیان براہ راست حاصل ہو تو پھر مراقبات تصورات کے ذریعے حاصل کرنے کی کوشش کرنا بیکار لاحاصل بات ہے)۔"

یہ بھی فرمایا کہ طبیعتیں اور مذاق مختلف ہیں بعض کو تو اس قسم کے تصورات سے جس میں حق (اللہ تعالیٰ) اور خلق (مخلوق) کو ایک جگہ جمع کرنا پڑے انقباض ہوتا ہے۔ جس کو انقباض ہو اس کو نفع کی جگہ نقصان ہوگا اور جس کو انقباض نہ ہو اس کو نفع اور اللہ تعالیٰ کے استحضار کا ذریعہ ہوگا۔

یہ بھی فرمایا کہ مجھ کو تو خالق کے مقابل میں اور تنزیہ حق کر کے (یعنی اللہ تعالیٰ کو ہر قسم کی تشبیہ اور صورت کے خیال کئے بغیر) مخلوق کو جمع کرنے سے انقباض ہوتا ہے اور تمہاری بھی حالت غالباً ایسی ہی معلوم ہوتی ہے کہ خالق کے مقابلے میں مخلوق کی طرف التفات کرنے سے انقباض ہوتا ہے۔

پھر اس احقر نے عرض کیا کہ مراقبات تشبیہی (یعنی اللہ تعالیٰ کو کسی چیز کے ساتھ کچھ تشبیہ دے کر مراقبہ) کرنا کن لوگوں کے لئے مناسب ہے؟ ارشاد فرمایا جو مجرد کا (اللہ تعالیٰ کا تصور بغیر کسی تشبیہ اور مثال کے) تصور نہ کر سکے۔ ارشاد فرمایا کہ جو مجرد کا تصور نہ کر سکے جیسا کہ ایک بدوی اعرابی کہتا تھا کہ کیا حق تعالیٰ کے ہاتھ پیر نہیں اور وہ شخص جس کو اس قسم کے تصورات سے انقباض ہو یا کہ جس کو عقل کم ہو کہ اس کو اس کا عین سمجھنے لگے وہ بھی اس کو عمل میں نہ لائے۔

مراقبات صرف علاج ہیں

سؤال: یہ جو عارفین نے مختلف واقسام کے مراقبات توحید وتصورات وتمثیلات تشبیہی (تشبیہ دی جانے والی صورتیں مثالیں) معین فرمائی ہیں اس سے صرف استحضار اور توجہ الی اللہ مقصود ہے یا کچھ اور مقصود ہے۔ اس احقر کا گمان ہے کہ غرض ان مراقبات توحید اور ہمہ اوست (سب کچھ وہ ہے) وغیرہ سے اپنی ہستی کی فنا اور اضمحلال اور حق تعالیٰ کا اثبات اور استحضار ہے۔

جواب: فرمایا: ”یہ صحیح ہے یہ سب حیل (بہانے) اور علاج ہیں۔ سارے اشغال سے مقصود صرف توجہ الی اللہ ہے اور جب توجہ الی اللہ حاصل ہو جائے تو ان تصورات کی حاجت بھی نہیں (رہتی ہے) چونکہ مجرد کا تصور (یعنی صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کا تصور بغیر کسی مثال اور صورت کے) ہر شخص سے نہیں ہوسکتا اس لئے یہ سب طرق معین فرمائے گئے ہیں۔

یاد کے وقت ذکر کرنا

حال: کوشش کرتا ہوں کہ ہر وقت زبان سے اسم ذات جاری رہے۔ مگر شروع کرنے پر جلد بھول جاتا ہوں۔

تحقیق: پھر جب یاد آئے کرنے لگے (قرآن پاک میں ہے)﴿واذکر ربك اذا انسیت﴾ (**ترجمہ:** آپ جب بھول جائیں تو اپنے رب کا ذکر کیجئے)۔

قلب کا جاری ہونا

حال: زبان اگر دوسری بات میں مشغول رہے تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے دل مسلسل ہوتا ہے اور ادائیگی خوب محسوس بھی ہوتی ہے۔

تحقیق: اس دھوکہ میں نہ رہنا اس کا کچھ اعتبار نہیں۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ابتداء میں ذکر قلبی ہوتا ہے پھر بھول ہو جاتی ہے اور یہ شخص سمجھتا ہے کہ وہ ذکر چل رہا ہے۔

جو ذکر قلبی کرتا ہو اس کو زبانی ذکر بھی کرنا چاہئے

حال: کسی وقت آنکھ بند کر لیتا ہوں تو قلب میں اللہ اللہ کی حرکت ہوتی ہے۔

تحقیق: مگر زبان سے بھی کہنا چاہئے۔

حال: کبھی بلا ارادہ آواز آتی ہے مگر روک دیتا ہوں کہ کسی دوسرے پر ظاہر نہ ہو۔

تحقیق: روکنے کی ضرورت نہیں۔

حال: جب یہ حالت ہوتی ہے تو تنہائی میں رہنے کو دل چاہتا ہے۔

تحقیق: ہاں یہ بہتر ہے اگر کسی ضروری کام کا حرج نہ ہو۔

سلطان الاذکار اور انحد میں نسبت

حال: کمترین حکم کے مطابق سلطان الاذکار کرتا ہے جسم اعلیٰ میں گونجتی ہوئی آواز معلوم ہوتی ہے لیکن اکثر خلوت (تنہائی) حاصل ہوتی ہے۔ لوگوں کے کان میں آواز پہنچنے سے قلب متوجہ نہیں ہوسکتا اس لئے اس شغل میں خلل بہت واقع ہوتا ہے اور یہ بھی شبہ ہوتا ہے کہ یہ صورت انحد کی ہے یا سلطان الاذکار کی۔

تحقیق: ان میں عام اور خاص کی نسبت ہے۔ سلطان الاذکار اس صورت کو بھی عام ہے۔

حال: ان دنوں حالت بھی بہت قوی اور نہایت الذواعلی (بہت ہی لذیذ اور میٹھی) پیدا ہوئی تھی لیکن پھر چند روز کے بعد خود ہی ختم ہوگئی۔ اب آج کل قبض شدید ہے لیکن نورانیت زیادہ معلوم ہوتی ہے۔

تحقیق: کچھ فکر نہ کیجئے مقصود کے محفوظ رہتے ہوئے یہ تبدیلیاں بے کار اور لازم ہیں۔

عذر کی وجہ سے مختلف اوقات میں ذکر کرنا نقصان دہ نہیں ہے

حال: بندہ کا کام تعلیم کا ہے اس لئے وظیفہ کے لئے ایک وقت متعین نہیں ہوسکتا ہے۔ کبھی ظہر کے بعد کبھی مغرب اور کبھی صبح کے بعد کرلیا کرتا ہوں مگر پریشانی رہتی ہے کہ شاید ٹھیک ہو یا نہ ہو؟

تحقیق: عذر کی وجہ سے اوقات کا مختلف ہونا نقصان دہ نہیں ہے۔

مشغول سے جو ہو سکے غنیمت ہے

سوال: صبح کی فرض کے بعد اشراق کی نماز کے لئے اسی جگہ بیٹھا رہنا ضروری ہے یا دوسری جگہ ہٹ کر بیٹھنا یا اور جگہ اٹھ کر بیٹھنا اور کلام مجید یا تسبیح وغیرہ اٹھانے کے لئے اٹھ جائے یا نہیں افضل اور اولیٰ کیا ہے؟

جواب: مشغول آدمی افضل کو کہاں ڈھونڈے جو ہو جائے غنیمت ہے۔

مراقبہ میں آنکھ بند کرنا یا نہ کرنا

حال: اہل طریق (سلوک والوں) نے اکثر ذکر و شغل مراقبہ میں آنکھیں بند کرنے کو لکھا ہے (کیا) یہ صرف یکسوئی کے لئے؟

تحقیق: ہاں۔

حال: مراقبہ وغیرہ بغیر آنکھوں کے بند کیے ہوئے ہوسکتا ہے؟

تحقیق: ہوسکتا ہے۔

مقررہ مقدار پر ذکر میں زیادتی

حال: ایک دن میرے خیال میں آیا کہ اخیر درجہ پر حضور ۲۴۰۰۰ مرتبہ اللہ اللہ کا ذکر کرنے کو فرماتے ہیں۔ بس جب مجھے بھی کسی وقت یہ کرنا ہی پڑے گا تو ابھی سے کیوں نہ عادت ڈالی جائے۔ چنانچہ حضور کے حکم کے مطابق صبح ذکر اسم ذات سولہ سو مرتبہ کی جگہ دن رات میں ۱۲ ہزار اور کرتا ہوں اور اس التزام سے کہ دن اور رات میں زیادہ تر خدا کا نام زبان سے جاری رہے۔ لیکن یہ بارہ ہزار مرتبہ ذکر خفی کرتا ہوں ایک بیٹھک میں نہیں کرتا ہوں بلکہ مختلف اوقات میں جب یاد آجائے کرنے لگتا ہوں ۱۲۰۰۰ ہزار سے کم نہیں ہونے پاتا ہاں کبھی ۲۲۰۰۰ تک نوبت پہنچ جاتی ہے روزانہ کا معمول مسلسل جاری ہے یعنی نصف پارے کی تلاوت ذکر اسم ذات سولہ سو مرتبہ اور ذکر نفی اثبات نو سو مرتبہ تہجد عشاء کے بعد۔

تحقیق: اللہ تعالیٰ برکت فرمائیں مگر اس زیادتی کی جو وجہ ہے یعنی یہ خیال ہے کہ کسی وقت زیادہ بتلاؤں گا یہ صرف تعبیر دلیل ہے (کیونکہ) میں سب کو یکساں نہیں بتاتا بلکہ اس کی حالت کے مناسب (بتاتا ہوں)۔

سوال: آج کل میری بڑی لڑکی جس کا نام ..... ہے بخار کی بیماری میں سخت علیل ہے اور وہ میرے پاس بھی نہیں ہے یعنی مجھ سے اور اپنی ماں بہن سے علیحدہ نہال میں ہے جو یہاں سے بہت فاصلہ پر ہے۔ اس کی عمر ۵ سال کی ہے اس کی بیماری کی وجہ سے ا ماں بہت پریشان رہتی ہے اور میں بھی متردد رہتا ہوں اس لئے التماس ہے کہ حضور اس کی صحت کے لئے خاص طور سے دعا فرمائیں گے۔

جواب: بدل و جان اس کی شفا کی دعا کرتا ہوں۔

سوال: میرے لئے بھی خاص طور سے دعا فرمائیں گے اور جو کچھ مناسب سمجھیں گے میرے لئے تجویز فرمائیں گے۔

جواب: (جو کچھ کر رہے ہیں) کئے جائیں بس۔

سوال: جناب مفتی صاحب نے جو کچھ وقت فرما دیا ہے میں اس پر دل سے راضی ہوں مفتی صاحب کو کامل اختیار ہے جو ان کے مزاج میں آئے کر سکتے ہیں مجھے دل سے منظور ہے میری اجازت کی کوئی ضرورت نہیں وہ

مختار ہیں جو چاہیں کریں۔

جواب: جزاکم اللہ تعالیٰ۔

حال: میرے حال کے موافق یقینی امید ہے کہ جس وقت یہ عریضہ ڈاک میں ڈال دیا جائے گا ضرور یہ فاسد خیال میرے دل سے نکل جائیں گے اور تسکین ہو جائے گی۔

تحقیق: خدا ہمچنیں کند۔ اللہ تعالیٰ ایسا ہی کریں۔

سؤال: لیکن حضور میرے واسطے ضرور خاص طور سے دعا فرمائیں۔

جواب: بدل وجان (دل و جان سے دعا کرتا ہوں)۔

زبانی ذکر سے تھک جائے تو دل سے فکر رکھے

حال: حضور والا ت کے ارشاد کے مطابق بہت دنوں سے معمول ہے کہ سارے دن زبان سے کچھ نہ کچھ ذکر جاری رکھا کرتا تھا اور انتہائے دن کی انتہا میں دل بہت خوش ہوتا تھا اور دعا کیا کرتا تھا کہ ''اے اللہ پاک تیرا بڑا احسان ہے کہ تو نے تمام دن ذکر کرنے کی توفیق عطا فرمائی'' اب چند روز سے کیا بات ہے عصر کے وقت یا مغرب کے وقت اکثر زبان بہت تھک جاتی ہے اور چلتی نہیں ہے۔ اس سے دل کو بڑا رنج اور پریشانی ہوتی ہے کہ تمام دن زبان سے ذکر نہیں ہوا۔ اب حضور والا سے عرض ہے کہ جب زبان تھک جاتی ہے اس وقت ذکر کی جگہ کیا مناسب ہے؟

تحقیق: دل سے فکر اور اگر اس سے بھی ملال ہو تو آرام کرنا۔

تھوڑی چیز پر ہمیشگی اختیار کرنا بھی مفید ہے

حال: اب بیماری کے علاوہ گھر کا سارا بوجھ اسی نحیف (کمزور) پر ہے بھائی صاحب...... خود کچھ کام نہیں کر سکتے اب ایسی موجودہ حالت میں حضور جو حکم دیں وہ کروں اور جس طریقہ سے ممکن ہو حضور باطنی تعلیم کا سلسلہ جاری فرمائیں اور (اس سے) کمترین کا شوق پورا ہو۔

تحقیق: اگر صحت وفرصت میں کمی ہے تو تھوڑا کام ہی شروع کیا جائے (کیونکہ) ہمیشگی کے ساتھ تھوڑا بھی برکت والا ہوتا ہے۔ (اسی طرح) قصد السبیل سے مناسب دستور العمل جو اپنی برداشت کے قابل ہو شروع کر کے حالات سے اطلاع دی جائے اور میرے مواعظ و رسالہ قصد السبیل و تربیت السالک کے پورے تین حصے مطالعہ کر لئے جائیں۔

حال: کمترین کو تبخیر کی وجہ سے بہت تکلیف ہے چونکہ یہ مرض مجھ کو دائمی (ہمیشہ سے) ہے۔ خصوصاً موسم کے تبدیل ہونے میں بہت زیادہ تکلیف ہو جاتی ہے۔ اس وقت دماغ کی تکلیف ناقابل برداشت ہے اس لئے دن کے معمولات تقریباً بالکل بند ہو گئے ہیں۔ لیکن تہجد کی نماز کے بعد کہ اس وقت آرام کی وجہ سے دماغ کے معمولات کو کر لیتا ہوں۔ اس لئے اطلاعا گزارش ہے اور دعا کا طالب ہوں۔

تحقیق: ـ

بس ہے اپنا ایک بھی نالہ اگر پہنچا وہاں ❁ گرچہ کرتے ہیں بہت سے نالۂ وفریاد ہم

قلیل بھی انشاء اللہ تعالیٰ کافی ہے بڑی چیز دھن اور دھیان ہے یہ رہنا چاہئے۔ انشاء اللہ تعالیٰ کامیابی ہوگی دعا بھی کرتا ہوں۔

حال: دوسری حالت یہ ہے کہ خادم کے دل میں ایک حسرت ہے جس کو اس وقت عرض کرنے میں پس و پیش (تردد) ہے لیکن دل کی چاہت ہے کہ اپنے پیر و مرشد سے کسی راز کو چھپا کر نہ رکھے۔ وہ یہ کہ خادم نے کئی بار آستانہ میں عرصہ عرصہ (کافی دنوں دنوں) تک قیام کیا لیکن کبھی ذکر و شغل کی توفیق نہیں ہوئی جس طرح دوسرے طریقت کے بھائیوں (یعنی اپنے ساتھیوں) کو اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کی غرض سے ذکر و شغل کرتے ہیں اور اپنے اپنے باطنی احوال اصلاح کی غرض سے حضور کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔ اب ان بھائیوں کا حال دیکھ کر اور سن کر حسرت ہوتی ہے اور اپنی کم ہمتی اور سستی پر ندامت ہوتی ہے۔ اب کیا کروں۔

ع عبث حسرت سے اے ناداں گیا موقع نہیں ملتا

قوی کمزور ہو گئے ہیں اور عمر پچاس سے اوپر ہے مجاہدہ کی قوت بھی نہیں رہی۔

تحقیق: ـ

آب جیحوں را اگر نتواں کشید ❁ ہم زقدر تشنگی نتواں برید

ترجمہ: ”اگر دریا سے پانی نہیں نکال سکتے تو کیا پیاس بجھانے کے برابر بھی نہیں نکال سکتے۔“

جس شخص کی قوت ہضم کمزور ہو جاتی ہے کیا وہ بالکل کھانا چھوڑ دیتا ہے یا تھوڑا تھوڑا کھانے لگتا ہے اور اگر کوئی تجویز کرے کہ بالکل نہ کھاؤ تو کبھی اس تجویز کو قبول نہیں کرتا تو پھر دین کے کام میں اس قاعدہ پر کیوں عمل ہوتا ہے۔

معمولات میں کمی زیادتی

حال: کبھی کبھی بیماری کی وجہ سے معمولات کم ہوتے ہیں۔

تحقیق: کوئی حرج نہیں ہے۔

حال: کبھی کبھی شوق زیادہ ہوتا ہے دل چاہتا ہے کہ ذکر اسم ذات اپنے معمول سے زیادہ کروں بندہ کے لئے جو بہتر ہو ارشاد فرمائیں۔

تحقیق: اگر تحمل ہو تو اچھا ہے۔

ذکر کی قضاء کے بجائے استغفار کافی ہے

سوال: میرا ذکر دو یوم کا قضا ہو گیا اس کی قضا ادا کرلوں۔

جواب: استغفار کافی ہے۔

بغیر وضو ذکر کرنا

سوال: وضو کے بغیر ہر وقت اسم ذات کرنا جائز ہے یا نہیں۔

جواب: کچھ حرج نہیں لیکن تیمّم افضل ہے۔

پائخانہ اور جماع کے وقت زبانی ذکر منع ہے

سوال: میں پہلے جن صاحب سے بیعت تھا وہ فرماتے تھے کہ اسم ذات پائخانہ میں اور جماع کے وقت بھی کرنا چاہئے۔ اگر نہ کیا جائے گا تو جتنا وقت اس میں ضائع ہوگا اس کا حساب لیا جائے گا۔ ان کا یہ فرمانا ٹھیک ہے یا نہیں؟ میں نے بے ادبی کی وجہ سے نہیں کیا ہے۔

جواب: انہوں نے غلط کہا آپ کا فعل ٹھیک ہے ہاں دل سے دھیان رکھیں۔

تہجد کا ذکر فجر کی نماز کے بعد کرنا

سوال: اگر اجازت ہو تو تنبیہات وصیت (رسالہ) کے پیچھے مختصر اوراد کے عنوان کے نیچے جو اوراد لکھے ہوئے ہیں کرلیا کروں۔

جواب: بہتر ہے۔

سوال: کبھی کسی دن تہجد کے وقت آنکھ نہیں کھلتی تو اس وقت جو نفی اثبات اور اسم ذات دو ضربی پڑھنے کا معمول ہے صبح کی نماز کے بعد اسم ذات کی تسبیحات شروع کرنے سے پہلے پڑھ لیتا ہوں کچھ حرج تو نہیں ہے۔

جواب: کچھ حرج نہیں لیکن بہتر ہے کہ جو صبح کا معمول ہے وہ پہلے کرلیا جائے۔

ایک سانس میں کئی بار ذکر نفی واثبات یا اسم ذات کرنا

سؤال: اسم ذات کی طرح اگر نفی اثبات اور اسم ذات دوضربی کئی مرتبہ ایک سانس میں کرلیا جائے تو کچھ حرج تو نہیں ہوتا؟

جواب: کچھ حرج نہیں ہوتا ہے۔

ذکر میں آنکھ بند کرنا

سؤال: آنکھ بند کر کے اوراد یا اذکار کرلئے جائیں یا نہیں؟

جواب: جس طرح زیادہ دل لگے۔

ذکر کے وقت (کون سا) تصور

سؤال: اوراد یا اذکار کرنے میں ان کے معنوں کا خیال رکھوں یا یہ (خیال رکھوں) کہ خداوند کریم دیکھ رہے ہیں۔

جواب: دوسرا خیال زیادہ مفید ہے۔

متعین مقدار ذکر پر اضافہ کرنا

سؤال: چھ ہزار اسم ذات دوضربی کرتا ہوں اگر مناسب خیال فرمائیں تو تعیین سے کچھ زیادہ کرلوں یا فقط دلچسپی پر چھوڑا جائے۔

جواب: زیادتی کو متعین کرنے کی مصلحت یہ ہے کہ (ذکر) اتنی مقدار تک (متعین کیا جائے) جس پر ہمیشگی کی امید غالب ہو۔

ذکر سے مناسبت کی علامت

حال: ذکر چھوڑ کر کسی دوسری چیز کو دل نہیں چاہتا کہ کروں۔

تحقیق: ذکر کے ساتھ مناسبت کی علامت ہے مبارک ہو۔

حال: سینہ میں اکثر ذکر اور غیر ذکر کی حالت میں معلوم ہوتا ہے کہ شیر وقند (دودھ اور میٹھا) بھرا ہوا ہے۔

تحقیق: زیادہ مناسبت کی علامت ہے۔ زیادہ مبارک ہو۔

قرآن پاک کی تلاوت کے وقت تصور

حَال: حق تعالیٰ کے دیکھنے کا تصور کرنا (قرآن پاک کے علاوہ) دوسرے اذکار میں تو آسان ہے۔ مگر قرآن شریف پڑھتے وقت یہ خیال رکھنا کہ مجھ کو اللہ تعالیٰ دیکھتے ہیں اس میں طبیعت پریشان ہوتی ہے۔

تحقیق: اس وقت (مجھے اللہ تعالیٰ دیکھتے ہیں) یہ تصور نہ کریں بلکہ یہ خیال رکھیں کہ حق تعالیٰ میرے پڑھنے کو سن رہے ہیں۔

ذکر کے لئے ایک مجلس شرط (یعنی ضروری) نہیں

سوال: بندہ ایک مجلس میں اٹھارہ ہزار مرتبہ اللہ اللہ کا ذکر کرسکتا ہے اور اگر معین ذکر کے لئے ایک مجلس شرط نہیں تو چوبیس ہزار مرتبہ بھی یہ ذکر دن رات میں کرسکتا ہے مگر متفرق (الگ الگ) اوقات میں کہ اس قدر فلاں وقت اور اس قدر فلاں وقت۔

جواب: ایک جلسہ کی قید نہیں دو تین کرلیں اور موجودہ حالت میں دو سے زیادہ مناسب نہیں۔

سوال: معین وقت میں اگر آدھا گھنٹہ آگے پیچھے ہوجائے تو کیا تعین ٹوٹ جائے گی۔

جواب: نہیں ٹوٹے گی۔

تصور شیخ بوقت استحضار نام مبارک آنحضرت ﷺ

حَال: اکثر اوقات حضور کی صورت مبارکہ کا خیال جما رہتا ہے حتیٰ کہ جب درود شریف پڑھتا ہوں تو لفظ محمد (ﷺ) پر حضور کا خیال آجاتا ہے اس میں دل گھبرا جاتا ہے اور متوہم ہوجاتا ہوں جب دعا "اللھم انی اسالك حبك وحب حبیبك" (اے اللہ! میں آپ سے آپ کی محبت اور آپ کے دوست کی محبت کا سوال کرتا ہوں) مانگتا ہوں تو حبیب سے حضور ہی کا خیال آتا ہے۔

تحقیق: صورت کا خیال آجانے کے بارے میں جو لکھا ہے یہ نہایت مبارک حالت ہے گھبرانے کی کوئی بات نہیں ہے۔ اس کی حقیقت آپ جس کی اقتداء کر رہے ہیں (یعنی حضرت تھانوی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ جن کے یہ صاحب مرید و مقتدی ہیں) وہ بہت ہی سنت پر چلنے والے ہیں۔ اس بات کے ظاہر سے آپ کا اطمینان اور پوری تسلی ہے کیونکہ سلوک کے راستے میں یہ (اطمینان و تسلی) نفع کی بڑی شرط ہے۔

سوتے میں یا سانس کی آواز سے ذکر کا جاری رہنا کمال نہیں

حال: اس درمیان میں پندرہ دن ہو گئے کہ طبیعت میری خراب ہو گئی تھی۔ خدا کا شکر ہے کہ بارہ تسبیح اور چھ ہزار اسم ذات کا ورد برابر اجاری رہا۔ اس سے پہلے بارہ تسبیح کی جگہ اٹھارہ تسبیح پڑھتا تھا اب تک عصر کی نماز کے بعد مغرب تک اسم ذات پڑھتا تھا۔ اب طبیعت چاہتی ہے کہ اسی چھ اسم ذات کو اگر کچھ نقصان نہ ہو تو پانچ نمازوں کے وقتوں میں تقسیم کر کے پڑھا کروں۔

میری حالت یہ ہے کہ بعض دن سوتا رہتا ہوں اور زبان سے لا الہ الا اللّٰہ کا ذکر جاری رہتا ہے۔ جب اٹھتا ہوں جو لوگ جاگتے رہتے ہیں وہ بتاتے ہیں۔ کبھی کسی دن جب تہجد کے وقت اٹھتا ہوں تو زبان سے آہستہ آہستہ لا الہ الا اللّٰہ اور ناک سے جو سانس آتی ہے اس میں اللّٰہ اللّٰہ اور قلب سے الا اللّٰہ کی آواز جاری پاتا ہوں۔

تحقیق: چھ ہزار کو پانچ وقت پر تقسیم کرنے سے ہر دفع میں بہت کم رہ جائے گا۔ کیا اس کی کوئی خاص ضرورت پیش آئی ہے؟ سوتے ہوئے ذکر کا جاری رہنا کوئی کمال کی حالت نہیں ہے اگرچہ اچھی علامت ہے اسی طرح سے سانس کی آواز سے ذکر کا محسوس ہونا بھی سمجھا جائے۔

تعلیم پر ذکر اللہ کی ترجیح میں تفصیل

سؤال: اگر کوئی شخص اس وجہ سے کہ اس کو ذکر اللہ سے دلچسپی ہے اور اپنے نفس پر اطمینان نہیں ہے وہ مدرسی کرنا اور لڑکوں کو پڑھانا پسند نہیں کرتا اور ذکر اللہ ہی میں اپنا دن رات گزارنا یا جو کوئی اس کے پاس آ جائے انہیں دین کی باتوں کی ترغیب دینا اور نصیحت کرنا پسند کرتا ہے تو ایسے شخص سے نہ پڑھانے کی وجہ قیامت کے دن سے اللہ تعالیٰ کے ہاں پکڑ تو نہیں ہو گی یا کچھ (نفس پر) اطمینان کے باوجود پھر بھی وہ ذکر اللہ ہی کو پسند کرتا ہے کیا یہ شخص نہ پڑھانے کی وجہ سے ملامت کے قابل تو نہیں ہے۔

جواب: ہاں تعلیم کی ضرورت پورا کرنے کے لئے کوئی دوسرا شخص ہے یا نہیں اور وہ ضرورت پوری کر رہا ہے یا نہیں؟

سؤال: اس شعر ذیل کا کیا مطلب ہے؟ ؎

صد کتاب و صد ورق در نار کن ❁ سینہ را ازیاد حق گلزار کن

ترجمہ: ”سو کتابوں اور سو ورقوں کو آگ میں ڈالو۔ اپنے سینہ کو اللہ تعالیٰ کی یاد سے باغ بنائے

رکھو۔"

جواب: (اس شعر سے وہ کتب اور اوراق) مراد ہیں جو اللہ تعالیٰ سے پردہ (اور آڑ کا) سبب ہوں۔

گناہ کا چھوڑنا ذکر و شغل سے افضل ہے

حال: حضرت کے خط کے وصول ہونے اور حضرت والا کی دعا کی برکت سے خادم کی حالت پہلے کے مقابلے میں بہتر ہے۔ اس حیثیت سے بحمد اللہ گناہوں میں کمی اور اطاعت و ذکر میں زیادتی ہوئی۔ اکثر اوقات ذکر کی توفیق ہو جاتی ہے۔ ایک گناہ کہ جس میں ابتلاء سب سے زیادہ تھا وہ بحمد اللہ چھوٹ گیا جس کو میں ہزاروں اذکار و اشغال سے زیادہ سمجھتا ہوں۔ اب اس میں استقلال (مستقل مزاجی) اور باقی گناہوں کے بارے میں (ان کے) چھوڑنے کی ہمت و توفیق (عطا ہونے) کی دعا کا خواستگار ہوں۔ حضور کے مواعظ اور کیمیا سعادت کو مطالعہ میں رکھتا ہوں اور باقی حال پہلے جیسا ہے۔

تحقیق: آپ کے حالات سے خصوصاً ایک پرانی معصیت کے چھوٹ جانے سے بہت ہی خوشی ہوئی یہ بالکل ٹھیک ہے کہ ہزاروں ذکر و شغل سے بھی افضل ہے۔ اللہ تعالیٰ مبارک کرے استقامت و ثبات کی دعا کرتا ہوں (مگر اس کے لئے) آپ کی بھی ہمت شرط ہے۔

وظیفہ اتنا معمول رکھے جس پر دوام (ہمیشگی) ہو سکے

حال: ذکر اسم ذات بالجہر (آواز سے) فضل باری تعالیٰ پچھلی رات پانچ ہزار مرتبہ ادا کیا اس طرح کہ روزانہ ۵۰۰ مرتبہ بڑھایا اب بھی یہ دل چاہتا ہے کہ اور اضافہ کروں۔

تحقیق: معمول اتنا ہی رکھا جائے جس پر دوام ہو سکے۔

حال: (حضرت کے) ارشاد کے مطابق ہر وقت زبانی ذکر کرتا ہوں مگر غفلت ہوتی ہے۔

تحقیق: تھوڑی (غفلت) میں کچھ حرج نہیں ہے۔

حال: خدا کے فضل سے اس وقت بندہ کو بالکل آرام ہے اور یہ بھی آنجناب کو معلوم ہے کہ میرا ذکر و شغل تقریباً دو مہینہ سے بیماری کی وجہ سے نہیں ہوا ہے۔ اب آرام ہے اور بندہ پندرہ روز مکان پر رہے گا دن رات تمام (ذکر سے) خالی ہے آنجناب فرمائیں کہ بندہ کن کن وقتوں میں ذکر و شغل کو شروع کرے۔ عملی طور پر تو مغرب کی نماز کے بعد چار ہزار مرتبہ اور طلوع شمس کے بعد چار ہزار مرتبہ لا الہ الا اللّٰہ بغیر آواز بغیر ضرب کے کرتا ہے۔ عرض یہ ہے کہ ان ایام میں ذکر کی اتنی مقدار ہو کہ پہلے (ناغہ) کی کمی پوری ہو جائے اگر آنجناب (میرے معمول

میں) تبدیلی فرمائیں تو تحریر فرما دیجئے اور یہ بھی فرما دیجئے کہ ذکر کو سب وقتوں میں بغیر آواز بغیر ضرب کے کوئی یا کسی وقت میں ضرب کے ساتھ بھی کرلیا کروں جس طرح آنجناب فرمائیں اسی پر عمل کیا جائے۔

تحقیق: اس کا تو ارادہ نہیں کہ پہلے ناغہ کی کمی پوری ہو جائے اور نہ اس کی کوشش کرو کہ پہلے کے برابر ہی ہو اس وقت طبیعت کا تحمل (برداشت) دیکھ کر جتنا بھی سہولت سے ہو جائے اختیار کرو۔

شیخ کے نزدیک رہ کر ذکر کرنے کی شرط

حال: کبھی کبھی دل میں آتا ہے کہ میں نے شیخ سے پوچھے بغیر ذکر کا شغل شروع کر دیا ہے اس لئے فائدہ نہیں ہو رہا ہے، اس کے بارے میں حضرت کیا ارشاد فرماتے ہیں۔

تحقیق: کیا پاس آنے کی گنجائش ہے۔

حال: میری ہمشیرہ صاحبہ ایک عرصہ ہوا کہ جناب کے مریدوں کے حلقے میں داخل ہوئی ہیں اور ہمیشہ وہ جناب کی کتابوں کا مطالعہ کرتی رہتی ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ان کی حالت بہت کچھ درست ہوگئی ہے اب ان کا ارادہ ہے کہ حضور والا کی خدمت میں حاضر ہو کر کچھ عرصہ قیام فرمائیں تاکہ حاضر ہونے سے جو فائدہ حاصل ہونے والا ہو اس سے فائدہ اٹھائیں۔ لہٰذا بہت ہی ادب سے التماس کرتی ہیں کہ کیا حضور والا مجھ کو اجازت دیتے ہیں کہ میں حاضر خدمت ہوں؟۔ اگر جناب کے خیال میں پردہ والی عورت کا پیر کی خدمت دینی فوائد کے حاصل کرنے کی غرض سے پیر کی خدمت میں حاضر ہونا شرعی حیثیت سے جائز ہو تو حضور ان کو ضرور اجازت دیں تاکہ وہ حاضر خدمت ہو کر فائدہ حاصل کریں۔

جواب: ان باتوں کا جواب دیں۔ (اجازت) ان (باتوں کے) جواب پر موقوف ہے۔ امور ذیل قابل استفسار ہیں جواب ان پر موقوف ہے بشرطیکہ یہ خط پھر بھی آئے۔

❶ میں نے خود آپ ہی کو نہیں پہچانا۔
❷ وہ آنے میں کیا فائدہ سمجھتی ہیں؟ جو آنے کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا۔
❸ اگر وہ شوہر والی ہیں تو کیا شوہر کی اجازت حاصل کریں گی؟
❹ خرچ وغیرہ کے لئے قرض تو نہ کرنا پڑے گا؟
❺ سفر میں اور یہاں کے قیام میں ان کا کون محرم ہمراہ ہوگا؟
❻ کتنا قیام ہوگا؟

۷ مجھ سے فوائد حاصل کرنے کی انہوں نے کیا صورت سوچی ہے؟

ذکر کی سرایت کے آثار

حَال: احقر حضور والا کے حکم کے مطابق روزانہ بلاناغہ تین ہزار بار اسم ذات بالجہر عشاء کی نماز کے بعد پڑھ لیتا ہے۔ عشا کی نماز کے بعد پڑھنے کی وجہ یہ ہے کہ آخر رات میں آنکھ نہیں کھلتی۔ نئی حالت یہ ہے کہ کبھی کبھی عین ذکر میں ایسا ہو جاتا ہے کہ سر میں حرکت معلوم ہوتی ہے اور حرکت بڑھتے بڑھتے ایسا ہو جاتا ہے کہ بدن بھی ہلنے لگتا ہے اور ذکر کی آواز کچھ بھرائی سی معلوم ہوتی ہے اور ذکر ویسے ہی جاری رہتا ہے ذکر میں کوئی کمی نہیں ہوتی ہے۔ ہاں اس وقت ذکر کے لئے زبان بہت تیزی کے ساتھ کام دیتی ہے کہ تسبیح کے دانے اتنی جلدی کے ساتھ ہٹانا مشکل لگتا ہے اور ایسی حالت میں ذکر میں کچھ نشاط بھی معلوم ہوتا ہے۔ ذکر کے ختم پر جب فارغ ہو کر مسجد سے نکلتا ہوں تو قدم برابر نہیں پڑتے جیسے ایسا لگتا ہے کہ نشہ میں چور ہوں اور آہستہ آہستہ عصا ٹیک کر گھر پہنچتا ہوں۔ اور جس دن ذکر میں (یہ) حالت نہیں ہوتی اس روز یہ (نشہ میں چور ہونے والی) حالت بھی نہیں ہوتی۔ امیدوار ہوں کہ حضور بہت جلد جواب سے شاد فرما کر یہ تحریر فرمائیں گے کہ میری حالت کیسی ہے۔

تحقیق: (آپ کی حالت) بہت اچھی ہے ذکر کے سرایت کرنے کے آثار میں سے ہے مبارک ہو۔

حَال: قبل ازیں بندہ عریضہ بحضرت والا فرستادہ بود بدیں مضمون کہ حرکتے کہ بوقت ضرب معلوم میشود ہمیشہ محسوس میشود بوقت نماز زیادہ تر در پاسخ آں عریضہ ارشاد فرمودہ بودند کہ از حکیمے تشخیص باید کرد امتثال آن امر نمودہ ترد ڈاکٹرے مسلمان رفتہ بودم اور بعد معائینہ از آلہ ڈاکٹری گفت کہ ہیچ بیماری بفضلہ تعالیٰ نیست خفیف محسوس میشود کہ اعتبارے میر انشاید۔

تحقیق: پس سرایت ذکر مبارک باد۔

حَال: اللہ تعالیٰ کے کرم سے معمولات چل رہے ہیں مگر چند دنوں سے بارہ تسبیح کے وقت نیند غالب ہو جاتی ہے دور کرنے کی کتنی ہی کوشش کرتا ہوں دور نہیں ہوتی ہے۔ کچھ دنوں سے نماز اور ذکر میں سستی ہو رہی ہے اس سے بھی دل پریشان ہے۔ حضور دعا فرمائیں کہ اللہ اپنی معرفت و محبت عطا فرمائیں اور ذوق و شوق زیادہ فرمائیں۔

تحقیق: دعا کرتا ہوں۔

حَال: خود کو تو کچھ نہیں آتا ہے صرف جناب کے فضل سے امید باندھے ہوئے ہوں اور اللہ تعالیٰ کی رحمت پر

بھروسہ کرتا ہوں ؎

نیا ورد دم از خانۂ چیزی نخست ❁ تو داری ہمہ چیز من چیز نست

ترجمہ: ''میں اپنے گھر سے کوئی چیز نہیں لایا ہوں یہ سب کچھ آپ کا دیا ہوا ہے (میری حقیقت ہی کیا ہے)۔''

(مطلب یہ ہے کہ یہ معمولات اور اوراد کا اپنے وقت پر ہو جانا وغیرہ یہ سب اللہ تعالیٰ ہی کی عطا ہے میرا کوئی کمال نہیں ہے) میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے خیریت سے ہوں اور حضرت کی خیریت اللہ تعالیٰ سے بہتر چاہتا ہوں۔

تحقیق: میں بھی خیریت سے ہوں۔

حال: (حضرت! میں) جس وقت زبان سے اللہ کہتا ہوں تو حلق کے نیچے سے چٹ چٹ آواز آتی ہے اور صبح جو کلمہ کا ذکر کرتا ہوں اس میں اور طرح کی آواز چھن چھن سی قلب سے نکلتی معلوم ہوتی ہے یہاں بہت زیادہ ذکر کے بعد قلب کبھی کبھی متحرک ہو جاتا ہے اور تھانہ بھون میں دیکھتا تھا کہ تھوڑا سا ذکر کرنے سے قلب متحرک ہو جاتا تھا۔

تحقیق: یہ سب ذکر کے سرایت کرنے کے آثار میں سے ہے مبارک ہو۔

مختلف شکلیں نظر آنا کچھ مقصود نہیں

حال: حضور پرنور کے سفر میں تشریف لے جانے کے بعد دو دن جسم کے اندر ایک سایہ معلوم ہوتا ہے۔ حرکت کرنے والا کبھی وہ سایہ کے سامنے معلوم ہوتا ہے کبھی دائیں جانب معلوم ہوتا ہے۔ لیکن ہمیشہ حرکت کرنے والا ہمیشہ ناچنے والی حرکت کی طرح معلوم ہوتا ہے ذکر کے ہونے نہ ہونے کی کوئی قید نہیں آنکھ بند کرنے سے وہ حالت نظر آتی ہے۔ دن اور رات مسلسل نظر آتا ہے۔ غالباً ۱۵ دن ہو گئے ہوں گے کہ سلطان الاذکار کی حالت میں کچھ سفیدی نظر آئی اس سفیدی کے اندر سیاہی نظر آئی۔ سیاہی کے اندر ایک آدمی نظر آیا لیکن معلوم نہیں ہوا وہ کون تھا کس کی صورت تھا دور میں نظر آیا بہر حال آدمی کی شکل صاف نظر آئی۔ اس دن سے اندرونی حرکت کا اتنا غلبہ ہوا کہ تمام جسم میں جس عضو کی طرف نظر کی جاتی ہے اس میں وہ حرکت موجود ہے حتیٰ کہ جس چیز میں نظر کی جاتی ہے اس میں حرکت نظر آتی ہے۔ چھ دن ہوئے بندہ جب مغرب کی نماز کے بعد حجرہ کے اندر داخل ہوا تو سارے حجرہ میں سفیدی نظر آئی۔ بندہ کو تعجب ہوا کہ (اس روشنی کی) کیا وجہ ہے۔ کوئی چراغ نہیں لالٹین نہیں یہ

روشنی کہاں سے آئی۔ کچھ دیر بعد معلوم ہوا کہ بندہ کی آنکھ سے نکل رہی تھی۔ تمام حجرہ بھی اس روشنی میں سفید تھا۔ یہ حالت دو دن پوری طرح رہی پھر کم ہوئی لیکن اب بھی ہے کمی کی حالت میں آنکھ سے سفیدی کا نکلنا ہوتا ہے۔ ایک دفعہ سلطان الاذکار کے بعد کچھ تھکان غالب ہوا اس حالت میں (ایک) آدمی کی صورت سامنے نظر آئی بہت ہی خوبصورت چہرہ (والا) نوجوان تھا دو منٹ بعد غائب ہو گیا۔

تحقیق: کبھی یہ متخیلہ (دماغ میں خیال پیدا کرنے والی قوت) کا تصرف (یعنی پیدا کیا ہوا) ہوتا ہے۔ (کبھی) روح اشکال مثالیہ میں (یعنی جس طرح کا تصور ہوتا ہو اس کی صورت بن کر) ظاہر ہوتی ہے۔ (کچھ بھی ہو) دونوں صورتوں میں مقصودی چیز نہیں ہے اور اگر اس کی طرف توجہ کی جائے تو نقصان دینے والی ہے۔ کبھی مفید ہوتی ہے جبکہ یکسوئی اور تسلی کا ذریعہ ہو۔

ذاکر کا معاش سے تعلق

حال: آج کل اسم ذات (اللہ اللہ کا ذکر) چار سو مرتبہ کرتا ہوں اور سب وظائف پہلے کی طرح ہیں۔ خاص ذکر کے وقت انوار محسوس ہوتے ہیں۔ دنیاوی ضرورت وغیرہ حارج اور مانع (یعنی دنیاوی ضرورتوں میں لگنے کے وقت نظر نہیں آتے اور یہی رکاوٹ) ہیں ورنہ کبھی ذکر کی مشغولی کو جی چاہتا ہے کہ زیادہ وقت اس میں لگاؤں جتنی زیادہ ذکر کی توفیق پاتا ہوں سکون بھی زیادہ پاتا ہوں یہاں تک کہ کبھی ذکر کو چھوڑنے پر انقباض ہوتا ہے جی یوں چاہتا ہے کہ ملازمت وغیرہ کا سلسلہ توڑ کر ایک حجرہ میں بیٹھ کر یاد الٰہی میں مشغول ہو جاؤں اور رزق کے بارے میں یہی شعر بار بار یاد آتا ہے ؎

جنون منك ان تسعى لرزق ❁ ويرزق فى غشاوة جنين

ترجمہ: ”رزق کے لئے کوشش کرنا تیرا جنون ہے حالانکہ بچہ کو ماں کے پیٹ میں رزق دیا جاتا ہے۔“

اس وقت مئو (جگہ کا نام ہے) اہل وعیال کے ساتھ آ گیا ہوں۔ اب جی نہیں چاہتا کہ یہاں سے کہیں جاؤں۔ یہاں سے قریب بستی خیر آباد ہے وہاں کے لوگ چاہتے ہیں کہ (ان کے ہاں) ایک مدرس کی جگہ خالی ہے اگر (مجھے) ضرورت مجبور کرے گی تو شاید خیر آباد چلا جاؤں، سیواں جانے کو جی نہیں چاہتا بلکہ خیر آباد یا کہیں جانا دل کو پسند نہیں زبردستی کا جانا اور کمانا ہے۔ میرے معاملے میں جو مصلحت ہو مطلع فرمائیں۔

تحقیق: (آپ کے) حالات ماشاء اللہ سب اچھے ہیں اللہ تعالیٰ مبارک فرمائیں۔ معاش کی اگر کوئی سبیل

اطمینان کی نہ ہو تو حیلہ و تسلی نفس کے لئے خفیف سا تعلق مناسب ہے۔

ذکر میں گرمی (ہونے) کی وجہ

حال: میں حضور کی ہدایت کے مطابق مسلسل کام کر رہا ہوں۔ کبھی کبھی ذکر کی حالت میں بہت گرمی محسوس ہوتی ہے حتیٰ کہ ایسے جاڑوں (سردی) کے زمانہ میں پسینہ آ جاتا ہے۔

تحقیق: (یہ گرمی) کبھی وارد کی قوت، کبھی بدن کا ضعف اور کبھی تھوڑا تھوڑا کبھی کچھ کچھ دونوں اس کا سبب ہے۔ اگر بدن میں ضعف ہے تو طبیبوں کی طرف رجوع کرنا ضروری ہے اگر وارد کا اثر ہے تو مبارک ہے۔

عورت جہر اور ضرب کے بغیر ذکر کرے

سؤال: تہجد کے بعد وہ (یعنی اہلیہ) بھی بارہ تسبیح کا ذکر تسبیح جہر یا خفی کرتی رہے یا نہیں؟

جواب: وہ (اگر) بارہ تسبیح کرنا چاہیں تو جہر اور ضرب کے بغیر کریں۔

معمول (یعنی مقررہ) وقت میں تبدیلی اور مراقبہ موت

حال: ظہر کے بعد جو معمولات کا وقت تھا فرصت نہ ہونے کی وجہ سے عصر کے بعد معمول (بنانے) کی اجازت چاہتا ہوں۔

تحقیق: کچھ حرج نہیں۔

حال: مراقبہ موت (کرنے) کی بھی اجازت چاہتا ہوں۔

تحقیق: اجازت ہے۔

سؤال: اگر میرے لئے کچھ اور مناسب ہو تو بتایا جائے۔

جواب: اگر فرصت اور قوت ہو (تو) اس (معمول) میں اضافہ کر دیا جائے آئندہ جب آئیں تو یاد دلانے پر اور کچھ بتایا جائے گا۔

ذکر تہلیل

حال: میں کچھ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا چاہتا ہوں لیکن آخر رات کو مجھ سے اٹھا نہیں جاتا عشا کے بعد کچھ نفلیں پڑھ لیتا ہوں اور آپ سے عشاء کے بعد ہی کچھ ذکر کا طالب ہوں۔ کمزور آدمی ہوں دعا کیجئے۔

تحقیق: لا الہ الا اللہ ضرب اور جہر کے بغیر چھ تسبیح آہستہ آہستہ پڑھا کریں اور کبھی کبھی اس کے ساتھ

محمد رسول اللہ ملالیا کریں۔ بہشتی زیور مطالعہ اور عمل میں رکھیں اور کبھی کبھی حالات سے اطلاع دیا کریں تاکہ تعلیم کا سلسلہ جاری رہے۔

ذکر میں ضروری بات کرنا جائز ہے

سوال: اگر ذکر کے درمیان کوئی شخص بات چیت کرنے آئے تو اس سے بات کرنا چاہئے یا نہیں؟

جواب: اگر ضروری بات ہو یا یہ کہ جواب نہ دینے سے دوسرا آدمی پریشان کرے گا ایسی حالت میں جواب دے کر قلب کو یکسو کر لینا بہتر ہے اور (ذکر سے) فارغ ہونے کے بعد (اس کو) سمجھایا جائے کہ غیر ضروری بات ایسے وقت میں نہیں کرنا چاہئے۔

ذکر میں مختلف رنگوں (کا) نظر آنا

سوال: حضرت کے ارشاد کے مطابق تہجد کے بعد بارہ تسبیح مراقبہ کے ساتھ کرتا ہوں اور فجر کی سنتوں کے بعد تھوڑی دیر مراقبۂ رویت کرتا ہوں۔ ایک دن ذکر میں مجھے یہ معلوم ہوا کہ میرا دل مجھے دکھائی دیا سرخ تھا اور اس پر اللہ اللہ لکھا معلوم ہوا اور ذکر کرنے میں کئی دن سے سینہ سے لے کر سر تک سفیدی معلوم ہوتی ہے۔ کبھی کبھی سر سے بھی اوپر معلوم ہوتی ہے اور کبھی کبھی زرد رنگ معلوم ہوتا ہے۔ خیال خام ہے یا اور کچھ ہے؟

جواب: یہ ہے تو خیال مگر من گھڑت اور غیر حقیقی خیال نہیں ہے (بلکہ) حقیقی معانی ان برزخ کی شکلوں کی صورت میں ہو کر نظر آتے ہیں۔ اس میں حکمت ذاکر کا دل بڑھانا ہے اور حضرت جنید رحمہ اللہ تعالیٰ کے اس قول کے یہی معانی ہیں "تلك الخيالات تربى بها اطفال الطريقة" (کہ ان خیالات سے طریقت سلوک کے بچوں کی تربیت کی جاتی ہے) اس لئے یہ (خیالات کا ہونا) نعمت ہے۔ جس پر شکر کرنا چاہئے لیکن کمال اور مقصود نہیں ہے۔ مقصود ذکر اور طاعت ہے اور اس کا نتیجہ جو اصل مقصود ہے وہ اللہ تعالیٰ کی رضا ہے۔

حال: رات ذکر میں (یہ) مراقبہ کرتا تھا کہ عرش معلیٰ سے میرے سینہ میں نور آ رہا ہے۔ اسی حال میں میرے کان میں یہ آواز آئی کہ تمہارے سینہ میں نور آیا۔ میں نے خیال کیا تو کوئی کہنے والا معلوم نہ ہوا اور دل میں یہ خیال آیا کہ یہ آواز اعلیٰ حضرت حاجی صاحب قدس اللہ سرہ کی ہے۔ میں چشت سلسلہ کے پیروں کو اکثر کچھ پڑھ کر ایصال ثواب کرتا ہوں۔ اس کے لئے جیسا ارشاد۔

تحقیق: اگرچہ ایسا فیض ارواح طیبہ سے بھی بطور کرامت ہو سکتا ہے لیکن ایسا بہت کم ہوتا ہے۔ یہاں بھی اوقات و احوال میں غالب وہی صورت ہے جو اوپر لکھی گئی اور ایسی صورت اکثر کسی لطیفۂ غیبیہ سے ہوتی ہے۔

ذکر میں (یہ) آواز سننا کہ ظاہری تعلیم کرتے ہیں

حال: میرے جناب! کلمہ شریف کے ذکر کے دوران یہ سنا کہ کوئی کہتا ہے ظاہری تعلیم کرتے ہیں۔

تحقیق: اگر اس کو سن کر فرحت وسرور (خوشی) ہوئی تو یہ اشارہ ہے حسن تعلیم کی طرف کہ ظاہر کی بھی رعایت کی جاتی ہے نہ کہ ملحدوں کی طرح ظاہر کا بالکل انکار ہی ہے اور اگر اس کو سن کر توحش (وحشت) ہوا ہو تو یہ غلط اندازی ابلیس کی ہے کہ تعلیم سے بدگمان کرتا ہے کہ یہ صرف ظاہر کی تعلیم ہے یہاں باطن کی تعلیم نہیں ہوتی پہلی صورت میں شکر کرنا چاہیئے اور دوسری صورت میں لاحول پڑھ کر دفع کرنا چاہیئے۔

مراقبہ کے معنی اور طریقہ

سوال: مراقبہ کرنے کا کیا طریقہ ہے اور کس طرح کیا جائے اور کس بات کے کرنے سے اس میں فائدہ ہوگا اور کتنی دیر کیا جائے اور کون سا وقت اس کی مشق کے لئے بہتر سمجھا جائے۔ مراقبہ کا خیال کر کے اکثر بیٹھتا ہوں مگر کوئی فائدہ نہیں محسوس ہوتا۔ مراقبہ کی حقیقت اور طریقہ معلوم کرنا چاہتا ہوں۔

جواب: کسی مضمون کا تصور باندھنا مراقبہ ہے۔ مضامین مختلف ہیں استعداد کے مختلف ہونے کی وجہ سے ہر ایک کے لئے الگ مراقبہ مفید ہوتا ہے۔ آپ کے لئے یہ (مراقبہ) مفید ہے الم یعلم بان اللّٰہ یری کی تلاوت تین چار بار کر کے اس کے مضمون کو اس طرح سوچا جائے کہ اللہ تعالیٰ ہم کو اور ہمارے ظاہری اور باطنی افعال کو دیکھ رہے ہیں۔ بیس منٹ سے تیس منٹ تک (جتنا کریں) اختیار ہے آہستہ آہستہ اس کا اثر دوسرے اوقات میں بھی رہنے لگے گا اور بے حد مفید ہوگا۔

چلتے پھرتے تسبیح ساتھ رکھنا

سوال: اکثر چلتے پھرتے صرف مذکر (یاد دلانے والے) کے طور پر تسبیح رکھ لی جائے تو اس میں کوئی نقصان تو نہیں ہے۔

جواب: بہتر ہے۔

سوال: راستہ میں اس بات کا خیال تو رہتا ہے کہ جہاں عفونت (گندگی کی بدبو) وغیرہ ہوتی ہے وہاں زبان کو روک لیتا ہوں مگر پھر بھی کبھی غفلت بھی ہو جاتی ہے۔

جواب: کوئی حرج نہیں۔

عشاء کے بعد تہجد کی نوافل

سوال: میں سردی کے موسم میں اکثر تہجد کے لئے اٹھتا رہا۔ اب ڈیڑھ ماہ سے عجیب کیفیت ہے کہ ہر دن پکا ارادہ کر کے سوتا ہوں مگر تہجد کے وقت سخت کاہلی ہوتی ہے کہ نہیں اٹھتا اور وتر بھی قضا ہو جاتی ہے۔ پھر بہت شرمندہ ہوتا ہوں اور اللہ میاں کے سامنے توبہ وزاری کرتا ہوں۔ یہ خیال پکا ہو جاتا ہے کہ آج سے ضرور اٹھوں گا مگر پھر نہیں اٹھتا ہوں۔ اس حالت کو عرصہ ہو گیا اور عشاء کے بعد تہجد پڑھنے کا ارادہ کرتا ہوں تو طبیعت میں یہ آتا ہے کہ اگر پڑھنا ہے تو اخیر شب میں پڑھنا بیگار ڈالنے (بے توجہ کام کرنے سے) کیا فائدہ۔ لہٰذا عشا کے بعد بھی پڑھنے سے رہ جاتا ہوں۔ اگر کبھی پڑھ بھی لیتا ہوں تو طبیعت سیراب نہیں ہوتی اور یہ خیال جم جاتا ہے کہ اس وقت کا پڑھنا کیا ہے پڑھنا تو رات کے آخری حصہ کا ہے پھر آخر رات میں اٹھنے کا پکا ارادہ کرتا ہوں مگر پھر نہیں اٹھتا آخر رات میں اٹھنے کی کوئی تدبیر بتا دیجئے یا جیسا ارشاد ہو ویسا کروں۔ میں ناغہ ہونے پر تضرع ضرور کر لیتا ہوں اور دل پر صدمہ بھی بہت ہوتا ہے۔

جواب: یہ شیطان کا ڈاکہ ڈالنا ہے کہ اصل کی ہمت نہیں رخصت کو دل گوارا نہیں کرتا نتیجہ محرومی ہوتا ہے رخصت پر عمل کیجئے خواہ سیری ہو یا نہ ہو مطلوب نہیں۔ غیر مطلوب کو مطلوب سمجھنا یہ بھی طریق لغزشوں میں ہے۔

حال: جب سے بندہ آنجناب سے دیوبند جاتے وقت ملا تھا اس وقت سے مغرب کی نماز کے بعد ذکر بالجہر تین ہزار بار کرتا ہے۔ حال یہ ہے کہ چند ہی دنوں کے بعد سے اپنے ناقص خیال کے مطابق (یہ محسوس ہوا کہ) ذکر اور نماز کی حالت میں خاص طور پر وساوس پہلے کے مقابلے میں کم آتے ہیں، ذکر کرتے ہوئے رونا بہت آتا ہے اور کبھی کبھی نماز کے اندر (صرف اس خیال سے کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے ایک مجرم کی حیثیت سے کھڑا ہوں اور اس کے حکم کی طرف اس وقت تعمیل کر رہا ہوں) رونا آجاتا ہے یہ حالت پہلے اگرچہ اختیاری تھی لیکن اب بے اختیاری ہو گئی ہے۔ نماز کے اندر توجہ رہتی ہے اور جتنی دیر بھی نماز کے اندر زیادہ لگے اتنا ہی زیادہ جی لگتا ہے مگر کبھی کبھی جس کو میں توجہ سمجھتا ہوں وہی وسوسہ کی صورت میں ظاہر ہو جاتا ہے۔

کچھ دنوں تہجد کے لئے اٹھنا نصیب ہوا مگر شامت اعمال (اعمال کی برائی کی وجہ) سے پھر نیند آنے لگی اور نیند کے غلبے کے باوجود (اگر اس وقت اٹھنا نصیب ہو جائے) تو پھر سستی سی رہتی ہے دعا فرمائیں بندہ کا ارادہ ہے کہ تعطیل سے پہلے دو تین دن کے لئے جناب والا کی خدمت میں حاضر ہو جائے اگر آنجناب کی اجازت ہو تو بندہ حاضر خدمت ہو جائے ورنہ جیسی رائے جناب کی ہو۔

بندہ کو کبھی کبھی کسی ایک گناہ کے یاد کرنے سے جو رونا زیادہ آتا ہے تو اسی حالت میں بندہ بدن پر کچھ ضرب ہاتھ یا لکڑی کی لگاتا ہے یہ صرف بوجہ گناہ کرنے کی سزا کے طور سے اچانک ہو جاتا ہے۔ اب اس کی جگہ کچھ دنوں سے بطور جرمانہ کے خوراک وغیرہ میں کمی کی جاتی ہے اور اگر کوئی نیا گناہ سرزد ہو جاتا ہے تو بہت ہی شدید ندامت کی وجہ سے نفس کے بارے میں غلط الفاظ زبان سے نکل جاتے ہیں اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتے ہیں کہ واللہ اعلم یہ حالت نقصان دینے والی ہے یا مفید مگر ہوتی ضرور ہے چھوٹا گناہ ایک بڑی بات معلوم ہوتا ہے مناسب ہدایات بتائیں۔

تحقیق: سب حالات نہایت پسندیدہ ہیں اللہ تعالیٰ مبارک فرمائے اور ترقی بخشے۔ معمولات پورے کر لیا کریں پھر جب رات بڑھے گی دیکھا جائے گا اور خوراک کی کمی آپ کے لئے مناسب نہیں ہے۔ جرمانہ کے لئے نفل کی اتنی تعداد مقرر کر لیجئے جس سے نفس کو مشقت ہو اور باقی سب حالت ٹھیک ہے۔

حال: آج کل خاکسار کی حالت بہت خراب ہے۔ پہلے پہلے تو یہ حالت رہی کہ تہجد میں تنگ وقت میں آنکھ کھلتی رہی مگر صبح کی نماز سے پہلے پہلے بارہ تسبیح ادا کرتا رہا مگر اس کے بعد دن بدن صبح کے وقت آنکھ دیر سے کھلنے لگی اور بارہ تسبیح کی نصف تسبیح صبح کی نماز تک بہ مشکل پڑھ سکتا تھا۔ اس کے بعد ایسی حالت خراب ہوئی کہ کثرت سے ناغہ ہونے لگا اور بہت ہی بے کار خیال دل میں سما گیا کہ کوئی اچھی حالت ہوگی تب حضور کو اطلاع دوں گا ایسی بری حالت کو کیا لکھوں۔

اسی خیال میں کچھ عرصہ گذر گیا۔ ایک دن تربیۃ السالک کے مطالعہ میں مشغول تھا اس سے معلوم ہوا کہ جیسی بھی حالت ہو اچھی یا بری شیخ کو ضرور اطلاع کرنا چاہئے۔ اس کے بعد خود ہی دل میں یہ خیال آیا کہ اگر بری حالت نہ لکھی تو اصلاح کس کی ہوگی۔ لہٰذا نہایت ندامت سے حضور کی خدمت میں عرض کرتا ہوں علاج اور دعائے خیر فرمائیں۔ آج کل بھی مسلسل بارہ تسبیح قضا ہو رہی ہے مگر پہلے جب قضا ہوتی تھی تو پھر کسی وقت ادا نہیں ہو سکتی تھی لیکن آج طبیعت پر نہایت جبر کر کے صبح کی نماز کے بعد ادا کی تب تسلی ہوئی۔ اپنی طرف سے تو میں جتنا ہو سکتا اس امر کی کوشش میں ہوں کہ معمولات قضا نہ ہوں۔ اگر کبھی ہو جائیں تو جلدی ادا کروں۔ مجھے اللہ تعالیٰ سے قوی امید ہے کہ اگر حضور توجہ فرمائیں تو وہ مالک کریم ضرور مجھے کامیابی عطا فرمائیں گے رات میں بھی جلدی سو جاتا ہوں۔ اب میں نہایت حیران و پریشان ہوں اور اپنی حالت پر سخت نادم ہوں اور ترقی کی جگہ تنزلی کا حال لکھتے ہوئے اور بھی شرم آتی ہے۔

تحقیق: ایسی رکاوٹیں بڑے بڑوں کو ان کے مرتبے کے مطابق پیش آتی ہیں۔ پریشان اور مایوس نہ ہوں اگر

رات کے آخری حصے میں مشکل ہوتی ہے تو شروع رات میں عشاء کے بعد تہجد پڑھ لیا کریں اور سارے معمولات کرلیا کریں۔ اگر اس میں بھی مشکل ہو تو عشا کے بعد تہجد پڑھ لیا کریں اور دوسرے معمولات مغرب کی نماز کے بعد کر لئے جائیں ایسی تبدیلیوں کو تنزل نہیں کہتے ہیں غیر اختیاری باتوں (کے نہ ہونے) سے نقصان نہیں ہوتا ہے۔

قلب سے اللہ اللہ کی آواز کا سنائی دینا

حَال: میں حضور کی عنایت وتوجہ سے حضور کے بتائے ہوئے ذکر وشغل بہت ہی شوق ولذت سے ادا کرتا ہوں اور انشاء اللہ آئندہ بھی امید قوی ہے کہ باقی زندگی بھی اللہ کی یاد میں صرف ہو جائے۔ حضور کی دعا سے میں اپنے کام میں خوب مزدوری کر لیتا ہوں مگر ان دنیوی کاموں کے زیادہ ہونے سے اور کاروبار معاش کے جھگڑوں سے فدوی کے ورد وظائف میں کچھ خلل اور تغیر اور بے ذوقی پیدا نہیں ہوتی اگر چہ کبھی کام میں تھک بھی جاتا ہوں مگر یہ تھکن کچھ ایسی نہیں کہ مجھ کو پریشان یا بے شوق کر دے بلکہ کام دھندا کرتے ہوئے بھی اکثر اوقات اللہ اللہ کی حرکت قلب میں محسوس ہوتی رہتی ہے اور رات کے وقت اسی حرکت قلبی سے اللہ اللہ کی آواز آتی ہے۔ اس آواز کے علاوہ اور کئی قسم کی عمدہ عمدہ آوازیں آتی ہیں جن سے بہت ہی لذت اور ذوق ہوتا ہے۔ یہ آوازیں اکثر رات کے وقت میں زیادہ آتی ہیں کبھی تو ایسی سریلی اور بے نظیر آوازیں آتی ہیں کہ (مجھے) پوری طرح اپنی طرف متوجہ کرلیتی ہیں۔

غرضیکہ ان دونوں میں مجھ کو خوب مزہ اور لذت آتی ہے۔ ایک وہی اسم مبارک اللہ اللہ کی آواز جو دل سے نکلتی ہے اور ایک یہی مختلف قسم کی آوازیں جو خود بخود آنے لگتی ہیں۔ اپنے مزہ میں مجھ کو مست کر دیتی ہیں۔ یہ بھی گزارش ہے کہ میرا دل اب ذکر جہر سے کچھ گھبراتا ہے اور اسی اسم ذات کی آواز کو جو قلب سے نکلتی معلوم ہوتی ہے سننے کو جی چاہتا ہے کہ تنہائی میں بیٹھا ہوا خصوصاً تہجد کے بعد سنا کروں۔ اب حضور جیسے ارشاد فرمائیں اور جو میرے حق میں مفید ہو انشاء اللہ اس پر بدل و جان عمل کروں گا۔ یہ آواز کیسی ہے جو بہت ہی سریلی ہے اور اپنی طرف کھینچتی ہے۔ یہ کچھ میرے لئے نقصان دہ تو نہیں ہے۔

تحقیق: بہت ہی پسندیدہ حالت ہے مبارک ہو۔ اس آواز کی حقیقت کبھی ملاقات کے وقت تمہاری سمجھ کے مطابق بتاؤں گا ملاقات کے بغیر سمجھ کا اندازہ نہیں ہوسکتا اس وقت اتنا سمجھ لیں کہ اس کو نعمت سمجھ کر شکر کریں اور کمال سمجھ کر اترائیں نہیں اور جہر چاہے بند کر دیں مگر ایسا نہ کریں کہ ذکر بند کر کے اس آواز کے سننے میں لگ

جائیں بلکہ اس طرف جان بوجھ کر توجہ بھی نہ کریں گو وہ خود بخود کان میں آتی رہے اس کی طرف توجہ کرنا نقصان دہ ہوگا اور خود آواز کا پیدا ہونا اور محسوس ہونا نقصان دہ نہیں۔ پھر بھی بلکہ ہمیشہ حالات سے اطلاع دیتے رہیں۔

تعلیم اسم ذات

سؤال: حضور کے ارشاد کے مطابق جب سے ساری رات جاگنا چھوڑا ہے تمام کاموں میں گڑبڑ ہوگئی یہاں تک کہ تہجد بھی نہیں ہوتی تھی لیکن اب چار دن سے خدا کا شکر ہے کہ تہجد کی نماز کے بعد بارہ تسبیح پڑھ لیتا ہوں اب اجازت چاہتا ہوں کہ اسم ذات جتنا حضرت ارشاد فرمائیں پڑھا کروں۔

جواب: (اسم ذات) چھ ہزار بار اور اگر قوت وفرصت ہو تو بارہ ہزار (کرلیا کریں)۔

عادتوں کی اصلاح سے پہلے ذکر و شغل مفید نہیں ہے

حال: آج کل میرا معمول یہ ہے کہ ہر وقت سانس کے ساتھ اللہ ھو اور آخر شب میں کم از کم آدھ گھنٹہ زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹہ اللہ اللہ ہے۔ سانس روکنے کی ایسی عادت ہوگئی ہے کہ وہ کسی طرح چھوٹتی نہیں۔ تہجد کے بعد اسم ذات کی تعداد معین نہیں ہے جو میرے مناسب حال ہو حضرت والا تبدیلی یا منع فرمائیں۔

تحقیق: میں عادتوں کی اصلاح کے بغیر ذکر و شغل کے بارے میں کوئی حالت سننا نہیں چاہتا ایسے شغل کو سلام ہے۔

شیخ کی اجازت کے بغیر کوئی وظیفہ نہیں پڑھنا چاہئے

سؤال: میں نے بہشتی زیور میں پڑھا ہے کہ اگر کسی شخص کو کوئی کچھ وظیفہ وغیرہ پڑھنے کو بتائے تو اس کو چاہئے کہ پڑھنے سے پہلے اپنے پیر سے اس کی اجازت لے لے۔ مجھ کو ایک شخص نے پاس انفاس کا وظیفہ اللہ پڑھنے کو بتایا ہے اور یہ بتایا ہے کہ ہر وقت پڑھنا چاہئے اور جب اکیلے پڑھیں تو پیر کے سامنے ہونے کا خیال جی میں رکھنا چاہئے اور ایک درود شریف پڑھنے کو بتایا ہے اور اس میں بھی پیر کے خیال کی ہدایت کی ہے یہ درود سوتے وقت پڑھنا چاہئے۔ میں آپ سے دونوں وظائف کی اجازت چاہتی ہوں۔

جواب: ہرگز نہ پڑھیں اور نہ ایسا تصور وخیال رکھیں جو کچھ پڑھنے کا شوق ہو ہم سے کیوں نہیں پوچھتی ہو۔

ناغہ نقصان دہ نہیں

حال: میری حالت پہلے جیسی ہے۔ اب کچھ عرصہ سے طبیعت کی حالت یہ ہے کہ اکثر گھبراہٹ ہوتی ہے اور یہ

خیال ہوتا ہے کہ سب کام چھوڑ دوں اور حضور کی خدمت میں جا پڑوں مگر پھر اہل وعیال کی طرف خیال کرتا ہوں تو یہ خیال ختم ہو جاتا ہے۔ مگر گھبراہٹ کچھ زیادہ ہے اور ہر وقت یہ خیال رہتا ہے کہ تیری نماز اور تلاوت جہالت کی وجہ سے ٹھیک نہیں ہے مگر کمی کسی کام کی نہیں ہے۔ اپنا معمول مسلسل کرتا رہتا ہوں نماز میں کبھی کبھی زیادہ رقت (رونے کی حالت) ہوتی ہے اور پھر ختم ہو جاتی ہے۔

تحقیق: ختم ہو جانے کا کچھ حرج نہیں۔ کبھی کبھی ہو جانا بھی نعمت ہے۔ میری کتابیں دیکھتے رہنے سے ناواقفیت (جہالت) ختم ہو جائے گی۔ اپنی ضروری معاش میں مشغول ہونا بھی عبادت ہے۔ گھبراہٹ خیالات کے بڑھانے سے ہو جاتی ہے اس خط کے مضمون کے سوچ لینے سے گھبراہٹ چلی جائے گی۔

سوال: مراقبہ کے لئے زیادہ کوشش کرتا ہوں مگر خیال نہیں جمتا۔ حضور سے یہ عرض ہے کہ مراقبہ کی کوئی تدبیر تجویز فرما دیجئے گا کہ کس طریقہ سے کروں؟

جواب: ابھی اس (مراقبہ) کو بند کر دیں کبھی پھر موقع ہوگا تو بتا دوں گا۔

پاس انفاس

حال: حضور والا کے ارشاد کے مطابق شغل پاس انفاس جاری ہے مگر جس وقت چلتا پھرتا ہوں پاس انفاس جاری ہو جاتا ہے مگر جائے قرار (ٹھہرنے کی جگہ جیسے) دوکان و مکان وغیرہ پر جاری ہونا بند ہو جانا مگر اللہ تعالیٰ کی یاد اور دھیان ضرور رہتا ہے۔ لہٰذا عرض ہے کہ جائے قرار پر بھی پاس انفاس کا شغل جاری ہو جانے کا طریقہ ارشاد فرما دیجئے۔

تحقیق: حقیقت میں رکاوٹ ٹھہرنا نہیں ہے (بلکہ) اصل رکاوٹ کاروبار کی مشغولی ہے اس لئے اس مشغولی کے ساتھ یہ شغل جاری نہیں رہ سکتا۔ اس لئے اس کی کوشش بے فائدہ ہے اس لئے ایسے وقت میں زبانی ذکر جاری رکھئے۔

حال: پاس انفاس کے مراقبہ کے وقت کچھ ایسی محو کی حالت طاری ہو جاتی ہے کہ مجھے سانس کی آمد و رفت (آنے جانے) کی طرف بالکل خیال نہیں رہتا۔ دل میں ایک سفید روشنی معلوم ہوتی ہے اور حق تعالیٰ کے سوا کسی پر خیال نہیں رہتا یہاں تک کہ کبھی اپنی خبر نہیں بھی رہتی۔ کبھی آدھ گھنٹہ کے لئے بیٹھتا ہوں اور بے خبری میں گھنٹہ بھر ہو جاتا ہے۔ اس مراقبہ کو اگر ارشاد ہو تو زیادہ کر دوں۔

تحقیق: لازمی طور پر زیادہ نہ کیا جائے کسی دن جب خوب جوش ہو زیادہ کر لیا (کریں) ورنہ نہیں۔

حال: اس مراقبہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف ذکر جہر سے زیادہ خیال بندھ جاتا ہے۔
تحقیق: مگر اس خیال بندھنے کو ثبات و استمرار (ہمیشگی) کم ہے اور ذکر کے آثار ترقی کرتے بلکہ بڑھتے رہتے ہیں اس لئے اس دھیان کے لئے ذکر کی کمی نہ کی جائے۔

ذکر کے وقت تصور؟

حال: حضرت مرشدی کے ارشاد کے مطابق جہری ذکر میں دل سے ایک نور نکلتا ہوا تصور کرتا ہوں کہ وہ ذاکر کے تمام جسم کو اور بڑھتے بڑھتے تمام عالم کو گھیر لیتا ہے۔ اس تصور میں بحمد اللہ کامیابی ہو جاتی ہے۔
تحقیق: الحمد للہ۔
حال: یہ حالت جو عرض کی صرف ذکر کے وقت باقی رہتی ہے ذکر کے بعد علمی مشاغل میں مشغول ہوتا ہوں تو کچھ باقی نہیں رہتی۔
تحقیق: کوئی حرج نہیں وہ یکسوئی کی حالت خاص ہیئت کی وجہ سے ہے اس لئے یکسوئی نہ رہنے سے وہ بھی نہیں رہتی مگر خود اثر باقی رہے گا۔
حال: ہاں اکثر زبانی کرتا رہتا ہوں۔
تحقیق: بعض اعتبارات سے اس (زبانی ذکر میں) اس (یکسوئی) سے بھی زیادہ فائدے ہیں۔
حال: میں (صاحب حال نے ایک دوسرے صاحب کی معرفت جو حضرت کی خدمت میں مقیم تھے اپنا حال حضرت کی خدمت میں پیش کرایا ہے) نے کچھ عرصہ سے تہجد کی نماز کے بعد ذکر وفکر کا سلسلہ شروع کر دیا ہے۔ ابھی حال میں کچھ شکوک پیدا ہوئے جن کو دور کرنے کی بہت سی تدبیریں کیں لیکن کوئی کسی سے فائدہ نہیں ہوا۔ لہٰذا (یہاں وہی صاحب مراد ہیں جن کی وساطت سے حضرت کے ملاحظہ میں حال پہنچایا گیا تھا) آپ کو تکلیف دی جاتی ہے اگر آپ مناسب خیال فرمائیں تو مولانا سے بھی اس معاملہ کو رجوع کیجئے گا۔ ذکر کے وقت لا الہ کہتے وقت یہ خیال کرتا ہوں کہ قلب اور جسم سے برائی اور کثافتیں (گندگیاں) دور کی جائیں الا اللہ کے ساتھ برائیوں کی جگہ نورانی کیفیات اس میں داخل ہوں۔ کچھ عرصہ تک یہی سلسلہ جاری رہا اب یہ صورت پیدا ہوئی ہے اور دل میں یہ خیال مضبوط ہو گیا ہے کہ انسان کا جسم پاک روح اور ناپاک جسم، گوشت کھال اور ہڈیوں سے لدا ہوا ہے۔ لہٰذا نفی یعنی لا الہ کہتے وقت جسم میں سے ناپاکی دور کرنے کے خیال کے ساتھ (علاوہ روح کے) تمام جسم کی ناپاکی کا خیال آتا ہے کیونکہ جسم مادہ اور ناپاک سڑنے گلنے والی چیزیں ہیں اس لئے دل یہ چاہتا ہے کہ الا اللہ

میں یہ جسم خاکی شامل نہ ہوتو اچھا ہے لیکن چونکہ روح کے ساتھ یہ جسم خاکی بھی شامل ہے اس لئے طبیعت بے مزہ ہو جاتی ہے اور مادی کثافت (گندگی) اور جسمانی لداؤ برابر رہتا ہے۔

سوال یہ ہے کہ نفی (یعنی لا الہ) کے وقت صرف جسم کی ناپاکیوں کا خیال کرنا چاہئے یا ان ناپاکیوں میں مادی جسم کو بھی شامل کر دینا چاہئے۔ دوسرے اثبات (یعنی الا اللہ) میں اپنا وجود یا اپنی ہستی صرف روحانی سمجھ لینی چاہئے یا کیا (سمجھنا چاہئے) تیسرے ذکر بآواز بلند کرنا بہتر ہوگا یا آہستہ۔ معلوم نہیں میں اپنا مفہوم پورے طور پر لفظوں میں آپ کو سمجھا سکا ہوں یا نہیں۔ بہر حال مولانا نے تو ایسے مریضوں کے بہت علاج کئے ہوں گے مریض کے تھوڑے سے کہنے سے بھی طبیب مرض کی حقیقت معلوم کر لیتے ہیں۔

تحقیق: یہ ساری پریشانی اسی قاعدے کی وجہ سے ہوگی جو مشہور ہے اور کتب میں مذکور ہے کہ لا الہ کے وقت نفی کا تصور کرنا چاہئے اور الا اللہ کے وقت اثبات کا (تصور کرنا چاہئے) پھر اس سے اس قسم کے سوالات پیدا ہوں گے اس لئے خود یہ قاعدہ ہی عمل کے لئے ضروری نہیں ہے بلکہ آج کل اکثر طبیعتوں کے لئے نقصان دہ ہے کیونکہ طبیعتیں کمزور ہیں کئی بہت سارے تصورات سے ان تصورات میں پریشانی ہو جاتی ہے اور یہ تصورات (جو آپ کررہے ہیں) بہت سارے تصورات ہیں اس لئے ان کو چھوڑ دیجئے صرف حق جل علا شانہ کا یا صرف ان الفاظ کا تصور رکھئے جو آسان ہو اور کتب میں جو قاعدہ لکھا ہے وہ اس وقت بھی ضروری نہ تھا درجہ استحسان میں تھا اور اصل مقصود اس پر موقوف نہ تھا۔

ذکر جہر و خفی میں سے کون سا افضل ہے اور ریاء کی حقیقت و تصور شیخ

حال: بندہ حضرت کے فرمائے ہوئے ذکر کے شغل کو کرتا رہتا ہے۔ بحمد اللہ اللہ کے فضل اور کرم سے اور حضرت مرشد کی برکت سے پہلی حالت کے مقابلے میں بہت اصلاح ہوگئی ہے۔ خدا تعالیٰ اس کو خوب جانتا ہے اور حضرت سے پوشیدہ نہیں ہے اور جناب کی دعا سے میرے سارے خیالات ختم ہوگئے ہیں۔ (حضرت!) احقر کو پانچوں وقتوں کی دعاؤں میں یاد رکھیں گے۔ (حضرت! ایک سوال پوچھنا ہے)

سؤال: ذکر جہر یہ (بلند آواز سے) افضل ہے یا خفیہ (آہستہ آواز سے) اور کون سا زیادہ مفید ہے اگر کسی نے جہری ذکر میں ریا کا ارادہ نہ کیا ہو بلکہ اپنی عادت مقررہ پر کرتا ہے تو یہ ریاء ہوسکتا ہے یا نہیں دوسرے مرید اگر مرشد کا تصور کرتا ہے تو یہ مفید ہے یا نہیں اور اگر نماز میں بلا اختیار آتا ہے تو کیسا ہے؟

تحقیق: حالات سے دل خوش ہوا۔ اللہ تعالیٰ استقامت و ترقی بخشے۔ خفیہ ذکر اپنی ذات کے اعتبار سے بہتر

ہے مگر کسی وجہ سے اکثر ذکر جہر زیادہ مفید ہوتا ہے باقی جس میں زیادہ یکسوئی حاصل ہو وہ اختیار کریں۔ جو ریاء جان بوجھ کر نہ ہو وہ ریاء نہیں ہے۔ شیخ کا تصور جان بوجھ کر کرنا سنت کے خلاف ہے اور بغیر ارادے کے ہو تو وہ محبت کی علامات میں سے ہے۔ اور محبت موافق سنت ہے۔

ذکر میں تمبا کو والا پان نقصان دہ نہیں ہے

حَال: نیند کی وجہ سے پان میں تمبا کو ڈال کر داب لیتا ہوں اس وجہ سے نیند کا غلبہ نہیں ہوتا ہے اگر اس کی وجہ سے کچھ حرج ہو تو ترک کر دوں۔

تحقیق: کچھ حرج نہیں ہے۔

ذکر میں تسبیح کے دانہ کی موافقت ضروری نہیں ہے

حَال: جب ۲۴ ہزار روزانہ کا معمول تھا اس وقت زبان کی حرکت اور تسبیح کے دانہ کی موافقت کا خیال رہتا تھا مگر سوا لاکھ کے ورد میں زبان کی حرکت اور دانہ تسبیح کی موافقت کا خیال نہیں ہوتا ہے اور خیال کے بھی برابر اسم ذات کا خیال رہتا ہے اس بارہ میں جو اصلاح فرمائی جائے اطلاع فرمائی جائے۔

تحقیق: کسی اصلاح کی حاجت نہیں۔

ذکر کے انوار دیکھنے کی تمنا نقصان دہ ہے

حَال: حضور کے ارشاد کے مطابق تین ہزار بار اسم ذات پڑھنے کا معمول ہے۔ کچھ ہی عرصے بعد اس سے انسیت پیدا ہوگئی کہ جب بھی تنہا ہوتا ہوں تو زبان سے بے اختیار اللہ اللہ جاری ہو جاتا ہے۔

تحقیق: الحمد للہ۔

حَال: یہ حضور کی برکت ہے۔ چاہے نیند غالب ہو جائے تین ہزار بار (تعداد) سانسوں میں جاری رہتی ہے۔ رات میں ادا نہ ہونے کی صورت میں اس دن کسی بھی وقت پورا کر لیتا ہوں۔ یہ بات عرصے بعد حاصل ہوتی ہے۔ الحمد للہ علی ذلک۔

تحقیق: انشاء اللہ تعالیٰ روزانہ برکت بڑھتی رہے گی۔

حَال: ذکر کی اس کم مقدار پر ذکر کے انوار دیکھنے کی تمنا کرنا (کیسا ہے) کیا ان انوار کا امیدوار رہنا غلط ہے؟

تحقیق: اس سے زیادہ مقدار پر بھی یہ تمنا نقصان دہ ہے ایسے ہی یہ (انوار کا نظر آنا) ضروری بھی نہیں ہے اسی

طرح یہ مقصود بھی نہیں ہے۔

حال: حضرت کے تحریر فرمانے پر کہ یہ انوار مقصود نہیں ہیں لیکن یہ انوار (آخر) کیا ہیں کہ دوسروں کو نظر آتے ہیں اور احقر کو نظر نہیں آتے اس کی کیا وجہ ہے؟

تحقیق: پہلی بات تو یہ ہے کہ اس تعداد کا مختلف ہونا بھی ایک وجہ ہے دوسری بات یہ ہے کہ قوت عقلیہ کا زیادہ ہونا بھی ایک رکاوٹ ہے۔ اس کا اکثر مدار یکسوئی پر ہے۔ جتنی عقل زیادہ ہوگی اتنی یکسوئی کم ہوگی۔ یہ انوار رنگ میں، آنے جانے میں اور اسی طرح اغلب احوال میں مختلف ہوتے ہیں۔ یہ (انوار) اخلاط کے مشغول ہونے سے ہوتے ہیں اور نادر احوال کا پیش آنا فرشتوں کے عالم کے منکشف ہوجانے کی وجہ سے ہوتا ہے۔ ان کا فائدہ صرف وساوس کا ختم ہونا اور یکسوئی کا حاصل ہونا ہے جو طاعات میں سہولت کا سبب ہے۔ بعض لوگوں کے لئے یہ نقصان دہ ہوتے ہیں کہ اس کی طرف توجہ کرنے والا ہلاک ہوتا ہے۔ اس لئے طالب کا یہ حال ہونا چاہئے۔

ع   کہ خواجہ خود روش بندہ پروری داند

کہ آقا خود ہی غلام کی تربیت کرنا جانتا ہے (اس لئے حال پیش آئے یا نہ آئے سب بہتر ہے اسی کو بہتر سمجھنا چاہئے)۔

حال: اگرچہ کوتاہی بہت ہے لیکن اگر اس کی وجہ معلوم ہو تو اس کو دور کرنے کی کوشش کروں۔

تحقیق: اس تحقیق کے بعد انشاء اللہ تعالیٰ خود دور ہو جائے گی۔

حال: یا (حضرت کا) جو حکم ہوگا۔ غالباً قرآن مجید کی ایک منزل اور درس بخاری کے تین ورق پڑھنے کی وجہ سے ان تین ہزار کے علاوہ مشکل ہوگا۔

تحقیق: انشاء اللہ تعالیٰ کافی ہے۔

لفظ اللہ ادا کرنے میں کوئی خصوصیت ضروری نہیں

حال: ایک عرض یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا نام ذکر کرنے کے وقت تجوید کے قاعدہ کے مطابق اللہ الفی مد ہے لام کو پر کر کے پڑھنا چاہئے یا جس طرح سے عام آدمی بغیر مد اور بغیر پُر کئے اللہ اللہ پڑھتے ہیں اس طرح پڑھنا چاہئے جس طرح بہتر ہو فرمائیں اور ہا کو ساکن کر کے پڑھنا چاہئے یا پیش کے ساتھ پڑھنا چاہئے۔

تحقیق: لفظ اللہ میں پر کر کے پڑھنا اور مد کر کے پڑھنا واجب نہیں ہے صرف ایک مستحب (دین میں

پسندیدہ) بات ہے۔ ذکر میں اس اہتمام اور مشغولی کی وجہ سے یکسوئی ختم ہو جاتی ہے جو نفع کے لئے ایک بڑی شرط ہے۔ اس لئے جو چیز غیر ضروری ہو اور وہ ضروری چیز میں رکاوٹ کا سبب بن جائے تو اس کو چھوڑ دینا ضروری ہے۔ ہرگز ان باتوں میں نہ پڑیں جس طرح آسان ہو کرتے رہیں اس کوشش سے نقصان ہوگا۔

مراقبہ

حال: مراقبہ کو بہت دل چاہتا ہے مگر اس کا طریقہ معلوم نہیں ہے۔

تحقیق: جب مناسب ہوگا خود بتا دوں گا حالات سے اطلاع دیتے رہیے۔

سؤال: اب گرمی کے بجائے بردا و سلاما (ٹھنڈک اور سلامتی) کی کیفیت ہے کیا اب بھی ذکر کے بجائے درود شریف کی کثرت رکھی جائے مراقبہ طلوع قمر (چاند کے طلوع ہونے والا مرتبہ) اپنی حالت پر ہی رہے۔

جواب: رمضان کے ختم تک وہی معمول رہے عید کے بعد درود شریف کی جگہ ذکر کی کثرت کر دیجئے اور وہ مراقبہ بھی بند کر دیجئے اس کی جگہ سارے اعضا اور اجزاء سے ذکر کر کے جاری ہونے کا مراقبہ کیجئے۔

سفر میں ذکر وضو کے بغیر یا تیمّم کے ساتھ بھی کافی ہے

حال: سفر میں رات کے آخری حصے میں اٹھنے کی کوشش کی کہ اٹھوں اور نوافل پڑھ کر ذکر کروں لیکن سفر میں اکثر لوگوں کے ملنے جلنے سے رات بہت گزر جاتی تھی اس لئے بعض دن تو آنکھ نہ کھلی اور اگر کھلی تو برف کی طرح سرد پانی کو دیکھ کر وضو کی ہمت نہ ہوئی مسجد ذرا فاصلہ پر تھی اس لئے پڑا رہا۔

تحقیق: ایسے موقع پر اگر نماز تہجد وغیرہ نہ ہو سکے جس کے لئے طہارت شرط ہے تو خالی ذکر ہی بلا وضو کر لیا جائے کہ اس کے لئے طہارت شرط نہیں لیکن اگر تیمّم کر کے ذکر کیا جائے تو زیادہ برکت کا سبب ہے اور ایسی طاعت کے لئے طہارت کے لئے بغیر عذر بھی تیمّم جائز ہے۔

مبتدی کے لئے ذکر کی زیادتی تلاوت وغیرہ کی زیادتی سے زیادہ مفید ہے

حال: ایک خیال کے بارے میں بتایا جائے کہ صحیح ہے یا غلط وہ یہ کہ میرا خیال ہے کہ مبتدی کے لئے شروع میں جتنی ذکر کی زیادتی مفید ہے اتنی تلاوت یا درود شریف یا استغفار کی زیادتی مفید نہیں ہے۔ جب ذکر کی زیادتی سے ایک طرح کی مناسبت حاصل ہو جائے تو اس مناسبت سے تلاوت وغیرہ میں بہت قوت حاصل ہو سکتی ہے۔

ان چیزوں کا اثر لطیف (نازک) ہے۔ مجھے یاد پڑتا ہے کہ حضور نے بھی ایک بار کچھ ایسا ہی ارشاد فرمایا تھا کہ مبتدی کے لئے ذکر کی زیادتی تلاوت وغیرہ کی زیادتی کے مقابلے میں زیادہ مفید ہے۔

احقر نے حافظ صاحب سے یہی عرض کیا تھا کہ کچھ ذکر کی تعداد بڑھا دیں کیونکہ وہ ذکر بہت کم کرتے ہیں زیادہ وقت تلاوت میں صرف کرتے ہیں۔ تلاوت اگر بدستور بھی رکھی جائے تب بھی ذکر میں اضافہ کے لئے کچھ وقت انہیں مل سکتا ہے۔ یہ میرا خیال کہیں خدانخواستہ تلاوت وغیرہ کی کسی درجہ میں تنقیص (کمی کرنا) تو نہیں ہے۔ میرے خیال میں یہ چیزیں تکمیل کے بعد ممکن ہے بہت خاص (چند) طبیعتیں اس اصول سے مستثنیٰ (الگ) ہوں۔

تحقیق: بالکل صحیح خیال ہے اور یہ تلاوت کی کمی کرنا نہیں ہے بلکہ ذکر ایسی نیت سے کیا جائے کہ میں تلاوت کے قابل ہو جاؤں کیا نماز پر وضو کو مقدم کرنے سے نماز کی کمی کرنا ہے۔

مرض کی وجہ سے وظائف کو چھوڑنے میں کچھ حرج نہیں اور فکر ذکر کے قائم مقام (نائب) ہے

حال: مخدومی المکرّم حضرت مولوی صاحب زادشرفہ بعد از السلام علیکم مسنون عاجز گنہگار کی طرف سے عرض ہے کہ یہ بندہ سخت گنہگار بدکار روسیاہ اور اللہ تعالیٰ کے دربار کا بھاگا ہوا غلام ہے اور بظاہر سر سے پیر تک مریض نہ بیٹھنے کی طاقت نہ نماز روزہ میں محنت کرنے اور مشقت اٹھانے کی طاقت بلکہ معمولی نماز بھی تکلیف سے ادا ہوتی ہے۔ بیماریوں کی وجہ سے کئی مجبوریاں ایسی ہیں کہ کچھ نہیں ہوسکتا۔ دوسری طرف دل کی یہ حالت کہ نماز سے ذوق نہ ذکر کا شوق اگر ایک دن تسبیح کو اٹھایا تو بیس بیس دن پھر خیال بھی نہیں ہوتا اور اگر زبان سے کچھ ذکر کرتا ہوں تو ہزاروں برے تصورات وخیالات پریشان کرتے ہیں تیسرے بڑی آزمائش میں مبتلا ہوں اور تھوڑی سی تکلیف کی بھی برداشت نہیں ہے بلکہ طبیعت میں اعتراض اور مقابلہ شروع ہو جاتا ہے۔

ان حالات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس بدبخت کی تقدیر میں نحوست لکھی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ اب پہلے آپ کی جناب میں یہ عرض ہے کہ خدا تعالیٰ کے لئے میرے حق میں دعا فرمائیں کہ خدا تعالیٰ جل شانہ ان امراض ظاہری وباطنی وابتلا (آزمائش) سے مجھے نجات نصیب فرمائے۔

دوسری عرض یہ ہے کہ ایسا بدبخت آدمی جس کو ذرا بھی شوق و ذوق اور استقلال (مستقل مزاجی) نہیں اور طبیعت کا یہ حال ہے کہ آدھا گھنٹہ بیٹھنے کی طاقت نہیں اور دماغ دل اس سے بھی برا ہے۔ کچھ حاصل ہوسکتا ہے یا

نہیں؟ اور ایسے مردود کے سیدھے راستے پر آنے کی کیا ترکیب ہے؟ کسی قسم کی پابندی یا کارگزاری تو مجھ سے ہو نہیں سکتی طبیعت سخت پریشان ہے کیا کروں خدا تعالیٰ کے لئے میری مدد فرمائیں۔

میں تو ناامید ہو چکا ہوں۔ جہنم کے کنارے پہنچ گیا ہوں اب اسلامی بھائی چارگی کی ہمدردی کے واسطے کوئی علاج بتائیے کہ ان امراض سے چھوٹوں اور جمعیت (یکسوئی) نصیب ہو اور ذکر سے الفت ہو۔ قلبی ذکر اگر کروں بھی تو ہوتا نہیں زبانی ذکر سے کچھ ہوتا نہیں نہ دل لگتا ہے۔ مہربانی فرما کر واپسی پر تفصیل کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں۔ خدا تعالیٰ آپ کی خدمات میں برکت عنایت فرمائے۔ میں اپنی بدبختی کی داستان کہاں تک آپ کو سناؤں ہاں اتنی بات اس روسیاہ میں ہے کہ بدعت سے نفرت کرتا ہے اور سنت سے محبت ہے لیکن عمل کچھ نہیں۔

تحقیق: السلام علیکم۔ یہ بدبختی نہیں بیماری ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ﴿ولا علی المریض حرج﴾ کہ ''مریض پر کوئی حرج نہیں۔'' پھر اپنے کو حرج میں ڈالنا اور اس پر قدرت نہ ہونے کو بدبختی سمجھنا خدا تعالیٰ کے کلام میں شبہ کی صورت ہے۔ آپ بالکل بے فکری سے فرائض و واجبات وسنن موکدہ کو جس طرح ہو سکے ادا کرتے رہیں اور اپنے کو ناکارہ اور گنہگار سمجھ کر زبان سے یا دل سے نادم رہیں اور اگر ذکر نہ ہو سکے تو صرف فکر کافی ہے لیکن یہ عزم رکھیں کہ اگر اللہ تعالیٰ صحت کافی عطا فرمائے گا تو کسی محقق کی تعلیم سے طاعات میں زیادہ مشغولی اختیار کروں گا۔ والسلام

مجموعہ وظیفہ کی تعداد پوری ہونی ضروری ہے خواہ باہمی اجزاء میں کمی زیادتی ہو جائے

حال: یہ بات بھی قابل گذارش ہے کہ بندہ کو اثبات مجرد (الا اللہ) میں ہمیشہ لذت زیادہ معلوم ہوتی ہے اور اسی لئے اکثر تعداد سے کہیں زیادہ کرتا رہتا ہوں غالباً دس تسبیح تک نوبت پہنچ جاتی ہوگی بلکہ اس وجہ سے کبھی کبھی اسم ذات دوضربی کی تعداد میں کمی ہو جاتی ہے۔

تحقیق: کچھ حرج نہیں مجموعہ سب اجزاء کا بارہ بلکہ تیرہ تسبیح سے کم نہ ہو اگر ایک میں کمی رہ جائے دوسری کی زیادتی تلک بتلک (ایک مقابلے میں دوسرے) کی طرح ہے۔

ذکر و نماز میں تصور کی کیفیت

سوال: نماز میں تصور وخیال کس کا کروں جس سے دل چسپی ہو اور شیطانی وسوسہ کم ہو۔

جواب ①: پہلے تو اللہ تعالیٰ کا (تصور کریں) اگر یہ نہ جمے تو جو الفاظ زبان سے ادا ہوتے ہیں ان کا (تصور

کریں) اگر پھر بھی وساوس آئیں تو کچھ پرواہ نہ کریں اس تدبیر سے خود بخود دفع ہو جائیں گے۔

سؤال ②: بندہ جب امام کے پیچھے ایسی نماز پڑھتا ہے جس میں امام قرات آہستہ کرتا ہے تو اس حالت میں یہ احقر اگر قلب سے اللہ اللہ کرے اور زبان سے نہ کرے منہ بند رکھے صرف دل سے اللہ اللہ کیا کرے تو یہ احسن ہے یا نہیں؟

جواب ②: ہاں احسن ہے۔

سؤال ③: ذکر کے وقت لا الہ الا اللّٰہ کے جہر کے ساتھ احقر کیا تصور اور خیال کرے جس سے دلچسپی ہو۔

جواب ③: جواب نمبر ایک کی طرح۔

سؤال ④: ذکر اسم ذات ''اللّٰہ اللّٰہ'' جہر کے ساتھ کرنے کے وقت کیا تصور اور خیال کروں۔

جواب ④: نمبر ایک کی طرح۔

سؤال ⑤: تلاوت کے وقت بھی کس طرح تصور کروں اور کس کا جس سے سہولت حاصل ہو اس کا طریقہ بھی تحریر فرمایا جائے۔

جواب ⑤: نمبر ایک کی طرح۔

ذکر میں سر کو جھٹکا دینا اور مخرج پر زور دینا ضروری نہیں

حال: ذکر ہلکی ضرب و جہر سے کیا جاتا ہے اور ذکر کے ساتھ ہی ذرا سر کو جھٹکا بھی دیا جاتا ہے۔ اس میں پوچھنے کی بات یہ ہے کہ اگر سر کو جھٹکا نہ دیا جائے اور صرف مخرج ہی پر زور دیا جائے تو کچھ حرج ہے۔

تحقیق: نہ جھٹکے کی ضرورت نہ مخرج پر زیادہ زور دینے کی ضرورت ہاں اگر طبیعت کے جوش سے کوئی بات ہو جائے تو اس کے روکنے کی بھی ضرورت نہیں جب کہ اعتدال کی حد سے زیادہ نہ ہو۔

حال: بحمد اللہ تعالیٰ اس ہفتہ بہت کم ایسا ہوا ہے کہ قلب میں وحشت یا بے چینی یا بے رونقی ہوئی ہو اکثر خاص طور پر تلاوت قرآن شریف یا ذکر کے وقت عجیب مزا معلوم ہوتا ہے۔ ''والحمد للّٰہ ولا حول ولا قوۃ الخ۔''

تحقیق: مبارک ہو۔

حال: بات کے لمبا ہونے کی وجہ سے بے ادبی کا خوف ہے امید ہے کہ حضور اپنے مکارم اخلاق اور غلام کی

جہالت کی وجہ سے خدا کے واسطے معاف فرمائیں گے۔

تحقیق: سب معاف ہے۔

ذکر جہر میں ضرب کا کوئی خاص طریقہ نہیں ہے

حال: اب تک احقر کو ذکر جہر بارہ تسبیح کرنا نہیں آیا بہت کوشش کرتا ہوں کہ اس طرح ضرب لگاؤں مگر اس طرح نہیں بنتا بلکہ معمولی طریقہ سے کسی طرح ہو جاتا ہے۔

تحقیق: کوئی خاص طریقہ نہیں ہے۔

حال: دل کو تسکین نہیں ہوتی اور ایک طرح کا رنج رہتا ہے کہ کیوں نہیں ہوتا۔

تحقیق: تسکین کا نہ ہونا اس وہم کی وجہ سے ہے کہ طریقہ سے نہیں ہوتا ہے جس طرح سہولت نشاط ہو وہی طریقہ ہے کوئی خاص قید وغیرہ نہیں ہے۔ اس کا احتمال بھی نہ فرمایئے اطمینان سے کئے جایئے اور پھر اس قاعدے کے استحضار کے بعد کیفیت تحریر فرمایئے۔ والسلام

لطائف کی قید کے بغیر ذکر

حال: بحمد اللہ لطائف خمسہ کی اتنی مشق ہوگئی ہے کہ ہمیشہ پاس انفاس کی ہیئت قائم رہتی ہے ہاں کسی مشاغل میں ہوتا ہوں تو یہ بات نہیں رہتی ہے مگر ساتھ ہی خبردار ہو جاتا ہوں۔

تحقیق: لطائف کی قید کے بغیر ذکر جاری رکھئے یعنی لطائف کی طرف نظر نہ رکھئے۔

کشف اور انوار وغیرہ توجہ کرنے کے قابل نہیں ہیں

حال: کئی دن تک ذکر کے درمیان کچھ گول سفیدی نظر آیا کرتی تھی مگر اب معلوم نہیں ہوتی اور جب آنکھ بند کرتا ہوں تو آسمان کی ایسی شکل اور اس میں چھوٹے چھوٹے بہت ستارے نظر آتے معلوم ہوتے ہیں۔ یہ کیا بات ہے؟

تحقیق: یہ اکثر (قوت) متخیلہ کا تصرف ہے کبھی ذکر انوار کے اور کشف کوئی بھی ہوتا ہے اور ہر حال میں توجہ کرنے کے قابل نہیں ہے۔

مرض کی مجبوری کی وجہ سے ذکر میں کمی کرنے میں کچھ حرج نہیں

حال: بتوفیقہ تعالیٰ اذکار پہلے کی طرح چل رہے ہیں لیکن کبھی طبیعت کی خرابی کی وجہ سے تعداد میں کمی ہوئی

تھی۔

تحقیق: لا باس بہ۔کوئی حرج نہیں ہے۔

تصور ذات بحث اور مناجات قلبیہ میں سے افضل کون ہے

حال: تصور ذات بحث افضل ہے یا مناجاۃ قلبیہ (یعنی کبھی دل خود بخود حق تعالیٰ سے باتیں کرتا ہے جس میں خشوع وخضوع کے ساتھ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بندہ اپنے مالک کے دربار میں حاضر ہوکر عرض معروض کررہا ہے) اسی طرح نماز میں ان دونوں میں سے کون سی صورت افضل ہوگی۔

تحقیق: اگر مناجات (دعاؤں) کی خود بخود چاہت ہوتو وہ افضل ہے ورنہ ذکر کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی ذات کا تصور (افضل ہے) نماز اور نماز کے باہر دونوں کا ایک حکم ہے۔مگر نماز میں مناجات ہر رکن میں نہیں ہوگی۔

اوراد کے لئے اجازت اصطلاحیہ کی ضرورت نہیں

سؤال: قرآن شریف ودلائل الخیرات پڑھنے کی اجازت بندہ کو عنایت فرمائیں۔

جواب: اوراد کے لئے اجازت اصطلاحیہ کی ضرورت نہیں۔(یعنی تصوف میں جو مشہور ومعروف ہے کہ ہر کام شیخ سے پوچھ کر اور اجازت لے کر کرنا چاہئے اور پڑھنے میں اس مشہور ومعروف اجازت کی ضرورت نہیں ہے)۔

ذکر کثیر میں شمار کی ضرورت نہیں

حال: کبھی جب ذکر میں جی لگ جاتا ہے تو عدد وشمار کا خیال نہیں رہتا کئی گھنٹے گزر جاتے ہیں کہ تسبیح تہلیل اسم ذات وغیرہ میں مشغولی ہوجاتی ہے اور جی چھوڑنے کو نہیں چاہتا مگر دنیاوی ضرورت ودرس وتدریس کی مجبوری کی وجہ سے ترک کرنا پڑتا ہے اور نوکری کی صورت میں اور (زیادہ) مجبوری ہوتی ہے۔

تحقیق: گننے کی کچھ ضرورت نہیں بے شمار کرنے کی صورت میں (اللہ تعالیٰ کے ارشاد) یعنی اللہ تعالیٰ کا ذکر زیادہ کرو کا ثبوت زیادہ ہوتا ہے۔

تصور بوقت تلاوت قرآن مجید

سؤال: رسالہ التذکیر حصہ دوم میں تراویح کے بیان میں حضرت کا ارشاد ہے کہ میں لوگوں کو تلاوت قرآن کا یہ طریقہ بتاتا ہوں کہ تلاوت کے وقت یوں تصور کرو کہ اللہ جل جلالہ فرمارہے ہیں اور ہماری زبان سے باجہ کی طرح آواز نکل رہی ہے۔اس کے بارے میں حضرت سے یہ بات پوچھنی ہے کہ اس کی اجازت اس نابکار کو بھی ہے یا

یہ اس قابل نہیں ہے۔

جواب: ہاں (اس کی اجازت) ہے لیکن اس کے بعد (پیش آنے والی) کی کیفیت سے اطلاع دینے تک یہ اجازت عارضی ہے۔

سوال: اگر اجازت ہے تو نماز میں بھی قرات کے وقت ایسا تصور کر لیا جائے یا صرف تلاوت میں (کرنا چاہئے)۔

جواب: ابھی صرف تلاوت میں (کریں)۔

ذکر و تدریس ایک ساتھ ہو سکتے ہیں

حال: حضرت اقدس نے جو ذکر وفکر ارشاد فرمایا تھا اس کو خادم الخدام نے کئی بار شروع کیا اور کچھ مدت تک کرتا رہا وہ بھی لازم کئے بغیر اور پھر یہ کم پونجی بلکہ بے پونجی والا مدارس کی ملازمت کی وجہ سے اس پر ہمیشگی نہ کر سکا اور اس کے ترک سے (بھی) چھٹکارا نہ ملا اسی طرح کئی بار شروع کرتا رہا اور اسی طرح ٹلتا رہا۔

خلاصہ یہ ہے کہ خادم کو تجربہ سے ثابت ہوتا ہے کہ مدارس کی ملازمت کی صورت میں تدریس کے ساتھ مشاغل اذکار وافکار کے مشاغل کا ہونا بہت ہی مشکل ہے لیکن اگر تدریس کا حق جیسا حق ادا کرنا چاہئے حق ادا نہ کیا جائے تو آسان ہے جیسا کہ لوگ کرتے ہیں اس لئے تو مدارس سے خیانت کا پورا خوف ہے دوسرا دل کا ذکر سے متاثر ہونا مشکل ہے صرف زبانی ذکر کیا مفید ہوگا ذکر کے مقصود تک پہنچنا مشکل ہے۔ خلاصہ یہ کہ دونوں راستے "بینھما برزخ لا یبغیان" کہ دونوں (راستوں) کے درمیان ایک آڑ ہے یہ ایک نہیں ہو سکتے ہیں۔

ان سب باتوں کے باوجود (بندہ) اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حضرت کے وسیلے سے امید رکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس بندے کی مراد کو ضرور پورا فرمائے اس کے جنون کی چاہت کو ضرور پورا فرمائے گا۔ اس لئے پرانی عادت کے مطابق اب پھر ذکر وفکر کا شغل شروع کرنا چاہئے اللہ تعالیٰ ہمیشگی کی توفیق عطا فرمائیں گے۔ اس راستے میں تو گرنا پڑنا تھک کر پھر چلنا اور ٹھہر جانے سے لنگڑا کر چلنا ہی اچھا لگتا ہے۔

اب اس خادم کی موجودہ صورت میں حضرت جو بھی ارشاد فرمائیں گے بندہ اس پر عمل کرے گا اور اس کی پابندی کرے گا اس کے بعد حضرت کی دعا کی بھی بہت ضرورت ہے۔ اس راستے کے چلنے والوں کے واسطے اس دور پڑے کو پہلے دن والا اور پہلے سبق میں آنے والا سمجھا جائے کیونکہ فطرت کے علاوہ کوئی زاد راہ نہیں ہے بلکہ عجب نہیں کہ اس کو بھی کھوٹا نہ کر بیٹھا ہو لیکن اللہ تعالیٰ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم، انبیاء، صحابہ، اولیا اور اتقیاء کی کچھ

محبت دل میں بیٹھی ہوئی ہے اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ سے قوی امید ہے کہ موت تک ہمیشہ دل اور زبان کو ہمیشہ شہادتین (اللہ اور رسول کی شہادت) اور ان کے لوازمات پر عمل کرائے گا۔

اس خادم کی فطرتی حالت ہے کہ دشت وصحرا و ویرانہ کی طرف رغبت اور آبادی اور زیادہ بھیڑ بھاڑ اور اکثر لوگوں سے نفرت رہتی ہے جو تجویز فرمایا جائے اللہ تعالیٰ اس پر عمل کی توفیق عنایت فرمائے۔

تحقیق: آپ کے تجربے بالکل صحیح ہیں لیکن یہ اکثر لوگوں کے اعتبار سے ہے ورنہ مدرسہ کو جتنے اوقات دیتے ہیں ان کو محدود رکھا جائے اور ذکر و شغل مین بھی درمیانی مقدار سے کام لیا جائے بلکہ درمیانی مقدار کے نہ ہونے کی مجبوری کے وقت کم کرنے میں بھی کوئی حرج نہیں تو پھر دونوں کا ایک ساتھ کرنا آسان ہے اگر چہ یکسوئی کے بغیر ہی سہی اور اگر چہ وقت مقرر کئے بغیر ہی سہی اس کے بارے میں آپ کا یہ قول مجھ کو پسند آیا کہ اس راہ میں گرنا پڑنا الخ مولانا رومی نے اس مضمون کو صاف فرما دیا ہے ؎

دوست دارد دوست ایں آشفتگی ❁ کوشش بے ہودہ بہ از خفتگی

ترجمہ: ”محبوب کو یہ پریشانی پسند کوشش اگر چہ بے نتیجہ ہو مگر بے کاری کچھ نہ ہونے سے بہتر ہے۔“ (مطلب یہ ہے کوشش اگر چہ بے انتظامی سے ہو مگر مسلسل ہونی چاہئے کہ انشاء نتیجہ لائے گی خطبات حکیم الامت)۔ (بتصرف:۲۲/۱۸۸)

پس اپنے عمل کا طریقہ یہ ہی رکھئے میں دل و جان سے دعا کرتا ہوں باقی خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ آپ کی مجموعی حالت بہت اچھی ہے آخر خط میں جو عادت لکھی ہے پسندیدہ اور مفید ہے اللہ تعالیٰ کے ساتھ انس ہونے کے لئے یہ لازم ہے مولانا (رومی) کا بھی ارشاد ہے ؎

قعر چہ بگزید ہر کو عاقل است ❁ زانکہ در خلوت صفاہا ہے دل ست

ترجمہ: ”(اے طالب) جو عقل مند ہے اس نے کنویں کی گہرائی (رہنے کے لئے) اختیار کر لی کیونکہ اس سے دل کی صفائیاں (حاصل) ہوتی ہیں۔“ (مطلب یہ ہے کہ عزلت نشینی عقل مند لوگ اختیار کرتے ہیں کیونکہ اس سے نفس کی آراستگی اور صفائی ہوتی ہے)۔ (مفتاح العلوم:۱/۳۶۵ بتصرف)

مراقبہ کی تعلیم

حال: میں حضرت کے ارشاد کے مطابق استغفار پڑھتا ہوں مگر اکثر اوقات بھول جاتا ہوں اگر چہ یاد آنے کے بعد ندامت ہوتی ہے لہٰذا دعا فرمائے۔ نماز کے اندر بھی یکسوئی نہیں ہوتی اگر چہ خیال بار بار کرتا ہوں مراقبہ

کے واسطے فرمایئے۔ میرا دل بہت چاہتا ہے کہ کسی وقت کیا جائے اگر میرے حق میں مفید ہو۔ اگر کسی وقت تھوڑی دیر بیٹھتا ہوں تو سر میں درد ہو جاتا ہے۔ حضور سے دعا کی درخواست کرتا ہوں جس سے میرے یہ امراض جاتے رہیں۔

تحقیق: یاد آجانے پر پھر شروع کر دینا یہ بھی ہمیشہ کرنے کی طرح ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق ہے انہوں نے صاف فرمایا ہے ﴿واذکر ربك اذا نسیت﴾ (جب آپ بھول جائیں تو اپنے رب کو یاد کریں) نماز میں یکسوئی (خود بخود) ہونے کی ضرورت نہیں یکسوئی کرنے کی ضرورت ہے یعنی اپنے ارادے سے فضول خیالات ذہن میں نہ لائے جائیں نہ حاضر رکھے جائیں اور اگر اس پر بھی وہ خود آتے رہیں تو کچھ نقصان نہیں اور موجودہ حالت میں جبکہ سر میں درد ہوتا ہے تو مراقب ہو کر نہ بیٹھئے صرف دل سے سوچ لینا خواہ کسی حالت میں ہو کافی ہے خواہ موت کو سوچ لیا جائے یا حساب کتاب کو (سوچ لیا جائے) فی الحال یہی کافی ہے۔

وظیفہ نہ پڑھنے کے دن دنیوی معاملات میں دل نہ لگنے میں راز

حال: فجر کے بعد تین ہزار بار اسم ذات اور ظہر کے بعد تین ہزار بار اسم ذات اور عشاء کے بعد تہجد پڑھ کر ''لا الٰہ الا اللّٰہ'' دوسو بار اور ''الا اللّٰہ'' چار سو بار اور اللہ اللہ چھ سو بار پڑھتا ہوں ذکر میں بفضلہ تعالیٰ لذت زیادہ معلوم ہوتی ہے۔ اب اپنا کچھ نیا حال عرض کرتا ہوں۔ ایسا لگتا ہے کہ موت بہت ہی قریب ہے یہاں تک کہ چلنے پھرنے میں قوت نہیں ہوتی ہے۔ یہ حال اس وقت ہوتا ہے کہ جب وظیفہ مسلسل پڑھوں اور اگر اتفاق سے وظیفہ کا پڑھنا رہ جائے تو بدن میں خوب زور لگتا ہے اور دنیوی معاملات کرنے میں بھی نہایت دل لگتا ہے۔ یہ معاملات میرے ماموں جان سے شروع ہوئے تھے وہ دنیا سے گذر چکے ہیں معاملات اب بھی خواب میں بتاتے ہیں کہ ایسا کرو ویسا کرو مگر جب روزانہ کا وظیفہ پڑھوں تو ایسا خواب کم نظر آتا ہے۔

اس وقت دل میں بہت شوق ہوا کہ حضور پرنور کی خدمت شریف میں جا کر رہا کروں اور معاملات یک دم چھوڑ دوں اگر اجازت ہو تو پہنچ جاؤں۔ معاملات و کاروبار جو ماموں جان سے جاری ہے اور شرعاً جائز بھی ہے میری غیر موجودگی میں کاروبار کے مالکان نابالغ ہیں اس لئے خدمت میں حاضر ہونے کے واسطے اجازت کا منتظر ہوں۔

گذشتہ رات ایک خواب نظر آیا دیکھتا ہوں کہ زمین میں ایک روشنی ایسی نظر آئی جیسا کہ چھت کے سوراخ سے سورج کی روشنی مٹی پر پڑی اس کے دیکھنے سے پہلے حضور کے جمال جہاں آرا کے دیدار سے مشرف ہوا تھا

اب اپنے حال کے انکشاف اور خواب کی تعبیر کے لئے ہاتھ باندھے درخواست ہے اور بس۔

تحقیق: معمولات کافی ہیں۔ موت کے قریب ہونے کو جن علامتوں سے سمجھا ہے یہ تو خالص وہم لگتا ہے (اصل بات یہ ہے کہ) بدن میں ضعف ہے وظیفہ پڑھنے سے وہ بڑھ جاتا ہے اور وظیفہ نہ پڑھنے کے دن وہ نہیں بڑھتا اس لئے بدن میں قوت معلوم ہوتی ہے اس کو موت کے قریب ہونے سے کیا تعلق۔ اس دن دنیاوی معاملات میں دل لگنا اس وجہ سے ہے کہ دل اس دن وظیفہ کی انوار و برکات سے خالی ہوتا ہے تو دنیا کی طرف کھنچاؤ ہوتا ہے اور اس وقت ایک دوسرا احتمال بھی میرے قلب میں پیدا ہوا غالباً یہ شیطان کا تصرف ہے اور وہ اوراد چھڑانا چاہتا ہے اور خواب میں دنیوی معاملات کا فیصلہ نظر آنا ظاہر قرینہ اسی کا ہے کہ جس روز وظیفہ ہو جاتا ہے اس کا تسلط کم ہوتا ہے اس وجہ سے میرے خیال میں ضرور اس کی ضرورت ہے کہ چند دن ان مشاغل کو چھوڑ دیا جائے خصوصاً جبکہ دوسرا شخص کاروبار کرنے والا موجود بھی ہے لیکن شرط ہے کہ وہ دیندار ہو کیونکہ کاروبار نابالغوں کا ہے ورنہ پھر دوبارہ مشورہ کرنا چاہئے اور اگر ان مشاغل کو چھوڑنے کی رائے ہو تو یہاں آنے کے لئے رمضان المبارک گزرنے دیا جائے رمضان کے بعد ارادہ کیا جائے۔

خواب بہت ہی مبارک ہے اس خواب سے پہلے جو نظر آیا تھا یہ دوسرا خواب اس کی ظاہری صورت کی حقیقت ہے یہ بھی اشارہ اسی طرف معلوم ہوتا ہے جو میں نے رائے دی۔ والسلام ہاں ایک اور یہ کہ کیا یہاں نہ آنے کی صورت میں بھی وہاں رہ کر ان مشاغل کو چھوڑنا آسانی سے ہوسکتا ہے کہ نہیں؟ اور یہ سوال رمضان کے ختم ہونے تک کے لئے ہے۔ والسلام

(معمول کے) ناغہ ہونے میں بہت سے فوائد

حال: الحمدللہ اس وقت بھی معمولات کا پابند ہوں درمیان میں بہت عرصہ کے بعد دو دن ناغہ ہو گیا جس کا رنج و صدمہ اب تک باقی ہے استقامت کے لئے دعا فرمائی جائے۔

تحقیق: کبھی کبھی ناغہ ہو جانا اس راستے کی لازمی اور معمول کی چیز ہے ایک تجربہ کار کا قول ہے ؎

در بزم عیش یک دو قدح درکش و برد ❊ یعنی طمع مدار وصال دوام را

ترجمہ: ”محبوب کی محفل میں تھوڑی دیر رہو اور چلے جاؤ ہمیشہ رہنے کی امید نہ رکھو۔“

لازمی ہونے کے علاوہ اس میں فوائد بھی ہیں۔ ایک فائدہ اللہ تعالیٰ کی قدرت اور اپنے عجز کا نظر آنا ہے، اسی میں ایک فائدہ عجب کا علاج بھی ہے، یک فائدہ شوق کا بڑھ جانا بھی ہے، ایک فائدہ معمول کے چھوٹنے پر غم

کا پیدا ہونا ہے جو ایک بڑا مجاہدہ ہے اور ایک فائدہ جو بہت زیادہ باریک ہے وہ یہ کہ اس مقصود تسلیم اور تفویض (یعنی اپنے کو اللہ تعالیٰ کے حکم کے آگے سر جھکانے اور اللہ تعالیٰ کے حوالے کرنے) کا عادی بنانا ہے۔

ان فوائد کے نتیجے کو دیکھ کر مبارک باد دیتا ہوں ونعم ما قال العارف الرومی رحمہ اللہ تعالیٰ ؎

روز ہا گر رفت گو رو باک نیست ❁ تو بماں اے آنکہ جز تو پاک نیست

ترجمہ: ''اگر دن بے وصال محبوب گذرتے جائیں تو ان سے کہو جاؤ مگر محبوب کے عشق کی جلن جو ہمارے پاس ہے اس سے اچھی کوئی چیز نہیں ہے۔'' (یعنی کیفیتیں اور حالات اگر ختم ہو جائیں تو کوئی افسوس کی بات نہیں ہے اللہ تعالیٰ کا تعلق رہنا چاہئے کہ اس کی طرح کوئی چیز پاک نہیں ہے)

قال ؎

گر مرادت را مذاقِ شکرست ❁ بے مرادی نے مراد دلبر ست

ترجمہ: ''اگر تمہاری مراد کا مزہ میٹھا ہے تو کیا تمہاری مراد کا پورا نہ ہونا محبوب کی مراد نہیں ہے۔'' (یعنی جس طرح تمہاری مراد تمہارا مطلوب ہے ایسے ہی محبوب کی مراد اس کا مطلوب ہے اور چونکہ وہ تمہارا محبوب ہے اور تمہیں اس کی مراد اپنی مراد سے زیادہ پسندیدہ ہونی چاہئے اس لئے یہ بے مرادی جب محبوب کی طرف سے ہے تو یہ بھی بہت اچھی چیز ہے)۔''

قال ؎

پس زبون وسوسہ باشی ولا ❁ گر طرب راباز دانی از بلا

ترجمہ: ''تم بالکل مغلوب وساوس سمجھے جاؤ گے اگر محبوب کی خوشی اور پریشانی میں فرق سمجھو گے۔''

وقال العارف الشیر ازی ایضا ؎

سیل من سوئے وصال ومیل او سوئے فراق ❁ ترک کام خود گرفتم تابر آید کام دوست

ترجمہ: ''میں وصال چاہتا ہوں وہ فراق چاہتا ہے میں اپنی چاہت اس کی چاہت کے لئے چھوڑتا ہوں۔''

والسلام۔

غنودگی میں ذکر کرنے کا حکم

سؤال: رات کے آخری حصہ میں ذکر و شغل میں کچھ غنودگی سی رہتی ہے اور اسی حالت میں ذکر کرتا ہوں کچھ

حرج تو نہیں ہے؟

جواب: اگر غنودگی الفاظ کے صحیح ادا ہونے میں رکاوٹ نہیں ہے تو کوئی حرج نہیں ہے ورنہ یا تو غنودگی کا کوئی علاج کیا جائے یا ذکر کا وقت بدل دیا جائے۔

کثرت تلاوت کو ذکر پر ترجیح

سؤال: حضور کے فرمان کے مطابق ذکر اللہ کرتا ہوں مگر دماغ کی کمزوری کی وجہ سے ذکر جہر نہیں ہوتا ہاں خفی کرتا ہوں مگر ذکر کے مقابلے میں قرآن شریف کے پڑھنے میں ایک لذت وفرحت حاصل ہوتی ہے اگر حضور فرمائیں تو ذکر کے مقابلے میں کلام مجید زیادہ پڑھا کروں؟

جواب: اس حالت میں تلاوت ہی کی کثرت کیجئے۔

سؤال: دوسری عرض یہ ہے کہ بہت معذور ہوں کیونکہ نماز پڑھانے میں (پیشاب کے) قطرہ (آنے کا) خوف ہوتا ہے اور بچوں کے پڑھانے میں بھی معذور ہوں ہاں بالغ لڑکے جو عربی پڑھتے ہوں کیونکہ یہاں پر چند کتابیں پڑھاتا رہا مگر اب وہ بھی نہیں ہوتا ہے۔ لہٰذا بندہ فکرمند و پریشان ہے۔ چند کتابیں طب کی بھی پڑھی تھیں اگر حضرت فرمائیں تو ایک سال اس میں صرف کروں خدا تعالیٰ کچھ کردے۔

جواب: معاش کے بارے میں جو لکھا ہے اس کا مشورہ زبانی ہی ٹھیک ہوسکتا ہے بعد رمضان مل کر مشورہ کیجئے۔

معمول شروع کرنے کی اجازت لینے میں حرج نہیں ہے

حال: کل پرچوں کو مضمون کے مطابق ترتیب دے کر ''الرفیق فی سواء الطریق'' سے شروع کیا اس کے بعد ''تربیۃ السالک'' کو شروع کیا۔ ان پرچوں کے پڑھنے سے نماز کی پابندی نہ ہونے کی وجہ سے طبیعت کو شرمندگی ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے نماز کو پھر شروع کرنے اور پابندی سے ادا کرنے کی ہمت دی۔ اس کے ساتھ اسم ذات کا پڑھنے کا شوق بھی پیدا ہوا چنانچہ چار ہزار تک اسم ذات صبح وظہر ومغرب وعشاء کی نمازوں میں پورا کر لیتا تھا اور پانچ سو بار لا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ بھی عشا کے بعد پڑھ لیتا تھا لیکن تربیۃ السالک کو دیکھتے دیکھتے جس وقت نمبر ۵۳ پر پہنچا تو دیکھا کہ اجازت کے بغیر کچھ نہیں پڑھنا چاہئے (اس سے) طبیعت میں ایک طرح کا خوف پیدا ہوا اور ۱۴؍شعبان کی شب سے معمول پھر چھوڑ دیا گیا۔

تحقیق: چھوڑنا مناسب نہیں تھا پڑھتے رہتے اور اطلاع دے کر اجازت لے لیتے۔ بہر حال اب اجازت دیتا ہوں۔

اگر کسی کو جہراً (یعنی بلند آواز سے) ذکر میں تکلیف ہو تو خفی (آہستہ آواز سے ذکر) کیا جائے

حال: میں نے حضور کے فیض اور برکت سے جب سے چھ سو مرتبہ نفی اثبات اور اتنا ہی اسم ذات اور عشا کی نماز کے بعد اول آخر ایک ایک مرتبہ درود شریف کے ساتھ ایک سو مرتبہ اسم یا مغنی بعد نماز عشاء اور کبھی بعد نماز مغرب اور اتنا ہی تہجد کی نماز کے بعد اور کبھی فجر کی نماز کے بعد پڑھنا شروع کیا ہے اتنا ہی بعد نماز تہجد اور کبھی بعد نماز فجر پڑھتا ہوں۔ شروع میں بہت زیادہ جہر سے اور ضرب سے پڑھتا تھا مگر اس میں بعض ساتھیوں کو بے چینی کی شکایت ہوئی تو حضور سے اجازت حاصل کر کے عشا کے بعد خفی ذکر اور تہجد کے بعد ہلکے جہر سے کرتا تھا مگر اس میں بھی شکایت ہوئی تو اب بالکل خفی کرتا ہوں مگر مجھ کو خفی میں قبض (دل کی تنگی) اور جہر میں انشراح (دل کی کشادگی) ہوتا ہے اور خفی میں ضرب بھی بہت خفی ہوتی ہے اس کو اچھا نہیں سمجھتا ہوں۔

تحقیق: آپ عشاء کے بعد اور تہجد کے وقت خفی کیجئے یا کچے باغ (یہ ایک باغ ریاست ڈیگ بھرت پور میں ڈپٹی کلکٹر کی حویلی کے ساتھ جن کے پاس کاتب خط رہتے ہیں) میں جا کر جہر سے کر لیا کیجئے اور دوسرے اوقات میں جہر رکھئے جیسے بعد مغرب یا فجر کے بعد۔

ذکر میں دوسرے ذاکر کی آواز سے آواز ملانا

حال: کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ذکر کرتے وقت دوسرے ذاکر کی آواز سے آواز مل جاتی ہے تو اچھا لگتا ہے پھر ایسا لگنے کی وجہ سے جان بوجھ کر کرنا کیسا ہے؟

تحقیق: کچھ حرج نہیں لیکن اس شخص کو یہ بات معلوم نہیں ہونی چاہئے کبھی یہ دوسرے پر گراں ہوتا ہے۔

وہبی مراقبہ

حال: (حضرت!) مختصر یہ کہ اکثر شب کی تراویح اس طرح ہوتی ہیں کہ شروع سے آخر تک دیکھنے کی طرح سے قوی تصور یہ رہتا ہے کہ بہت ہی پرسکون اور نورانی ایک مجلس منعقد (سجی ہوئی) ہے جس میں ہر قسم کے سامان آرائش و آسائش کے سامان موجود ہیں اور اللہ تعالیٰ کے سارے فرشتے اس مجلس کی ترتیب و انتظام میں مشغول ہیں۔ ہر ایک اپنے اپنے کام پر مامور ہے اور گلاب پاش (عرق گلاب چھڑکنے کا برتن، گلابدان) اور فرحت اور خوبصورتی کا سامان ان کے ہاتھوں میں ہے۔

اس منور مجلس کے درمیان انبیاء علیہم السلام کا گروہ ہے اور ان کے درمیان جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے ہیں۔ انبیاء علیہم السلام کے پیچھے تمام مومنین اپنے اپنے درجات کے مطابق موجود ہیں۔

اس حالت میں ایسا خیال ہوتا ہے کہ جس طرح کسی پہاڑی پر سے سفید اور شیریں پانی کی بڑی موٹی آبشار گر رہی ہو اسی طرح ایک خالص نور کی آبشار بہت ہی کشادہ انبیاء علیہم السلام کے سروں کے اوپر سے آتی ہوئی لگتی ہے۔

اوپر کی حالت کیا ہے کچھ خیال میں نہیں آتا کہ کیسی ہے۔ یہ نوری آبشار کہاں سے آرہی ہے (اس کے بارے میں) اس وقت یہ خیال آتا ہے کہ یہ نوری آبشار اللہ تعالیٰ شانہ کا کلام بسیط ہے۔ جس طرح دریا یا آبشار کا پانی مختلف نالیوں، نہروں میں تقسیم ہوکر بہت زیادہ ہو جاتا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ کا کلام انبیاء علیہم السلام کی آوازیں کلام اور ذہن میں تقسیم ہوکر یہاں تک کہ تمام مخلوق کی آوازوں حرف اور زبانوں میں ظاہر ہوکر ٹکڑے ٹکڑے ہوکر تقسیم ہو رہا ہے۔

غرض حروف آوازوں کے اوپر اللہ تعالیٰ کے کلام کی ایک خاص صورت خیال میں آتی ہے۔ جب وہ کلام نازل ہو رہا ہے تو تمام انبیاء علیہم السلام اور خصوصاً ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عجیب بے خودی، ولولہ، شوق، محویت (گم ہو جانے) اور استغراق (ڈوب جانے کی) عجیب حالت محسوس ہوتی ہے۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کو سننے میں اتنے محو (گم) اور مستغرق (ڈوبے ہوئے) ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آس پاس کی کچھ خبر نہیں ہے۔ لکھتے ہوئے ڈر لگتا ہے ورنہ اس وقت تو ایسا لگتا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام انبیاء علیہم السلام کی حالت ایک بے ہوش شخص کی طرح ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ ہے۔ سارے مومنین اور جو لوگ مجلس میں موجود ہیں پر عجیب کیفیت اور سرور طاری ہے۔ خاموشی اور سکون کا یہ عالم ہے کہ جیسے یہاں کوئی سانس لینے والا نہیں ہے۔

تحقیق: وہی مراقبہ ہے حدیث میں ہے "راقب اللّٰہ تجدہ تجاھك" (اللہ تعالیٰ کے حکم کی حفاظت کرتے رہو اللہ تعالیٰ کو اپنے سامنے پاؤ گے)۔

خطبہ اور وعظ کے وقت دل سے ذکر کرنا

سؤال: جمعہ کے خطبہ اور وعظ کے سنتے وقت دل سے ذکر کرتے رہنا چاہئے یا نہیں؟

جواب: مقصود طبیعت کا یکسو ہونا ہے اس لئے اگر وعظ اور خطبہ کے سننے میں یہ یکسوئی حاصل ہے تو دل و زبان سے ذکر نہیں کرنا چاہئے اور اگر یہ یکسوئی حاصل نہ ہو تو ذکر کرتے رہنا چاہئے۔

اوراد جتنے ہوسکیں نعمت سمجھنے چاہئیں

حال: اوراد و اذکار پہلے کی طرح ہو رہے ہیں اللہ کا شکر ہے۔ ہاں رمضان شریف میں کچھ سستی ہو جاتی ہے سحری کے بعد تہجد میں ایک پارہ سے کم ہی ہوتا ہے اور سحری سے پہلے وقت تنگ اور نیند کا غلبہ رہتا ہے دعا کا طالب ہوں۔

تحقیق: جتنا ہو جائے نعمت ہے اسی کو کرتے رہئے اس کی بے قدری کر کے اس سے بھی محروم نہیں ہونا چاہئے۔

زبانی ذکر میں غفلت کا علاج

حال: ایک عجیب عیب پیدا ہوگیا ہے وہ یہ کہ (پہلے) میں اکثر اوقات کچھ نہ کچھ پڑھا کرتا تھا زبان سے ذکر کے الفاظ جاری رہتے تھے۔ اب کچھ دنوں سے وہ بات نہیں ہے بلکہ اکثر اوقات زبان خاموش رہتی ہے جس سے اندیشہ اور تردد معلوم ہوتا ہے۔

تحقیق: اس عیب کا علاج یہ ہے کہ ہاتھ میں تسبیح رکھا کیجئے انشاء اللہ تعالیٰ پھر ذکر آسان ہوگا۔

ذکر کے درمیان اشعار کا پڑھنا

حال: ذکر کے درمیان کبھی کبھی کچھ شعر یاد آجاتے ہیں اور اس وقت ان کے مضامین سے خاص لطف حاصل ہوتا ہے اگر ان شعروں کا پڑھنا منع نہ ہو تو پڑھ لیا کروں تا کہ روح کو تازہ کر دیں مثلاً توحید کا خیال ہوتا ہے تو سعدی رحمہ اللہ تعالیٰ کے اشعار۔

ع اے برتر از خیال الخ

ترجمہ: ''اے اللہ! آپ قیاس وگمان وخیال و وہم سے برتر ہیں۔''

یاد آتے ہیں کبھی ذات باری تعالیٰ کو نہ دیکھ سکنے کا تصور ہوا تو

ع یا بام اور ایا نیابم الخ

ترجمہ: ''میں اس کو پاؤں یا نہ پاؤں اس کی جستجو کرتا ہوں۔''

خیال ہوتا ہے اور اسی طرح مختلف اوقات بہت سے اشعار یاد آجاتے ہیں۔

تحقیق: اگر حد سے زیادتی نہ ہو تو کوئی حرج نہیں ہے۔

تصورِ شیخ کا خطرناک ہونا

حَال: ذکر کی حالت میں حضور کا تصور اگر شرک سے خالی ہو یعنی اس طرح تصور کرنا کہ حضور میرے ذکر کو اصطلاحی توجہ (وہ توجہ جو شیخ مرید پر موجود نہ ہونے کے باوجود بھی کرتا ہے) سے سن رہے ہیں میرے واسطے مفید ہے یا نہیں۔

تحقیق: جان بوجھ کر خود تصور کرنے کا انجام اچھا نہیں ہے۔

فکر اظہار کی طرح ہے

حَال: کبھی یہ خیال آتا ہے کہ میں نے حضرت والا سے اپنا کوئی عیب کبھی عرض ہی نہیں کیا پھر میری اصلاح کس طرح ہوگی۔

تحقیق: فکر بھی اظہار کی طرح ہے۔

اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کا اوراد و وظائف میں منحصر نہ ہونا

سُؤال: حضور مولانا و مرشدنا مولوی محمد اشرف علی صاحب قبلہ دام برکاتہم۔ السلام علیکم بحمد اللہ بخیریت ہوں حضرت والا کی ہمیشہ صحت کے لئے اللہ تعالیٰ کے دربار میں دعا گو ہوں۔ حضور والا! میں حیرت میں ہوں کہ میرا انجام کیا ہوگا۔ اس مرتبہ بیماری کے بعد یہ کیفیت ہوگئی ہے کہ جب دو تین روز جم کر نماز تہجد اور بارہ تسبیح کا شغل شروع کرتا ہوں تو طبیعت خراب ہو جاتی ہے اور نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ پھر جو شغل وغیرہ ذکر کیا گیا ہے چھوٹ جاتا ہے۔ رمضان شریف میں کتنا ہی چاہا کہ حسب معمول ورد وظائف شروع کروں لیکن وہی حالت پیش آئی جو عرض کر چکا ہوں۔ آخری عشرہ رمضان میں بہت ہی مستعدی سے چاہا کہ ۲۱ رمضان سے اعتکاف کروں اور جو کچھ چھوٹ گیا اس کی تلافی کروں لیکن ۲۰ رمضان سے طبیعت خراب ہوئی اور ۸ ؍شوال تک اس علالت کا سلسلہ رہا۔ ۹ شوال سے پھر نماز تہجد کو اٹھا۔ تین روز تک محنت کی تھی کہ کل ۱۱ ؍شوال کو پھر حرارت پیدا ہوگئی۔ معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ کو کیا منظور ہے۔ دنیاوی تعلقات کو ختم کرنا چاہا تھا کہ اللہ اللہ کروں لیکن میری بدقسمتی یہ بھی کرنے نہیں دیتی۔

ان واقعات سے طبیعت ایسی متوحش اور پریشان ہے کہ کیا عرض کروں وہی مثل ہوئی کہ نہ ادھر کے ہوئے نہ ادھر کے ہوئے۔ آج طبیعت کو بے حد قلق اور افسوس ہوا لہٰذا خدمت بابرکت میں عرض کیا گیا اگرچہ سانس کی بیماری تابعدار کو عرصہ سے ہے لیکن اسی بیماری کے باوجود درود و وظائف کو انجام دیتا تھا۔ دوسرے آواز اتنی پست

ہوگئی ہے کہ ذکر جہر نہیں کرسکتا البتہ ایسی آواز سے کہ خود سن سکوں جب افاقہ ہوتا ہے کرتا ہوں اور طبیعت کے درست ہونے کی حالت میں کچھ نہیں ہوسکتا باقی خیریت ہے اور حالت پہلے کی طرح ہے۔

جواب: مخدومی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ بزرگان دین کا ارشاد ہے۔ "طریق الوصول الی اللّٰہ بعد انفاس الخلائق" یعنی جتنی مخلوقات کے سانس ہیں خدا تعالیٰ تک پہنچنے کے اتنے ہی راستے ہیں اور اصل مقصود وصول الی اللہ (اللہ تعالیٰ تک پہنچنا ہے) ہے بمعنی ضعف نسبت مع الخالق خواہ کسی راستے سے ہو اس لئے جس طرح اوراد ونوافل کی کثرت اس کا ایک راستہ ہے اسی طرح مرض اور حزن (غم) اور انقباض اور ضیق قلب و تاسف وندامت وخجلت وانکسار بھی ایک راستہ بلکہ اقرب (سب سے قریبی) راستہ ہے۔ اس لئے جو حالت آپ نے خط میں لکھی ہے وہ اگرچہ نفسانی اور جسمانی تکلیف اور مشقت ہے لیکن روحانی ترقی ونفع ہے بالکل مطمئن رہے۔ جتنا اور جس طرح ہوسکے کرلیا کیجئے اور نہ ہوسکے نہ کیا کیجئے۔ ؎

در طریقت ہر چہ پیش سالک آید خیر اوست ❁ بر صراط مستقیم اے دل کسے گمراہ نیست

ترجمہ: "راہ سلوک میں سالک کو جو حال بھی پیش اس کے لئے خیر ہے۔ صراط مستقیم میں کوئی شخص گمراہ نہیں ہوتا ہے۔"

لیکن (بات یہ ہے کہ) نفس چاہتا ہے کہ مجھ کو ذکر وشغل کا ثمرہ جلدی دنیا میں مل جائے یہ خطائے عظیم ہے۔ اصل ثمرات دیکھنے کا اصل وقت آخرت ہے جس نے یہ نکتہ پکا کرلیا اس کو رضا وتفویض (اللہ کے سپرد کرنے) کی مٹھاس نصیب ہوئی اور جو اس نکتہ سے غافل ہے عمر بھر پریشان رہے گا۔ مخدوما جو کچھ میں نے لکھا ہے اگرچہ مختصر ہے مگر بہت ہی جامع اور تجربہ کی بات ہے آپ شک نہ کیجئے۔ والسلام

ذکر کے آثار

سوال: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اگرچہ ہم ذکر مسلسل کر رہے ہیں لیکن یہ معلوم نہیں ہے کہ حضور نے ذکر جہر ارشاد فرمایا ہے یا کیا (ارشاد فرمایا ہے) ہم ابھی تک مسلسل ذکر جہر کئے جارہے ہیں اور وہی حالت ہے لیکن نیلے رنگ کا نور بہت کثرت سے ظاہر ہوتا ہے۔ حضور نے جو بارہ ہزار ارشاد فرمایا تھا وہی برابر کرتا ہوں۔ پیر جو مرید کو توجہ دیتے ہیں اگر مرید دور ہے تب بھی پیر کی توجہ ہوتی ہے یا نہیں یوں تو پیر کی توجہ کا ہونا ضروری نہیں ہے بلکہ وہ مرید کے حاضر رہنے میں جیسی توجہ کرتے ہیں جس سے مرید کے قلب پر حرارت پیدا ہوتی ہے اس قسم کی توجہ دور کے مرید پر بھی کرسکتے ہیں یا نہیں۔

جواب: عزیزم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ ذکر دونوں طرح مفید ہے لیکن جہراً اچھا لگتا ہے۔ آپ بھی جہر کریں مگر اتنا جہر نہ ہو کہ لوگوں کو تکلیف پہنچے۔ یہ نیلے رنگ کا نور وغیرہ اہل طریقت کے نزدیک لطائف کے انوار ہیں جو ذکر سے منور ہو جاتے ہیں اگرچہ یہ مقصود نہیں۔ مگر اچھی علامت ہیں انشاء اللہ تعالیٰ دن بدن اچھے نتائج ظاہر ہوں گے حتیٰ کہ مقصود حقیقی تک وصول حاصل ہو جائے گا اپنے کام میں لگے رہیں ان حالات میں غور وفکر نہ کریں کہ یہ کیا چیز ہے کیا بات ہے سب سے نظر ہٹا کر ذکر کو مقصود سمجھنا چاہئے۔ اگر فرصت ہو تو چھ ہزار اسم ذات اور بڑھا دیں اور توجہ کی حقیقت اور اس کی قسمیں اور حاضر وغائب سے اس کا اثر ہونا یہ بات زبانی بیان کرنے کے قابل ہے تحریر سے سمجھ میں نہیں آئے گی۔

حال: حضرت والا کے ارشاد کے مطابق تہجد کے بعد بارہ تسبیح، فجر کی نماز کے بعد ایک پارہ قرآن شریف، ایک منزل مناجات مقبول، چوبیس ہزار بار اسم ذات ایک ضربی اور چلتے پھرتے استغفار پڑھتا ہے۔ حضرت کے ارشاد کے مطابق پورا تنکشف (رسالہ) دیکھ لیا ہے۔ حالت یہ ہے کہ جھینگر، مچھر، مکھی، جانور اور پرندوں کی آواز سے اور ہر چیز کی آواز سے مجھے لفظ اللہ اللہ معلوم ہوتا ہے۔

تحقیق: اگر دماغ میں خشکی نہ ہو تو یہ کیفیت ذکر کے اثر کے غلبہ کی علامت ہے۔

حال: بالکل ذکر کے وقت کبھی کبھی استغراق (ڈوب جانے) کی کیفیت پیش آجاتی ہے۔ انوار دل پر نازل ہو کر آنکھ کی طرف منتقل ہو جاتے ہیں۔ بس میں اس نور میں ایک اور نور دیکھتا ہوں اس وقت دیکھنے والا اور جو چیز دیکھی جا رہی ہے دونوں نور ہو جاتے ہیں اور میں (اس حالت میں) بغیر آواز کے بات سنتا ہوں اور میں اس آواز میں وجد وشوق کی کیفیت پاتا ہوں۔ میں اس (کیفیت واستغراق) کی حقیقت نہیں جانتا ہوں کہ یہ کیا ہے؟

تحقیق: اس کی حقیقت معلوم کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے عمل (کرنا) ہی کافی ہے۔

حال: حالات یہ ہیں ذکر کے درمیان بائیں جانب ایسا لگا کہ بندوق کی آواز ہوئی جس سے بدن میں رعشہ ہو گیا مگر بحمد اللہ توجہ میں خلل نہیں ہوا اور جب صرف ۲۰۰ باقی رہ گئے تھے اس وقت ایسا لگا کہ میرے پیٹ کے اندر آنتوں پر ایک گول سا طاق ہے اس میں (اللہ) لکھا ہوا ہے اور وہاں گندگی وغیرہ کی آلائش نہیں ہے۔ بہت رقت رہی اور اکثر رقت ہوتی ہے بحمد اللہ ۶۰۰۰ اسم ذات ۲۰۰ درود شریف ۳۰۰ استغفار پورے کرتا ہوں دعا کا طالب ہوں کہ اللہ تعالیٰ اپنی مرضیات کی توفیق عطا فرمائے۔

تحقیق: سب حالات اچھے ہیں۔ لیکن اگر ایسے حالات بہت زیادہ پیش آئیں تو اطلاع کیجئے۔

حال: بندہ اوراد کا مسلسل پابند ہے اور کلام مجید بھی تہجد کی نماز کے بعد ذکر کر کے ایک دو پارہ پڑھ لیتا ہوں۔

تھکن وغیرہ کچھ نہیں ہوتا ہے۔ کبھی بدن میں سرور سا محسوس ہوتا ہے اور رواں کھڑا ہو جاتا ہے۔ ان دو مہینے میں دو مرتبہ حضور کو خواب میں بھی دیکھا۔ ایک دن کلمہ شریف کے ذکر میں چاند نظر آیا اور غائب ہو گیا۔ میں ذکر کو توشۂ آخرت سمجھتا ہوں اور ان چیزوں کو کچھ نہیں سمجھتا۔ ذکر کے وقت میری یہ حالت ہوتی ہے جیسے مجرم بادشاہ کے سامنے شرمندہ ہوتا ہے حضرت والا دعا فرمائیں۔

تحقیق: بہت دل خوش ہوا خوش ہو کر دعا کی۔ یہ دولت کس کو نصیب ہوتی ہے۔

حال: ذکر کی حالت میں بغیر ارادے کے کسی جگہ گوشت ہلتا ہے اس کی کیا وجہ ہے؟

تحقیق: ذکر سے حرارت ہوتی ہے اور حرارت سے حرکت ہوتی ہے اس کی طرف التفات نہ کیا جائے۔

حال: خواب بہت نظر آتے ہیں حضور اقدس کو دوبارہ دیکھ چکا ہوں۔

تحقیق: یہ بات توجہ کے قابل نہیں ہے۔

حال: ذکر کی حالت میں آس پاس مختلف رنگ نظر آتے ہیں۔

تحقیق: یہ اکثر اختلاط کے سبب ہوتا ہے جو توجہ کے قابل نہیں۔

حال: جب کبھی ذکر کو کچھ تیز کرتا ہوں تو سر اور سینہ میں درد ہو جاتا ہے۔

تحقیق: کچھ تھکن کی وجہ سے اور کچھ کمزوری کی وجہ سے ہے۔

عام آدمی کو عالم کا ورد شروع کرانے کے بعد بغیر کسی رکاوٹ کے چھوڑنا نہیں چاہئے

سوال: احقر سے پوچھ کر بعض عام مشغول کچھ ذکر کرتے ہیں۔ بندہ کو قصد السبیل کے دستور العمل کی طرف خیال نہ تھا۔ تقریباً چار مہینے سے ایک شخص تہجد کے بعد بارہ تسبیح اور مغرب کی نماز کے بعد ایک ہزار اسم ذات ہلکی جہر اور ضرب سے کرتے ہیں۔ ان کے حالات بہت اچھے ہیں بہت اچھے عقیدہ والے اور دیندار شخص ہیں۔ وہی شخص جناب سے بذریعہ خط مرید بھی ہوئے ہیں۔

اسی طرح ایک شخص بارہ تسبیح روز پڑھتے ہیں ایسے ہی کئی شخصوں کو احقر نے ابتداً چھ تسبیح نفی اثبات بتادی تھیں جو آسانی سے ادا کر لیتے تھے اس میں کچھ زیادتی کی خواہش کی تو زیادہ بھی کرا دیا۔ قصد السبیل دیکھنے کے بعد بہت پریشانی ہوئی کہ غلطی ہوئی۔ اب ان لوگوں کے متعلق کیا ارشاد ہے کیا قصد السبیل کے موافق کر دیا جائے۔

جواب: اوپر معیار لکھ دیا ہے اگر ان میں یہ معیار بھی نہ ہو تو تب بھی شروع کرا کر بغیر قوی رکاوٹ نہ چھڑائیے

لیکن اگر کوئی خرابی کا احتمال ہو تو اس کی روک تھام رکھئے۔

ذکر کے وقت تصور

حَال: بارہ تسبیح میں اور اسم ذات میں الفاظ کے علاوہ معانی کا تصور کرنے کو دل چاہتا ہے۔ اس لئے لا الہ الا اللّٰہ میں تو لا الہ کہتے وقت معبود یا لا محبوب یا لا مقصود کا تصور کرتا ہوں اسی طرح یہ تصور کرتا ہوں کہ غیر اللہ کے تعلق و محبت کو قلب سے نکال کر اللہ تعالیٰ کی محبت کو قلب میں داخل کیا اور الا اللّٰہ میں یہ تصور کہ صرف اللہ کی محبت کو قلب میں داخل کیا مگر اس میں اکثر ترکیب نحوی (عربی گرامر کے قواعد) کی طرف خیال جاتا ہے جس طرح لا الہ الا اللّٰہ پوری کہتا ہوں اسی طرح تصور بھی پورے لا الہ الا اللّٰہ کا کروں یا نہیں کروں۔

اسی طرح دو ضربی اللہ اللہ اور ایک ضربی اللہ کے ذکر کے وقت بھی الفاظ کے علاوہ کلمہ کی طرح اس میں بھی کچھ معنی و مطلب کا تصور کرنے کو جی چاہتا ہے مثلاً کبھی یہ تصور آ جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مستجمع صفات کمالیہ (تمام صفات کمالیہ کے جامع) ہیں اور دو ضربی میں پیش کو کچھ کھینچ کر پڑھا جائے جیسے ہو یا نہیں اس کے متعلق جو ارشاد ہو مطلع فرمائیں۔

تحقیق: یہ سب زائد باتیں ہیں ان میں بتکلف مشغولی مقصود کے لئے نقصان دہ ہے۔ تصور خواہ غالب ہو جائے مضائقہ نہیں ورنہ (اللہ تعالیٰ کی) ذات کا تصور سب سے بہتر ہے۔

حَال: ذکر کی حالت میں توجہ ذکر کی طرف یا مذکور (اللہ تعالیٰ) کی طرف یا دونوں کی طرف کس کی طرف ہونی چاہئے؟۔

تحقیق: (توجہ) مذکور کی طرف ہونا افضل ہے مگر وارد (پیش آنے والا حال) کبھی ذکر کی طرف توجہ چاہتا ہے تو اس وقت زیادہ مفید ہے۔

حَال: اسم ذات (یعنی اللہ اللہ) کے ذکر اور نفی اثبات (لا الہ الا اللہ) کے ذکر کے وقت توجہ مذکور یعنی تصور اسم ذات کی طرف اور دوسرے اذکار درود شریف اور قرآن مجید میں ذکر کی طرف توجہ آسانی سے حاصل ہے۔

تحقیق: بس اس کو جان بوجھ کر نہ بدلئے۔

حَال: ذکر میں مشغولی کی حالت میں ذکر اور مذکور (اللہ تعالیٰ) دونوں کی طرف توجہ کرنے سے دل پریشان ہونے لگتا ہے۔ قرآن شریف وغیرہ ہی میں مشغولی ہوتی ہے نفی اثبات (لا الہ الا اللّٰہ) وغیرہ میں نہیں۔ ہاں اس ذکر یعنی مشغولی قرآن وغیرہ میں بھی کبھی کبھی اسم ذات کا تصور ہوتا رہتا ہے۔

تحقیق: جس سے الجھن ہو اس کا اہتمام نہ کیجئے۔
حال: فکر کی حالت میں ذکر مذکور کسی کا بھی پتہ نہیں رہتا یہ گھڑی کسی قسم کی غفلت میں تو نہیں گزرتی۔
تحقیق: یہ بات تو وجدانی (باطنی حواس اور بے خودی کی حالت) ہے یہ دیکھا جائے کہ آیا اجمالی (اس کے علاوہ دوسری) حالت میں بھی توجہ ہے یا نہیں۔
حال: سارے دل کو منور (روشن) تصور کروں کہ صرف اسم ذات ہی کا تصور اس پر رہے۔
تحقیق: دل کا تصور جان بوجھ کر نہ کیجئے۔
سؤال: ذکر یا دوسری عبادت کے وقت باری تعالیٰ کا تصور کس کیفیت سے کیا جائے؟ اگر صرف لفظ اللہ یا اس کی صفت کا بغیر کیفیت و ہیئت کے تصور کیا جائے تو اس (لفظ اللہ) کے نقوش بھی ذہن میں نقش ہو جاتے ہیں تو پھر ذات واجب الوجود کا دھیان کس طرح سے جمایا جائے۔ ہر صورت میں صرف نقوش و الفاظ ہی میں خیال لگتا ہے جو زائد چیزیں ہیں ان سے تو حقیقی ذات کا پتا بھی نہیں ملتا ہے۔
جواب: جس طرح آسان ہو اور ایک قسم کی یکسوئی حاصل ہو جائے اسی طرح تصور کیا جائے اور زائد اور حقیقت کی فکر میں نہ پڑیں زائد سے ہی حقیقت کی طرف ترقی ہو جاتی ہے۔
سؤال: چند تصوف کی مشہور کتابوں میں نظر سے گزرا اور اگر غلطی نہیں کرتا تو شاید جناب کی کسی تحریر میں بھی پڑھا ہے کہ انسان اسم ذات کے ذکر کے وقت قلب پر توجہ رکھے اور دل پر ذات خداوندی کے انوار کو بارش کی طرح برستا ہوا تصور کرے لیکن کمترین میں یہ کوتاہی پائی جاتی ہے کہ اس وقت قلب پر توجہ کا خیال نہیں رہ سکتا بلکہ ذات خداوندی کو اس وقت حاضر و ناظر پاتا ہے۔
جواب: اصل یہی ہے اور جو اس پر قادر نہ ہو پہلا تصور اس کے لئے ہے۔
حال: لیکن طبیعت نہیں بھرتی اللہ صاحب کا نام چھوڑنے کو جی نہیں چاہتا۔ ذکر کے درمیان رونے کے وقت دل میں ایسا لگتا ہے کہ اللہ تعالیٰ جواب دے رہے ہیں کہ ''اے میرے بندہ میں نے تیری درخواست سن لی اور تیری مغفرت کر دی تو اتنا پریشان نہ ہو'' لیکن وسوسہ سے کچھ بھی تسلی نہیں ہوتی بلکہ اس پر اور رونا آتا ہے اور گناہوں کا نقشہ سامنے آجاتا ہے تو سخت پریشانی ہوتی ہے اور یہی جی چاہتا ہے کہ اللہ صاحب اپنے پاس ہی بلا لیں ورنہ آئندہ نہ معلوم کن کن گناہوں کا سامنا ہو لیکن پھر ہر چہ کنی رضائے تو۔ سے تسلی ہو جاتی ہے کہ جو کچھ کریں وہی مفید ہے۔ ذکر سے فارغ ہونے کے بعد صرف اسی کو کافی نہیں سمجھتا ہوں کہ بس مقدار پوری ہوگئی اب راحت ملی بلکہ فارغ ہونے کے بعد کبھی دیر تک ذکر بلا تکلف زبان سے جاری رہتا ہے اور کبھی بہ تکلف ذکر کو

پھیلاتا ہوں جس سے قلب میں نہایت طمانیت اور نورانیت رہتی ہے۔

ایک بات پوچھنے والی یہ ہے کہ ذکر کے وقت جب گناہ سامنے آجاتا ہے تو اللہ کہنے کے وقت یہ معنی دل میں پیدا ہوتا ہے کہ ''اے اللہ میں تجھ کو پکارتا ہوں تو میری فریاد سن لے اور اس عاصی کے گناہ کو معاف کر کے تو اپنی غلامی میں لے لے۔'' اور اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی چیزوں کا خیال آ کر اللہ تعالیٰ کی عظمت اور جلالت معلوم ہوتی ہے مگر اس کی ذات کا کچھ تصور نہیں جمتا۔ اگر بہ تکلف خیال جماتا ہوں تو معاذ اللہ شکل وصورت کا خیال پیدا ہوتا ہے۔ لہٰذا کیا کروں ذکر کے وقت کیا تصور کروں۔

تحقیق: (تصور) زیادہ جمانے کا اہتمام نہ کیا جائے بس سرسری طور پر بے تکلف جتنا ذہن میں آجائے کافی ہے۔

حال: گزارش کے قابل بات یہ ہے کہ احقر ذکر کے وقت ذات باری کا تصور کیا کرتا تھا اور دل سے جان بوجھ کر یہ کہتا تھا کہ تری شان جل جلالہ تو اپنا جلوہ دکھا تو مالک ہے۔ ''انت مطلوبی وغائتی وغیرہ ذلك'' (تو میرا مطلوب اور میرا مقصد ہے وغیرہ) اس سے بہت ہی ذوق پیدا ہوتا تھا۔ لیکن الامداد کے دیکھنے سے معلوم ہوا کہ اصل یہ ہے کہ قلب پر نگاہ رکھ کر خیال کرے کہ عرش سے دل پر نور کا فیضان ہو رہا ہے اس کو دیکھ کر احقر نے بھی ایسا ہی کیا اس سے فیضان کا ہونا ضرور خیال میں آتا ہے لیکن وہ ذوق نہیں اور طبیعت بھی نہیں لگتی اور نہ وہ اثر ہے جو ذات باری کے تصور میں تھا۔

تحقیق: وہی کیجئے جو پہلے کرتے تھے اور الامداد میں جو لکھا ہے یہ سب کے لئے نہیں۔

سوال: ایک بات پوچھنے کی یہ ہے کہ اللہ اللہ کرتے وقت کیا تصور کیا جائے ''التصوف تصحیح الخیال'' (تصوف خیال کو صحیح کرنا ہے) جو بزرگوں کا قول ہے اس کا کیا مطلب ہے؟

جواب: افضل (سب سے بہتر) تصور تو (اللہ تعالیٰ کی) ذات پاک کا ہے اگر یہ نہ جمے تو پھر خود ذکر کا یعنی جو الفاظ زبان سے نکلتے ہیں ان کی طرف نظر رکھی جائے اور اگر اس میں بھی دلچسپی نہ ہو تو یہ تصور کیا جائے کہ ہمارا قلب بھی یہی ذکر کر رہا ہے۔ یہ قول ''التصوف الصحیح الخیال'' پہلے تو کسی مستند بزرگ سے ثابت نہیں اور جس کا بھی قول ہو مراد تصوف کا ایک شعبہ ہے نہ کہ مجموعہ تصوف اور تصحیح خیال کا تصوف کا شعبہ ہونا ظاہر ہے اور اس سے مراد ذکر فکر ہے۔

سوال: اسم ذات کا ذکر کرتے وقت کس طرف توجہ رکھوں۔

جواب: افضل تو یہ ہے کہ حق تعالیٰ کی طرف اگر نہ جمے تو خود ذکر کی طرف اگر یہ بھی نہ جمے تو قلب کی طرف

اس طرح سے کہ وہ بھی ذکر کر رہا ہے۔

ذکر میں متخیلہ (قوت خیالیہ کا) تصرف

حال: آج صبح کو ذکر اسم ذات شریف کر رہا تھا ذکر کی حالت میں یہ معلوم ہوا کہ چند لوگ موجود ہیں خوب صاف ستھرے کپڑے پہنے ہوئے ہیں۔ ایک شخص انہیں میں سے چارپائی پر لیٹے ہوئے ہیں۔ سارے آدمی چاروں طرف چارپائی کے ساتھ بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں اپنے آپ کو بہت روکتا تھا لیکن طبیعت رکی نہیں فوراً زبان سے السلام علیکم نکل گیا۔ اس لفظ کے نکلتے ہی میں نے اپنے آپ کو بہت ملامت کی اور افسوس کیا کہ کیوں سلام کیا۔ سلام کے بعد سب لوگ غائب ہوگئے۔ گذارش یہ ہے ایسے وقت مجھ کو کیا کرنا چاہئے اور یہ میری کیسی حالت ہے۔

تحقیق: کبھی متخیلہ (قوت خیالیہ) کا تصرف ہوتا ہے کبھی ارواح کا کشف ہوتا ہے توجہ نہیں کرنا چاہئے ذکر میں مشغول رہنا چاہئے۔

انوار ذکر

حال: پھر آج جب میں دن کے ۸ بجے کے بعد ذکر کرنے بیٹھا تو ذکر میں بیداری کی حالت میں دیکھتا ہوں کہ اوپر سے بہت سفید دو روشنیاں ایک دوسرے سے تیزی میں زیادہ ہے میرے قریب آ کر غائب ہوگئیں یہ حضور والا کیا راز تھا۔

تحقیق: ذکر کے انوار تھے۔

ذکر کے وقت جوش کو ضبط (برداشت) نہیں کرنا چاہئے

حال: ایک رات تہجد اور تسبیح کے بعد بلکہ زبان اور دل میں لفظ اسم ذات تھا اور خیال و دھیان میں بھی تھا۔ اس حالت میں اچانک بدن میں جوش آیا اور لرزاں ہوا وہی اسم زبان سے جاری تھا یا کیا جانے خدا معلوم مجھے ہوش نہ تھا۔ کچھ دیر بعد جب ہوش آیا ڈر کی وجہ سے سو گیا دیر بعد اثر جاتا رہا کئی روز ایسا ہی جوش لرزہ شور آنا چاہتا ہے لیکن ضبط کیا کرتا ہوں۔ لیکن کبھی جی میں آتا ہے زور خروش کے ساتھ اللہ میاں کا نام لوں ریا اور شہرت کے ڈر سے ضبط کرتا ہوں لیکن آج کل خوف کی وجہ سے وہ خیال و دھیان چھوڑ دیا۔ اس کے خیر و شر سے مطلع فرمائیے۔

تحقیق: ضبط کی ضرورت نہیں ہے۔

ذکر جہر و خفی میں ترجیح

حال: جہراً یعنی بلند آواز سے ذکر کرنے میں ریاء محسوس ہوتی ہے اگرچہ خفی یعنی آہستہ آواز کے مقابلے میں جہر میں خیال کی یکسوئی رہتی ہے لہٰذا ذکر جہر کروں یا خفی۔

تحقیق: جس میں دل لگے (وہ کریں) مگر ریاء کا وہم بالکل بے معنے ہے خود ریاء کا ارادہ نہ کریں۔

اوراد پورے نہ ہونے کا علاج

حال: چند روز سے دوسرے اوراد پورے نہیں ہوسکتے۔

تحقیق: اگر کچھ عذر ہے تو مضائقہ نہیں اور اگر عذر نہیں تو ہمت سے تدارک (علاج) کیجئے۔

ناغہ کا نقصان دہ نہ ہونا حرکت میں برکت ہونا

حال: احقر ان دو ہفتوں میں متعلقین (گھر والے، رشتہ دار وغیرہ) کے بہت بیمار رہنے کی وجہ سے بہت ہی پریشان رہا اور فرصت نہیں ملی۔ حضور کی برکت سے قلبی تعلق و خیال حق تعالیٰ شانہ کے ساتھ مسلسل رہا اگرچہ معمولات میں بہت ہی گڑبڑ رہی۔ اکثر اخیر شب میں نفلیں نصیب نہیں ہوئیں وتر سے پہلے پڑھ لی گئیں، چھ تسبیح تہلیل اور چھ تسبیح اسم ذات کبھی عصر کے بعد اور کبھی مغرب کے بعد کچھ فجر کے بعد کبھی بالکل ناغہ ہوا۔ غرض یوں ہی حال رہا۔ اب الحمدللہ قدرے اطمینان ہوا گھر والے اچھے ہیں۔ دعا و توجہ کا حاجت مند ہوں۔

تحقیق: انشاء اللہ تعالیٰ اسی طرح (اللہ تعالیٰ تک) پہنچ ہو جائے گی۔ چلتے رہنے اور رکے رہنے میں بڑا فرق ہے۔

حال: قرآن شریف کی تلاوت مناجات مقبول کے ساتھ کرتا ہوں کبھی ناغہ بھی ہو جاتا ہے۔ اس کے علاوہ درود شریف استغفار وغیرہ جب ہوسکا پڑھ لیتا ہوں۔

تحقیق: مضائقہ (حرج) نہیں ہے۔

لطائف کے بارے میں تحقیق کہ وہ مخلوق مجرد ہیں اور ذکر قلبی، سِر اور روح میں فرق

حال: ایک بات عرض کرنے کے قابل یہ ہے کہ عالم امر کے جو لطائف صوفیہ کے ہاں مجرد عن المادہ (یعنی

صرف لطائف موجود ہیں مادی نہیں) جانے جاتے ہیں اور کشف سے ثابت ہیں ہر ایک کا تعلق اور جگہ مخصوص انسانی اعضاء سے ہے۔ طالبین کے ذکر، مراقبہ وغیرہ میں مشغول ہونے سے ان کے انوار اور برکات ظاہر ہوتے ہیں۔ اسی طرح جن لوگوں کو کشف ہوتا ہے ان کے ہاں ان کے انوار اور برکات بھی مختلف ہیں۔ ایسے ہی انوار، رنگوں اور جگہوں کے اعتبار سے بھی صوفیاء کا بہت اختلاف ہے کہ (تصوف کے) فن کی کتابوں کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے۔ بہر حال یہ سارے لطائف روحانی نور کی صرف مخلوق ہیں یا کوئی دوسری چیز ہیں؟

تحقیق: ہاں مخلوق ہیں اور مجرد یعنی غیر مادی ہیں۔

حال: صوفیاء کے اس قول ”ان فی الجسد مضغة وفی المضغة قلب وفی القلب سر“ (کہ جسم میں ایک لوتھڑا ہے اور اس لوتھڑے میں دل ہے اور دل میں سر ہے) کے اعتبار سے سب (لطیفوں کی) حقیقت ایک ہے یا الگ الگ ہے؟

تحقیق: اس میں بھی دو قول ہیں۔

حال: ایک مرتبہ یہ پوچھنے پر کہ ایک لطیفہ سے دوسرے لطائف میں پہنچنے کی کیا صورت ہے؟ ارشاد فرمایا گیا تھا کہ ”اسی لطیفہ قلب میں جب لطافت بڑھ جاتی ہے تو اس کو صوفیہ سر سے تعبیر کرتے ہیں اور جب سر میں اور کچھ ترقی ہوتی ہے اور لطافت بڑھ جاتی ہے تو روح سے تعبیر کرتے ہیں۔“

تحقیق: شاید ترتیب الٹی یاد رہ گئی۔

حال: اسی طرح باقی لطائف کو سمجھ لینا چاہئے صوفیہ کے اس قول ”ان فی جسد آدم مضغة الخ“ اور جناب کے ارشاد سے سب لطائف کی ایک حقیقت یعنی قلب معلوم ہوتی ہے۔

تحقیق: قول مذکور پر تو واحد ہونا لازم نہیں آتا۔

حال: امداد السلوک صفحہ ۳۹ میں بھی ایسا ہی لکھا ہے کہ بعض نے کہا ہے کہ نفس، سر، روح، قلب اور اخفی سب ایک چیز ہے مگر یہ قول توجہ کے قابل نہیں ہے اس لئے کہ حق تعالیٰ نے ہر لطیفہ میں الگ خاصیت رکھی ہے اور اس قول سے سب کا بے کار ہونا معلوم ہوتا ہے۔ اس لئے الگ الگ ہونے میں ہر ایک کا فائدہ ہوگا۔ قلب کے لفظ سے کبھی نفس اور کبھی عقل جو مراد لئے ہیں وہ مجاز (یعنی اصلی معنی نہیں) ہے اس اعتبار سے کہ نفس بھی بدن کا حصہ ہے جیسا کہ بولتے ہیں نفس بدن کا دل ہے۔ دونوں صورتوں میں کون سا قول صحیح ہے۔

تحقیق: دونوں کے صحیح ہونے کا احتمال ہے اور یہ صاحب کلیہ کی رائے اور ذوق ہے باقی جو دلیل بیان کی ہے (وہ) کافی نہیں ہے۔

حال: اس بات کے پوچھنے کی اگرچہ ضرورت نہیں تھی لیکن ہر بات پوچھ لینا نفع سے خالی نہیں ہوگا اس لئے تکلیف دی ہے۔

تحقیق: آپ جیسے شخص کو نفع ہوتا ہے ورنہ مبتدی کو ایسی باتوں میں مشغول نہیں ہونا چاہئے۔

اس کے بعد پھر یہ دوسرا خط آیا

سؤال: چونکہ یہ سوال جواب حصہ دوم تربیت السالک صفحہ ۵۴ (میں بعد تصحیح جناب عالی طبع ہو چکا ہے)۔ اس لئے تسکین نہ ہوئی۔ دوبارہ عرض ہے سہولت کے خیال سے سوال جواب تربیۃ السالک حصہ دوم صفحہ ۵۴ سے اسی طرح نقل کر دیتا ہوں ملاحظہ فرمایا جائے شاید اگر غیر مرتب ہو تو صحیح فرمایا جائے اور احقر کو بھی تسلی فرمائی جائے۔ اسی طرح سوال کے جواب سے تشفی فرمائی جائے کہ ذکر قلبی سے ذکر سری اور سری سے دوسرے لطائف میں پہنچنے اور اس کی تکمیل کی کیا صورت ہے؟

جواب: اس کے لئے اہتمام کی ضرورت نہیں جس طرح ایک آئینہ سے دوسرے آئینہ میں جبکہ وہ پہلے آئینہ کے سامنے ہو تو صورت کا عکس پڑنے کے لئے خاص اہتمام کی ضرورت نہیں۔

تربیۃ السالک صفحہ ۵۴ کے سوال و جواب کی نقل

سؤال: ذکر قلبی سے ذکر سری اور سری سے دوسرے لطائف میں پہنچنے کی کیا صورت ہے۔

جواب: فرمایا کہ ذکر قلبی میں لطافت زیادہ بڑھ جاتی ہے تو اس کو ذکر سری سے تعبیر کرتے ہیں اور جب ذکر سری میں کچھ اور لطائف پیدا ہوئی تو ذکر خفی سے تعبیر کرتے ہیں اسی طرح اخفا کو بھی سمجھ لو اور یہ بھی فرمایا کہ ذکر سری مشابہ استغراق کے (یعنی ڈوبنے کی کیفیت کی طرح) ہے لیکن استغراق میں غیبت ہوتی ہے اور ان میں غیبت نہیں ہوتی ہے حضور رہتا ہے۔ (یہاں تک مضمون سوال جواب کے متعلق تھا۔ تربیت السالک سے لکھا گیا)۔

جواب: (لطائف کی ترقی والے مضمون کو) دیکھ لیا گیا۔ اس میں سر کے بعد روح کہاں ہے اور آپ کے پہلے سوال میں روح بھی ہے جو تربیت (السالک) میں ان سے پہلے ہے اس لئے میرا غیر مرتب (الٹ ترتیب) کہنا صحیح ہوا۔

حال: حالت یہ ہے کہ ذکر کرتے وقت قلب جاری ہو جاتا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ تمام جسم سے ذکر ادا ہو رہا ہے اور اس میں غرق ہو جاتا ہوں۔ کبھی ذکر کرنے میں رونے لگتا ہوں، کبھی ہنسنے لگتا ہوں اور اصلاح کی دعائیں کرنے لگتا ہوں۔ ایک سایہ سر کے اوپر تمام سر کو گھیرے ہوئے معلوم ہوتا ہے۔ جیسے کسی آدمی سے گفتگو کرتا ہوں

ویسے ہی اللہ تعالیٰ سے رو کر کہتا ہوں کہ آپ میرے مالک ہیں ساری بھلائیوں کی توفیق اور ساری برائیوں سے بچنے کی توفیق عطا فرمایئے اور میری پوری اصلاح فرمایئے اور اپنی محبت کو بسا دیجئے۔

ہر وقت اسی دھن میں جاگتے سوتے رہتا ہوں۔ کبھی جنگل جاتا ہوں اکثر ہاتھ پھینک پھینک کر ذکر کرنے لگتا ہوں اور بل کھا جاتا ہوں تقریباً اکثر ایک ہفتہ سے دل میں بڑی صفائی معلوم ہوتی ہے اور نماز میں رونا بھی آ جاتا ہے۔ تکبیر، تسبیح ادا کرتے وقت دل منہ کو آنے لگتا ہے اور چہرہ طرح طرح سے بنتا ہے اور آج کل یہ معلوم ہوتا ہے کہ مجھ سا گنہگار کوئی نہیں۔

تحقیق: ان حالات میں بعض باطنی کیفیات ہیں جو محمود ہیں اور بعض طبعی تغیرات ہیں جن کا تعلق طب سے ہے کسی طبیب سے مشورہ کر کے مرطبات ومقویات (تر کرنے اور قوت دینے والی دواؤں) کا استعمال ضروری ہے۔

حال: کیا لکھوں حالات کثرت سے ہیں دوسرے سے لکھاتے ہوئے شرم معلوم ہوتی ہے۔ یہ سب حالتیں حضرت سے گفتگو کرنے سے شاید ادا ہو جائے اور بہت بے انتہا طبیعت چاہتی ہے کہ حضرت سے سارے حالات عرض کروں مگر تنہائی میں۔

تحقیق: مجھ کو کب انکار ہے طریقہ اگر اس کا معلوم نہ ہو تو مجھ سے زبانی پوچھ لینا میں بتا دوں گا۔

بیماری کی وجہ سے ناغہ ہونے کا ہمیشگی کے خلاف نہ ہونا

حال: اب تو خسارہ ہی خسارہ نظر آتا ہے۔ ایک عرصہ سے معمولات میں جو ناغہ شروع ہوا تو اب تک اس کا سلسلہ باقی ہے چنانچہ اس تکلیف سے بھاگ کر حضرت والا کی خدمت میں حاضر ہوا مگر میری بدبختی بھی میرے ساتھ ساتھ ہے (اعمال پر) ہمیشگی نصیب نہیں ہے۔ اب حضرت مدد فرمائیں میں سخت گمراہی اور تاریکی میں مبتلا ہوں۔

تحقیق: اللہ تعالیٰ کی ہر نعمت کی قدر کرنا چاہئے ظاہر ہے کہ بالکل نہ ہونے سے کبھی کبھی ہونا غنیمت اور نعمت ہے۔ اگر اس کا شکر کیا جائے مزید یعنی دوام نصیب ہوگا اور ناشکری سے اس کے چھن جانے یعنی پہلے کی طرح نہ کرنے کا خوف ہے اس لئے جس طرح ہو سکے جائیے انشاء اللہ تعالیٰ ؎

یوسف گم گشتہ باز آید بکنعاں غم مخور ❁ کلبۂ احزاں شود روزے گلستاں غم مخور

ترجمہ: ”گمشدہ یوسف کنعاں واپس آ جائے گا غم نہ کرو۔ غموں کا گھر ایک دن باغ بن جائے گا غم

نہ کرو۔"

خصوصاً جب ہمیشگی نہ ہونے کا سبب طبیعت کی بیماری ہے اس سے تو خود بیماری کا نفع یعنی ثواب اور باطنی استعداد کی قوت کا حاصل ہونا اس ناغہ کا بہترین بدلہ ہو جاتا ہے۔ اس لئے حقیقت میں ہمیشگی کا نہ ہونا ہے ہی نہیں۔

حَال: جب حضور بمبئی تشریف لے گئے۔ کچھ وحشت ہوئی۔ اور انقباض (طبیعت کا تنگ ہو جانا) رہا مگر آپ کے تشریف لانے کے بعد ختم ہوگی۔ کنٹھ مالا کی وجہ سے ہر ماہ میں ہفتہ عشرہ بخار آ جاتا ہے اس سے ضعف بڑھ جاتا ہے۔ جناب حکیم یوسف صاحب کے علاج سے کمی ہو جاتی ہے۔ مقویات کا استعمال جب سے حاضر ہوا ہوں برابر جاری ہے۔ تین ماہ سے بادام کا حریرہ پی رہا ہوں۔ چند دنوں سے خمیرہ گاؤزبان کا بھی استعمال ہے مزید کشتہ مرجان، کشتہ صدف، کشتہ ہرتال تر پھلا اور شہد کے ہمراہ پھر بھی طبیعت کی کمزوری روزانہ بڑھ رہی ہے۔ ایک ہفتہ سے اخیر شب میں اس قدر ضعف بڑھ گیا کہ ذکر سے معذور ہوں۔

تَحقِیق: (اگر ایسی کمزوری کی حالت ہے) تو ذکر کی تھکن و مشقت برداشت نہ کیجئے جب تک قوت نہ آ جائے۔

ذکر کا اثر نہ ہونے کا علاج

حَال: پہلے حضرت نے ذکر اسم ذات کو فرمایا تھا اس کو پابندی سے کر رہا ہوں۔ دنیاوی خیالات بہت زیادہ آتے ہیں۔ مگر اسی حالت میں کرتا ہوں کوئی اثر نہیں دیکھا۔

تَحقِیق: اگر وہ اثر مقصود ہے تب تو اس کے مقصود ہونے کی دلیل کی ضرورت ہے اور اگر غیر مقصود ہے تو اس کے نہ ہونے سے غم ہی کیا۔ اس جواب کی حقیقت تربیت السالک کے دیکھنے سے واضح ہوگی۔

حَال: حالت پہلے کی طرح ہے اب بندہ خدمت عالی میں ۲۵ شعبان تک حاضر رہے گا اور (اس کے علاوہ) حضور کا جو حکم ہو اس پر عمل کروں۔

تَحقِیق: اسم ذات کتنا معمول ہے۔

ذکر میں اشعار پڑھنا

حَال: کبھی شوق میں ذکر کے درمیان اشعار پڑھنے کو جی چاہتا ہے لیکن اس کو وسوسہ شیطانی سمجھ کر نہیں کرتا ہوں۔

تحقیق: تھوڑے (پڑھنے) میں کوئی حرج نہیں زیادہ نہ ہو۔

حال: اخیر شب میں ذکر کرنے کے درمیان یہ طبیعت چاہتی ہے کہ بعض اشعار مناجات مقبول اور بعض مثنوی تحفۃ العشاق کے پڑھوں۔ اگر حضور اجازت مرحمت فرمائیں تو پڑھ لیا کروں۔

تحقیق: کیا حرج ہے۔

ذکر و قرآن میں ترجیح

حال: ایک بات پوچھنے کی یہ ہے کہ کبھی راستہ چلنے میں ذکر کرتا رہتا ہوں تو وہم ہوتا ہے کہ قرآن شریف پڑھو اور کبھی قرآن شریف پڑھتا رہتا ہوں تو ذکر کا (وہم ہوتا ہے کہ ذکر کرو) کبھی اس پر عمل بھی کر لیا جاتا ہے کیا اس کا کچھ خیال کیا جائے یا نہیں؟

تحقیق: بالکل نہیں (خیال کیا جائے) جس کی پیاس ہو سب شربت ہیں۔

حق سبحانہ کی ذات کا تصور

حال: ذکر کے وقت تصور ذات کا برابر لحاظ رہتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ "تنزيه عن جميع الجهات والاماكن وغير ذالك۔" (اللہ تعالیٰ کی ذات تمام جہات اور جگہوں سے پاک ہیں) کا لحاظ بھی برابر رہتا ہے مگر معلوم نہیں کیا وجہ ہے کہ آگے اور اوپر ہی کا تصور ہوتا ہے یہ تنزیہ (اللہ تعالیٰ کو تمام جہتوں سے پاک سمجھنے) کے خلاف تو نہیں ہے؟

تحقیق: یہ فطری بات ہے اور تنزیہہ کے خلاف نہیں ہے۔

جب آدمی کسی چیز کا تصور کرتا ہے تو اس کی دو صورتیں ہوتی ہیں۔ ① یا تو اس چیز کی حقیقت کا تصور کرتا ہے۔ ② یا ایسی چیز کا تصور کرتا ہے جو اس چیز کے ساتھ خاص ہے۔ جیسے انسان کی حقیقت حیوان ناطق ہے اور ہنسا ایسی چیز ہے انسان کے ساتھ خاص ہے کہ انسان کے علاوہ دوسری کوئی چیز ہنستی نہیں ہے۔

اب تصور کی چار قسمیں ہیں۔

1. ایک تو یہ کہ حیوان ناطق کا تصور کیا جائے اور اس کے ذریعے انسان کا تصور کیا جائے۔
2. دوسرے یہ کہ ہنسنے والے کا تصور کیا اور اس کے ذریعے انسان کا تصور کیا جائے۔
3. تیسرے یہ کسی چیز کی حقیقت اور اس چیز کا الگ الگ تصور کیا جائے ایک کے ذریعے سے دوسرے کا تصور نہ کیا جائے جیسے حیوان ناطق کا تصور الگ کیا جائے اور انسان کا تصور الگ کیا جائے اور ایک کے ذریعے سے

دوسرے کا تصور نہ کیا جائے۔

④ چوتھے یہ کہ کسی چیز کے ساتھ جو چیز خاص ہے اس کا تصور الگ کیا جائے اور اس چیز کا تصور الگ کیا جائے ایک کے تصور کے ذریعے دوسرے کا تصور نہ کیا جائے جیسے ہنسنے والے کا الگ تصور کیا جائے اور انسان کا الگ تصور کیا جائے ایک کے تصور کے ذریعے دوسرے کا تصور نہ کیا جائے۔

سؤال: (یہ ہے کہ) اللہ تعالیٰ کے کامل بندوں کو اللہ تعالیٰ کے تصور کی ان چار قسموں میں سے کون سی قسم حاصل ہوتی ہے۔

جواب: سب کو دو نمبر والی قسم حاصل ہوتی ہے لیکن یہ تصور مختلف قسم کا ہوتا ہے کسی پر اس کی حقیقت کھلتی ہے اور کسی پر اس کی خصوصیت کھلتی ہے۔

حال: کمترین نے حضور کی خدمت میں یہ تحریر کیا تھا کہ حضرت مولانا ومرشدنا الہ آبادی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی کی صورت قوس قزح کی طرح سامنے رہتی ہے۔ حضور نے تحریر فرمایا کہ یہ حجاب ہے۔ اس فرمان سے وہ حالت تو جاتی رہی مگر اب اس پریشانی میں مبتلا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی ذات جس کی نہ کوئی حد ہے نہ کوئی اس کا شمار ہے اس کے لئے کسی قسم کا کوئی تعین نہیں ہوتا (کہ کس طرف ہے) کہ جس کی طرف اپنا خیال کیا جائے۔

تحقیق: حقیقت میں تو اس وجود حقیقی کو تعین ہے مگر اس تعین کی دوسری کوئی مثال نہیں ہے جو سمجھ میں آسکے۔ خیال اس طرح بھی رکھا جاسکتا ہے اللہ تعالیٰ متعین کئے جانے سے پاک ہیں۔

جلی وخفی ذکر کے معنی

سؤال: ذکر جلی اور خفی کرنے کا کیا طریقہ ہے؟

جواب: بعض کی اصطلاح میں قلبی کو خفی اور لسانی کو جلی کہتے ہیں اور بعض کی اصطلاح میں لسانی کے جہر کو جلی اور غیر جہر کو خفی کہتے ہیں۔ دونوں کے طریقے سلوک کی کتابوں میں لکھے ہوئے ہیں مگر شیخ کے متعین کئے بغیر کسی طریقے کو اختیار کرنا نسبت کے حاصل ہونے میں مفید نہیں ہے۔

حد ذکر جلی

سؤال: ذکر جلی کی حد کیا ہے؟

جواب: ادنیٰ (کم سے کم) کی حد تو متعین ہے پہلی اصطلاح کے مطابق زبان کو حرکت دینا اور دوسری اصطلاح پر اتنی آواز کہ خود سن لے جیسا فقہاء نے صاف اور واضح لکھا ہے۔ لیکن اکثر (زیادہ سے زیادہ) کی کوئی حد نہیں

ہے۔ اپنے نشاط پر موقوف ہے مگر اس کے جائز ہونے کے لئے یہ شرط ہے کہ کسی نمازی یا سونے والے کو پریشانی اور تکلیف نہ ہو جیسا کہ فقہاء نے لکھا ہے۔ واللہ اعلم۔

معنی ربط قلب

سؤال: ربط القلب بالشیخ (شیخ کے ساتھ دل کے بندھ جانے) کے کیا معنی ہیں؟

جواب: اس کی حقیقت شیخ سے محبت کا بڑھ جانا ہے اور اس کی صورت شیخ کا تصور ہے۔ کبھی اس کا سبب شیخ سے محبت کا ہونا ہے۔ اس کی حقیقت کا فائدہ انوار اور برکات میں اضافہ ہونا ہے۔ اس کی صورت کا فائدہ خیالات وسوسوں کا ختم ہو جانا ہے۔ حقیقت اور صورت دونوں میں شرط یہ ہے کہ علم اور عمل کے اعتبار سے شرعی حدود سے آگے نہ بڑھا جائے ورنہ گناہ اور بدعت ہے (اس کی وجہ سے) باطنی نسبت ظلماتی تاریک تر ہو جائے گی۔ فقط واللہ اعلم

ذکر میں بیٹھنے کی کوئی خاص کیفیت نہیں

حال: حضور کے فیض اور برکت سے میرا شغل پہلے کی طرح مسلسل جاری ہے اور حضور کے حکم کے مطابق اضافہ بھی کر لیا ہے یعنی اب میں مغرب کی نماز کے بعد چھ ہزار بار ذکر اسم ذات جہر سے کرتا ہوں آخر رات میں بارہ رکعت تہجد پڑھتا ہوں۔

تحقیق: اللہ تعالیٰ برکت عطا فرمائے۔

حال: تہجد کے بعد بارہ تسبیح کا شغل کرتا ہوں مگر چار زانو بیٹھنے میں تکلیف ہوتی ہے کیونکہ میں اس طرح بیٹھنے کا بالکل عادی نہیں ہوں اسی وجہ سے رگ کیماس بھی نہیں دبتی ہے اور اگر زبردستی دباتا بھی ہوں تو چھوٹ جاتی ہے۔

تحقیق: نہ چار زانو بیٹھنا ضروری ہے نہ رگ کیماس دبانا ضروری ہے جس طرح سے راحت ہو اسی طرح بیٹھیے۔

کثرت استغفار

حال: بیٹھتے اٹھتے استغفار یعنی ”استغفر اللہ ربی من کل ذنب واتوب الیہ“ پڑھتا ہوں مگر اس کے پڑھنے کی یاد بہت کم رہتی ہے دعا کیجئے کہ یاد رہنے لگے۔

تحقیق: جتنا یاد رہے غنیمت ہے۔

حال: حضرت کے رسائل تقریباً روزانہ دیکھتا ہوں۔ آج کل تعلیم الدین دیکھ رہا ہوں۔ میں نے (لوگوں

سے) ملنے میں بہت کمی کر دی ہے جتنا ہو سکے بات چیت کلام میں بھی کمی کرنے کی کوشش کرتا ہوں ایک حد تک کامیاب بھی ہوں۔

تحقیق: الحمد للہ۔

حال: الحمد للہ تمام معمولات پہلے کی طرح مسلسل بغیر ناغہ کے جاری ہیں کوئی نئی بات پیش نہیں آئی ہے۔ اسم ذات بالجہر (آواز کے ساتھ) ایک مرتبہ ہی بیٹھ کر چھ ہزار بار پڑھتا ہوں اور بغیر گنے اکثر اوقات پڑھنے کا معمول ہے۔ جس وقت کسی کام کی وجہ سے تھوڑی دیر بھی رک جاتا ہے تو کام سے فارغ ہونے کے بعد زبان پر خود بخود "استغفر اللّٰہ الذی لا الہ الا ھو الحی القیوم واتوب الیہ" جاری ہو جاتا ہے اور پھر ذکر اللہ میں مصروف ہو جاتا ہوں مگر جو وقت ذکر اللہ سے خالی جاتا ہے اس پر بہت ہی حسرت اور افسوس ہوتا ہے۔ دل یہ چاہتا ہے کہ کوئی سانس بھی (ذکر اللہ سے) خالی نہ جائے مگر نہیں ہو سکتا بڑا غافل ہوں۔

تحقیق: ماشاء اللہ بہت اچھی حالت ہے۔ اللھم زد فزد۔ (اللہ تعالیٰ اضافہ فرمائیں)

حال: (حضرت کی طرف سے) ہر وقت استغفار کا حکم ہوا تھا چنانچہ الحمد للہ کہ ہر وقت (استغفار) زبان پر جاری رہتا ہے مگر اکثر اوقات خیال کام کی جانب رہتا ہے اور صرف الفاظ زبان پر جاری رہتے ہیں۔

تحقیق: کافی ہے۔

حال: جب خیال آ گیا تو اس کے مفہوم پر بھی نظر ہو جاتی ہے۔

تحقیق: کام کے وقت اس کی ضرورت نہیں۔

سلطان الاذکار کا شغل اور تربیۃ السالک کا مطالعہ

حال: ایک حالت برقرار نہیں رہتی ہے کبھی تو توجہ الی اللہ اور ایک خیال رہتا ہے اور کبھی کچھ بھی نہیں ہوتا اور طبیعت میں بے چینی و بے قراری بہت رہتی ہے اور انتظار رہتا ہے۔ کسی وقت جسم حرکت میں آ جاتا ہے۔ صرف حضور کی دعا پر بھروسہ کر کے کام میں لگا رہتا ہوں کہ کبھی تو حضور کی دعا سے نسبت کاملہ عطا ہوگی مگر اپنے اعمال کو دیکھتا ہوں طبیعت میں پستی آ جاتی ہے مگر کام نہیں چھوڑتا ہوں۔ اگر ارشاد ہو تو بارہ تسبیح کے بعد سلطان الاذکار جو حضرت شاہ امداد اللہ صاحب قدس سرہ نے بیان فرمایا ہے کہ وسوسوں اور خیالات کو دور کرنے کے لئے مفید ہے کرتا رہوں اور اس سے پہلے آپ نے جو تربیت السالک کے مطالعہ کے لئے جو ارشاد فرمایا تھا اس کو منگوایا ہے جس دن آ گیا سارے کا مطالعہ کروں گا۔

تحقیق: ایسی تبدیلیاں راہ سلوک کی لازمی اور معمول کی چیزیں ہیں ان سے مایوس نہ ہونا چاہئے جہاں تک ہو سکے فکر و کوشش میں لگے رہئے انشاء اللہ تعالیٰ ایک روز فضل ہو ہی جائے گا۔ سلطان الاذکار کا شغل کیجئے اللہ تعالیٰ نفع بخشے تربیۃ السالک کو ذرا غور سے دیکھئے عجیب نافع کتاب ہے۔

ذکر میں روشنی نظر آنا

سؤال: آج شب کو جو میں ۳ بجے اٹھا تو میرے حجرہ میں ایک دم روشنی معلوم ہوئی جیسے بجلی کوندا کرتی ہے۔

جواب: کبھی دماغ کے اثر سے ہوتا ہے کبھی ذکر کے نور سے اور ہر حال میں پسندیدہ ہے مگر توجہ کے قابل نہیں ہے۔ لیکن اگر کثرت سے ایسا ہو تو مجھ کو پھر اطلاع ہونا چاہئے۔

حزب البحر پڑھنے پر دوسرے وظائف کو ترجیح

سؤال: حضرت کو معلوم ہو کہ احقر نے حزب البحر پڑھنے کے لئے حضرت کے پاس پرچہ لکھا تھا۔ حضرت نے فرمایا تھا کہ کس غرض سے پڑھو گے تو حضرت کو معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی رضا مندی اور خوشنودی کی غرض سے پڑھنا چاہتا ہوں۔

جواب: رضا مندی اور خوشنودی کے ذریعے تو دوسرے اس سے بھی زیادہ کامل ہیں۔ فقط

حال: احقر نے کل کے پرچہ میں دلائل الخیرات پڑھنے کی اجازت چاہی تھی اس کے متعلق کچھ ارشاد نہیں فرمایا گیا۔

تحقیق: چونکہ اس کے بعض صیغوں کے منقول ہونے میں شبہ ہے اور غیر منقول سے منقول افضل ہے۔ اس لئے میرے نزدیک دلائل الخیرات پڑھنے کے بجائے بہتر ہے کہ جتنا وقت اس کی بڑی سے بڑی منزل میں لگے جس کا اندازہ گھڑی دیکھ کر پڑھنے سے ہو سکتا ہے اتنے وقت تک درود شریف کا کوئی منقول صیغہ پڑھ کر دیکھا جائے کہ کتنی تعداد ہوئی اتنی ہی تعداد روزانہ درود شریف پڑھنا معمول بنا لیا جائے۔

(نوٹ: منقول کا مطلب ہے جو بات حدیث میں آئی ہو وہ منقول کہلاتی ہے اور جو حدیث میں نہ آئی ہو اس کو غیر منقول کہتے ہیں)۔

کمزوری کی وجہ سے ناغہ ہونے میں فوائد

حال: مجھ کو اپنی اہلیہ کے انتقال سے صدمہ تو بہت تھا خوف تھا کہ پھر بیمار نہ ہو جاؤں۔ اچانک والد ماجد اتنے بیمار ہوئے کہ مایوسی کے آثار شروع ہو گئے مگر خداوند تعالیٰ نے فضل فرمایا صحت کی امید شروع ہو گئی۔ والد ماجد کی

بیماری سے میں پہلے صدمہ کو بالکل بھول گیا۔ خداوند تعالیٰ نے اس طرح تلافی فرمائی۔ اور ﴿ فاثابکم غما بغم الخ ﴾ کا مسئلہ آج حالاً حل ہوا۔

وہ حل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ﴿ فاثابکم غما بغم الخ ﴾ کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں ایک غم کے بدلے میں دوسرا غم دیا تاکہ جو چیز تم سے فوت ہوگئی ہے (یعنی چلی گئی) ہے تم اس کے (جانے) پر غم نہ کرو اور جو مصیبت تمہیں پہنچی ہے تم اس (کے پہنچنے) پر غم نہ کرو۔ پھر اللہ تعالیٰ نے تم پر اس غم کے بعد چین عطا کیا۔

(بیان القرآن بتصرف یسیر)

مطلب یہ ہے کہ ایک غم کے بعد دوسرے غم کے پہنچنے سے پہلا غم ہلکا پڑ جاتا ہے اور پھر دوسرے غم کو جھیلنا آسان ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ صحابہ کو اس کے بعد اونگھ بھیج کر آپ کی راحت کا سامان کر دیا گیا۔

اس دوران مثنوی کے مطالعہ سے بھی تسکین ہوتی رہی اور اس رنج والم کے بعد انابت (اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ) بھی زیادہ ہے طاعات عبادات میں زیادہ دلچسپی ہے اگرچہ کمزوری کی وجہ سے ہو کچھ نہیں سکتا۔

تحقیق: الحمد للہ آپ کو بھی افاقہ ہوا جناب کے والد ماجد کو بھی صحت کی صورت ہوئی۔ سب سے بڑی خوشی یہ ہے کہ حق تعالیٰ کے کام کے راز اسرار آپ کی سمجھ میں آ گئے "فهنيا لكم العمل والعلم" آپ کو علم وعمل مبارک ہو۔ کمزوری سے کچھ نہ ہوسکنا یہ بھی ایک رحمت ہے۔ عزم کی وجہ سے اجر بھی ہے اور نہ کر سکنے کی وجہ سے عجب سے بھی حفاظت ہے۔ جب تک یہ ضعف ہے یہی حکمت ظاہر رہے گی۔ استقامت و برکت کی دعا کرتا ہوں۔ فقط

محبت ذکر

حال: دل یہ چاہتا ہے کہ سارا وقت ذکر اللہ کیا کریں۔ چنانچہ جب کبھی دوست احباب کوئی وظیفہ وغیرہ دریافت کرتے ہیں تو بندہ ان کو بھی یہی مشورہ دیتا ہے کہ ذکر اللہ سے بہتر کوئی وظیفہ نہیں ہے۔ حضرت مولانا و مرشدنا سے اجازت لے کر ذکر کیا کرو۔ حضور والا کا نام بھی اس غرض سے بتاتا ہوں کہ حضور والا کی ذات بابرکات سے فائدہ پہنچتا ہے۔ مگر یہ اس وقت مشورہ دیتا ہوں جبکہ سائل کو بھی حضور انور سے محبت ہو۔

تحقیق: (ہاں) ہر ایک کو تو اس کی اجازت نہیں۔

ذکر میں اعتدال

حال: احقر نے کام شروع کر دیا ہے۔ تہجد کی نماز بارہ تسبیح کے ساتھ اور فجر کی نماز کے بعد قرآن مجید کا ایک

پارہ مناجات مقبول اور مغرب کی نماز کے بعد چھ ہزار بار اسم ذات شریف (اور کسی دن فرصت کے مطابق دن میں بھی پڑھنے) کا معمول ہے۔ ذکر کے چھوٹ جانے کے زمانے میں طبیعت کو پریشانی تھی اور وساوس پیدا ہوتے تھے اور ثمرات (نتائج) پر یہ خیال جاتا تھا کہ کیا کرایا سب ضائع ہوگیا اور اب تک کوئی حالت کیفیت طاری نہیں ہوئی۔ خشوع خضوع کا غلبہ نہیں رہتا۔ مگر حضرت والا کا وعظ شریف جس کا نام اشرف المکالمہ (یہ دعوات عبدیت حصہ ششم کا ساتواں وعظ ہے اور دیکھنے والے کہتے ہیں کہ اس حصہ کے سارے وعظ خصوصیت کے ساتھ سالکین کے مطالعہ کے قابل ہیں) مطالعہ کیا جس سے سارے شبہات ختم ہوگئے۔ مطالعہ کے وقت اور اب تک قلب پر رقت طاری ہے۔ اب دل کے اندر بہت ہی ذوق وشوق ہے اور ذکر کے وقت آواز خود بخود بلند ہوجاتی ہے اور آنسو بھی جاری ہوجاتے ہیں اور یہی جی چاہتا ہے کہ کہیں اکیلے تنہائی میں بیٹھ کر خوب زور زور سے ذکر کروں اور روؤں۔ ذکر میں بہت ہی لذت معلوم ہوتی ہے۔ میری عادت کبھی کبھی شعر پڑھ لینے کی ہے لیکن کبھی کبھی ذکر میں ایسا محو استغراق ہوتا ہے کہ شعر اشعار سے بھی نفرت ہوجاتی ہے اور گلا بند ہوجاتا ہے زبان تھک جاتی ہے سر میں درد پیدا ہوجاتا ہے۔

تحقیق: اگر اب مغلوبیت نہ ہو تو ذرا اعتدال سے کام لیا جائے ورنہ پھر دماغ کو قوت پہنچانے کی مناسب تدبیر کی جائے۔

ذکر میں اضافہ

حال: ذکر پورا ہونے کے بعد کچھ وقت بچ جاتا ہے اس میں یہ جی چاہتا ہے کہ ذکر کروں۔ اگر حضور کی اجازت ہو تو کرلیا کروں۔

تحقیق: اگر برداشت ہو۔

ذکر قلب کا جاری ہونا

حال: مجھے یہ معلوم ہوتا ہے کہ میرا قلب ذکر سے جاری ہونے لگا ہے لیکن یہ معلوم نہیں ہوا کہ حقیقت میں بھی ہوتا ہے یا نہیں۔

تحقیق: جاری ہونے کا کیا مطلب ہے؟

زبانی ذکر کو قلبی پر ترجیح

حال: جلسہ (اجتماع) میں جب خاموشی رہتی ہے اس وقت ظہر کے بعد وظائف یا درود شریف یا ذکر قلبی یا

بالکل خاموش ہوکر دل سے مراقبہ کرے اوراس تصور کے ساتھ کہ حضرت والا کے قلب مبارک سے انوارالٰہیہ کے فیضان میرے قلب میں آتے ہیں۔ بہرحال کون سی صورت نفع کی ہے وہی اختیار کی جائے۔

تحقیق: اخیر کی صورت خاموشی کے وقت مگر چندے روز پھرنسبت کے رسوخ کے بعد ذکر بہتر ہے جو بھی ہو قلبی ذکر کے علاوہ کہ یہ اکثر باقی نہیں رہتا صرف اس کا توہم رہ جاتا ہے۔ اس لئے زبانی ذکر حضور قلب کے ساتھ کرنا چاہئے۔

زبانی ذکر

حال: ذکر کے وقت اکثر وضوٹوٹ جاتا ہے۔

تحقیق: تیمم کر لیجئے۔

حال: ذکر کے وقت خیالات بہت آتے ہیں یعنی زبان سے تو ذکر کرتا ہوں دل دوسرے خیالات میں گم ہو جاتا ہے۔

تحقیق: کوئی نقصان نہیں ہے۔

حال: سفر میں اکثر ریل میں ذکر کرنے کا اتفاق ہوتا ہے اس وقت یہ خیال آتا ہے کہ ذکر بالجہر کرنا شاید لوگوں کی طبیعت پر بوجھ ہو۔

تحقیق: آہستہ کیجئے۔ فقط۔

حال: قلب کی حالت یہ ہے کہ اس عرصہ میں اگرچہ زبانی ذکر میں کمی رہی مگر دل کو غفلت نہیں ہوئی معیت کا غلبہ ہوتا جاتا ہے۔

تحقیق: یہ تو بے اختیاری حالت ہے جو کمال نہیں ہے دوسری بات یہ ہے کہ یہ پہلی حالت ذکر و طاعت کا اثر ہے اگر اس کا تدارک نہ کیا جائے تو یہ اثر باقی نہیں رہے گا اور اگر رہا تو وہ صرف وہم ہوگا کیونکہ اس کے نتیجے میں معیت کے آثار حاصل نہیں ہوں گے اور عجب نہیں کہ اب بھی کم ہوں۔

حال: کسی سے افضلیت کا اب وہم بھی نہیں ہوتا بلکہ اکثر اپنے عیوب پیش نظر رہتے ہیں۔

تحقیق: یہ حال بھی ذکر کی کمی سے کمزور ہوجاتا ہے۔

حال: اس عرصہ میں زبانی ذکر کم ہوا مگر مراقبات میں بہت جی لگتا رہتا ہے اکثر معیت کا مراقبہ کرتا تھا اور انوار سے قلب بھرا ہوا پاتا تھا ذراسی کوتاہی سے پھر دل میں تبدیلی کا احساس ہوتا ہے۔

تحقیق: کبھی یہ کیفیات خیالی ہوتی ہیں اور اعتبار حقائق کا ہوتا ہے۔

ذکر میں پیاس لگنے کا علاج

حال: ذکر کے وقت اکثر پیاس لگتی ہے۔

تحقیق: پانی پی لیا کیجئے۔ فقط

نماز میں تصور

حال: نماز میں احقر لفظ کی طرف توجہ کیا کرتا تھا۔ اب ذات باری کا خیال کرتا ہے لیکن اس وقت کلام اللہ کے مضمون پر خیال نہ ہونے سے جی اداس معلوم ہوتا ہے۔ وہ اثر اور خشیت جو اس پر خیال کرنے سے ہوتا تھا اس وجہ سے معلوم نہیں ہوتا ہے کہ طبیعت ہلکی ہے۔ جی چاہتا ہے کہ ذات باری کا بھی خیال ہو اور کلام اللہ کے مضمون کا بھی خیال ہو۔

تحقیق: (دونوں کی طرف خیال رہے) یہ نہیں ہوسکتا ہے جس میں زیادہ یکسوئی حاصل ہو وہ کیجئے۔

ذکر میں تسبیح پاس رکھنا

حال: احقر جس وقت بغیر تسبیح کے ذکر کرتا ہے اس وقت بہت ہی لطف اور مزہ معلوم ہوتا ہے۔ بال بال میں جان اور لذت معلوم ہوتی ہے کچھ عجیب کیفیت معلوم ہوتی ہے جو بیان میں نہیں آسکتی۔ تسبیح کے ساتھ ذکر کرنے میں اس کیفیت میں کمی ہوتی اور بغیر تسبیح کے غفلت ہو جانا یقینی ہے جیسا ارشاد ہو۔

تحقیق: تسبیح ہاتھ میں رکھئے مگر اس پر شمار نہ کیجئے اور پھر اطلاع دیجئے۔ ذوق شاہد ہے کہ دونوں مصلحتیں محفوظ رہیں گی۔

ذاکر کو نمازی کی رعایت کرنا

حال: (کیا) ذاکر کو سنت پڑھنے والے نمازی کی رعایت کرنی چاہئے جبکہ وہ پہلے سے ذکر کر رہا ہو یا نہیں کرنی چاہئے؟

تحقیق: اگر نماز پڑھنے والا مسجد میں فرض یا سنن موکدہ پڑھ رہا ہے تو ذاکر کو اس کی رعایت کرنا ضروری ہے اور اگر نوافل پڑھ رہا ہے تو رعایت ضروری نہیں ہے۔

بی بی اور بچوں کے پاس ذکر کرنا

حال: ایک اور گزارش یہ ہے کہ جس کمرہ میں رہتا ہوں وہاں میرے بچے اور بیوی بھی رہتے ہیں۔ اکثر ذکر

کرتے وقت لڑکے حسب معمول پاخانہ پیشاب وغیرہ کے لئے اٹھتے یا روتے ہیں تو خیال بٹ جاتا ہے اور بہت برا معلوم ہوتا ہے۔ دوسرا کوئی کمرہ خالی نہیں جس میں تنہائی کے ساتھ پڑھوں۔ یہ خیال ہوتا ہے کہ لڑکوں کا مخل (رکاوٹ) ہونا کوئی خرابی تو نہیں ہے باہر کا کمرہ میرا بالکل تنہائی کا ہے مگر گھر میں لڑکے اکیلے رہیں گے اس خیال سے باہر نہیں جاتا اس کے بارہ میں جیسا رشاد عالی ہو دل و جان سے عمل کروں گا۔

تحقیق: بچوں اور بیوی ہی کے پاس رہئے اگرچہ طبیعت کو ناگوار ہو مگر ان کے حقوق کی رعایت سے زیادہ نفع ہوگا۔

ذکر میں کوئی خاص کیفیت مقصود نہیں ہے

حال: کچھ دنوں سے وہ عشقیہ اور وجدیہ کیفیت کم ہوگئی ہے اس ہفتہ میں احقر کو زکام اور پھر پیچش سے بہت تکلیف رہی مگر اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھا ہوں۔ دو دن رات کے آخری حصہ میں آنکھ لگ گئی ایک دن فجر کی نماز کے بعد معمول ٦ تسبیح و تہلیل (لا الہ الا اللّٰہ) ٦ تسبیح اسم ذات دو ضربی کو ادا کیا گیا۔ آج الحمد للہ اپنے سب اوقات ٹھیک ہیں حضور والا! فرصت میں اسم ذات ایک ضرب والا مسلسل ورد کرتا رہتا ہوں۔ پوچھنے کی بات یہ ہے کہ جہر کے ساتھ کرنے میں اور تنہائی میں بھی اکثر حق تعالیٰ شانہ کے کمالات اور جمال بے مثال کی طرف خیال رہتا ہے تو لام موٹا اور کبھی کبھی ہا ادا نہیں ہوتی ہے اور ذکر خفی میں یہ نقصان نہیں ہوتا مگر (ذکر خفی میں) اس خیال اور کشش میں بہت ہی کمی ہوتی ہے۔ اب جو کرنے کے لئے حضور فرمائیں کبھی جہرا گر خفی جیسا کہ آج کل ہو رہا ہے۔

تحقیق: مخارج وصفات و کیفیات کی طرف توجہ نہ کیجئے جس طریقے میں یکسوئی و نشاط ہو وہی کیجئے۔ کسی کیفیت کا کوئی خاص رنگ مقصود نہیں جس کو بدلنا اہتمام کے قابل ہو۔ یہ سب محبت کے رنگ ہیں خواہ یہ ہو یا وہ ہو باقی خیر کی دعا کرتا ہوں۔

جان بوجھ کر تصور شیخ ناپسندیدہ ہے

حال: جان بوجھ کر حضور کا تصور خیال کرنے سے کسی طرح نہیں ہوتا بلکہ ایک پردہ حائل (آڑ) ہو جاتا ہے اور ارادے کے بغیر اکثر تصور سے زیادہ صورت صاف نظر آتی ہے اور پھر دیر تک باقی رہتی ہے لیکن جہاں ارادہ ہوا اور غائب یہ کیا معمہ ہے۔ شاید حضور نے اجازت نہیں دی ہے۔

تحقیق: ہمارے یہاں جان بوجھ کر شیخ کا تصور کرنا ناپسندیدہ ہے۔

پاس انفاس

حَال: صوفیاء کے اس قول کہ ''اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اے ایمان والو! پوری طرح اسلام میں داخل ہو جاؤ'' اسلام کا مطلب تصوف میں یہ ہے کہ نفس کا تمام بری صفات سے خالی ہوجانا اور اس کا رخ دنیا سے آخرت کی طرف ہو جانا ہے زندہ اور موجود رہنے کے باوجود اس کی ہر حرکت اور سکون (یعنی ہر کام) صرف اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہو۔''

اس طرح حدیث میں ہے کہ: (اس قول کی وجہ سے) بندہ نے پکا ارادہ کیا کہ بندہ جو بھی اختیاری اقوال و افعال کرے گا وہ صرف اللہ تعالیٰ ہی کرے گا کیونکہ احقر کی سمجھ میں آتا ہے کہ مباح کام خیر کے لئے اور اچھی نیت سے کرنے سے وہ اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہوتا ہے یہاں تک کہ پیشاب پاخانہ بھی اس میں شامل ہے۔ حضرت سے اللہ تعالیٰ کے لئے درخواست ہے کہ دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ اس میں استقامت اور دوام عطا فرمائیں۔

❷ باقی حالات پہلے کی طرح ہیں کہ بعض آیات کی تلاوت سے رقت اور اللہ تعالیٰ کی خشیت بہت ہوتی ہے۔ نماز اور جو ذکر میں کرتا ہوں اس سے فارغ ہونے کے بعد اکثر اوقات درود شریف اور کوئی ذکر زبان پر جاری رہتا ہے لیکن طبیعت چاہتی ہے کہ اسم ذات (لفظ اللہ) بغیر تلفظ (پاس انفاس) سانس کے آنے جانے کے ساتھ جاری رہے۔

تحقیق: لفظ ''رہے'' سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ طبیعت کی چاہت سے مراد طبیعت کی خواہش ہے تو اس (یعنی خواہش) کا طالب کو کیا حق ہے پھر یہ نمبر ا کے خلاف ہے (کہ اس میں تو ہر کام اللہ تعالیٰ کے لئے کرنے کا ارادہ ہے اور خواہش کے لئے کوئی کام کرنا اس کے خلاف ہے)۔ اور اگر چاہت سے مراد طبعی اور غیر اختیاری (یعنی خود بخود مراد) ہے تو رہے کے کیا معنی ہیں (کہ اس سے تو اختیاری کے معنی حاصل ہوتے ہیں)۔

حَال: یہ ذکر ناپاکی اور پیشاب پاخانہ کی حالت میں روکنا چاہئے یا نہیں۔

تحقیق: یہ ذکر سے مراد بلا تلفظ مراد ہے یا کیا ہے؟

ذکر کو مراقبہ پر ترجیح

حَال: مواعظ سے چند مراقبات کرنے کی طرف رغبت پیدا ہوئی مگر اب تک کوئی شروع نہیں کیا۔ حضور کی تجویز کی ضرورت ہے۔ مراقبات یہ ہیں ''مراقبہ موت، مراقبہ محبت خداوندی) وغیرہ ان دونوں میں یا کوئی دوسرے جو حضور کی رائے ہو تجویز فرمائیں۔

تحقیق: اگر ذکر ہی سے ان مراقبات کا مقصد حاصل ہو جائے تو مستقل (علیحدہ سے کرنے کی) ضرورت نہیں ہے۔

تلاوت قرآن مجید کے وقت تصور

حال: کلام مجید پڑھتے وقت یہ خیال کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ سن رہے ہیں اور کوئی کلمہ غلط پڑھا جاتا ہے اور دوبارہ صحیح ہو جاتا ہے تو خیال کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے یہ کلمہ صحیح ہوا اور غلطی صحیح ہوئی ہے۔ (یہ خیال) مناسب ہے کوئی حرج تو نہیں ہے کیونکہ سننے والا غلطی کو ضرور بتاتا ہے اگر اس کو یاد ہے۔

تحقیق: کوئی حرج نہیں جب کہ اس شخص کی طبیعت میں کسی وقت یہ بات پیدا نہ ہو کہ غلطی بھی ادھر ہی سے ہوئی اگر ایسا احتمال ہو تو صحیح ہو جانے کو اپنی سمجھ کی طرف سے سمجھنا بہتر ہے۔

عورت کو ذکر بلا ضرب و بلا جہر

حال: حضور والا ہمشیرہ بھی اس کی درخواست کرتی ہیں کہ حضرت مولانا مرشدنا اجازت فرمائیں تو ہم یہی ذکر جتنا ہو سکے کر لیا کریں۔

تحقیق: ضرب و بلا جہر کے بغیر (کر لیا کریں)۔

گن کر اور بغیر گنے ذکر میں فرق

حال: میں مواعظ اور تربیۃ السالک روزانہ دیکھتا ہوں اور خود بخود بہت پڑھ گیا مگر قرآن مجید کی تلاوت یاد نہیں رہتا ڈیڑھ دو بجے رات کو اٹھتا ہوں تہجد کی نماز کے بعد ذکر میں مشغول ہو جاتا ہوں۔ فجر کے بعد پھر فوراً ذکر شروع کر دیتا ہوں۔ گیارہ بارہ بجے دن تک کرتا ہوں۔ تعداد یاد نہ رہنے سے کچھ حرج تو نہیں ہے رضائے حق جو مقصود ہے وہ تو بہر حال حاصل ہو گی خواہ شمار سے ہو یا بغیر شمار کے ہو لیکن دل میں کچھ فرق معلوم ہوتا ہے جتنی دیر بغیر گنے پڑھتا ہوں اگر گن کر پڑھتا ہوں تو کچھ اور ہی بات ہوتی۔ چنانچہ پہلے گن کر پڑھتا تھا تو اس وقت اور ہی اثر معلوم ہوتا تھا اس کی کیا وجہ ہے بات تو ایک ہی ہے چاہے گن کر پڑھے یا بغیر گنے پڑھے۔

تحقیق: شمار یاد نہ رہنے میں کوئی حرج نہیں۔ شمار میں زیادہ اثر ہونا یہ بعض طبیعتوں کی خصوصیت ہے کہ اس سے تسلی ہوتی ہے کہ ہم نے اتنا کام کر لیا اور پریشانی نہیں ہوتی کہ خدا جانے کچھ شمار کے قابل مقدار تک ہو گیا یا نہیں اور پریشانی نہ ہونے سے خاص آثار پیدا ہوتے ہیں اور بعض طبیعتوں کو شمار نہ کرنے سے محویت ہوتی ہے اور شمار کرنے سے خیال ادھر مشغول رہتا ہے۔ غرض یہ طبیعتوں کا اختلاف ہے جس کا کچھ حرج نہیں۔

لطائف ستہ کے بارے تعلیم الدین کی عبارت پر شبہات کا جواب

حال: عرض خدمت ہے کہ بندہ نے اس سے پہلے خط میں لکھا تھا کہ میرے ناقص خیال میں یہ بات آئی کہ "حقیقت میں لطائف ستہ کی مشق ضروری نہیں ہے" کیا یہ بات صحیح ہے یا نہیں؟ ارشاد فرمایا تھا کہ خیال صحیح ہے۔ (لیکن) تعلیم الدین میں یہ لکھا ہوا ہے (پس طالب کو چاہئے کہ ان چھ لطیفوں کے ذکر اور شغل میں اتنا مشغول ہو اور مشق کرے کہ ذکر کا اثر ظاہر ہو)۔

یہ بات ظاہری طور پر ناقص کے خیال کے خلاف ہے۔ اس کا مطلب کیا ہے تسلی فرمائیں۔

تحقیق: اس کا مطلب یہ ہے کہ خصوصاً وہ آدمی جس کو شیخ یہ شغل تجویز فرمائیں اس لئے اس خاص آدمی کے لئے ضروری ہے۔ (سب کے لئے نہیں ہے)۔

حال: اسی طرح اسی کتاب کے صفحہ ۵۵ پر ہے کہ (اور کبھی صرف جذبہ غیبی یا کسی بزرگ کی توجہ سے پہلے نسبت حاصل ہوتی ہے پھر اس کے بعد مقامات کی تصحیح ہوتی ہے) میری ناقص سمجھ اور خیال میں یہ ناقص ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ ہمارے زمانے کے اکثر مشائخ کا طریقہ پہلا ہے جو پہلے لکھا ہوا ہے۔

تحقیق: پہلے تو یہ بات صحیح نہیں ہے۔ دوسری بات یہ کہ اشکال کیا ہے اگر ایک بات غلط ہوگئی تو ایک غلطی سے مسئلہ غلط نہیں ہوتا۔

ذکر کے وقت بزرگوں کی صورت نظر آنا

حال: بارہ تسبیح کے وقت پہلے احوال کے علاوہ ایک بات یہ ہے کہ ذکر کے وقت ایک ضعیف شخص طویل قد مولویانہ لباس (میرے) آگے نظر آتا ہے لیکن اس سے کچھ وحشت نہیں بلکہ ایک قسم کی انسیت ہوتی ہے۔ اب اکثر جناب والا کی صورت اور حضرت مولانا دیوبندی کی (صورت) ذکر کے وقت نظر کے سامنے رہتی ہے دور بھی کرتا ہوں لیکن دور نہیں ہوتیں اور اب دور کرنا بھی چھوڑ دیا ہے۔ اس وقت بھی نظر میں دونوں صورتیں گھوم رہی ہیں۔

تحقیق: نہ صورت کا تصور کیجئے نہ اس کو دور کیجئے (بلکہ بغیر اس کی طرف توجہ کئے) کام میں لگے رہئے۔

ہمیشہ ذکر کرنے کی ضرورت

حال: دماغ کی کمزوری کی وجہ سے بارہ تسبیح پوری نہیں ہوسکتی ہیں بلکہ آدھی ہوتی ہیں اسی پر اکتفا کروں یا آدھی

مغرب کی نماز کے بعد اور آدھی آخر رات میں کیا کروں۔
تحقیق: جو طبیعت کے لئے آسان ہو اور خواہ پوری ہو یا آدھی ہو ہر حال میں صرف اسی پر اکتفا نہ کیا جائے ہر وقت یہی ذکر جاری رکھا جائے جس سے دلچسپی ہو اور اسم ذات زیادہ آسان اور مفید ہے۔

ذاکر کو مسجد میں سونے والے کی رعایت رکھنا؟

حال: جو شخص مسجد میں ذکر جہراً (بلند آواز سے) کرتا ہو اس کو مسجد میں سونے والے کی رعایت کرنا ضروری ہے یا نہیں؟
تحقیق: مسجد میں سونے والے کے لئے اگر مسجد میں سونا جائز ہے تو اس کی رعایت ضروری ہے ورنہ نہیں۔

ذکر میں سانس لینا

حال: آج کل ذکر کے وقت جب الفاظ کی طرف دھیان ہوتا ہے تو سانس لینا ناگوار لگتا ہے دل چاہتا ہے ایک ہی دم میں وظیفہ ختم ہو جائے کبھی ارادہ کرتا ہوں کہ چند ضرب کے بعد سانس توڑوں مگر دل میں بڑی پریشانی ہوتی ہے اور سانس آخر میں بے اختیار بند ہو جاتا ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔
تحقیق: کیا اسی خاص طریقے اور خصوصی قیدوں سے یہ حالت ہوتی ہے؟ اگر یہی وجہ ہے تو ان خصوصی قیدوں کو چھوڑ دو جس طرح سہولت و دلچسپی ہو کر کرو اور مجھ کو اطلاع دو یا صرف ذکر سے بھی یہ حالت ہوتی ہے۔
حال: پہلے جو لکھا تھا کہ آج کل ذکر کے درمیان سانس توڑنے کو دل گوارا نہیں کرتا ہے دل چاہتا ہے کہ ایک ہی سلسلہ سے وظیفہ ختم ہو جائے اور درمیان میں سانس نہ توڑا جائے۔ یہ کیفیت ہر ذکر کے وقت ہوتی ہے جب اس کی طرف خیال و دھیان رکھوں۔ اگر بے خیال ذکر کروں تو یہ بات نہیں ہوتی ہے اور جب ذکر خیال و دھیان کے ساتھ کرتا ہوں ایک قسم کی ہلکی سی لذت محسوس ہوتی ہے جس کی وجہ سے یہ کیفیت پیدا ہوتی ہے۔ اگر خیال نہ رکھوں تو یہ کیفیت و لذت ختم ہو جاتی ہے اور بہت وساوس آتے ہیں اور بلا اختیار دیر کے بعد سانس بند ہونے پر اور اس وقت سانس اختیار سے نہ لینے پر کچھ تکلیف ہوتی ہے لیکن اس کے بعد دل پر کوئی اثر محسوس نہیں ہوتا ہے بلکہ دل شاداں و فرحاں رہتا ہے۔ پہلے کے مقابلے میں آج کل سانس کی مقدار کچھ بڑھ گئی پہلے کبھی ایک دم اسم ذات کا ذکر تیزی سے ۱۰۰ تک کر لیتا آج کل ڈیڑھ سو اور دو سو تک کر لیتا ہوں تکلیف نہیں ہوتی ہے۔
تحقیق: پہلے یہ پوری بات نہیں لکھی تھی اب جواب دیتا ہوں کہ اس سے کچھ نقصان نہیں ہے اور میری رائے میں اس کی وجہ پھیپھڑے کی کمزوری ہے کسی طبیب سے مشورہ لو۔

ترک تصور کا پسندیدہ ہونا

حال: جناب والا کا تصور پورا تو ہوتا نہیں ہے یعنی چہرۂ مبارک جیسا ہے تصور میں ویسا دیکھا نہیں جاتا کچھ جھلک سی رہتی ہے جیسی دوسری صورتیں یا راحباب کی خیال کرنے سے پوری ظاہر ہو جاتی ہیں۔ اس طرح آپ کی صورت تصور کرنے سے پوری ظاہر نہیں ہوتی ہے۔ معلوم نہیں کیا بات ہے؟

تحقیق: تو اس میں حرج ہی کیا ہے اور اس تصور کی ضرورت ہی کیا ہے ممکن ہے کہ اسی لئے پورا تصور نہ آتا ہو کہ اس کو چھوڑنا پسندیدہ ہو۔

تصور شیخ

حال: حضور کا تصور دل میں بہت رہتا ہے۔

تحقیق: جان بوجھ کر یا بے اختیار۔

حال: ایک حال یہ ہوا کہ ذکر کے وقت کبھی نا حضور کا خیال دل میں آجاتا ہے باوجودیکہ میں اپنا خیال و دھیان اللہ تعالیٰ کی طرف مائل کرنا چاہتا ہوں مگر حضور کا دھیان جب آتا ہے اس وقت ایک (قسم کی) لذت معلوم ہوتی ہے۔ جب اس دھیان کو بزور ہٹانا چاہتا ہوں تب کچھ کشائش (کھینچا تانی) ہوتی ہے۔ یہ ہٹانا اور اس کے لئے کوشش کرنا اس لئے ہے کہ ذکر صرف خدا ہی کے لئے کرتا ہوں اس وقت غیر کا خیال آنا اگرچہ مرشد ہی کا ہو برا سمجھتا ہوں۔ اب عرض یہ ہے کہ میں جو کچھ کرتا ہوں یہ اچھا کرتا ہوں یا برا کرتا ہوں ارشاد فرمائیں۔

تحقیق: مرشد کا خیال آنا برا نہیں لیکن خود لانا ناپسندیدہ ہے۔ اس لئے اگر بغیر ارادے کے آئے اور آنے کے بعد بھی جان بوجھ کر اس کی طرف توجہ نہ کی جائے بلکہ ذکر ہی کی طرف توجہ رہے تو اس کا باقی رہنا نقصان دہ نہیں بلکہ نافع ہے دور کرنے کے اہتمام کی ضرورت نہیں۔

حال: اس وقت کتنی ہی کوشش کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے تصور کو نظر کے سامنے رکھوں مگر دل حضور کی جانب زیادہ مائل ہوتا ہے۔

تحقیق: اگر میرا تصور بغیر ارادے کے آجائے تو اس کو دور نہ کریں وہ تصور بھی کیونکہ اللہ تعالیٰ کے تعلق کی وجہ سے ہے اس لئے گویا تصور حق ہی ہے اسی کو رکھا جائے۔

سوال: حضور اقدس کا خیال میرے دل میں ہر وقت رہتا ہے۔ یہ خیال نماز کے اندر نقصان دہ تو نہیں ہے؟

جواب: ہرگز نہیں مگر جان بوجھ کر خیال نہ کیا جائے۔

ایک کام کے دو جگہ تعلق کا پریشانی کا سبب ہونا

حال: مشورۃً عرض یہ ہے کہ اگر میرے لئے صرف اصلاح کافی ہو تو شغل جیسا ہے ویسا ہو اور ذکر تعلیم کرنے میں میرے لئے بہت فائدہ ہو تو تعلیم چاہتا ہوں۔ اگر فرمائیں گے تو وہ پہلا مشغلہ چھوڑ دوں گا۔ ورنہ نہیں۔

تحقیق: ایک کام کا تعلق دو جگہ پریشانی کا سبب ہے ذکر وہاں رکھئے اور اصلاح یہاں۔

حال: اصلاح الرسوم پر تو پہلے اس عاجز نے اپنے وطن میں عمل کیا ہے کہ اپنی شادی ہی میں کوئی رسم نہیں کرنے دی۔ یہ طریقہ آہستہ آہستہ پھیلتا جاتا ہے کہ دو شادی رسوم کے بغیر ہوئی ہیں۔ بہشتی زیور وغیرہ مثل ادب القرآن اور جمال القرآن کا وعظ اور پڑھاتا ہوں اگرچہ وعظ کرنے کے لائق نہیں ہوں لیکن بمقولہ درسرائے چوں کس نباشد موش باشد کہ جب کہیں کوئی آدمی نہیں ہوتا تو وہاں چوہا ہوتا ہے (یعنی جب کوئی وعظ کرنے والا یہاں نہیں ہے تو مجھ جیسا نااہل ہی اس کام کو کرتا ہے) اسی پر عمل کر کے واعظ ہوں انشاء اللہ آئندہ بھی مطالعہ میں رکھوں گا اور جزاک اللہ خیرا کہ مجھے برے کاموں کے بارے میں بتایا۔ کل ایک خط جس میں اپنے حالات اور مشغلہ، فرصت نہ ہونے اور ایک شیخ اعظم سے سیکھے ہوئے ذکر کو لکھا ہے عرض کر چکا ہوں۔

تحقیق: اس کا جواب بھی حاضر ہے پہلے اس کو پڑھئے پھر اس کو۔

نماز کے وقت تصور

حال: نماز پڑھنے میں بھی ایسا ہوتا ہے۔ اگر نماز پڑھتے وقت اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنا کھڑا ہونا تصور کیا تو جب تک یہ خیال رہا اس وقت تک رکوع اور سجود کے علاوہ جو کچھ پڑھا اس کا کچھ خیال نہیں رہتا اور اگر پڑھنے کی طرف خیال کیا تو پہلا خیال نہیں رہتا۔

تحقیق: پہلا ہی خیال مناسب ہے اگر اس میں دل نہ لگے تو پھر دوسرا خیال رکھئے۔

حال: غالباً دو قسم کے خیالات ایک وقت میں جمع نہیں ہوتے۔

تحقیق: ٹھیک ہے۔

حال: الحمد للہ والمنۃ کہ حضور اقدس کی توجہات سے بندہ معمولات کا پابند ہے۔

تحقیق: الحمد للہ۔

سوال: عرصہ سے ارادہ ہے کہ خدمت میں کچھ حالات پیش کروں مگر اس خیال سے کہ لمبی تحریر حضرت کی طبیعت کو ناگوار نہ ہو اس لئے جرات نہ ہوئی۔

جواب: خدا نہ کرے (کہ لمبی تحریر طبیعت پر ناگوار ہو)۔

سوال: نماز کے بارے میں حضور کا ارشاد ہے کہ حروف کی طرف ہلکی توجہ رکھ کر ادا کی جائے۔ اسی طرح اذکار معمولہ کے بارہ میں حضور نے فرمایا تھا کہ جو حروف زبان سے ادا ہوں وہ ہی دل سے پڑھا کرو۔ چنانچہ اسی کی پابندی کو ضروری سمجھ کر خیال رکھتا ہوں اور جب دوسرا خیال آجاتا ہے تو اس کو ہٹا کر پھر اسی طرف خیال متوجہ کر لیتا ہوں۔ الحمدللہ کہ اس کی برکت سے جو خیالات ناقصہ نماز و ذکر کی حالت میں دل میں آتے تھے سب ختم ہوگئے۔ کبھی کوئی ایسا خیال آتا ہے تو خود بخود دور ہو جاتا ہے یعنی آنے سے پہلے ہی رک جاتا ہے۔ لیکن بعض بہت ہی عمدہ خیالات نماز و ذکر میں اچانک بغیر ارادے کے آکر ذوق شوق بڑھاتے ہیں اور دیر تک باقی رہتے ہیں۔ پھر خود ہی دوسرا خیال آنے کی وجہ سے یا دل کو حروف کی طرف متوجہ کر لینے کی وجہ سے جاتے رہتے ہیں۔

ان خیالات کے بارہ میں اس وجہ سے کہ بندہ ایک مبتدی کی حیثیت بھی نہیں رکھتا ہے شک میں ہے کہ کیا ان خیالات کو نماز اور ذکر میں جان بوجھ کر بھی خیال میں جما سکتا ہے یا نہیں جیسے کبھی نماز میں ایسا لگتا کہ خیال حروف کی طرف سے خود بخود منتقل ہو کر بجانب حضرت رب العزت جلت عظمتہ کی طرف متوجہ ہوگیا یا آیۃ ﴿فانه یراك﴾ (کہ اللہ تعالیٰ تمہیں دیکھ رہے ہیں) خیال میں آگیا یا آیۃ ﴿والی ربك فارغب﴾ (کہ اپنے رب کی طرف متوجہ رہو) یا آیت ﴿وتبتل الیه تبتیلا﴾ (کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سب سے کٹ کر الگ ہو جاؤ) یا آیت ﴿والله احق ان تخشاه﴾ (کہ اللہ تعالیٰ زیادہ لائق کہ تم ان سے ڈرو) یا احاطہ، قرب (اللہ تعالیٰ کے قریب ہونے) معیت، (اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہونے) وسعت علم، (اللہ تعالیٰ کے علم کے وسیع ہونے) اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کی آیات یا وہ آیتیں جن میں اللہ تعالیٰ کے رب ہونے کا ذکر ہے اور وہ آیتیں جن میں اللہ تعالیٰ کی عظمت و بڑائی یا اللہ تعالیٰ کے انعامات کا ذکر ہے جیسے تھوڑے عمل پر بہت زیادہ بدلہ دینا اور وہ آیتیں جن میں موت، قبر، حشر و نشر، حساب و کتاب، عدالت و ثواب اور اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا تذکرہ ہے خیال میں آکر دل کی یکسوئی کا سبب ہو۔ اس بارے میں جو ارشاد ہو عمل کروں۔

جواب: یہ سب خیالات پسندیدہ ہیں ان کے دور کرنے کی ضرورت نہیں لیکن اگر خود دور ہو جائیں تو دوبارہ لانے کی بھی ضرورت نہیں مقصود یہ ہے کہ جو خیال ناپسندیدہ ہے وہ جان بوجھ کر نہ لایا جائے اور نہ اس کو باقی رکھا جائے۔ باقی پسندیدہ خیالات میں سے جو بھی آجائے یا لایا جائے یا باقی رکھا جائے یا ایک کی جگہ دوسرا آجائے وہ سب مطلوب ہیں۔

سوال: نماز میں قرات، تسبیح اور التحیات کے معانی کی طرف غور کرنا اچھا ہے یا برا ہے یا دونوں نہیں ہے کہ نہ

اچھا ہے نہ برا ہے۔

جواب: اصل مقصود دل کی یکسوئی ہے اگر یہ معانی پر غور کرنے سے حاصل ہو جائے تو یہ کیا جائے ورنہ جس طرح یہ مقصود حاصل ہو جائے وہی مناسب ہے۔

معمول اتنا ہونا چاہئے جتنا برداشت کیا جا سکے

حال: حضرت حقیقت میں اس نالائق کے دل میں خلوص بالکل نہیں ہے۔ اس وقت بندہ اسم ذات چھ ہزار پڑھتا ہے اس سے زیادہ پڑھنے کو دل بے حد چاہتا ہے فرصت بھی ہے دماغ کی حالت بھی پہلے سے اچھی ہے۔ اگر حضرت مناسب سمجھیں تو اضافہ فرمائیں۔

تحقیق: لازم تو اتنا ہی رکھیں اگر کسی روز نشاط ہوا تو جتنا برداشت ہوا اتنا اضافہ کر لیا ورنہ اسی پر اکتفا کر لیا۔

سوال: اگر فجر کی نماز کے بعد مصلے پر بیٹھا ہوا کلام مجید پڑھوں اور چاشت کی نماز پڑھے بغیر ہرگز نہ اٹھوں۔ اس میں جو باتیں بتائی جانے کے قابل ہوں وہ بتائی۔ مگر کوئی مریض درمیان میں آ جائے تو کیا کیا جائے۔

جواب: جتنی برداشت ہو اتنا کام کرنا چاہئے اپنے کو بغیر ضرورت کے زیادہ مقید (پابند) کرنا نہیں چاہئے کیونکہ اس کا نتیجہ پریشانی ہے۔

حال: لا الہ الا اللہ کی مخفی ضرب جو لگاتا ہوں اس میں یہ طبیعت چاہتی ہے کہ پڑھے جاؤ اور چھوڑو مت۔ مگر بغیر گنے پڑھتا ہوں غالباً ایک ہزار سے زیادہ پڑھتا ہوں گا۔ غالباً کا لفظ اس لئے لکھا ہے کہ مجھے خیال ہی نہیں رہتا یہ بات کیا ہے۔

تحقیق: اچھی بات ہے کچھ گنتی کی قید نہیں۔ جس دن زیادہ نشاط ہو تو جتنا برداشت ہو سکے اتنا زیادہ کر لیا جائے۔

سوال: اللہ اللہ اسم ذات شریف پانچ سو مرتبہ پڑھتا ہوں اگر اور بڑھاؤں تو کتنا بڑھا دوں۔

جواب: جتنا شوق نشاط اور طبیعت کے برداشت کے قابل ہو۔ لیکن اس کے ساتھ ہمیشہ کرتے رہنے کا بھی لحاظ کیا جائے۔

گھر میں ذکر کی پابندی کی ترغیب
ایک عالم صالح مدرس کا خط

حال: عرض ہے کہ اس ناچیز کو جو کچھ لکھنا ہے نہ اس میں کچھ ترتیب سمجھ میں آتی ہے اور نہ یہ ہی سمجھ میں آتا

ہے کہ کون سی بات لکھنے کی ہے اور کون سی نہیں لکھنے کی ہے۔ بہت دیر تک سوچا مگر مجبور ہو کر بے ترتیب ہی لکھتا ہوں۔ میرے اندر ایک بات یہ ہے کہ مجھ سے ذکر کی پابندی صرف مدرسہ میں رہنے تک تو ہوتی ہے اور جب گھر میں رہنے لگتا ہوں تو دو چار دن کے بعد ذکر کی پابندی نہیں رہتی گھر رہ کر قاعدہ کے موافق ذکر نہیں ہوتا ہے۔

تحقیق: یہ تو ٹھیک نہیں ہے۔ آخر ایسے اتفاقات بھی ہوتے ہیں (کہ آدمی مدرسہ میں نہیں رہتا ہے) اور کبھی اس کے بغیر کوئی چارہ نہیں ہوتا اس لئے یہ تو ہمیشہ کی بیماری ہوئی اس کوتاہی کا مقابلہ کرنا چاہئے۔ اس طرح کہ ایسے وقت میں بھی ذکر کی پابندی کی جائے آخر ذکر فعل اختیاری ہے پھر کیا وجہ ہے کہ اختیار سے کام نہ لیا جائے۔ اگر یہی کم ہمتی رہی تو کل نفس کہے گا کہ فلاں شہر میں جو مسجد ہے اس میں نماز پڑھنے سے تو نماز کی پابندی ہوتی ہے اور جہاں اب سکونت ہے یہاں کی مسجد میں مجھ سے پابندی نہیں ہوتی تو ہر وقت وہ مسجد کہاں سے آئے گی تو کیا اس مسجد میں پہنچنے تک نماز نہ پڑھی جائے گی بلکہ خود سے ایسا اہتمام کرنا چاہئے کہ اگر گھر کے علاوہ دوسری جگہ نہ بھی ملے تب بھی گھر ہی میں ذکر کرنا چاہئے۔ رائضین (گھوڑوں کی تربیت کرنے والوں) کا معمول ہے کہ گھوڑا جس چیز سے چمکتا ہو اس سے دور کرنے کا اہتمام نہیں کرتے کہ ہمیشہ کی مصیبت ہے بلکہ اسی چیز کے سامنے آنے اور دیکھنے کا عادی بناتے ہیں یہاں تک کہ چمک نکل جاتی ہے لیکن کہیں اس کے علاوہ کوئی ایسی صورت ہو کہ اس چیز سے کبھی واسطہ ہی نہیں پڑے گا تو وہاں زیادہ محفوظ طریقہ یہی ہے کہ اس رکاوٹ سے دوری اختیار کی جائے خوب سمجھ لو۔

حال: خانقاہ کے قیام کے زمانہ میں حق تعالیٰ کی طرف سے ایسی توفیق ہوتی ہے کہ اپنے تمام کام اچھی طرح ہو جاتے ہیں اور جہاں خانقاہ سے باہر رہا بس کیفیت بالکل الٹ ہو جاتی ہے اس وجہ سے بہت حیران ہوں۔

تحقیق: باتوں کی حقیقت کا نہ جاننا حیرت کا سبب ہے میں نے اوپر حقیقت واضح کر دی ہے اس کو سرسری (ہلکا) نہ سمجھیں۔

حال: اس پر ایک اور بڑی مشکل یہ ہے کہ ہمت بھی کمزور ہے اور جسم بھی کمزور ہے۔

تحقیق: کیا کمزوروں کے لئے اللہ تعالیٰ کے دربار میں پہنچنے کا کوئی طریقہ نہیں ہے۔

حال: ؎

دریا دکوہ در رہ دمن خستہ وضعیف ❁ اے خضر پے خجستہ مدد کن بہمتم

ترجمہ: ''دریا اور پہاڑ میری راہ میں ہیں اور میں کمزور ہیں —— اے بابرکت خضر میری ہمت کی مدد کر۔''

تحقیق: بڑی مدد یہی ہے کہ حقیقت پر بتا کر صحیح علاج بتایا جائے۔ الحمد للہ میں یہ کر چکا ہوں۔

حال: اب گھر کے خط سے معلوم ہوا کہ والدہ صاحبہ اور چھوٹے بھائی بہن یہیں آ جائیں گے۔ میرا یہ خیال ہے کہ اگر یہ آ گئے تو میں خانقاہ ہی میں رہا کروں گا اگر نہ آئے تو پھر دوبارہ حضرت سے پوچھوں گا۔

تحقیق: خواہ آئیں یا نہ آئیں میں نے تو پوچھنے سے پہلے ہی جو کام میرے نزدیک زیادہ صحیح تھا بتا چکا ہوں۔ یہ بھی عورتوں کا بہانہ ہے کہ گھر والوں کے آنے کا بہانہ بنایا ہے۔ کام کرنے کا یہ طریقہ نہیں ہے کام شروع کر دینا چاہئے کسی بات کا انتظار نہ کرنا چاہئے یہ نفس کی بندگی واسیری ہوئی اگر یہی مزاج رہا تو وہ حالت ہو جائے گی ؎

ہر شبے گویم کہ فردا ترک ایں سودا کنم ❁ باز چوں فردا شود امروز را فردا کنم

ترجمہ: ''ہر رات کہتا ہوں کل یہ کام چھوڑ دوں گا پھر جب کل آتا ہے تو کہتا ہوں کل چھوڑ دوں گا۔''

میں تو یہاں تک کہتا ہوں کہ بعض حالات میں انتظام سے کام نہ ہوگا بلا سے بے انتظامی پھر بیکاری سے اچھی ہے ؎

دوست دارد دوست ایں آشفتگی ❁ کوشش بیہودہ بہ از خفتگی

ترجمہ: ''محبوب کو یہ پریشانی پسند کوشش اگرچہ بے نتیجہ ہو مگر بے کاری کچھ نہ ہونے سے بہتر ہے۔'' (مطلب یہ ہے کوشش اگرچہ بے انتظامی سے ہو مگر مسلسل ہونی چاہئے کہ اچھا نتیجہ لائے گی خطبات حکیم الامت)۔ (بتصرف: ۲۲/۱۸۸)

یہ تو وہی مثل ہوگئی کھاؤں گا گھی سے نہیں جاؤں گا جی سے۔ تو کیا یہ کوئی عقل کی بات ہے واللہ الہادی۔

حال: دوسری بات یہ ہے کہ چونکہ خانقاہ سے باہر رہنے کے زمانہ میں ذکر کی پابندی نہیں ہوتی اس وجہ سے حضرت کو حالت کی اطلاع کرنے کی ہمت نہیں ہوتی ہے یہ خیال کرتا ہوں کہ اب پابندی کر لوں تو اطلاع کروں بس اسی میں رہ جاتا ہوں ایسے وقت کیا مناسب ہے؟

تحقیق: مناسب کیا واجب یہی ہے کہ اطلاع کی جائے۔ دیکھو اس وقت اطلاع کی تھی جو تمہارے اصول (کی پابندی کروں تو بتاؤں) مگر اس کی وجہ سے کتنے حقیقی علوم ظاہر ہوئے جن کو اگر رہنما بناؤ عمر بھر کا علاج ہے۔

ذکر کا وقت

حال: قصد السبیل میں لکھا ہے کہ تلاوت قرآن کے بعد اسم ذات اور ایک منزل مناجات مقبول پڑھے تو کسی دوسرے وقت پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟

تحقیق: ہاں (پڑھ سکتا ہے)۔

ضرورت ذکر

حال: مجھ کو دو باتوں سے بہت پریشانی ہے پہلی بات یہ کہ پہلے میں نے کئی دفعہ آزمایا کہ جب میری حالت خراب ہوئی بس جہاں حضرت کے پاس دو چار روز بیٹھا اور حالت سنبھل گئی نہ ذکر کرنے کی ضرورت ہوتی تھی نہ کسی اور بات کی۔

تحقیق: ذکر سے بے پرواہی کا خیال غلطی ہے جو کیفیت صحبت سے ہوتی ہے اس کا باقی رہنا اور مضبوط ہونا ذکر ہی پر موقوف ہے۔

معمولات میں اضافہ

حال: معمولات میں اتنا اضافہ ہوا ہے کہ اخیر شب میں دس بارہ رکعت تہجد کے بعد بارہ تسبیح جہراً اسم ذات کم از کم تین ہزار بار اور زیادہ سے زیادہ چھ ہزار مرتبہ جہراً فجر کی نماز کے بعد ایک پارہ کی جگہ ڈھائی تین پارہ کلام مجید مطالعہ میں دعوات عبدیت حصہ ۶ تربیت السالک حصہ ۲، الدر المنضود حصہ ۱ ہیں۔ اب جو مناسب ہو تجویز فرمائیں۔

تحقیق: سب ٹھیک ہے۔

ذکر اور خشکی کے آثار

حال: قلب میں اکثر اوقات حرکت رہتی ہے جو اس سے پہلے نہیں تھی۔ کبھی کان میں آواز بھی آتی ہے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ یہ آواز ذکر کی آواز ہے یا کیا اور جھینگر جیسی آواز بھی سنائی دیتی ہے۔

تحقیق: ذکر کے اثر اور خشکی کی ملاوٹ ہے خشکی کا علاج مناسب ہے۔

ذکر کا شوق

حال: آج بندہ جب ذکر کرنے لگا تو طبیعت میں ذوق و شوق پیدا ہو کر جوش آ گیا حتیٰ کہ آواز بلند ہوگئی ذکر کے ختم ہونے کے بعد یہی خواہش رہی کہ اور کیا جائے۔

تحقیق: مبارک ہو گو یہ مقصود نہیں مگر محمود ہے اور محمود بھی مقصود کے لئے مددگار ہونے کی وجہ سے ہے۔ مبارک باد کے قابل اور شکر کرنے کا سبب ہے۔

حال: مگر چونکہ ذکر کو بڑھانے اور زیادہ کرنے کے بارے میں ارشاد عالی ابھی نہیں ہوا اس لئے بارہ ہزار ہی پر اکتفا کیا۔

تحقیق: اگر پھر ایسا اتفاق ہوا تو ذکر بڑھا دیا جائے۔

حال: اللہ کا نام سن کر طبیعت کو لذت حاصل ہوتی ہے۔

تحقیق: مبارک ہو آخر تک جو ابھی لکھا ہے۔

ذکر کے لئے وقت کو معین کرنے یا عدد کو معین کرنے کی ضرورت

حال: ذکر کی تعداد متعین نہیں کی جب طبیعت نہیں لگتی ہے بس کرتا ہوں اور گننے سے طبیعت پر بوجھ ہوتا ہے کیونکہ ختم ہونے تک یہ خیال رہتا ہے کہ ابھی اتنا باقی ہے۔

تحقیق: یہ بڑی غلطی ہے یا تو عدد مقرر کریں یا وقت متعین کریں صرف طبیعت پر چھوڑنا نہ کرنے کا دروازہ کھولنا ہے۔

حال: صرف زبانی ذکر جتنا ہوسکتا ہے اس میں شب و روز مشغول رہتا ہوں۔

تحقیق: کافی ہے مگر عدد کا تعین بھی بہتر ہے۔

ذکر کرتے وقت منہ میں مٹھاس معلوم ہونا

حال: ذکر کرنے کے وقت زبان میں ایک قسم کی مٹھاس معلوم ہوتی ہے ہر دفعہ تو نہیں کبھی کبھی یہ بھی ذکر کے بارے میں کوئی بات ہے یا یوں ہی نفس کا خیال ہے۔

تحقیق: (اس بات کا) ذکر سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

ذکر کے آثار

حال: حضرت! ذکر کا کوئی اثر ایسا بھی ہے کہ جس کا جلدی حاصل ہونا بھی مطلوب ہو۔

تحقیق: ہے جو اس آیت میں ہے ﴿فاذکرونی اذکرکم﴾ (کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا)۔ اور اس کے خلاف بھی نہیں ہوتا۔ (کہ تم اللہ تعالیٰ کو یاد کرو اور وہ تمہیں یاد نہ کریں ایسا کبھی نہیں ہوتا ہے)۔

حال: تقریباً ایک مہینہ سے بائیں جانب پستان سے دو یا تین انگل نیچے سے اوپر تک شور سا محسوس ہوتا ہے

کبھی پورے بائیں ہاتھ میں بھی شور سا لگتا ہے۔ خاص طور پر نماز میں جب دل کی طرف خیال ہوتا ہے تو اس وقت بہت زیادتی ہو جاتی ہے۔

تحقیق: ذکر کا اثر ہے مبارک ہو مگر دل کو خوش رکھنے اور تر کرنے اور قوت دینے والی دواؤں کا استعمال ضروری ہے تاکہ اختلاج نہ ہو جائے اور اگر ذکر میں ضرب لگانے اور سانس روکنے کا معمول ہو تو کچھ دن کے لئے چھوڑ دیں۔

حال: اکثر اوقات دل ذاکر لگتا ہے اور دھیان تو تقریباً ہر وقت اللہ تعالیٰ کی طرف رہتا ہے۔ دل کی حالت ہر وقت ایسی رہتی ہے کہ جیسے کوئی کسی کا بہت ہی منتظر رہتا ہے۔

تحقیق: پسندیدہ آثار ہیں۔ اللہ تعالیٰ اور زیادہ فرمائیں۔

حال: ایک دن ذکر کرتے ہوئے اچانک قلب آئینہ کی طرح نظر آیا جس پر رقیق اور لطیف (ہلکا سا باریک) نیلے رنگ کا حجاب معلوم ہوا۔ اس وقت قلب میں ایک ٹھنڈک بھی محسوس ہو رہی تھی۔ کچھ دیر تک قلب آئینہ کی طرح معلوم ہوتا رہا۔ پہلے یہ خیال ہوا کہ شاید صرف خیال ہو مگر اس حالت کے ختم ہونے کے بعد بہت تصور کرنے سے بھی یہ بات نہ پیدا ہوئی اور نہ وہ ٹھنڈک محسوس ہوئی۔

تحقیق: بلاشبہ وہ نور تھا جو تین نوروں سے مل کر بنا ہوا تھا۔ ایک خود نور قلب جس پر (دوسرا) نور روح غالب آ کر چھا گیا۔ دل کا نور لال ہے، دوسرا نور روح کا جو سفید ہے اس پر (تیسرا) نور خفی کا ہلکا سا غلبہ ہو گیا اور اس کا رنگ نیلا ہے۔ اس (نور کے) مجموعہ کا مقام دل پر نظر آنا یہ حضرت حاجی صاحب رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ کے مزاج کے مطابق ہے کہ وہ لطیفۂ قلب کو توجہ کے قابل اور سارے دوسرے لطیفوں کا متبوع (کہ دوسرے لطیفے اس کے پیرو ہیں) فرماتے تھے۔ اسی طرح یہ حدیث کے زیادہ موافق بھی ہے۔ ”الا ان فی الجسد مضغة اذا صلحت صلح الجسد کله الحدیث“ (سن لو! جسم میں ایک لوتھڑا ایسا ہے اگر وہ صحیح ہو جائے تو سارا جسم صحیح ہو جاتا ہے)۔ یہ سارے آثار پسندیدہ ہیں اور سالک کے لئے خوشی اور تسلی کا سبب ہیں۔ اسی وجہ سے کہ یہ سب لطف وصحت کی وجہ سے ہیں تسلی کا رحمت ہونا ظاہر ہے۔ لیکن مقصود نہیں ہیں جیسا کہ دوسری حسی نعمتیں جو طبیعت کے اطمینان کا سبب ہیں۔ وہ نعمتیں بھی شکر کے قابل ہیں اور نعمتوں کی طرف توجہ کرنے کا ہر درجہ ناپسندیدہ اور حجاب نہیں ہے بلکہ (ایسی توجہ ناپسندیدہ ہے) جب کہ وہ توجہ انعام کرنے والے (یعنی اللہ تعالیٰ) کی طرف توجہ کا آئینہ نہ بنے۔ باقی ہلکی سی توجہ ہلکے سے ارادے سے ہو اور انعام کرنے والے (یعنی اللہ تعالیٰ) کی طرف توجہ پر غالب نہ ہو اس کو دور کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

حال: پھر اس تصور کو لاطائل سمجھ کر چھوڑ دیا اور استغفار کیا کہ خواہ مخواہ ایک کیفیت کے لئے ہیں میں نے اتنی دیر تصور کیا۔

تحقیق: حقیقت میں جان بوجھ کر تو ادھر توجہ نہ کرنا چاہئے لیکن اس کی بھی ضرورت نہیں ہے کہ اس دور کرنے کا بہت زیادہ اہتمام کیا جائے۔ غرض نہ اس کا استحضار کیا جائے اور نہ ہی اس کا انکار کیا جائے کہ دونوں میں غیر مقصود کی طرف توجہ کرنا ہے ایک میں ثابت کرنے (یعنی لانے) کے لئے دوسرے میں دور کرنے (یعنی خیال نہ لانے) کے لئے (غیر کی طرف توجہ کرنا) ہے اور یہی غیر کی طرف توجہ کرنا حجاب ہے۔ یہ الگ باریک و نازک بات ہے سمجھنے کے لائق ہے۔ وللہ الحمد۔

حال: ایک دن تین ہزار ذکر کے بعد حجرے میں جا کر لیٹ گیا تو ذکر جاری ہوا تو بہت خوشی ہوئی دل پر ایک کھجور کی ہری ٹہنی اس شکل پر  اوپر کھینچ رہی ہے اس میں ایک عجیب آواز ہے تھوڑی دیر کے بعد وہ ٹہنی درمیان سے اس طرح  پھٹ گئی اس کی شاخوں سے دل پر بارش کی طرح کے بہت قطرے پڑے اور آواز پیٹھ کی جانب جا کر گردن کے قریب ختم ہوئی۔ اور جاگ گیا ارشاد فرما دیجئے کہ کیا ہے۔

وضاحت: اگر حکمت سونے جاگنے کی حالت کے درمیان پیش آئی ہے تو صاف لکھئے جواب دیا جائے گا اگر صرف خواب ہے تو بالکل بھی توجہ کے قابل نہیں ہے آخر میں جو لکھا ہے "بیداری ہوگئی" سے دونوں باتیں "خواب یا سونے جاگنے کی حالت) ہو سکتی ہیں۔

وضاحت کا جواب: میرے حضرت! یہ بات سونے جاگنے کی درمیانی حالت میں پیش آئی تھی مگر میرے نزدیک یہ بات توجہ کے قابل نہیں تھی اس لئے ذکر نہیں کی گئی تھی۔

تحقیق: قال اللہ تعالیٰ ﴿ضرب اللّٰه مثلاً كلمة طيبة كشجرة طيبة اصلها ثابت وفرعها فى السماء توتى اكلها كل حين باذن ربها﴾ اللہ تعالیٰ نے کلمہ طیبہ (توحید و ایمان) کی کیسی مثال بیان فرمائی ہے کہ (وہ) ایک پاکیزہ درخت کی طرح ہے۔ جس کی جڑ (زمین میں) خوب گڑی ہوتی ہے اور اس کی شاخیں اونچائی کی طرف جارہی ہیں وہ خدا کے حکم سے ہر فصل میں پھل دیتا ہے۔ یہ ٹہنی ان ہی شاخوں سے تھی جس سے مراد اعمال صالحہ ہیں اور خصوصاً ذکر ہے۔ اس کی کھجور کی سی مثالی شکل اسی لئے نظر آئی کہ شجرۂ طیبہ کی تفسیر کھجور کے درخت ہی سے کی گئی ہے۔ اور قلب پر اس کا نظر آنا اسی لئے ہے کہ اس عمل کی اصل شاخ قلب ہی میں ہے اور اوپر کھینچنا (ان شاخوں کا) آسمان میں ہونے کا ثبوت ہے اور آواز ان اعمال کی حیوۃ اور بقاء کی طرف اشارہ ہے کہ مقبول عمل زندہ کی طرح ہے اور غیر مقبول اس وجہ سے کہ وہ اس روح سے خالی ہے جو قبولیت

کے لئے ضروری ہے وہ مردہ کی طرح ہے اور اس کا چھٹنا مختلف قسم کے ثمرات کے عطا ہونے کی شکل مثالی ہے اور اس سے قطرے اور بوندیں جو نکلی ہیں وہ اعمال کے ثمرات کی صورت مثالیہ ہے جس کو (آیت) ﴿تو تی اکلھا﴾ میں فرمایا ہے (کہ وہ درخت ہر فصل میں پھل دیتا ہے) اور (ان ایمان کے ثمرات کو) قطروں کی شکل میں دیکھنا ان ثمرات کے روح کے پسندیدہ ہونے کی طرف اشارہ ہے۔

چنانچہ ظاہر ہے کہ ان اعمال سے جو ثمرات پیدا ہوتے ہیں یعنی احوال و واردات سے دل میں حقیقی زندگی حاصل ہوتی ہے۔ گردن کے قریب ختم ہونا اس کے کامل و متناہی ہونے کی طرف اشارہ ہے اس طرح سے کہ تمام روح میں سرایت کرتی ہے چونکہ گردن شہ رگ کی جگہ ہے جس سے روح کا خاص تعلق ہے۔ غرض بہت اچھی حالت اور بشارت ہے اور محمود ہے مگر مقصود نہیں۔ نعمت سمجھ کر شکر کرنا چاہئے۔ مگر مقصود سمجھ کر کمال نہ سمجھنا چاہئے۔

حال: اب کبھی ذکر کرتے وقت ایسا سرور ہوتا ہے اور رونگٹے بدن پر کھڑے ہوتے ہیں یعنی ایسا سرور ہوتا ہے کہ رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں کہ شاید اگر زیادہ ہو تو غشی ہو جائے۔

تحقیق: مبارک ہو۔

حال: (حضرت! میں نے) کانپور میں حضور کی خدمت میں عرض کیا تھا کہ جس وقت ذکر اسم ذات شریف شروع کرتا ہوں تو میرے قلب میں جھنجھناہٹ اور کھجلی سے ہوتی ہے۔ جس طرح سوئے ہوئے عضو میں پیدا ہو جاتی ہے یہاں تک کہ اوپر والی ظاہری جلد پر بھی کھجلی پیدا ہو جاتی ہے اور پستان کے نیچے ہاتھ پھیر کر ملنے سے وہ کیفیت نہیں رہتی تھی۔ حالانکہ حضور سے پورے طور سے اس وقت عرض کرنے کی ہمت نہیں ہوئی مگر ٹپکا پور کی دعوت میں حضور نے تشریف لے جاتے وقت یہ فرمایا تھا کہ شاید تیرا قلب کمزور ہو ضرب کے بغیر ذکر کرنا اور پھر لکھنا۔ حضور ٹمٹم (دو پہیوں کی انگریزی گاڑی) میں سوار ہو گئے۔ آگے کچھ عرض نہیں کر سکا اور اس کیفیت کا حال ان الفاظ سے جھنجھناہٹ و کھجلی تھی۔ سوئے ہوئے عضو میں جیسے لفظ سے عرض کرنا یہ بھی تعبیر میرے نزدیک ٹھیک نہیں لگتی ہے کچھ عجیب ہی کیفیت ہوتی تھی کہ جس سے مشغولی پیدا ہوتی اور تمام منتشر خیالات سے نجات ہو کر توجہ اس طرف ہو جاتی تھی۔ تھوڑی سی تکلیف بھی ایسی نہیں ہوتی تھی بلکہ ایسا لگتا ہے جب کمر سیدھی کر کے سر بائیں جانب سے دائیں جانب مونڈھے تک لے جاتا ہوں کہ قلب کھنچتا ہے اور کھلتا ہے یعنی جس طرح دبی ہوئی یا بچھی ہوئی چیز کھلتی اور پھولتی ہے اور اس کے ساتھ ہی یہ معلوم ہوتا کہ خارش اور جھنجھناہٹ بھی ہے۔

غرض مجھ سے کسی لفظوں میں اس کی پوری تعبیر نہیں ہو سکتی اس سے میں قاصر ہوں اور تجربہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ذکر جتنا زیادہ ہوتا جاتا ہے سکون اور وہ کیفیت زائل ہوتی جاتی ہے یعنی ہزار پندرہ سو تک تو یہ کیفیت رہتی

اور پھر سکون سا ہو جاتا اور جتنا ضرب کے ساتھ کروں قلب کو جلدی سکون حاصل ہوتا ہے۔ اب دو تین روز سے وہ کیفیت محسوس نہیں ہوتی۔

تحقیق: یہ کیفیت ذکر کے اثر اور دل کی کمزوری سے مرکب تھی تھوڑی دیر کے بعد دل کے عادی ہونے کی وجہ سے ذکر کو برداشت کر لیتا تھا۔ اب اگر وہ کیفیت نہیں تو کچھ حرج نہیں وہ خود پائی جائے یا جان بوجھ کر لائی جائے (دونوں صورتوں میں) مقصود نہیں لیکن احتیاطاً کسی طبیب سے دل کو قوت دینے والا علاج کرانا مناسب ہے اور اگر وہ کیفیت پھر لوٹ آئے اور تکلیف دہ نہ ہو تو کچھ فکر نہیں ورنہ پھر اس خط کے ساتھ دوبارہ اطلاع دی جائے۔

حال: میرے معمولات کے اوقات یہ ہیں تہجد کے بعد بارہ تسبیح مغرب کے بعد خوب جہر وضرب قوت کے ساتھ تین ہزار بار اسم ذات شریف کرتا ہوں۔ بفضلہ تعالیٰ آپ کی توجہ و دعا سے کوئی تکلیف کمزوری محسوس نہیں ہوتی اور فجر کی نماز کے بعد تلاوت قرآن شریف اور ایک منزل مناجات مقبول پڑھتا ہوں۔ حضور کی دعا و توجہ کی ضرورت ہے۔ حضور کے سوا ہمارا کوئی ذریعہ نجات و رہنمائی نہیں ہے۔

تحقیق: دعا کرتا ہوں اللہ مزید برکت عطا فرمائے۔

حال: ایک دن ذکر کے آخر میں بس ہچکی سی بندھ گئی یعنی جو لفظ زبان سے کہتا تھا وہی لفظ دل سے دھکے کے ساتھ نکلتا تھا۔ یہ حالت دعا کے ختم تک رہی یہ بھی تحقیق فرما کر بتایئے۔

تحقیق: قوت متخیلہ کی حرکت سے اعضاء و جوارح پر یہ اثر ہوا پسندیدہ ہے کوئی کمال نہیں ہے۔

حال: آج ایک ہفتہ گزر گیا تہجد کے بعد ذکر کی حالت میں احقر کے پاس ایک شخص حاضر ہوا تھا۔ احقر نے اس کے پاؤں دبانے شروع کئے پھر وہ اچانک غائب ہو گیا۔ غائب ہونے کے وقت یہ آواز دی کہ میں خواجہ معین الدین ہوں۔ یہ کیا دیکھا معلوم نہیں اطلاع فرمائیں۔

تحقیق: ذکر کے درمیان جو واقعہ پیش آیا احتمال ہے کہ صحیح ہو ایسا ممکن ہے مگر اس کو کمال نہ سمجھیں۔ ایسی باتیں عمل میں شوق پیدا کرنے کے لئے پیش آ جاتی ہیں۔

حال: پرسوں کا عجیب واقعہ ہے کہ حسب معمول دو بجے رات کو اٹھ کر تہجد کے بعد ذکر کر رہا تھا تیرہ تسبیح پوری کرنے کے بعد بھی جی نہ چاہا کہ بند کروں ایسی لذت و یکسوئی تھی کہ اچانک اِلَّا اللّٰہ کا ذکر پھر شروع ہو گیا بغیر گنے گھنٹوں ایسی حالت رہی کہ آنسو آنکھوں سے جاری تھے اور آواز اتنی اونچی ہو گئی کہ کبھی ایسی نہ ہوئی تھی۔ اسی حالت میں معلوم ہوا کہ زمین سے آسمان تک دونوں طرف فرشتوں کی قطار کھڑی ہے اور میں ہر ایک فرشتہ کے سامنے جا جا کر اِلَّا اللّٰہ کہتا ہوں اور یہ بھی کہتا ہوں کہ آپ اس کے گواہ رہئے گا۔ اسی طریقہ سے آسمان کے

بالکل قریب چلا گیا یہاں تک کہ بارگاہ خداوندی میں حاضر ہوکر اِلَّا اللّٰہ کا نعرہ ایسا مار رہا ہوں جیسا کوئی شخص سخت مصیبت میں گرفتار ہوکر اپنے مالک کا نام لے کر دہائی دیتا ہے۔ بہت دیر تک دہائی دیتا رہا اچانک حکم ہوا کہ اس کو نکال دو کیوں چلا رہا ہے اور کہہ دو کہ جب تک پورے طور سے شریعت کی پابندی نہ کرے گا ہمارے یہاں کچھ شنوائی (فریاد پوری) نہ ہوگی یہ سن کر وہاں سے روتا چلاتا اِلَّا اللّٰہ کہتا ہوا واپس آ رہا تھا کہ ایک جگہ دیکھا کہ فرشتوں کا اور زیادہ ہجوم ہے اور تخت شاہی بلند مقام پر حضور پرنور ﷺ روحی فداہ رونق افروز ہیں اور ان کے سامنے نیچے آپ گردن جھکائے ہوئے کچھ لکھ رہے ہیں یا کوئی کتاب دیکھ رہے ہیں میں حضور ﷺ کو دیکھتے ہی بے تاب ہو گیا اور بڑے زوروں سے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کہنا شروع کیا اور زار زار رو رہا تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد حضور ﷺ نے سر اٹھا کر ارشاد فرمایا: ''کہ تم کیوں شریعت کی پابندی پورے طور پر نہیں کرتے۔'' میں یہ سن کر اور دھاڑیں مار مار کر رونے لگا تو پھر حضور ﷺ نے فرمایا کہ: ''اچھا بارگاہ رب العزت میں توبہ کرو'' میں سنتے ہی فوراً سجدہ میں گیا اور رو رو کر توبہ کرنے لگا۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے فرمایا کہ ''اچھا بھائی سب لوگ دعا کرتے جاؤ۔'' بس خود سرکار محمد ﷺ نے اور آپ نے اور کل فرشتوں نے میرے لئے دعا کی دیر تک دعا فرماتے رہے۔ پھر صبح کی اذان کا وقت ہو گیا اور مسجد میں اذان ہونے لگی میرے کان میں آواز گئی اور اچھی طرح سے خیال کیا تو دیکھا کہ میرے ہاتھ بھی دعا کے لئے اٹھے ہوئے تھے اور وہ...... سارا مجمع مبارک مجمع آنکھوں (کے سامنے) سے ہٹ گیا۔

اس مجلس عالی کی جدائی کا بڑا قلق ہوا مگر حضور ﷺ کا اپنے لئے دعا فرمانا اور سارے فرشتوں کا اور آپ کا یاد کر کے تمام دن ایسا سرور رہا کہ جس کا بیان نہیں کر سکتا۔ صبح کو اٹھ کر اپنے کھانے کا اسی وقت انتظام کیا کہ روپیہ قرض لے کر اسی سے سب قسم کا غلہ منگایا یہ خیال کیا کہ تنخواہ سے اس قرض کو ادا کر دوں گا۔

تحقیق: سبحان اللہ ماشاء اللہ مجھ کو وجد کی کیفیت ہوگئی خدا تعالیٰ مبارک کرے اور آپ کے لئے برکات کی چابی فرمائے آپ نے جس طریق سے اس پر عمل شروع کیا ہے خدا تعالیٰ اس میں ترقی دے کر اس کو مکمل فرمائے۔

حال: آج صبح کا وقت ذکر کی حالت میں غیب سے یہ آواز ہوئی کہ تم سے خدا تعالیٰ راضی ہوا یہ کیا حال ہے معلوم نہیں۔

تحقیق: یہ واقعہ ''لَهُمُ الْبُشْرٰى فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِى الْاٰخِرَةِ'' (کہ ان کے لئے دنیا کی زندگی میں خوشخبری ہے اور آخرت میں (بھی)) کا ایک مصداق ہے۔ مبارک ہو۔ خوشخبری کی حکمت یہ ہے کہ دل

بڑھے اور زیادہ کام میں لگیں۔

حال: گزارش احوال یہ ہے کہ آج صبح نماز فجر سے پہلے ذکر میں مشغول تھا کہ خود بخود غنودگی کی ایک حالت ۵، ۷ منٹ کے لئے طاری ہوگئی۔ اس وقت جناب والا کو دیکھا کہ آپ نے میرے دل میں نور کے دو ستون قائم فرمائے اور یہ فرمایا کہ یہ ایک ستون مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی کا ہے اور یہ ایک ستون مولانا محمد قاسم صاحب کا ہے۔ وہ دو ستون بہت باریک اور نور سے چمکتے ہوئے تھے۔ جب میرے قلب میں وہ قائم کئے گئے عجیب حالت ہوئی جس کا اب تک بہت اثر ہے۔

تحقیق: پہلی نبوت کی نسبت ہے دوسری ولایت کی نسبت ہے۔ مولانا گنگوہی پر پہلی غالب تھی مولانا نانوتوی پر دوسری کا غلبہ تھا مبارک ہو۔

حال: ایک دن میں تہجد کے بعد ذکر کر رہا تھا یہ معلوم ہوا کہ میرا جسم ایک دم سے پھول کی طرح ہلکا ہوگیا اور کچھ وزن نہیں رہا چند منٹ یہ حالت رہی ایسا معاملہ آج تک کبھی پیش نہیں آیا۔ ذکر کی حالت میں کچھ مرتبہ جاگنے کی حالت میں آنکھیں بند تھیں تو یہ معلوم ہوا کہ قرآن شریف کھلا ہوا سامنے رکھا ہے اور تلاوت کرتا ہوں کبھی ایک آیت یا دو آیت تک یہ بات باقی رہی۔

تحقیق: پہلی کیفیت غالباً ذکر کا اثر ہے جس سے روح میں لطافت پیدا ہو جاتی ہے اور روحانیت کے غلبہ سے اس لطافت کا اثر جسم پر ہوتا ہے پسندیدہ حالت ہے مگر مقصود نہیں اور دوسری کیفیت ذکر کے سرایت کرنے کی علامت ہے یہ بھی پسندیدہ ہے۔

حال: اب تعمیل ارشاد میں گزارش ہے کبھی نماز پڑھنے میں دل میں رقت ہوتی ہے۔

تحقیق: یہ ذکر کا اثر ہے۔

حال: ایک بات جو ذکر کی حالت میں پیش آتی ہے وہ تحریر خدمت ہے۔ وہ یہ کہ ایک دن ذکر کی حالت میں کسی شخص کی آواز سنائی دی میں نے نہ تو اس آواز دینے والے کو پہچانا اور نہ اپنا نام سنا اتنا کرنے کے بعد پھر ذکر میں مشغول ہوگیا۔ دوبارہ پھر ایک آواز معلوم ہوئی پھر غور کیا تو کوئی معلوم نہیں ہوا پھر اپنے کام میں مشغول رہا۔ اسی طرح تین بار ہوا اس کے بعد میں اپنے کام میں ہی مسلسل مشغول رہا اور ذکر کرتا رہا اس کے بعد کوئی آواز وغیرہ معلوم نہیں ہوئی۔

تحقیق: اس (آواز) کی طرف جتنی توجہ کی اتنی توجہ بھی نہیں کرنی چاہئے۔ یہ سب حجابات (پردے) ہیں۔

حال: احقر نے اس سے پہلے خط میں انوار کے بارہ میں سوال کیا تھا ارشاد ہوا تھا لطائف کے انوار اور دماغ

تصرف دونوں ہی ہو سکتے ہیں توجہ نہیں کرنی چاہئے۔ حضور اس (لطائف کے انوار اور دماغ کے تصرف) میں فرق کس طرح کیا جاتا ہے۔

تحقیق: اس کی بھی ضرورت نہیں اس کی تحقیق بے کار ہے اور راستے سے ہٹانے والی چیز ہے۔

حال: اس ہفتہ میں ایک دن دیکھا کہ بجلی کی طرح ایک نور میرے سینہ سے نکل کر پھر اندر چلا گیا اور بندہ حیران رہ گیا۔ ذکر کے درمیان خصوصاً سحری کے وقت اکثر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میرے سر کے اوپر آسمان ہے اور اس میں ستارے ہیں اور سارا جہاں منور (روشن) ہو جاتا ہے۔ یہ نہیں معلوم ہوتا کہ میں کہاں ہوں حالانکہ میں مسجد یا حجرہ میں ہوتا ہوں نہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ میں زمین پر ہوں۔ سارا جہان بالکل انوار ہی انوار معلوم ہوتا ہے اور سر کے اوپر آسمان اور ستارے نہ درخت ہوتا ہے نہ انسان نہ اور کچھ کبھی کبھی آسمان پر چاند بھی نظر آتا ہے۔

تحقیق: اس کا وہی جواب ہے جو پہلے پرچہ میں مذکور ہوا میرا یہ کہنا دونوں احتمال ہیں۔ آخر تک

حال: پہلے ساری چیزوں وغیرہ کی طرف توجہ حجاب لگتی تھی اور طبیعت میں اس لئے نفرت تھی۔ اس وقت طبیعت کو معرفت کی طرف متوجہ پاتا ہوں اس لئے اتنی نفرت نہیں رہی جتنی پہلے تھی نہ معلوم میری کیا حالت ہو رہی ہے تسلی فرمائیں۔

تحقیق: یہ حالت پہلے سے بلند ہے اگر اشیاء کی طرف توجہ نہ ہو مگر اس دوسری حالت میں دھوکہ بہت ہوتا ہے اس لئے معرفت کی حیثیت سے بھی ان کی طرف توجہ جان بوجھ کر نہیں کرنی چاہئے۔

حال: گزارش ہے کہ بندہ بفضلہٖ تعالیٰ استقامت سے اپنے وظائف پر پابند ہے اگرچہ کبھی کبھی نفس گھبراتا بھی ہے مگر پھر جلدی سیدھا ہو جاتا ہے۔ ایک دن اسم ذات پڑھتے پڑھتے ایک صورت دل میں نظر آتی تھی جو مسلسل میری ہی طرح سر ہلا کر اللہ اللہ کر رہی تھی اور دل یہ کہتا تھا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی صورت مثالی ہے۔

تحقیق: یہ خیال خطرناک ہے بلکہ یہ خیال کرنا چاہئے کہ یہ اپنی روح کی صورت مثالیہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے تسلی دینے کو منکشف کر دیا ہے (اس کا مطلب یہ ہے) کہ ذکر کا اثر روح تک پہنچ گیا ہے قبولیت کی علامت ہے۔

حال: جس کا عکس تمہارے اوپر پڑ رہا ہے اگر اس کی طرف سے یہ معاملہ نہ ہو تو تم ہرگز خدا کو یاد نہ کر سکو جیسا کسی برقعہ میں اپنا محبوب ہو اس طرح اپنے آپ میں اور دوسری چیزوں میں اللہ تعالیٰ کا ہونا اور ان کا نہ ہونا ذوقاً معلوم ہوتا ہے اور ہر شے اسی کے ظاہر ہونے کی جگہ معلوم ہوتی ہے جس طرح سورج کے آگے شیشہ (کہ شیشہ میں سورج کا عکس ہوتا ہے ایسے ہر چیز میں اللہ تعالیٰ کا عکس ہے)۔

تحقیق: مگر یہ نہ سمجھا جائے کہ ظاہر ہونے کی بالکل ایسی ہی حالت ہے یہ عبارت سمجھانے کے لئے ہے نہ کہ

اعتقاد رکھنے کے لئے۔

حال: اپنی طرف کوئی چیز منسوب کرتے ہوئے غیرت معلوم ہوتی ہے کہ میں کیا چیز ہوں اگر اپنے نیک کام پر نظر پڑتی ہے تو اس کی مہربانی کا عکس معلوم ہوتا ہے اس وقت بڑا مزہ اور لذت آتی ہے یہ باتیں ظاہر کرتے ہوئے دعوی معلوم ہوتا ہے اس لئے گھبرا گھبرا کر عرض کر رہا ہوں۔

تحقیق: یہ پسندیدہ ہے مبارک ہے۔

حال: کبھی کبھی ذکر کے وقت اپنا چہرہ بہت خوبصورت معلوم ہوتا ہے۔

تحقیق: نور ذکر کا طبعی اثر ہے۔

حال: تہجد تو کبھی کبھی قضا ہو جاتی ہے اور کوئی ایسا خواب وغیرہ نظر نہیں آتا جس سے جاگ اٹھوں مگر فجر کی نماز کے لئے اگر تاخیر ہوتی ہے تو اس قسم کے خواب دیکھتا ہوں کہ جماعت تیار ہے اور میں وضو وغیرہ میں مشغول ہوں بس گھبرا کر جاگ اٹھتا ہوں مگر کئی مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ سوتے میں کسی نے پکارا (مولوی صاحب) بس جاگ اٹھا ایک مرتبہ کسی نے ان الفاظ سے پکارا (مولوی رفیع الدین صاحب) بس جاگ اٹھا تو اللہ تعالیٰ سے کمترین نے دعا کی کہ یا اللہ تعالیٰ میرا نفس تو ابھی اس قابل نہیں ہوا کہ اس طرح بیدار کیا جاؤں اور نفس کی حالت درست رہے پھر جب سے کوئی آواز نہیں آئی کمترین یہ پوچھنا چاہتا ہے کہ یہ آواز دنیا کے عالم کی تھی یا کوئی اور تھی۔

تحقیق: غالباً ملکوتی (فرشتوں کے عالم سے) ہے لطائف غیبیہ سے تربیت و ہدایت کی جاتی ہے اور یہ اگرچہ پسندیدہ ہے مگر مقصود نہیں نہ اس کا ہونا کمال ہے نہ نہ ہونا نقصان دہ ہے۔

حال: پیر کی رات جس وقت تہجد پڑھ کے ذکر کرنے بیٹھا ہوں تو کچھ دیر بعد مجھے موت اور موت کے بعد کا واقعہ آیا تو حضرت! مجھے اتنا رونا آیا کہ مجھے ذکر کرنے کی ہمت نہیں ہوئی۔ جب بھی ذکر شروع کرتا رونا آتا اسی حالت میں میں نے ذکر پورا کیا۔ حضرت! بدھ کی رات جب ذکر شروع کیا تو جس وقت اللہ اللہ کی تین تسبیحیں ختم ہوگئیں تو میں بے خبر ہو گیا دنیا میں ہوں یا نہیں یہ خبر مجھے نہ تھی تو دیکھتا ہوں کہ میں ایک بہت بڑے میدان میں پہنچ گیا اور دیکھتا ہوں کہ ایک طرف بہت بڑا مکان ہے ایسا خوبصورت مکان کبھی نہیں دیکھا اور اس مکان کے سامنے باغ بھی لگا ہوا ہے دل میں خواہش ہوئی کہ اندر جا کر دیکھوں پھر اندر جانے کی فرصت نہیں ملی ہوش آ گیا تو دیکھتا ہوں نہ مکان ہے نہ کچھ وہی اللہ اللہ کا ذکر کرتے ہوئے اپنے آپ کو پایا۔

تحقیق: ان باتوں کی طرف توجہ نہ کریں۔

حال: حضرت منگل کی رات جس وقت نفلیں پڑھ کر بارہ تسبیح شروع کیں کچھ دیر کے بعد دیکھتا ہوں کہ ساری

مسجد روشن ہوگئی آنکھ کھول کر جو دیکھا تب بھی روشن معلوم ہوئی۔

تحقیق: ایسے حالات اس مصلحت کے لئے بھی پیش آجاتے ہیں کہ سالک کو نشاط ہو (سلوک کے) راستے میں مشغول ہونا آسان ہو۔

حال: بحضور اقدس سیدی و مرشدی و آقائی مدظلہم العالی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ گزارش ہے کہ آج ایک نئی بات پیش آئی وہ یہ کہ ذکر کرتے کرتے بہت لطف آیا دوسرے دنوں سے زیادہ اور اس لطف میں تمام جسم موٹا معلوم ہونے لگا اور تمام جسم پر ایک بوجھ سا معلوم ہوا۔ بہت دیر تک یہ حالت رہی انگلیوں اور ہاتھوں کا موٹا ہونا یہ تو کبھی کبھی ہوتا ہی تھا مگر اس طرح پہلے نہیں معلوم ہوا تھا آج ہی معلوم ہوا ہے۔ صبح کو تلاوت میں بھی آج معمول سے زیادہ مزہ آیا۔ فقط

تحقیق: السلام علیکم۔ وارد کا اثر پہلے قلب پر ہوتا ہے اور کبھی قلب سے جوارح پر آجاتا ہے اور وہ اثر اگرچہ غیبی ہوتا ہے مگر جوارح پر بدنی کیفیات کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے جیسا وحی کا اثر حضور ﷺ کے بدن شریف پر وزن کی شکل میں ہوتا تھا یہ قاعدہ ہے کہ فرحت اور خوشی میں بدن پھول جاتا ہے اسی طرح باطنی لطف کا اثر بدن پر کبھی اس طرح بھی ہوتا ہے کہ بدن پھولا ہوا اور موٹا خیال میں آئے اور حقیقت میں نہ پھولتا ہے نہ موٹا ہوتا ہے۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه اور اَللّٰه اَللّٰه کے ذکر میں فرق

حال: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کے وقت اس کے معنی پر نظر ہو جاتی ہے اور یہ وسوسہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ میں کس کو مخاطب کر کے کہتا ہوں اس خیال سے کبھی تو اللہ تعالیٰ کو مخاطب کرتا ہوں کہ میں آپ کی یہ صفت بیان کرتا ہوں اور کبھی شیطان اور نفس کو مخاطب کرتا ہوں کہ دیکھو میرا معبود یہ ہے جس کی یہ صفت ہے اور کبھی یہ خیال ہوتا ہے کہ یہ الفاظ تو اللہ سے دوری پیدا کرتے ہیں صرف اللہ اللہ ہونا چاہئے۔ کئی دن سے یہ وسوسہ پیدا ہو جاتا ہے اور (الا اللہ) کے ذکر کے وقت بھی یہی خیال رہتا ہے۔ جب اللہ اللہ کے ذکر کی باری آتی ہے تب یہ خیال ہٹتا ہے اور اللہ اللہ کے ذکر کے وقت انبساط ہوتا ہے اور اچھا معلوم ہوتا ہے۔ یہ معلوم ہوتا ہے کہ اب میں اپنے اللہ سے کہتا ہوں اور وہ سنتے ہیں۔ اس وقت دل سے اپنے مقصود کو بھی کہتا جاتا ہوں کہ رحم کر فضل کر بخش دے وغیرہ وغیرہ۔ خلاصہ یہ کہ اللہ اللہ کے ذکر کے وقت قرب زیادہ پاتا ہوں اور لا الہ الا اللّٰه و الا اللّٰه کے وقت دوری۔

تحقیق: یہ قریب ہونا اور دور ہونا خیالی ہے ورنہ زیادہ قرب لا الہ الا اللّٰه میں ہے کہ یہ ماثور (منقول ہے

یعنی حدیث میں آیا ہے) اور دوسرے اذکار یعنی الا اللّٰہ یا اللّٰہ اللّٰہ یکسوئی کے فائدہ کے لئے تجویز ہوئے ہیں۔

ناغہ کا نقصان دہ ہونا

حَال: تین ماہ سے بارہ تسبیح چھوٹ گئی بہت افسوس کرتا ہوں آہستہ بھی نہیں ہوسکتی ظاہر میں تو خوب موٹا تازہ ہوں مگر دماغ بہت ہی کمزور ہے۔

تحقیق: کوئی مقصود فوت نہیں ہوا۔

شغل انحد میں سنائی دینے والی آواز کا مخلوق ہونا

نوٹ: شغل انحد: اس شغل کا طریقہ یہ ہے۔ سانس روک کر آنکھیں بند کرلیں پھر کانوں میں کلمہ والی انگلی ڈال کر ذرا زور سے بند کریں اس سے کانوں میں ایک آواز پیدا ہوتی ہے دل سے اس آواز کی طرف دھیان رکھے اور زبان یا دل سے ''اللہ اللہ'' کہتا رہے۔ (قصد السبیل: ص ۲۲)

سُؤال: شاہ نیاز احمد صاحب جو پرانے زمانے کے بزرگ ہیں کے دیوان میں ہے کہ ؎

بشنوی یک کلام نا مقطوع ❀ از حد و شاد فناء بود مرفوع

اول و آخر چوں بے حد شد ❀ زاں سبب نام ادبا نحد شد

ترجمہ: ''تو ایک ناختم ہونے والا کلام سن۔ جو ابتدا وانتہا سے بلند و بالا ہے۔ اس کی ابتدا وانتہا کی کیونکہ کوئی حد نہیں ہے۔ اسی لئے اس کا نام انحد ہے۔''

جواب: ان بزرگ کا قول کوئی دلیل نہیں ہے اور نہ ہی شغل انحد کے انحد نام ہونے کی یہ وجہ ہے بلکہ ہندی لغت میں ''انادی'' کے معنی قدیم ہیں اور یہ (اس آواز کو قدیم سمجھنے کا) اعتقاد جوگیوں کا ہے کہ وہ اس آواز کو قدیم سمجھتے ہیں پھر یہ اعتقاد مسلمان صوفیا میں بھی مشہور ہوگیا۔ اس کی نقلی اور عقلی کوئی دلیل نہیں ہے۔

سُؤال: ضیاء القلوب ص ۲۰ پر ہے کہ اس انحد کی آواز کا مقابلہ دنیاوی شور نہیں کرسکتا ہے بلکہ (یہ) سرمدی آواز سب پر غالب رہتی ہے۔

جواب: یہ حکم منع نہیں ہے کیونکہ سرمدی کا معنی ناختم ہونا ہے اور مخلوق کے لئے ابدیت (ہمیشہ باقی رہنا) ممکن ہے اور مخلوق کے لئے ہمیشہ سے ہونا ممکن نہیں ہے اور یہ حکم ظنی (یعنی گمان سے) ہے اس لئے اس کے یقینی ہونے کا اعتقاد جائز نہیں ہے اسی طرح اس (آواز) کے ختم نہ ہونے کا یہ مطلب بھی نہیں ہے کہ یہ اللّٰہ تعالیٰ کی

صفات میں سے ہے۔

اوپر کے سوال کا تتمہ: یہ وہی آواز ہے جو موسیٰ علیہ السلام نے پوری طرح سنی تھی۔

جواب: یہ (بھی) ممنوع نہیں ہے لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی آواز ہے بلکہ یہ فرشتے کی آواز ہوسکتی ہے۔

سوال: تذکرہ العارفین (نامی کتاب) میں ہے کہ یہ آواز مخلوق کے پیدا ہونے سے پہلے بھی موجود تھی۔ اب بھی ہے اور ہمیشہ رہے گی۔ حضرت غوث پاک فرماتے ہیں کہ ۱۳ برس غار حرا میں اس شغل میں رہا تو عظیم کشادگی حاصل ہوئی۔

جواب: عارفین کے انوار بغیر دلیل نقل کرنا حجت نہیں ہے۔

(تتمہ سوال بالا) ان سب عبارات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ آواز قدیم اور منجانب خداوند تعالیٰ ہے لیکن قصد السبیل میں اس کے خلاف لکھا ہے وہ یہ ہے کہ اس شغل میں مشغول ہونا ذکر نہیں کیونکہ یہ آواز نعوذ باللہ حق تعالیٰ کی صفت تو ہے نہیں جیسا کہ بعض کو دھوکا ہوگیا ہے بلکہ عالم غیب میں کسی مخلوق کی بھی آواز نہیں۔

جواب: یعنی ہمیشہ ایسا نہیں (ہے کہ یہ آواز عالم غیب میں کسی مخلوق کی نہیں ہے) بلکہ اکثر بھی نہیں (مگر بہت ہی کم کبھی ہوسکتی ہے)۔

(تتمہ عبارت قصد السبیل): صرف اس کے دماغ میں ہوا بند ہوکر ہلنے لگتی ہے اھ اس لئے سوال یہ ہے کہ ضیاء القلوب وغیرہ کی تحریر کے مطابق اگر کوئی عقیدہ رکھے تو کیسا ہے اور یہ کلام میں یہ اختلاف کیوں نظر آرہا ہے۔ شدید ضرورت کی وجہ سے یہ سوال کیا گیا ہے۔

جواب: اوپر ساری تفصیل لکھ دی ہے۔

ذکر لا الہ الا اللہ میں غیبت کے خیال کی تصحیح

حال: بارہ تسبیح کے وقت اکثر یہ خیال آتا ہے کہ اللہ پاک تو پاس موجود ہیں جیسا کہ (حدیث سے) ثابت ہے کہ "انا جلیس من ذکرنی" (کہ جو مجھے یاد کرتا ہے میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں) تو کلمۂ لا الہ الا اللہ اور الا اللہ حاضر کے مطابق نہیں ہیں یعنی ایسے الفاظ ہونا چاہئے جیسا کہ حاضر اور موجود سے کرتے ہیں۔ یہ خیال اکثر آتا ہے اور پھر کچھ اس طرف سے دل ہی دل میں ملا کر ان الفاظ کو حاضر کے موافق بناتا ہوں یعنی یہ کہ اے اللہ آپ کی یہ صفات ہیں اور میں اس طرح آپ کو یاد کرتا ہوں آپ کی یہ صفات ہیں۔

تحقیق: یہ خیال صحیح نہیں ورنہ سب سے زیادہ قرب وحضور جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہے آپ عنوان کے بدلے جانے کے زیادہ مستحق تھے اور حقیقت میں اکابر کا ذکر حضور (موجود ہونے) کی حالت میں (بھی) غیبت (موجود نہ ہونے) کے عنوان سنے ہے چلا آرہا ہے مثلاً بڑے حکام کے روبرو اس طرح کہا جاتا ہے کہ سرکار کے سوا میری کوئی پناہ نہیں اس عادت کے چلے آنے کے علاوہ بھی اللہ تعالیٰ قریب ہونے کی حالت میں قرب کی حالت میں بھی ورا الوراء ثم الوراء الوراء ہیں اس لئے ایک طرح قریب ہیں اور ایک طرح دور ہیں اس لئے کبھی لا الہ الا اللہ کہا جاتا ہے اور کبھی لا الہ الا انت۔

ذکر میں بیوی کی جدائی کے درد کا پیش آنا

سؤال: عرض یہ ہے کہ پہلے کبھی کبھی بندہ کو معمولات ادا کرتے وقت رونا آتا تھا اور وہ بھی بتکلف مگر میرے گھر میں (بیوی کے) انتقال کے بعد سے بلا تکلف بلا اختیار ذکر کے وقت رونا بہت آتا ہے۔ خیال کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ (اس میں کچھ) بیوی کے جدائی کے درد کی ملاوٹ بھی ہے کیا کروں ایسی ملاوٹ کو کس طرح دور کروں۔ تنہائی میں بیٹھتے ہی بیوی کی باتیں یاد آتی ہیں اور دل گھبرا جاتا ہے۔ اب عرض یہ ہے کہ حضور والا دعا یا کچھ تدبیر بندہ نوازی کے واسطے ارشاد فرمائیں کہ ذکر محمود کے ساتھ یہ دنیا کے ذکر کی ملاوٹ نہ ہو۔

جواب: السلام علیکم۔ (بیوی کی جدائی کے درد کی) یہ ملاوٹ غیر اختیاری ہے اس لئے نقصان دہ نہیں ہے اس لئے اس کے (دور کرنے کے) اہتمام کی بھی ضرورت نہیں۔ بلکہ نتیجے کے اعتبار سے کہ یہ ٹوٹنا مقصود کے لئے معاون ہے اس لئے مفید ہے کچھ فکر نہ کیجئے۔

ذکر میں دل لگ جانا شغل کی طرح ہے

حال: کسی دن فرصت کے وقت اسم ذات کے ذکر میں جی لگتا ہے اور اس روز شغل ناغہ ہو جاتا ہے ایسا کرنا چاہئے یا چند منٹ شغل کر کے پھر ذکر میں مشغول ہونا چاہئے جو میرے لئے مناسب ہو ارشاد فرمائیں۔

تحقیق: اگر ذکر میں دل لگ جائے تو اس سے شغل کی غرض حاصل ہو گی۔

ذکر میں ریاء کا علاج

حال: چند روز سے بندہ کے دل میں ایک تردد ہے وہ یہ ہے کہ اگر کسی رات اٹھنے میں دیر ہو جاتی ہے تو اس وقت اگر تہجد ۱۲ رکعت ادا کر کے بارہ تسبیح ادا کرنا چاہئے یا بارہ تسبیح چھوڑ دینی چاہئے؟ تسبیح چھوڑنے کو دل بھی نہیں

چاہتا اس خیال سے کہ لوگ کہیں گے یہ آخر شب کو اٹھا نہیں۔ اس وقت تو یہ خیال کر کے ریاء سے بچ جاتا ہوں کہ لوگ تیرے نفع اور نقصان کے تو مالک نہیں لیکن اس وقت پوری ۱۲ رکعت ادا کرنا چھوڑ دینا چاہئے جیسے حضرت والا رائے دیں گے ویسا ہی عمل کروں گا۔

تحقیق: بارہ تسبیح اگر اپنی خصوصیات جہر وغیرہ کے ساتھ خود ہی مقصود ہونے میں اصل ہوتی تو اس کو پہلے کرنے میں ریا (کے ہونے نہ ہونے) کی پرواہ نہیں کی جاتی بلکہ ریا کا علاج کیا جاتا ہے لیکن اس میں تہجد کے مقابلے میں مقصودیت نہیں ہے (یعنی تہجد کے مقابلے میں یہ مقصود نہیں بلکہ تہجد مقصود ہے) اس لئے تہجد کو مقدم کیا جائے گا اگرچہ بارہ تسبیح چھوٹ جائیں جس کو دن میں کسی وقت میں پورا کر لینا مناسب ہے۔

ذکر کے وقت وحشت ہونے کا علاج

حال: آج کل میری حالت بہت خراب ہے۔ اللہ تعالیٰ رحم فرمائے۔ معمولات تو پورے ہو رہے ہیں اور عرصہ سے ناغہ نہیں ہوئے۔ ایک ہفتہ پہلے تک یکسوئی سے ذکر یا مذکور کی جانب پوری توجہ رہا کرتی تھی اور تھوڑے دنوں سے یہ بھی ہو گیا تھا کہ ذکر کے وقت یہ خیال آتے ہیں (کہ عبد ذلیل اپنے معبود کے سامنے حاضر ہے یہ صرف اس کا فضل و کرم ہے ورنہ میں اس کا مستحق نہ تھا) گریہ (رونا) طاری ہو جاتا تھا یہ حالت اکثر ہوا کرتی تھی کبھی ابتدا سے ختم تک کبھی تھوڑی ہی دیر ہوتی تھی۔ مگر مجھے اس حالت سے کوئی بحث نہ تھی ہو جانے پر شکر ادا کرتا تھا اور نہ ہونے پر غمگین نہیں ہوتا تھا کیونکہ اصل مقصود ذکر اور رضاء الٰہی کو سمجھتا ہوں۔

اب کئی دن سے ذکر کے وقت بہت ہی وحشت ہوتی ہے کسی طرح (بھی) دل متوجہ نہیں ہوتا ہے اور اتنی گھبراہٹ پیدا ہو جاتی ہے کہ بار بار یہ ارادہ پیدا ہوتا ہے کہ اس وقت ملتوی کر دوں مگر اب تک ایسا کیا نہیں ہے لیکن آج رات یہ خطا ہوئی ہے کہ ذکر کی معین تعداد آدھی ہوئی ہی تھی کہ چھوڑ دیا۔ مگر چھوڑ دینے پر اور زیادہ قلق ہوا اور ہے۔ بہت چاہا کہ جب یوں بھی چین نہیں تو پھر پورا ہی کر لوں مگر بدبختی سے نہ ہو سکا۔ ایک ہفتہ سے بہت پریشان ہوں جب یکسوئی سے ذکر اللہ تعالیٰ نہ ہو سکا تو مقصود ہی فوت ہے۔ اللہ تعالیٰ رحم فرمائے۔ اطلاعاً عرض ہے حضور والا دعا فرمائیں اور مناسب ہدایات سے مدد فرمائیں۔

تحقیق: کچھ پریشانی کی بات نہیں بعض طبعی اسباب (کی وجہ) سے ایسا ہو جاتا ہے ذکر بدل دیا جائے یعنی جتنا وقت اس ذکر میں لگتا تھا اتنے وقت میں قرآن مجید کی تلاوت یا نوافل یا درود شریف یا جس طرح طبیعت کو میلان ہو وہ شغل کیا جائے اور ایک ہفتہ کے بعد اس پرچہ کے ساتھ پھر حالت سے اطلاع دی جائے۔

تلاوت کی زیادتی کو ذکر کی زیادتی پر ترجیح

ایک مجاز صاحب کا حال

حال: السلام علیکم۔ اللہ تعالیٰ کی مدد سے اذکار ماموره پر مداومت (ہمیشگی) ہے اور باقی اوقات میں کلام مجید کی تلاوت کی زیادتی رہتی ہے کوئی نئی حالت نہیں ہے جو خدمت والا میں عرض کرے لیکن ایک نئی بات یہ محسوس کرتا ہے کہ تلاوت سے جتنا شغف ہے اتنا اذکار سے نہیں ہے حالانکہ شروع میں حالت الٹ تھی اگر کسی دن کسی مجبوری کی وجہ سے تلاوت نہیں ہوسکتی ہے یا کم ہوتی ہے تو قلب پر ایک غم کی سی کیفیت طاری رہتی ہے اس حالت کے برا ہونے کا وسوسہ ہوتا ہے۔

تحقیق: اصل مقصود یہی حالت ہے کہ ذکر سے زیادہ شغف تلاوت سے ہو اور ابتداء میں اس کا الٹ ہونا وہ عارض کے سبب خلاف اصل تھا۔

زبانی ذکر

سوال: پہلے اٹھتے بیٹھتے اگر ذکر کرتا تھا اب بہت بھول جاتا ہوں کچھ علاج بیان فرمائیں۔

جواب: جب یاد آجائے شروع کردیں۔﴿واذكر ربك اذا نسيت﴾ کہ اپنے رب کو یاد کیجئے جب بھول جائیں۔

حال: (اسی طرح) مختلف قسم کی کیفیتیں پیدا ہوئیں۔ اب پھر بالکل کورا (خالی) ہوں۔ سب حالتیں مٹ گئیں دن بھر بیٹھا سلطان الاذکار کرتا ہوں کچھ نفع نہیں ہوتا ہے طبیعت بہت گھبراتی ہے۔

تحقیق: سلطان الاذکار روزانہ نہ کیجئے۔ ایک روز یہ، اور ایک روز صرف زبانی اسم ذات کا ذکر کریں۔

سوال: اگر زبانی ذکر خود کو سنائے بغیر ہو تو ذکر سمجھا جائے گا یا نہیں۔ کبھی اس طرح بھی کرتا ہوں فقہ (کی کتابوں) میں تو کم سے کم آہستہ پڑھنے کی مقدار خود کو سنانا لکھا ہے اس صورت میں تو یہ نہ سری ہے نہ جہری۔ یہ صورت زیادہ تر نیند کے وقت پیش آتی ہے کہ اگر کچھ آواز کے ساتھ کرتا ہوں تو نیند میں مشکل ہوتی ہے اور بالکل زبان کو روکنے کو بھی دل نہیں چاہتا لہٰذا یہ صورت اختیار کرتا ہوں۔

جواب: فقہاء نے جو (خود کو سنائے بغیر کا) اعتبار نہیں کیا اس کے معنی یہ ہیں کہ دنیوی احکام اس کے بغیر (کہ خود کو سنائے بغیر) معتبر نہیں ہیں۔ نہ یہ کہ ثواب بھی نہیں ہوتا آپ بے تکلف ایسا کرتے رہیں۔

حال: زبانی ذکر پہلے سے کم اور قلبی پہلے سے بہت زیادہ ہوتا رہا ہے۔ ذکر قلبی اکثر اوقات آسانی سے جاری

رہتا ہے۔ مشغولی کے ساتھ بھی جاری رہتا ہے لیکن اکثر دماغی مصروفیت کے وقت بند ہو جاتا ہے۔ کوشش کرتا ہوں کہ ایسے وقت بھی بے تکلف جاری رہے سکے۔

تحقیق: نہیں رہ سکتا۔ کیونکہ ایک وقت میں دو طرف توجہ نہیں ہوتی لیکن اس جاری نہ رہنے سے کچھ نقصان نہیں ہے۔ باقی ذکر قلبی کے بارے میں یہ ہے کہ اگر اس وقت زبانی ذکر مشکل ہو تو قلبی ذکر پر اکتفا کرنے میں کوئی حرج نہیں ورنہ صرف قلبی ذکر پر اکتفا نہ کیا جائے اس کے ساتھ زبانی ذکر بھی ضروری ہے خواہ قلبی ذکر میں اس سے کچھ کمی ہی ہو جائے۔

حال: کبھی معمولات اوراد وغیرہ حارج ومزاحم (یعنی آڑ) معلوم ہونے لگتے ہیں اور دل چاہتا ہے کہ ہر وقت ذکر و شغل ہی جاری رہے۔

تحقیق: یہ دل چاہنا اسی لئے ہے کہ ہر وقت ذکر شغل نہیں۔

سوتے میں ذکر قلبی

حال: حضور نے جو تعلیم فرمایا ہے یعنی اسم اللہ جہر سے اور ہو خفی وہ برابر جاری ہے۔ تعداد تین ہزار مرتبہ ہے۔ جس کو ادا کرتے ہوئے ڈیڑھ سال کے قریب ہو گیا ہے جس کی اطلاع بھی حضور کو دیتا رہا ہے اور جواب شافی سے حضور بھی کمترین پر کرم فرماتے رہے ہیں۔ چند دنوں سے یہ کیفیت ہوگئی ہے کہ بندہ جب عشا کی نماز کے بعد سوتا ہے تو سونے کی حالت میں یہ ذکر جاری ہو جاتا ہے۔ بندہ کو کچھ نہیں معلوم ہوتا لیکن پاس کے سونے والے بیدار ہو جاتے ہیں اور جب مجھ کو اٹھاتے ہیں تو قلب میں آگ اور بیقراری معلوم ہوتی ہے۔

ایک مرتبہ سوتے میں جب ذکر جاری ہوا تو اپنی آواز سے خود جاگ گیا اس کے بعد بھی قلب اور زبان سے ذکر مسلسل جاری تھا معلوم نہیں کہ یہ دل کی کمزوری ہے یا خداوندی عطیہ ہے امید کہ حضور اصلاح فرمائیں گے۔

تحقیق: اگر دوسرے آثار بھی ضعف قلب کے ہوں مثلاً جلدی غصہ آ جانا تنہائی میں خوف معلوم ہونا بدگمانی کے خیالات زیادہ آنا کبھی کبھی اختلاج کا ہونا تب تو اس میں دل کی کمزوری کی ملاوٹ ہے۔ اس صورت میں طبیب سے علاج کرانا ضروری ہے اور اگر یہ آثار نہیں ہیں تو مبارک ہو اور پہلی (دل کی کمزوری والی) صورت میں بھی نعمت سے خالی نہیں۔

ورد میں ناغہ نہیں ہونا چاہئے

حال: (بندہ) دلائل الخیرات اور مناجات مقبول ایک منزل روزانہ پڑھ لیتا ہے مگر اعمال کی برائی کی وجہ سے کبھی

ناغہ بھی ہو جاتا ہے۔ جس دن ان میں سے کچھ ناغہ ہو جاتا ہے تو دل میں کچھ افسوس اور شرمندگی محسوس ہوتی ہے اور جب ادا کر لیتا ہے تو اس وقت طبیعت میں اطمینان اور ایک خوشی معلوم ہوتی ہے۔

تحقیق: مناجات مقبول کی منزل تو بہت مختصر ہے ناغہ ہونے کی کوئی وجہ نہیں لیکن دلائل الخیرات میں ایسا ہوسکتا ہے مگر (دلائل الخیرات کی) ایک منزل تین چار دن میں پڑھ لیا کریں یعنی پوری دلائل الخیرات ایک ماہ میں پوری کر لیا کریں۔

انوارِ ذکر

حال: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ عرض یہ ہے کہ رات کو ذکر کی حالت میں خواب جیسی حالت ہو کر اچانک ایک روشن چاند سے میرے سینہ کی طرف روشنی پڑی جیسا کہ میں بالکل بیدار ہی ہوں۔ تھوڑی دیر کے بعد (وہ چاند) ختم ہو گیا۔

تحقیق: قرائن سے ذکر کے انوار معلوم ہوتے ہیں مبارک ہو۔

حال: ذکر و مراقبہ کے انوار اکثر اخلاط کے ٹکراؤ کی وجہ سے اور (کبھی) تجلی سے بھی ہوتے ہیں۔ ان دونوں میں (کہ انوار اخلاط کے ٹکراؤ کی وجہ سے ہیں یا تجلی کی وجہ سے ہیں) کوئی فرق کرنے (اور پہچاننے) کا کوئی طریقہ ہے تو ارشاد فرمائیں تو انشاء اللہ سالکین کی معلومات میں ایک نیا اضافہ ہوگا۔ اس لئے تمنا کرتا ہوں کہ تفصیل سے تحریر کیا جائے۔

تحقیق: (وہ) فرق (کا طریقہ) بھی خیالی ہوگا اگر فرض کریں کہ یقینی ہو جیسا کہ ضروری علم بغیر دلیل کے حاصل کیا ہوا ہوتا تو بھی اس سے شمار کے قابل کیا فائدہ ہوگا۔ کیونکہ دونوں (ذکر کے انوار و تجلی) توجہ (کرنے) کے قابل نہیں ہیں اور (ان سے) جو فائدہ ہے کہ یہ یکسوئی کا ذریعہ ہوتا ہے وہ (فائدہ) دونوں میں (خواہ اخلاط کے ٹکراؤ کا نتیجہ ہو یا تجلی سے ہو) برابر ہے۔

مراقبہ میں کتا و سانپ نظر آنا

حال: کبھی رات کے وقت مراقبہ کی حالت میں خواب جیسی حالت ہو کر کتا یا سانپ کی صورت سامنے دیکھتا ہوں۔

تحقیق: کتا نفس کے ساتھ زیادہ اور سانپ شیطان کے ساتھ زیادہ مشابہت رکھتا ہے اللہ تعالیٰ نفس و شیطان کی وصفی صورت ظاہر فرماتے ہیں تاکہ تنفر ہو کر ان سے بچنے کا خاص اہتمام رکھا جائے۔

حال: اور دن کو اکثر دنیاوی دشمنوں کی دشمنی مجھ پر ظاہر پاتا ہوں حتیٰ کہ چھوٹا بھائی مجھ سے اور والدین سے جدا

ہونے پر اور مجھ کو مکان سے نکال دینے پر بالکل تیار ہو گیا ہے۔

تحقیق: اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے کہ اپنے علاوہ کے تعلقات کو اس طرح دل سے نکال لیتے ہیں۔

سوال: مولانا! میرے حق میں دعا کیجئے یا اللہ میری توبہ قبول کر خدا جانے مجھ سے بھول کر یا جان بوجھ کر کیا تصور ہوا ہے۔

جواب: ہاں ہاں دعا کرتا ہوں مگر پریشان نہ ہوں۔

سوال: میں نے ابھی قریب ہی میں امیر لوگوں کی تائید (و مدد) سے فی الحال ایک مدرسہ قائم کیا ہے اس میں تدریس شروع کی ہے۔ دعا کیجئے اللہ علم شریعت کی ترقی کر دے۔

جواب: آمین۔

مراقبہ میں انوار لطائف نظر آنا

حال: رات کے مراقبہ میں اکثر دو تین رات سے یہ ہے کہ دیکھنے کی طرح تصور ہوتا ہے کہ تمام جسم کو ایک روشنی نے گھیر لیا ہے کبھی یہ معلوم ہوتا ہے کہ بالکل تمام روشنی ہے اگرچہ کہ جسم نہیں ہے اور کبھی رات کو یہ معلوم ہوا ہے کہ صرف ایک سفید روشنی نے سارے وجود کو گھیر لیا ہے کہ تمام جسم تصور میں آتا ہے اور بھی چاروں طرف روشنی درمیان میں کچھ سیاہی نظر آتی ہے۔

تحقیق: یہ لطائف کے انوار ہیں جو کہ محمود ہیں اگرچہ مقصود نہیں ہیں۔

حال: دوسری کیفیت یہ ہے کہ شب کو گویا تھوڑے سے پردہ کی آڑ میں بہت سی آگ سرخ آگ ایک جگہ جمع معلوم ہوتی ہے لیکن جلدی سے غائب ہو جاتی ہے۔

تحقیق: اس میں دو احتمال ہیں اگر مزاج میں حرارت دیبوست (گرمی اور خشکی) غالب ہے تب اخلاط کا بھڑکنا ہے ورنہ یہ محبت وعشق کی مثالی شکل ہے جو اپنے علاوہ کو جلانے کی خصوصیت میں آگ کی طرح ہے۔ اس لئے بعض نے ایسی صورتوں کو نسبت چشتیہ سے تعبیر کیا ہے کہ اس نسبت پر عشق غالب ہوتا ہے۔

حال: دن کے وقت ذکر کی حالت میں خواب کی طرح ہو کر اذان کی طرح بہت زور سے اللہ اکبر ایک مرتبہ سنا گیا جب دوسری مرتبہ کے واسطے ذہن متوجہ ہوا خواب کی طرح حالت ختم ہو گئی۔

تحقیق: کبھی (قوۃ) متخیلہ کا تصرف ہوتا ہے اور کبھی انکشاف ملکوتی (فرشتوں کے عالم کا انکشاف) ہے کہ عالم قدس سے دعوت اللہ کی جاتی ہے "والراجح من حالکم ھوا الثانی" (آپ کی حالت کے اعتبار سے

دوسری صورت راجح ہے) انشاء اللہ۔

حال: اکثر رات کے مراقبہ میں لال ٹین چراغ روشن تصور میں آتا ہے پھر جلد ہی ختم ہو جاتا ہے۔

تحقیق: غالب یہ ہے کہ یہ ﴿مثل نورہ کمشکوۃ فیھا مصباح المصباح فی زجاجہ﴾ کی مثالی شکل ہے۔ (آیت کا ترجمہ ہے: اللہ تعالیٰ کے نور کی مثال ایک طاق کی طرح ہے جس میں چراغ ہے وہ چراغ شیشہ میں ہے)۔

حال: کبھی خواب میں سرخ رنگ گھوڑے پر سوار ہوتا ہوں اور اس کو زور سے چلاتا ہوں۔

تحقیق: یہ صورت نفس بہیمیہ (جانوروں کے نفس) کی ہے جانور کے مشابہ ہے اور اس پر سوار ہونے کی تعبیر اس پر غلبہ ہے۔

بغیر تصور کے ذکر

سوال: ارشاد مرشد و ضیاء القلوب حضور کی تصنیفات کے علاوہ خادم کے پاس موجود ہیں مگر ابھی تک اس کا مطلب سمجھ میں استعداد کے کم ہونے کی وجہ سے نہیں آیا کہ مبتدی کلمہ لا الہ میں لا معبود اور متوسط لا مقصود یا لا مطلوب اور منتہی لا موجود ملاحظہ کرے۔

جواب: اس کے سمجھنے کی ضرورت نہیں آپ اس تصور کے بغیر ذکر کرتے رہیں۔

شغل میں لذت آنا

حال: شغل میں اب اتنی لذت معلوم ہوتی ہے کہ تحریر نہیں کر سکتا۔

تحقیق: مبارک ہو۔

حال: بلکہ سارا دن دل یہی چاہتا ہے کہ شغل ہو تو اچھا ہے غذا بالکل کم ہوگئی ہے۔

تحقیق: ایسا نہ کرنا۔

حال: لیکن اسم ذات کے بعد درد اور کچھ بخار کی حالت ہو جاتی ہے حالانکہ آج تک کبھی بخار وغیرہ کا مرض نہیں ہوا واللہ اعلم کیا بات ہے۔

تحقیق: جہر کم کریں۔

ذکر میں نیند آنا

حال: کئی دن سے (۳ دن سے) آخر ذکر شریف میں نیند محسوس ہوتی ہے اس کا علاج یا دور کرنا چاہتا ہوں۔

تحقیق: نیند اگر بہت غالب ہو تو اس کو دور نہ کیا جائے وظیفہ چھوڑ کر سو جانا چاہئے پھر (وظیفہ) دوسرے وقت پورا کر لیا جائے اور اگر زیادہ غالب نہ ہو تو ہمت کر کے جاگنا چاہئے۔

شغل انحد کے آثار

حال: آخر رات میں بارہ تسبیح کے بعد جب متوجہ ہو کر بیٹھتا ہوں تو کان میں شغل انحد کی سی آواز محسوس ہونے لگتی ہے حالانکہ میں اس کی طرف التفات نہیں کرتا۔ شروع میں جس کے ساتھ شغل انحد حسب ارشاد کچھ دن کیا تھا۔

تحقیق: آواز کا محسوس ہونا یا تو یکسوئی کی وجہ سے ہے کہ اصل اثر تو اس شغل سے پہلے ہو چکا ہے اب یکسوئی سے اس کا ظہور ہو سکتا ہے یا مزاج کی خشکی کا اثر ہے اگر طبیب خشکی تجویز کرے تو معالجہ مناسب ہے ورنہ مبارک حالت ہے اگرچہ مقصود نہیں ہے مگر محمود ہے۔

نماز عشاء سے پہلے وظیفہ پڑھنا

حال: میں جب عشاء کی نماز پڑھتی ہوں تو وتروں ہی سے مجھے نیند آنا شروع ہو جاتی ہے۔ نماز کے بعد جو درود وغیرہ کی تسبیحیں پڑھتی ہوں وہ نہیں پڑھی جا سکتیں۔ میں نے مختلف تدبیریں کیں یہ بھی کیا کہ دوپہر کو سولی اور یہ بھی کہ عشاء اول وقت پڑھی۔ آنکھیں بھی ملتی ہوں۔ غرض کسی طرح نیند دور نہیں ہوتی ہے اور نیند نماز اور وظیفہ ہی میں آتی ہے۔ اگر باتیں کرتی رہوں تو نیند نہیں آتی ایسی حالت میں مجھے کیا کرنا چاہئے؟

تحقیق: تم عشاء کی نماز جلدی پڑھ لیا کرو یعنی آفتاب غروب ہونے سے ڈیڑھ گھنٹہ بعد اور کھانا نماز کے بعد کھایا کرو اور وظیفہ نماز عشا سے پہلے پڑھ لیا کرو۔

کثرت استغفار

حال: (ان صاحب کو یہ بتایا گیا تھا کہ ہر وقت چلتے پھرتے استغفار کا معمول رکھئے) استغفار جس میں کچھ بھی وقت صرف نہیں ہوتا اور بہت ہی آسان ہے بہت بھولتا ہوں کبھی دن میں صبح و شام کبھی وہ بھی نہیں۔ غرضیکہ اپنے نسیان اور دنیاوی جھگڑوں میں انہاک کی وجہ سے استغفار بہت ناغہ ہوتا ہے۔ مواعظ کا مطالعہ بھی اکثر ناغہ انہی وجوہ سے ہو جاتا ہے مگر انشاء اللہ اب اس کے لئے ایک خاص وقت مقرر کر لوں گا جتنا ہو سکے گا اس وقت مطالعہ کر لوں گا۔ استغفار کے بارے میں نے مکرمی خواجہ صاحب سے بھی شکایت کی تھی کہ بہت بھولتا ہوں دل میں باوجود کوشش کے یاد نہیں رہتا۔ خواجہ صاحب نے بھی اکثر ملاقات میں یاد دلایا اور دلاتے ہیں لیکن کامیابی نہیں ہوئی۔

حضور دعا فرمائیں کہ جس مرض سے یہ نسیان ہوتا ہے وہ دور ہو جائے۔

تحقیق: اس حالت میں استغفار خاص عدد کسی وقت مقرر فرما لیجئے تا کہ اگر ہر وقت یاد نہ رہ سکے تو قلق نہ ہو۔

ذکر قلبی

حال: سنتا ہوں کہ کثرت ذکر سے دل بولنے لگتا ہے تو کیا ایسا بولتا ہے کہ کوئی دوسرا آدمی سن لے اور سمجھ لے کہ اس کا دل بولتا ہے۔

تحقیق: بالکل بے اصل (بات) ہے۔

حال: صرف دل سے ذکر کرنا بھی کچھ کارآمد ہوتا ہے یا نہیں۔

تحقیق: نافع ہے جب ارادے سے ہو مگر قلب اور زبان کو جمع کرنا زیادہ نافع ہے۔

حال: کثرت ذکر سے خاموشی کی حالت میں جو دل اسی ذکر کی حرکت کیا کرتا ہے تو کیا یہ حرکت دل کی کچھ کارآمد ہوتی ہے۔

تحقیق: بغیر ارادے سے نفع مقصود حاصل نہیں ہوتا۔

سوال: یہ دو حالتیں جو نیچے لکھی جارہی ہیں ایک ہی چیز ہیں اور فرق اعتباری ہے یا حقیقی ہے۔

❶ کبھی یادداشت اس طرح معلوم ہوتی ہے کہ دل میں صرف یادالٰہی محسوس ہوتا ہے اور خود کو ذاکر نہیں پاتا ہوں خصوصاً بارہ تسبیح اور اسم ذات جہری کے بعد (ایسا ہوتا ہے)۔

❷ اگر خیال کروں کہ قلبی ذکر میں مشغول ہوں تو خود کو ذاکر پاتا ہوں۔

دوسری صورت میں دونوں حالتیں برابر ہیں یا کیا ہیں۔ خود کو کس حالت پر رکھوں۔

جواب: (خود کو دوسری) حالت پر رکھیں کہ وہی ذکر (کی حالت) ہے پہلی حالت ذکر نہیں ہے بلکہ ذکر کا اثر ہے اور ذکر کا صرف یہ اثر کوئی قابل شمار چیز نہیں ہے اور نہ ہی اس میں کوئی مقصود ہے۔

سوال: میرے حضرت! اللہ تعالیٰ کے فضل اور حضرت کی دعاؤں کی برکت سے ملکۂ یادداشت دن بدن ترقی کر رہا ہے لیکن شغل سلطان الاذکار میں فائدہ محسوس نہیں ہوتا ہے صرف بدن میں گرمی پاتا ہوں۔

تحقیق: چھوڑ دیں اب اس کی ضرورت نہیں رہی ہے اس کا مقصود ملکہ یادداشت ہے۔

زبانی ذکر اور نوافل میں زیادہ جی لگنے میں راز

حال: ذکر نفی و اثبات ۲۰۰ اور اسم ذات شریف ایک ہزار۔ نفی و اثبات میں دل بہت لگتا ہے اتنا دوسرے میں

نہیں حضرت کی پاک دعا اور خاص توجہ کا ہر وقت محتاج ہوں۔ ایک بات جو کہ بہت دنوں سے پیش آ رہی ہے یہ ہے کہ فرض نماز کے مقابلے میں نوافل میں زیادہ جی لگتا ہے خصوصاً تہجد کے لئے جو نوافل پڑھے جاتے ہیں یہ کیسی حالت ہے؟ اور دعا فرما دیں۔

تحقیق: واقعی تجربہ سے یہ ذکر طبیعتوں کے بہت زیادہ موافق ہے اور اس لئے بہت زیادہ مفید بھی ہے اللہ تعالیٰ روز افزوں برکات عطا فرمائے۔ احباب کے لئے دعا کرتا رہتا ہوں۔ جی لگنا طبعی احوال کی وجہ سے ہے نہ کہ اعتقادی احوال کی وجہ سے ہے۔ اس لئے نوافل میں فرائض کے مقابلے میں زیادہ جی لگنا نقصان وہ نہیں بلکہ مفید ہے کیونکہ فرض کو تو فرضیت اعتقاد کی وجہ سے ادا کر ہی لیا جائے گا نوافل میں اگر دل زیادہ نہ لگے تو کوتاہی کا احتمال تھا۔ باقی اس کا راز یہ معلوم ہوتا ہے کہ نفس کو یہ سرور ہوتا ہے کہ میرے ذمہ نہ ہونے کے باوجود میں نے یہ کام کیا اللہ تعالیٰ نے بڑی توفیق دی۔ کمال کے زیادہ ہونے کے وقت یہ حال اعتقاد کے تابع ہو جائے گا مگر اس وقت یہی زیادہ مفید ہے۔

تعلیم مراقبہ

حال: اور مراقبہ کے بارے جو چند دن ترک کرنے کا حکم ہوا ہے اس کا حال یہ ہے۔

اس سے پہلے بالکل اطمینان قلب نہ تھا اب فی الجملہ اطمینان ہے اس وقت تو ترک کر دیا ہے آئندہ جیسا حکم ہو۔

تحقیق: جب ذرا اطمینان زیادہ ہو جائے مراقبہ پھر شروع فرما دیا جائے لیکن شرط یہ ہے کہ دل میں اس کی خوب چاہت اور خوب شوق خود پیدا ہو ورنہ صرف ذکر بھی کافی ہے۔

حال: مراقبہ جو کرتا ہوں وہ مغرب کی نماز کے بعد ہوتا ہے۔ مگر کسی دن ایسی حالت ہوتی ہے کہ قلب اندر سے امنڈ کر بہت زیادہ رونا آتا ہے اور بعض دن کم رقت طاری ہوتی ہے۔

تحقیق: دونوں حالتیں فائدے سے بھری ہوئی ہیں۔

حال: ایک دفعہ ذکر کے بعد مراقب تھا کہ یہ دیکھا گویا خانقاہ تھانہ بھون میں خواجہ صاحب اور چند احباب حضرت اقدس سے کسی کتاب کا سبق پڑھ رہے ہیں۔ (ایسا معلوم ہوا کہ وہ حدیثیں پڑھ رہے ہیں جو کلید مثنوی میں جا بجا وارد ہوئی ہیں۔ حدیث کے سوا دوسرے جو مضامین اس میں ہیں ان کا درس نہیں ہو رہا) احقر بھی گویا سفر سے حاضر ہوا اور درس میں شریک ہو گیا۔ خواجہ صاحب نے مجھ سے فرمایا کہ تم ابتداء سے شریک نہ ہو سکے میں

نے جواب دیا پھر کیا حرج ہے۔ درمیان اور آخر میں تو شریک ہوں اس جواب پر حضرت بھی مسرور ہوئے اور خواجہ صاحب بھی کہ ہاں ہاں درمیان اور آخر میں تو شریک ہو۔

تحقیق: یہ واقعہ ماضی ومستقبلت پردۂ خداست (تیرا ماضی اور مستقبل خدا سے پردہ ہے) کی ایک مثال ہے چھوٹ جانے والے حصہ کے قلق میں نہیں پڑنا چاہئے۔

ذکر خفی

حال: بیماری کے بعد سے میں ذکر ادنیٰ جہر کے ساتھ کرتا ہوں۔

تحقیق: کافی ہے بلکہ اگر تھکن ہو تو بالکل خفی کر دیں اور خواہ مقدار کم کر دیں صحت وقوت کی حفاظت ضروری ہے۔

حال: الحمدللہ ذکر میں دل نہ لگنے کی مجھے کبھی شکایت پیش نہیں آئی۔

تحقیق: الحمدللہ۔

سوال: اکثر کام کی تھکن کی وجہ سے ذکر جہر نہیں کر سکتا ہوں۔ اگر ہمت کر کے اس کی کوشش کرتا ہوں تو نیند کا غلبہ ہوتا ہے مجبور ہو کر بالکل آہستہ بغیر جہر کام کو ختم کر لیتا ہوں۔ اس طرح یکسوئی سے اور جی لگ کر کام ہو جاتا ہے۔ پہلی حالت (یعنی جہر کی حالت) میں بالکل نہیں ہوتا ہے۔

جواب: آہستہ ہی کر لیا کیجئے۔ مقصود کام ہے نہ کہ یہ خاص قیود۔

ذکر کے وقت تصور

حال: ذکر کے وقت دل سے نور کے نکلنے پھر اس کے گھیر لینے کا تصور کرتا ہوں۔

تحقیق: اگر زیادہ اہتمام نہ کرنا پڑے تو مفید ہے۔

حال: (حضرت کے) ارشاد کے مطابق بارہ تسبیح اور ہر تسبیح کے ختم پر یہ تصور کرتا ہوں کہ عرش سے انوار کا نزول ہو رہا ہے۔ جو مجھے گھیرے ہوئے ہیں۔ مگر آج تک کبھی تصور نہیں بندھا بلکہ اگر دماغ پر زیادہ زور دیتا ہوں تو نیند سی آجاتی ہے یا اگر وہ نیند نہیں ہے تو سخت غفلت ہے جو طاری ہو جاتی ہے۔ ذرا سی دیر کے بعد جب نیند یا غفلت ختم ہو جاتی ہے تب دوسری تسبیح شروع کرتا ہوں۔ میں خود صحیح عرض نہیں کر سکتا کہ وہ نیند ہے یا غفلت کبھی نیند معلوم ہوتی ہے اور کبھی غفلت لگتی ہے۔

تحقیق: وہ تصور ضروری نہیں جب طبیعت کے موافق نہیں تو چھوڑ دیجئے۔

سؤال: بارہ تسبیح کے وقت دل میں کیا خیال رکھنا چاہئے؟

جواب: بہتر تو مذکور کا تصور ہے یعنی حق تعالیٰ کا لیکن اگر یہ خیال نہ جمے تو پھر ذکر کا اس طرح سے (تصور کرنا چاہئے) کہ یہ قلب سے ادا ہو رہا ہے۔

سؤال: اسم ذات کا وظیفہ کرتے وقت خدا کا تصور کس طرح کیا کروں تا کہ ادھر ادھر خیالات منتشر نہ ہوا کریں۔ یعنی وظیفہ کے وقت کیا خیال کیا کروں؟

جواب: تصور کی ضرورت نہیں ابتداء میں خود الفاظ ذکر کی طرف توجہ کافی ہے۔

حال: حضرت جی! رات کے وقت جو ذکر کرتا ہوں اور جس وقت کہتا ہوں تو اکثر خیال نفس کی طرف رہتا ہے کہ اے نفس! تیری نفی بھی اس ہی میں ہے، حضرت جی! ذکر کے وقت ایسا خیال نقصان دہ تو نہیں ہے۔

تحقیق: اگر تکلف نہ کرنا پڑے تو کوئی حرج نہیں بلکہ مطلوب ہے۔

ایک اجازت یافتہ کا خط مع جواب

حال ①: ایک ذاکر نے یہ بیان کیا کہ ذکر کی مشغولی اور تلاوت قرآن مجید وغیرہ میں میرا خیال وتصور حق تعالیٰ کی جانب بلا تکلف آسمان کی جانب ہوتا ہے۔ میں نے ان سے کہہ دیا کہ ارادے سے ایسا قصد مت کیجئے صرف ذکر کی طرف توجہ رکھئے۔ اگر پھر بھی ہو جائے تو کچھ حرج نہیں۔ اب آپ جو تجویز فرمائیں عرض کر دیا جائے۔ اپنی تجویز پر تشفی (تسلی) نہیں ہے۔

حال ②: ایک صاحب نے یہ بیان کیا کہ جب میں ذکر کرنے بیٹھتا ہوں تو میرے قلب کا منہ کشادہ ہو جاتا ہے یعنی کھل جاتا ہے اور گدگدی معلوم ہوتی ہے لیکن میں بہت ضبط کرتا ہوں۔ احقر نے اس کے جواب میں یہ کہا کہ یہ حالت بسط معلوم ہوتی ہے اگر ضبط نہ ہو سکے تو ضبط کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ خوب دل کھول کر ہنس لو۔ اب آپ جو تجویز فرمائیں۔

حال ③: احقر کو بلا تکلف اگر کسی نے کبھی اتفاق سے کوئی دلچسپ مضمون مناجات یا شجرہ وغیرہ حضرت حاجی صاحب قدس سرہ یا اور کسی صاحب حال کا کلام یا کلام مجید کی قرات وغیرہ سے سنا دیا تو بلا تکلف ہو حق کی آواز باآواز بلند نکل جاتی ہے۔ کتنا ہی چاہتا ہوں کہ ضبط سے کام لوں مگر معذور ہو جاتا ہے۔ میرے خیال میں دل کی کمزوری کی وجہ سے ایسا ہوتا ہے بعد میں مجھ شرمندگی بھی ہوتی ہے کہ لوگ کیا کہیں گے۔ جو بات تجویز فرمائیں عمل کروں۔

تحقیق ①: آپ نے ٹھیک جواب دیا اتنا اور کہہ دیا جائے کہ اگر ایسا تصور بند ہے تو اس کو دور کرنے کا قصد بالکل نہ کریں یہ تصور فطری ہے دفع نہیں ہوسکتا اور کوئی اس سے خالی نہیں۔

تحقیق ②: یہ بھی ٹھیک جواب دیا اتنا اور کہہ دیا جائے کہ نماز میں ضبط رکھیں۔ اگر ایسا نماز میں ہو جائے۔

تحقیق ③: یہی معمول رکھئے کہ جان بوجھ کر ضبط کیا جائے ضبط نہ ہو تو معذوری ہے۔

حال: مجھے ذکر میں پہلے تصور معیت (اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہونے کا تصور) رہتا تھا اب تصور وحدت (صرف اللہ تعالیٰ کا تصور) خودبخود ہونے لگا ہے۔ لا الٰہ کہتے ہوئے خودبخود تمام عالم نہیں ہے معلوم ہوتا ہے اور اسم ذات کے ذکر میں صرف ایک وجود کا وجود معلوم ہوتا ہے۔ یہ حالت حضرت کے رنگون کے سفر کے وقت سے شروع ہوئی اور اب آج کی تقریر سے اس میں بحمد اللہ ترقی ہے۔ حاجی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے اور خود حضرت نے مراقبہ وحدت الوجود سے منع فرمایا ہے اس کے بارہ میں کیا ارشاد ہے۔ دوبارہ عرض ہے کہ یہ حالت ذکر میں ہوتی ہے۔ ذکر کے بعد اشیاء کا نہ ہونا معلوم نہیں ہوتا۔ لیکن دل کے یقین سے ہر چیز نہ ہونے کی طرح لگتی ہے۔

تحقیق: منع ان (لوگوں) کو ہے جن کے فہم یا محبت میں کمی ہو تم کو اگر نفع معلوم ہو (تو) کرو۔

حال: کبھی کبھی ذکر کی حالت میں دو صورتیں پیش آتی ہیں ایک الفاظ کا لحاظ نہ کرنا دوسرے عدد کے گننے کا لحاظ نہ کرنا اس صورت میں کیا کروں ارشاد فرمائیں۔

تحقیق: دونوں لحاظوں کو چھوڑ دیں جب تک لحاظ مذکور لوٹتا رہے صرف ذکر پر اکتفا کریں۔

حال: میں اکثر ذکر کرتے ہوئے جب بیچ میں سانس لیتا ہوں تو اللہ حاضری اللہ ناظری اللہ معی کہا کرتا ہوں مگر اب وحدت کے غلبہ کی وجہ سے ان الفاظ کو طبیعت گراں (بھاری) سمجھتی ہے کیونکہ فی الجملہ اپنا حضور اپنی معیت بھی تصور میں ہوتی ہے کوئی اور الفاظ جو حضرت کے نزدیک مناسب ہوں ارشاد فرمائیں تو کہہ لیا کروں یا اگر یہی مناسب ہوں یہی کہتا رہوں۔

تحقیق: نہ اس کی ضرورت ہے نہ کسی دوسرے الفاظ کی ضرورت ہے۔

قرآن مجید کی تلاوت کے وقت تصور اور نظر بد کا علاج

حال: بندہ پر تقصیر حضور کے ارشاد عالی کے مطابق کلام اللہ کی تلاوت کرتا ہے مگر کلام اللہ جس طرح پڑھنے کا طریقہ ہے اس طرح سے نہ پڑھنے سے طبیعت میں رنج و ملال رہتا ہے۔ لہٰذا بندہ حضور کی خدمت عالی میں

باادب التجا کرتا ہے کہ تلاوت قرآن کے لئے کوئی خاص طریقہ ارشاد فرمائیں۔ بندہ ہمیشہ اپنی اصلاح نفس کے خیال وفکر میں رہتا ہے لیکن کثرت گناہ کے سبب سے ناکامی رہتی ہے۔ سب سے بڑا گناہ وقابل اصلاح برے خیال ونظر بد ہے۔ چند ہی روز سے اپنے کو اس میں ایسا زیادہ مبتلا پاتا ہے کہ بیان سے باہر ہے یہاں تک کہ کوئی نماز بھی برے خیالات سے خالی نہیں اور ان کے دور کرنے کے لئے قسم قسم کی تراکیب کر کے بھی ناکامیاب رہا۔ رات دن اسی فکر میں دل پریشان ہے۔ اب حضور کی دعا و خاص توجہ کی بہت ضرورت ہے۔ لہٰذا بندہ سراپا قصور کے لئے کوئی علاج ارشاد فرمائیں بندہ جہاں تک ہو سکے گا خدا تعالیٰ کے فضل سے کوشش پر تیار ہے۔

تحقیق: قرآن مجید پڑھنے سے پہلے یہ تصور کر لیا جائے کہ گویا حق تعالیٰ نے مجھ سے فرمائش کی ہے کہ ہم کو قرآن سناؤ اس فرمائش کی وجہ سے میں نے شروع کیا ہے پھر جب تلاوت کے دوران اس خیال میں کمی آجائے تو تلاوت بند کر کے پھر اس خیال کو نیا (تازہ) کر لیا جائے۔ جس وقت نظر بد کا وسوسہ ہو تو تصور کیا جائے کہ اگر اس وقت استاد یا پیر دیکھ رہا ہو تو میں یہ حرکت کبھی نہ کرتا اب جو اللہ تعالیٰ دیکھ رہے ہیں تو میں ایسا کام کیوں کر رہا ہوں۔

حال: تلاوت قرآن کے بارے میں ایک بات قابل عرض یہ ہے کہ مجھے تلاوت کے وقت زیادہ اثر قرآن پاک کے الفاظ سے ہوتا ہے۔ کبھی اس کی بلاغت وفصاحت تو ایسا بے قابو کر دیتی ہے کہ گویا دل پھٹ جائے گا۔ اس وقت معانی سے تاثر محسوس نہیں ہوتا اس کے بارہ میں کیا ارشاد ہے؟ تردد کی وجہ سے وہ مسئلہ جو امام صاحب سے منقول ہے کہ عجمی زبان میں قرات (یعنی عربی میں قرات نہ ہونے) کے جواز کی ایک وجہ یہ فرمائی کہ قرآن کے الفاظ اپنے حقیقی بلاغت وفصاحت کی وجہ سے معانی اور متکلم کی طرف توجہ سے رکاوٹ بن جاتے ہیں۔ مگر میری سمجھ میں یہ بات نہیں آئی مجھے محسوس ہوتا ہے کہ جس وقت بلاغت قرآن سے دل بے قابو ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ شانہ کے ساتھ قلب کو خاص تعلق ہوتا ہے اور محبت میں ترقی معلوم ہوتی ہے۔

تحقیق: امام صاحب سے تو یہ وجہ منقول نہیں بعض مصنفین نے اپنی رائے سے امام صاحب کے قول کی ایک توجیہ کر دی ہے اور تحقیق یہ ہے کہ سالک کے حالات مختلف ہوتے ہیں کسی وقت کلام لفظی کی تجلی کا غلبہ ہوتا ہے کسی وقت کلام نفسی کی تجلی کا غلبہ ہوتا ہے۔ سب پسندیدہ ہیں اور تربیت کے ذریعے ہیں۔

ذاکرین بالجہر کے ساتھ شمولیت

سوال: ابھی دوبارہ دو صاحبان حضرات مشائخان سلسلہ قادریہ والوں سے اتفاقاً ملاقات ہوئی۔ ان صاحبوں کا

یہ طریقہ ہے کہ عشا کی نماز کے بعد مسجد میں حلقہ باندھ کر بیٹھ کر بالکل بلند آواز سے ذکر جہر کرتے ہیں۔ ملاقات کے وقت عشا کی نماز کے بعد ان صاحبوں نے حسب معمول اپنا ذکر شروع کرادیا۔ اس وقت مجھ کو یہ خیال آیا کہ ابھی ذکر اللہ تعالیٰ سے جدا نہ ہونا چاہئے میں بھی بیٹھ گیا اور ان کے ساتھ ذکر میں مشغول ہوگیا لیکن میں نے ذکر کم جہر کے ساتھ کیا یہ کام اچھا کیا یا نہیں کیا۔

جواب: اگر ان کا یہ ذکر بطور رسم نہ ہو تو آپ کی شرکت بھی ادب کی بات تھی۔

حال: جناب حافظ...... حضور سے بیعت ہیں۔ ان کے یہاں رسالہ الامداد بھی آتا ہے۔ وہ عرصہ سے اصرار کر رہے ہیں کہ میرے پاس آکر ساتھ مل کر ذکر کیا جائے اور تہجد پڑھی جائے تو اچھا ہے۔ میرا اور ان کا مکان بالکل قریب ہے اور ایک مسجد میں نماز پڑھتے ہیں کیونکہ وہ حافظ ہیں اور مسجد کے پیش امام ہیں۔ میں بھی نماز پڑھتا ہوں پانچوں نمازیں ان کے پیچھے ادا کی جاتی ہیں۔ ایسی حالت میں اگر ساتھ مل کر ذکر اور ایک جگہ مسجد میں بیٹھ کر کرلیا جائے تو کچھ حرج تو نہیں ہے۔

تحقیق: ان کے ساتھ مل کر ذکر کرنے میں کوئی حرج نہیں مگر تیسرا شخص نہ شریک ہونے پائے ورنہ یہ بھی ایک رسم ہوجائے گی۔

حال: اوراد بموجب مناجات مقبول کے بدستور چل رہے ہیں۔ نماز میں اچھی طرح سے جی لگتا ہے۔ موت ہر وقت یاد رہتی ہے۔ کسی سے بولنے کو جی نہیں چاہتا ہے کہ شاید گناہ ہوجائے۔ کسی کی جانب سے کوئی حرص وغیرہ نہیں ہے۔ اپنی زندگی کو ناپائدار تصور کرتا ہوں۔ تہجد کے وقت بارہ تسبیح برابر کرتا ہوں۔ یہ ضعیف حضور کی دعا کا محتاج ہے۔ امید ہے کہ حضور کی دعا سے میری بہتری کا راستہ نکل آئے گا ورنہ جی یہ چاہتا ہے کہ خوب شور اور فغاں مچاؤں زندوں کو رلاؤں بار بار بے قراری کی حالت رہتی ہے۔ کبھی سکون ہوجاتا ہے زیادہ تر اپنے گناہوں پر نظر ہے کسی کے رنج کی خبر سننے سے دل میں بہت زیادہ تکلیف ہوتی ہے اور کسی کو خوشی حاصل ہونے سے ذرہ برابر بھی مجھے خوشی نہیں ہوتی ہے لیکن رنج سے بے چینی اتنی ہوتی ہے کہ بڑی مشکل سے ختم ہوتی ہے۔ بزرگوں کی دعاء تیر بہدف کام دیتی ہے۔ مجھے تجربہ ہوا ہے کہ دعا میں بہت اثر ہے۔ اس لوگوں میں سے سب سے حقیر کو صرف دعا اور اس کے بعد اصلاح کی ضرورت ہے۔ اگر حضور اجازت دیں تو تابعدار اور حافظ...... جو حضور سے بیعت ہیں ساتھ ذکر و شغل کرلیا کریں یا نہ کریں۔ جو رائے عالی ہو وہی کیا جائے۔

تحقیق: مبارک ہو بہت اچھے حالات ہیں اجتماع کے ساتھ ذکر کرنا اگر التزام اور اعلان کے بغیر ہو تو کوئی حرج نہیں ہے اور حافظ صاحب کے علاوہ اور کوئی تیسرا بھی نہ ہو۔

مراقبہ میں قیود خاص کا لحاظ رکھنا

سوال: مراقبہ کے وقت ضیاء القلوب و ارشاد مرشد میں آنکھیں بند کرنا اور خاص ہیئت سے بیٹھنا مذکور ہے۔ آنکھیں بند کرنے سے میرا دل بہت گھبراتا ہے۔ آنکھیں کھلی رہنے سے اور اپنی عادت کے مطابق بیٹھنے سے یکسوئی ہوتی ہے، اور سر جھکانے سے بھی دل گھبراتا ہے۔ ظاہری طور پر تو یہ قیود و خیالات اور وساوس کو دور کرنے کے لئے ہیں جب وہ دوسرے طریقے سے بھی حاصل ہوسکیں تو ضروری نہیں ہیں لیکن اس میں یہ تردد ہوتا ہے کہ میرا حال تو بہت کمزور ہے مجھے تو اور بھی زیادہ قیود کی ضرورت ہے پھر ان قیود سے جی گھبرانا کس بنا پر ہے۔

جواب: ان باتوں میں طبیعتیں پیدائشی طور پر مختلف ہوتی ہیں۔ اکثر صفراوی یا سوداوی (طبیعتوں) کو قیود سے وحشت ہوتی ہے۔ خصوصاً جبکہ ان (قیود) کے ساتھ کمزوری بھی ہو جائے۔ کمزوری زیادہ قیود کو نہیں چاہتی ہے بلکہ وہ تو قیود کی کمی کو چاہتی ہے۔ قیود سے جو اصل مقصود ہے تاثر خود کمزوری وہی کام کرتی ہے۔

سوال: اکثر مرتبہ ارادے سے توجہ اور شغل سے وہ بات پیدا نہیں ہوتی جو بغیر ارادے اور کام میں لگے رہنے کے وقت کیفیت خود بخود ظاہر ہو جاتی ہے۔ اس کی وجہ سمجھ میں نہیں آتی۔ ہونا تو یہ چاہئے کہ تنہائی میں ارادے سے توجہ کرنے کی صورت میں مشغولی زیادہ ہو۔ اگرچہ وجہ معلوم ہونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے لیکن معلوم ہو جانے سے اطمینان بڑھتا ہے۔

جواب: اس کا سبب وہی قیود سے وحشت ہونا ہے۔ جب طبیعت پر توجہ اور شغل سے بوجھ پڑتا ہے تو پریشان ہونے سے جو کیفیت یکسوئی ہونے کی وجہ سے ہوتی ہے وہ پیدا نہیں ہوتی۔ اس لئے آپ سرسری توجہ پر کفایت کریں۔

سوال: میرے لئے زیادہ وقت شغل میں لگانا بہتر ہے یا نوافل و تلاوت قرآن مجید میں (لگانا بہتر ہے)۔

جواب: نہ شغل میں زیادہ وقت لگانا بہتر ہے اور نہ ہی نوافل اور قرآن مجید کی تلاوت میں لگانا بہتر ہے بلکہ آپ کے حال مطابق آپ کے لئے زیادہ مفید ذکر کی کثرت کرنا ہے اگرچہ بغیر شغل کے ہو۔

وظیفہ میں آنکھ بند کرنا

حال: وظائف خواہ کوئی ہوں جب تک میں آنکھ بند کر کے یکسوئی سے نہیں پڑھتا اچھا نہیں معلوم ہوتا اور آنکھ بند کر کے پڑھنا اچھا معلوم ہوتا ہے اور آنکھ کھولنے میں کچھ اچھا نہیں معلوم ہوتا۔ اس لئے اگر آنکھ کھل گئی تو فوراً بند کر لیتا ہوں۔ اس میں جو نقصان ہو حضور اس کے بارے میں بتائیں۔

تحقیق: کوئی نقصان نہیں اگر اس میں یکسوئی زیادہ ہے (تو) ایسا ہی کیجئے۔

وظیفہ میں ضروری بات کرنا

سؤال: درود شریف پڑھتے پڑھتے اور توبہ استغفار پڑھتے پڑھتے درمیان میں بات چیت کرتا جاتا ہوں اس میں جو حرج ہو اس سے حضور مطلع کریں۔

جواب: ضرورت میں کچھ مضائقہ نہیں۔

لیٹ کر درود شریف پڑھنا

سؤال: درود شریف دن میں مجھ سے نہیں ہوتا ہے لیکن میں عشاء کے بعد سوتے وقت لیٹ کر سو مرتبہ درود شریف لازمی طور پر پڑھ لیتا ہوں تاکہ دن کی تلافی ہو جائے۔ اس میں جو نقصان ہو اصلاح فرمایئے درود شریف لیٹ کر پڑھنے میں کوئی حرج تو نہیں ہے۔

جواب: کچھ حرج نہیں بہت بہتر معمول ہے۔

حق سبحانہ کا تصور

سؤال: تصور جو کچھ میرے واسطے تجویز کریں بتائیں۔

جواب: کسی خاص تصور کی ضرورت نہیں بس مقصود حقیقی یعنی حضرت حق کا تصور جتنی آسانی سے رہے کافی ہے۔

حال: یہ بات پوچھنا چاہتا ہوں کہ جب تصور کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ مجھے دیکھ رہا ہے تو خیال سامنے اور اوپر کی طرف سے ہوتا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ تو سامنے اور پیچھے سب طرف دیکھتا ہے یہ کہیں اعتقاد کی علامت تو نہیں ہے۔

تحقیق: (نہیں) فطرت کی بلکہ سلامت کی علامت ہے فطری بات یہی ہے جس کا راز یہ ہے کہ علو شان (شان کی بلندی) جگہ کی بلندی کی شکل میں خیال میں آتی ہے۔

لا الہ الا اللہ کے بعد محمد رسول اللہ کو بغیر مخصوص عدد کی قید کے ساتھ ملانا

سؤال: لا الہ الا اللہ کے بعد محمد رسول اللہ کتنی بار پڑھنا چاہئے۔

جواب: کسی عدد کی قید نہیں اور کبھی بغیر قید کے کہہ لیا جائے۔

حال: گذشتہ پرچہ میں احقر نے یہ لکھا تھا کہ ذکر نفی اثبات میں کبھی کبھی رسول اللہ ﷺ والہ اصحابہ وبارک وسلم ملاتا تھا مگر آج کل جی نہیں چاہتا ہے، غیر اللہ کا ذرہ خیال بھی دل میں بطور خیال (وسوسہ) کے آجائے بہت تکلیف ہوتی ہے۔ اس پر حضرت والا نے یہ سوال کیا کیا حضور ﷺ کا خیال غیر اللہ کا خیال ہے الخ حضرت والا میرا تو یہ خیال ہے کہ حضور ﷺ کا خیال غیر اللہ کا خیال نہیں کیونکہ آپ کا جو خیال ہوتا ہے تو اس حیثیت سے ہوتا ہے کہ آپ رہبر و ہادی ہیں اور خدا تک پہنچنے کے لئے آپ ذریعہ ہیں آپ کا خیال تو کسی طرح توجہ الی اللہ میں آڑ و رکاوٹ نہیں اور غیر اللہ کا خیال تو رکاوٹ ہے۔ غرض میرا خیال یہ ہے کہ حضور ﷺ کا خیال و تصور غیر اللہ کا خیال و تصور نہیں اور میں شیخ کامل کے خیال کو بھی باعتبار ہادی و رہبر ہونے کے توجہ الی اللہ میں آڑ و رکاوٹ نہیں سمجھتا ہوں۔

مہربانی فرما کر میرے خیال کی اصلاح فرمائیں کیا میرا یہ خیال ٹھیک ہے یا غلط اور اصلی بات کیا ہے؟ اب مجھے یہ پوچھنا ہے کہ میرے اس خیال کے باوجود پھر حضور ﷺ پر درود بھیجتے وقت انقباض کیوں ہوتا ہے اور یہ حالت صرف ذکر کے وقت ہوتی ہے اور ہمیشہ نہیں بلکہ بعض وقت اور اس وقت خدا کے علاوہ اور کسی قسم کا خیال دل میں نہیں ہوتا۔

تحقیق: خیال خدا ہی کا رکھئے مگر حق رسول اللہ ﷺ کا بھی ادا کیجئے شہادت رسالت (رسول ہونے کی گواہی) درود شریف کہ وہ بھی اللہ تعالیٰ کے حق کا حصہ ہے اگر چہ اس وقت ذات نبویہ کا خیال نہ ہو۔

ذکر جہر بلا ضرب

حال: ضرب میں منہ خشک ہو جاتا ہے اور کانٹے زبان اور حلق میں پڑنے لگتے ہیں۔

تحقیق: ضرب فوراً بند کر دیجئے۔ قوت آنے تک (بند رکھئے)۔

آثار سرایت ذکر

حال: اب تھوڑے عرصہ سے جس وقت ذکر کرتا ہوں اس میں یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ آواز کے ساتھ ایک اور آواز شامل ہے اور اکثر یہ معلوم ہوتا ہے کہ آواز کے ساتھ ایسی دوسری آواز نکلتی ہے جیسے بین سے دوسری آواز نکل رہی ہے۔

تحقیق: ماشاء اللہ یہ ذکر کے رگ و پے میں سما جانے کی علامت ہے۔

حال: اکثر ذکر میں احتیاط کے باوجود اس قدر زور سے نکل جاتی ہے کہ میں کچھ عرض نہیں کر سکتا۔ اکثر یہ حالت ہوتی ہے کہ سر کو زمین پر دے ماروں عجیب حالت ہوتی ہے کہ اپنے دل کو اس وقت کیا کروں۔

تحقیق: ذرا ٹھہر جایا کریں۔

نفی واثبات کے ذکر میں خاص تصور کا انتشار کا سبب ہونا

سؤال: اہل فن کی کتابوں میں نفی واثبات کے ذکر کے وقت لا معبود الا اللّٰہ یا لا محبوب الا اللّٰہ یا لا موجود الا اللّٰہ کا مفہوم ذہن میں رکھنا لکھا ہے۔ حضور نے چونکہ ذکر سکھاتے وقت اس کے بارے میں کچھ تذکرہ نہیں فرمایا۔ اس لئے طبیعت میں تردد رہتا ہے جیسا ارشاد ہو عمل کیا جائے۔

جواب: میں اسی لئے نہیں بتاتا ہوں کہ اس سے اکثر انتشار ہوتا ہے اور جو اس میں جو فائدہ سمجھا گیا تھا وہ اس انتشار کے مقابلے میں کمزور ہے۔

ناغہ ہو جانے میں حکمتیں

حال: تمنا یہ ہے کہ کبھی ناغہ نہ ہو۔ بعض آفتیں ایسی پڑ جاتی ہیں کہ ناغہ ہو ہی جاتا ہے۔

تحقیق: کوئی حرج نہیں اس میں بھی حکمتیں ہیں۔ اس میں بے چارگی کا اظہار ہے۔ اس میں دعوی کا ختم ہونا ہے۔ اس میں عجب کا علاج ہے لیکن جہاں تک ہو سکے سستی نہ ہو اور ناغہ کا بدل بھی کر دیا جائے اگر پورا نہ تو آدھا ہی سہی۔

ذکر کے وقت آواز سنائی دینا

حال: ذکر کے وقت نشاط کی حالت میں یہ شعر پڑھ رہا تھا ؎

بدے را نظر کن کہ بہتر کس ست ❁ گدا راز شہ التفاتے بس ست

ترجمہ: ”برے کی طرف نظر کیجئے کہ اچھا کون ہے۔ فقیر کو شاہ کی توجہ ہی کافی ہے۔“

اس کے جواب میں معلوم ہوا کہ کہا جا رہا ہے۔ کردم کردم۔ (کہ میں نے کر دیا میں نے کر دیا) اس کے بعد ایسا سرور پیدا ہوا کہ جو تحریر میں لانے سے باہر ہے۔ حضرت! یہ آواز کیا حقیقت میں خوشخبری کے طور پر تھی یا یونہی خیال پیدا ہو گیا۔

تحقیق: دونوں احتمال ہیں اور دونوں پسندیدہ ہیں۔ پہلا تو ظاہر ہے ہی دوسرا اس وجہ سے کہ اس کے ساتھ امید

شامل ہے۔

حال: یہ وسوسہ تھا۔

تحقیق: اس کا احتمال نہیں۔ کیونکہ یہ وارد شریعت کے موافق ہے۔

حال: حضور! (کیا) ایسی حالت میں شیطان بھی اپنی طرف سے کچھ غلط سلط کر سکتا ہے؟

تحقیق: ہاں جبکہ وہ (وارد) شریعت کے مخالف ہو۔

حال: اگر قلب کے اطمینان کے لئے ہے تو مجھ کو اپنی قلبی حالت پر اطمینان نہیں ہے جب تک حضور نہ فرمائیں کیونکہ میری عقل بہت خراب ہے کبھی کبھی یہ خیال ہوتا ہے کہ اگر یہ جواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے تو اس کا ہزار ہزار شکر ہے مگر آئندہ کے لئے نہ معلوم کیا کیا گناہ سرزد ہوں اور نہ معلوم کس میں گرفتار ہو جائیں کیونکہ مجھ کو یہ یاد آتا ہے کہ "وَمَا اَدْرِیْ مَا یَفْعَلُ بِیْ" (کہ مجھے معلوم نہیں کہ میرے ساتھ کیا ہوگا)۔

تحقیق: یہ خوف عین ایمان ہے۔

ذکر کے وقت روشنی نظر آنا

حال: ذکر کے وقت ایک سفید اور خوشگوار روشنی نظر آئی مگر بجلی کی طرح بہت جلد غائب ہوگئی۔ بائیں طرف چمکی لیکن بجلی اور اس کی روشنی میں بہت فرق تھا وہ کیا چیز تھی۔

تحقیق: دنیا کے عالم یا فرشتوں کے عالم کا نور ہو دونوں ہو سکتے ہیں اور دونوں ہی پسندیدہ ہیں۔

حال: اسی دوران لمبے لمبے موتی کی طرح مختلف رنگ کی روشنیاں ایک جگہ نظر آئیں جو معلوم ہوا کہ کسی انگوٹھی کے نگینے ہیں مگر انگوٹھی نظر نہیں آئی اور ایک میں مختلف رنگ سرخ سبز سفید تھے کیا یہ دماغ کے کرشمے تھے یا کچھ اور بات تھی۔

تحقیق: قد مر (پہلے کہہ چکا ہوں)۔

ذکر میں غنودگی آنا

حال: آج کئی روز سے کمترین صبح کو جس وقت اسم ذات کے ورد کو بیٹھتا ہے تو غنودگی سی معلوم ہوتی ہے یہاں تک کہ تسبیح ہاتھ سے گر جاتی ہے کیا یہ غلبہ نیند ہے یا ضعف دماغ اطلاع سے مطمئن فرمائیں۔ لیکن ضعف دماغ کچھ محسوس نہیں ہوتا ہے۔ آج صبح بھی غنودگی آئی تو معلوم ہوا کہ حضور نے بندہ کے منہ میں کوئی چیز سفوف کی طرح کی عنایت فرما کر ارشاد فرمایا کہ "لو جی یہ مقوی چیز تم کو دی۔" اتنے میں غنودگی چھوٹ گئی پھر اسم ذات شروع

کیا اختتام تک بفضلہٖ تعالیٰ حضور کی مہربانی سے پھر غنودگی نہیں آئی۔

تحقیق: (یہ) غنودگی ہو یا ذکر کے اثر سے غفلت دونوں ہو سکتے ہیں اور اس واقعہ کے بعد خواب کی طرح کے نیند نہ آنا ایک درجہ میں پہلی بات کی ترجیح کا سبب ہے۔ واللہ اعلم

اذان کے وقت ذکر

سؤال: اذان ہوتے ہوئے ذکر سے رک جانا چاہئے یا نہیں۔

جواب: رک جانا بہتر ہے۔

کسی نمازی کے پاس ذکر جہر کرنا

سؤال: کسی نماز پڑھنے والے کے پاس ذکر جہر کیا جائے ہلکی آواز سے کیا جائے۔

جواب: اتنا جہر نہ کرے کہ نماز پڑھنے والے کو پریشانی ہو یا دوسری جگہ دور چلا جائے۔

ذکر کے وقت کلام کرنا

سؤال: ذکر کرنے والے کو اگر کوئی شخص بلائے تو اس کے ساتھ کلام کرے یا نہیں؟

جواب: (کلام کرنا) جائز ہے۔

سؤال: اگر کوئی مہمان آجائے تو ذکر بند کر کے اس کی مہمان نوازی کرے یا نہیں۔

جواب: جس طرح مناسب سمجھے۔

شیخ کی مجلس میں ذکر

سؤال: ظہر کے بعد حضور کے پاس بیٹھنا اچھا ہے یا اسم ذات پڑھنا اچھا ہے۔

جواب: کیا یہ دونوں کام ایک ساتھ نہیں ہو سکتے کہ پاس بیٹھے بیٹھے اسم ذات میں مشغول رہو لیکن جس وقت میں کوئی بات کروں اس وقت خاموش ہو کر اس کو سنو۔ کما قال اللّٰہ تعالیٰ ﴿اذا قری القرآن فاستمعوا له وانصتوا قال وفی حکمه کل مواعظة﴾ (جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ "جب قرآن پڑھا جائے تو خاموش رہو اور قرآن سنو" یہی حکم ہر وعظ کا ہے)۔

باوضو ذکر کرنا

حال: اور ایک آدھ مرتبہ بے وضو ذکر کیا تو دم گھٹنے لگا اور بالکل خلاف وخلاف عظمت معلوم ہوا اور ذکر کرنا

ناقص معلوم ہوا۔ بے وضو جی نہیں لگتا چنانچہ اب باوضو ذکر کرتا ہوں جس سے دل کی کشادگی اور خوشی ہوتی ہے۔

تحقیق: ادب کا طبعی ہو جانا مطلوبہ حالت ہے۔

تکثیر ذکر

حال: حضرت اب تو یہ حالت ہے کہ ذکر کے بعد نشاط معلوم ہوتا ہے۔

تحقیق: مبارک ہو۔

حال: اور جی یہ چاہتا ہے کہ دن بھر ذکر ہی کیا کروں پڑھنا چھوڑ دوں لیکن اس (پڑھنے) سے اتنی محبت ہے کہ انشاء اللہ چھوڑوں گا نہیں۔ ہاں یہ شبہ ہوتا ہے کہ پڑھانے کی اتنی محبت ہے کہیں یہ بھی نفس کی شرارت تو نہیں۔

تحقیق: وہ شبہ جو کسی دلیل سے نہ ہو اس کا اعتبار نہیں اگر فرض کریں کہ ایسا ہو بھی تو خود اس عمل کے ذاتی حسن کی برکت سے عارضی شر خود ختم ہو جائے گا لیکن جتنا ہو سکے نیت خالص رکھئے اور نفع کا ارادہ نہ رکھئے۔

سلطان الاذکار کے آثار

حال: آج رات تہجد کے وقت کئی مرتبہ قلب میں سنسناہٹ معلوم ہوتی تھی اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ سارے جسم میں پھیل جاتی ہے۔ اس کے تھوڑی دیر کے بعد بے اختیار رونا آنے لگا۔ میں بہت ضبط کرنا چاہتا تھا مگر نہیں رک سکتا تھا حتیٰ کہ روتے روتے ہچکی بندھ جاتی تھی اور ذکر بند ہو جاتا تھا۔ دو تین منٹ تک بے حد رونا آتا تھا جب ذرا کم ہو جاتا تھا تو پھر ذکر شروع کر دیتا تھا تو پھر وہی کیفیت ہو جاتی تھی۔ غرض دو تین مرتبہ ایسے ہی ہوا۔ رونے کے وقت اس شعر کا تصور ہو جاتا تھا۔ اور اس میں ترقی ہو جاتی تھی ؎

تابد امن نہ نشیند زنسیمت گردے ❁ سیل اشک از نظرم برگزرے نیست کہ نیست

ترجمہ: "نسیم کی وجہ سے تیرے دامن پر غبار نہ لگے۔ اس لئے میں نے سارے راستہ پر اپنی آنکھوں سے آنسوؤں کا سیلاب بہایا ہے۔" (یعنی تاکہ تیرا دامن خاک آلود نہ ہو اس لئے میں نے تیرے راستے پر آنسوؤں سے چھڑکاؤ کیا ہے)۔ (حاشیہ دیوان حافظ: ۷۹)

تحقیق: مبارک ہو یہ سلطان الاذکار کے آثار میں سے ہے۔ جو کہ ایک بلند حالت ہے۔

وقت کی پابندی

حال: حضرت جی رات کے وقت کی جو تعلیم ہے اگر شب ہی کو ادا کی جائے تو قلب میں ایک مزہ حاصل ہوتا

ہے اور ایک نور سا معلوم ہوتا ہے۔ اگر قضا ہو جاتا ہے اور پھر دن میں پورا کیا جائے تو یہ بات نہیں معلوم ہوتی۔

تحقیق: وہ برکت وقت کی ہے جو خاص ہے وقت کے ساتھ باقی ذکر کی برکت وہ دونوں وقت میں برابر ہے۔

وقتی معمول کا قضا پر مقدم ہونا

سؤال: حضرت جی! رات کے وقت کی تعلیم اگر قضا ہو جائے اور فجر کی نماز کے بعد اس کو پورا کیا جائے تو پہلے شب کی تعلیم پوری کی جائے یا صبح کی۔ جیسے ارشاد ہو تعمیل کی جائے۔

جواب: پہلے صبح کی پھر شب کی۔

ذکر میں اشعار پڑھنا

حال: کبھی وظیفہ کے درمیان اور کبھی وظیفہ کے بعد یہ دو شعر زبان پر جاری ہو جاتے ہیں ؎

الٰہی دیدے وہ دل غیر کا اثر نہ رہے ❁ سوائے تیرے کسی غیر پر نظر نہ رہے

پلا وہ مے کہ محبت میں تیری اے ساقی ❁ ہوں مست ایسا کہ مجھ کو مری خبر نہ رہے

کیا اس کو پڑھ لیا کروں۔

تحقیق: کبھی کبھی (پڑھ لیا کریں)۔

تعلیم سلطان الاذکار

حال: اور اپنی حالت کیا لکھوں اپنے دماغ کی کمزوری کی وجہ سے زیادہ ذکر و شغل نہیں ہوتا ہے اگرچہ شوق بڑھتا ہے اور لوگوں کو دیکھ کر رشک و غبطہ ہوتا ہے صرف اٹھارہ ہزار مختلف مرتبہ بیٹھ کر ہو جاتا ہے۔ اسی کو حضور کی صحبت کی برکت سمجھتا ہوں۔ اب وساوس کی طرف بالکل توجہ نہیں کرتا ہوں۔ اور نہ حالات و واردات کی تمنا ہے۔ صرف حق تعالیٰ کی رضا مقصود ہے بلکہ اگر مناسب سمجھا جائے تو کوئی شغل بتلا دیا جائے جس سے یکسوئی اور باری تعالیٰ کی محبت زیادہ ہو۔

تحقیق: اگرچہ اس کی مستقل تو ضرورت نہیں لیکن اگر دل چاہے تو سلطان الاذکار کر لیا کریں کسی وقت درخواست کرنے پر زبانی بتا دوں گا۔

سانس روک کر مراقبہ اللہ السمیع الخ

حال: حضرت مولانا رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی نے کمترین کو (اللہ السمیع الخ) کا مراقبہ معہ حبس دم (سانس روک) کے

تعلیم فرمایا۔ اس سے بہت نفع ہوا اور اس سے پہلے زبان تالو میں لگا کر اسم ذات کا تصور (تعلیم فرمایا) اس سے بھی بہت نفع ہوا۔

تحقیق: نفع تو تسلیم ہے مگر بڑی بات یہ ہے کہ وہ نفع خاص خود مقصود ہے یا کسی دوسرے کی وجہ سے مقصود ہے تمام حالات کا فیصلہ اسی تحقیق سے ہے۔

حال: اس کے بعد یہ تعلیم فرمایا کہ زبان تالو میں لگا کر ذرا جسم کو حرکت دے کر یہ تصور کر کہ تمام جسم اور تمام چیزیں ذاکر ہیں۔ اس تصور سے ایک ذوقی حالت تو یہ پیدا ہوئی کہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ حضرت حق کے حضور میں حلقہ باندھے ہوئے تمام عالم حمد وثنا کر رہا ہے۔ مگر دوسری (حالت) جو پیدا ہوئی وہ نہایت خطرناک اپنی استعداد سے غالباً باہر وہ یہ کہ ایسا خیال جم گیا کہ ہر چیز درخت، پتھر نباتات میں انہیں (اللہ تعالیٰ ہی) کا ظہور اور ہر کام اللہ تعالیٰ ہی کا کام لگا اور یہ معلوم ہوا کہ ہر چیز دیکھ رہی ہے۔ پھر اس پر مواجید (وجد کی کیفیات وحالات) پیدا ہوتے تھے بہت ڈرا کہ کہیں کمترین ملحد نہ ہو جائے اور بے ادب نہ ہو جائے یہاں تک جوش تھا کہ حج میں (رمی) کرنے میں یہ معلوم ہوا کہ آواز آرہی ہے کہ جہاں طواف کیا اور بوسہ دیا وہ بھی ہماری ہی شان تھی اور یہ بھی ہماری شان ہے۔ (کجا غیر کو غیر کو نقش غیر) اگر ہمارے طالب ہو تو دونوں شانیں اختیار کرو۔ (رمی) کرتا جاتا تھا اور زار زار روتا جاتا تھا اور ہڈیاں چور چور ہوئی جاتی تھیں۔ رمی کے بعد بھی تقریباً ایک گھنٹہ تک یہی حالت رہتی تھی۔ مسلسل تین روز تک حتیٰ کہ قرآن شریف کی تلاوت میں خود ہی متکلم خود ہی مخاطب نعوذ باللہ جہاں شیطان سے مکالمت ہے اور مردودیت وہاں بھی۔ مگر چند روز میں (وہ حالت) مٹ گئی۔ مگر تھوڑے عرصہ کے بعد وہ جوش کم ہو گیا اور اس پر مواجید بھی جاتے رہے مگر خیالی حالت وہی ہے۔

تحقیق: ان سب میں وہی فیصلہ جاری ہوگا۔

حال: اور یہ (بھی) تعلیم فرمایا کہ چاروں حواس بند کر کے آواز کا تصور کر بہت تھوڑی دیر مگر دماغ کی کمزوری کی وجہ سے نہیں ہو سکا۔ جب پہلی مرتبہ حضور کی قدم بوسی سے مشرف ہوا تو یہ بھی عرض کیا۔ حضور نے فرمایا کہ اب اس کی ضرورت نہیں ہے اگر جی چاہتا ہو تو صرف کان بند کر لیا کرو اس کو چند روز کمترین نے کیا اس سے بھی آنکھ پر بہت زور پڑتا تھا اور آنکھ بہت ہی کمزور ہے جب سے خراب ہو گئی ہے لہٰذا اس کو بھی چھوڑ دیا۔

تحقیق: احسنتم (آپ نے اچھا کیا)۔

حال: مگر چند ہی دنوں میں ایک ہلکی سی آواز آنے لگی تھی۔ اب یہاں ایک ہفتہ سے شب کو بغیر کان بند کئے ہوئے اور بغیر تصور کے اور خیال کے وہی آواز سنائی دینے لگی اور تین دن سے تو بہت زور کی آواز آتی ہے رات

بھر رہتی ہے اور دن کو بھی کسی وقت محسوس ہوتی ہے مگر ابھی تک کمترین اس کی طرف مخاطب نہیں ہوا اپنے کام میں لگا رہتا ہے۔

تحقیق: اگرچہ یہ آواز کبھی ملکوتی (فرشتوں کے عالم سے) ہوتی ہے مگر ایسا بہت کم ہوتا ہے اکثر ناسوتی (دنیا کے عالم سے) ہوتی ہے جس کا سبب دماغ کی خشکی اور قوت متخیلہ ہے۔

حال: حضرت مولانا رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ پہلے آواز آئے گی پھر اس میں معانی پیدا ہوں گے۔

تحقیق: (یہ قاعدہ) کلیہ نہیں کبھی ایسا ہوتا ہے مگر بہت کم اور آپ اس کا انتظار نہ کریں۔

حال: اور یہی آواز جب بند ہو جاتی ہے تو مجھ کو اختلاج (دل کا گھبرانا) ہونے لگتا ہے۔

تحقیق: اس کی وجہ اس آواز کے مقصود ہونے کا وہم ہے یا دوسرے کی وجہ سے مقصود ہونے کا وہم ہے اور یہ وہم باطل ہے۔

ذکر کی محبت

حال: ذکر سے قلب بے حد مانوس ہے۔ خواب وغیرہ حالات ثمرات کی طرف بالکل توجہ نہیں صرف ذکر ہی مقصود ہے۔ مگر ابھی تک مذکور (یعنی اللہ تعالیٰ) حاصل نہیں۔

تحقیق: مذکور حاصل ہونے کی ایک علامت یہ بھی ہے کہ کام کرنے کے باوجود بھی خود کو اللہ تعالیٰ تک نہ پہنچا ہوا سمجھے۔

حال: عرض یہ ہے کہ کبھی دل میں آتا ہے کہ اگر خدا تعالیٰ تندرستی عطا فرمائیں تو دن رات اللہ اللہ کیا کروں گا اور کسی سے بات نہ کروں گا اور احکام شرعی پر پورا پورا عمل کرنے کی کوشش کروں گا۔ خادم کے لئے یہ خیالات نفع والے ہیں یا نقصان والے شیطانی وسوسہ ہے یا اللہ کی طرف سے ہیں۔

تحقیق: بالکل نفع والے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں۔

استغراق سے ذکر و فکر کا افضل ہونا

سوال: ذکر، فکر اور استغراق ان میں کون سی حالت اونچی اور افضل ہے۔

تحقیق: ذکر و فکر میں تو مقابلہ ہی نہیں اور استغراق سے وہ دونوں افضل ہیں کہ استغراق میں ترقی نہیں اور ان میں ترقی ہے۔

بزرگوں کے مزار کے پاس مراقبہ

حال: گنگوہ میں حضرت مولانا قدس سرہ کے مزار پر ایک بات معلوم ہوئی تھی پہلے تو میں نے اس کو خیال سمجھ کر ٹالا مگر چند وجوہ سے ذکر کرنا چاہتا ہوں۔ ایک تو یہ کہ میرے قلب پر بار بار تقاضا ہوتا ہے کہ حضرت سے عرض کرنا چاہئے۔

تحقیق: یہ تقاضا صحیح ہے۔

حال: دوسرے جب میں حضرت کے مزار پر مراقبہ کر رہا تھا اس وقت وہاں مولوی...... صاحب بھی تھے۔ جب میں فارغ ہوا تو انہوں نے فرمایا کہ اس وقت حضرت کی تمام تر توجہ تیرے اوپر تھی۔

تحقیق: یہ تقاضا کمزور تھا۔ میں دونوں کو مشورہ دیتا ہوں (ان سے بھی کہہ دیا جائے) کہ ان باتوں کو کچھ نہ سمجھیں یہ حال کے اعتبار سے تو خوشی کا سبب ہیں لیکن قال کے اعتبار سے نقصان دہ ہیں۔ اس میں اکثر تو خیال کی ملاوٹ ہو جاتی ہے پھر ان کی طرف توجہ کرنے سے ان پر اعتماد ہونے لگتا ہے۔ جب حالات ہی کوئی چیز نہیں تو خیالات تو کسی شمار میں نہیں۔ اگر کوئی ایسی بات محسوس ہو تو اس کا اظہار جلدی نہ کیا جائے جب تک تین روز تک نہ ہو۔ دونوں کو ہی وصیت ہے اس عمل سے یہ ختم یا کم ہو جائے گا یہ بات ہی زیادہ محفوظ ہے۔

حال: اس بات سے اس امر کی تائید ہوئی جو میں نے وہاں معلوم کیا تھا۔ میں حضرت کے مزار پر فاتحہ پڑھ کر ذکر کرتا ہوا مراقب ہوا اور وہی تصور کیا جو حضرت کی زبانی سنا تھا کہ حق تعالیٰ کو فاعل سمجھے اور قلب شیخ کو مخزن (خزانہ) سمجھے۔ کچھ دیر میں غیبت کی حالت طاری ہوئی۔ حضرت شیخ کو عمدہ لباس وصورت میں اپنی طرف مراقب اور متوجہ دیکھا (یہ بات بھی قابل عرض ہے کہ میں جب مزار پر گیا تو یہ دعا دل میں کر رہا تھا کہ حق تعالیٰ مولانا کی نسبت مجھے عطا فرمائیں اس سے پہلے غنودگی کی حالت میں یہ دیکھا کہ جناب والا نے میرے دل میں دو نورانی ستون قائم فرمائے اور فرمایا کہ ایک ستون مولانا گنگوہی کا ہے اور ایک ستون مولانا محمد قاسم صاحب کا ہے۔ اس دن سے یہ اشتیاق ہوا کہ مولانا کی کامل نسبت حاصل ہو) غرض حضرت کو متوجہ پایا پھر حضرت نے سر اٹھا کر فرمایا کہ خلیل میرے ہیں اور اشرف میرے ہیں دونوں سے تم کو برابر فیض ہوگا نسبت تم کو حاصل ہے (صرف) ذکر کی کثرت اور گناہوں سے بچنے سے راسخ کرنے کی ضرورت ہے چونکہ ان باتوں کا طرز میرے خیال کے خلاف ہے اس لئے میں اس کو خیال نہیں کہہ سکتا واقعہ سمجھتا ہوں آئندہ جو ارشاد والا ہو۔

تحقیق: ہاں ایسے واقعات ہوتے ہیں ہونا ممکن ہے اللہ تعالیٰ ان کو صحیح کر دیں۔

ٹہلتے ہوئے ذکر کرنا

حال: اگرایسی حالت میں (یعنی نیند کے غلبہ میں) ٹہل کر تعداد پوری کرلیا کروں تو کوئی حرج تونہیں ہے۔
تحقیق: کچھ حرج نہیں لیکن جب نیند ختم ہو جائے پھر بیٹھ جانا چاہئے۔

تعیین وظائف

حال: سب نمازوں سے زیادہ صبح کی نماز میں دل لگتا ہے اور جی یہ چاہتا ہے کہ خوب رات سے اٹھوں وظیفہ وظائف پڑھوں چنانچہ یہ ہی کرتا بھی ہوں مگر وظیفہ کوئی مستقل نہیں اپنی بے معنی تجاویز سے کبھی کچھ کبھی کچھ پڑھتا ہوں۔
تحقیق: قصد السبیل سے معین کر لیجئے۔

مراقبہ موت و مابعد الموت

حال: حضرت نے جو مراقبہ موت و مابعد الموت (موت اور موت کے بعد مراقبہ) کا ارشاد فرمایا ہے یوں تو اکثر اوقات موت کا دھیان رہتا ہے مگر جب کبھی تھوڑا بہت بیمار ہوتا ہوں تو ہر وقت ہی اپنی موت کا دھیان رہتا ہے اور یہ خیال کر کے بہت پریشان ہوتا ہوں کہ اگر اس مرتبہ تیرا وقت آ گیا تو کیا ہوگا اے شخص! تو نے تو کوئی بھی بھلا کام دنیا میں نہیں کیا اور ہمیشہ نافرمانی کی اور طاعت سے منہ موڑا اور تمام عمر مفت ضائع کی تو دوزخ سے کس طرح رہائی پا سکتا ہے۔ حضرت! یہ خیال ہر وقت قلب میں جما رہتا ہے اور ایک خفقان (دل کا تیز دھڑکنا) اور بدحواسی اور اختلاج قلب سا ہو جاتا ہے اور دنیا کی کسی طرح کی نعمت دیکھنے کھانے پینے کو جی نہیں چاہتا اور اسی حال میں پریشان رہتا ہوں کہ ہائے تو نے کچھ نہیں کیا اور اب تیرا وقت آ گیا اب کیا کر سکتا ہے عذاب آخرت سے کس طرح نجات پائے گا۔ یہ ایک خیال ہی نہیں ہوتا بلکہ حقیقی طور پر پکا یہ یقین ہوتا ہے کہ واقعی تو نے کچھ نہیں کیا اور تیرا وقت آ گیا اور اس وقت اپنی عبادت وغیرہ کا وہم بھی نہیں گزرتا صرف اس کی رحمت کے بھروسہ پر جی جاتا ہوں یہ حالت بری تو نہیں ہے۔
تحقیق: عین مطلوب ہے لیکن اگر اس کو جان بوجھ کر ذہن میں لانے سے کسی جسمانی مرض کے ہونے کا خوف ہو تو روزانہ نہ کریں کبھی کبھی جب غفلت محسوس ہو کر لیں۔

حال: جب مراقبہ موت و مابعد الموت (موت اور موت کے بعد کے مراقبے) میں بیٹھتا ہوں اور ہر ہر واقعہ کی

طرف خیال کرتا ہوں تو ہر ایک واقعہ کی ایک ایک صورت ذہن میں آتی ہے مثلاً بہشت کی عمارت رنگیں باغ و نہر، وغیرہ اور ایسا ہی دوزخ پل صراط میزان، حساب، شفاعت، نامہ اعمال، حشر ونشر اور منکر نکیر کے سوالات کی بھی ایک ایک صورت ذہن میں آتی ہے لیکن ان کو مقصود نہیں سمجھتا ہوں۔ مقصود تو صرف رضائے مولا ہے۔

تحقیق: یہ سب مقصود ہے کیونکہ عمل ہے حال نہیں ہے۔ پھر اس مقصود سے مقصود رضائے حق ہے۔

حال: مراقبہ موت میں اب تک دل نہیں لگتا جب مراقبہ میں بیٹھتا ہوں تو آنکھ بند کرتے ہی سامنے مختلف قسم کے رنگ سے معلوم ہوتے ہیں لہٰذا طبیعت منتشر ہو جاتی ہے۔

تحقیق: ایک دن مراقبہ کرو ایک دن ناغہ کرو۔

ذکر میں اضافہ

حال: اسم ذات کا معمول بعد نماز فجر بجائے دو ہزار کے تین ہزار کر دیا ہے اور ایسے ہی بعد عصر اور اگر کسی روز زیادہ پڑھنے کو دس بارہ ہزار تک جی چاہے تو کیا حکم ہے۔

تحقیق: پڑھئے اور اس سے زائد کو اپنے ذمہ لازم نہ سمجھئے اور جب کچھ دن بعد امید دوام ہو جائے تو لازم کر لیجئے۔

ذکر سے مناسبت میں فرق

حال: دوسرے یہ کہ کبھی کبھی جب آنکھ معمول سے پہلے کھل جاتی ہے تو تہجد کے بعد بارہ تسبیح بھی پڑھتا ہوں ورنہ معمولاً اسم ذات چار ہزار بار پڑھتا ہوں جب بارہ تسبیح پڑھتا ہوں تب طبیعت میں ایک قسم کا سرور محسوس ہوتا ہے جو اسم ذات پڑھنے کے وقت نہیں ہوتا کیا اس کی وجہ یہی ہے کہ بارہ تسبیح کبھی کبھی پڑھی جاتی ہے اور اسم ذات روزانہ یا کوئی دوسری وجہ ہے۔

تحقیق: ہر شخص کو جدا ذکر سے مناسبت ہے یہ خاصیت طبائع کا اختلاف ہے۔

وظائف کی اجازت کا مطلب

سوال: اوراد و وظائف کے لئے بزرگوں سے اجازت لینے کی کیا وجہ ہے؟

جواب: اوراد کی دو قسمیں ہیں۔ ایک جس کا تعلق سلوک سے ہے۔ اس میں اجازت اس لئے ہے کہ اوراد کی تشخیص صحیح کہ وہ اوراد سالک کے حال کے مناسب ہوں لیکن اس (پہلی قسم) کے لئے اجازت طلب کرنے کا

عنوان (اختیار کرنا) صحیح نہیں ہے کیونکہ اس سے یہ وہم پیدا ہوتا ہے کہ طالب خود (اوراد کو) تجویز کرے پھر اجازت چاہے بلکہ اس عنوان سے پوچھا جائے کہ کیا یہ (ورد) میرے حال کے مناسب ہے یا نہیں ہے۔

دوسرے وہ اوراد ہیں جن کا تعلق سلوک سے نہ ہو صرف آخرت میں ثواب حاصل کرنے کے لئے پڑھے جائیں۔ اس میں اجازت کی ضرورت نہیں ہے۔ ہاں صرف اتنی بات ہے کہ اجازت دینے والے کی خدمت میں پیش کرنے سے مقصد اوراد کی تصحیح ہے (کہ یہ صحیح ہیں یا نہیں) اور اجازت لینے کے لئے پیش نہیں کرنا ہے۔

ذکر سے آرام لینا

سوال: کبھی ایسا ہوتا ہے کہ کثرت ذکر و تلاوت سے دماغ اور زبان دونوں میں تھکن پیدا ہو جاتی ہے۔ ایسی صورت میں کیا شغل رکھا جائے جیسا ارشاد ہو عمل کیا جائے۔

جواب: آرام (کیا جائے) کیونکہ مستقل دوسرا شغل مثلاً فکر بھی اسی تھکن کا سبب ہوگا اور یہ آرام اگرچہ صورت کے اعتبار سے غفلت ہے مگر چونکہ اس سے مقصود ذکر کی تیاری ہے اس لئے یہ ذکر کے حکم میں ہے عالم کی نیند کو عبادت اسی وجہ سے کہا گیا ہے۔

مراقبہ میں تصور قبر

حال: کل مراقبہ کی حالت میں جب قبر کا تصور کر رہا تھا تو تصور میں معلوم ہوتا ہے کہ قبر کے اندر بہت سے چھوٹے چھوٹے درخت نظر آتے ہیں اور ہر ایک میں سفید پھول لگے ہیں یہ کیا معاملہ تھا۔

تحقیق: ممکن ہے کہ خیال کا تصرف ہو اور ممکن ہے کہ اعمال کی صورت مثالیہ ہو۔

حیض کے زمانے میں تلاوت قلبی کرنا

سوال: گھر میں سے (یعنی اہلیہ) حضور والا سے بیعت ہیں۔ بفضلہ عالی حضور والا کی توجہ سے نماز روزہ کی پابند ہیں۔ قرآن شریف کی تلاوت بھی کرتی ہیں آدھا پارہ روز پڑھتی ہیں۔ سبحان اللّٰہ والحمد للّٰہ ولا الہ الا اللّٰہ واللّٰہ اکبر کی تسبیح بھی پڑھتی ہیں بہشتی زیور بھی پڑھتی ہیں۔ کچھ صورتیں حفظ کر لی ہیں۔ جس زمانہ میں نماز معاف ہے (یعنی حیض کا زمانہ) اس وقت مجھ سے پوچھا کہ کیا ہم کو جو حفظ ہے اسے پڑھ لیا کریں۔ میں نے منع کر دیا تو اس زمانہ میں وہ سورتیں بھول جاتی ہیں پھر دوبارہ بہت محنت سے یاد کرتی ہیں۔ مجھ سے کہا کہ حضرت کی خدمت میں ہماری طرف سے لکھ دو جیسا ارشاد ہوگا تعمیل کی جائے گی۔

جواب: ان سے کہئے کہ زبان کو ہلائے بغیر دل میں ان سورتوں کو دہرا لیا کریں۔

سب اوراد کا نافع ہونا

سؤال: درخواست ہے کہ دعا فرمائی جائے اگر اور کچھ اجازت ہو تو اور کچھ پڑھوں یا وہی پڑھوں۔

جواب: اگر اور کچھ پڑھنے کو بتا دیا جائے گا وہ بھی ایسا ہی ہوگا یہ دوائیں تو ہیں نہیں کہ دونوں میں سے ہر ایک کی الگ خاصیت ہو ایک سے نفع نہ ہو دوسری بدل دی۔

ذکر زیادہ کرنے میں دل کی رغبت کا لحاظ رکھنا

حال: بارہ تسبیح کے علاوہ کبھی تو ذکر اسم ذات کرنے کو دل چاہتا ہے اور کبھی درود شریف و استغفار کی طرف زیادہ رغبت ہوتی ہے اس کے بارے میں ارشاد فرمائیں کہ کیا پڑھنا چاہئے؟

تحقیق: شروع میں دیکھ لیا کس کی رغبت زیادہ ہے بس اسی جلسہ (بیٹھک) میں اسی میں وقت پورا کر دیا۔

مبتدی کو دل لگنے کے اہتمام کا مفید ہونا

سؤال: مشہور ہے اور بعض کتب میں بھی ہے کہ فجر کی نماز جس جگہ پر پڑھی جائے اسی جگہ پر آفتاب نکلنے تک بیٹھا رہنا اور ذکر وغیرہ کرنا افضل اور زیادہ باعث ثواب ہے۔ لہٰذا اس پر پابندی کی جائے یا مسجد سے مکان پر آ کر تنہائی میں ذکر کرنا بہتر ہے۔

جواب: مبتدی کو فضائل مستحبہ کے مقابلے میں دل زیادہ لگنے کا اہتمام کرنا زیادہ ضروری ہے۔

ذکر میں اذان کا جواب دینا

حال: کبھی ذکر میں فجر کی اذان ہو جاتی ہے تو طبیعت ذکر بند کرنے کو نہیں چاہتی لیکن یہ بھی خیال آتا ہے کہ اذان کے جواب کی بہت فضیلت ہے اس لئے ایسے وقت کیا کرنا چاہئے؟

تحقیق: (اذان کا) جواب ہی دیا جائے اور اس کو ذکر میں رکاوٹ نہ سمجھا جائے سنن کی برکت سے ذکر کا معدن (خزانہ) منور ہوتا ہے تو اس سے ذکر میں زیادہ اعانت ہوتی ہے۔

جو معمول منقول ہو کو جو منقول نہ ہو پر چند روزہ کی ترجیح کی حکمت

حال: ایک تسبیح درود شریف (حضرت مرشدی مولانا محمود حسن رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ بھائی حضرات

چشتیہ کا معمول بہ درود تو یہ ہے ''اللھم صل علی سیدنا محمد و علی ال سیدنا محمد بعدد کل معلوم لك'' اب تجھے اختیار ہے کہ یہ پڑھے یا درود ماثور)۔ احقر کا معمول درود چشتیہ رہا ہے باوجود اس اعتقاد کے کہ افضل ماثور ہے مگر محض اس وجہ سے عملاً اسے اختیار کیا کہ وہ حضرت مرحوم نے بطور تلقین ارشاد فرمایا تھا اور حضرات سلف چشتیہ کا معمول فرمایا تھا اتباع اسی میں دیکھا کہ اسے اختیار کرلوں۔ اور ادھر سے تخییر بھی تھی اب جو ارشاد ہوگا تعمیل کروں گا۔

تحقیق: معمول کو نہ بدلا جائے اگرچہ خود ماثور افضل ہے لیکن کسی عارض کی وجہ سے کبھی دوسری صورت کو تجویز کرلیا جاتا ہے وہ عارض ایک مستمر ہے یعنی اس کو حدوث (نیا ہونے) میں بھی دخل ہے اور بقا (باقی رہنے) میں بھی اور ایک عارض مدت کے بعد پیدا ہوگیا ہے پہلا عارض یہ ہے کہ ہم میں اہلیت اصل کی نہیں وہ اہلیت پیدا کرنے کے لئے دوسرے طریق غیر اکمل کو اختیار کیا اور یہ ایک دقیق (باریک) تواضع ہے جس تک اہل ظاہر کی رسائی نہیں پھر شیخ تواضع کے رسوخ اور اہلیت کے وجود کو دیکھ کر افضل کو تجویز کر دیتا ہے یا تجویز کی اجازت دے دیتا ہے اور عارض ثانی یہ ہے کہ مدت کے بعد معمول میں دوام کی برکت پیدا ہو جاتی ہے اس لئے تبدیل میں جلدی نہ کی جائے۔

آثار دعاء

حال: پوچھنے کی بات یہ ہے کہ کئی دن سے گھر میں روپیہ پیسے کی بے حد تنگی تھی اور بہت ہی تکلیف تھی۔ میں نے اپنا حال رب العزت کے علاوہ کسی سے ظاہر نہیں کیا حتیٰ کہ حضرت مولانا مدظلہ العالی سے بھی عرض نہیں کیا۔ پرسوں ترسوں کا ذکر ہے کہ میں رات کو تہجد کے نوافل ادا کرنے کے لئے اٹھا وضو کر کے نوافل سے فارغ ہوکر بارہ تسبیح کا ذکر کیا پھر فجر کی نماز سے فارغ ہوکر قرآن شریف کی تلاوت کی اور مناجات مقبول پڑھی۔ اس وقت میرے علاوہ کوئی آدمی نہیں تھا میں نے اس وقت تنگی رزق کے بارے میں ہاتھ اٹھا کر اللہ پاک سے عرض کیا۔ دعا مانگ چکا تو اپنی چادر کے اوپر دو کاغذ کے ٹکڑے پڑے ہوئے پائے۔ اس چادر کو اوڑھ کر بیٹھا ہوا تھا۔ جب کاغذوں کو دیکھا تو معلوم کہ پانچ پانچ روپیہ کے دو نوٹ ہیں۔ صبح تنہائی میں حضرت مولانا سلمہ اللہ سے تمام واقعہ عرض کیا۔ انہوں نے فرمایا کہ یہ تمام واقعہ حضرت مولانا کی خدمت میں تحریر کر کے روانہ کردو۔ جب تک جواب نہ آئے ان کو اپنے خرچ میں نہ لاؤ۔ اب عرض یہ ہے کہ یہ کیا معاملہ ہے اسی طرح ان روپیوں کو اپنے خرچ میں خرچ کرلوں یا نہیں ان نوٹوں کا کیا کروں جس طرح حکم ہو عمل کروں گا۔

تحقیق: واقعہ کی حقیقت کے پیچھے مت پڑو کہ بے ضرورت ہے بلکہ نقصان دہ ہے احکام شرعیہ پر عمل کرو۔ وہ حکم یہ ہے کہ جس مال کا مالک معلوم نہ ہو غریب آدمی کو اس کا خرچ کر لینا جائز ہے تم خرچ کرو اور کسی سے ذکر مت کرو اور کیونکہ لقطہ (گری پڑی ملنے والی چیز) بھی خدا تعالیٰ کی نعمت ہے اس لئے اس کا شکر کرو اور دعا ہمیشہ مانگتے رہو۔

زمانہ محدود تک کے لئے معمول میں اضافہ کرنا ہمیشگی کے خلاف نہیں ہے

حال: رمضان شریف میں چھٹیوں کی وجہ سے فرصت ہوگی اس لئے خیال ہے کہ اسم ذات کی تسبیح زیادہ کرلیا کروں۔

تحقیق: بہت ہی اچھا ہے۔

حال: لیکن بعد میں ہمیشگی کی امید نہیں حضور جیسا مناسب ہو ارشاد فرمائیں۔

تحقیق: کچھ حرج نہیں یہ ہمیشگی کے خلاف نہیں کیونکہ شروع ہی سے ہمیشگی کا ارادہ نہیں ہے۔ جیسا حدیث میں وارد ہے کہ حضور ﷺ کے اعمال رمضان میں زیادہ ہو جاتے تھے۔

تکثیر تلاوت

حال: آج کل احقر کا حسب ذیل معمول ہے تہجد کی نماز اس کے بعد بارہ تسبیح، فجر کے بعد اسم ذات تین ہزار مرتبہ قرآن شریف کی ایک پارہ تلاوت منزل قربات عنداللہ و دعا حزب البحر و شجرہ طیبہ کے ساتھ مغرب کی نماز کے بعد ورد اسم ذات تین ہزار مرتبہ و مراقبہ موت مابعد الموت عشاء کی نماز کے بعد سو مرتبہ استغفر اللہ الخ اور سو مرتبہ درود شریف اور ہر پانچ نمازوں کے بعد تسبیح حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ یہ ہی معمول گھر پر بھی ہے مگر یہاں (یعنی خانقاہ میں) صرف تلاوت کلام اللہ شریف تین چار پارہ تک کردی ہے اور زیادہ کی ہمت نہیں ہے۔

ذیل میں چند امور قابل اصلاح لکھتا ہوں۔ خدا جانے کیا بات ہے کہ مجھے ذکر سے بہت ہی کم مناسبت ہے اور تلاوت کلام اللہ سے بہت رغبت ہے اور بہت انس بڑھتا ہے۔ جی یوں چاہتا ہے کہ اور اذکار کو کم کر کے تلاوت کلام اللہ شریف جس قدر ہو سکے کیا کروں چونکہ ضعیف الجثہ ہوں اس لئے یہ خیال ہے کہ ایک منزل روزانہ ہو جایا کرے تو غنیمت ہے۔ اگر اجازت ہو تو یہ کر کے دیکھوں شاید حضرت والا کی دعا کی برکت سے ہمیشگی حاصل ہو جائے ورنہ اپنی کمزوری کو دیکھتے ہوئے تو امید نہیں۔

تحقیق: بہت مناسب ہے اصل مقصود حق تعالیٰ کی طرف توجہ ہے خواہ ذکر سے ہو یا تلاوت سے ہو۔

مراقبہ نیت

حال: مراقبہ نیت کے تصور سے بھی مطلع فرمایا جائے۔

تحقیق: یعنی اس کی دیکھ بھال کہ میری نیت غیر طاعت کی تو نہیں۔

ذکر حق کا قلب میں دائمی نہ ہونا

حال: حضرت والا! ایک چیز کی عرصہ سے طلب ہے مگر وہ ہاتھ نہیں آتی۔ وہ یہ کہ ذکر حق قلب میں ایسا پیوستہ ہو کہ بھولنے کی کوشش بھی کروں تو بھول نہ سکوں اور غیر کے خیالات قلب میں ناممکن ہو جائے۔ غالباً اس کے لئے چلہ کشی اور خلوت تامہ (پوری تنہائی) کی ضرورت ہوگی مگر یہ تو قاعدہ اور قانون کی بات ہے اور مجھے حضرت والا کے فیوض و برکات سے یہ امید ہے کہ راستہ میرے لئے آسان فرمائیں گے۔

ع بر کریماں کارہا دشوار نیست

ترجمہ: "کریموں کے لئے کوئی کام مشکل نہیں۔"

تحقیق: یہ تو مجھ کو بھی نصیب نہیں نہ جی چاہتا ہے کیونکہ اس صورت میں مختار نہ رہوں گا مجبور ہو جاؤں گا۔

ساتواں باب

خواب وکشف کے بیان میں

حال: میں نے خواب میں دیکھا کہ آپ ایک تالاب میں وضو کررہے ہیں اور میں ایک مسجد میں بیٹھ کر آپ کا انتظار کررہاہوں ذرا دیر بعد میں نے بھی اس تالاب میں جا کر وضو کیا۔

تحقیق: اعمال صالحہ میں اتباع حاصل ہوگا۔

حال: میں نے خواب میں دیکھا کہ مجھ کو لوگ منع کررہے ہیں کہ اس راستہ سے مت جاؤ اس میں شیر بیٹھا ہے اتنے میں مجھے خوف معلوم ہوا جلدی سے ایک درخت پر چڑھ گیا۔

تحقیق: نفس وشیطان سے حفاظت رہے گی۔

حال: جمعہ کی رات خواب میں دیکھا ہے کہ کچھ صلحا رسول کریم ﷺ کے خلفاء کی بزرگی کا ذکر فرمارہے ہیں اچانک حضور تشریف فرما ہوئے پس ایک سفید کپڑوں والے صحابی نے (جن کو میں پہچانتا نہیں ہوں) حضور سے سوال کیا "من خلفائك او كما قال فاجاب رسول الله" خلفائی بعد عمر وعثمان وعلی (یہ آپ کے خلفاء میں سے ہیں تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: عمر، عثمان اور علی کے بعد میرے خلفاء میں سے ہیں) خوب اچھی طرح یہ عبارت محفوظ ہے۔ ہاں اس میں شبہ ہے کہ پہلے عثمان فرمایا یا پہلے علی فرمایا اور پھر عثمان فرمایا۔ ان دو آخر کے ناموں کے پہلے اور بعد میں شبہ ہے۔ باقی عبارت جو مضمون کا حاصل ہے جو ذکر کیا ہے مذکور ہوا خوب یاد ہے اس خواب اور بات کے صحیح ہونے میں کوئی خرابی تو نہیں اور میرے لئے کسی قسم کی خیر وتنبیہ ہو تو ارشاد فرمائیے۔

تحقیق: آپ کو شاید اس سے شبہ ہوا ہوگا کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام مبارک نہیں لیا گیا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر محبوب میں خوب فنا ہوجانے کی وجہ سے محبوب کے ساتھ ہونا دور ہونے کے مقابلے میں غالب ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد ﴿ان الله معنا﴾ سے سمجھ میں آتا ہے اور یہی راز ہے آپ ﷺ کے اس قول کا کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر ہوتے آپ نے یہ نہیں فرمایا کہ ابوبکر ہوتے۔ میں نے اپنے آقا اپنے استاد شیخ مولانا محمد یعقوب صاحب قدس سرہ سے اسی طرح سنا ہے۔

حال: حضور! اس ناکارہ کے لئے دعا فرمایئے۔ انجام خیر ہو اور دونوں جہاں میں عافیت حاصل ہو۔ میں بالکل کورا ہوں نہ کچھ حاصل ہے نہ کوئی لیاقت رکھتا ہوں۔ البتہ جب سے حضور کی غلامی نصیب ہوئی ایک قسم کی دل کو خوشی رہتی ہے۔ خصوصاً جس شب کو حضور کی حضوری ملتی ہے طبیعت کو بڑی فرحت ہوتی ہے۔ چنانچہ پرسوں کی شب دیکھا کہ حضور اس خدمت سے دور (غلام) سے کچھ ارشاد فرما رہے ہیں۔ ایک شخص کے ظاہری اخلاق کے بارے گفتگو تھی کہ یہ ان کا ظاہر ہے باطن میں ادب نہیں ہے۔ رات کا وقت ہے چراغ جل رہا تھا لیکن مدہم ہو رہا تھا۔ حضور نے یا کسی دوسرے صاحب نے فرمایا کہ چراغ روشن کرو میں نے اٹھا کر دیکھا تو تیل کم تھا بتی نہیں تھی۔ چراغ کے نیچے ہی ایک کپڑا بتی بنانے کے قابل مجھے مل گیا۔ میں نے بتی بنائی یہ بخوبی یاد نہیں کہ چراغ میں بتی ڈالی یا نہیں۔ اس کی تعبیر کیا ہے اس کے علاوہ دو بار پہلے بھی خواب دیکھا ہے۔

تحقیق: یہ سب اچھی علامات ہیں مگر ان کو کمال نہیں سمجھنا چاہئے ہاں یہ بھی نعمت ہے شکر کیجئے۔

سؤال: دن کے وقت ذکر کی حالت میں خواب کی طرح ہو کر دیکھتا ہوں کہ میں اور میرے ساتھ ایک اور شخص دونوں گاڑی میں سوار ہو کر ایک اسٹیشن پر اترے۔ میرے ساتھی کا بالکل ٹکٹ نہیں تھا اس کو ٹکٹ بابو (ٹکٹ چیکر) نے گرفتار کیا اور میرا ٹکٹ جہاں تک تھا اس سے ایک اسٹیشن زیادہ چلا آیا ہوں۔ جب اس کو ٹکٹ دیا تو پہلے ہی اس سے سارا ماجرا بیان کر کے ٹکٹ دیا۔ اس نے خوش ہو کر ٹکٹ لیا اور کہا یہ کمی پورے ٹکٹ والے سے بھی اچھی ہے۔ اس کی کیا تعبیر ہے ارشاد فرمایئے۔

جواب: کوئی بات کسی حال کے غلبے کی وجہ سے شریعت کے خلاف ہوگئی ہے جس میں معذور قرار دیئے اور حسن نیت کی وجہ سے تسلی کے لئے احسان کیا گیا مگر یہ خود کوئی کمال نہیں ہے (اس لئے) آئندہ احتیاط واجب ہے۔

سؤال: چار دن ہوئے کہ میرے خواب میں رات کے گیارہ بجے ایک سفید ڈاڑھی، سفید لباس بزرگ ایک ساتھی کے ساتھ جو کالا صافہ سر پر باندھے ہوئے اور سفید کپڑے پہنے ہوئے تھے اور ان کی عمر ادھیڑ تھی تشریف لائے سلام کیا اور تہجد پڑھی۔ سفید داڑھی والے بزرگ نے اپنے ساتھی سے پوچھا تم نے اب تہجد کی کتنی رکعتیں پڑھیں اور اس میں قل ہو اللہ کتنی بار پڑھا؟ انہوں نے عرض کیا کہ بارہ رکعت پانچ قل ہو اللہ کے ساتھ پڑھی۔ ساتھی نے ان سے پوچھا آپ نے کتنی رکعتیں کتنی قل ہو اللہ کے ساتھ پڑھنے کے لئے فرماتے ہیں۔ (ان بزرگ نے) فرمایا تمہاری طرح۔ پھر (ان) بزرگ نے مجھ سے پوچھا تو (میں نے) عرض کیا آٹھ رکعت تین قل ہو اللہ کے ساتھ پڑھتا ہوں۔ فرمایا: تم بھی بارہ رکعت پانچ قل ہو اللہ کے ساتھ پڑھو اور تہجد کو نہ چھوڑنا کہ بڑی برکت والی نماز ہے۔ اس کے دوسرے دن سے ہی بارہ رکعت پانچ قل ہو اللہ سے پڑھ رہا ہوں۔ اب عرض یہ کہ

اس خواب اور اس طرح تہجد پڑھنے کے بارے میں جیسا ارشاد ہو آگاہ ہو کر عمل کروں۔

جواب: خواب کے مطابق عمل کیجئے کہ اس میں اجر زیادہ ہے یعنی حساب سے بیس قرآن مجید روزانہ کا ثواب ملتا ہے لیکن خواب کو کمال نہ سمجھئے اور نہ ہر خواب پر بغیر پوچھے عمل کیجئے۔

حال: ایک شب میرے پاؤں میں جوڑوں اور سرین کے درد کا شدت سے دورہ تھا۔ درد کی وجہ سے تہجد کی نماز میں سستی ہوئی اور خیال ہوا کہ صبح کو قضا ہی پڑھ لوں گا۔ نیند آ گئی۔ خواب دیکھا کہ ایک زنجیر میں بندھی ہوئی پتنگ اڑ رہی ہے اس کو میں نے پکڑ لیا ہے۔ نیچے کھینچ کر لانے سے معلوم ہوا کہ یہ آدمی ہے۔ اس شخص سے میں نے ڈر کر بھاگنے کا ارادہ کیا۔ اس نے مجھے پکڑ لیا اور کہا کہ جیسے میں اڑ رہا تھا تم بھی ایسے ہی اڑو گے۔ لیکن اس کی شرط یہ ہے کہ کوئی گناہ کرو۔ میرے دل میں خیال آیا کہ ایک گناہ تو ابھی ابھی کیا ہے یعنی تہجد نہیں پڑھی۔ فوراً آنکھ کھلی اور وقت کم رہ گیا تھا۔ چار رکعت (تہجد) ادا کی۔

تحقیق: اللہ تعالیٰ کی رحمت ہوئی وہ شیطان تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے اغوا (گمراہ کرنے) کو ایک کوتاہی یاد آجانے کا سبب بنا دیا۔ گویا اس نے دشمنی سے نقصان پہنچانا چاہا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو نافع بنا دیا۔ جس سے وہ ناکام ہوا۔ کقولہ تعالیٰ ﴿قلنا یا نار کونی بردا وسلاما علی ابراهیم﴾ **ترجمہ:** ہم نے آگ سے کہا کہ ابراہیم پر ٹھنڈی اور سلامتی والی ہو جا۔ ﴿واردوا به کیدا فجعلنا هم الاخسرین﴾ ان لوگوں نے ان کا برا تو چاہا تھا مگر ہم نے ان ہی کو نقصان میں ڈال دیا۔

حال: عام خواب میں ایک سالک کو دیکھا (اور میں اس کو پہچانتا ہوں) اور اس کے دیکھنے سے میرے قلب میں جلن پیدا ہوتی ہے۔ اچانک دل میں ذکر جاری ہو گیا (ذکر کے) جاری ہونے سے لذت بھی آتی تھی اور تنگی بھی ہوتی تھی اور تنگی بھی ایسی ہونے لگی کہ دل چاہتا تھا کہ اگر بند ہو جائے تو بالکل خواب ہو۔ پھر جب دن ہوا تو واقعہ بالکل بھول گیا۔ خیر جب دوپہر کو سونے کے ارادہ سے بستر پر لیٹا تو ایک طالب علم دوسرے کو میرے سامنے کہنے لگا کہ میاں دین محمد کا بہت ذکر جاری ہے اور مجھ کو اس کے کہنے پر ہنسی آئی اور اس کہنے پر کچھ خیال نہ کیا۔ اس کے چھوٹی عمر کی کم عقلی پر سمجھا۔ خیر اس سے پوچھا گیا کہ تجھ کو کس طرح معلوم ہوتا ہے۔ اس نے کہا کہ اندر میں ایک حرکت ہوتی ہے جس سے مجھ کو یقین ہے کہ یہ ذکر ہے معمولی اور عادی تحریک نہیں۔ اس وقت پھر بندہ کو رات کا واقعہ یاد آیا اور اس کو بیان کر کے سنا دیا اور جس وقت اس نے مجھ سے کہا کہ اب تیرا ذکر جاری ہے حالانکہ مجھ کو کچھ بھی احساس نہیں ہوا۔ جیسا پہلے تھا ویسا ہی اب بھی ہے پھر منگل کی رات اس طالب علم نے میرے سینہ پر کان رکھ کر کہا کہ اب تیرا ذکر جاری ہے پھر مجھ کو تعجب ہوا کہ مجھ کو کس وجہ سے معلوم نہیں ہوتا۔

اب اس کے بعد جو کچھ مجھے خواب میں معلوم ہوا عرض کرتا ہوں۔ کیا اچھا ہے یا برا ہے۔ اور یہ خواب شیطانی ہے یا رحمانی۔ بندہ نے اب تک کسی سے بیعت بھی نہیں کی۔ مگر اس کا ہمیشہ شوق رہا ہے۔ صلحا سے خاص کر آنحضرت سے بہت ہی محبت رہتی ہے۔ کیا قلبی ذکر کے جاری ہونے کے وقت ذاکر کو تکلیف بھی پہنچتی ہے یا نہیں؟ کسی وقت ذاکر کو اپنے قلب کے ذکر کے جاری ہونے کی بے خبری بھی ہوتی ہے یا نہیں اور بغیر مرشد کے جاری بھی ہوتا ہے یا نہیں؟

اس خواب کے بعد اس دن خاص رقت قلبی بھی تھی اور جب کسی صالح کا نام آتا تھا اس کو بلا تصنع (بغیر بناوٹ) تکلف نہایت لذت وشوق اور ادب کے ساتھ پہلے سے بہتر زبان پر لاتا تھا۔ مجھ نادان کو معلوم ہی نہیں ہوتا کہ یہ کیا ہے یا کس نسبت سے پیدا ہو گیا ہے۔

تحقیق: خواب انشاء اللہ اچھا ہے حالت بھی اچھی ہے۔ ذکر مرشد کے بغیر بھی جاری ہو سکتا ہے لیکن اس کی حقیقت وہ نہیں ہے جو اس طالب علم نے سمجھی کہ وہ تو صرف ایک حرکت ہے جو طبعی حرارت (گرمی) وغیرہ کی وجہ سے بھی ہو جاتی ہے اس کی حقیقت ملکہ یادداشت ہے جو مدتوں کے بعد راسخ ہوتا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ موجودہ حالت اسی کی ابتدا ہے۔

سؤال: احقر شب کو سو رہا تھا خواب میں یہ آیت شریف ﴿بینهما برزخ لا یبغیان﴾ زبان پر جاری کی گئی اس کی تفصیل اور تعبیر کا محتاج ہوں۔

جواب: اللہ ظاہر و باطن دونوں کی دولت عطا فرمائیں گے اس طرف اشارہ ہے۔

سؤال: پرسوں دوپہر کو احقر لیٹ گیا تھا سویا نہیں تھا صرف غنودگی ہو گئی تھی اسی حالت میں ﴿اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ؕ﴾ رکوع کے ختم تک زبان پر جاری ہو گیا اور پڑھتے ہوئے جاگ گیا۔ عرض ہے کہ اس کے بارے میں کیا ارشاد ہے؟

جواب: ایمان کامل عطا ہونے کی اور اتباع سنت نصیب ہونے کی خوشخبری ہے۔

حال: رات بندہ نے خواب میں دیکھا کہ ایک میدان ہے اور وہاں ایک قبر ہے اور مجھ سے کہا جاتا ہے کہ یہ تیری قبر ہے تو اس میں جا۔ میں بہت رویا اور کہا اللہ تعالیٰ کا حکم سر اور آنکھوں پر مگر میرے ذمہ حقوق ہیں یعنی قرض ہے اس کو حق تعالیٰ ادا کر دیں تو بڑا اچھا ہو تو کہا گیا۔ اچھا تین دن کی مہلت ہے تو میں دنیا و مافیہا سے قطع نظر کر کے ایک پرچہ پر وہ حساب لکھ رہا ہوں اور کہتا ہوں کہ کیا اچھا ہو کہ ان تین دن میں ایک لمحہ بھی مجھے شرعی کاموں کے علاوہ کوئی دنیا کا کام پیش نہ آئے اور بالکل اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ رہوں۔ کتاب مجالس الحکمت بھی

تھوڑی باقی ہے اس کو جلدی پورا کر رہا ہوں اور بہت ہی خضوع ہے۔ دعا مانگ رہا ہوں کہ یا اللہ اس بقیہ وقت میں میرا رخ کسی طرف نہ پھرے۔ اور ایسا استغراق تھا کہ آنکھ کھلنے کے بعد پھر آنکھ بند کی تو وہی حالت نظر آئی حتیٰ کہ صبح ہوگئی اور صبح سے اب تک کسی کام میں دل نہیں لگتا۔ حتیٰ کہ کھانا کھانے میں بھی یہ معلوم نہ ہوا کہ میں کیا کھاتا ہوں اور کسی سے بولنے کو بھی دل نہیں چاہتا۔ نہ معلوم کیا بات ہے حضور والا دعا فرمائیں۔

تحقیق: مبارک ہو حق تعالیٰ نے مقام فنا کا باب کھول دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی تکمیل فرمائیں اس کے بعد مقام بقا عطا فرمائیں۔ فنا میں مخلوق کے ساتھ مشغولی ہے کم ہو جائے گی۔ اور بقا میں وہ پھر لوٹے گی مگر دوسرے رنگ میں (لوٹے گی) یعنی اللہ تعالیٰ کے لئے مخلوق کے ساتھ مشغولی حالت اور ذوق کے اعتبار سے اگرچہ جان بوجھ کر اور ارادے سے پہلے بھی ہے۔ اور رحمت حق کی امید کرتے رہیے۔ والسلام

سُوال: ایک قصاب نے اس احقر کی دعوت کی تھی۔ میں اس کے ہاں جمعہ کو صبح کے وقت کھانا کھانے گیا۔ میرے ساتھ ایک طباق میں ایک غیر مقلد صاحب نے کھانا کھایا۔ کھانا کھا کر مکان پر چلا آیا۔ رات کو تین بجے خواب میں دیکھا کہ اجابت کی ضرورت ہوئی۔ خواب ہی میں اجابت (رفع حاجت) کو چلا گیا۔ میدان میں بیٹھا ہوں۔ تھوڑی سی اجابت تو جائے مخصوص سے ہوئی اور بہت زیادہ اجابت خواب میں منہ سے ہوئی۔ اس بات سے فوراً آنکھ کھل گئی۔ دیکھا حضرت خواب تھا۔ بفضلہٖ تعالیٰ پنجگانہ نماز بھی پڑھتا ہوں اور قرآن شریف کی تلاوت بھی روزمرہ ہو رہی ہے۔ اس خواب کی تعبیر مطلوب ہے۔

جواب: ظاہر میں وہ شخص سلف پر لعن وطعن کرتا ہوگا۔ اگر ایسا ہے تو حق تعالیٰ نے گستاخی و زبان درازی کا اثر دکھایا کہ ساتھ کھانے سے یہ اثر ہے چہ جائے کہ کام میں ساتھ ہونے کے۔

حَال: غلام نے خواب دیکھا کہ ایک دریا ہے اور بہت طغیانی (تیزی) پر چل رہا ہے۔ میں نے اس کو پار کرنے کا ارادہ کیا تو وہ خشک ہوگیا۔ اتنا خشک ہوا کہ میں اس کو چھلانگ مار کر پار ہوگیا۔ پھر اس دریا میں پانی اچھی طرح ہوگیا پھر میں نے اس کو پار کرنے کا ارادہ کیا اس کو پار کر کے پھر واپس آ گیا خداوند کریم اس کو میرے لئے باعث خیر کرے۔

تحقیق: خواب بہت اچھا ہے۔ دریا کو پار کرنا عروج وفناء پر پہنچنا ہے۔ پھر پار کر کے واپس آنا نزول و بقا سے مشرف ہونا ہے اور اس کا خشک کے قریب ہوجانا ان مقامات کے آسان ہونے کا اشارہ ہے۔ بہت ہی مبارک خواب ہے۔

حَال: ایک بہت بڑا دریا ہے اور اس دریا کے بیچ میں ایک پتلی دیوار بنی ہوئی ہے۔ سب لوگ جو اس دریا سے

پار ہوتے ہیں وہ تو کسی دوسرے راستہ ہوتے ہیں لیکن کسی شخص کی ہمت اس دیوار کے راستہ سے نہیں ہوتی ہے جو اس دریا کے پار ہونے کا سیدھا راستہ ہے کیونکہ ایک تو دیوار پتلی ہے دوسرے دریا کا خوف ہے لیکن ہم دونوں غلام میں اور بھائی...... آپ کے ساتھ ایسی چیز میں بیٹھے جو دیوار پر پھسلتی چلی گئی اور اس کے پار ہو گئے۔ خشکی پر پہنچ کر آپ کو سردی معلوم ہوئی تو میں نے اپنی رضائی آپ کے اوپر ڈال دی۔ تب بھی آپ کو سردی معلوم ہوئی تو میں نے بھائی...... کا لحاف ڈال دیا۔

تحقیق: بہت ہی پاکیزہ ہے وہ دریا طریقت (کا دریا) ہے اور دیوار صراط مستقیم شریعت کی (دیوار ہے) انشاء اللہ تعالیٰ آپ دونوں طریقت کو شریعت کے اتباع کی وجہ سے طے کریں گے۔ سردی روح کی خوشی اطمینان اور سینہ کی ٹھنڈک کی طرف اشارہ ہے اور لحاف ڈال دینا حق کے طالبوں کے کھنچاؤ کی طرف اشارہ ہے جس سے کچھ توجہ الی الحق کرنا پڑتی ہے جس سے وہ استغراق کا غلبہ کچھ کم ہو جاتا ہے۔ غرض سب کے لئے مبارک ہے۔

حال: ایک دو خواب جن کے بارے میں طبیعت کو ذرا تردد ہے عرض کرتا ہوں۔ ایک تو یہ دیکھا کہ آپ اپنے ہاتھ سے مجھے کھانا دے رہے ہیں اور فرماتے ہیں کہ ہمارے یہاں آٹھ آدمیوں کی گنجائش ہے اگر تمہاری مرضی ہو لے لو۔ آٹھ کی حد بیان کرنے کا مطلب سمجھ میں نہیں آتا۔

تحقیق: ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت کام کرنے والوں میں آٹھ شخص کی تکمیل ہوگی "جعلكم الله منهم" (اللہ تعالیٰ نے آپ کو بھی ان میں شامل فرمایا ہے)۔

حال: دوسرے یہ کہ میں نے دیکھا کہ آپ اور میں اسی اپنی مسجد میں ہیں اور آپ نے عمامہ مجھے دیا پھر نہ معلوم کس نے صلاح دی کہ عمامہ کی چادر بنا لو۔ پھر وہیں آپ کے سامنے عمامہ کو دہرا کر کے اور دونوں پاٹ کھول کر ملائے تو اچھی خاصی چادر بن سکتی تھی۔ چادر کے بارے میں میرے دل میں یہ بات آئی ہے کہ چادر عمامہ کے مقابلے زیادہ ستر ڈھانکنے والی ہوتی ہے۔ واللہ اعلم

تحقیق: عمامہ مقتدائیت (پیشوا ہونے) کی علامت ہے اور چادر شفقت کے شامل ہونے کی علامت ہے۔ اللہ تعالیٰ دونوں شفقت ایک کے بعد دوسری (آگے پیچھے) عطا فرمائے گا۔

حال: (اس) پردیسی کو وطن سے آئے ہوئے تین سال ہو گئے ہیں اور بندہ کا یہ خیال تھا کہ کہیں پیر کامل کی قدم بوسی کروں۔ بندہ چونکہ زبان وغیرہ سے ناواقف تھا اس لئے بہت تردد میں تھا اور ایسی کوئی جگہ بھی معلوم نہ تھی۔ مدت ہو گئی بندہ اسی پریشانی میں تھا کہ بندہ نے خواب دیکھا وہ یہ ہے کہ رسول اکرم ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور آپ کے ساتھ سعید ابن المسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے اور ان کے ساتھ چھ کونوں والا ایک صندوق

تھا۔ آپ نے حکم فرمایا کہ اس کو رکھوا۔ اس صندوق کے ہر جانب نام لکھے ہوئے تھے اوپر کی طرف یہ لفظ بالکل اسی طرح تھا اور مشرقی طرف میں جناب کا نام تھا۔ آنحضرت ﷺ نے آپ کے نام کی طرف اشارہ کیا اور مجھے فرمایا کہ اس نام کو یاد رکھو۔ آنحضرت ﷺ صندوق کے شمال کی طرف تھے۔ اور سعید بن المسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنوب کی طرف تھے یہ بعد میں اٹھے۔ بندہ ابھی طالب علموں کا خدمت گار ہے اور بہت ہی غریب ہے۔ مال کی حیثیت اور سبب وغیرہ سے اگر بندہ خدمت شریف میں حاضر ہو جائے تو آنجناب بندہ کو کچھ نظر مرحمت فرمائیے گا اور تفصیل میں نے نہیں لکھی۔

تحقیق: خواب بہت مبارک ہے اور ظاہر میں اس کے معنی یہ ہیں کہ انشاء اللہ تعالیٰ آپ کو اس احقر سے کچھ دینی نفع ہوگا۔ اگرچہ میں اس قابل نہیں لیکن "انا عند ظن عبدی بی" (کہ میں اپنے بندے کے گمان کے ساتھ ہوں) کی وجہ سے آپ کے گمان کی برکت سے ایسا ہوگا۔ آپ اپنا مفصل حال لکھئے تو مشورہ دوں کہ آپ کیا پڑھتے ہیں اور کیا کیا کب تک پڑھنے کا ارادہ ہے۔ میرے مشورہ کے بغیر کسی کام میں جلدی نہ فرمائیے۔

والسلام

حال: اب کچھ خواب عرض کرتا ہوں تعبیر سے سرفراز فرمائیں۔ ① قیلولہ کے وقت اسم ذات کے ذکر کے بعد سویا دیکھتا ہوں کہ میں اپنی سسرال جا رہا ہوں۔ ایک جگہ پہنچا تو دیکھا کہ ایک بیل ایک بیل کو دوڑائے ہوئے مارنے کے لئے جا رہا ہے اور ایسا معلوم ہوا کہ میری سسرال کے بیل ہیں۔ آخر دونوں تالاب میں گر گئے اور جو آگے بھاگا جا رہا تھا وہ گرتے ہی لاپتہ ہو گیا اور جو مارنے کے لئے جاتا تھا وہ ڈوبنے لگا دو شخص اس کے نکالنے کے لئے کودے۔ مگر مردہ ہو کر نکلا۔ ڈرانے والا بیل کچھ کالا اور سفید تھا اور بھاگنے والا بالکل سفید تھا۔

تحقیق: یہ خواب سمجھ میں نہیں آیا۔

حال: ایک شب کو دیکھا کہ میں چند لوگوں میں بیٹھا ہوا ہوں۔ حضرت میرے پیچھے تشریف لائے اور ایک عمامہ میرے سر پر اپنے ہاتھوں سے باندھا۔ میں بھی اور حاضرین بھی اور حضرت خود بھی بہت خوش ہو رہے ہیں۔ اور فرماتے ہیں کہ دیکھو دوسرے کے باندھنے کی وجہ (عمامہ کے) پیچ اور بندھ صحیح نہ ہونے کے باوجود سبحان اللہ کیا اچھا معلوم ہو رہا ہے۔

تحقیق: متبوع ہونے کی طرف اشارہ ہے۔

حال: ایک دفعہ دیکھا کہ بہت بڑا مجمع ہے اور میں خطبہ سنا رہا ہوں۔

تحقیق: پہلے کی طرح۔

حال: گذشتہ شب دیکھا کہ مجمع ہے اور میں حضرت بھی شریک ہیں۔ میں وعظ کہہ رہا ہوں اور بہت سی آیتیں پڑھیں مگر دو آیتیں یاد رہیں اور سب بھول گئیں ① ﴿قل یاهل الکتاب لستم علی شیء حتی تقیم التورة والانجیل وما انزل الیکم من ربکم﴾ ② ﴿لیس البر ان تولوا وجوهکم قبل المشرق والمغرب ولکن البر من امن باللّٰه﴾ خواب میں یہ بیان کیا تھا کہ صرف قرآن کو پڑھنا نہیں چاہئے بلکہ اس کے احکام پر عمل بھی کرنا چاہئے۔ اس مضمون پر پہلی آیت سے دلیل پکڑی تھی اور یہ بیان کیا تھا کہ صرف اللہ تعالیٰ پر ایمان ہونے پر کفایت نہ کرنا چاہئے بلکہ اور اعمال شرعیہ بجالانا چاہئے۔ اور اس پر دوسری آیت سے دلیل پکڑی تھی۔ اس خواب کے مطلب سے حضرت مطلع فرمائیں۔

تحقیق: پہلے کی طرح مخلوق کو دینی نفع ہوگا۔

حال: دیکھا کہ حضرت نے سب کو جمع کیا اور ایک تقریر بیان فرمائی جس کا مضمون یہ تھا کہ خواجہ صاحب ضرور آئے تھے میں نے نیک فال لیا تو ان کا آنا بہتر تھا اور آج ان کا جانا بھی بہتر معلوم ہوتا ہے۔

تحقیق: چونکہ کامیاب ہوکر گئے اس لئے جانا بوجھ نہیں ہوا۔

حال: اور میں روتا تھا کہ خدا جانے میرا آنا جانا کیسا ہے۔

تحقیق: خوف اور امید کے درمیان ہونا اچھی حالت ہے۔

حال: اس عرصہ میں بندہ نے تین خواب دیکھے جو تفصیل سے گزارش کرتا ہوں چونکہ خواب عجیب اور نیز ایک شعر عربی کا جس کے بھول جانے سے دل بہت ہی بے چین ہے۔

پہلا خواب: بتاریخ ۱۸ ذی الحجہ مبارک منگل کے دن وقت رات دو بجے خواب میں حضور نے کتاب بہشتی زیور (اس) محتاج کو عطا فرمائی اور زبان مبارک سے فرمایا کہ اس میں سے کوئی عبارت پڑھ۔ بندہ نے کتاب لے کر ایک عبارت جس کا مضمون یاد نہیں خوب رواں لکنت کے بغیر پڑھ دی۔ اس کے بعد حضور نے بندہ سے وہ کتاب لے کر اسی مضمون کے لکھنے کا حکم دیا اور خود زبان مبارک سے لفظ بہ لفظ فرماتے رہے۔ فدوی لکھتا رہا۔ جب پانچ یا سات سطر لکھ چکا تو حضور نے بندہ سے لے کر دیکھ کر حکم دیا کہ آج کے دن سے ہمارے یہاں جو کام چاہے لکھنے پڑھنے کا (ہو) کیا کر ہم تجھ سے خوش ہیں۔ بندہ اس خوشی میں پھولا نہ سماتا تھا اور بہت جلدی جلدی اپنا کام انجام دے رہا تھا اور نہایت شاداں اور فرحاں تھا۔

تحقیق: دینی فیض پہنچنے کی خوشخبری ہے مبارک ہو۔

حال: دوسرا خواب۔ بتاریخ ۱۹ ذی الحجہ مبارک بدھ کے دن وقت رات دو بجے خواب میں دیکھتا ہوں کہ حضور

کے ساتھ بہت سے مرید ہیں جو بائیں جانب حضور کے برابر چلے جا رہے ہیں اور بندہ دائیں جانب دائیں ہاتھ کے قریب پیٹھ مبارک کے بہت ہی قریب (اتنا قریب ہوں کہ حضور کے داہنے کولہے کے اوپر سے سامنے کی ساری چیزیں دکھائی دیتی ہیں) جا رہا ہوں یہاں تک کہ ایک میدان میں یا احاطہ میں جس کے نقشہ کی طرف توجہ نہیں کی وہاں آسمان دکھلائی دیتا تھا۔ پہنچ گئے حضور وہاں کھڑے ہو گئے۔ تمام ہمراہی جس ہیئت سے جا رہے تھے۔ کھڑے ہو گئے بندہ بھی جس طرح جا رہا تھا۔ اسی طرح کھڑا ہو گیا۔ اس وقت حضور نے فرمایا کہ حضور سرور عالم کا دربار ہے۔ خوب غور سے دیکھو۔ بندہ خوب آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھتا تھا تو حضور سرور عالم اور بڑے اصحاب ایک بڑے تخت پر رونق افروز ہیں۔ وہاں ایک بڑا مجمع حلقہ باندھے کھڑا ہے لیکن فدوی کو یہ تمام مجمع اور تخت مبارک اور حضور سرور عالم ﷺ اور بڑے اصحاب کبار دھندلے سے معلوم ہوتے ہیں جیسے کم چاندنی میں کوئی چیز دکھائی دیتی ہے۔ بندہ نے جناب اقدس سے نہایت گریہ وزاری سے عرض کیا کہ مجھے حضور سرور عالم کا چہرہ صاف اچھی طرح نہیں دکھائی دیتا۔ جناب اقدس نے فرمایا کہ ذکر کی کثرت کیا کر انشاء اللہ صاف دکھائی دیں گے۔ بندہ کی اسی رقت وزاری میں آنکھ کھل گئی۔

تحقیق: حضور ﷺ سے روحانی قرب کی خوشخبری ہے جو پوری طرح سے سنت کے اتباع پر موقوف ہے۔ اس کا خاص اہتمام ہونا چاہئے۔

حال: تیسرا خواب بتاریخ ۲۴ ر ذی الحجہ مبارک پیر کے دن دوپہر کو قیلولہ کے لئے لیٹ گیا کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بزرگ متبرک صورت لمبے سفید ڈاڑھی والے بندہ سے فرماتے ہیں کہ تو کس سے رابطہ رکھتا ہے؟ بندہ نے حضور کا نام مبارک بتایا۔ ان بزرگ نے کسی جواب کے بجائے ایک عربی کا شعر دو تین مرتبہ پڑھا۔ جس کو بندہ نے یاد کر لیا ان بزرگ کے تشریف لے جانے کے بعد (بندہ) محتاج اس شعر کو بہت ہی بلند آواز سے پڑھتا رہا۔ اس کے پڑھتے پڑھتے حالت وجد طاری ہو گئی۔

جب آنکھ کھلی تو پہلا مصرعہ بالکل بھول گیا دوسرے مصرعہ کے لکھنے کا ارادہ کیا۔ وہ بھی ذہن سے نکل گیا۔ لیکن شعر کا مضمون پوری طرح یاد ہے۔ پہلا مصرعہ وہ مسافر یا وہ راستہ چلنے والا کب گمراہ ہو سکتا ہے۔ دوسرے مصرعہ جس کی ہر منزل کے نصف پر مشعل روشن ہو۔ عربی میں کوئی لفظ ایسا تھا جس کے معنی میں مسافر یا راستہ چلنے والے کے ہم معنی ہوں گے۔

تحقیق: عالم قدس سے آپ کو تسلی دی گئی ہے۔ کہ آپ کا راہبر نور حق پر ہے۔ گمراہی کا ڈر نہیں مبارک ہو۔

حال: کل شب جمعہ بعد نماز تہجد مراقب لیٹا ہوا تھا کہ کچھ غنودگی طاری ہوئی اسی سونے جاگنے کی درمیانی

حالت میں مولانا...... صاحب کی زیارت نصیب ہوئی۔ مولانا سفید لباس پہنے ہوئے خوش وخرم معلوم ہوتے تھے۔ میں نے پوچھا کہ حضرت کس طرح گزری اور آپ کس حال میں ہیں (اس وقت میں خوب سمجھا تھا کہ مولانا کا وصال ہو چکا ہے اور یہ جسم دوسرا ہے) فرمایا کہ......تو خوب جانتا ہے کہ محبوب کا ذرا سا عتاب بھی بہت ہوتا ہے اور میرے اوپر تو ذرا سی بات کا بھی بہت اثر ہوتا ہے اور تو سب طرح خیریت ہے مگر لڑکوں کے بارے میں سوال ہو رہا ہے (اس کے بعد مجھے ایک باعظمت آواز سے یہ الفاظ سنائی دیئے) لڑکوں سے محبت کیوں کی تھی (میں غنودگی میں اس کو کلام الٰہی سمجھ رہا تھا اور عجیب کیفیت تھی۔ پھر یہ الفاظ سنے) خیر اس کا بدلہ ہم دنیا ہی میں دے چکے تھے۔ کہ آنکھیں جاتی رہی تھیں۔

اس کے بعد میں نے مولانا سے عرض کیا کہ اب تو راحت ہوگئی۔ فرمایا ہاں اب راحت ہوگئی اور کھانے پینے کی چیزیں تو یہاں عجیب عجیب آتی ہیں۔ یہاں بہت راحت ہے۔ پھر بطور نصیحت کے مجھ سے یہ الفاظ فرمائے کہ صوفی ہی بن کر نہ بیٹھ جانا کتابوں کی تقریر کیا کرو۔ درس و تدریس خالی ذکر ہے حق تعالیٰ کے یہاں افضل ہے۔ جواذکار احادیث میں وارد ہوئے ہیں ان کا ورد رکھو اور قلب کا خیال رکھو کہ غفلت نہ ہو۔ انتہی

مولانا مرحوم نے جواذکار احادیث کے ورد کو فرمایا ہے تو مولانا حصن حصین کے بہت پابند تھے۔ شاید یہ اسی طرف اشارہ ہو۔ اگر اجازت ہو تو میں بھی اس کا ورد کرلوں؟

تحقیق: خواب سراپا ہدایت ہے نظر نیچے رکھنے کی تاکید ظاہر ہے اور شرائع کی اشاعت کا مہتمم بالشان ہونا بھی ظاہر ہے مگر ساتھ غفلت نہ ہوگی شرط ہے مگر حصن حصین کا شغل بہت بہتر ہے۔ اگر پابندی ہوسکے تو ضرور کریں۔

حال: آج شب اتوار کو ایک طویل خواب دیکھا جو عرض خدمت کرنا چاہتا ہوں۔ میں نے دیکھا کہ حضرت والا نماز پڑھا رہے ہیں اور جماعت میں یہ احقر بھی شریک ہے اور بھائی صاحب مرحوم بھی شریک ہیں۔ احقر نے جماعت میں ایک ذاکر کو دیکھا کہ کانپتے ہوئے بہت پیچھے ہٹ گئے نماز کے بعد احقر نے جناب بھائی صاحب مرحوم سے عرض کیا کہ حق تعالیٰ جہالت کا برا کرے بعض ذاکر نماز میں بہت مقدار چل کر بھی نماز کو درست سمجھتے ہیں۔ فرمایا کہ یہ ہی لوگ ایک وقت میں ہدایت پھیلائیں گے اور دنیا کو نور سے بھر دیں گے۔ میں نے عرض کیا تو شاید یہ کوئی حالت و کیفیت ہوگی۔ فرمایا شاید۔

تحقیق: اس میں عذر کے احتمال کی وجہ سے جلدی سے انکار نہ کرنے کی طرف اشارہ۔

حال: پھر میں نے دیکھا کہ حضرت کی خدمت میں ہم لوگ مثنوی پڑھ رہے ہیں۔ برادرم مولوی شبیر علی صاحب کلید مثنوی سامنے رکھے ہوئے بیٹھے ہیں۔ ایک شعر کے مطلب کی تقریر مولوی شبیر علی صاحب نے کی مگر

حضرت نے قبول نہ فرمائی۔ دوسرے لوگوں نے بھی شاید تقریر کی حضرت نے پسند نہ فرمائی۔ حضرت والا نے مجھ سے ارشاد فرمایا تو میں نے اس شعر کی یہ تقریر کی کہ اے سالک تو جو سلوک کا لطف اس وقت حاصل کر رہا ہے یہ بھی اسی حالت جذب و دیوانگی کی برکت ہے، اگر وہ حالت پریشانی کی نہ پیش آ چکی ہوتی تو یہ سکون کا لطف کیسے حاصل ہوتا۔ شعر یاد نہیں رہا۔ حضرت والا نے اس تقریر پر تبسم فرمایا کہ ہاں تم سمجھ گئے ہو۔

تحقیق: علم لدنیہ (اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملنے والے علم) کے حاصل ہونے کی خوشخبری ہے۔

حال: اس کے بعد میں نے دیکھا کہ حضرت والا مسجد میں تشریف لائے اور خدام سے فرمایا کہ آؤ بیعت ہو جاؤ۔ سب خدام جمع ہو گئے میں بھی ان میں تھا اور ہم سب نے اپنے ہاتھ اکٹھے کئے حضرت والا کے دست مبارک میں دے دیئے۔ مولانا محمد عبداللہ صاحب بھی اس وقت تشریف لے آئے اور انہوں نے بھی اپنا ہاتھ سب کے ہاتھوں کے ساتھ شامل کر دیا۔

تحقیق: سلسلوں کے ایک ہونے کی طرف اشارہ ہے۔

حال: اور حضرت سیدی مولائی مولانا...... صاحب دام مجدہم کی طبیعت کے خراب ہونے کی خبر سنائی اور یہ معلوم کر کے کہ بندہ سہارنپور جانے والا ہے کوئی دوا مجھے شیشی میں دی۔ جب میں نے چلنے کا ارادہ کیا تو حضرت والا نے فرمایا کہ میرا ارادہ بھی سہارنپور چلنے کا ہے اور حضرت کچھ تیاری کے لئے مکان تک تشریف لے چلے۔ چلتے وقت ایسا معلوم ہوا کہ حضرت کو روئی کی ضرورت ہے کیونکہ کان میں درد ہے اور میرے بھی کان میں درد تھا اور میں نے روئی رکھی ہوئی تھی تو مولوی شبیر علی صاحب نے فرمایا کہ کچھ روئی حضرت کو دے دو تو میں نے اس میں سے یا اور اپنے پاس سے کچھ روئی حضرت کے سامنے پیش کی تو حضرت نے فرمایا کہ یہ علی گڑھ کی روئی میں نہیں لوں گا۔ کیونکہ مجھے منشی شرافت اللہ صاحب سے معلوم ہوا ہے کہ اس مرتبہ روئی کے بارہ میں کاشتکاروں پر علی گڑھ میں ظلم ہوا ہے۔ میں نے عرض کیا حضرت یہ مشتبہ نہیں میں خود خرید کر لایا تھا انتہی۔ تعبیر سے مطلع فرما کر مشرف فرمائیں۔

تحقیق: غالباً علی گڑھ کے اس تعلق کے خیر ہونے کی طرف اشارہ ہے کیونکہ کسب کا غیر مشتبہ اس عمل کے برا نہ ہونے پر موقوف ہے۔

حال: احوال یہ ہیں کہ بتاریخ دس کو مجھے خواب نظر آیا کہ بہت عمدہ باغ ہے کہ ایسا میں نے کبھی نہیں دیکھا اور اس میں ایک مکان ہے۔ اس میں ایسا کوئی ہے جس کو میں نے خواب میں نہیں پہچانا۔ اس میں کئی آدمی ایسے ہیں کہ بہت ہی خوبصورت اور اس میں ایک پلنگ ہے کہ میں نے اس بارے میں پوچھا تو یوں کہا کہ پلنگ مولانا

اشرف علی کا ہے۔ میں بہت خوش ہوا اور میری طبیعت بہت خوش ہوگئی۔

تحقیق: بہت مبارک خواب ہے۔ میرے لئے بھی بشارت ہے اور آپ کے لئے بھی کہ اس نعمت کا اظہار ہے کہ ایسے شخص سے تعلق رکھتے ہیں جس سے سیدھے راستے پر جمنے کی امید ہوتی ہے۔

حال: کچھ دن ہوئے خواب میں میں کسی نے میرے سامنے ایک کاغذ پیش کیا کہ اس کو دیکھو۔ اس میں حضرت والا کے خلفاء کی فہرست تھی۔ اس میں دو درجہ مقرر کئے گئے تھے اوپر ایک درجہ تھا جس پر لکھا ہوا تھا خلفاء ذلت نیچے کے درجہ میں لکھا ہوا تھا، خلفاء دیوانگی۔ احقر کا نام خلفاء ذلت میں تھا تعبیر سمجھ میں نہیں آئی۔

تحقیق: ماشاء اللہ مبارک ہو واللہ! بڑی خوشی ہوئی ذلت عبدیت کا "یقال طریق معبدای مذلل والتعبد التذلل والعبادة غاية التذلل وهو معروف." **ترجمہ:** (طریق معبد یعنی ذلیل بندگی کرنا ذلیل ہونا اور عبادت انتہائی ذلیل ہونا معروف ہے) اور ظاہر ہے کہ عبدیت نبوت کا خاص مذاق ہے وہ طریق شورش یعنی دیوانگی سے افضل ہے۔

ع فطوبى لهم ثم طوبى لكم

ان کے اور آپ کے لئے خوشخبری ہے۔

حال: اسی ہفتہ منگل کی رات کو غلام نے ایک خواب دیکھا ہے کہ گویا غلام نے حق سبحانہ وتعالیٰ کو دیکھا حالت خواب ہی میں دل میں عجیب سوز وگداز معلوم ہوتا تھا جو جاگنے کے بعد بھی چند منٹ باقی رہا۔ اس کے بعد فوراً پھر آنکھ لگ گئی اور معلوم ہوا کہ حضور سرور عالم ﷺ کی حضوری سے مشرف ہوا اور حضور ﷺ کے ساتھ دو ایک صاحب شاید اور ہیں اور اسی حالت میں غلام نے درود شریف یا تکبیر یا قرآن شریف شاید سورۃ حشر کی آیات اچھی طرح یاد نہیں ہیں بلند آواز سے پڑھیں۔ اور غلام عرض نہیں کرسکتا کہ سوز وگداز کی شدت یا کسی اور وجہ سے جلد آنکھ کھل گئی۔ خواب ہی میں آنسو جاری تھے آنکھ کھلنے کے بعد صرف آنسو موجود تھے۔ اس کے بارے غلام کو اور کچھ نہیں یاد ہاں اتنا عرض کرسکتا ہوں کہ اس وقت جس کو غلام ذات باری تعالیٰ عزاسمہ سمجھے ہوئے تھا وہ مجسم اور شاید انسان کی صورت میں تھے۔ پہلے خواب کے بارے میں اس بات کی وضاحت بھی چاہتا ہے کہ ایسا خواب صحیح ہے جیسا کہ بعض کتابوں میں اس قسم کا مشاہدہ ممکن ہے لکھا ہے واللہ اعلم۔ اس کے دو تین دن بعد ایک رات میں معلوم ہوا حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت سے غلام مشرف ہوا لیکن نہ قلب میں کسی قسم کا کوئی سوز وگداز تھا اور نہ کچھ اور کوئی واقعہ بھی یاد نہیں۔

تحقیق: سارے خواب مبارک ہیں اللہ تعالیٰ کو کسی صورت میں دیکھنا یہ خواب باطل نہیں ہوتا وہ تجلی مثالی ہوتی

ہے جس کی حقیقت کبھی موقع ہوا تو زبانی سمجھا دی جائے گی۔غرض وہ ذات نہیں ہوتی باقی سوز وگداز کا نہ ہونا کوئی فکر کی بات نہیں کیونکہ غیر اختیاری ہے۔

حال: آج رات خواب میں مولانا شبیر احمد صاحب دیوبندی کو دیکھا کہ (وہ) حضرت والا کے سامنے پیالہ ہاتھ میں لئے (جیسا کہ طلبہ کھانا لانے کے لئے جاتے ہیں) حاضر ہوئے۔میں اس وقت ان کے قلب کی طرف نگاہ کرنے لگا اور قلب کی اچھی حالت معلوم ہوئی۔مولوی صاحب موصوف کہنے لگے کہ میں سمجھ گیا جو کچھ تیرے دل میں ہے۔میں نے ہنس کر عرض کیا کہ ماشاء اللہ اب تو آپ صاحب کشف ہوگئے۔اس کے بعد ہم دونوں میں انبیاء علیہم السلام کے مقامات کے بارے میں گفتگو ہونے لگی وہ فرماتے تھے کہ انبیاء علیہم السلام کے مقامات کی کسی کو ہوا بھی نہیں لگی۔میں نے عرض کیا کہ انبیاء علیہم السلام کے مقامات میں رسوخ تو غیر نبی کو نہیں ہوسکتا لیکن صرف ان مقامات کی سیر کرنا اور ان کو جان لینا ممکن ہے اور بحمد اللہ میں نے مقامات انبیاء علیہم السلام کی سیر کی ہے اوپر چڑھنا تو بہت سہل تھا مگر نیچے اترنے کے وقت مشکل معلوم ہوتی تھی۔اس گفتگو کے بعد میں نے اپنے آپ کو ایک عالی شان عمارت پر چڑھتے دیکھا اور دل میں یہ بات آرہی تھی کہ میں انبیاء علیہم السلام کے مقامات کی سیر کر رہا ہوں مقام بہت ہی بلند تھا اور حقیقت اوپر چڑھنا تو بہت آسان تھا نیچے اترتے وقت مشکل معلوم ہوتی تھی (خواب کی) تعبیر سے مشرف فرمایا جائے۔

تحقیق: مولوی شبیر احمد کی کامیابی کی یہی خوشخبری ہے خدا تعالیٰ نصیب کرے۔مقامات انبیاء علیہم السلام کے مقامات کے بارے میں عجیب تحقیق معلوم کرائی گئی جو دونوں قولوں کے مجموعے سے ثابت ہوئی یعنی حصول قدمی (یعنی خود) تک پہنچنا اور ان کو پانا تو ان (نبوی) مقامات (تک) نبی کے علاوہ کوئی دوسرا نہیں پہنچ سکتا ہے مگر سیر نظر ہی ہوسکتی ہے۔(یعنی ان مقامات کو دیکھا جاسکتا ہے) دونوں قول جمع ہوگئے۔

حال: حضور! کئی دن ہوئے ایک نماز واوراد کے ادا کرنے میں دیر ہوگئی تھی اور دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ اب سونے کے بعد صبح کو سویرے آنکھ کھلے گی یا نہیں کہ جس کی وجہ سے صبح کی نماز سے پہلے وظیفہ سے فراغت ہو جائے۔اسی خیال میں جب سو گیا تو ایک دفعہ تھوڑی ہی دیر کے بعد آنکھ کھل گئی اٹھ کر صحن میں جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ سوئے ہوئے دیر نہیں ہوئی پھر سویا تو ایک ایسا خواب دیکھا جس کا ابتدائی حصہ صرف اتنا یاد ہے کہ کچھ ذکر خیر ہو رہا تھا مگر اخیر کا عجیب پریشان کن تھا کہ بالکل سمجھ میں نہیں آتا۔وہ یہ کہ خواب ہی میں میں نے یہ دیکھا کہ کوئی شخص آکر میرے بائیں مونڈھے کو اپنے دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر ہلاتا ہے اور میں اس سے کہہ رہا ہوں کہ "اتقوا اللہ" (اللہ سے ڈرو) مگر وہ نہیں رکا یہاں تک کہ جب میں نے زور سے چلا کر کہا تو فوراً بیدار ہوگیا اور

اس کے ساتھ ہی اپنی آواز سنی۔ یہ معلوم ہوا کہ کوئی شخص ابھی یہاں سے ہٹ گیا ہے مگر جب ادھر ادھر نظر ڈالی تو کوئی نہ تھا۔ اس پریشانی میں یہ خیال ہوا کہ شاید اب سونے کے بعد صبح سے پہلے وظیفہ پڑھنے کے وقت آنکھ کھلے یا نہ کھلے اسی وقت پڑھ کے اطمینان سے سونا چاہئے۔ چنانچہ اسی وقت پڑھنا شروع کیا اور فراغت پا کر اطمینان سے سویا تو صبح کے وقت نماز کے وقت آنکھ کھلی اطمینان سے وہ بھی ہوگئی مگر رات کے واقعہ سے حیرت تھی اور اب بھی ہے۔

تحقیق: قرائن سے شیطان معلوم ہوتا ہے ایسے امور اکثر پیش آجاتے ہیں کوئی پریشانی کی بات نہیں "انه لیس له سلطان علی الذین امنوا وعلی ربهم یتکلون" **ترجمہ:** کہ شیطان کا ایمان والوں اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنے والوں پر کوئی زور نہیں چلتا۔

حال: ایک بار اور بھی ایسا ہی واقعہ ہوا۔ اس مرتبہ یہ معلوم ہوا کہ کسی نے آکر سر پکڑ کر کہا کہ اٹھو تو میں اٹھ بیٹھا ادھر ادھر دیکھنے لگا کوئی نظر نہیں آیا تو پھر سو گیا مگر بعد میں کچھ پریشانی نہیں ہوئی۔

تحقیق: قرائن سے یہ کوئی پاک روح معلوم ہوتی ہے اللہ تعالیٰ کے حکم سے ایسی مدد کی صورتیں ظاہر ہوتی ہیں۔

حال: اس دن یہ خیال ہوا کہ حضور والا کی خدمت میں تحریر کروں لیکن صرف ایک خیال کا شبہ ہوا، اس وجہ سے رک گیا۔ میں نے کئی بار یہ دیکھا کہ جب کوئی نئی بات ہوتی ہے اور اس کے بارے میں میرا یہ خیال ہوتا ہے کہ اس کا لکھنا حضور والا کی خدمت میں فضول ہے تو کچھ دنوں بعد پھر وہی یا اسی جیسا واقعہ ہو کر گویا مجھے مجبور کرتا ہے کہ حضور سے پوچھوں اور جہاں حضور کے یہاں تحریر پہنچی بس اطمینان ہو جاتا ہے۔

تحقیق: یہ تقاضائے فعلی رحمت ہے "رب زدنی علما" پر عمل کرایا جاتا ہے۔

حال: مجھ کو شرم معلوم ہوتی ہے کہ میری وجہ سے حضور کو بہت تکلیف ہوتی ہوگی کیونکہ حضور کو اب تک ضعف کی شکایت باقی ہے اور جب خط جائے گا تو حضور کو جواب لکھوانے میں ضرور تکلیف محسوس ہوتی ہوگی۔

تحقیق: کچھ تکلیف نہیں ایسا وسوسہ نہ لائیں۔

حال: ایک بار سونے جاگنے کی درمیانی حالت میں دیکھا کہ حضرت والا کانپور کی جامع مسجد میں نماز فجر پڑھا رہے ہیں۔ احقر بھی نماز میں شریک ہے۔ سورہ مدثر کی تلاوت فرمائی اور درمیان نماز ہی میں آفتاب طلوع ہوگیا۔

تحقیق: اگر صرف (قوۃ) متصرفہ کا تصرف نہیں ہے تو "قم فانذر" کے ظہور کی صورت ہے یعنی ارشاد کا آفتاب طلوع ہوا۔

حَال: ایسے ہی غنودگی کی حالت میں دیکھا کہ خواجہ صاحب اور حکیم مصطفیٰ صاحب حضرت والا کے پرانے مکان کے بیرونی کمرہ میں بیٹھے ہوئے دستر خوان پر بیٹھے چاول کھا رہے ہیں۔ احقر بھی حاضر ہوا۔ میں نے ان صاحبان سے عرض کیا کہ مجھے معلوم نہ تھا کہ آپ یہ مزے لے رہے ہیں ورنہ میں پہلے سے آتا۔ یہ کہہ کر میں بھی ایک رکابی پر بیٹھ گیا جس میں سے حضرت والا نے کچھ تناول فرما کر کچھ حصہ بچا دیا تھا۔ خواجہ صاحب ہنس کر بولے اور کیا چاہتے ہو تم نے تو حضرت شیخ کے سامنے کا کھانا کھایا۔

تحقیق: وراثت کی طرف اشارہ ہے۔

حَال: ایک دن خواب میں دیکھا کہ حضرت والا نے ایک مکتوب احقر کے حوالہ فرمایا جس کو میں یہ سمجھا کہ یہ میرے احوال کے جوابات ہیں اور کسی حال میں احقر نے مولوی ...... صاحب کا تذکرہ کیا تھا تو اس کا جواب حضرت والا نے یہ تحریر فرمایا جو تقریباً بلفظ یاد رہ گیا مولوی ...... صاحب میرے قوت بازو ہیں، میرے عزیز ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ وہ دولت باطنی سے کامیاب ہو جائیں تم ان کے لئے دعا اور توجہ اور ہمت باطنی کرو۔ آمین حق تعالیٰ شانہ برادر موصوف کو حضرت والا کی تمنا کے مطابق اپنی دولت خاص سے ممتاز فرمائیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ جب حضرت والا کی اتنی توجہ ہے تو قوی امید ہے کہ وہ محروم نہیں رہیں گے۔

تحقیق: اللہ تعالیٰ ایسا ہی کریں۔

حَال: ایک بات اگرچہ میرے پوچھنے کے قابل نہیں مگر صرف اس اطمینان کے لئے کہ مجھے معلوم ہو جائے کہ برادر موصوف قطع طریق (راستہ طے کرنے) میں مشغول ہیں یا نہیں استفسار کرتا ہوں کہ برادر موصوف ذکر و شغل تو زیادہ نہیں کرتے۔ (اور ان میں دماغی قوت زیادہ ذکر کی متحمل ہے) تو کیا حضرت والا نے شرح مثنوی کا کام ان کے سپرد اسی لئے فرمایا ہے کہ ذکر کے بجائے اس طریق سے محبت و ذکر کی متحمل ہے تو کیا حضرت والا نے شرح مثنوی کا کام ان کے سپرد اسی لئے فرمایا ہے کہ ذکر کے بجائے اس طریق سے محبت و ذکر راسخ ہو جائے۔

تحقیق: یہ ارادہ تو نہیں تھا مگر اس عمل سے اس کی بھی امید ہے۔ باقی اس سوال کے بعض اجزاء کا کچھ جواب اسٹیشن کے راستہ میں زبانی بھی دے چکا ہوں۔

حَال: آج ہفتہ کی رات تہجد کی نماز کے بعد لیٹ گیا تھا سونے جاگنے کی درمیانی حالت تھی نہ نیند غالب تھی نہ بالکل جاگ رہا تھا دیکھا کہ مہتمم صاحب مدرسہ ...... حضرت والا کی شکایت کر رہے ہیں کہ ...... سرپرستی سے حضرت نے استعفا دے دیا اور ...... کی ممبری قبول فرما رکھی ہے۔ حالانکہ کام دونوں برابر ہی درجہ میں تھے۔

تحقیق: میرے خیال میں تو دیکھنے والے کے جی میں جو بات تھی یہ اس کی صورت مثالیہ ہے کیونکہ معانی کے

اعتبار سے دونوں کاموں میں فرق ہے۔

حال: پھر دیکھا کہ حضرت والا مجھے گھوڑا خرید لینے پر سخت تنبیہ فرما رہے ہیں کہ خواہ مخواہ خرچ بڑھانے سے کیا فائدہ اور کام ہی کیا ہے اور اگر تم کو اس حدیث سے شبہ ہوا جس میں آیا ہے کہ ایک زمانہ ایسا آئے گا اس میں ہر مسلمان کو گھوڑا باندھنا چاہئے۔ وہ زمانہ ہے تو یہی مگر حدیث میں اہل وسعت (امیر لوگ) مراد ہیں۔

تحقیق: یہ بالکل صحیح دیکھا رائے تو واقعی یہی ہے مگر اباحۃ شریعت (شریعت میں جائز ہونے کی وجہ) سے منع نہیں کیا۔

حال: پھر دیکھا کہ حضرت والا کے کسی خادم نے ضیافت کی ہے۔ حضرت نے قبول فرمالی ہے اور یہ ارشاد فرمایا کہ یہ آخری دعوت ہے۔ اب جو کوئی ایک دن یا آدھے دن یہاں قیام کرے اس کو ہماری دعوت کرنے کی اجازت ہے۔ یہ بھی ارشاد فرمایا کہ مہمان سب ہمارے یہاں کھانا کھایا کریں۔ اس وقت اکثر خدام کے چہرہ پر غم کے آثار تھے خواجہ صاحب کے آنسو جاری تھے "لا تزلتم علی راء س الامة المحمدية عونا للطالبين وغياثا للمسترشدين وتبلك الفيوض والبركات مفيضين امين ويرحم الله عبدا قال امينا." آپ طالبین کے مددگار بن کر اور رہنمائی طلب کرنے والوں کے رہنما بن کر امت محمدیہ کے سر پر ہمیشہ باقی رہیں اور ان فیوض و برکات سے فیض پہنچاتے رہیں آمین۔ اللہ تعالیٰ اس بندہ پر رحم کرے جو آمین کہے۔

تحقیق: اہل غفلت کو جگانا ہے کہ اس وقت کو غنیمت سمجھیں آخر ایک دن وقت کو ختم ہونا ہے باقی کمی کی کوئی حد نہیں تمام عمر دنیا کو کم کہا گیا ہے۔

حال: ذکر کے وقت نئی نئی عمارتیں اور نئے نئے آدمی نظر آتے ہیں، کبھی اپنے مشائخ موجودین کبھی بعض تعلق والے خود بخود بغیر توجہ نظر آتے ہیں اس کے بارے میں کیا ارشاد ہے۔

تحقیق: ایک قسم کا انکشاف ہے توجہ نہ کی جائے۔

حال: مولوی...... صاحب کو دیکھا کہ مغلوب الحال دیوانہ کی طرح آئے اور مجھ سے کہا کہ مصافحہ کرو۔ میں نے ہاتھ بڑھائے تو دو اکنیاں پہلے ایک پھر دوسری میرے ہاتھ میں دیں اور کہا کہ مصافحہ مقصود نہیں یہ لو اور رکھ کر چل دیئے۔ مجھے خواب میں ان کی اس حالت پر بڑی حیرت رہی۔

تحقیق: اس سے ان کی کامیابی کی امید بڑھتی ہے اور غالباً اس کامیابی میں زیادہ مددگار مخلوق کو نفع پہنچانا ہو۔

حال: پھر دیکھا کہ جمعہ کی نماز حضرت والا نے پڑھائی اور نماز سے پہلے چند خدام سے جن میں ......اور خواجہ

صاحب کا نام یاد ہے اور احقر سے بھی حضرت والا نے یہ فرمایا تھا کہ جمعہ کے بعد والے نوافل دوسری جگہ جا کر پڑھیں گے۔ چنانچہ نماز جمعہ کے بعد ارشاد فرمایا کہ آ ؤ نوافل کو اچھی طرح پڑھیں۔ چنانچہ خواجہ صاحب اور احقر ساتھ میں تیار ہوئے اور چند لوگ اور بھی تھے اس وقت خواجہ صاحب اور احقر کی زبان پر ذکر جاری تھا۔

تحقیق: یہ معیت باطنہ (باطنی طور پر ساتھ ہونے) کی تصویر ہے۔

حال: پھر احقر نے ایک کتاب کی زیارت کی جو سیدنا امام حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی تصنیف تھی۔ اس کتاب پر یہ مضمون لکھا ہوا تھا۔ اس کتاب میں یہ مضمون دیکھا کہ نماز کا دوسرا قعدہ پہلے قعدہ سے اس لئے لمبا رکھا گیا ہے کہ پہلا قعدہ تو نماز کے درمیان میں ہے اور دوسرا قعدہ آخر میں ہے اس کا لمبا ہونا مناسب ہے تاکہ نمازی کے سارے اعضاء مطمئن ہو جائیں اور سانس کی حرکت ٹھہر جائے اور وہ اچھی طرح اطمینان سے سوچ سمجھ کر نماز کو ختم کرے اور سلام پھیر دے تعبیر سے مشرف فرمایا جائے۔

تحقیق: علوم ولایت کا زیادہ چشمہ حضرات اہل بیت ہیں ایسے علوم کے فیضان کی طرف اشارہ ہے ان شاء اللہ تعالیٰ۔

حال: چند باتیں اس وقت اور قابل عرض ہیں۔ شرم بھی آتی ہے کہ حضرت والا کا وقت عزیز ضائع کرتا ہوں۔ مگر چونکہ حضرت والا کے بیان سے کافی تسلی اور اطمینان ہو جاتا ہے اس لئے جی چاہتا ہے کہ ہر بات صاف عرض کر دوں ”حسنا کان او سیئا“ خواہ اچھی ہو یا بری۔

حال: پہلے خط میں عرض کیا تھا کہ میں نے ایک کتاب حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصنیف خواب میں دیکھی جس میں آخری قعدہ کے بارے میں ایک مضمون دیکھا تھا۔ اس کے بارے میں خواب ہی میں یہ بات دل میں آئی کہ سلام سے پہلے رحمت زیادہ متوجہ ہوتی ہے۔ کیا اس مضمون کے صحیح ہونے کے لئے اس بات سے مدد لی جاسکتی ہے کہ شارع علیہ السلام نے دعاؤں کے لئے سلام سے پہلے کا جو وقت مقرر فرمایا ہے (یہ) شاید اسی لئے ہو کہ اس وقت رحمت زیادہ متوجہ ہوتی ہے۔

تحقیق: ہاں گنجائش ہے۔

حال: آج شب کو تہجد کی نماز کے بعد بدہضمی اور سستی کی وجہ سے لیٹ گیا تھا نیند تو آئی نہیں کچھ غنودگی سی ہوئی تھی کہ میں نے اپنے گھر میں ایک عجیب منظر دیکھا (جس کو خواب میں اپنا گھر سمجھتا ہوں) چند شخص بہت ہی بدشکل دیکھے کہ اول منظر میں وہ انسان بھی نہ معلوم ہوتے تھے اور میں ان سے بہت زیادہ ڈر گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد ان میں سے ایک شخص انسان کی شکل میں نظر آیا اور اس نے کچھ بات کی جس میں سے صرف اتنا یاد ہے کہ ہم

اعمال بد ہیں۔اس کے بعد ایک بہت حسین شخص انسان کی شکل میں نظر آیا جس کو میرے دل نے یہ سمجھا کہ یہ اعمال صالحہ کی شکل ہے۔اس صورت کی طرف کھنچاؤ اس وقت موجود ہے۔بار بار اس کے دیکھنے کو دل چاہتا ہے اس نے تبسم کر کے مجھ سے یہ کہا کہ غفلت نہ کرنا گناہوں سے بچتے رہنا اور اگر کبھی غفلت میں گناہ ہو جائیں فوراً توبہ کرنا اور توبہ کے بعد پھر اس گناہ کی فکر میں نہ پڑنا کہ (یہ) فکر بندہ اور اللہ تعالیٰ کے درمیان حجاب ہو جاتا ہے۔

تحقیق: صحیح حقیقتوں کا انکشاف مبارک ہے۔

حال: اس کے بعد میں نے یہ دیکھا کہ میرا ایک عظیم الشان مکان ہے اور ایسا معلوم ہوا کہ سہارنپور میں ہے۔ اس میں مولوی......صاحب اور میاں......علی بطور مہمان کے میرے پاس آئے ہیں......علی مکان کے اندر ہیں اور گویا گھر والے ان سے پردہ نہیں کرتے اور وہ اندر بیٹھے ذکر کر رہے ہیں اور اچھی طرح ذوق اور شوق سے ذکر کر رہے ہیں۔مولوی......صاحب مکان کے باہر بیٹھے ہوئے مجھ سے کھانے کا وقت پوچھ رہے ہیں کہ کھانا کب کھاؤ گے۔

تحقیق: غالب یہ ہے کہ علی فیوض ولایت سے زیادہ مشرف ہوں اور مولوی......صاحب فیوض نبوت سے زیادہ مشرف ہوں۔

سوال: پھر میں نے ایک شخص کو دیکھا جو صورت سے بہت بدمعاش معلوم ہوتا تھا اور زبان سے گالیاں بک رہا تھا اور اپنے منہ سے بازی گروں کی طرح گولے نکال رہا تھا۔اس حالت میں خواب ہی کے اندر احقر نے اس کے قلب کی طرف توجہ کی جس کا اثر چہرہ پر نمودار ہوا اور چہرہ کی سیاہی دور ہو کر وہ خاصہ حسین ہو گیا اور دل کی اچھی حالت ہو گئی۔

تحقیق: انشاء اللہ تعالیٰ یہ وراثت ہے (معی شیطان لکن اللّٰہ اعاننی علیه فاسلم) کہ آپ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ میرے ساتھ بھی شیطان ہے مگر اللہ تعالیٰ نے میری مدد فرمائی جس کی وجہ سے میں محفوظ رہتا ہوں۔کی شان ہے۔خدا تعالیٰ وراثت نصیب کرے۔

حال: پھر میں نے ایک کتاب دیکھی جو خواب میں علامہ شعرانی رحمہ اللہ تعالیٰ کی تصنیف معلوم ہوئی۔اس میں یہ مضمون دیکھ کر کہ سالک کو کسی مقام میں تین دن سے زیادہ نہیں ٹھہرنا چاہئے تین دن کے بعد آگے بڑھنا چاہئے۔پوچھنے کی بات یہ ہے کہ تین دن کی تحدید کا کیا مطلب ہے، اور تین دن کے بعد ترقی کرنا کیا اپنے اختیار میں ہے؟ اس کا مطلب سمجھ میں نہیں آیا۔

تحقیق: جمع کا سب سے کم (درجہ) مرتبہ تین دن ہے یعنی تھوڑے دنوں سے زیادہ نہیں ٹھہرنا چاہئے یہ اگرچہ

اختیاری نہیں ہے مگر اس مقام کے حصول کے اسباب جو ذکر اور طاعت میں مشغول ہونا ہے یہ اختیاری ہیں اس لئے یہ ہے کہ کسی مقام پر پہنچ کر اس کو مقصود کی انتہا سمجھ کر اس مشغولی میں کمی نہ کرے بلکہ (ان اعمال، طاعت کو) ہمیشہ کرے تاکہ اس سے ترقی ہو اور جلدی جلدی ہو۔

حال: پھر میں نے ایک باغیچہ دیکھا جو اسمٰعیل خان صاحب کا معلوم ہوا ایک دو شخص اس میں آم توڑ رہے تھے اور سونگھ کر پھر وہیں لگا دیتے تھے اور وہ شاخ میں جم جاتے تھے، ایک دو آم کھا بھی لیتے تھے۔

تحقیق: (حضرت) اسمٰعیل (علیہ السلام) ذبیح فانی تھے فنا کا ثمرہ بقا ہے اکلہا دائم (کہ اس درخت کے پھل ہمیشہ ملتے رہتے ہیں) کی شکل میں نظر آیا ترغیب ہے فنا و بقا کی۔

حال: پھر میں نے چند نئے آدمی دیکھے جو میرے قیام...... سے بہت خوش ہو کر مجھ سے مل رہے تھے اور کہتے تھے کہ تم یہاں دل لگا کر رہو۔ میں نے کہا میرے دل لگنے کا سامان کر دو وہ یہ کہ میں...... میں ایک بڑے مجمع میں تھا یہاں مجمع طلباء کم ہے۔ وہ لوگ اس میں مشورہ کرنے لگے کہ ہاں اس کی تدبیر ہونی چاہئے اور مجھ سے کہا کہ ہاں اس کا انتظام ہو جائے گا۔

تحقیق: تمہارے اس تردد کی تسلی ہے۔

ایک منتہی صاحب کا حال

حال: منگل کی رات خواب میں دیکھا کہ حضرت والا نے احقر کو چند اوراق مرحمت فرمائے ہیں۔ جن میں احادیث نبویہ کثرت سے لکھی ہوئی تھیں۔ پھر ایک ورق عطا فرمایا جس میں فقہ کی روایات لکھی ہوئی تھیں۔ سب کا مضمون حقوق العباد کی تاکید تھی۔ ایک مضمون یاد بھی ہے کہ کسی شخص کی مسواک بلا اجازت استعمال نہیں کرنی چاہئے لیکن مسواک والے کو چاہئے اگر کسی کو ضرورت ہو تو اس کو استعمال کے لئے دے دے۔

تحقیق: "جمع بین علوم الروایة والدرایة وبین العمل بهما" (عقلی اور نقلی علم کے عطا ہونے اور ان پر عمل کی خوشخبری ہے)۔

حال: منگل کی دوپہر کو دیکھا کہ گویا مولوی محمد اسحٰق صاحب بردوانی مدظلہم کا وصال ہو گیا اور ان کی حق تعالیٰ شانہ نے مغفرت فرما دی۔ اس کے بعد میں جاگ گیا اور جاگنے کی حالت میں مکان کے کونے سے ذکر کی آواز اسی طرح "اِنَّا لِلّٰهِ وَاِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ" کئی بار خوش آوازی سے سنا گیا اس وقت قلب میں لا الہ الا اللّٰہ کا ذکر خوشی کے ساتھ جاری تھا۔

تحقیق: بعض روایات کے مطابق حضرت اسحٰق علیہ السلام ذبیح ہیں اس آیت کی وجہ سے ﴿فبھدھم اقتدہ﴾ حضرت اسحاق علیہ السلام کی اقتدا میں فنا فی النفس اور انا للہ میں بھی اس فنا کی طرف اشارہ ہے اور اگر اسمٰعیل علیہ السلام ذبیح ہوں جیسا کہ قول یہی ہے کی طرف اشارہ ہے تب بھی استاذی رحمہ اللہ تعالیٰ کے بیان کے مطابق اسحٰق علیہ السلام کے لئے بھی ایک فدیہ آیا تھافھو ذبیح ایضا حکما۔

سوال: ۱۴ جمادی الآخر جمعہ کے دن رات کو خواب میں احقر نے حضور مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شاہ عبدالرحیم صاحب مولانا اشرف علی صاحب شیخ کامل ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے نام میں مولوی اشرف علی صاحب کہہ کے سکوت فرمایا۔ غالبًا دو منٹ سکوت فرما کے لفظ صاحب کہا اور شاہ عبدالرحیم صاف فرما گئے بیچ میں سکوت نہیں کیا۔ معلوم نہیں سکوت کی وجہ کیا ہے۔ تعبیر بتائی جائے۔

جواب: ’’عن عائشة رضی اللّٰہ تعالٰی عنها قالت کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم مضطجعا فی بیته کاشفا عن فخذیه او ساقیه فاستاذن ابوبکر رضی اللّٰہ تعالٰی عنه فاذن له وهو علی تلك الحال فتحدث ثم استاذن عمر فاذن له وهو کذالك فتحدث لم استاذن عثمان فجلس رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم سوی ثیابه الی قوله قال ان عثمان رجل یعنی وانی خشیت ان اذنت له علی تلك الحالة ان لا یبلغ الی فی حاجة.‘‘ (رواہ مسلم مشکوۃ) **ترجمہ:** ’’ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں (ایک دن) رسول کریم علیہ السلام اپنے گھر میں اپنی رانیں یا پنڈلیاں کھولے ہوئے لیٹے ہوئے تھے کہ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حاضری کی اجازت چاہی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اند بلا لیا اور اسی حالت میں لیٹے رہے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ (کچھ دیر تک بیٹھے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے باتیں کرتے رہے پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حاضری کی اجازت چاہی آپ علیہ السلام نے ان کو اندر بلا لیا اور اسی طرح لیٹے رہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ (بھی کچھ دیر تک بیٹھے) آپ علیہ السلام سے باتیں کرتے رہے اور پھر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حاضری کی اجازت چاہی (اور اجازت ملنے پر اندر داخل ہوئے) تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اٹھ کر بیٹھ گئے اور کپڑوں کو درست کر لیا (یعنی رانیں یا پنڈلیاں ڈھک لیں) جب حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ (اور خدمت اقدس میں حاضر دوسرے لوگ) چلے گئے تو عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اندر آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ جنبش کی اور ان کی پرواہ کی (بلکہ اسی طرح لیٹے رہے اور اپنے کپڑے بھی درست نہیں کئے) اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اندر آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت بھی نہ حرکت اور نہ ان کی پرواہ کی۔ مگر جب حضرت عثمان

رضی اللہ تعالیٰ عنہ اندر داخل ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم فوراً اٹھ کر بیٹھ گئے اور اپنے کپڑے درست کر لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا میں اس شخص سے حیا نہ کروں جس سے فرشتے حیا کرتے ہیں اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حقیقت یہ ہے کہ عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت حیادار آدمی ہیں۔ میں نے محسوس کیا کہ اگر میں نے عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اسی حالت میں بلالیا (کہ میری رانیں یا پنڈلیں کھلی ہوئی ہوں) تو وہ مجھ سے اپنا مقصد پورا نہیں کریں گے یعنی اگر وہ مجھ کو اس حالت میں دیکھیں گے تو غلبۂ ادب اور شرم وحیا سے میرے پاس نہیں بیٹھیں گے اور جس مقصد سے یہاں آئے ہیں اس کو پورا کئے بغیر واپس چلے جائیں گے۔'' (مسلم)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طرز یہ تھا کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر صفت حیا ولحاظ کے غلبہ (کی وجہ) سے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ان کے ساتھ برتاؤ میں لحاظ کیا اور شیخین کے ساتھ بے تکلفی کا برتاؤ کیا۔ لفظ صاحب ہمارے محاورے میں لحاظ کے وقت بولا جاتا ہے۔ اس لئے جن صاحب کے نام کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لفظ صاحب فرمایا ہے ان میں اصل عثمانی شان کا غلبہ مشاہدہ ہے اور جس کے نام کے ساتھ یہ لفظ فوراً نہیں فرمایا اس سے شیخین کی طرح کا برتاؤ کیا اور پھر وقفہ کے بعد صاحب کا لفظ فرمانا یہ مخاطب (یعنی آپ جو خواب دیکھنے والے ہیں) کی رعایت مصلحت سے ہے کہ وہ خالی نام لے کر (یعنی صاحب کے بغیر صرف نام لے کر) اس نام والے کی بے قدری نہ کرے۔

آگے اللہ کو معلوم ہے کہ کیا راز ہے۔ (اس خواب کی تعبیر کے بارے میں) بہتر یہ ہوتا کہ ایسے شخص سے تعبیر پوچھی جاتی جو خواب والوں کے علاوہ کوئی دوسرا ہوتا اور محقق بھی ہوتا۔ والسلام دوبارہ (عرض) ہے کہ صرف اس خواب کی وجہ سے کسی کے کمال وغیرہ کے معتقد نہ ہوں کہ خواب حجت شرعیہ نہیں ہے۔ جاگنے کی حالت میں جس کی حالت کو شریعت پر پورا اترتا دیکھیں اس کو کامل سمجھیں۔ والسلام

حال: رمضان شریف میں ایک رات میں دوبار جناب والا کی زیارت ہوئی۔ سحری سے پہلے دیکھا کہ میں بیمار ہوں حضور نے توجہ ڈالی فوراً اچھا ہوگیا۔ پھر سحر کے بعد دیکھا کہ حضور نے دو قسم کی مٹھائی مجھ کو سب سے علیحدہ ہو کر کھلائی پھر سب کے ساتھ دسترخوان پر شریک فرمایا۔ مٹھائی بظاہر کوئی مربے کی قسم سے تھی۔ میں نے نام پوچھا حضور نے فرمایا ایک کا نام عشق دوسری کا نام شفا ہے۔ میں نے اس کی تعبیر لگائی کہ عشق سے مراد اللہ تعالیٰ کا عشق اور شفا سے مراد دل کے امراض سے شفا ہے۔ اللہ تعالیٰ حضور کے وسیلے سے یہ دونوں باتیں جاگنے کی حالت میں بھی عطا فرمادیں۔

تحقیق: قاعدہ سے یہ (ہی) تعبیر ہے اللہ تعالیٰ سچی فرمائیں۔

حال: بندہ گنہگار نے خواب دیکھا کہ آنحضور نے جامع مسجد سہارنپور میں وعظ فرمایا۔ بندہ بھی اور بندہ کے بہنوئی مرحوم بھی وعظ میں شریک رہے۔ وعظ کے بعد آنحضور اور بندہ کا بہنوئی مسجد میں تشریف لے گئے۔ بندہ باہر رہا بندہ کو آنحضور نے آواز دی کہ محمد ابراہیم آجاؤ کھالو۔ بندہ حاضر خدمت ہوا آنحضور کے آگے شہد میں تر کئے ہوئے پھول رکھے تھے۔ وہ پھول آنحضور کے ساتھ بندہ گنہگار نے اور بندہ گنہگار کے بہنوئی مرحوم نے خوب دل لگا کر کھائے۔ اسی حالت میں خواب سے جاگ گیا۔ آنحضور مطلع فرمائیں کہ یہ تمام کیا کیفیت تھی چونکہ بندہ کو یہ علم نہیں کہ کون سے پھول تھے اور کون سا شہر تھا۔

تحقیق: یقینی تعبیر معلوم ہونا تو مشکل ہے خیال سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شہد شفا ہے اور پھول راحت وفرحت بخش ہے۔ (اس میں) اشارہ ہے کہ اس راستہ میں شفا اور راحت دونوں چیزیں جمع ہیں اور اس کی وجہ سنت کا موافقت ہے جس کے لئے یہ دونوں (شفا اور راحت) نتیجے ضروری ہیں۔ جامع مسجد میں وعظ ہونا اسی نفع کے عام ہونے کی طرف اشارہ ہے اور مسجد کے سہارنپوری والی ہونے میں اشارہ ہے کہ جھگڑنے والے لوگ اتفاق کی طرف لوٹیں گے۔

حال: بندے نے بدھ کی رات بتاریخ ۱۲ جمادی الاول کو خواب دیکھا کہ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے حجرہ شریف میں تشریف فرما ہیں اور حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے حجرہ کے سامنے آکر چلی گئیں اور آپ کے کپڑے کی خوشبو فدوی کی ناک میں اس قدر پہنچی کہ جس کی حد نہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی تعریف فرمائی اور آپ کے سب کپڑے استری کئے ہوئے تھے۔

کچھ دن ہوئے بندے کے ایک دوست نے بندے کے بارے میں ایک خواب دیکھا جس میں احقر کو کچھ تردد ہے وہ یہ ہے کہ فدوی کے ایک سات سال کی عمر کا لڑکا ہے اس کو فدوی دفن کر رہا ہے اور فدوی کا حال یہ ہے کہ ابھی تک شادی بھی نہیں کی اور فدوی ایک جماعت میں نماز پڑھا رہا ہے مگر سجدہ اس میں بہت طوالت کے ساتھ کیا جا رہا ہے۔

تحقیق: نہایت مبارک خواب ہے حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیٹی ہیں یہ اشارہ ہے ایسے شخص کی باطنی نسبت کی طرف اشارہ ہے جس کو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نسبی تعلق ہے۔ اسی نسبت سے آپ کو فیض ہوا ہے اور ہونے والا ہے۔

اسی طرح حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاص تابعہ ہیں اس لئے نسبت باطنی بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل کی ہوئی ہے۔ ان کے لباس میں جو لطافت ونظافت دیکھی وہ لطافت ونزاکت اس

تقویٰ کے لباس کی ہے جو اس باطنی نسبت کے لئے لازمی (ضروری) ہے۔

واللہ اعلم کہ یہ حقیقت میں کون ہے۔ مگر ظاہری طور پر اس احقر کا نسب صحیح یہ ہے کہ اختلافات کے باوجود حضرت فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچتا ہے اور (یہ بھی) ممکن ہے کہ ظاہری نسب مراد نہ ہو بلکہ اصلاح وسیاست کی شان مقصود ہو تو اس (صورت) میں (وہ نسبی اختلاف سے بھی) فرق نہیں پڑے گا۔ اللہ تعالیٰ ہی حقیقت حال کو بہتر جانتے ہیں۔

دوسرے خواب کی تعبیر یہ سمجھ میں آئی ہے کہ صاحب قصیدہ بردہ نے فرمایا ہے ؎

والنفس کالطفل ان تهمله شب علی ❁ حب الرضاع وان تفطمه ینفطم

ترجمہ: "نفس تو بچے کی طرح ہے اگر تم اس کو چھوڑ دو تو وہ دودھ پینے کی رغبت زیادہ کرتا ہے اور اگر وہ دودھ چھڑا لو تو چھوڑ دیتا ہے۔"

اس لئے اس لڑکے سے مراد نفس ہے اور حدیث میں ہے "مروا صبیانکم بالصلوۃ وهم ابناء سبع سنین" (اپنی اولاد کو نماز کا حکم کرو جبکہ وہ سات سال کے ہوں) تو اس عمر میں ایک درجہ میں وہ مامور ہو جاتا ہے۔ اس لئے یہ نفس کے مکلّف ہونے کی صفت کی طرف اشارہ ہے اور اس کو دفن کرنا اس کے مغلوب اور اس کے شرور کے چھپے ہونے کی طرف اشارہ ہے۔ اکابر کے نزدیک یہ بات طے شدہ ہے کہ نفس کی برائیاں بالکل ختم نہیں ہو جاتی ہیں (بلکہ) صرف ضعیف اور کمزور ہو جاتی ہیں۔ مجاہد کی یہی بڑی غرض ہے۔ اس لئے اس میں مجاہد کے مفید اور نتیجے ہونے والے کی طرف اشارہ ہے۔

تیسرے خواب کی یہ تعبیر ہے کہ حدیث میں ہے کہ "ان اقرب ما یکون العبد اذا سجد او کما قال" (کہ بندہ اللہ تعالیٰ کے سب سے زیادہ قریب سجدے کی حالت میں ہوتا ہے) اس مقصودی نتیجے اللہ تعالیٰ کے قرب (کے حاصل ہونے) کی طرف اشارہ ہے تینوں خوابوں کا مجموعہ کامیابی کی خوشخبری ہے۔ اللہ تعالیٰ مبارک کرے مگر ان خوابوں کے بھروسہ پر اپنے کاموں کو نہ چھوڑ دیا جائے بلکہ اس میں پہلے سے زیادہ جدوجہد کرنا چاہئے اور ﴿افلا اکون عبدا شکورا﴾ (ترجمہ: کیا میں شکر گزار بندہ نہ بنوں) نظر کے سامنے رہنا چاہئے۔

سؤال: اس سے پہلے جب میں نجیب آباد میں تھا تو حضرت مولانا گنگوہی قدس سرہ کو خواب میں دیکھا تھا کہ آپ فرماتے ہیں کسی کے آنکھ میں جادو میرے بیان میں ہے اس کا کیا مطلب ہے؟

جواب: بالکل سچا خواب ہے اور مطلب ظاہر ہے۔ وہ یہ کہ اس سلسلہ مطہرہ میں تعلیم کا طریقہ زبان سے ہے جو

دل سے پیدا ہونے کی وجہ سے موثر (اثر کرنے والا) اور اس کا اثر باقی رہنے والا ہے۔ انبیاء علیہم السلام کا بالکل یہی طریقہ تھا ﴿قل لهم فی انفسهم قولا بليغا﴾ ترجمہ: ''ان سے ایسی باتیں کہو جو ان کے دلوں میں اتر جائیں۔'' اس سلسلہ میں تصرف و ہمت سے کام نہیں لیا جاتا اگرچہ کم توجہ میں کیا جا سکتا ہے کہ یہ طریقہ اہل تصوف میں متعارف (جانا پہچانا) ہونے کے باوجود صاحب سنت (یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) سے منقول نہ ہونے کی وجہ سے مرجوح اور مفضول ہے۔ اسی طرح اس میں اور بھی بہت چھپی ہوئی خرابیاں ہیں پس آنکھ کے جادو سے یہی تصرف مراد ہے اس وجہ سے کہ اس میں کبھی آنکھ سے بھی کام لیا جاتا ہے اور بیان کے جادو سے مراد مسنون تعلیم کی تاثیر ہے۔

پس مولانا کا مشرب (طریقہ) اس مصرعہ سے ظاہر کرنا منظور تھا عجب نہیں ہے کہ آپ کو اس لئے دکھلایا گیا ہو کہ آپ کو اس طریقہ غیر منقول کی کبھی تمنا ہوئی ہو۔

حال: دوسرے کاموں میں بھی مصروف ہونے کے وقت خیال اللہ کی طرف لگا رہتا ہے۔ تلاوت و ذکر نماز میں اور حضور والا کے پاس بیٹھنے سے اسی طرح دوسرے اوقات میں بھی اکثر دل تمام جسم کے ساتھ سامنے کی طرف زور کے ساتھ کھنچتا ہے خصوصاً یہ کشش نماز میں بہت شدت کے ساتھ اوپر نیچے دائیں بائیں آگے پیچھے ہر طرف ہوتی ہے۔ قلب کی کشش کی ابتداء اس وقت سے ہوئی ہے جبکہ میں شروع میں یہاں حاضر ہوا تھا تو خواب میں دیکھا تھا کہ حضور والا نے مجھے اپنے سینہ مبارک سے لگا لیا اور خوب چپٹایا جس سے بے حد لطف حاصل ہوا۔ سینہ سے لگانے سے پہلے یہ بھی دیکھا تھا کہ مجھے حضور والا نے زمین پر اٹھا کر دے پٹکا۔ خوابیں تو اکثر دیکھتا رہا ہوں ان میں سے چند عرض کرتا ہوں:

❶ دیکھا کہ میں حضرت کے ہمراہ ہوں صبح کا وقت ہے اور سورج نکلنے کے قریب ہے۔ حضور امام بن گئے اور میں نے آپ کی اقتداء کی۔

❷ خواب نمبر ایک سے پہلے عرصہ ہوا جب یہ خواب دیکھا تھا کہ میں حضور والا کی کمر دبا رہا ہوں اور حضور والا مجھ کو بتا رہے ہیں یہاں دباؤ۔

❸ ایک دن جمعہ کو دوپہر کے وقت کچھ لیٹ کر غنودگی آ گئی دیکھا کہ ایک مسجد نہایت نورانی سفید چمکتی ہوئی آسمان اور زمین کے درمیان جا رہی ہے۔ میری نظر کے سامنے سے غائب نہیں ہونے پائی تھی کہ آنکھ کھل گئی۔

❹ چار یا پانچ دن ہوئے ہوں گے کہ تہجد سے پہلے خواب دیکھا کہ حضور والا ایک کرسی پر تشریف فرما ہیں اور سامنے میز یا اور کچھ اونچی چیز رکھی ہوئی ہے۔ نقالوں کا جمع ہے مگر وہ مجمع نظر نہیں آتا ہے۔ لوگ نقلیں کر رہے ہیں

مگر عرفی (عام) نقال نہیں ہیں بلکہ اہل اللہ ہیں لیکن کوئی نظر نہیں آتا۔ اس کے بعد چار شخصوں نے جن میں سے ایک یہ غلام بھی ہے آواز ملا کر حضرت کو ایک شعر سنایا۔ وہ شعر یاد نہیں مگر یہ خوب یاد ہے کہ وہ حق تعالیٰ کے ساتھ عشق ہونے کے بارے تھا۔ میرے ہمراہی اصحاب میں سے ایک صاحب تو میرے آگے ہیں اور دو صاحب میرے پیچھے ہیں۔ پہلی مرتبہ جب شعر پڑھا تو میری آواز ان صاحبوں کے ساتھ نہیں ملی بلکہ بالکل الگ رہی یہ دیکھ کر سب خاموش ہوگئے۔ پھر دوبارہ چاروں نے آواز ملا کر شعر پڑھا تو میری آواز بھی سب کے ساتھ مل گئی اور حضرت والا نے خوب توجہ سے وہ شعر سنا۔ بس پھر تو سب خوشی (خوشی) الگ الگ ہوگئے اور حضرت والا نے سب لوگوں کو پگڑیاں انعام تقسیم فرمائیں۔ چنانچہ مجھے بھی ایک پگڑی انعام میں ملی۔

❺ پرسوں دوپہر کو ذرا لیٹا تھا کہ غنودگی آ گئی دیکھا کہ حضرت والا میری دائیں طرف تشریف فرما ہیں۔ حضور کے بائیں جانب سینہ کے قریب سے ایک گرمی سی نکل کر میرے سینہ میں دائیں طرف سے داخل ہوگئی جس سے میں بے ہوش ہوگیا ہوں۔ اس کے بعد آنکھ کھل گئی۔ اسی دن عصر کے بعد قلب کی یہ حالت تھی کہ بے اختیار زبان سے ہائے ہائے نکلتی تھی جیسے کہ کوئی پرانے بخار کا مریض ہو اور وہ کراہتا ہے۔ وہ حالت سونے تک رہی۔

کل مغرب سے عشاء تک بھی بہت بے چینی رہی۔ عشا کی نماز میں بے اختیار چیخ نکل گئی کتنا ہی برداشت کیا برداشت نہ ہوا رات تہجد سے عشق و محبت کا جوش ہے۔

آج صبح کی نماز میں قلب کو دن کے مقابلے میں شدت کشش سے سکون رہا۔ مگر آج صبح ذکر میں عشق کے مضامین کی بہت آمد ہوئی۔ نماز میں چیخنے کو دل چاہتا ہے کہ خوب دھاڑیں مار کر رووں مگر حضور کے ادب سے ضبط ہو جاتا ہے۔ رات دن کے مقابلے میں اچھی معلوم ہوتی ہے دل یہ چاہتا ہے کہ ایسی جگہ جا کر چھپوں کہ کسی کو میرے حال کی خبر نہ ہو بالکل معدوم (گم) ہو جاؤں۔ غیر اللہ کا خیال قلب سے نکل جائے۔ خصوصاً نماز میں توجہ خیال بہت ہی زور پر ہوتا ہے کہ محبوب کے خیال کے علاوہ سب خیالات فنا ہو جائیں کوئی خواہش و آرزو محبوب کی آرزو کے علاوہ نہ رہے۔

تحقیق: ماشاء اللہ سب حالات بہت ہی پسندیدہ ہیں۔ مبارک ہو اللھم زدفزد۔

حال: حضور والا سے دعا کا طالب ہوں۔

تحقیق: دل و جان سے دعا ہے۔

حال: دو چار دن ہوئے ایک شب احقر تہجد کی نماز کے بعد ذرا سو گیا تو یہ خواب دیکھا کہ احقر مسجد میں بستر لگائے سویا ہوا ہے۔ اتفاقاً صبح کی نماز کے لئے حضور تشریف لائے اور احقر کو جگایا۔ مگر وضو وغیرہ کرتے کرتے دیر

ہوگئی۔ احقر کو جماعت نہ ملی۔ نماز کے بعد خود حضور میرے قریب تشریف لائے اور ناراض اور غمگین ہو کر فرمایا کہ میاں تم تکیہ رکھتے ہو۔ حضرت رسول اکرم ﷺ تو تکیہ نہ رکھتے تھے۔ خبردار اگر اپنی بھلائی و بہتری چاہتے ہو تو اس کو پھینکو ورنہ کسی کام و مصرف کے نہ رہو گے۔ پھر جاگ گئے۔ اس خواب سے قلب کو بہت پریشانی ہے۔ معلوم نہیں تکیہ سے کیا مراد ہے؟

تحقیق: تکیہ (اور ظاہر معنی مراد بھی نہیں ہو سکتے کیونکہ حضرت سرور عالم ﷺ کے پاس تکیہ ہونا احادیث میں مذکور ہے) سے مراد سستی ہے کہ کبھی اس سے سستی پیدا ہو جاتی ہے چونکہ جماعت کے حاضر ہونے میں دیر ہوگئی تھی۔ اس لئے یہ بات کہی گئی۔

حال: اس سے پہلے بھی حال ہی میں رات کی تھکن کی وجہ سے ایک دن صبح کی نماز کے بعد ذرا لیٹا تو اچانک نیند آ گئی تو کیا دیکھتا ہوں کہ چند صوفی ایک جگہ بیٹھ کر اپنے مذاق (مزاج) کی باتیں کر رہے ہیں۔ احقر چونکہ اجنبی تھا ان سے الگ بیٹھ کر غور سے ان کی باتیں سن رہا ہے۔ ان صوفیوں میں ایک بوڑھے معزز مرد اور صاف ستھرے ہیں۔ اتفاقاً وہی بزرگ نے حضرت جامی رحمہ اللہ تعالیٰ کا ایک شعر پڑھا۔ جس کے سنتے ہی احقر کی طبیعت بالکل بے خود مست ہوگئی قریب تھا کہ قلب سے چیخ نکلے مگر احقر نے بہت ہی برداشت سے کام لیا پھر بھی آنکھ سے آنسو نکل پڑے اور ان سب صوفیوں نے احقر کی طرف دیکھنا شروع کیا۔ پھر ان میں سے ایک شخص اٹھے اور آ کر احقر کو سینے سے لگایا اور پیار و محبت کی دو چار باتیں کیں اور وہی بوڑھے مرد کی طرف جو سب میں معزز تھے۔ اشارہ کیا کہ ان کے نام سے بھی نمبر دے دیجئے۔ یہ شخص بھی میرے ہی لوگوں میں ہے یعنی احقر کی نسبت پھر آنکھ کھل گئی اور قلب کو خوش پایا امید کہ ان خوابوں کی نسبت بھی کچھ تحریر فرما دیں گے۔

تحقیق: صالحین کے زمرہ (گروہ، مجمع) میں شامل ہونے کی خوشخبری ہے۔ مبارک ہو۔

حال: آج کل خواب بہت زیادہ دیکھنے میں آتے ہیں۔ کبھی یہ دیکھتا ہے کہ خادم ایک بحرِ زخار میں تیر رہا ہے۔

تحقیق: ان شاء اللہ تعالیٰ سلوک کے طے کرنے کی خوشخبری ہے۔

حال: کبھی یہ دیکھتا ہے کہ کعبہ شریف بذات خود میری طرف آ رہا ہے یہاں تک کہ میرے قلب میں آ کر غائب ہوگیا۔

تحقیق: مرادیت و محبوبیت کے رتبہ کے حصول کی طرف اشارہ ہے۔

حال: رات تہجد کو بہت اچھے وقت آنکھ کھلی طبیعت بہت ہی صاف تھی۔ محبوب کے خیال کے علاوہ کوئی غم نہ تھا نوافل و ذکر کے بعد نصف پارہ کی تلاوت نصیب ہوگئی اور ایک منزل مناجات مقبول پڑھنے کو بہت دل چاہا۔ اکثر

دل چاہتا رہتا ہے کہ حق تعالیٰ سے تمام بہتری کی دعائیں مانگوں اور ان دعاؤں کی جامع مناجات مقبول ہے۔ ایک مرتبہ خواب میں بھی حضور والا کی جانب سے اس کے پڑھنے کا اشارہ ہو چکا ہے۔ اور حضور والا کا درود شریف منظومہ پڑھا۔ قلب کو اتنی فرحت ہوئی کہ جس کا بیان نہیں کر سکتا۔ خدا ایسی رات ہمیشہ نصیب کرے۔ تہجد کے وقت کی بڑی قدر اور محبت معلوم ہوتی ہے۔ حق تعالیٰ اس کو قائم رکھیں۔

تحقیق: آمین۔

حال: تہجد سے پہلے ایک خواب دیکھا کہ میرا مکان حضور والا کے مکان سے بالکل ملا ہوا ہے۔ مکان کے قریب کوئی مسجد ہے۔ اس میں حضور والا نماز پڑھا رہے ہیں۔ میں مکان پر ہوں اور نماز میں شریک نہ ہوسکا آفتاب نکل آیا۔ نماز قضا ہوگئی۔ حضور والا نے میرے مکان پر تشریف لا کر پہلے میرے تایا زاد بھائی مولوی سیّد ...... صاحب کو پوچھا فرمایا کہ وہ نماز میں شریک نہیں ہوئے۔ اور پھر مجھے پوچھا فرمایا کہ...... کہاں ہے نماز میں شریک نہیں ہوا۔ ہم دونوں بھائی حضرت کے خوف سے پاخانہ میں چھپے ہوئے تھے۔ جب گھر والے بتانے میں خاموش ہوئے تو حضرت نے فرمایا کہ انہیں کا فائدہ تھا اگر بتا دیا جاتا تو اصلاح ہو جاتی۔ اس کے بعد میں تو نکل آیا اور حضرت کے سامنے حاضر ہو کر عرض کیا کہ حضرت مجھے چھپانے کی ضرورت نہیں۔ میری نماز قضا ہوگئی ہے۔ کیا اس سے پہلے میری نماز قضا نہیں ہوئی تھی جو اب میں چھپاؤں۔ اس کے بعد تہجد کے لئے آنکھ کھل گئی۔ اس کی تعبیر سے مشرف فرمایا جائے۔

تحقیق: کوتاہی کے تدارک کی طرف اشارہ ہے اگر کبھی واقع ہو جائے۔

حال: پھر جب تہجد سے فارغ ہو کر لیٹا تو طبیعت بہت بشاش تھی۔ ذرا آنکھ لگ گئی خواب میں دیکھتا ہوں کہ میں حضرت کی خدمت میں حاضر ہوں اور غالباً حساب کا کوئی کام حضرت مجھ سے لے رہے ہیں۔ اتنے میں ایک بازاری عورت آ کر بیٹھ گئی۔ میں نے بائیں جانب منہ پھیر لیا۔ حضرت نے اس سے نرمی سے گفتگو فرمائی۔ اسی وقت یہ خیال ہوا کہ حضرت اس سے اس وجہ سے خوش اخلاقی سے پیش آ رہے ہیں کہ اس کی دینی حالت درست ہو جائے۔ اس کے بعد وہ بازاری عورت میری زوجہ کی شکل بن گئی۔ میں نے اسے ہاتھ سے چھوا تو خواہش بھڑکی نہیں پھر مجھے اس سے نفرت نہ رہی۔ پھر میری آنکھ کھل گئی۔ اس کی تعبیر سے بھی حضرت والا شرف فرمائیں۔

تحقیق: آپ کا نفس تھا میں جس کی اصلاح نرمی سے کرتا تھا اور وہ آپ کے تابع ہو گیا۔

حال: رات تہجد کے بعد خواب دیکھا کہ حضرت والا امام بنے ہوئے نماز پڑھا رہے ہیں۔ میں جماعت میں شریک ہوں اور نماز ختم کی۔ سلام پھیرنے کے بعد دیکھا کہ آفتاب نکل کر خوب پھیل گیا ہے۔

تحقیق: یہ آفتاب انوار قلب ہیں جن کا تہجد سے حاصل ہونا متوقع ہے۔

حال: اس کے بعد میں نے علیحدہ نماز کی نیت باندھ لی اور پڑھنے میں مصروف ہو گیا۔

تحقیق: عبادت میں مشغول دیکھنا خود پسندیدہ علامت ہے۔

حال: آج قلب کو بالکل سکون واطمینان ہے۔

تحقیق: اللھم زد فزد۔ اللہ خوب اضافہ فرمائیں۔

ایک خط جس میں بہت سے خواب لکھے تھے ان میں ایک خواب یہ بھی تھا جو ایک جاگنے کی حالت میں پیش آنے والے واقعہ کے بعد دیکھا تھا۔ ایک وقت حضرت مولانا مخدومنا ...... صاحب کے ایک خلیفہ سے ملاقات کا اتفاق ہوا۔ باتیں کرتے رہے کہ ہمیں ایسی فنا ہوتی ہے کہ جس وقت ہم آنکھ بند کر کے لا الہ کرتے ہیں تو دنیا و مافیہا (دنیا اور دنیا میں جو کچھ ہے) حتیٰ کہ اپنی بھی خبر نہیں رہتی۔ ہمارے یہاں اس کا کم سے کم درجہ یہ ہے کہ سو مرتبہ کہنے کی دیر میں یہ حالت رہے۔ چاہے کیسا بھی دنیاوی خوف ہو یا کوئی اور دنیاوی مصیبت دل کو پریشان کرے تو ہم اس کو اور اپنے کو ایسا نفی کر کے دور پھینک دیتے ہیں کہ جیسا کوئی تنکے کو پھینک دے۔ یہ باتیں سن کر احقر کو حسرت ہوئی کہ مجھے اس کا پتہ بھی نہیں ہے۔ اس وقت خواب میں دیکھا کہ حضور اقدس احقر کی پیٹھ پر دو چار بار ہاتھ مبارک پھیر کر فرماتے رہے ہیں کہ یہ زبانی ذکر دل کی توجہ کے ساتھ ان کے صرف دل کی توجہ سے ہزار ہا درجہ بڑھ کر مقبول ہے۔ بہت ہی تسلی فرماتے رہے۔ مگر (حضرت کا) حلیہ ایک دوسرے صالح مرد کا تھا۔ کہ وہ بہت نورانی شکل کا تھا۔

اس خط کا یہ جواب گیا: خواب سب اچھے ہیں تفصیلی تعبیر کی ضرورت نہیں صرف ایک خواب کے جس میں ان بزرگ کے خلیفہ سے مکالمت کا ذکر ہے۔ خواب میں اس کے بارے میں جو تحقیق بتائی گئی ہے وہ ایک علم عظیم ہے جس سے اکثر اہل طریق بالکل غافل بلکہ غلطی میں مبتلا ہیں۔ اور یہ تحقیق بالکل اپنے ظاہر پر ہی ہے۔ مسئلہ اسی طرح ہے جس کی وجہ ایک تو ظاہر ہے کہ دو عمل صالح کا مجموعہ ایک عمل سے افضل واکمل (زیادہ بہتر و مکمل) ہوگا۔ ایک وجہ ذرا مشکل ہے وہ یہ کہ اکثر دیکھا گیا ہے کہ توجہ قلب شروع ہوتی ہے پھر اس سے بھول ہو جاتا ہے۔ اس طرح سے کہ اس بھولنے کی طرف توجہ بھی نہیں ہوتی۔ شاغل (ذکر میں مشغول شخص) اس توجہ کو اپنے خیال میں ہمیشہ رہنے والی سمجھتا ہے اور وہ بھی ختم ہو جاتی ہے۔ یہ اسی دھوکہ میں ایک طویل وقت گزار دیتا ہے۔ جس میں ترقی سے بالکل محروم رہتا ہے۔

دوسری یہ بات قابل تنبیہ ہے کہ آپ کو خوابوں سے زیادہ دلچسپی معلوم ہوتی ہے حالانکہ ان کا درجہ مبشرات

(خوشخبریوں) سے زیادہ نہیں اور خوشخبری کا خلاصہ صرف کسی بتانے والے کی ایک بات ہے جو (اللہ تعالیٰ کے) قرب میں خود کچھ بھی اثر نہیں رکھتی ہے۔ مقصود اعمال میں جن کو قرب (کے حاصل ہونے) میں تاثیر حاصل ہے۔ اس لئے خواب ان (اعمال) کے مقابلے میں کچھ نہ ہونے کی طرح ہے۔

کسی محقق نے اس کو بہت ہی لطیف عنوان سے ادا کیا ہے ؎

نہ شبم نہ شب پرستم کہ حدیث خواب گویم ❁ چو غلام آفتابم ہمہ زآفتاب گویم

ترجمہ: ''نہ میں رات میں ہوں نہ رات پرست ہوں جو خواب کی باتیں کروں بلکہ میں تو سورج کا غلام ہوں اس لئے میں سورج کی باتیں کہوں گا۔''

ایک منتہی صاحب کا خواب جو خدمت حدیث میں مشغول ہیں

احقر نے آج قیلولہ کے وقت خواب میں دیکھا کہ دنیا میں حق تعالیٰ نے میری کوشش کے بغیر میرے لئے ایک مکان تیار کرانے کا سامان کیا ہے۔ خود بخود میں نے یوں کہا کہ اس مکان کو تو فرشتے تیار کرتے۔ اچانک کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت رب العزت (انسان کی صورت میں) اور پھر جناب رسول اللہ ﷺ اور پھر حضرت جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام اور پھر ایک اور فرشتے جن کا نام جاگنے کے بعد یاد نہیں رہا ایک قطار میں میری طرف پشت کئے ہوئے اور مکان کی ایک دیوار کی طرف منہ کئے ہوئے کھڑے ہیں۔ یقیناً مکان تیار کرنے کے لئے تشریف لائے ہیں اور عنقریب بنانا چاہتے ہیں۔ چہرہ کسی کا نظر نہیں آیا ذوقاً ہر ایک کو جو ذکر کی اسی سے پہچان لیا۔ سب کے قد وقامت تقریباً برابر تھے۔ اور سب کے کپڑے بھی سفید تھے۔ حضور! احقر کی رعایت کئے بغیر کچھ بھی تعبیر ہو صاف صاف تحریر فرمائیں۔ اور میرے لئے حصول کامل علم وعمل اور عافیت دارین اور مکمل لقاء ورضا کے لئے خاص طور پر براہ شفقت دعا فرما دیا کریں۔

جواب: یہ کعبہ کی شان ہے کہ اس کو ملائکہ نے بنایا تھا اور حق تعالیٰ کا اس کے لئے بانی حقیقی ہونا ظاہر ہے۔ کعبہ کی شان یہ ہے۔ ﴿واذ جعلنا البیت مثابۃ للناس وامنا﴾ اور یہی شان ہے دین کی اور اہل دین کے لئے کہ وہ اپنے گھر والوں کے ساتھ لوگوں کے رجوع ہونے کی جگہ بھی ہیں اور تمام آفتوں اور بلاؤں سے حفاظت کا سبب بھی ہیں۔ دجال کے کعبہ کے طواف کے خواب والی حدیث کی شرح میں شراح نے کعبہ کی تعبیر یہی دین بتلایا ہے انشاء اللہ تعالیٰ یہ اشارہ ہے کہ خواب دیکھنے والے کے لئے دین کے باب میں مخلوق کے رجوع ہونے اور صحیح تعلیم (دینے) کی وجہ سے مخلوق کے لئے خطروں سے نجات بننے کی دولت نصیب ہوگی اور چونکہ یہ دین

رسول اللہ ﷺ کا تقسیم کیا ہوا ہے اس لئے حضور کو بھی اس خواب میں دیکھا گیا۔ دل و جان سے آپ کے لئے ان سب دولتوں کی دعاء ہے اور اسی دعاء کی اپنے لئے بھی آپ سے دعا کی درخواست ہے۔

حال: رات تہجد سے پہلے خواب میں دیکھا کہ میں اپنے تایا زاد بھائی سے جو کہ عالم ہیں یہ پوچھ رہا ہوں کہ حق تعالیٰ کس وقت کہاں ہوتے ہیں۔ انہوں نے صرف یہ جواب دیا کہ پہلے آسمان پر وقت نہیں بتایا۔

تحقیق: وہ وقت چونکہ تہجد کا تھا اس لئے مقرر کر کے نہیں بتایا مگر مراد یہی وقت تھا۔

حال: اس کے بعد یہ معلوم ہوا کہ گویا حق تعالیٰ شانہ موجود ہیں۔ ایک روشنی سورج کی طرح نظر آئی گویا کہ سورج ہلکے بادل میں چھپا ہوا ہے۔

تحقیق: یہ زیادہ قریب ہونے کی تجلی تھی۔

حال: پھر یہ دیکھا کہ میری جیب میں چھتری کی طرح کا چاندی کا دستہ پڑا ہے۔ اور وہ اصل میں کسی مسجد کے درمیانی بڑے گنبد کا کلس (گنبد کے اوپر کا نوکدار حصہ) ہے میں پریشان ہوں کہ میں مسجد کی چیز کیوں اٹھا لایا اور واپس کرنے جا رہا ہوں۔

تحقیق: یہ اہل دین کے حقوق کے ادا کرنے کے عزم کی صورت ہے۔

حال: پھر دیکھا کہ ایک مالدار ہندو کے مکان کے چبوترہ پر ۲ کیلیں (ہیں ایک) چھوٹی اور ایک موٹی گڑی ہوئی ہیں۔ پھر یہ خیال کر کے کہ دوسرے کی ملک ہیں وہیں چھوڑ دیں۔

تحقیق: غیر اہل دین کے حقوق ادا کرنے کی صورت ہے۔

حال: پھر دیکھا کہ میرے والد مکان پر نماز پڑھ رہے ہیں۔ اور ایک بھائی چھت پر (نماز پڑھ رہے ہیں) میں سفید نئے کپڑے پہنے ہوئے صحن میں ہوں۔ میں نے ان سب سے کہا کہ اگر حق تعالیٰ پوچھیں گے کہ جماعت سے نماز کیوں نہ پڑھی تھی تو کیا جواب دیا جائے گا۔ یہ کہہ کر میں خود مسجد کی طرف جہاں جماعت ہو رہی تھی چل دیا۔ حق تعالیٰ کے دیکھنے کے وقت میری پریشانی کی حالت تھی کہ گویا مجھ سے پوچھ ہونے والی ہے میں گذشتہ حقوق کے ادا نہ ہونے کی فکر میں ہوں کہ کیا جواب دوں گا۔

تحقیق: "حاسبوا قبل ان تحاسبوا" (حساب کئے جانے سے پہلے اپنا حساب کرو) پر عمل کی خوشخبری ہے۔

حال: یہ بھی دیکھا کہ میں نے چند مسجدوں میں جماعت سے نماز پڑھی۔

تحقیق: عمل کے اصلاح کی صورت ہے۔

حَال: صبح یہ حالت تھی یہ دل میں آتا تھا کہ کوئی بات حق تعالیٰ کے رضا مندی کے خلاف نہ ہو پس وہ مجھ سے راضی رہیں۔ اگر ان کی رضا اسی میں ہو کہ میں دوزخ میں داخل کیا جاؤں تو یہ بھی منظور ہے مگر وہ اپنی محبت مجھ سے جدا نہ فرمائیں محبت رہے۔

تحقیق: یہ سکر (تصوف میں نشہ جیسی ایک خاص کیفیت) کے ساتھ رضا کا غلبہ ہے سنت کے موافق حالت یہ ہے کہ رضا کی طلب پوری ہو اور اس رضا میں سے آگ سے پناہ مانگنا بھی ہے کیونکہ آگ میں سزا کے طور پر وہی جائے گا جو رضا سے محروم رہے گا۔

حَال: تہجد کے بعد ذرا سو گیا خواب دیکھا کہ ایک مکان ہے جس میں ۳ کمرے ہیں۔ ایک میں غالباً طلبہ کو پڑھا رہا ہوں اور دوسرے میں حضور والا وعظ فرما رہے ہیں۔ حضور والا نے سب سے فرمایا کہ سب لوگ وعظ سن کر جائیں۔ جب ہم وعظ کے کمرہ میں پہنچے تو حضور وعظ نہ فرما رہے تھے۔ بلکہ غالباً یسا خیال ہوا کہ مولوی...... صاحب ہیں۔

تحقیق: یہ الدال علی الخیر کفاعله (کہ نیکی کی رہنمائی کرنے والا نیکی کرنے والے کی طرح ہے) کی صورت ہے میں نے ان کو جو حکم کیا ہے مجھ کو بھی ویسا ہی ثواب ملتا ہے اور آپ کا درس دینا افادہ کی بشارت ہے۔

حَال: اس کے بعد میں تیسرے کمرے میں پہنچا جہاں حضور والا تشریف فرما تھے۔ دیکھا کہ ایک صاحب کو وجد ہو رہا ہے اور زبان سے الا ھو یا اللہ جاری ہے اور بے ہوش ہیں مگر حضرت ان سے کچھ خوش نہیں ہیں۔ وہ غالباً بیعت ہونا چاہتے ہیں تو حضور والا کی مرضی صرف اس حالت کو دیکھ کر بیعت فرمانے کی نہیں ہے کہ کہیں کوئی اس حالت کو اچھا نہ سمجھ لے۔ اس کے بعد وہ حضور والا کے دائیں جانب بیٹھ گئے اور میں بھی بیٹھ گیا۔ تعبیر سے مشرف فرمایا جائے۔

تحقیق: حالات کا اعمال سے بعد کے درجہ میں ہونا مکشوف ہوا (ظاہر ہوا) اور یہی تحقیق ہے۔

حَال: اب خوابوں سے بالکل دلچسپی نہیں معلوم ہوتی۔

تحقیق: یہی میرا مزاج ہے تو بس ان کو نہ لکھا کریں ہاں اگر کوئی بہت ہی عجیب ہو۔

حَال: رات تہجد سے پہلے ایک خواب دیکھا کہ خوب بادل آ رہے ہیں اور بجلی چمکتی ہوئی مجھے نظر آ رہی ہے۔ اس بجلی کی طرف میرا قلب کھنچ رہا ہے میں اپنے وطن...... میں مکان کے اندر تنہا بیٹھا ہوا ہوں اور بجلی کے گرنے کا مجھے کچھ خوف نہیں ہے۔

تحقیق: یہ نسبت عشقیہ ہے جو چشتیہ پر غالب ہے انشاء اللہ تعالیٰ اس کو ترقی ہوگی۔

حال: اس کے بعد میں نے دیکھا کہ حضور والا ...... میرے غریب خانہ پر تشریف فرما ہیں۔ حضور کے پاس ایک سفید کاغذوں کی بہت چھوٹی بیاض (یادداشت کی کاپی نوٹ بک) ہے۔ اس میں سے حضور والا نے مجھے تین اصول بتائے ہیں جن میں سے پہلے اصول میں ایک اور اصول بھی شامل ہے۔ گویا کہ پہلا اصول دو اصول کا مجموعہ ہے مگر مجموعی حیثیت (اعتبار) سے وہ ایک ہی شمار کیا گیا ہے۔ ان اصولوں کو میں نے اپنے پاس نقل کر لیا ہے۔ پھر حضور والا نے مجھے وہ اصول بہت اچھی طرح بے تکلفی سے سمجھا دیئے۔ اس کے بعد میں خود ایک اور صاحب کو جن سے کہ میری ملاقات ہے وہی اصول نرمی سے سمجھا رہا ہوں۔ تعبیر سے مشرف فرمایا جائے۔

تحقیق: انشاء اللہ تعالیٰ مہتدی و ہادی (خود راہ پر ہوں گے اور دوسروں کی رہنمائی کرنے والے) ہوں گے۔

حال: ایک دن خواب میں دیکھا کہ حضور نے ایک تحریر کاغذ بندہ کو عطا فرمایا ہے۔ مضمون یاد نہیں کہ اس میں کیا تھا۔ ایک صاحب حاضر ہوئے اور انہوں نے حضور سے کسی بات کے بارے میں پوچھا۔ اس پر حضور نے فرمایا جاؤ ہم نے ......کو دے دیا ہے وہ تم کو بتا دے گا۔

تحقیق: کیا عجب ہے اللہ تعالیٰ ایسی دولت دے کہ آپ سے دوسروں کو بھی نفع دینی پہنچے۔

حال: ایک روز خواب میں دیکھا کہ حضور لیٹے ہوئے ہیں اور بندہ تنہا حضور کے پیر دبا رہا ہے اور اس وقت دایاں پیر ہے۔ حضور نے بندہ سے ارشاد فرمایا کہ پیر کی خدمت کامیابی کا بڑا سبب ہے۔

تحقیق: تواضع اور شیخ کی محبت کے مفید ہونے کی طرف اشارہ ہے اور تواضع کی خصوصیت شیخ کے ساتھ نہیں بلکہ ہر ایک کے ساتھ (ہونے کی طرف اشارہ ہے)۔

حال: ایک دن خواب میں دیکھا کہ سیکڑوں آدمی حضور کی زیارت کے لئے آئے ہیں۔ منجملہ ان کے بندہ کے بڑے بھائی بھی الہ آباد سے آئے ہیں۔ حضور نے ان سے ملنے کا وقت عصر بعد مقرر فرمایا ہے۔ بندہ بھی اس وقت حاضر خدمت ہوا۔ بھائی صاحب نے فرمایا کہ تو اس وقت کیسے بیٹھا ہوا ہے یہ وقت مسافروں کے ملنے کا ہے۔ اس پر بندہ نے ان سے عرض کیا کہ حضور نے بندہ کو مستثنیٰ کر دیا ہے۔

تحقیق: یہ صورت زیادہ خصوصیت کی ہے جس کا سبب دونوں میں محبت کا ہونا ہے جو سعادت کے باب کی بڑی چابی ہے۔

حال: خواب تو ختم ہوئے۔ حضرت! بندہ کی یہ حالت ہے کہ بندہ عصر کے بعد حضور کی خدمت میں حاضر ہوتا ہے مگر دل میں یہ دھکڑ پکڑ رہتی ہے کہ یہ وقت حضور کے ملنے کا نہیں ہے۔ ایسا نہ ہو کہ حضور کو ناگوار گزرے۔ مگر بندہ بھی اپنی طبیعت سے مجبور ہے۔ جو حضور کا حکم ہو اس پر عمل کیا جائے۔

تحقیق: آپ سے چونکہ بالکل تکلف نہیں میں جب چاہتا ہوں اٹھ کر چلا جاتا ہوں اس لئے مجھ کو ذرا بھی تکلیف نہیں ہوتی۔ جن لوگوں سے کچھ تکلف ہوتا ہے ان سے گرانی ہوتی ہے۔ (آپ) بالکل بے فکر رہئے۔

حال: تھوڑا عرصہ ہوا جب میں نے یہ خواب دیکھا تھا کہ گویا میں ایک راستہ پر جا رہا ہوں جو کہ تھانہ بھون کو گیا ہے۔ لیکن میں ایک ایسے راستہ سے جا رہا ہوں جو مکانوں کے پیچھے اور کھیتوں میں سے گیا ہے۔ میرے آگے آگے کھیر بیچنے والا ایک شخص کچھ فاصلہ سے جا رہا ہے۔ اس شخص کے کندھے پر ایک پتلی سی بٹی ہوئی رسی ہے۔ جس کے دونوں سرے لٹک رہے ہیں۔ ہر ایک سرے میں ہنڈیا نما پیالوں میں کھیر ہے۔ میرے دل میں بار بار آتا ہے کہ اس سے کھیر خرید کر کھالوں۔ لیکن خریدتا نہیں۔ یہاں تک کہ شام ہونے کا وقت قریب آ گیا۔ اب میں ایک مقام پر رکا اور وہ کھیر بیچنے والا بھی رکا۔ اب میں نے ایک شخص کو بھیجا کہ جا کر اس آدمی سے کھیر لے آئے۔ وہ آدمی تو واپس نہ آیا لیکن معلوم کہ کھیر اس کے پاس نہیں رہی۔ اب ایسا معلوم ہوا کہ کچھ بارش ہوئی اور بڑی بڑی بوندیں پڑیں کچھ ہلکی سی نمی سڑک پر ہوگئی۔ اور کہیں کہیں ڈیروں میں پانی بھر گیا اور وقت وہی شام کا ہے۔

اب مجھے خیال ہوا کہ کھیر تو ملی نہیں روزہ کس چیز سے افطار کروں گا۔ کچھ پریشانی سی ہوئی کہ ایک چھوٹا سا چار یا پانچ سیڑھیوں کا چکر دار چوبی زینہ جس کی اونچائی ڈیڑھ یا دو گز ہوگی نظر پڑا میں جلدی جلدی اس زینہ پر چڑھ گیا۔ جب اس کے اوپر پہنچ گیا تو معلوم ہوا کہ یہ ریلوے اسٹیشن ہے اور ڈاک گاڑی بنارس کے لئے چلنے والی ہے۔ میں بھی جلدی سے لپک کر گارڈ والی گاڑی میں گارڈ کے پاس جا کر بیٹھ گیا۔ جس نے بہت خاطر سے بٹھایا۔

اب اچانک ایسا معلوم ہوا کہ میں تھانہ بھون پہنچ گیا اور ایک بلند مسجد میں نماز پڑھ رہا ہوں۔ بہت سے لوگ وہاں موجود ہیں۔ کچھ لوگ مسجد کی منڈیر پر بیٹھے ہوئے ہیں کچھ لوگ مسجد کے فرش پر بیٹھے ہوئے ہیں لیکن سب لوگ میرا انتظار کر رہے ہیں۔ جب میں نماز سے فارغ ہوا تو مسجد کے اندرونی درجہ سے باہر آیا۔ جہاں سب لوگ میرا انتظار کر رہے تھے۔ اب میں سوچ رہا ہوں کہ اگر کھیر اس وقت کھالیتا ہوں تو سحری میں کیا کھاؤں گا۔ کیونکہ صبح پھر روزہ رکھنا ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ رمضان المبارک کا مہینہ ہے اتنے میں حافظ......صاحب جو حضور کے یہاں مدرس ہیں انہوں نے کہا کہ کھیر تو سحری کے لئے رہنے دو یہ کھاؤ۔ اب جو دیکھتا ہوں تو بہت بڑے برتن میں یعنی طباق (تھال) میں خوب گرما گرما پلاؤ چوٹی تک بھرا ہوا ہے اور اس میں بڑی بڑی بوٹیاں ہیں۔ یہ پلاؤ حضور کے گھر سے آیا ہے۔ اور سب لوگ میرے انتظار میں اسی طباق (تھال) کے گرد کھانے کے لئے بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں نے کہا کہ......کو بھی آجانے دو تو انہوں نے کہا کہ وہ مولانا کے گھر پر کھا چکے ہیں۔

بس اس سے پہلے کہ اور لوگ کھانا شروع کریں یہ خیال کر کے کہ مجھ...... ہی کا انتظار تھا لاؤ اب میں بھی کھالوں جلدی جلدی کھانا شروع کر دیا اور خوب کھایا۔ بس آنکھ کھل گئی۔

تحقیق: کھیر عبادت کی حلاوت (مٹھاس) ہے اور پلاؤ عشق کی ملوحت (نمکینی ہے) دونوں نصیب ہوں گی۔

حال: گذشتہ ہفتہ کی رات خواب دیکھا کہ بندہ حضور کی خدمت میں حاضر ہے۔ حضور کے ہاتھ میں ایک کاغذ ہے۔ حضور نے بندہ سے پوچھا کہ حضرت گنگوہی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ کے انتقال کو کتنا عرصہ ہوا۔ یہ سن کر بندہ کے دل میں یہ خیال آیا کہ حضور غالباً یہ سمجھے ہوئے ہیں کہ (بندہ)...... حضرت گنگوہی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ سے بیعت ہے۔ عرض کرنے کا ارادہ کیا کہ حضرت بندہ نے تو حضرت گنگوہی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ کی زیارت بھی نہیں کی ہے۔ مگر خاموش ہوگیا اور جواباً عرض کیا کہ تقریباً دس سال کا عرصہ ہوا ہوگا۔ غالباً تیسری شوال تھی۔ حضرت نے اس کاغذ پر مضمون معلوم نہیں کیا ہے حضرت گنگوہی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ کے دستخط کر کے بندہ کو مرحمت فرما دیا۔

تحقیق: اس کی تعبیر یہ ہے کہ آپ کو میری اس نسبت سے فیض ہوگا جو میرے اندر مولانا کی نسبت کے مشابہ ہے کیونکہ کئی نسبتوں میں سے بعض کی خاص شان ہوتی ہے۔

حال: بندہ نے کل ایک عجیب خواب دیکھا ہے جس سے ایک قسم کی حیرت ہے اس وجہ سے عرض ہے ورنہ خوابوں کی طرف زیادہ التفات توجہ نہیں کرتا ہوں اور نہ سب کو صحیح سمجھتا ہوں۔ میں نے یہ دیکھا کہ جناب لیٹے ہوئے ہیں اور میں جناب کے بالکل قریب سینہ کے پاس بیٹھا ہوا بہت ہی بے تکلفی سے جیسے دو دوست باتیں کرتے ہیں کر رہا ہوں۔ کچھ اور تو یاد نہیں رہا صرف اتنا یاد ہے کہ میں جناب سے عرض کر رہا ہوں کہ لوگ جناب کو یوں کہتے ہیں حالانکہ آپ کا ہر فعل وقول سنت کے مطابق ہوتا ہے۔ حضور نے کچھ جواب نہیں دیا غالباً آپ مسکرا دیئے۔ اچھی طرح یاد نہیں رہا۔ اب سوال یہ ہے کہ میں جناب سے سامنے بالکل بات چیت نہیں کر سکتا ہوں۔ تو قاعدے کے اعتبار سے خواب میں بھی ایسی بے تکلفی نہیں ہونی چاہئے تھی۔ اس کا کیا سبب ہے۔ مجھ سے کوئی گستاخی تو نہیں ہوئی جس کو ظاہر کیا گیا ہو۔

تحقیق: نہیں۔ خواب میں صورت پر معانی غالب ہوتے ہیں اتحاد (دونوں میں یکسانیت کا ہونا) اور قریب ہونا اس صورت میں ظاہر ہوا۔

حال: رات بھر حضور ہی کو دیکھتا رہا۔ معمول سے بھی زیادہ سو گیا۔ ۳ بجے آنکھ کھلی تو طبیعت نہایت خوش تھی۔

تحقیق: مبارک ہو۔

حال: آج ذکر کرتے وقت سونے جاگنے کی درمیانی حالت میں یہ دیکھا کہ آنجناب اس مسجد میں تشریف

رکھتے ہیں اور بھی دوسری جگہ کئی شخص اسی جگہ موجود ہیں جن کو بندہ پہچانتا نہیں۔ معلوم ہوا کہ ایک پردہ کے اندر سے یا پردہ نہیں تھا مگر بندہ دیکھ نہیں رہا تھا اللہ تعالیٰ (تعالٰی عن الجھات والتلفظ و لوازم الکمیات والمتکممات) (اللہ تعالیٰ جو کہ جہتوں، تلفظ، مقدار اور چھپنے کی کیفیات سے پاک ہیں) نے جناب کو کوئی خاص چیز دی ہے یعنی بندہ کے سامنے جو لوگ دوسرے موجود تھے ان لوگوں نے بھی مانگا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ خاص میرے محبوبین کے لئے ہے۔ (تم لوگوں کو نہیں ملے گی) جتنی عبارت پر خط کھینچا ہوا ہے بالکل اس وقت کے سنے ہوئے الفاظ ہیں اور قوسین کے درمیان جو عبارت ہے وہ بھی اکثر اسی وقت کی ہے مگر صاف بالکل ہی لفظ یاد نہ رہا۔ ایسے کیا دیکھا۔

تحقیق: جو دیکھا صاف ہے تعبیر کی ضرورت نہیں ہے۔ بہت ہی صاف بشارت ہے۔ رزقنا اللّٰہ تعالٰی (اللہ تعالیٰ ہمیں عطا فرمائیں) اس دکھلانے میں آپ کا فائدہ یہ ہے کہ آپ کو مزید تسلی ہو کہ ہمیں ایسے شخص کے ساتھ تعلق ہے۔

سوال: میں نے رات ایک خواب دیکھا ہے اگرچہ اس کی صورت کا لحاظ کر کے تو طبیعت عرض کرنے سے رکتی ہے مگر یہ خیال کر کے کہ حضور سے عرض کرنے میں حرج کیا ہے عرض کرتا ہوں۔ میں تہجد کے بعد ذرا دیر کے لئے لیٹ گیا تھا۔ اتنے میں کیا دیکھتا ہوں کہ میں اپنے مکان پر ہوں اور کنویں سے غسل کر کے ننگا ہی مسجد میں آ گیا کوئی کپڑا بدن پر نہیں ہے۔ مسجد کے فرش پر آ کر پیروں کو دھو رہا ہوں اور دل میں یہ خیال تھا کہ لوگ کیا کہیں گے کہ ننگا کھڑا ہوا ہے۔ اتنے میں اذان کی آواز سے نیند کھل گئی۔ اس وقت کسی قسم کا خیال نہیں تھا۔ کیا مسجد کی کوئی بے ادبی تو مجھ سے نہیں ہوئی۔ جس کو اس صورت میں ظاہر کیا گیا ہو یا اور کوئی بات ہے اطمینان فرمایا جائے۔

جواب: اس عریانی (ننگے پن) سے مراد بے غرضی ہے۔ فی الحدیث "انا النذیر العریان" حدیث میں آیا ہے کہ آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ میں ننگا (یعنی بے غرض) ڈرانے والا ہوں۔

سوال: احقر نے خواب دیکھا کہ ایک مکان بہت ہی پر تکلف ہے۔ قالین وغیرہ بچھے ہوئے ہیں اس کے اوپر گنبد ہے۔ اس میں حضرت والا تشریف فرما ہیں۔ وہ ایسی جگہ ہے کہ حضرت کے سامنے ایک کنواں سا ہے۔ بندہ سامنے سے حاضر ہوا اور اس کنویں کے پاس ہے بالکل کنارہ سے ملا ہوا آنے لگا۔ (آپ نے) فرمایا کہ دیکھو کنواں ہے۔ (میں نے) عرض کیا میں جانتا ہوں کنواں ہے بلکہ مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ اوپر سے اس کا منہ چھوٹا ہے مگر نیچے سے بہت بڑا اور خطرناک ہے۔ میں انشاء اللہ تعالیٰ اس میں نہیں گروں گا۔ اگرچہ میں کیسا ہی کنارہ سے لگا ہوا آ رہا ہوں۔ حضرت بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ میں ذرا یہاں سے اٹھتا ہوں تم یہاں بیٹھ جاؤ آنے

والوں کو بتاتے رہنا اور گرنے نہ دینا۔

جواب: مبارک خواب ہے اس کے معنی ظاہر ہیں آپ بفضلہ تعالیٰ بندگانِ خدا کو گمراہی کے کنویں میں گرنے سے بچا رہے ہیں۔

سوال: رات تہجد کے بعد ذکر کرتے کرتے نیند آئی اور خواب میں دیکھا کہ کسی اجنبی جگہ میں احقر اپنے چچازاد بھائی کے ساتھ بے تکلفی سے باتیں کرتا ہوا ایک بڑے دروازہ کی طرف آ رہا ہے۔ دروازہ کے قریب پہنچا تو دیکھا استاذی مولوی سیّد اصغر حسین صاحب دام ظلہ دیوبندی اس جانب سے آ رہے ہیں۔ (میں) اچانک ان کے قریب پہنچ گیا۔ مولوی صاحب نے بڑی خوشی سے مصافحہ کیا اور فرمایا کہ تمہاری ملاقات کا بہت دنوں سے شوق تھا۔ ان کے مصافحہ سے طبیعت میں ایک خاص اثر معلوم ہوا۔ پھر وہ جس طرف جا رہے تھے چلے گئے اور بندہ بھی دروازہ سے نکل کر اپنے مکان پہنچ گیا۔ ذرا دیر کے بعد احقر کے محلّہ کی ایک عورت جس کا نام ...... تھا اور طاعون میں انتقال کر گئی تھی ایک بڑے کٹورہ میں دو تین تولہ کے قریب راب کی طرح کوئی میٹھی چیز لائی اور اس کے دینے سے پہلے پوچھا کہ حضرت نظام الدین اولیاء رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ سے تمہاری ملاقات کیسے ہوگئی۔ گویا اس کا مطلب یہ تھا کہ دروازے کے پاس سیّد اصغر حسین صاحب جو ملے تھے وہ نظام الدین اولیاء تھے۔ میں نے واقعہ بیان کیا۔ اس کے بعد وہ راب کٹورے کے ساتھ دینے لگی۔

مجھے دو تعجب ہوئے ایک یہ کہ اس عورت سے ایسی بے تکلفی نہ تھی کہ کھانے پینے کی چیز لاتی۔ دوسرے یہ کہ اتنے بڑے کٹورہ میں اتنی تھوڑی چیز لائی۔ میں نے کہا کہ میں تو نہیں لیتا۔ کہا کہ لے لو صرف اس خیال سے کہ تم نے مٹھیا (ایک قسم کا گوشت ہے جو ہماری طرف کوفتہ کی طرح بہت مصالحہ ڈال کر پکتا ہے اور بہت تیز ہوتا ہے) کھائی ہے اس لئے منہ میٹھا کرنے کے لئے لائی ہوں۔ خیر میں نے لے کر کھالیا۔ تو بہت ہی مزیدار چیز تھی۔ گویا راب نہ تھی۔ پھر آنکھ کھل گئی۔ اس خواب کو دیکھنے سے اب تک طبیعت ایک عجیب طرح متاثر ہے۔ غور کیا کچھ سمجھ میں نہیں آیا۔ اگر واقعی خواب ہے تو اس طرح کیا دیکھا؟

جواب: وہ مٹھیا نسبت عشقیہ ہے جو سلسلہ چشتیہ کا ایک خاص اثر ہے۔ اس سے پریشانی ہوتی ہے اس کی تعدیل کے لئے نسبت سکون کی ضرورت ہے۔ جس میں حلاوت ہوتی ہے۔ راب سے یہ مراد ہے کہ پریشانی مبتدی پر غالب ہوتی ہے اور سکون منتہی پر (غالب ہوتا ہے)۔ اس میں ابتدا کے بعد انتہا کی بشارت بھی ہے۔ پھر اس انتہا میں بھی نہ ختم ہونے والے درجات ہیں اس کا پہلا درجہ بھی انتہا ہی ہے۔ جو دوسرے درجات کے لئے ضروری نہیں۔ جس طرح درسیات (پڑھائی) کا اختتام ایک انتہا ہے اس لئے عجب کی جگہ شکر کرنا چاہئے۔

حال: (بندہ) اپنے معمولات کو بفضلہٖ تعالیٰ اور جناب کی دعا سے اچھی طرح انجام دے رہا ہے اور حالت بھی خدا کے فضل سے اور حضور کی دعا سے بہت اچھی ہے۔ حضور کے حکم کے مطابق یہ کتابیں بھی مطالعہ میں رہتی ہیں۔ ''تعلیم الدین و تبلیغ دین'' اور ''مواعظ'' میں سے التذکیر حصہ اول و دوم وسوم اور ہفت اختر۔ جامع شش مواعظ مع ملفوظات۔

حضور! ایک روز نماز تہجد کے بعد غنودگی سی ہوئی تو ایک بزرگ آئے جن کو بندہ نے بالکل پہچانا نہیں۔ انہوں نے مجھ کو کھوچی میں لے کر بھینچا۔ تو حضور ان کے بھینچنے سے بہت راحت ہوئی اور ایسا معلوم ہوا کہ قلب بالکل روشن ہوگیا۔ حضرت والا یہ کیا بات تھی۔

اسی طرح حضور! اسم ذات کے ذکر کے وقت چھوٹی عمر کے بچے بہت نظر آتے ہیں۔ حضرت والا ذکر کے وقت غنودگی میں دائیں طرف سے کبھی کوئی ہاتھ میں روپیہ لے کر پیش کرتا ہے اور کبھی دونوں و چونی معلوم ہوتا ہے کہ سامنے کرتا ہے۔ حضور یہ کیا بات ہے۔ مگر بندہ اس کی طرف التفات نہیں کرتا۔ حضور اسم ذات بندہ دن کو ۹، ۱۰ بجے ۴ ہزار دفعہ کرتا ہے۔ اب چونکہ اس وقت اور کچھ کام ہوا کرے گا تو اس کے لئے دوسرے وقت میں ارشاد عالی ہو تو بہت عنایت ہو۔

تحقیق: حالات معلوم کر کے دل خوش ہوا اللہ تعالیٰ مزید ترقی عطا فرمائے۔ ذاکرین کو ایسے واقعات بکثرت پیش آتے ہیں۔ جن کا اکثر حصہ (قوت) متخیلہ کا تصرف ہوتا ہے اور بعض واقعات معانی خاصہ کی صورت مثالیہ ہوتے ہیں۔ کسی روح کے مشابہ شکل ہوتی ہے مثلاً دبانا کسی روح کی برکات کا اضافہ ہے اور چھوٹی عمر کے بچوں کا دیکھنا غالباً قوت متخیلہ کا تصرف ہے۔ اور روپیہ وغیرہ پیش کرنا رزق کی کشادگی اور معاش کے اطمینان کی تسلی کے لئے ہے۔ وقت بدلنے کی اجازت ہے۔

حال: تین چار دن ہوئے کہ میں نے ایک خواب دیکھا تھا کہ تھانہ بھون یا اور کہیں ایک اونچی سی مسجد ہے۔ اس کے صحن میں کھڑا ہوا ہوں۔ صحن کے نیچے بہت بڑا باغ ہے۔ یہ مسجد اور باغ حضور ہی کی ملک ہے۔ جہاں میں کھڑا ہوا تھا وہاں سے باغ کے قریب فالسہ کا ایک بڑا گھنا درخت لگا ہوا خوب بھرا پڑا ہے۔ درخت میں تو پختہ اور خام دونوں طرح کے پھل لگے ہوئے ہیں۔ لیکن جو پھل درخت کے نیچے پختہ ہونے کی وجہ سے کثرت کے ساتھ ٹپک کر پڑے ہوئے ہیں وہ پختہ تو ہیں لیکن چھوٹے چھوٹے ہیں۔ میرے جی میں آیا کہ ان گرے ہوئے پھلوں میں سے کچھ پھل چن لوں۔ لیکن ساتھ یہ خیال ہوا کہ مالک کی اجازت کے بغیر ان کا لینا ناجائز ہے۔ اس لئے میں نے ارادہ ترک کر دیا۔ پھر دل میں خیال آیا کہ مسجد اور باغ تو حضور نے وقف کر دیا ہے۔ کیونکہ ایسی

چیزیں تو وقف ہی ہوا کرتی ہیں لاؤ اٹھالوں۔ پھر خیال ہوا کہ شاید خدانخواستہ حضور کے دشمنوں کی طبیعت کچھ ناساز ہے اور یہ گرے ہوئے پھل حضور کی دوا کے واسطے ہیں۔ اگر میں لے لوں گا تو حضور کی دوا پھر کیسے ہوگی۔ اور اس وقت (گویا حضور کی ہمدردی اور محبت میرے قلب میں زیادہ تھی) پس اس خیال کے آتے ہی میں نے اپنی رائے بدل دی۔ اور ان پھلوں کے یعنی فالسوں کے اٹھانے کا خیال بالکل ترک کر دیا۔ یہ فالسے کچھ کملائے ہوئے اور رنگ کے مائل اودے سیاہی تھے۔

تحقیق: یہ فالسے ثمرات ذکر کے فالسے ہیں کچا یا کملایا ہوا معلوم ہونا اسی حالت کے اعتبار سے معلوم ہوا کہ ابھی ذکر کے آثار میں خامی (کچاپن) یاسستی ہے۔ مگر انشاء اللہ تعالیٰ کرتے کرتے سب ٹھیک ہو جائے گا۔

حال: ہفتہ کی رات خواب میں دیکھا کہ مولوی...... کے مکان میں یعنی ماموں صاحب والے مکان میں مجمع ہو رہا ہے۔ حضرت والا بھی تشریف فرما ہیں۔ ایک ممبر رکھا ہوا ہے۔ احقر بعد میں حاضر ہوا۔ اور مجھے وعظ کے لئے ارشاد ہوا۔ تو میں نے اس آیت کا وعظ شروع کیا۔ ﴿اللہ الذی خلقکم من ضعف ثم جعل من بعد ضعف قوۃ ثم جعل من بعد قوۃ ضعفا وشیبۃ یخلق مَن یشاء وھو العلیم القدیر ۝﴾ وعظ میں سے اتنا مضمون یاد رہا کہ حق تعالیٰ شانہ کی عجیب قدرت ہے کہ پہلے بچہ کمزور پیدا ہوتا ہے اس میں حکمت یہ ہے کہ اگر وہ پہلے ہی سے مضبوط اور قوی ہوتا تو ماں کے پیٹ سے پیدا نہ ہوسکتا بچہ پہلے پہلے ایسا نرم ہوتا ہے کہ اگر اس کے عضو کو موڑنا چاہیں تو مڑ سکتا ہے ہوا لگنے سے اس میں قوت آتی ہے۔ پھر جوانی کے بعد کمزوری پیدا ہوتی ہے۔ اس میں یہ راز ہے کہ روح کے نکلنے میں آسانی ہو۔ کیونکہ قوت کے زمانہ میں روح کے نکلنے سے تکلیف ہوتی ہے۔ اس لئے موت سے پہلے بڑھاپا آتا ہے تاکہ روح کو نکلنے میں سہولت ہو۔ اور جن کو بڑھاپے میں بھی روح کے نکلنے کے وقت سخت تکلیف ہوتی ہے یہ صرف اظہار قدرت ہے کہ حق تعالیٰ ضعف میں بھی خروج روح سے تکلیف پہنچا سکتے ہیں۔ انتہی تعبیر سے مشرف فرمایا جائے۔

تحقیق: خواب میں آیت کے متعلق عجیب وغریب نکتہ ظاہر ہوا۔ ایسے خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے علوم عطا ہونے کی بشارت ہوتے ہیں حق تعالیٰ مبارک فرمائیں۔

حال: حضرت سیدی مولائی دامت برکاتہم آج رات کی تہجد وذکر کی نماز کے بعد مراقب بیٹھا ہوا تھا کہ ایک مکان مکشوف ہوا (نظر آیا) جس میں ایک کھڑکی لگی ہوئی تھی۔ حضرت والا مکان کے اندر تشریف فرما ئیں۔ اور احقر کھڑکی کے پاس باہر کی جانب ہے۔ حضرت والا اندر سے کچھ اشیاء مرحمت فرما رہے ہیں۔ اور ایسے الفاظ ارشاد فرما رہے ہیں جو کہ استخلاف (خلیفہ بنانے) کے وقت مجازین (جن کو اجازت دی جاتی ہے) سے فرمائے

جاتے ہیں جو اشیاء مجھے مرحمت فرمائی گئیں ہیں وہ درخت کی شاخوں کی طرح ہیں۔ ایک شاخ عطا فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ یہ ولایت کے علوم ہیں۔ ایک شاخ مرحمت فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ یہ سلوک کے مقامات ہیں۔ پھر کچھ مضمون دعا ارشاد فرمایا کہ حق تعالیٰ شانہ برکت عطا فرمائیں۔ اوکما قال انتہی۔

کل شب جمعرات کو خواب میں دیکھا کہ احقر نے ایک کتاب حضرت والا کے سامنے سے مطالعہ کے لئے اٹھائی۔ کھول کر دیکھا تو وہ حضرت والا کی بیاض (نوٹ بک) تھی۔ اس میں ایک جگہ کو کھول کر دیکھا تو اس میں عربی عبارت میں پہلے حمد الٰہی تھی۔ پھر اما بعد کے بعد احقر کے لئے کچھ وصایا لکھی ہوئی تھیں۔ مضمون یاد نہ رہا دوسرے صفحہ پر پھر حمد الٰہی تھی۔ اور آیت ﴿قل یا عبادی الذین اسرفوا علی انفسھم لا تقنطوا من رحمة الله﴾ لکھی ہوئی تھیں۔ اس آیت کے بعد حضرت والا نے ایک نعمت الٰہی کا بیان لکھا تھا۔ جو حضرت پر حق تعالیٰ شانہ کی طرف سے فائض ہوئی۔ پھر اسی آیت کے مضمون کے بارے میں احقر کے ئے وصیت تھی۔ تعبیر سے مشرف فرمایا جائے۔

تحقیق: تعبیر کا کیا پوچھنا مثالی شکل کے لئے تعبیر کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہ تو عطاء علوم واعمال واحوال کی صحیح بشارتیں ہیں مبارک ہو۔

حال: کچھ دن ہوئے میں نے خواب میں ایک بڑی بکری دیکھی کہ میں اس کو اپنے پردہ دار لوگوں کی حویلی میں لے جارہا ہوں جب میں حویلی کے دروازے کے قریب پہنچا تو اچانک بکری نے مجھ پر حملہ کیا اور میرے ہاتھ کو بازو تک منہ میں لے گئی۔ میں نے ہاتھ چھڑانے کی بہت کوشش کی مگر میں ناکام وعاجز اور مایوس ہوگیا۔ آخر دو کمزور محرم عورتیں اس حویلی میں آئیں اور بکری کو گرایا اور اس کے گلے پر چھری چلا دی۔ یہ ہاتھ گلے تک سست ہوگیا سست کا ہاتھ بکری کے گلے سے نکالا اور میرا کام بھی تمام کردیا۔ اس کی تعبیر بیان فرمائیں۔

تحقیق: خواب بالکل ہی توجہ کے قابل نہیں ہے۔

حال: ایک دن سرور کائنات زمین وآسمان پیدا کرنے والے کے محبوب بہت اعلیٰ درود ہو اور کامل درجہ کا سلام ہو کی تعریف اور آپ کی زیارت کے شوق میں دو تین خود بنائی ہوئی غزلیں اپنی کتاب میں لکھ رہا تھا غزل کے مقطع کے آخر کا مطلب یہ تھا۔

اس غزل کا آخر یہ تھا کہ "دعائیں، عرضیاں اور آہ ہمیشہ رہیں یہاں تک کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ سے ملاقات ہوجائے۔ یہ لکھنے کے بعد میں سو گیا خواب میں دیکھتا ہوں کہ میں ایک مولوی صاحب جن سے مجھے شاگردی کی نسبت حاصل ہے ان کے ساتھ ایک تہ خانے میں جو مسجد کی طرح ہے ہوں۔ وہاں طاق میں

چند کلام مجید دیکھے اور ہم نے ان کو چوما۔ اسی دوران دیکھا یہ بیت اللہ ہے زادھا اللہ شرفا و تعظیما. اس کے بعد مولوی صاحب نے اپنے ساتھی سے کہا آیئے حجر اسود کو بوسہ دے آئیں ایسا نہ ہو کہ اس کے بعد لوگوں کی زیادتی چومنے سے رکاوٹ بن جائے گی۔ مگر مولوی صاحب قرآن مجید کے طاق کو دیکھنے میں مشغول تھے اور تلاش کر رہے تھے کہ قرآن مجید کا قلمی نسخہ مل جائے تاکہ ہم اس کو چومنے کا شرف حاصل کریں۔ فقیر بہت منتظر تھا اور ان سے کہہ رہا تھا کہ آیئے تاکہ جلدی بوسہ دے آئیں۔ ادب کی وجہ سے مولوی صاحب سے پہلے جانا نہیں چاہ رہا تھا۔ اسی حالت میں خواب کا سلسلہ ختم ہو گیا وہ گھڑی میرے تصور میں اس طرح تھی کہ حجر اسود کعبہ میں مغرب کی جانب دیوار میں ہے حالانکہ حقیقت میں ایسے نہیں ہے تعبیر ارشاد فرمائیں۔

تحقیق: گزر چکا ہے۔

حال: رات میں نے دو خواب دیکھے پہلا یہ کہ میرے حقہ پینے کی جناب والا کو اطلاع ہوئی ہے تو آپ نے خواجہ صاحب کے ذریعے مجھ سے پوچھا کہ میں اس کو ضرورت کے لئے پیتا ہوں طلب کے طور پر اور کچھ اور باتیں بھی ہوئیں جن کی تفصیل مجھے یاد نہیں۔ حاصل اس واقعہ کا جناب والا کی نہایت ناخوشی ہے۔ یعنی خواب میں مجھے معلوم ہوا کہ آپ مجھ سے ناخوش ہیں۔

دوسرا خواب یہ کہ میں نے دیکھا کہ میں اپنے مکان پر ہوں رات کا وقت ہے چاندنی رات ہے۔ اس حالت میں ہمارے گھر میں ایک بھورا سور گھس آیا۔ ہم سب ڈر کر کوٹھے پر چڑھ گئے میں کوٹھے پر سے دوسرے قریب کے مکان میں اتر کر گلی میں چلا آیا اور گلی میں اپنے دروازہ کے سامنے آ کھڑا ہوا۔ دوسرے لوگ بھی آ گئے۔ جب وہ سور باہر نکلا تو کسی نے اسے دبا کر اس کی تھوتھنی جس سے آدمی اور درختوں کو زخمی کیا کرتا ہے کاٹ ڈالی۔ اس کی تھوتھنی کھرپے کی طرح تھی۔ رنگت ہلکی شربتی تھی اور قریب قریب شفاف تھی۔ ان واقعات سے مجھ پر ایک خاص اثر ہوا۔ خصوصاً دوسرے واقعہ سے مجھے خیال ہے کہ شاید مجھے میری صورت دکھائی گئی ہے۔ اگر ایسا ہے تو حق سبحانہ سے میرے لئے دعا فرمائیں کہ مجھ پر رحم فرمائیں۔ میرے حقہ پینے کی یہ کیفیت ہے کہ میں تمباکو کا عادی ہوں خواہ پان کے ساتھ مل جائے یا حقہ میں یا سگریٹ میں۔ خاص طور پر ان تینوں میں سے کسی کا عادی نہیں ہوں۔ مگر استعمال تینوں طریقوں کا کر لیتا ہوں۔ حقہ کو باقی دونوں صورتوں میں سے طبعاً ترجیح دیتا ہوں۔ سگریٹ کا استعمال صرف سہولت کے لئے کرتا ہوں۔ یہاں کے قیام میں سگریٹ کا استعمال نہیں کرتا۔ حقہ کبھی مل جاتا ہے تو پی لیتا ہوں یہاں غالب استعمال پان تمباکو کا ہوتا ہے۔

تحقیق: تینوں ہی کی شکل نظر آئی ہے پھر بھی ضرورت سے سب میں اباحت (جائز کام جس کے نہ کرنے میں

ثواب اور نہ کرنے میں گناہ) اور بلا ضرورت سب میں کراہت مگر عوارض (مجبوریوں) پر نظر کر کے پان تمبا کو بہتر ہے کیونکہ یہ اہل علم کے طریقے کے خلاف نہیں ہے حقہ اور اس سے زیادہ سگریٹ بدمعاشوں یا کافروں کی اصل عادت ہے۔ اگر ضرورت کا درجہ نہ ہو تو پان بھی چھوڑ دیجئے۔ اگرچہ آہستہ آہستہ ہو اور ضرورت ہو تو وہ دو (حقہ اور سگریٹ) چھوڑ دیجئے۔ یہ ناخوشی کا دیکھنا (جس کی حقیقت حق تعالیٰ کی ناخوشی ہے یہ اس کی صرف مثالی صورت ہے) یا ضرورت نہ ہونے کی وجہ سے ہے یا مخالفین کے طریقے کو اختیار کرنے کی وجہ سے ہے۔ خواب میں وہ صورت آپ کی نہ تھی ورنہ آپ کو اس سے ملابست (تعلق وقربت) ہوتی۔ نہ کہ دوری۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے دین کے دشمنوں کے شر کے دور ہونے کی صورت دیکھی۔

حَالؔ: ایک بات اور قابل گزارش ہے وہ یہ کہ ایک ہفتہ سے کچھ زیادہ ہوا کہ خواب میں حضور کی زیارت نصیب ہوئی۔ اس شرف کے حاصل ہونے کے وقت حضور نے فرمایا کہ قرآن مجید میں لفظ مما یا لما خوب یاد نہیں مگر ظن غالب ہے کہ مما ہی فرمایا تھا کہ سترہ جگہ ہے۔ امیدوار ہوں کہ نفی اثبات کے ذکر کی ترکیب بتائی جائے۔

تَحقِیق: کوئی خاص ترکیب نہیں بیٹھنے میں سہولت کا لحاظ اور ذکر میں کچھ خوب جہر کا خیال رہے۔ بس۔

حَالؔ: اور لفظ مما کے راز سے بھی مطلع فرمایا جائے۔

تَحقِیق: عدد تو گننے سے معلوم ہو غالباً یہ تجوید کی ضرورت کی طرف اشارہ ہو یعنی لما یا مما میں غنہ کی رعایت ہونی چاہئے۔ صرف تشدید پر کفایت نہ کی جائے۔ صرف ایک مثال ہے تجوید کی رعایت کی اور مراد عموم ہے۔ (ہر چیز کی رعایت کرنی چاہئے) واللہ اعلم

حَالؔ: ایک روز حسن المواعظ کے حصص زیر مطالعہ تھے رات کو حدیث "لا تتخذوا قبری عید" (کہ میری قبر کو عید یعنی خوشی کی جگہ نہ بنا دینا) کہ یہ مزار مبارک ہے۔ رونے کی عجیب حالت تھی اور نہایت پر لطف تھا۔ لیکن وہاں روضۂ نبوی کی کوئی شان نہیں معلوم ہوتی۔ ایک ٹوٹی پھوٹی چار دیواری کے اندر چند پرانی قبریں بنی ہوئی دیکھیں۔

تَحقِیق: یہ مضمون "لا تتخذوا قبری عیدا" کی تائید تھی کیونکہ عید بنانے کے لئے نیت عادت کے مطابق ضروری ہوتی ہے)۔

حَالؔ: یہاں کے تقرر کا سال قریب ختم ہونے کی وجہ سے استقلال اور مقررہ تنخواہ کے اضافے کا وقت بہت قریب آ گیا ہے۔ کام محنت اور دینات داری سے کر رہا ہوں۔ متعلقہ افسر بھی نہایت مہربان اور کام سے خوش ہیں۔ لیکن اس کے خلاف رات کو خواب میں پہاڑ وغیرہ بلندی پر چڑھ کر پستی کی طرف جاتا معلوم ہوتا ہوں۔ خدا

جانے کیا بات ہے۔

تحقیق: خواب کا کیا اعتبار۔ پھر اس کی تعبیر دوسری طرح بھی تو ہوسکتی ہے۔ کہ پستی اونچائی کے مقابلے میں زم آسان ہوتی ہے۔ ممکن ہے سہولت کی طرف اشارہ ہو جو ترقی میں ہوتی ہے۔

سؤال: خدمت والا میں ایک ضروری عرض یہ ہے کہ احقر نے دو خواب دیکھے ہیں۔ ان کو خدمت والا میں تحریر کر کے تاویل کا امیدوار ہوں۔ پہلی بار دیکھا کہ کسی مقام پر حضور والا سفر میں ہیں۔ ایک مسجد بہت بڑی ہے اس کے صحن میں بہت لوگ ذکر میں مشغول ہیں۔ مسجد کے صحن کے درمیان قبلہ رخ بندہ بھی ذکر کر رہا ہے۔ میرے مشرق کی سمت کے حضور موجود ہیں۔ حضور نے پیچھے سے احقر کو دبا کر آواز بلند فرمایا کہ آٹھ رکعت شکریہ ادا کر۔ میں نے فوراً کھڑے ہو کر نماز شکریہ شروع کر دی۔ چند رکعت پڑھ کر مسجد کے شمال کی جانب کچھ رخ بدل کر بقیہ رکعت شروع کیں۔ ایک شخص نے حضور سے درخواست کی کہ یہ شخص خلاف قبلہ نماز ادا کرتا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ پڑھنے دو۔ اس میں دو عرض ہیں پہلے یہ کہ آٹھ رکعت جن کا اوپر ذکر ہے ان کو ادا کرنا ضروری ہے یا نہیں۔

جواب: بہتر ہے واجب نہیں۔ میرے نزدیک یہ شکر حق کے واضح ہونے پر ہے۔ جو دو مسئلوں کے بارے ہوا۔ اصل شکر یہی ہے کہ حق کے واضح ہونے کے بعد اپنے پہلے قول یا فعل پر تاویل یا حیلہ سے اصرار نہ کیا جائے۔ آگے اختیار ہے معاملہ خدا تعالیٰ کے ساتھ ہے وھو علیم بذات الصدور۔

سؤال: دوسری عرض یہ ہے کہ خواب کی تعبیر بیان فرمائیں۔

جواب: اس کے معنی یہ ہیں کہ جس طرح تھوڑے ہٹنے اور پھرنے سے یوں نہیں کہہ سکتے کہ نماز نہیں ہوئی اور اس نماز کو شرعی طور پر رو بقبلہ ہی کہا جائے گا اسی طرح اجتہادیات میں یہ نہ چاہئے۔ کہ دوسرے مقابل پر طعن یا اس کو یقینی طور پر خلاف حق کہا جائے جیسا کہ آپ سے رسالا میں واقع ہوا۔ میری رائے میں یہ بھی آپ ہی کے معاملہ کے بارے میں ہے۔ واللہ اعلم

سؤال: دوسرا خواب چند دن بعد آدھی رات کو دیکھا کہ میری نشست گاہ میں حضور رونق (میرے بیٹھنے کی جگہ میں حضور بیٹھے ہوئے ہیں) ایک سینی (بڑے تھال) میں میٹھا پلاؤ آیا ہے۔ لے کر آنیوالے مولوی بکھروی ہیں۔ حضور و مولوی......اور یہ احقر کھا رہے ہیں حتیٰ کہ سب پلاؤ ختم ہو گیا ہے۔ بعد میں اس (سینی) میں نمکین (پلاؤ) ڈالا گیا ہے۔ حضور نے سینی اٹھا دی اور کسی کو نمکین کھانے نہیں دیا اور نہ خود کھایا۔ اس کی بھی تاویل کا امیدوار ہوں۔

جواب: ذرا غور سے یہ سمجھ میں آیا کہ پلاؤ اور زردہ میں ایک فرق ہے۔ وہ یہ کہ پلاؤ کے بعض اجزاء ایک

دوسرے سے ملتے نہیں ہیں بلکہ الگ الگ رہتے ہیں۔ اس کے خلاف زردہ کے اصل اجزاء یعنی شکر چاول بالکل ایک ہوجاتے ہیں اور میوہ اصل جزو نہیں ہے۔ پس یہ آپس میں پوری طرح اتحاد رکھنے کی طرف اشارہ ہے۔ پس جیسا کہ اب تک آپ کو ان سے اختلاف رہا یہ نہ ہونا چاہئے۔ اگر میٹھے پلاؤ سے مراد متنجن ہے جس میں گوشت ہوتا ہے تو اس خواب کی یہ توجیہ ہوگی کہ شکر کی طرح آپس میں میٹھے بن کر رہنا چاہئے۔ نمک کی طرح تلخی نہ ہونا چاہئے غرض اس سوال کا تعلق بھی اس معاملہ سے ہے۔ واللہ اعلم

حَال: آج شب دیکھا کہ حضور غلام کے گھر پر تشریف فرمائیں۔ غلام حضور کے لئے پان لایا (کچھ یہ بھی یاد پڑتا ہے کہ حضور نے غلام سے پان منگایا واللہ اعلم) اور حضور کو غلام ہی نے کھلایا۔ حضور نے دانتوں سے انگلیاں داب لیں تھوڑی دیر میں چھوڑ کر فرمایا کہ افسوس ان ہاتھوں کو بوسہ نہ دیا۔

تحقِیق: فیض کی بشارت ہے اور تعلیم ہے کہ محبت سے فیض بڑھتا ہے۔

حَال: ایک شب دیکھا کہ حضور کا گویا غلام کے پاس خط آیا اور اس میں حضور نے غلام کے غوث ہونے کی دعا کی تھی۔

تحقِیق: غوث بہ معنی مددگار امید دلائی گئی ہے کہ آپ سے مخلوق کی دعا و ہدایت کی مدد پہنچے گی۔

حَال: ایک شب میں نے دیکھا کہ قرآن شریف کھلا ہوا رکھا ہے اور شروع صفحہ میں سورہ زمر کی آخری آیات ہیں۔ میں گویا اہل جنت کا قول جو قرآن پاک میں نقل ہے کو بڑے انبساط کے ساتھ پڑھ رہا ہوں وہ یہ ہے ﴿وقالوا الحمد للّٰہ الذی الخ﴾ ۔ الحمد للہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ دولت حاصل ہوگئی ہے۔ اللہم ارزقنا۔

تحقِیق: اعمال صالحہ کی بشارت ہے۔

حَال: اس کے آگے گویا اس کے اوپر والی آیات لکھی ہیں جن میں اہل نار کا ذکر ہے۔ میں اس کو پڑھنا چاہتا ہوں لیکن کسی طرح وہ حروف پڑھے نہیں جاتے۔

تحقِیق: اس میں معاصی سے بچنے کی طرف اشارہ ہے۔ گویا آپ آخرت میں وعید کے مخاطب نہ ہوں گے۔

حَال: ایک دن حضور نے ایک پکی قبر کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ یہ تمہاری قبر ہے۔

تحقِیق: اعمال صالحہ کے آثار کے باقی رہنے کی طرف اشارہ ہے۔

حَال: ایک شب حضور نے غلام سے فرمایا کہ تم عورتوں سے بیعت لے لیا کرو۔

تحقِیق: اشارہ ہے کہ خدا تعالیٰ ناقصین کی ہدایت کی اہلیت نصیب کرے گا۔

ہر خواب کا توجہ کے قابل نہ ہونا

حال: حضرت میرے ایک استاد ہیں مولوی صاحب۔ ہمارے گاؤں میں امامت کرتے ہیں وہ مجھ کو خواب میں بہت کثرت سے نظر آتے ہیں۔ ایک بات ہے کہ جس روز وہ خواب میں نظر آتے ہیں تو مجھ کو دنیا کا نفع ضرور ہوتا ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے اور مجھے خواب میں رونا بہت آتا ہے اس طرح روتا ہوں کہ قیامت آگئی اور میں بے سامان ہوں اور روتا ہوں کہ ہمارے سے کوئی نیک کام نہیں ہوگا۔

تحقیق: خوابوں کی طرف بالکل توجہ نہ کرو۔ کئی مرتبہ یہ بات اپنے دوستوں کو سمجھا چکا ہوں پھر کیوں اس کے خلاف کرتے ہیں۔ خوب سمجھ لو خواب سے نہ کوئی برائی ہوتی ہے نہ بھلائی بیداری کی حالت قابل نظر ہے۔

حال: تھوڑے دن ہوئے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ حضور رسول مقبول ﷺ یا کوئی اور بڑے بزرگ مجھے اچھی طرح یاد نہیں ہے جا رہے ہیں اور میں ان کے پیچھے جا رہا ہوں۔ ان کے پیروں کے نشان زمین پر بن جاتے ہیں اور میں اپنا قدم انہیں نشانوں پر سنبھال سنبھال کے رکھ کر چل رہا ہوں۔ اور زیادہ یاد نہیں بس اتنا ہی خواب یاد رہ گیا ہے۔

تحقیق: مبارک مبارک۔

حال: یہ خانقاہ سونے کے احاطے کے ساتھ اور موتی کا دالان جڑا ہوا اونچا نظر آیا۔ خواب میں اس میں بہت سی خواب گاہیں اور مسہریاں ٹانکی ہوئی ہیں۔ اس میں خوبصورت مرد سب ہیں اگر تعبیر بتائیں۔

تحقیق: انشاء اللہ تعالیٰ برکت وقبول کی علامت ہے۔

حال: ایک رات خواب میں دیکھا کہ حضور والا دو تین اصحاب کے ساتھ کھانا تناول فرما رہے ہیں۔ حضور انور نے ایک صاحب کو جو بائیں ہاتھ کی طرف تشریف فرما ہیں۔ اپنی رکابی میں سے چاول نکال کر دیئے ہیں۔ جب بندہ حاضر ہوا تو حضور والا کے سامنے بیٹھنے لگا اس پر حضور نے فرمایا میرے پاس آجا بندہ حضور کے پاس آبیٹھا۔ حضور انور نے اپنے دودھ و چاول کی رکابی جس میں سے حضور بندہ کے آنے سے پہلے تناول فرما چکے تھے۔ بندہ کو مرحمت فرمائی بندہ کے دل میں خیال ہوا کہ اگر حضور والا اس میں سے تناول فرمائیں تو حضور والا کا بچا ہوا کھانا جو برکت کا سبب ہے اس کو کھاؤں۔ عرض کرنے نہ پایا تھا کہ حضور والا نے دوبارہ اسی رکابی میں سے تھوڑا سا تناول فرمایا اور بعد میں بندہ کو مرحمت فرما دی۔ جس میں سے بندہ نے دودھ و چاول کھائے اس کے بعد معلوم ہوا کہ وہ پہلے ہی سے حضور والا کا بچا ہوا تھا۔ اس کے بعد آنکھ کھل گئی۔

تحقیق: انشاءاللہ تعالیٰ نفع کامل کی بشارت ہے۔

حال: ان دنوں خواب کی جانب میری توجہ بالکل نہیں ہے۔ مگر اتفاقیہ ایک خواب دیکھا کہ کوئی شخص یہ کہہ رہا ہے کہ اپنے جسم کو اللہ کے لئے ایسا فانی کرو کہ اللہ پاک کے علاوہ کوئی حرص وخواہش نہ رہے۔ حتیٰ کہ میرا تمام جسم اس وقت ویسا ہی ہوگیا جس کو زبان بتا نہیں سکتی ہے۔ اس کے بعد ایک نور سا دیوار پر معلوم ہوا۔ اس کے بعد جاگ گیا۔ دو تین دن کے بعد مجھے ہر طرف سے صدا آنے لگی کہ تم کو تصوف کی پوری پوری تکمیل کرنی چاہئے۔ دو تین دن تک یہی کیفیت رہ کر بند ہوگئی۔ میرے حق میں دعائے خیر فرمائیں۔ خاکسار اپنے گناہوں سے شب و روز نادم رہتا ہے۔

تحقیق: مبارک حالت ہے حق تعالیٰ سچ کردیں۔

حال: بندہ نے منگل کی رات کو ایک خواب دیکھا ہے اس کی تعبیر چاہتا ہے۔ وہ یہ کہ بندہ نے دیکھا کہ میں مسواک کررہا ہوں۔ (مسواک) اندازاً ایک بالشت ہوگی۔ یہاں تک مسواک کرلی کہ گھستے گھستے قریب ایک مٹھی جتنی رہ گئی پھر آنکھ کھل گئی۔

تحقیق: انشاءاللہ تعالیٰ سنت پر استقامت نصیب ہوگی۔

حال: اس درمیان میں عجیب عجیب عمدہ خواب دیکھے ان میں سے ایک خواب یہ ہے کہ صبح کی نماز سے پہلے یہ دیکھا کہ ایک بہت خوب صورت میدان اور عالیشان عمارات بنی ہوئی ہیں۔ ان عمارات کی احقر سیر کرتا ہوا ایک مقام پر پہنچا۔ وہاں ایک خوبصورت عالی شان دروازہ دیکھا۔ دو تین آدمیوں سے پوچھا کہ یہ کیا عمارت ہے۔ وہاں پر لوگوں نے کہا کہ یہ جنت ہے مجھے یہ سن کر اس کے دیکھنے کی آرزو ہوئی۔ میں نے ان سے کہا کہ اس کے اندر جا سکتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اس کے اندر وہ جا سکتا ہے جو حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کا طے کردہ ایک ماہ کا خاموشی کا چلہ کرے گا۔ میں نے ان سے کہا کہ اگر وہ کسی نے نہ کیا ہو تو وہ بھی جا سکتا ہے۔ کہا کہ وہ حضرت کی اجازت دینے پر جا سکتا ہے۔ میں نے کہا کہ ان سے اجازت تو انشاءاللہ میں لے لوں گا۔ انہوں نے یا اور کسی نے کہا کہ وہ برابر والے مکان میں ہیں۔ یہ سن کر جناب کے پاس جنت کی اجازت کے لئے گیا ہوں۔ راستہ میں حضرت خواجہ عزیز الحسن صاحب سے ملا ہوں۔ کہنے لگے کہ ہم نہ کہتے تھے کہ وہ چلہ کرلو۔ وہ کرتے تو اب چلے نہ جاتے پوچھنے کی باری ہی نہ آتی۔ پھر جب حضور کے پاس آیا ہوں تو دیکھا دو خوبصورت لڑکے ان کی تھوڑی سی داڑھی نکلی ہے۔ وہ جناب کے پاس بیٹھے ہوئے پنکھا جھل رہے ہیں اور باتیں کررہے ہیں۔ وہ اٹھ کر جانے لگے ہیں تو جناب عالی نے فرمایا ہے کہ کوئی پنکھا جھلنے والا ہے؟ میں نے دل میں سوچا کہ

آج خلاف معمول حضرت یہ کیوں فرما رہے ہیں۔ پھر میں نے سوچا کہ شاید اس وقت گرمی ہوئی معلوم ہوئی ہوگی۔ میں نے جواب دیا کہ احقر حاضر ہے۔ جناب نے پنکھے کی اجازت دی ہے۔ میں پنکھا جھلنے لگا ہوں رعب کی وجہ سے جناب سے میں نے جنت میں جانے کی اجازت نہیں مانگی۔

جناب عالی نے تھوڑی دیر میں فرمایا کہ چلو اپنے گھر نہیں چلتے؟ میں نے عرض کیا۔ بہتر تشریف لے چلئے۔ جناب میرے ہمراہ اچولی تشریف لا رہے ہیں۔ راستے میں مجھے خیال ہوا کہ حضرت کے ہمراہ بے وضو نہیں چلنا چاہئے۔ یہ سوچ کر میں وضو کے لئے ایک شخص کے مکان پر بیٹھا ہوں اور جناب میرے مکان پر کھڑے نانا صاحب سے باتیں کر رہے ہیں۔ وضو میں مجھے بہت دیر ہوئی ہے اور دل میں اپنے آپ کو بہت برا بھلا کہہ رہا ہوں کہ اس وقت بھی وہم ہوئے چلے جاتا ہے۔ اور دیر ہو رہی ہے ایسا نہ ہو کہ حضرت تشریف لے جائیں۔ اتنے میں آنکھ کھل گئی۔ تعبیر کا طالب (ہوں)۔

تحقیق: خواب مبارک ہو۔ تعبیر ظاہر ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ جنت نصیب ہوگی اور اس کے طریقے کی بھی رہنمائی کی گئی ہے کہ تقویٰ ہے خصوصاً بات چیت کے بارے میں کہ اس میں بکثرت بے احتیاطی ہو جاتی ہے اس لئے ہمت کیجئے۔ فقط

حال: احقر جس وقت حضرت کے ساتھ کانپور میں تھا اس وقت تین خواب نظر آئے۔ ایک یہ ہے کہ دیکھتا ہوں ایک نئے راستہ میں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف رکھتے ہیں۔ اور احقر نے بھی اسی راستہ سے چلنا شروع کیا۔ پس اسی وقت بندہ کو خدا تعالیٰ کی محبت طاری ہو کر رونا آیا۔ اس حالت میں فوراً جاگ گیا۔

دوسرا خواب یہ ہے کہ دیکھتا ہوں اتفاقاً یہ الفاظ کان میں پڑے کہ خلوص (اخلاص) پیدا کرو پس یہ آواز سن کر دل ہی دل میں یہ بات سوچتا ہوں کہ یہاں تو میں تعلیم و تلقین اور اصلاح نفس کے ارادہ سے آیا ہوں خلوص کس طرح پیدا کروں۔ پھر دوسری رات کو دیکھتا ہوں کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک راستہ سے چلتے ہیں اور ان کے پیچھے آنحضور اور ان کے بعد بندہ بھی غرض تینوں ایک ساتھ چلتے ہیں۔ آج رات ذکر کی حالت میں دیکھتا ہوں کہ ایک سفید روشنی داہنی طرف نظر آئی۔ جب احقر نے دوبارہ نظر کی تو غائب ہوگئی۔

تحقیق: سارے خواب مبارک ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ برکات نصیب ہوں گی۔ روشنی کبھی ناسوتی (دنیاوی عالم سے) ہوتی ہے۔ اور کبھی ملکوتی (فرشتوں کے عالم سے) اور دونوں کا انکشاف نافع ہے۔ مگر دونوں کی طرف توجہ کرنا نقصان دہ ہے۔

حال: آج میں نے ایک عجیب حسرت ناک خواب دیکھا جس کے بعض حصہ سے بہت افسوس ہوتا ہے اور یہ

خیال ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو کیا منظور ہے اور انجام کیا ہوگا۔ اگرچہ اللہ تعالیٰ کی مرضی پر راضی ہونا ہی ہر حال میں بہتر ہے۔ مگر اپنی نسبت تکلیف کا خیال کر کے رنج اور بے چینی پیدا ہوتی ہے۔ حضور میرے لئے خاص طور سے دعا فرمائیں۔

خواب یہ ہے کہ مجھ کو یہ معلوم ہوا کہ میں خانقاہ میں یا کسی ایسی جگہ پر ہوں کہ وہاں سارے ذاکرین اور حضور بھی موجود ہیں۔ ہر شخص اپنی اپنی حاجت ضروری میں لگا ہوا ہے۔ میں اپنے کھانے پینے کی تیاری میں ہوں۔ اتنے میں کسی نے خبر دی کہ سب لوگوں کی ایک شخص کے ہاں دعوت ہے اور سب لوگ چلے گئے۔ تم کیوں سامان کر رہے ہوں۔ یہ سن کر میں نے کپڑے اور جوتے پہننے کا خیال کیا اس کے پہننے میں کچھ دیر لگی اور وہ درست نہ ہوا۔ بس میں جلدی میں ننگے پیر ننگے سر اور ننگے بدن کہ ایک تار بھی بدن پر نہ تھا۔ نکل کر چل دیا۔ راستہ میں ایک شخص ملا جو مجھ کو بلانے آ رہا تھا۔ اس نے میری طرف تعجب سے دیکھا اور کہا کہ لوگ تمہارے منتظر بیٹھے ہیں۔ میں ساتھ ہولیا۔ جب دعوت کی جگہ پر پہنچا تو وہ شخص کہنے لگا کہ حضرت اور ان کے ساتھی اب کھانا کھا رہے ہیں۔ اب تم ٹھہر جاؤ اور لوگ بیٹھے ہیں ان کے ساتھ کھانا۔ ایک گھنٹہ کا عرصہ ہے۔ میں جس حالت میں جا رہا تھا مجھ کو ذرا بھی شرم نہیں معلوم ہوتی تھی گو یہ معلوم ہوتا تھا کہ لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ کیسے یہ ننگا چلا جا رہا ہے اور شرماتا نہیں لیکن مجھ کو پرواہ نہیں۔ جب اس شخص نے ایک گھنٹہ کا عرصہ ظاہر کیا تو میں نے کہا کہ اچھا میں پھر آ جاؤں گا۔ اور یہ خیال ہوا کہ کہیں مولانا اس حالت میں دیکھ کر ناخوش نہ ہوں میں جلدی سے بھاگا اور قیام گاہ پر آ کر پائجامہ پہننے لگا۔ کہ اتنے میں آنکھ کھل گئی۔

حضرت زیادہ پریشان کن بات یہ ہے کہ میں نے حضور کے مجمع میں شریک ہو کر کھانے میں شرکت نہیں کی۔ جس سے عجیب وحشت میں ڈالنے والے وہم پیدا ہوتے ہیں۔ دوسری بات یہ کہ ایک قسم کی ایسی بے غیرتی ہوگئی کہ جس سے غیرت کا احساس بھی نہیں ہوتا تھا۔ حالانکہ اس حالت میں یہ بھی معلوم ہوتا تھا کہ یہ لوگ اس کو بے غیرتی جانتے ہیں مگر اپنے پر اس کا اثر نہیں پیدا ہوا۔ اس کی تعبیر کیا ہے؟ حضور خاص طور پر توجہ فرمائیں۔ حضور کی فیض برکت سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے سب کچھ امید ہے ؎

اولیا را ہست قدرت از آلہ ❁ تیر جستہ باز آرندش ز راہ

ترجمہ: ''اولیاء کو اللہ کی طرف سے ایسی قدرت حاصل ہے ان کی طرف پھینکا ہوا تیز تیر بھی راستے میں رک جاتا ہے۔''

آپ کی ذات اقدس کے سایہ میں اللہ تعالیٰ دنیوی و اخروی دھوکوں سے محفوظ رکھیں ؎

دور میں ساغر رہے گردش میں پیمانہ رہے ❁ میکشوں کے سر بہ یارب پیر میخانہ رہے

تحقیق: السلام علیکم لا الہ الا اللہ کس وہم میں مبتلا ہوگئے۔ پہلے تو اپنے کو اس درجہ ہی کا کیوں سمجھا جائے کہ ہمارا خواب خواب ہے۔ پھر اگر خواب بھی ہو تو غیر اختیاری ہے غیر اختیاری سے کیا قلق اگر قلق اس سبب سے ہے کہ یہ کسی بری حالت کی علامت ہے تو اس کا علاج یہ تو نہیں ہے کہ تعبیر معلوم کرنے کی کوشش کی جائے۔ کیونکہ اس سے تو جو سمجھا تھا اور گمان کے مطابق ہوکر قلق بڑھا دے گا۔ بلکہ اس کا علاج یہ ہے کہ دعا کیجئے کہ اے اللہ ہر بلا و فتنہ کو ڈال دے بس کافی ہے۔ اور یہ تو بتلایئے اگر بدون خواب دیکھے کوئی فتنہ پیش آ جاتا ہے تو اس وقت اس کی کیا تدبیر کی جاتی ہے (جو کی جاتی) وہی اب کیجئے۔ پریشانی سے کیا فائدہ۔

اب تعبیر سنئے برہنگی تعلقات سے خالی ہونے کی طرف اشارہ اور کھانے میں شریک نہ ہونا رتبہ میں پیچھے ہونے کی طرف اشارہ ہے۔ اب فرمایئے مگر احتیاطاً پھر بھی دعا و پناہ مانگنا مناسب ہے۔ کیا وہ حدیث آپ بھول گئے کہ پریشان خواب دیکھ کر کیا عمل کیا جائے جس سے اس کا نقصان دور ہو جائے۔

حال: اسی حیص بیص میں (یعنی حاسدین کی اذیت کے تردد میں) تھا کہ ایک روز حضرت حاجی صاحب کو خواب میں دیکھا فرمایا کہ یہ دقتیں مجھے بھی پیش آتی تھیں۔ لطائف کی تعلیم کے بارے میں میں نے پوچھا۔ فرمایا کہ ہاں جی ہاں یہ سب حجاب ہے۔ پھر میں نے کشف کے بارے میں کچھ پوچھا۔ اس کا جواب یاد نہیں رہا۔ میری بات ختم نہیں ہونے پائی تھی کہ ایک دوسرے صاحب نے آکر حضرت کو اپنی طرف مخاطب کر لیا میں خاموش ہوگیا۔ ان کے سوال و جواب کے ختم ہونے کے بعد جو مجھے یاد نہیں رہا میں نے حضرت سے کہا کہ حضرت اگر مولانا صاحب ہوتے اور اس طور سے درمیان میں کوئی بات کرنے لگتے تو مولانا صاحب اس کی پوری خبر لیتے۔ اس بات کے کہنے سے میرے حضرت بہت ہنسے اس کے بعد خاموش ہوکر بیٹھے رہے پھر میری آنکھ کھل گئی۔ اس کی تعبیر سے ضرور مشرف فرمائیں گے۔

تحقیق: حضرت کی خواب میں زیارت اور خواب میں بشارت اور تحقیق علمی و تصدیق حالی جو اس ناکارہ کے بارے میں ہوئی آپ کے لئے یہ سب نہایت برکات در برکات ہیں اور سب واضح ہیں۔

حال: میں نے خواب میں بارونق ایک شہر دیکھا جس میں ایک مکان بہت ہی عمدہ بن کر تیار ہوا ہے۔ تھانہ بھون شہر کا نام ہے اور مکان حکیم الامت اشرف علی صاحب تھانوی کا ہے۔ میں نے صبح اٹھ کر غور کیا کہ آیات اور احادیث صحیحہ جو (خدا سے محبت کرنے) والوں کی فضیلت میں آئے ہیں ان کا مقتضا یہی ہے کہ (خدا سے محبت کرنے) والوں کی ارواحیں مبارکہ اس طرح سے قبض کی جائیں کہ ملائکہ اچھی طرح سے اور عمدہ صورت میں

آ کر سلام کریں اور کسی سیر وتفریح کے بہانہ سے لے جائیں جیسا کہ جناب کے بعض خادموں نے جان نکلنے کے وقت بہت ہی خوشی سے یہ کہا ہے کہ مجھے حکیم الامت تھانوی لینے کے لئے آئے ہیں۔

تحقیق: یہ نہ سمجھنا کہ سچ مچ وہ یہی شخص ہوتا ہے اس کو تو خبر بھی نہیں ہوتی۔ بلکہ کوئی مقدس روح یا کوئی فرشتہ اس صورت میں انس کے فائدہ کی وجہ سے ہوتا ہے۔

حال: یہ کہہ کر عالم بقا کو تشریف لے گئی چنانچہ ان ہی افراد میں سے حضرت مولانا...... ساکن نظام الدین دہلی ہیں۔ جو مولوی محمد یحییٰ صاحب گنگوہ سہارنپور کے تاجر کتب کے بھائی ہیں۔ خادم اسی طرح فکر کرتا ہوا کسی اور دن سو گیا۔ تب یہ ہی حضرت مذکورہ مرحوم خواب میں تشریف لائے اور میرے خیال کی تائید کی۔ یعنی اسی طرح سے ہوگا۔ خاص مومنین محبین کے ساتھ جو اشرف علی صاحب تھانوی سلمہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہوگا۔ یعنی ان کو یہ خبر نہیں دی جائے گی۔ کہ دنیا سے تشریف لے آئے۔

تحقیق: یہ تشبیہ ہے کہ اس طرح چلے آویں گے جیسے گویا خبر ہی نہیں۔

حال: بلکہ اسی موجودہ حالت میں خوشی کا اضافہ کر کے عالم آخرت یعنی برزخ کے تھانہ بھون میں مقیم کیا جائے گا۔ اس حال میں کہ اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہوگا۔ اور آپ اللہ تعالیٰ سے راضی ہوں گے۔ حضرت یہ خواب کی باتیں ہیں۔ اس لئے میں ان پر نظر نہیں کرتا۔ لیکن آپ کی نظر کتابوں پر بہت گزری ہے۔ اس لئے حضرت میرے خیال کی تائید کر دیں یا اصلاح کر دیں۔

تحقیق: جگہ جگہ لکھ دیا ہے۔

حال: میں نے ایک خواب دیکھا جس کا مضمون یہ ہے کہ میں نے پیشاب کیا۔ اور پیشاب کر کے تیل سے استنجا کیا۔ اندازے سے یہ بھی معلوم ہوا کہ میٹھا تیل تھا۔ پھر اسی تیل سے میں نہایا ہوں۔ میں اپنے سر کے اوپر پٹھے (بال) دیکھتا ہوں حالانکہ میں پٹھے نہیں رکھتا۔ مگر اس وقت خواب میں پٹھے ہی دیکھتا ہوں۔ حضرت! جواب کا منتظر ہوں۔

تحقیق: معلوم ہوتا ہے بعض اچھے افعال میں کچھ بدعات مل جاتی ہیں کہ وہ تطہیر باطنی پاکی کے لئے نہیں ہیں اور ان کو نیک سمجھ کر کیا جاتا ہے اور بعض اچھے افعال حدود کی رعایت سے کئے جاتے ہیں پس اس خواب میں (وہ اچھے اعمال جن میں بدعات ملی ہوئی ہیں ان پر) تنبیہ اور (وہ اچھے اعمال جن میں حدود کی رعایت ہے ان پر) تسلی دونوں ہیں۔

حال: دوسرا خواب یہ دیکھا کہ حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا جنازہ آ رہا ہے اور مجمع بہت زیادہ ہے۔ حضرت عمر

(رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی نعش مبارک ایک پلنگ پر ہے اور جسم کھلا ہوا ہے یعنی کرتا اتارے ہوئے ہیں اور پائجامہ پہنے ہوئے ہیں بالکل حضور سے مشابہ ہیں یعنی جس وقت حضور غسل کے لئے جاتے ہیں۔ بس وہی شکل معلوم ہوئی۔ جب جنازہ قریب آیا میں جنازہ کے قریب گیا اور چلا کر کہا خلیفہ ثانی کی نعش ہے۔ دوسری جانب حضور بھی کھڑے تھے حضور نے مجھ سے ڈانٹ کر کہا کہ تم کمزور بہت ہو اور بھی فرمایا جو یاد نہیں خود حضور مجمع کی طرف متوجہ ہو کر کچھ فرمانے لگے۔ جنازہ اسی طرح پلنگ پر حضور اقدس کے مشابہ موجود تھا۔ دوسری جانب حضور کرتہ پہنے ہوئے جو آج کل استعمال میں ہے کچھ فرما رہے ہیں۔

تحقیق: اشارہ ہے کہ میرا مذاق (مزاج) حضرت عمر کے مناسب ہے اور ان کا جنازہ دیکھنا اشارہ ہے کہ یہ مذاق مردہ ہو گیا تھا خدا تعالیٰ نے اس ناکارہ کے ہاتھوں اس کو (دوبارہ) زندہ فرمایا۔ کمزور اس پر کہا کہ چلا جو اٹھے اس برداشت نہ کرنے پر تنبیہ کی گئی ہے اس میں آپ کے مذاق صحیح کے کم ہو جانے سے متاثر ہونے کی طرف اشارہ ہے۔ تنبیہ کا حاصل یہ ہے کہ صبر وسکون سے کام لینا چاہئے۔ دیکھنے والے اور جس کو دکھایا گیا ہے دونوں کے لئے خوشخبری والا ہے۔

حال: خواب بہت دیکھا کرتا ہوں بعضے بعضے خواب عرض کرنا چاہتا ہوں اگر ارشاد ہو تو خط کے ذریعے یا زبانی عرض کروں۔

تحقیق: جو خواب زیادہ اہم معلوم ہو اس کو لکھ دیجئے کبھی زبانی بیان کے وقت فوراً اس کی تاویل ذہن میں نہیں آتی۔

حال: عرصہ ہوا دو مرتبہ خواب دیکھا کہ غلیظ (نجاست) کھا رہا ہوں جہاں تک ہو سکے تجارت میں احتیاط کرتا ہوں۔

تحقیق: کبھی تو یہ صرف تبخیر ردی (بدہضمی کی وجہ سے جو بخارات دماغ پر چڑھ جاتے ہیں) کا اثر ہوتا ہے اور کبھی کوئی غلط بات کے ہو جانے سے ایسا معلوم ہوتا ہے۔

سوال: اگرچہ میں خوابوں کی طرف توجہ نہیں کرتا ہوں نہ ان کا کچھ اعتبار کرتا ہوں مگر ایک خواب خدمت اقدس میں تعبیر کے لئے عرض ہے۔

خواب: ایک دن کیا دیکھتا ہوں کہ حضور والا وسیع وطویل میدان میں اس غلام کے ساتھ کھڑے ہیں اور کسی کا انتظار فرما رہے ہیں۔ اس میدان کے بالکل درمیان میں ایک خوفناک سڑک ہے جس کے دائیں طرف شاید دیوار ہے۔ اس دیوار کے دائیں طرف کوئی بڑا باغ ہے سڑک کے بائیں طرف بڑا ہی ڈراؤنا ہیبت ناک جنگل

ہے۔ جس میں طرح طرح کے پھاڑ کھانے والے جانور موجود ہیں اس کے دائیں طرف دیوار بھی نہیں ہے۔ اسی طرح سڑک سے حضور والا کی طرف ایک شخص حیران و پریشان چلا آ رہا ہے۔ جب وہ قریب آیا تو حضور سے ڈرتے ہوئے لہجوں میں کہنے لگا کہ حضرت بڑی سخت جگہ ہے۔ حضور والا نے میری طرف اشارہ فرمایا کہ تم اس راہ کو جلد طے کرو۔ میں نے ڈر کر عرض کی کہ حضور ایسا پرخطر (خطرے سے بھرا ہوا) راستہ رہبر کے بغیر کیسے طے کروں۔ یہ سن کر حضور والا نے فوراً ایک کتاب مجھ کو عنایت کی اور وہ کتاب قصد السبیل تھی۔

بندہ جب تیار ہوا تو ایک تیز رفتار گھوڑا سواری کو ملا بندہ نے آناً فاناً سارا سفر طے کیا گو راہ میں داہنی طرف درندے ملے مگر کسی نے نقصان نہیں پہنچایا۔ جب سارا راستہ بغیر تھکن کے ختم کر چکا تو غلام کو حضور کا خیال آیا۔ خیال کے آتے ہیں بندہ نے اپنی سواری پھیر لی اور ایک لمحہ میں حضور کے پاس آ موجود ہوا۔ آتے ہی حضور والا نے سوال فرمایا کہ تم نے راستہ کو کیسا پایا۔ غلام نے بہت ہی ادب سے عرض کیا کہ حضور میں نے بہت ہی آسان راستہ پایا۔ اس کے بعد حضور نے قصد السبیل غلام سے واپس لے لی۔ اس خواب میں پریشان کن امر یہ ہے کہ حضور نے قصد السبیل واپس کیوں لے لی۔

جواب: ماشاء اللہ مبارک خواب ہے۔ اس میں راستوں کے آسان ہو جانے کی بشارت ہے قصد السبیل کے راستے کے صحیح ہونے کا اشارہ ہے۔ قصد السبیل کی واپسی مقام تکمیل کی طرف اشارہ ہے۔ کسی نے حضرت جنید رحمہ اللہ تعالیٰ سے پوچھا ما النهاية (کہ انتہا و تکمیل کیا ہے؟) انہوں نے فرمایا "العود الی البداية" (ابتدا کی طرف لوٹ آنا) جس کا ایک جزو یہ بھی ہے کہ کمال کے بعد ابتدائی مجاہدہ کی ضرورت نہیں رہتی ہے۔ بقول مولانا رحمہ اللہ تعالیٰ خلوت و چلہ بر دلازم نہ ماند (مولانا کے بقول چلہ اور خلوت اس پر لازم نہیں ہے)۔

حال: بندہ نے ایک خواب دیکھا کہ ایک بڑی مسجد میں حضرت والا ہیں اور احقر اور خواجہ صاحب اور بھائی محمد الیاس صاحب وغیرہ بہت سے خدام ہیں۔ سندیں دی جا رہی ہیں۔ ایک مسودہ لکھ کر اس کی نقلیں احقر سے اور ایک دو خادم سے کرائی گئی ہیں اور غالباً بھائی صاحب سے بھی نقل کرائی گئی ہے۔ نو نقلیں ہوئی تھیں۔ فرمایا اس وقت یہی کافی ہیں یہ دے دی جائیں۔ ابھی مکان پر چل کر اور لکھ لی جائیں گی۔ نو کی ضرورت شدید ہے۔ معلوم ہوا کہ ایک ان میں سے مجھ کو بھی ملنے والی ہے۔ اور ایک بھائی صاحب کو (بھی ملنے والی ہے)۔ بھائی صاحب نے جلدی سے اپنی سند لے لی۔ میں نے (اپنی سند) لکھ کر حضرت کے سامنے رکھ دی اس خیال سے کہ جلدی کیا ہے خود لینا خلاف ادب ہے۔ اگر حضرت کی رائے ہوگی خود دے دیں گے ورنہ مکان پر چل کر مل جائے گی۔

اتنے میں دیکھا کہ حضرت اس مسجد میں دائیں طرف ہٹ کر بیٹھ گئے اور چند خدام دو زانو مودب سر

جھکائے ہوئے بیٹھے ہوئے ہیں۔ حضرت ایک کالا بہت ہی کالا چمکدار جبہ سر سے پیر تک پہنے ہوئے ہیں کہ بہت ہی اچھا معلوم ہوتا ہے اور حالت استغراق کی سی ہے۔ میں نے بھی چاہا کہ اس مجمع میں شریک ہو جاؤں اور بے پاؤں حضرت کے دائیں طرف متصل پہنچا فوراً حضرت نے میری طرف نظر اٹھائی اور بہت ہی شفقت سے بٹھایا۔ خواب صبح صادق کے وقت دیکھا ہے۔

تحقیق: خواب نہایت مبارک ہے یہ سندیں تکمیل کی ہیں۔ اس میں اس سند والوں کی تکمیل کی بشارت ہے سند والوں کے احوال کے مختلف ہونے کے ساتھ کہ کسی میں بے اختیاری ہے اور کسی میں بردباری۔ سیاہ رنگ کا جبہ فناء کی صورت ہے۔ اور اس کا پورا (سر سے پیر تک) ہونا فنا کے ابھی یا آئندہ کمال کی طرف اشارہ ہے۔ رزقنا اللّٰہ تعالٰی وایاکم۔ اللہ تمہیں اور مجھے عطا فرمائیں۔

حال: حضور والا! بہت مدت ہوگئی کہ حضور والا کی خدمت میں خط بھیجنے سے محروم رہا۔ اس سے پہلے احقر نے خواب میں دیکھا کہ حضرت مجھ سے پوچھ رہے ہیں کہ تمہیں سلسلہ (بیعت) میں داخل ہوئے کتنا عرصہ ہوا ہے اور تم نے جو مجھے خط لکھے ہیں ان کی تعداد کتنی ہے؟ میں نے جواب دیا کہ سلسلہ میں داخل ہوئے دس سال ہوگئے اور خطوط کا دستہ جو میں نے آپ کو بھیجے ہیں دیکھا تو بہت تھوڑے خط ہیں۔ اس وجہ سے حضرت نے بندہ پر ملامت کی صورت میں سکوت فرمایا۔ اس سے بندہ نے یقینی طور پر یہ سمجھ لیا کہ اس خاندان سے خط وکتابت سے فیض وبرکات حاصل ہوں گی۔

تحقیق: ایسا ہی ہے۔

حال: حضرت کے ساتھ تو بفضلہ تعالیٰ خادم کو بہت ہی اعتقاد ہے۔ الحمد للہ علی ذلک مگر دو خواب میں نے زیادہ دن ہوئے دیکھے کہ جس سے اور (اعتقاد) مضبوط ہو گیا۔ وہ خواب بھی خدمت میں عرض کرتا ہوں تا کہ حضرت کی فیض بتانے زبان سے تعبیر سن کر اور دل کو خوشی اور اعتقاد میں پختگی پر پختگی ہو جائے۔

پہلا خواب: وہ یہ ہے کہ ایک دن عیدگاہ تھانہ بھون میں بیٹھے بیٹھے سو رہا تھا اور زبان پر سبحان اللہ اور الحمد للہ جاری تھا کہ دیکھا ایک شخص (جہاں تک گمان ہوتا ہے وہ شخص پیغمبر ﷺ تھے) آئے اور (حضرت کی طرف اشارہ کر کے) فرمایا ان کی وجہ اور ذریعہ سے تھانہ بھون والوں کی مغفرت ہوگی۔

دوسرا خواب: ایک روز مسافر خانہ خانقاہ میں سو رہا تھا۔ ایک شخص کوئی بزرگ آئے اور فرمایا کہ یہ (یعنی حضرت) محبوبیہ کا درجہ رکھتے ہیں۔

تحقیق: ہاں خدا تعالیٰ کی رحمت سے سب امید ہے۔ ورنہ مجھ کو جو حالت اپنی معلوم ہے اس پر نظر کر کے تو بے

حد شرمندگی ہے۔

حال: آج رات کو خواب میں دیکھا کہ نماز کی جماعت ہو رہی ہے۔ حضرت والا نماز سے علیحدہ ہیں۔ میں جماعت میں شریک ہوں اور غالباً امام ہوں اور قرات جہر سے کر رہا ہوں۔

تحقیق: یہ امامت سلوک کی رہبری ہے جو کہ ذریعہ قرب ہونے کی وجہ سے نماز کی صورت میں نظر آئی۔ چونکہ اس رہبری کے لئے مخاطب کو طریق کا سنانا ضروری ہے اس لئے قرات کو بالجہر دیکھا اور چونکہ اس رہبری میں تم سے میرا تعلق متبوعیت کا ہے نہ کہ تابعیت کا اس لئے مجھ کو شریک یعنی مقتدی نہیں دیکھا۔ بلکہ نگرانی کرتے ہوئے پایا چنانچہ حقیقت بھی یہی ہے۔

حال: نماز میں قرآن کی بجائے قضی قضیا قضوا الخ گردان (عربی گرامر) پڑھ رہا ہوں۔ حضرت نے ذرا تیز لہجہ میں فرمایا کہ اس وزن پر مہموز کی گردان بھی تو ہے وہ کیوں نہیں پڑھتے تو میں سوچنے لگا کہ مہموز کی کون سی گردان ہے۔ پھر فوراً میں نے رائی رایا راوا الخ کی گردان پڑھی۔ حضرت خوش ہوئے معلوم ہوا کہ یہ ہی مراد تھی۔ پھر میں نے اس کا مضارع یری، یریان، یرون پڑھا۔ (یہ گردان وغیرہ عربی گرامر کی باتیں ہیں جو اہل علم جانتے ہیں عام آدمی کے سمجھنے کی نہیں ہیں اس لئے تفصیل سمجھی نہیں جاسکتی ہے)۔

تحقیق: قضی بمعنی ادا کے ہے یہ اعمال کے ہونے کی طرف اشارہ ہے میرے مشورہ کے معنی یہ ہیں کہ صرف اعمال کرنے پر کفایت نہ کریں بلکہ ان میں مراقبہ رویت کا بھی ملحوظ رکھیں کہ اعمال کی روح بھی ہے۔ مطلب یہ کہ تعلیم و تربیت میں اس کا اہتمام زیادہ رکھیں کہ صورت اعمال کے ساتھ ان کی روح بھی ہو۔

حال: تعبیر کچھ سمجھ میں نہیں آئی مگر دل خود بخود کہتا ہے کہ خواب اچھا ہے اور اس میں سلوک کے متعلق کسی بات کی تعلیم ہے۔

تحقیق: ظاہر بھی ہے چنانچہ بے اختیار جو میرے قلب پر وارد ہوا میں نے لکھ دیا۔

حال: حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ کی سوانح عمری دیکھنے سے دل پر عجیب اثر ہوا گویا یہ محسوس ہوتا تھا کہ مجدد صاحب رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ کو بندہ دیکھ رہا ہے۔ ایک دن انہیں ایام میں خواب دیکھا کہ حضرت مجدد صاحب رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ فرما رہے ہیں کہ تو میرا اتباع کر یا میرے خلیفہ مولانا اشرف علی صاحب کا صورت و شبہ کچھ نہیں دیکھی۔

تحقیق: دونوں کے طریقے کے ایک ہونے کی طرف اشارہ ہے۔

حال: خاکسار نے ایک خواب دیکھا ہے وہ یہ ہے کہ خاکسار کو خواب میں معلوم ہوا کہ آنجناب کے خدام بہت

سے ایک جگہ کھڑے ہوئے ہیں۔ خاکسار بھی ان میں کھڑا ہوا ہے آنجناب اچانک تشریف فرما ہوئے۔ آنجناب کے سر پر ایک عمامہ بندھا ہوا ہے۔ سبز و زرد رنگ کا چھپا ہوا ہے میں نے آج تک اپنی عمر میں ایسا خوبصورت کپڑا نہیں دیکھا۔ ایسی چمک دمک اس عمامہ میں تھی جو کہ میرے بیان سے باہر ہے وہ آنجناب کے سر پر اس طریقہ بندھا ہوا ہے جیسا کہ عربی باندھا کرتے ہیں۔ اس حالت میں آنجناب کو دیکھ کر تمام خدام خوش ہو رہے تھے۔

اتنے میں ایک آدمی آیا جو کہ بظاہر مسلمان معلوم ہوتا تھا۔ اس آدمی سے آنجناب نے کچھ باتیں فرمائیں۔ آنجناب کی باتیں سن کر اس کمبخت نے آنجناب کی شان میں ایک گستاخانہ کلمہ ایسا کہا جو کہ خاکسار اپنی زبان سے کہنا پسند نہیں کرتا ہے۔ اس کلمہ کو سن کر تمام خدام کو بہت جوش ہوا لیکن آنجناب کی وجہ سے اس کو کچھ نہ کہہ سکے نہ آنجناب نے اس آدمی کو زبان سے برا کہا اور نہ ہاتھ سے تکلیف دی وہ آدمی وہاں سے چلا گیا۔ آنجناب بھی وہاں سے تشریف لے گئے۔ تمام خدام آنجناب کے وہیں کھڑے رہے۔ خاکسار کو جو کچھ جوش آیا تو اس آدمی کو بھاگ کر پکڑ لیا۔ خاکسار نے اپنے پیر میں سے جوتہ نکال کر پانچ جوتہ بہت زور سے مارے۔ اور اس کو پکڑ کر تمام خدام کے سامنے لایا۔ اس کا حال پوچھا تو معلوم ہوا کہ وہ مسلمان نہیں بلکہ کافر ہے۔ اس خواب کو دیکھ کر میری آنکھ کھل گئی اور طبیعت میں حیرانی سی معلوم ہوئی۔

تحقیق: الحمد للہ یہ احقر اپنے احباب کے ساتھ حق پر ہے اس کی بشارت ہے جو شخص بظاہر مسلمان معلوم ہوتا تھا اور اخیر میں کافر نکلا اس سے ان لوگوں کی طرف اشارہ جو مسلمان ہو کر کافروں جیسا کام کرتے ہیں۔ جیسا آج کل اس کی بہت کثرت ہے۔ اس کا پٹنا ایسے لوگوں کے مغلوب و مخذول (ذلیل) ہونے کی طرف اشارہ ہے۔ غرض بہت اچھا خواب ہے۔

حال: رات میں نے حسب ذیل خواب دیکھا ہے۔ جس کے بعد سے طبیعت بہت پریشان ہے۔ امیدوار ہوں کہ خواب کی تعبیر بتائی جائے گی۔

خواب: ایک راستہ ہے جس میں طوائفیں رہتی ہیں۔ میں بہت دن کے بعد مکان پر پہنچا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ جہاں اور (دوسری عورتیں ہیں) میں وہیں میری اہلیہ و دور رشتہ کی ہمشیرہ بھی ہیں۔ اور ان کا بھی وہ (طوائف والا) طریقہ ہے۔ علیحدہ علیحدہ مکان ہے شاید کچھ بات میں نے کی یاد نہیں ہے۔

تحقیق: بے اختیار جو تعبیر ذہن میں آئی وہ لکھتا ہوں۔ ایسا لگتا ہے کہ واللہ اعلم آپ کی نگاہ کسی اجنبی نامحرم پر پڑی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تنبیہ فرمایا کہ اگر کسی کی بی بی یا رشتہ دار اس وضع کی ہو کتنا صدمہ ہوتا ہے تو بے انصافی کی بات ہے کہ دوسرے شخص کی بی بی یا رشتہ دار عورت کے لئے اس کو پسند کیا جائے۔ پس یہ عقلی دلیل ہے ڈانٹ

ہے۔سخت احتیاط کی ضرورت ہے۔

حال: یہ خواب دیکھا کہ کوئی شخص احقر کو امانت دینا چاہتا ہے اور کچھ ایسا کہتا ہے کہ ضائع نہ کرنا۔اس پر بندہ نے حماقت ضمان کے لازم ہونے اور نہ ہونے کا مسئلہ شروع کر دیا۔فوراً آنکھ کھل گئی۔

تحقیق: مبارک خواب ہے۔اسی انسان کے حقوق کی ضمانت (کے ادا کرنے کی) جو امانت اٹھائی ہوئی ہے (اس کے ادا کی) توفیق ملنے کی بشارت ہے اور ضمان کا مسئلہ شروع کر دینا حماقت نہیں تھا اتباع سنت کی دلیل ہے کہ خواب میں بھی دین کے چلے جانے کی وجہ سے یعنی امانت حسیہ اس کا خیال رہا اور اس کے ساتھ ہی یہ اشارہ بھی ہوسکتا ہے کہ اس معنوی امانت کے حقوق سے ڈر لگا اور یہی ڈر رحمت و توفیق کو لانے والا ہے۔جیسا حدیث میں ہے کہ اگر قضا پر کوئی مجبور کیا جائے تو اس کی غیب سے اعانت ہوتی ہے۔

حال: رات کے آخری حصہ میں بندہ کی جو آنکھ کھلی پھر بھی لیٹا ہی ہوا تھا۔اچانک سونے جاگنے کی درمیانی حالت میں یہ دیکھا کہ میں سفر میں ہوں اور ایک اسٹیشن پر ریل سے اترا اور وطن جانے کا ارادہ ہے اور چونکہ وہاں سے وطن تھوڑی دیر ہے اس لئے اسباب خود بغل میں لے کر پیدل چل دیا۔آگے کیا دیکھتا ہوں کہ شاہی آدمی مسافروں کو روکے کھڑے ہیں اور جانے نہیں دیتے۔کہتے ہیں کہ ہمیں اس کا حکم کیا گیا ہے۔مگر ان کے شاہی ہونے کی کوئی علامت معلوم نہیں ہوتی۔روکنے کی وجہ انہوں نے بیان کی مگر یاد نہ رہی۔اس واقعہ سے سخت پریشان ہوا۔اسی پریشان حالی میں دیکھا کہ اس راستہ سے دائیں اور بائیں بھی وطن کا راستہ ہے۔دائیں طرف سے پہلے لوگوں کا قرب ہے۔اس لئے بائیں جانب کے راستہ کو ایک آدمی کے ہمراہ چلا تو کچھ دور چل کر دیکھا کہ یہ راستہ سخت وحشت ناک ہے اور درندوں کا اندیشہ بھی ہے۔یہاں ایک دریا بھی اس کے کنارہ کو بہہ کر گزرتا ہے۔یہاں کی وحشت اور خوف سے لرزاں ہوکر پھر معروف سڑک کا راستہ لیا۔اتنے میں آنکھ کھل گئی۔اسی وقت معلوم ہوا کہ کوئی شخص کہتا ہے مولوی صاحب ملک الموت آئے ہیں۔آپ کے دائیں جانب بیٹھے ہیں ادھر ادھر دیکھا تو کچھ نظر نہ آیا لیکن اس وقت نہایت مطمئن تھا۔اور قلب پر خوف کا شائبہ بھی نہ تھا۔سونے جاگنے کی درمیانی سے فکر ہے کہ دیکھئے سلوک رکاوٹیں ختم ہوں گی یا نہیں۔حضور بھی ہمت اور دعا سے دستگیری (مدد) فرمائیں۔بالکل بیداری کی حالت میں ملک الموت کے آنے کی خبر دینے سے کیا مراد ہے اور مقصود اس سے کیا ہے؟امید کہ جواب باصواب سے تسکین خاطر غلام ہوگی۔

تحقیق: میں ایسے خوابوں یا خیالات کو میں شمار کے قابل نہیں سمجھا کرتا اور یہی رائے بھی دیا کرتا ہوں کہ ان کی طرف التفات نہ کیا جائے اس لئے تعبیر کی فکر میں بھی نہیں پڑتا لیکن اگر خود بخود کوئی تعبیر یا توجیہ ذہن میں آجاتی

ہے تو بطور احتمال غالب اس کو بتا دیتا ہوں۔ چنانچہ اس مضمون کو بالکل ختم کر دینے پر فوراً جو مضمون ذہن میں آیا اس کو لکھتا ہوں وطن سے مقصود کی طرف اشارہ ہے اور وہ روکنے والے سلوک کی رکاوٹیں ہیں جو اپنی جیسی کوشش کرتے ہیں۔ ملک الموت اشارہ ہے موت سے پہلے کی طرف اشارہ ہے یعنی فنا کے مقام کی طرف تو اس میں ان رکاوٹوں کے دور ہونے کی طرف اشارہ ہے یہ واقعہ بشارت مقصود کے حاصل ہونے کی طرف اشارہ ہے۔ ولنعم ما قیل کانه حاصل الواقعة ؎

در راہ عشق وسوسۂ اہرمن بسا است ❁ ہشدار گوش را بہ پیام سردش دار

ترجمہ: ''عشق کے راستے میں شیطان کے وسوسے بہت آتے ہیں ہوشیار رہو اور وحی کی طرف کان لگائے رہو۔'' (مطلب یہ ہے کہ سالک کو اس راستے میں بہت وسوسے خوف بسط وقبض کی حالتیں پیش آتی ہیں تو سالک کو چاہئے کہ وہ شریعت کو اپنا امام بنالے اگر شریعت کے خلاف کوئی کام نہ ہو تو پھر کوئی خطرہ نہیں ہے جو حالت بھی پیش آئے نقصان دہ نہیں ہے)۔

(خطبات حکیم الامت: ۲۲/۲۸۴ بتصرف)

ایک اجازت یافتہ کا خط

حال: الحمد للہ! اب قلب کی وہ حالت نہیں رہی ظلمت (اندھیرے) کے بعد نور اور موت کے بعد حیات پیدا ہوئی سچ ہے ﴿ان اللّٰہ یحی الارض بعد موتھا﴾ (کہ اللہ تعالیٰ زمین کے مردہ ہونے کے بعد اس کو زندہ کرتے ہیں)۔ مغرب کے بعد سے عشا تک مسلسل ذکر جہر مقرر کر لیا ہے جس میں چھ ہزار تک ہو جاتا ہے اور رات کو بارہ تسبیح کے بعد بھی کچھ ہو جاتا ہے۔

آج رات ایک خواب دیکھا ہے۔ جس کو عرض کرنے کو جی چاہتا ہے۔ حضور اکرم ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی۔ اس طرح کہ حضور ﷺ کے ساتھ صحابہ کی جماعت ہے جس میں احقر بھی شامل ہے۔ جناب والا کے بہت سے خدام ہیں۔ حضور (ﷺ) آگے آگے جا رہے ہیں اور ہم لوگ پیچھے ہیں۔ اتنے میں ایک جوگیوں کی جماعت پر حضور ﷺ کا گزر ہوا۔ آپ ﷺ وہاں ٹھہر گئے۔ میں کچھ پیچھے رہ گیا تھا جلدی کر کے میں بھی جا ملا۔ حضور (ﷺ) (اس وقت اپنا نام حضور کی زبان سے سن کر دل بہت مسرور ہوا۔۱۲) نے فرمایا کہ ان لوگوں سے ملو۔ میں نے ان لوگوں سے ہاتھ اٹھا کر سلام کا اشارہ کیا۔ وہ سب اپنی اصطلاح میں کچھ کچھ کہنے لگے۔ (جو گویا سلام کا جواب تھا) اور وہ جوگی ایسے معلوم ہوتے ہیں جیسے بہت ریاضتیں (مشقت ومجاہدے) کئے ہوئے ہوں۔ وہ لوگ ہمارے قلوب کی طرف نظر کرنے لگے۔ اس وقت میں ہنس رہا تھا اور مسرور

تھا کہ الحمد للہ ہماری روحانیت حضور کی برکت سے ان لوگوں سے بہت قوی ہے۔ ان جوگیوں نے بھی اس کا اقرار کیا۔ وہ جوگی حضور ﷺ کے ساتھ بہت تعظیم سے پیش آئے۔

اس کے بعد آپ آگے چلے میں بھی ساتھ ہوا۔ پھر میں نے یہ خیال کیا کہ اس بڑے جوگی کو جوان کا سردار ہے ہدایت کرنی چاہئے۔ میں لوٹا اور اس کو اسلام کی تبلیغ کی۔ اس نے وعدہ کیا کہ میں اسلام لاؤں گا۔ پھر میں حضور (ﷺ) سے جا ملا اور وہ جوگی بھی آیا اس وقت حضور (ﷺ) نے فرمایا کہ (میں خاتم الانبیا ہوں توراۃ اور انجیل وغیرہ تمام کتب آسمانی میرے ذکر سے بھری ہوئی ہیں) اس پر اس جوگی نے مجھے کہا کہ میں حضور (ﷺ) کو سچا سمجھتا ہوں اور میرے دل میں آپ کی عظمت ہے مگر ایمان لانا ذرا دشوار ہوتا ہے اپنی قوم سے ڈرتا ہوں۔ اس وقت جو میں نے حضور (ﷺ) کو دیکھا تو پہلی صورت نہ تھی۔ بلکہ اس وقت جناب والا کی صورت میں حضور کو دیکھا اور آپ نے مجھ یہ فرمایا کہ یہ جوگی لوگ اوم خدا کو بھی کہتے ہیں اور روپیہ کو بھی اور اس کے معنی قرض کے بھی ہیں۔ پھر بیدار ہوگیا۔ اور قلب میں ایک خاص انشراح اب تک ہے۔ تعبیر سے مشرف فرمایا جائے۔

تحقیق: بعض اجزاء کی تو وہی تعبیر معلوم ہوتی ہے جو آنعزیز نے سمجھی تھی کہ یہ دنیا پرست اور ہندوؤں سے تشبہ کرنے والے لوگوں کی صورت ہے۔ "وان زعموا انهم مسلمون" (اگرچہ وہ خود کو مسلمان سمجھتے ہیں) یا اس کے قریب ہو۔ یعنی وہ ہنود جو مسلمانوں کی موافقت کا دم بھرتے ہیں مگر حقیقت میں موافق نہیں۔ ہر حال میں اللہ تعالیٰ نے ایسی جماعت کی حقیقت دکھادی اور بقیہ اجزاء کی تعبیر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مطمئن کر دیا کہ خواب دیکھنے والے کی جماعت والے حق پر ہیں اور رسول اللہ ﷺ کے کمال درجہ متبع ہیں اور یہ بھی دکھا دیا کہ غیر حق جماعت کا اثر حق جماعت پر نہ ہوگا اور روپیہ یعنی دنیا کو مقصود سمجھنا "یحبونهم کحب الله" (وہ ان سے ایسی محبت کرتے ہیں جیسی اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہیں)۔

حال: دوسرا دن ویسی ہی حالت میں ایک بزرگ بڑا عالم عظیم الشان سنت لباس میں نظر آیا۔ کسی نے ان کا نام بھی بتا دیا یاد نہ رہا۔ انہوں نے حضور کا نام مبارک لے کر کہا کہ وہ صاحب فہم (سمجھدار) ہیں۔ دوسرے صاحب کا نام (بھول گیا) لے کر کہا کہ وہ صاحب وصف یا صفت ایسا ہی مجھ کو کہا اس کی تعبیر سے بندہ کو مطلع فرمایا جائے۔

تحقیق: (اس بات کی) بشارت ہے کہ جس شخص سے آپ کا اصلاحی تعلق ہے وہ دین کی بات غلط نہ سمجھے گا۔

حال: چونکہ بعض خواب مبشر و منذر (خوش خبری والے اور ڈرانے والے) ہوتے ہیں لہٰذا حال کے دو خواب

پیش ملاحظہ ہیں۔

❶ میں اور ایک صاحب دونوں کسی اسٹیشن پر اوستاذی حضرت مولانا...... صاحب مدظلہ کے استقبال کے لئے گئے ہیں۔ جس گاڑی سے موصوف کی آمد تھی جب وہ آئی تو ہم دونوں دوڑے۔ گاڑی ابھی رکی نہ تھی کہ انجن کے آگے ساتھی صاحب نے نکلنے کا ارادہ کیا۔ تو میں نے ان کا ہاتھ پکڑ کر پیچھے کھینچ لیا۔ جب گاڑی بالکل رک گئی تو دونوں آگے بڑھے اور دوڑے جا رہے تھے کہ انجن کے قریب ساتھ جو گاڑی یعنی کرانچی تھی اس میں پانچ چھ شخص بیٹھے تھے۔ جن میں سے ایک صاحب کی صدری میں دو تین بڑے بڑے پیوند لگے تھے اور چہرہ پر بشاشت تھی۔ چونکہ ان میں سے بعض کو میں پہچانتا تھا اس لئے سلام کیا اور مولانا موصوف کی تلاش میں آگے بڑھا۔ دو چار قدم چلا تھا پیوند لگی صدری والے صاحب نے مجھے بلایا۔ جب میں ان کی کرانچی کے قریب آ گیا تو گاڑی میں بیٹھے ہوئے لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ...... بڑا خوش نصیب ہے۔ کیونکہ اس نے حضرت مولانا (یعنی حضور) کی خدمت میں کسی دعا کے لئے لکھا تھا۔ لیکن حضرت مولانا نے فرمایا کہ گو...... نے فلاں بات کے لئے دعا کے لئے لکھا ہے۔ لیکن میں اس کے لئے وہ دعا کیوں نہ کروں جو دین و دنیا میں کام آئے۔ میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ پاک اسے دنیا میں ایمان کے ساتھ رکھے اور ایمان سے اٹھائے اور صدری پہنے ہوئے صاحب کا قول تم (گاڑی میں بیٹھے ہوئے لوگ) جانتے ہو کہ حضرت مولانا کی دعا قبول بھی ضرور ہوگی۔ میں نے ان سے کہا کہ ہاں وہی بہتر ہے جو حضرت مولانا نے فرمایا اور تھوڑی دور تک ان کی طرف پھر پھر کر یہی جملہ کہتا چلا گیا کہ وہی بہتر ہے جو حضرت مولانا نے فرمایا۔

تحقیق: مبارک ہو واقعی مبشر (خوشخبری والا) خواب ہے۔

حال: غلام غفلت میں تھا کہ اچانک آپ کے مکان پر پہنچا۔ جہاں صرف ایک آپ اور ایک اور (صاحب تھے) آپ مجھ سے سوال فرماتے ہیں کہ...... تم کیا علم پڑھتے ہو؟ غلام نے کہا کہ اردو۔ آپ نے اسی وقت کہا کہ اردو کے کیا معنی (ہیں؟) میں نے کہا کہ اردو بمعنی لشکر چونکہ لشکر میں طرح طرح کے باشندے ہوتے ہیں بس میں اتنا ہی کہنے پایا تھا کہ آپ نے گردن شریف ہلائی کہ درست اور اسی وقت آپ نے فرمایا کہ تم نے وہ گیارہ بھی پڑھے؟ تو میں نے اسی وقت کہا کہ گیارہ بہشتی زیور کے حصے تو آپ چپ سے رہ گئے۔ میں ان کی تعریف کرنے لگا کہ بہت اچھے حصے لکھے ہیں۔ اور آپ کو دل میں غائب سمجھ کر اور بہت سی کتابوں کے نام لئے کہ مولانا اشرف علی صاحب نے بڑی بڑی کتابیں لکھی ہیں۔ پھر میں نے کہا کہ اشرف المواعظ کا ایک حصہ بڑا مشکل ہے۔ آپ نے بھی کہا ہاں۔

پھر میں نے آپ کی بہت ساری تصنیفات کا نام لیا اور کتابوں کا نام لیتے لیتے سب کے بعد اعمال قرآنی کا نام لیا (اس سے) معلوم ہوا کہ مجھ کو اس کتاب سے شوق ہے۔ آپ نے اس کتاب کا نام سنتے ہی مجھے اپنے پاس بلایا اور کہا کہ تمہیں ان باتوں کا زیادہ شوق ہے تو میں نے کہا ہاں جی۔ آپ نے کہا دیکھو ایسی ایسی باتیں ہر کسی کے سامنے نہیں کہا کرتے (اور آپ کو معلوم ہو کہ میں رسول اللہ کی محبت کی باتیں سب سے بتا دیا کرتا ہوں کسی سے کہہ دیتا ہوں کہ بس اللہ کا نام اکیلا بیٹھ کر لے۔ جس کے آگے میں یہ دیوانی دیوانی باتیں کرتے ہوں۔ تو وہ مجھے لوگوں میں رسوا کر دیتے ہیں۔ اس لئے آپ نے خواب میں فرمایا کہ ایسی ایسی باتیں سب کے منہ پر نہ کہا کرو)

غرض پھر آپ مجھ کو ایک عمل بتانے لگے۔ تو مجھ کو کچھ کم سا سنائی دیا اور سنتا بھی کچھ کم ہوں تو پھر آپ نے مجھ کو بالکل قریب بلایا۔ آپ میرے کان سے منہ لگا کر ایک عمل بتانے لگے اور تو کچھ یاد نہیں صرف یہ یاد ہے کہ اس میں خدا سے سوال جواب تھے۔ آپ نے کہا یعنی جب تم یہ عمل کرو گے تو تمہارے پاس کوئی چیز آئے گی وہ یوں کہے گی تم یوں جواب دینا۔ غرض پھر میں آپ کو کہنے لگا کہ پھر آگے کیا کیا تو آپ نے گردن شریف مزے میں آ کر ہلائی لطف سے کہا کہ بس جیسے فقیر لوگ کہہ دیا کرتے ہیں کہ جا بچہ سو اسی طرح آپ نے کہا اور میری گردن میں ہاتھ ڈال کر میرا سینہ آپ نے دیر تک محبت میں ایسا چوما کہ میں بھی ایسے مزے میں آیا جیسے کہ اللہ کے نام میں بعض دفعہ یعنی وجد میں تو پھر میں وہاں سے چلا آیا اور ایسا خوش ہوتا ہوا چلا جیسا کہ نبی کی زیارت ہوگئی ہو اور آپ کے مرید کامل کے گھر کا راستہ لیا کہ ان سے کہوں گا کہ آج مولانا اشرف علی سے میں بھی بیعت ہوگیا۔

اس خوشی میں جا رہا تھا کہ میرے پاس ایک کپڑا تھا تو میں نے اس کو معلوم نہیں کہاں ڈالا اور کسی چیز کا ہوش نہ رہا صرف آپ کا دھیان کئے دوڑا جا رہا تھا کہ آپ بولے کہ تیرا کپڑا وہ پڑا ہے اٹھالا تو میں کپڑا اٹھالایا۔ تھوڑی دور ہی چلا تھا کہ آنکھ کھل گئی اور حسرت سے کہا کہ میرا سینہ ایسے زور سے کیوں چوما۔

ایک بات اور رہ گئی جس وقت آپ نے سینہ چوما تو میں نے سوچا کہ مجھ میں کوئی کمال نہیں تھا جو مولانا میرا سینہ چومتے۔ اس لئے کچھ سوچ کر سینہ سے (لب) لے کر اپنی زبان سے لگالی۔ یعنی جہاں سے آپ نے چوما تھا میں نے وہ جگہ زبان سے چاٹی۔

تحقیق: اگر یہ خواب ہے تو دونوں کے لئے (یعنی نفع کے حاصل ہونے کی بشارت ہے)۔

حال: ایک مرتبہ حضرت کی خدمت میں حاضر ہونے کا ارادہ کیا تھا اس کے بعد رات خواب میں دیکھتا ہوں کہ

حضرت ایک خوبصورت بالا خانہ میں تشریف فرما ہیں وہاں پر چند طلباء کو پڑھا رہے ہیں۔ احقر جا کر جب حاضر ہوا حضرت نے مجھ کو فرمایا کہ تم کب آئے ہو۔ تب بندہ نے حضرت کے چہرۂ مبارک کی طرف جب نظر کی دیکھتا ہوں کہ حضرت کا چہرہ ایسا بارونق اور خوبصورت ہے کہ ایسا خوبصورت چہرہ والا کسی کو ہم نے کبھی نہیں دیکھا۔ جاگنے کی حالت میں حضرت کے چہرہ کی جو خوبی ہے اس (خواب والی صورت کا) ایک حصہ نہیں جو کہ خواب میں دیکھا۔

تحقیق: خدا تعالیٰ سے امید ہے کہ صورت سے زیادہ اچھی سیرت ہو۔

سؤال: آج چوتھی رمضان المبارک جمعہ کے دن فجر کی نماز کے بعد میں سو رہا تھا۔ خواب میں حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی زیارت ہوئی۔ میں نے عرض کیا حضرت! اس موجودہ ترک موالات کی پریشانی کے بارے میں حضور کی کیا رائے ہے۔ فرمایا کہ قسم اٹھاؤ کہ یہ بات میں کسی سے نہیں کہوں گا تب بتاؤں گا۔ میں نے عرض کیا کہ یا حضرت! راز پوشیدہ رکھوں گا۔ لیکن میں آپ کی رائے پر عمل نہ کروں گا۔ کیونکہ میں حضرت تھانوی سلمہ کا مرید ہوں ان کی رائے پر عمل کروں گا۔ فرمایا کہ اگر تم ان کے مرید ہو تو تم پر ان کی تقلید ضروری بلکہ واجب ہے۔ پھر کچھ گول گول الفاظ فرمانے لگے جو سمجھ میں نہ آسکے۔ ایسی ہی باتیں کرتے کرتے اشعار پڑھنے لگے اور کودنے لگے۔ کوئی شہر تھا اس کی گلی میں کودتے کودتے مسجد میں آکر پہنچے۔ میں پیچھے پیچھے رہا۔ وہاں غالباً نماز پڑھی پھر میں بیدار ہو گیا۔ اس کی تعبیر فرمائیں۔

جواب: تعبیر ظاہر ہے جس کے اجزاء یہ ہیں۔ ① حضرت قدس سرہ کی رائے اصل یہ نہ تھی اس وقت عام طور پر جس پر عمل ہو رہا ہے۔ کیونکہ یہ تو مشتہر ہو چکی پھر اہتمام اخفا کیونکہ یہ رائے تو اب مشہور ہو چکی ہے تو چھپانے کے اہتمام کے کیا معنی ② احقر کی رائے بھی دوسرے اجتہادی امور کی طرح ٹھیک ہونے کا احتمال رکھتی ہے نہ جس طرح غلو (زیادتی) کرنے والے اس کو باطل کہتے ہیں۔ ③ حضرت قدس سرہ کے مزاج پر زیادہ اثر غلبہ حال کا ہے جس میں شرح کی ضرورت ہوتی ہے۔ جس سے اہل غلو ناخوش ہوتے ہیں۔

حال: کل بدھ کے دن ڈھائی بجے دن کے وقت دعوات عبدیت کا وعظ پنجم جس کا نام استخفاف المعاصی کے اخیر کے اشعار دلچسپی کی وجہ سے مطالعہ کر رہا تھا ؎

کل ہوس اس طرح سے ترغیب دیتی تھی مجھے ❁ خوب ملک روس ہے اور سرزمین طوس ہے
گر میسر ہو تو کیا عشرت سے کیجئے زندگی ❁ اس طرف آواز طبل ادھر صدائے کوس ہے

غرضیکہ دو چار سطر اور زائد پڑھا ہوگا کہ آنکھ بند ہوگئی۔ اس درمیان میں کوئی شخص پوچھنے لگے کہ تمہارا پیر کون

ہے۔ پوچھنے والے صاحب کی صورت کو خادم جانتا نہیں ہے۔ پوچھا تھا کہ حضرت اقدس مدظلہم العالی کے جسم اطہر پر پنکھا جھلے کہ آنکھ کھل گئی۔

صرف معمول کے خلاف حضرت اقدس کے سرخ لباس میں نظر آنے سے حیرانی ہے۔ نہ معلوم کیا وجہ ہے آج تک اپنی حیرانی میں ہے مگر خلاصہ پتہ نہ معلوم ہوا۔ امیدوار ہے کہ اس خواب کی تعبیر سے تسلی فرمائی جائے۔

تحقیق: مبارک خواب ہے۔ آپ کو مطمئن کیا گیا ہے کہ آپ کا رہبر حق پر ہے اور سرخ لباس محبوبیت کی طرف اشارہ ہے۔ واللہ اعلم

سوال: یہ چند خواب جو آج کل اور اس سے پہلے زبانی حضرت سے عرض کئے ہیں ان کو لکھ کر محفوظ کرنا چاہتا ہوں اس لئے بذریعہ تحریر پیش کرتا ہوں۔ حضرت والا اپنی تعبیر بھی قلم بند فرمائیں تو محفوظ ہو جائیں گے اس تکلیف دہی کی معافی چاہتا ہوں۔

❶ ایک بار میں نے خواب میں دیکھا کہ میں مولوی ابراہیم صاحب راندیری کے والد کے پاس بیٹھا ہوں۔ ان کی صورت کو میں پہچانتا نہ تھا۔ مگر خواب میں یہی قلب پر وراد ہوا کہ یہ مولوی ابراہیم صاحب راندیری کے والد ہیں۔ انہوں نے ایک کتاب نکالی اور مجھ سے فرمایا کہ اس میں مجدد کی دس علامتیں لکھی ہیں۔ خواب میں سب علامتوں کو میں نے پڑھا۔ ان میں سے تین باتیں یاد رہیں۔ ضخامۃ الراس، شثن الکفین، ضخم الکرادیس (بڑا سر، نرم ہتھیلیاں اور مضبوط ہڈیاں)۔ پھر انہوں نے رو کر یہ فرمایا کہ میں نے ان سب علامتوں کو حضرت مولانا محمد اشرف علی صاحب میں موجود پایا۔ وہ اس وقت مجدد ہیں۔

❷ ایک بار احقر نے حضور ﷺ کی زیارت اس طرح کی کہ ایک حضور کا مخالف بہت بڑا مجمع جس سے میدان بھرا ہوا ہے اور وہ حضور کو تکلیف پہنچانے کے پیچھے پڑا ہوا ہے۔ حضور ﷺ کے ساتھ اپنے سلسلہ کی جماعت کی ہے۔ جو پہلی جماعت کے سامنے بہت ہی کم ہے۔ احقر بھی الحمد للہ حضور کے ساتھ ہے۔ آپ اس جماعت کو ساتھ لے کر ایک چھوٹے سے مکان میں پناہ لئے ہوئے ہیں۔ جس میں تین در ہیں۔ احقر نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اگر دشمن کا مجمع اس مکان کے اندر گھس آیا تو ہم سب کو ہلاک کر دے گا۔ مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ اپنے مجمع کے تین حصے کر دیئے جائیں ہر دروازہ پر ایک حصہ رہے اور وہ دروازہ پر سے ہی دشمن کو روکے تاکہ اندر نہ آسکے۔ حضور نے اس رائے کو پسند فرمایا اور مجمع کے تین حصے فرما دیئے۔ چنانچہ اس قلیل مجمع نے دروازوں پر سے دشمن کی مدافعت کی اور کوئی اندر نہ آسکا۔ پھر وہ دشمن کا مجمع منتشر ہو گیا۔

❸ آج رات کو خواب میں دیکھا کہ گویا میں گڈہی (جگہ ہے) میں ہوں۔ جمعہ کا دن ہے وہاں گویا مولوی......

صاحب بھی آئے ہوئے ہیں۔ جمعہ کی نماز کے لئے میں نے ان کو آگے بڑھایا۔ وہ خطبہ لے کر آگے بڑھے تھے مگر ایک ہندو نے ان کے پاس سے خطبہ چھین لیا اور خود ممبر پر جا بیٹھا۔ مجھے بہت برا لگا کہ ایک ہندو ممبر رسول پر بیٹھا ہے۔ جب خطبہ اولیٰ پڑھ چکا تو میں نے اس سے کہا کہ ارے کمبخت زبان سے اتنا تو کہہ دے کہ میں مسلمان ہوں۔ اس نے کہا ہاں ہاں میں کہتا ہوں۔ لیکن جب دوسرے مسلمانوں نے اس سے پوچھا کہ کیا تو مسلمان ہے تو اس نے کہا نہیں نہیں پھر وہ خطبہ ثانیہ کے لئے کھڑا ہوا تو میں نے خطبہ اس کے ہاتھ سے لے لیا اور اسے ممبر سے اتار کر خود خطبہ پڑھا۔ سامعین کی بہت مقدار تھی سب میرے اس فعل سے خوش ہوئے۔

۴ آج رات کو دوسرا خواب یہ دیکھا کہ سیدنا رسول اللہ ﷺ دوبارہ پیدا ہوئے ہیں۔ خواب میں حضور کی زیارت نصیب ہوئی۔ آپ ﷺ پیدائش کے بعد دوسرے بچوں کی طرح نہیں ہیں بلکہ آپ کا بدن مبارک ایسا ہے جیسا کہ پانچ چھ برس کے بچہ کا ہوتا ہے آپ کا چہرۂ مبارک بڑا وجیہہ اور شکیل ہے۔ شانہ مبارک پر مہر نبوت بھی دیکھی اور سر مبارک پر ایک جھالر سا لٹکا ہوا دیکھا۔ جس میں عربی خط سے دو سطر میں درود شریف لکھا ہوا ہے۔ آپ ایک شخص کی گود میں ہیں اور وہ یا کوئی اور شخص محبت میں آپ کو چھیڑ رہا ہے اور آپ مچل رہے ہیں۔ میں نے اپنے سب گھر والوں کو بلایا کہ آپ کی زیارت کرو اور اس جھالر کو دیکھو یہ بڑی عجیب چیز ہے۔ چنانچہ سب نے زیارت کی اور خواب میں ایسا معلوم ہوا کہ حضور ﷺ اسی مکان میں ہیں جس میں آج کل میں رہتا ہوں۔ یعنی...... کے مکان میں واللہ اعلم۔

جواب:

پہلا خواب: واضح ہے وما ذلك على الله بعزيز۔ اور ضخامت مصدر بمعنی ضخم ہے اور اگر مجدد کا صورت میں حضور ﷺ کے مشابہ ہونا ضروری نہ ہو تو اس کے معنے پوری مشابہت جس کو ہے اس عنوان سے تعبیر کیا گیا۔

دوسرا خواب: اشارہ ہے کہ خیر القرون کے بعد اکثر زبانوں میں خاص طور پر سنت کے مخالفوں کی کثرت اور سنت پر چلنے والوں کی کمی اکثر رہی ہے مگر متبعین کے ساتھ حق تعالیٰ کی حمایت بھی رہی ہے۔

تیسرا خواب: میں اس زمانہ کی حالت صاف صاف دکھائی گئی ہے کہ عام مسلمین نے مشرکین کو دینی امور میں متبوع (پیشوا) بنا لیا ہے۔ مگر العاقبة للمتقين (انجام کار کامیابی متقیوں کے لئے ہے) کی بھی بشارت دی گئی ہے۔

چوتھا خواب: کے معنی میرے نزدیک یہ ہیں کہ موجودہ زمانے کے باطل کے غلبہ کے کمزور ہونے کے بعد شرعی احکام کو زندہ کرنے کا ایسا شدید اہتمام کرنا پڑے گا کہ گویا وہ دوبارہ پیدا ہوئے ہیں۔ اس مکان کے رہنے والوں

کے اہل حق ہونے کی طرف اشارہ ہے۔

حال: تیسرا خواب یہ ہے کہ اپنے ہی لوگوں کا مجمع ہے اور نہایت اعلیٰ درجہ کا مکان ہے اس میں جناب والا اپنے خاص لوگوں کے ساتھ رونق افروز ہیں۔ حضور والا پر انوار برستے ہوئے نظر آتے ہیں۔ حضور والا نے مجھے خطاب کر کے فرمایا کہ تم میرے پیارے ہو لو یہ گھڑی میں تم کو دیتا ہوں۔ جو گھڑی حضور والا نے عطا فرمائی ہے اس میں عجیب نورانیت معلوم ہوتی ہے۔ وہ گھڑی جسم کے اعتبار سے چھوٹی ہے لیکن بڑے خانہ میں ہے۔ میں نے اس خانہ سمیت گھڑی کو سر پر رکھ لیا۔ رکھتے ہی عجیب انوار مجھ پر برسنے لگے کہ اس کی کیفیت بیان سے باہر ہے۔

تحقیق: گھڑی قلب ہے کہ اس میں ذکر کا ٹھیک ٹھیک ضبط و انتظام کی شان کے ساتھ ہے اس میں دل کے روشن ہونے کی طرف اشارہ ہے۔

حال: حضرت والا! میں نے چند ماہ ہوئے یہ خواب دیکھا کہ میں اس دعوات عبدیت اپنے ہاتھ میں لئے ہوئے مسجد میں جا رہا ہوں۔ راستہ میں ایک شخص نے پوچھا کہ یہ کونسی کتاب ہے؟ میں نے اس کو جھگڑا کرنے والا مخالف سمجھ کر جواب دینا مناسب نہیں سمجھا اور نہ کتاب کا نام بتایا۔ اس نے دوبارہ پوچھا پھر میں نے یہی سمجھ کر جواب نہیں دیا۔ میری دائیں جانب اور اس کی بائیں جانب سے اچانک ایک شخص نکلا اس نے فوراً اس کتاب کی طرف اشارہ کیا اور یہ کہا کہ ھذا خیر کثیر (یہ بڑی خیر ہے) اس کے بعد میں جاگ گیا۔ اس دن سے مسلسل مواعظ کے بارہ میں میری زبان پر خیر کثیر آتا ہے معلوم نہیں یہ کیا بات ہے۔ حضرت والا تعبیر بتائیں۔

تحقیق: تعبیر ظاہر ہے کہ مواعظ کے نافع ہونے کی خبر دی گئی ہے اور ان سے فائدہ اٹھانے پر تنبیہ کی گئی ہے۔

حال: چند دن ہوئے مسجد کی چٹائی پر سویا ہوا تھا کہ خواب میں حضور کا دولت خانہ دیکھا کہ اس دولت خانہ سے میں نے ایک متعلّم کے قرآن پڑھنے کی آواز سنی جو کہ حروف تہجی سے پڑھ رہی تھی۔ اس کے بعد میرے دل میں خیال آیا کہ اس مرتبہ حضور پرنور کی شکل وصورت کا خواب مشاہدہ کیا۔ بس جاگ گیا۔

بندہ کے خیال میں اس کی تعبیر حضرت والا کے لئے یہ ہے کہ حضرت شریعت کی مسند پر بیٹھے ہوئے ہیں اور حق کی تعلیم آسان اور اچھے طریقے سے دے رہے ہیں حروف تہجی اسی طرف اشارہ ہے۔ اس خواب اور خواب کے بارے میں کیا ارشاد ہے۔ بندہ کے حق میں بھی یہ خواب تعبیر کے قابل ہے یا نہیں؟

تحقیق: خواب بہت ہی اچھا ہے اور تمہارے حق میں خوشخبری ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے کہ ایسے رہنما سے تمہارا تعلق ہے۔

حال: جس دن حضور کی مرید ہوئی ہوں اسی دن رات کو میں نے یہ خواب دیکھا کہ میں اپنے کانوں میں نہایت عمدہ بندے پہنے ہوئے ہوں۔ اور یہ خوب جانتی ہوں کہ جو حضرت مولانا کا مرید ہوتا ہے یہ بندے اسی کو پہنائے جاتے ہیں۔ چنانچہ میں جو آج مرید ہوئی ہوں اسی لئے یہ مجھ کو بھی پہنائے گئے ہیں۔ میں رہنے والی ...... کی ہوں۔ وہاں کے بھی کچھ لوگ ہیں تو میں نے ان لوگوں سے اپنے بندے چھپائے ہیں اس لئے کہ وہ لوگ حضور کے خلاف ہیں۔ ان بندوں کو دیکھ کر صاف سمجھ جائیں کہ یہ حضور کی مرید ہے۔ میرے سامنے حضور کو کچھ کہیں گے تو مجھ کو ناگوار ہوگا۔ یہ مجھ کو خوب یاد ہے کہ میرا سیدھا کان کھلا ہے۔ اور الٹا کان چھپا ہے اور مجھ کو اپنے کان کے بندے صاف دکھائی دیتے ہیں۔ میں نے اٹھ کر یہ خواب ابا صاحب قبلہ سے کہا انہوں نے اس کی یہ تعبیر دی کہ وہ بندے خدا تعالیٰ کی نعمت ہیں جو تم کو حضرت مولانا کے مرید ہونے سے عطا ہوئے۔ ایک کان جو کھلا ہے تو وہ ہم لوگ دیکھ رہے ہیں اور دوسرا کان چھپا ہوا ہے تو وہ چونکہ ...... کے لوگ خلاف ہیں اس لئے ان سے چھپا لیا گیا ہے۔

تحقیق: ماشاء اللہ بہت ہی ٹھیک تعبیر دی اللہ تعالیٰ تم کو مبارک کرے۔

حال: کمترین نے آج شب کو یہ خواب دیکھا کہ بہت سے لوگ حضرت حق جل وعلا کے روبرو جمع ہیں۔ اتنے میں کمترین پیش کیا گیا۔ حق سبحانہ تعالیٰ نے مجھ سے اعمال نامے کا مطالبہ فرمایا۔ دوسری کسی چیز کا مطالبہ فرمانا یاد نہیں۔ میں نے ایک کاغذ بہت ڈبل چار انگل کا چوڑا اور آٹھ انگل کا لانبا اور اس میں بٹن ٹکے ہوئے تھے اور ایک بٹن کی جگہ خالی تھی اور اس بٹن کی جگہ پر اس کے ٹکے ہوئے ہونے کا نشان موجود تھا پیش کیا۔ اس وقت گو کہ مجھ کو خوف بہت تھا لیکن اس کے ساتھ بہت انس بھی تھا اور بہت ہی امید کا غلبہ تھا۔

مجھ سے سوال ہوا کہ یہ جگہ کیوں خالی ہے؟ مجھ کو اس کا علم نہ تھا کہ کیوں خالی ہے۔ میں نے عرض کیا حضور کو تو سب خبر ہے اور بٹن تلاش کرنے کے لئے اپنی جیب وغیرہ دیکھنے لگا۔ کچھ بٹن ملے جو کہ میں نے پیش کئے کہ شاید ان میں وہ بٹن جو اس کاغذ میں نہیں ہے۔ مگر ان (بٹنوں) کی طرف جو میں نے نقصان پورا کرنے کے لئے پیش کئے تھے اللہ تعالیٰ نے کچھ التفات نہیں فرمایا۔

تحقیق: جو کاغذ پیش کیا گیا وہ نامۂ اعمال ہی معلوم ہوتا ہے اور بٹن کی شکل اس لئے ہوتی ہے کہ اندر کی چیز محفوظ رہے۔ اعمال کی حفاظت خلوص سے ہے۔ پس (بٹن) کا نکل جانا اشارہ ہے کہ کسی عمل میں خلوص ہونے کے بعد اظہار ہو گیا ہے۔ اور جو (بٹن) پیش ہوئے وہ دوسرے اعمال کے بارے میں خلوص کے طریقے ہیں۔ اور ظاہر ہے ایک عمل کا خلوص دوسرے عمل کا تدارک نہیں ہو سکتا۔

حال: پھر کوئی اور سوال کیا جس کے جواب میں میں نے کہا مولوی اشرف علی صاحب۔ اس پر کچھ سکوت فرمایا۔ ایک شخص وہاں پر کھڑا تھا اس نے میری طرف تیز نگاہ کی کہ جیسے غلطی پر خبردار کرنے کے لئے دیکھتے ہیں۔ میں نے فوراً عرض کیا کہ مولوی اشرف علی صاحب سے تعلیم ہے اور حضرت حاجی امداد اللہ صاحب کا مرید ہوں۔ یہ جواب صحیح سمجھا گیا۔

تحقیق: اس میں دلالت ہے کہ بیعت نیابت کے طور پر جائز و معتبر ہے۔ کیونکہ آپ کی بیعت اسی طرح ہوئی ہے۔ حق تعالیٰ کا سکوت دلیل ہے کہ نائب کی طرف نسبت کرنا بھی اصل کی طرف نسبت کرنے کی طرح ہے۔ مگر پھر بھی حقیقی و حکمی میں فرق ہے۔

حال: جوں ہی میں نے حضرت حاجی صاحب کا نام لیا اس شخص نے جو کھڑا تھا کہا کہ امداد اللہ تو موجود ہیں۔ دیکھتا کیا ہوں کہ حضرت حاجی صاحب حق تعالیٰ کے دائیں جانب نہایت مسکنت کے ساتھ بیٹھے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حاجی صاحب کی طرف جھک کر اور نہایت محبت سے ہنس کر ارشاد فرمایا۔ امداد، امداد، امدا۔

تحقیق: متبعین کے لئے بشارت ہے کہ ہم کو ایسا مقبول رہنما ملا۔

حال: پھر میری طرف خطاب کر کے فرمایا کہ تو امداد ہوا چاہتا ہے تو امدا ہوا چاہتا ہے۔ تو امداد ہوا چاہتا ہے۔

تحقیق: اس میں ایک بڑی خوشخبری ہے میرے نزدیک اس کی وجہ محبت و معرفت دونوں چیزوں کا ایک ساتھ ہونا ہے اور یہ کم ہوتا ہے۔

حال: میرے بارے میں فرمایا کہ اس میں شک نہیں کہ اس میں فلاں صفت ہے وہ صفت مجھ کو یاد نہیں رہی۔

تحقیق: اس (بھولنے) میں عجب سے حفاظت ہے۔

حال: اس کے بعد لوہے کی ایک سیخ بہت ہی گرم لی اور فرمایا کہ ہاتھ پھیلا میں نے بغیر سوچے دایاں ہاتھ سامنے کر دیا ایک سیخ آہستہ سے ماری کہ جس سے نہ میرے چوٹ لگی اور نہ ہاتھ جلا پھر وہی سیخ میری دائیں آنکھ میں چبھو دی۔ میں نے دائیں ہاتھ سے سیخ پکڑ کر خدا تعالیٰ کی برکت۔ خدا تعالیٰ کی برکت، خدا تعالیٰ کی برکت کہنا شروع کیا۔ یہ میں نے اس لئے کہا کہ اس پاک نام کے اثر سے تکلیف نہ ہو۔ چنانچہ نہیں ہوئی۔ پھر وہی سیخ میرے لبوں پر لگائی۔

تحقیق: راہ سلوک کا راستہ تین چیزوں سے مرکب ہے۔ ایک بصیرت و علم اس طرف آنکھ سے اشارہ ہے دوسرا اعمال ضرور یہ اس طرف اشارہ ہے تیسرا اعمال فضائل ذکر وغیرہ لبوں سے اس طرف اشارہ ہے اور لوہے کی سیخ مجاہدہ کی طرف اشارہ ہے انشاء اللہ تعالیٰ ان سب اجزاء میں مجاہدہ کی توفیق ہوگی اور مجاہدہ آسان ہوگا۔

حَال: ارشاد فرمایا کہ غیر اللہ سے دوستی نہ کرنا۔ پس آنکھ کھل گئی۔ اس خواب کے بارے میں میرے دل میں اطمینان کی کیفیت نہیں ہے بلکہ میرے دل میں یہ خیال آتا ہے کہ اس میں کچھ خیال کا اثر شامل ہے۔ واللہ اعلم

تحقیق: ممکن ہے کہ ایسا ہو لیکن اگر خیال بھی ہے تو اچھا ہے۔

حَال: جب سے...... کے بارے میں دوبارہ یہ پریشانی پیدا ہوئی ہے اور اس وقت سے احقر نے حصن حصین کا ورد شروع کر رکھا ہے۔ آج اس کو شروع کئے ہوئے چھ دن ہوئے ہیں۔ رات عشا کے بعد جو میں نے حصن حصین پڑھ کر سورہا تو عجیب خواب دیکھا کہ گویا قیامت قائم ہے حضرت قبلہ مولانا...... کی جماعت بھی ہے اور ہم خدام بھی ہیں۔ حضرت...... کی جماعت میں سے بعض لوگوں نے ہم خدام کو حقارت کی نظر سے دیکھا اور شاید کچھ اعتراض بھی کیا۔ اس پر مجھے جوش ہوا اور میں نے مولوی...... صاحب سے کہا کہ حضور سیدنا رسول اللہ ﷺ ابدالآبدین سے عرض کرو کہ ہم خدام کو حوض کوثر کا پانی پہلے پلا دیں (اور نیت یہ تھی کہ دوسروں پر تاکہ ہماری حقانیت واضح ہو جائے)۔ چنانچہ موصوف نے حضور ﷺ سے جا کر عرض کیا اور حضور ﷺ نے فوراً حوض کا پٹ کھول دیا۔ (اس وقت ایسا معلوم ہوا کہ حوض کے اوپر کوئی پٹ پڑا ہوا تھا جس سے وہ ڈھنکا ہوا تھا) حضور ﷺ نے ہم خدام کو اجازت دی کہ تم پہلے سیراب ہو جاؤ۔

چنانچہ ہم سب خدام حوض پر ٹوٹ پڑے۔ احقر نے تو حوض میں منہ ڈال دیا اور خوب پیا اس پانی کی لطافت وشیرینی (مٹھاس) عرض نہیں کر سکتا اب تک مزہ آ رہا ہے۔ اس وقت کچھ دوسری جماعت کے لوگ بھی حوض پر آئے تو حضور ﷺ نے جناب والا کی طرف اشارہ فرما کر مجھ کو یہی یاد ہے کہ آپ حضور ﷺ کے ساتھ حوض پر کھڑے ہوئے تھے۔ ارشاد فرمایا کہ پہلے مولانا اشرف علی صاحب کی جماعت سیراب ہو جائے پھر دوسروں کو ملے گا۔ اس پر ہم خدام کو بے حد مسرت ہوئی۔ پھر آنکھ کھل گئی تو صبح قریب تھی۔ والسلام

میرا دل چاہتا ہے کہ اس عظمت ومقبولیت پر حضرت والا کو بے حد مبارک باد دوں۔ اطال اللہ بقائکم ومتعنا بانفاسکم القدسیہ۔ آمین

تحقیق: ماشاء اللہ تبارک اللہ سبحان اللہ خواب ہے کہ بشارت لاجواب ہے۔ جس میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس جماعت کے حق ہونے کو بتایا گیا ہے اگرچہ دوسری جماعت جبکہ منکرات (ممنوع باتوں) سے محفوظ ہوں ان کو بھی ثواب ملے گا۔ مگر جس کا اجتہاد صحیح ہے اور جس کا اجتہاد صحیح نہیں ہے سے پہلے ہونا واضح کر دیا۔ جن کو دیکھا ہے اور جس نے دیکھا ہے دونوں کو مبارک ہو۔

حَال: آج رات میں نے ایک خواب دیکھا جس سے میری طبیعت بہت پریشان رہی۔ وہ یہ ہے کہ میری داہنی

آنکھ میں ایک ناسور ہو گیا ہے۔ اس سے اور کانوں سے کیڑے نکلتے ہیں بہت زیادہ تکلیف ہوتی ہے۔

تحقیق: ناپسندیدہ اور ناجائز امور دیکھنے اور سننے میں آتے ہیں جن سے تکلیف ہوتی ہے۔ یہ اس طرف اشارہ ہے تمہاری کسی کمی کی طرف اشارہ نہیں چنانچہ محاورہ میں ناپسندیدہ و ناجائز باتوں کے بارے میں کہا کرتے ہیں کہ کانوں کے کیڑے جھڑتے ہیں۔

حال: پھر اسی تکلیف کی حالت میں میں کسی کچی کوٹھڑی میں پہنچا جس میں ایک فقیر ہندو اور اس کے دو چیلے وہاں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے اس سے کہا کہ میرے ناسور کا علاج کرو۔

تحقیق: یہ شخص اس وقت کا قائد المشرکین ہے جو زاہدانہ شکل میں ہے جس کے دو چیلے مشہور ہیں اور کچا کوٹھڑا ان لوگوں کی طرف خیالی عمارت کے ہونے کی طرف اشارہ ہے جس کو اس طرح تعبیر فرمایا گیا ہے۔ ﴿ام من اسس بنیانه علی شفا جرف هار﴾ (وہ جس نے اپنی عمارت کی بنیاد گر جانے والی کھائی پر رکھی)۔

حال: اس نے غصہ سے آنجناب کا نام لیا کہ وہاں پر جادو کیا کرتے ہیں۔ ایسے علاج ہم نہیں کر سکتے۔

تحقیق: ظاہر ہے کہ وہ ان منکرات کا کیا علاج کر سکتا ہے۔ یہ کام تو خادمانِ دین کا ہے اور غصہ موافقت نہ ہونے کی طرف اشارہ ہے۔

حال: تو میں وہاں سے رنجیدہ ہو کر ایک زمین دوز مکان میں پہنچا تو وہاں پر جناب اور ایک شخص تشریف رکھتے تھے۔ اور لکھنے پڑھنے کا کچھ کام کر رہے تھے۔

تحقیق: بشارت ہے دین کی خدمت کی توفیق کی اور وہ شخص عجب نہیں کہ صاحب المتہ الخیر ہو اور مکان کا زمین دوز ہونا محفوظ ہونے کی طرف اشارہ ہے۔

حال: میں نے جا کر سلام علیکم کہا تو جناب نے سلام علیک کا جواب دینے کے بعد فوراً ایک ڈبہ اٹھا کر میرے سر پر اور منہ پر اور ہاتھوں پر پھیر دیا۔ جس سے میرے منہ ہاتھ وغیرہ میں سے ایک نہایت عمدہ خوشبو مہکنے لگی اس خوشبو کی مسرت سے میرا مرض جاتا رہا۔

تحقیق: یہ ڈبہ غالباً فیض پہنچانے والے کا قلب ہو جو حق علوم کا حامل ہے اور اس کا اٹھانا متوجہ کرنا ہے اور پھیرنا حقیقتوں سے فائدہ پہنچانا ہے اور خوشبو مہکنا متاثر ہونا اور مرض جاتا رہنا سکینہ سے شکوک و وساوس کا دور ہو جانا ہے۔ جیسے یوسف علیہ السلام کی قمیص کی خاصیت حسی مرض کے لئے ظاہر ہوئی تھی۔

حال: پھر میں خوش ہوتا ہوا باہر چلا گیا۔ دیکھتا ہوں کہ کسی تاجر کی ایک دکان ہے۔ اس پر بڑا ہنگامہ ہے۔ میں نے آگے کو بڑھ کر دیکھا تو ایک ہندو ترک موالات (آپس کی دوستی اور تحاد کو ختم کرنے کے بارے میں) بیان کر

رہا ہے۔ جس میں مولوی مذکور بالا بھی شریک ہیں۔

تحقیق: اللہ تعالیٰ نے دکھلا دیا کہ اس وقت ہنود کا یہ اصل مقصود بن گیا ہے اور مسلمان حتیٰ کہ بعض اہل علم ان کے تابع بن رہے ہیں۔

حال: دو شخص ایک چبوترے پر بیٹھے ہوئے کوئی انگریزی کی کتاب یاد کر رہے ہیں۔ میں اس حالت میں قرآن شریف تلاوت کر رہا ہوں اور دل میں کہہ رہا ہوں کہ یہ شخص انگریزوں کی مار پیٹ کے لئے تیار ہیں اور اپنا دشمن بتاتے ہیں پھر بھی ان کی کتاب پڑھنا نہیں چھوڑتے۔

تحقیق: یہ بالکل ظاہر ہے کہ جس طرز سے یہ کام چل رہا ہے وہ بالکل یورپ کی تقلید ہے جس کا حاصل یہ ہے۔ جس طرح بن پڑے اپنی اغراض کو حاصل کیا جائے اور جائز و ناجائز کو بالکل نہ دیکھا جائے۔ اسی طرح اس طرف اشارہ ہے کہ زیادہ لوگوں کا مقصود ان تحریکات سے صرف دنیا ہے۔

حال: یہ کہتے کہتے آنکھ کھل گئی۔ یہ بتلا دیجئے گا کہ یہ سب کیا باتیں تھی۔

تحقیق: ایک ایک جزو کی تعبیر جو میرے وجدان (باطنی علم کی کیفیت) میں تھی ساتھ ساتھ لکھ دی واللہ اعلم بالاسرار۔

حال: میں ۱۳ ذی الحجہ شبہ جمع کو ایک ہزار مرتبہ درود شریف پڑھ کر سویا تھا۔ رات کو خواب دیکھا کہ حضور والا کی مجلس میں چند خدام ہم لوگ حاضر ہیں خواجہ صاحب بھی ان میں تھے۔ حضور کے سامنے ایک تھال میں اور ایک دوسرے تھال میں تازہ کھجور عربی کھجوروں کے جیسے رکھے ہیں۔ میں حضور کے قریب ہوں حضور والا نے مجھ کو اور اسی طرح دوسرے حاضرین کو کھجور عطا فرمائے ہیں جن میں سے ایک میں نے اسی جگہ کھا لیا ہے۔

تحقیق: روحانی غذائیں عربی کھجوروں کی شکل میں نظر آئیں جس کا لینا دینا دونوں مبارک ہیں۔

خواب مع جواب جس کا نام المحفوظ الکبیر من الحافظ الصغیر ہے

حضرت اقدس سیدنا و مرشدنا مولانا صاحب مدفیوضکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ گزارش یہ ہے کہ اس شورش اور فتنہ کی وجہ سے جو دنیا میں برپا ہے اکثر قلب پر آنخضرت والا کی طرف سے خیال ہوتا تھا کہ دشمنوں سے کسی قسم کا نقصان نہ پہنچے۔ لیکن آج شب کو اس خیال کا اثر احقر کے قلب پر بہت زیادہ تھا۔ عشا کی نماز کے بعد احقر سونے کے لئے چارپائی پر لیٹا چونکہ تنہائی یکسوئی کا وقت تھا اس لئے احقر نے بدل و جان جمیع مسلمین کے لئے اور خصوصاً آنخضرت والا کی ذات بابرکات کے لئے دعا کی کہ اے اللہ تو ہی اپنے دین کے سچے محافظوں کا محافظ ہے۔ اس دعاء ہی کی حالت میں سو گیا۔ اسی شب کو احقر نے خواب دیکھا کہ

پہلا حصہ:

آنحضرت والا کی زیارت کے لئے تھانہ بھون کے سفر کا ارادہ کیا اور وہ سفر ایک جنگل میدان میں کر رہا ہوں۔ ایک لمبے سفر کے بعد کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بہت زبردست قلعہ ہے اور اس قلعہ کے دروازہ پر ایک شخص سفید کپڑے پہنے ہوئے اور ایک ننگی تلوار ہاتھ میں لئے ہوئے پہرا دے رہا ہے۔ احقر قلعہ کے دروازہ پر پہنچا قلعہ کے اندر داخل ہونے کا ارادہ کیا۔ وہ ہی پاسبان قلعہ کے اندر جانے سے رکاوٹ بنا مگر ایک صاحب بزرگ صورت قلعہ کے اندر سے تشریف لائے اور قلعہ کے پاسبان کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ ان کے لئے قلعہ میں آنے کی اجازت ہے آنے دو۔

احقر ان کی اجازت سے قلعہ میں داخل ہوا اور احقر کا ہاتھ پکڑ کر فرمانے لگے کہ تمہارا یہاں پر آنے سے کیا مقصود ہے۔ احقر نے عرض کیا کہ میرا مقصود تھانہ بھون پہنچ کر حضرت مولانا اشرف علی صاحب مدفیوضہم کی زیارت ہے۔ پھر ان صاحب نے فرمایا کہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب کا قیام تو بھون کے اندر ہے اور اس وقت بھون ہی کے اندر تشریف رکھتے ہیں۔ تم جہاں اس وقت کھڑے ہو یہ تھانہ ہے اگر تمہارا مقصود حضرت مولانا اشرف علی صاحب کی زیارت ہے تو تم کو بھون جانا چاہئے۔ احقر نے بہت ہی تعجب سے عرض کیا کہ یہ نئی بات آج ہی معلوم ہوئی ہے کہ تھانہ علیحدہ اور بھون علیحدہ۔ ان ہی صاحب نے فرمایا کہ یہ تو کوئی نئی بات نہیں ہے کہ جس پر اتنا تعجب ہوا کیا تم کو یہ بات معلوم نہیں ہے کہ خانقاہ قصبہ کے مغرب کی جانب واقع ہے اسی کا نام بھون ہے۔ اس کے بعد احقر نے عرض کیا کہ آپ کون ہیں۔ اور آپ کا اسم شریف کیا ہے۔ اس کو سن کر انہوں نے تبسم فرمایا اور فرمانے لگے کہ اس کے معلوم کرنے کی کچھ بھی ضرورت نہیں۔ احقر نے اصرار کیا کچھ دیر سکوت فرما کر فرمایا کہ میں بھی حضرت مولانا ہی کے خادموں میں سے ہوں مگر نام پھر بھی نہیں بتایا۔

دوسرا حصہ:

احقر نے واپسی کی اجازت چاہی فرمایا کہ اب تو تھانہ میں آ ہی گئے ہو۔ آؤ تم کو تھانہ کی بھی سیر کرا دوں۔ ہاتھ پکڑے ہی پکڑے ساتھ لے چلے۔ غرض کہ تمام تھانہ کی سیر کرائی۔ تمام جگہوں کو دیکھ کر احقر پر ایک خوف طاری ہو گیا۔ خوف طاری ہونے کی وجہ یہ ہے کہ جتنی جگہیں دیکھیں کسی جگہ میں سانپ اور کسی میں بچھو اور کسی میں پھاڑ کھانے والے درندے موجود تھے۔

تیسرا حصہ:

پھر احقر کا ہاتھ پکڑے ہوئے ایک زینہ سے قلعہ کے دو منزلہ مکان پر پہنچے۔ وہاں پر دیکھا کہ تمام دنیا کے

کاروبار کے لئے چھوٹے کارخانہ کھلے ہوئے ہیں۔

چوتھا حصہ:

ان تمام کارخانوں کی سیر کرا کر اور احقر کا ہاتھ چھوڑ کر فرمایا کہ اب آپ بھون تشریف لے جائیں اور احقر کی آنکھوں کے سامنے سے غائب ہو گئے۔ احقر تنہا کھڑا رہ گیا۔ اب یہ فکر ہوا کہ میں تو راستہ بھی نہیں جانتا۔ مگر ہمت کر کے اور حق تعالیٰ سے دعا کی اور قلعہ کی دیوار پر کھڑا ہوا احقر نے آسمان کی طرف چھلانگ لگائی اور اوپر اڑ گیا۔ پھر بہت ہی اطمینان سے آسمان سے زمین پر اتر آیا۔ پھر جنگل میدان میں سفر کرنا شروع کیا۔

اب یہ سفر بھون کے ارادہ سے ہے۔ اس سفر میں آنحضرت کی زیارت کا قلب کے اندر بہت جوش تھا۔ لیکن راستہ نہ معلوم ہونے کی وجہ سے طبیعت پریشان تھی اس کے ساتھ ہی یہ بھی خیال قلب پر تھا کہ خدا پر بھروسہ رکھنا چاہئے اور ہمت نہیں ہارنی چاہئے۔ انشاء اللہ ضرور حضرت کی زیارت سے مشرف ہوں گا۔ میدان میں مسلسل سفر کرتا رہا۔ ابھی تھوڑا ہی سفر کیا تھا کہ ایک باغ نظر آیا اس باغ کے چاروں طرف بڑا کشادہ میدان ہے جہاں تک نظر کام دیتی ہے میدان ہی میدان نظر آتا ہے اس میدان میں چھوٹا چھوٹا سبزہ اگا ہوا نظر آتا ہے۔ باغ سے مغرب کی جانب کثرت سے خیمے گڑے ہوئے ہیں ان خیموں کے اندر مسلح فوج کہ جن کے چہرے آفتاب کی طرح چمک رہے ہیں پھر رہی ہے۔ اس فوج کو دیکھ کر احقر کو یہ خیال ہوا کہ یہ کوئی سرکاری فوج نہ ہو۔ اس خیال کی وجہ سے قلب پر خوف پیدا ہوا۔ لیکن ان کی صورتوں کو دیکھ کر یہ اطمینان ہوتا تھا کہ یہ تو حق تعالیٰ کے خاص بندوں میں سے معلوم ہوتے ہیں ڈرنا نہیں چاہئے۔ مگر پھر بھی احتیاط کے لئے احقر ایک جانب کو بچ کر چل دیا۔ لیکن پھر دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ جب تو حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور حضرت نے یہ سوال کیا کہ تو کہاں اور کیا دیکھا تو کیا جواب دوں گا۔ ہمت کر کے باغ کی طرف چلا جب باغ کے قریب پہنچا تو فوراً ایک مسلح سپاہی نورانی صورت ان خیموں کی جانب سے احقر کی طرف آئے۔ احقر کو بہت ہی زور سے ایک آواز عربی زبان میں دی جیسے اکثر انگریزی فوج کا محافظ غیر آدمی کو کیمپ میں جانے سے روکتا ہے یا پوچھتا ہے۔ اس پر احقر کو زیادہ خوف معلوم ہوا اور فوراً رک گیا۔ مگر وہ سپاہی احقر کے بالکل ہی پاس آ گئے اور فرمانے لگے کہاں جاتے ہو؟ احقر نے عرض کیا کہ میں حضرت مولانا اشرف علی صاحب کی زیارت کے لئے جا رہا ہوں۔ وہ پاسبان فرماتے ہیں کہ اس راستہ سے تم ہرگز نہیں جا سکتے۔ احقر نے عرض کیا کہ نہ جانے دینے کی کیا وجہ ہے؟ وہ پاسبان فرماتے ہیں کہ تم ہم کو نہیں جانتے کہ ہم کون ہیں۔ احقر نے عرض کیا کہ مجھ کو علم نہیں کہ آپ کون ہیں اور کس کی طرف سے ہیں اور آپ کا کیا مقصود ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ہم فرشتے ہیں اور حق تعالیٰ کی طرف سے ہم کو

حضرت مولانا کی حفاظت کے لئے حکم ہوا ہے۔ آج سے نہیں بلکہ اس وقت سے کہ جس وقت سے دنیا میں یہ فتنہ شروع ہوا ہے۔ ہم برابر حفاظت کر رہے ہیں احقر نے عرض کیا کہ میں تو حضرت مولانا صاحب کے خاص خادموں سے ہوں۔ مجھ کو تو اجازت ہونی چاہئے۔ وہ فرمانے لگے کہ اس طرف سے تو کوئی جا ہی نہیں سکتا۔ تم کو اجازت ضرور ہے مگر اس طرف سے نہیں تم مغرب کی جانب چلے جاؤ۔ اس طرف کیمپ کا دفتر ہے۔ وہاں سے اجازت لے کر جانا ہوگا۔

پانچواں حصہ:

احقر نے عرض کیا کہ مجھ کو تنہا جاتے خوف معلوم ہوتا ہے۔ آپ ہمراہ تشریف لے چلیں۔ فرمانے لگے کہ میری ذمہ داری اس طرف کی ہے اس وقت اس طرف ہرگز نہیں جا سکتا تم ہرگز خوف مت کرو تم کو ہرگز کوئی کچھ نہ کہے گا۔ احقر ان کو السلام علیکم کر کے مغرب کی جانب چل دیا۔

ایک لمبا سفر کرنے کے بعد احقر کیمپ کے مغرب کی جانب کیا دیکھتا ہے کہ ایک بہت زبردست دروازہ ہے اور اس دروازہ میں ایک بہت بڑا کمرہ ہے۔ اس کمرہ میں بہت کثیر تعداد میں کرسیاں بچھی ہوئی ہیں اور بیچ میں ایک میز ہے۔ اس میز پر بہت سے کاغذات رکھے ہوئے ہیں اور بڑے بڑے لمبے قد کے لوگ جن کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح چمک رہے ہیں کچھ پھر رہے ہیں اور کچھ بیٹھے ہیں یہ بھی دیکھا کہ اس دروازہ کے اوپر بڑے دہانے کی توپیں نصب ہیں۔ احقر جس وقت دروازہ کے قریب پہنچا تو ایک صاحب نے دریافت فرمایا کہ کیا چاہتے ہو۔ احقر نے عرض کیا کہ صرف حضرت مولانا کی زیارت چاہتا ہوں۔ انہوں نے فرمایا کہ دروازہ سے جو سیدھی سڑک گئی ہے اس سے چلے جاؤ۔ اِدھر اُدھر خیموں میں مت گھسنا۔ احقر اسی سڑک سے چل دیا آگے چل کر دیکھا کہ ایک صاحب خیموں کے قریب کرسی پر بیٹھے ہوئے ہیں اشارہ سے احقر کو اپنی طرف بلا کر فرمایا کہ ہم کو تم نے پہچانا کہ ہم کون ہیں؟ احقر نے عرض کیا کہ ایک صاحب کے فرمانے سے جو کہ جنوب کی طرف خیموں پر پہرہ دے رہے ہیں معلوم ہوا کہ آپ سب فرشتے ہیں اور حق تعالیٰ کی طرف سے حضرت مولانا کی حفاظت آپ کے سپرد کی گئی ہے۔ یہ احقر سے سن کر فرمانے لگے یہ بالکل سچ ہے جو تم کو معلوم ہوا احقر السلام علیکم کر کے وہاں سے چل دیا۔

چھٹا حصہ:

تھوڑی ہی دور چلا تھا کہ خانقاہ کا دروازہ نظر آیا۔ دروازے کے آگے پختہ چبوترہ بنا ہوا ہے۔ اس پر ایک آرام کرسی بچھی ہوئی ہے۔ آنحضرت والا اس پر آرام فرما رہے ہیں۔ حضرت والا کا سر کھلا ہوا ہے اور سیاہ جبہ پہنے

ہوئے ہیں آنحضرت والا کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح روشن ہے۔ احقر کو حضرت والا کی یہ ہیئت دیکھ کر محبت کا جوش اور زیادہ ہوا اور حضرت والا کی طرف دوڑا ابھی احقر دروازہ تک نہ پہنچا تھا کہ حضرت والا کرسی سے اٹھ کر خانقاہ میں تشریف لے گئے۔

احقر جس وقت خانقاہ میں داخل ہوا تو کیا دیکھتا ہے کہ حضرت والا نماز پڑھا رہے ہیں اور سورہ ق کی تلاوت فرما رہے ہیں اور یہ وقت فجر کی نماز کا ہے۔ احقر نے وضو کرنے میں بہت جلدی کی مگر پھر بھی ایک رکعت نکل گئی۔ دوسری رکعت میں احقر شریک ہوا۔ سلام کے بعد احقر نے اپنی رکعت کو پورا کیا۔ حضرت والا اتنے مصلے پر رونق افروز رہے۔ احقر نے مصلیٰ ہی کے قریب پہنچ کر حضرت والا سے مصافحہ کیا اور خانقاہ میں پہنچنے تک جو واقعات پیش آئے سب بیان کئے۔ حضرت والا نے سن کر فرمایا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے اور احسان ہے کہ وہ اپنے خاص بندوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ ہمارا وجود اور ہستی ہی کیا ہے۔ احقر تھوڑی دیر حضرت والا کے پاس بیٹھا رہا۔ اور پھر رخصت کی...... اجازت چاہی حضرت والا نے اجازت فرمائی اور فرمایا کہ جاؤ اللہ حافظ۔

ساتواں حصہ:

احقر چل دیا اب پھر میدان جنگل میں سفر کر رہا ہوں۔ تھوڑا ہی سفر طے کرنے کے بعد احقر کیا دیکھتا ہے کہ میرٹھ شہر کے مشرق کی جانب کھڑا ہے۔ وہاں پر ایک گروہ بہت کثیر تعداد میں ہندو مسلمانوں کا مجمع ہے۔ جہاں پر یہ مجمع ہے وہاں پر ایک نیم کا درخت کھڑا ہے۔ اس درخت کے نیچے ایک مکان کی بنیاد کھدی ہوئی ہے۔ اس بنیاد کے ذرا فاصلے پر پیلی اینٹوں کی ایک چٹان لگی ہوئی ہے۔

یہ تمام ہندو مسلمانوں کے گروہ میں سے ایک ایک فرد ایک ایک اینٹ اٹھا کر لاتا ہے اور اس بنیاد میں جماتا ہے مگر عجب معاملہ پیش آتا ہے کہ جس وقت بنیاد بھر کر دیوار ایک گز اونچی ہو جاتی ہے آسمان کی جانب سے اس زور کی بارش ہوتی ہے کہ دیوار بنیاد کے ساتھ اینٹیں نکل کر باہر سڑک پر آ جاتی ہیں۔ پھر دوبارہ ویسے ہی کرتے ہیں پھر ایسا ہی ہوتا ہے۔ اور جس وقت بنیاد سے اینٹیں باہر نکل جاتی تھیں بارش فوراً بند ہو جاتی تھی۔

اس تمام مجمع سے ایک جانب ایک صاحب مسلمان صورت معلوم ہوئے چونکہ ہندو مجمع میں جس قدر مسلمان شریک تھے ان کی صورت بھی مسلمانوں جیسی نہ معلوم ہوتی تھی۔ احقر نے ان صاحب سے سوال کیا یہ تمام گروہ ہندو مسلمانوں کا مل کر یہ کام کر رہا ہے اس کا کیا مطلب ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ ہندو مسلمان مل کر ایک کام کی بنیاد قائم کرنا چاہتے ہیں اور حق تعالیٰ کو یہ منظور معلوم نہیں ہوتا جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو غیب سے بارش کو مسلط کر دیا کہ بنیاد تک نکال کر باہر کر دیتی ہے۔

آٹھواں حصہ:

احقر نے یہ گفتگو ختم کر کے ان سے رخصت کی اجازت چاہی۔ انہوں نے فرمایا کہ اب کہاں جاؤ گے۔ میں نے کہا کہ میں شہر جاؤں گا۔ انہوں نے فرمایا کہ شہر میں اندر نہیں جانا چاہئے چونکہ وہاں پر نہایت فتنہ برپا ہو رہا ہے اور جو جاتا ہے وہی فتنہ میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ ہم لوگ بفضلہ تعالیٰ ایسے ضعیف الاعتقاد نہیں ہیں کہ کوئی فتنہ ہم پر اثر کر سکے۔ وہ فرمانے لگے کہ میرا مقصود یہ ہے کہ شہر میں غدر (ہنگامہ) ہو رہا ہے اور بہت کثرت سے خون ریزی برپا ہے۔ میں نے اس پر بھی کچھ عمل نہیں کیا اور شہر کی جانب چل دیا۔ جس وقت بیچ شہر میں داخل ہوا تو چاروں طرف سے بندوقوں کی آواز آ رہی ہے اور شہر میں قتل عام ہو رہا ہے۔ یہ دیکھ کر احقر کو بھی خوف معلوم ہوا اور دائیں بائیں دیکھتا ہوا ایک باغ کے قریب پہنچ گیا۔ وہاں جا کر کھڑا ہوا سوچ رہا تھا کہ کیا ہونا چاہئے جس سے جان بچے۔

نواں حصہ:

تو کیا دیکھتا ہوں کہ شہر کی مغرب کی جانب سے ایک سیاہ رنگ کی بہت زبردست گاڑی اور ایک سیاہ رنگ کا بہت ہی زبردست گھوڑا یا ہاتھی جیسا اس گاڑی میں جوڑا ہوا ہے۔ بہت زور سے چلی آ رہی ہے۔ احقر نے جب اس گاڑی کو دیکھا تو قلب کو بے حد اطمینان ہوا۔ وہ گاڑی احقر کے قریب آ کر رک گئی کوچوان نے اتر کر گاڑی کی کھڑکی کھولی تو اس گاڑی سے آنحضرت والا اترے اس وقت حضرت والا کا حلیہ یہ تھا کہ سر پر ایک سبز عمامہ اور ایک سیاہ جبہ پہنے ہوئے تھے دائیں ہاتھ تسبیح اور بائیں ہاتھ میں ایک عصا لئے ہوئے تھے۔ حضرت والا نے گاڑی سے اتر کر احقر کے قریب پہنچ کر اور ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ پریشان ہونے کی کیا بات ہے۔ آؤ ہمارے ساتھ چلو اور گاڑی والے کو فرمایا تم گاڑی لے جاؤ۔ ہم پیدل ہی چلے آئیں گے اور وہاں سے احقر کا ہاتھ پکڑے ہوئے شہر سے شمال کی جانب تشریف لے چلے۔

دسواں حصہ:

شہر سے باہر نکل کر ایک بہت زبردست قلعہ ہے اور دروازہ اس کا بند ہے۔ حضرت والا نے اس کے دروازہ پر پہنچ کر کواڑوں پر ہاتھ رکھا فوراً تمام قفل کھل کر قلعہ کا دروازہ کھل گیا۔ دروازے میں داخل ہوتے ہی دیکھا کہ برابر برابر لاکھوں حجرے ہیں اور ہر حجرے سے اللہ اللہ کی آوازیں آ رہی ہیں۔ حضرت والا نے فرمایا کہ لو بھائی یہاں پر ٹھہرو اور اللہ اللہ کرو۔ اس سے بہتر امن کی جگہ دنیا میں تم کو نہ ملے گی۔ یہ فرما کر پھر حضرت والا نے فرمایا کہ اب میں قلعہ کے اندر جا رہا ہوں تم اطمینان سے یہاں پر ٹھہرو۔ پھر انشاء اللہ تعالیٰ ملوں گا۔ یہ فرما کر حضرت

والا تشریف لے گئے اور احقر کچھ دیر اللہ اللہ میں مصروف رہا اور آنکھ کھل گئی۔ جس وقت آنکھ کھلی صبح کی اذان ہو رہی تھی۔ آنکھ کھلنے کے بعد قلب پر نہایت اطمینان تھا اور تمام خیالات سے قلب صاف تھا۔ امید کہ تعبیر خواب سے مشرف فرمایا جاؤں گا۔ فقط ۱۴ ذی الحجہ ۳۹ھ

تعبیر

اس سے پہلے اتنا سمجھ لیا جائے کہ خواب شرعی حجت نہیں ہے۔ اور نہ قطعی (یقینی) ہے جس کی بنیاد پر کسی سے مناظرہ کیا جائے۔ مگر اچھے خواب حدیث کی وجہ سے خوشخبریاں ہیں جن کی خاصیت طبعی طور پر تسلی وفرحت ہے۔ دلائل شرعیہ کے ساتھ موافق ہونے سے ان کی سچائی کا پہلو راجح ہوتا ہے۔

پہلا حصہ:

بعد کے قرینے (انداز) سے معلوم ہوتا ہے کہ آئندہ جو لوگ اس قسم کے ملے ہیں وہ فرشتے ہیں۔ یہ شخص سفید کپڑوں پوشاک والا فرشتہ ہے اور قلع حدود تکوینیہ ہیں "قل کل یعمل علی شاکلة" "کہ آپ فرما دیجئے کہ ہر ایک اپنے طریقہ پر کام کرتا ہے" کی صورت ہے۔ بعد میں وحشت میں ڈالنے والی جو جگہیں دیکھنا لکھا جیسا کہ دوسرے حصہ میں آتا ہے اس لئے ان کے اندر واقع ہونے سے روکا گیا۔ پہرہ کا حاصل یہی ہے جن صاحب نے اندر سے آکر اجازت دی وہ بشر قطب التکوین ہے اس قول کے انداز سے کہ میں بھی خادموں سے ہوں اس کی اجازت دینا اس بنا پر ہے کہ ان کو ان جگہوں سے نقصان نہ ہوگا۔ حق تعالیٰ کی حفاظت کی وجہ سے اور بھون کے معنی ہندی لغت میں مکان کے سنے گئے ہیں۔ اس قول کے معنی یہ ہیں کہ گویہ خانقاہ مکان بستی کا حصہ ہی ہے مگر خاص فرق کی وجہ سے گویا الگ ہے تو نام کے حصوں کو جگہوں کے حصوں پر تقسیم کر دیا گیا۔

دوسرا حصہ:

یہ مناہی ومعاصی (ممنوع باتوں اور گناہوں) کی صورت دیکھی جو روحانی نقصان دینے کی وجہ سے جال اور غیر کے مشابہ ہیں بقول مولانا رحمہ اللہ تعالیٰ ؎

ہیچ کنجے بے دد وبے دام نیست ❁ جز بخلوت گاہ حق آرام نیست

ترجمہ: "کوئی کونہ بغیر درندے اور بغیر جال کے نہیں اللہ تعالیٰ کی خلوت گاہ کے علاوہ کہیں آرام نہیں۔"

تیسرا حصہ:

پہلے حصہ میں جو حدود ذکر کی ہیں ان کے بعض کاری گری اور پیشے کے افراد ہیں۔ ان کی حقیقت بھی دکھائی گئی اور ان کے حقیر ہونے کو چھوٹے ہونے کی صورت میں دکھایا گیا تاکہ ان کا رغبت کے قابل نہ ہونا ظاہر ہو

جائے۔اس کے بعد جو دین کی شان وشوکت دکھلائی جائے اس مجموعہ سے دونوں میں موازنہ کی طرف اشارہ ہے تا کہ اس شورش (فتنہ) میں بھی دین ہی کو دنیا پر ترجیح دی جائے۔

چوتھا حصہ:

یہ باغ دین کا ہے اور خاص سمت سے نہ جانے دینا اس طرف اشارہ ہے کہ محفوظ بندوں کی بعضی حفاظت سب سے کی جاتی ہے یعنی مخالفوں سے ان کی ظاہری حفاظت تو کی ہی جاتی ہے متقی لوگوں سے بھی ان کی باطنی حفاظت کی جاتی ہے۔یعنی ان کے اسرار کا ادراک ان کو بھی نہیں ہوتا۔باقی اجزاء سب ظاہر اور دن کے سورج کی طرح روشن ہیں۔اور اس دفتر کی تعبیر جزو آئندہ میں آتی ہے۔

پانچواں حصہ:

یہ کارخانہ اس ہیئت کی شکل ہے جس کو حق تعالیٰ نے اپنے قول ﴿ونجعل لکما سلطانا فلا یصلون الیکما﴾ (ہم دونوں کو غلبہ عطا کریں گے اس لئے وہ تم تک نہیں پہنچیں گے) میں لفظ سلطان سے تعبیر فرمایا ہے اور اجازت ہونا اشارہ ہے کہ موافق لوگوں کے لئے یہ سلطان رکاوٹ نہیں ہے۔خیمے ملائکہ کے مقامات ہیں اور سڑک عمل مستقیم ہے یعنی وصول الی المقصود (مقصود تک پہنچنے) کے لئے استقامت کے ساتھ عمل ہے فرشتوں کے مقامات کی تحقیق عامل کے لئے زائد ہے۔

چھٹا حصہ:

سر کھلا ہوا اطمینان کی طرف اشارہ ہے کہ عادۃً ایسی ہی حالت میں سر کھول لیا جاتا ہے اور سیاہ جبہ ذات کی طرف توجہ کا اشارہ ہے باقی حصے ظاہر ہیں۔

ساتواں حصہ:

میرٹھ سے غدر کی شورش شروع ہوئی تھی اس میں موجودہ معاملات کی حقیقت کی طرف اشارہ ہے باقی حصے ظاہر ہیں۔

موجودہ پریشانی اس شکل میں نظر آئی۔

یہ رنگ فنا کے مقام کی طرف اشارہ ہے جو اطمینان کی بنیاد ہے اور گاڑی سے اتر جانا اس طرف ہے اشارہ ہے کہ طالبین کی طرف توجہ کے وقت فنا کے آثار چھپ جاتے ہیں۔

دسواں حصہ:

یہ قلعہ ذکر اللہ ہے جیسا کہ روایات میں ذکر اللہ کو حصن فرمایا گیا ہے۔تالا اور دروازہ کا آسانی سے کھل جانا

توفیق کی طرف اشارہ ہے۔ اس کے بعد بالکل ظاہر ہے کہ امن کی چیز ذکر اللہ وتوجہ الی اللہ ہی ہے۔ الحمد للہ کہ اپنی جماعت کو اس میں مشغول پایا۔ ﴿فهذا تاويل رؤياك يجعلها ربي حقا﴾ یہ آپ کے خواب کی تعبیر میرے رب اس کو سچ کر دیں۔

حال: آج جمعہ کے دن ۶ رمحرم الحرام کو احقر صبح کی نماز پڑھ کر سو گیا تھا۔ ایک خواب دیکھا جو ذیل میں درج کرتا ہوں برائے نوازش تعبیر سے سرفرازی بخشئے گا۔

خواب: احقر خانقاہ میں درجہ قرآن شریف میں جلد سازی کر رہا ہے۔ حضور تشریف لائے (یعنی آپ) فرمایا...... یہاں آنا۔ میں گیا۔ فرمایا تھوڑی دیر کا ایک کام ہے وہ کر دینا۔ میں نے کہا بہت اچھا۔ فرمایا کہ ۴۰ مرتبہ بسم اللہ شریف اور ۴۰ مرتبہ الحمد شریف پڑھ کر غیر حق کے خیال سے قلب فارغ کر کے گریہ وزاری سے ان ظالموں کے شر سے محفوظ رہنے کی دعا کرنا اور یہ کہ اے اللہ یہ فتنہ وفساد دفع کرنا۔ احقر نیند ہی میں سمجھا کہ لفظ ان سے اشارہ حامی...... کی طرف ہے اور ان کے شر سے محفوظ رہنے کی دعا یہ اپنے لئے ہے۔ کیونکہ حضور کا چہرۂ مبارک متفکر سا معلوم ہوا۔ بعد میں فرمایا کہ میں ان ظالموں کے لئے کچھ کرتا نہیں مگر مجبور ہو گیا۔ جملہ کرتا نہیں ہے احقر سمجھا کہ بددعا مراد ہے اور یہ وظیفہ ایسا ہے کہ ضرور مخالفین کو کچھ شکست ہوگی۔

پھر گاؤں کے دو شخص رخصت ہونے کے لئے حضور سے مصافحہ کرنے لگے۔ حضور ادھر متوجہ ہو گئے۔ جب وہ رخصت ہونے لگے تو ان کے ساتھ ایک چماری (کمینی عورت) معلوم ہوئی۔ حضور نے پوچھا یہ کون ہے۔ انہوں نے جو جواب دیا وہ یاد نہیں لیکن احقر کو بدگمانی یہ ہوئی کہ اس سے ناجائز تعلق ہے۔ حضور نے کچھ نہیں فرمایا جب وہ چلے گئے پھر حضور نے احقر کو کہا کہ اس ظالموں کے شر سے حفاظت کی دعا میں حضرت مولانا...... صاحب کو بھی شامل کر لینا۔ احقر کو تعجب ہوا کہ وہ تو اس پارٹی کے موافق ہیں۔ پھر یہ لوگ ان کے کیوں مخالف ہیں جو اس دعاء کی ضرورت ہوئی۔ شاید پھر حضور ہی نے فرمایا خود خادم کو گمان ہوا کہ نہیں اب مولانا بھی مخالف ہو گئے کیونکہ برزخ میں ان پر حقیقت مکشوف ہو گئی۔

احقر وہاں سے لوٹ کر یہ خیال کر کے کہ فارغ وقت میں جب طبیعت حاضر ہوگی پڑھوں گا کام میں لگ گیا تو ایک کیڑا لگا ہوا قرآن شریف جلد کے لئے آیا ہے اس کو کھولا تو اتنا بوسیدہ معلوم ہوا کہ بالکل گھن کھا گیا اور کورا ایسا ہو گیا جیسے ڈبل روٹی ہوتی ہے۔ اس میں سوراخ سے ہو جاتے ہیں حرف تھوڑے بہت اچھے ہیں خیر احقر نے خیال کیا کہ اپنے پاس سے پارے لگاؤں گا واللہ اعلم بالصواب۔

جواب: بالکل ظاہر خواب ہے۔ دعا کا جو طریقہ غیب سے ارشاد ہوا ہے اس پر عمل کرنا برکت کا سبب ہوگا۔ اور

پڑھنے کے وقت اگر شکست کا تصور آئے تو صرف اس کے معنی مغلوبیت کے سمجھے جائیں (کہ وہ لوگ مغلوب ہو جائیں اور) نقصان کے نہ سمجھے جائیں کہ مسلمان کو نقصان پہنچانے میں اللہ تعالیٰ کی رضا نہیں ہے۔ دیہاتی اور چماری کا قصہ غالباً خیال ہے۔ حضرت رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ کو دعا میں شریک کرنا اس وسوسہ کے ختم ہونے کے سبب بننے کے لئے ہے۔ آگے حقیقت کے انکشاف کا مضمون ظاہر ہے قرآن مجید کو گھن لگا ہوا دیکھنا موجودہ حالت کا نقشہ ہے کہ احکام الٰہیہ کو چھوڑا جا رہا ہے اور اپنے پاس سے پارے لگانا اصلاح کی توفیق (ملنے) کی بشارت ہے۔

حَالؔ: (خواب) کچھ دنوں کا واقعہ ہے کہ ایک رات خواب میں ایک دوست کے ساتھ سیر کرتا ہوا ایک ایسی سرزمین پر گیا جہاں ایک چھوٹی سی بستی بسی ہوئی ہے اس کے ساتھ ایک طرف غالباً مغرب کی جانب کسی بزرگ کا مزار ہے مگر یہ معلوم نہیں کہ کن کا ہے۔ بہت لوگ زیارت کے لئے جا رہے ہیں ہم دونوں بھی ان کے ساتھ ہو لئے۔ خانقاہ کا صحن مستطیل شکل کا لمبا بنا ہے۔ باہر کے دروازہ سے داخل ہو کر مزار مبارک پر حاضر ہوئے۔

ہم سب لوگ کھڑے ہوئے فاتحہ پڑھ رہے تھے۔ جوں ہی فارغ ہوئے جھٹ ایک مجاور نے سر کی طرف سے غلاف اٹھاتے ہوئے بلند آواز سے یہ کہا کہ دیکھئے حضور کو انتقال فرمائے ہوئے صدیاں گزر چکی ہیں لیکن آپ کا جسد مبارک ویسا ہی ہے جیسے عالم حیات میں تھا۔ واقعی نورانی چہرہ کی چمک دمک سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا عالم خواب میں زندہ سوئے ہوئے ہیں صرف گردن تک سر ننگا تھا باقی تمام جسم بدستور غلاف میں تھا۔ لیکن سر جنوب کی طرف اور پاؤں شمال کی جانب اور روئے مبارک مشرقی سمت تھا۔

اب بغیر کسی کے بتانے کے دل میں یقین ہو گیا کہ یہ حضرت خواجہ صاحب قدس سرہ اجمیری کا مزار مبارک ہے۔ اگرچہ مزار و خانقاہ کا وہ نقشہ نہیں ہے جو کہ اجمیر شریف میں دیکھا ہے۔ زیارت کر کے ہم سب لوگ باہر چلے آئے خانقاہ کے احاطہ کے باہر چند روٹی بنانے والوں کی دکانیں ہیں۔ ایک مجاور جو کہ زیارت کے وقت ہمارے ساتھ تھا ہمیں ایک نان بائی کی دکان پر لے گیا اور کہا کہ یہاں سے کھانا کھائیے۔ معلوم نہیں کہ ہم نے کچھ کھایا یا نہیں۔

تھوڑی دیر بعد ہم کوئی آٹھ دس شخص دوبارہ خانقاہ کی طرف چلے۔ باہر کے دروازہ سے داخل ہو کر چند قدم ہی مزار کی طرف چلے تھے کہ حضرت رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ نے فوراً قبر شریف سے چہرہ انور باہر نکال کر بہت ہی غصہ اور رعب جلال کی حالت میں ہم لوگوں کی طرف منہ پھیر کر بلند آواز سے فرمایا کیوں آتے ہو چلے جاؤ میں تقدیر کے معاملہ میں کیا کر سکتا ہوں یا یہ الفاظ تھے کیوں آتے ہو چلے جاؤ میں تقدیر کو کیسے ٹال سکتا ہوں۔ یہ فرما کر بہت ہی تیزی کے ساتھ حضرت رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ نے اپنا سر مبارک اس طرح گھٹنوں کے اندر چھپا لیا کہ گویا پیٹھ اور

پاؤں کے بل سر زانوں پر رکھ کر مراقبہ میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ اب بھی مجھے پورا یقین ہے کہ حضرت خواجہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ ہی ہیں اور دل ہی دل میں یہ سمجھا کہ شکل وصورت میں حضور حضرت مولانا اشرف علی صاحب مدظلہ کے ساتھ ملتے جلتے ہیں۔ جس وقت ہماری طرف دیکھا تھا تو چہرہ غصہ سے لال ہو رہا تھا ننگے سر اور بال سیاہ نظر آتے تھے بہرحال جس وقت حضور نے جلالت کی حالت میں مذکورہ بالا الفاظ فرمائے تو ایک مجاور مزار پر سے دوڑا ہوا ہمارے پاس آیا اور کہا کہ جلد واپس چلے جاؤ حضرت رحمہ اللہ تعالیٰ سخت ناراض ہوتے ہیں۔ معلوم نہیں دوسرے ساتھیوں نے جواب میں مجاور سے کچھ کہا یا نہیں اور خدا جانے وہ کس خیال سے آئے تھے اور کیا عرض کرنا چاہتے تھے مگر بندہ نے مجاور سے رو کر عاجزانہ طور پر یہ کہا کہ بندہ کی اور تو کوئی غرض نہ تھی صرف یہ آرزو دل میں لے کر حضرت کے پاس آیا تھا کہ حضرت سے دعا کراؤں گا کہ خدا تعالیٰ اپنی محبت عطا فرما دے۔ اب بھی دل میں اس کے علاوہ کوئی دوسرا خیال نہیں ہے لیکن افسوس اب کیا کروں۔ حضرت رحمہ اللہ تعالیٰ پاس آنے کی اجازت نہیں دیتے۔ اس پر وہ مجاور واپس حضرت رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں گیا اور کہا کہ حضرت! فلاں شخص اس غرض سے آیا ہے۔ جواب میں حضرت نے فرمایا کہ بلا لو۔ پس اجازت ملنے پر ادب سے خدمت میں حاضر ہوا۔ حضور نے بہت ہی شفقت سے میرا حال پوچھا اور دیر تک گفتگو فرماتے رہے لیکن یاد نہیں کہ احقر نے کیا کیا عرض کیا اور حضور نے کیا کیا کچھ ارشاد فرمایا۔ اسی حالت میں بیدار ہو گیا۔ فقط

جواب: کیا عجب ہے کہ حضرت خواجہ صاحب کی زیارت کی سعادت حاصل ہوئی ہو بزرگوں کا زندہ ہونا ثابت ہے گو وہ حیات ''ولکن لا تشعرون'' کا مصداق ہے۔ اعضاء کے سمت بدلنا یہ حیات کی صورت ہے کیونکہ میت کے اعضا کی سمت بالکل اس کے خلاف ہے اور جس بات کو منع فرمایا یہ وہ باتیں ہیں جن کے لئے دنیا دار بزرگوں کے پاس جاتے ہیں اور دعا کی درخواست کے وقت ان کے عقاید میں غلو ہوتا ہے۔ اس جواب میں کہ میں تقدیر کو کیسے ٹال سکتا ہوں اس غلو کے ناپسندیدہ ہونے کی طرف تعلیم ہے۔ کسی کی شکل میں کسی بزرگ کو دیکھنا صاحب شکل کی شان مشابہت کی طرف اشارہ ہے اور دعا کے لئے بلا لینا خصوص دعائے محبت حق تعالیٰ کے لئے اشارہ ہے کہ اہل اللہ کے پاس حاضر ہو کر دین کی طلب کرنا چاہئے گفتگو فرمانا فیض کی بشارت ہے غرض اچھا خواب ہے مبارک ہو۔ والسلام

صاحب المحفوظ کے دو خواب تعبیر کے ساتھ جو ۸ اور ۱۴ محرم ۴۰ھ کو دیکھے گئے ہیں۔

پہلا خواب ۸ محرم ۱۳۴۰ھ

حال: حضرت اقدس سیدنا مولانا صاحب مدفیوضہم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ خدمت بابرکت میں گزارش

یہ ہے کہ احقر نے رات کو ایک خواب دیکھا کہ آنحضرت والا ایک مسجد کے بیچ کے دروازہ میں تشریف رکھتے ہیں اور احقر پاس بیٹھا ہوا پنکھا جھل رہا ہے اسی حالت میں ایک صاحب بزرگ صورت آنحضرت والا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضرت والا سے مصافحہ کیا۔ حضرت والا نے بیٹھنے کی اجازت فرمائی اور فرمایا کہ کس لئے تشریف لائے ہیں؟ ان صاحب نے بیٹھ کر عرض کیا کہ میں اس لئے حاضر ہوا ہوں کہ حضرت سہروردی رحمہ اللہ تعالیٰ قدس سرہ بہت بڑے بزرگ ہوئے ہیں۔

تحقیق: یہ بات اگلی بات کی تمہید ہے۔

حال: آنحضرت والا نے یہ سن کر ارشاد فرمایا کہ حضرت سہروردی رحمہ اللہ تعالیٰ بہت بڑے متبع سنت تھے اور ہر بات میں اتباع سنت کا خیال فرماتے تھے۔

تحقیق: بڑے بزرگ ہونے کی یہ وجہ بتائی گئی ہے۔

حال: اس لئے حضرت سے بہت سی کرامتیں ظہور میں آئیں۔

تحقیق: معنوی کرامتیں بھی شامل ہیں۔

حال: ان صاحب نے عرض کیا کہ حضرت جو مرتبہ سہروردی رحمہ اللہ تعالیٰ کو حاصل ہوا کسی دوسرے شخص کو بھی حاصل ہوسکتا ہے یا نہیں۔ آنحضرت والا نے فرمایا کہ میرے یہاں تو بفضلہ تعالیٰ اس درجہ پر پہنچنا جو حضرت سہروردی رحمہ اللہ تعالیٰ کو نصیب ہوا کوئی بڑی بات نہیں۔

تحقیق: کیونکہ اتباع سنت کا بہت اہتمام ہے۔

حال: صرف تھوڑی سی ہمت کی ضرورت ہے۔ وہ یہ ہے کہ گناہوں سے بچے اور روزانہ سو بار ایک جگہ پر بیٹھ کر یکسوئی کے ساتھ اگرچہ جی نہ بھی لگے اللہ اللہ پڑھ لیا کرے۔ انشاء اللہ تعالیٰ حضرت سہروردی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مرتبہ حاصل ہو جائے گا۔ میرے یہاں تو گناہوں کے چھوڑنے کی سخت قید ہے۔ گناہوں کو چھوڑنا تمام مجاہدات و ریاضات سے زیادہ نفس پر بھاری ہے۔

تحقیق: اس میں اصل طریق کی تعلیم ہے۔

حال: وہ صاحب یہ سن کر بہت خوش ہوئے اور احقر کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ کچھ سنا ایسے ایسے شیخ کامل دنیا میں موجود ہیں۔

تحقیق: یہ "یسالہ ویصدقہ" (سوال کرنے اور اس کی تصدیق کرنے) کی نظیر ہے پس یہ کسی کامل کی روح تھی جن کے آنے کی غرض "یعلمکم دینکم" (تمہیں تمہارا دین سکھانا) تھی۔

حال: یہ فرما کر آنحضرت والا کی خدمت میں السلام علیکم عرض کر کے تشریف لے گئے۔ احقر کی آنکھ کھل گئی امید ہے کہ تعبیر خواب سے مشرف فرمائیں گے۔

تحقیق: ایک ایک حصہ کی تعبیر لکھ دی۔

دوسرا خواب ۱۴ ارمحرم ۱۳۴۰ھ

ایک خواب بوقت شب احقر نے یہ دیکھا کہ حضرت والا سفر میں ہیں اور احقر اور عزیز آل احمد سلمہ دونوں ساتھ ہیں۔ سفر طے کرنے کے بعد حضرت والا ایک شہر میں پہنچے۔ شہر کے درمیان ایک پکا تین منزلہ بہت ہی زبردست مکان بنا ہوا ہے۔ حضرت والا احقر اور عزیز آل احمد کے ساتھ اوپر والی تیسری منزل میں پہنچے۔ وہاں پہنچ کر حضرت والا نے احقر کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ آل احمد سے کہو کہ یہ پانی گرم کرے میرا ارادہ غسل کا ہے۔ احقر نے عزیز مذکور کو کہا کہ بھائی سب سے نیچی منزل میں جاؤ وہاں پر سب سامان موجود ہے پانی گرم کرو حضرت والا غسل فرمائیں گے۔ وہ فوراً نیچے چلے گئے۔ کچھ دیر کے بعد حضرت والا نے فرمایا کہ دیر زیادہ ہوگئی۔ تم جا کر دیکھو اور پانی گرم بہت جلد لاؤ۔ احقر فوراً نیچے آیا دیکھا کہ عزیز مذکور نے پانی گرم تیار کر رکھا ہے صرف لانے کی دیر تھی۔ احقر گرم پانی کا گھڑا (مٹکا) اٹھا کر اوپر حضرت والا کے پاس پہنچا اور عزیز مذکور ساتھ تھا۔

حضرت والا نے جسم سے کپڑے اتار کر تہبند باندھا اور ہم دونوں کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا تم دونوں نیچے چلے جاؤ اور جہاں پر غسل کا پانی گرے وہاں جا کر کھڑے ہو جاؤ۔ احقر عزیز مذکور کے ساتھ نیچے اتر آیا اور مکان کے مشرق کے کونہ کی طرف پہنچا تو کیا دیکھا کہ ہزاروں مخلوق جمع ہے احقر نے اس مجمع کے چند لوگوں سے پوچھا کہ یہاں پر کیوں جمع ہو۔ انہوں نے فرمایا کہ رحمت کی بارش ہونے والی ہے اس کے انتظار میں ہیں۔ احقر نے جو اوپر نظر اٹھا کر دیکھا تو حضرت والا اسی سمت پر ایک لوٹا ہاتھ میں لئے ہوئے غسل فرمانے کے لئے تیار ہیں۔ احقر عزیز مذکور کے ساتھ جب اس جگہ پر پہنچا جہاں پانی غسل کا گرنے والا تھا۔ حضرت نے غسل کرنا شروع کیا فوراً اوپر سے پانی کا گرنا جاری ہوا۔ اس تمام مجمع کی یہ حالت ہوئی کہ ہر ایک شخص یہ چاہتا تھا کہ مجھ پر پانی پڑے۔ مگر احقر عزیز کے ساتھ جگہ پر کھڑے ہوئے حضرت والا کے غسل کے پانی سے نہا رہا ہے۔ اسی حالت میں ایک صاحب بزرگ صورت تشریف لائے اور مجمع کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ جس پر آج حضرت مولانا تھانوی کے غسل کے پانی کی ایک چھینٹ بھی پڑ گئی اس کی نجات ہو جائے گی۔ احقر کی فوراً آنکھ کھل گئی تعبیر خواب سے مشرف فرمایا جاؤں۔

تعبیر

یہ ایک چیز کو مرکب چیز کے ساتھ تشبیہ دینے کی طرح ہے یہ مجموعہ اتباع سنت کی صورت ہے اور فائدہ اٹھانا غسل کے پانی کو لینے کے مشابہ ہے جس طرح حضرات صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم وضو کا پانی لیتے تھے۔ پس اس طرف اشارہ ہے کہ اتباع سنت کا فیض فائدہ اٹھانے والوں کے لئے نجات کا سبب ہوگا۔ جیسا کہ پہلا خواب اتباع سنت کے ثمرہ کے نقد حاصل کی بشارت ہے (اسی طرح) یہ (خواب) اتباع سنت کے ثمرہ کے بعد میں حاصل ہونے کی بشارت ہے۔ (کتبہ اشرف علی ۱۹ محرم ۵۰ھ)

یہ بھی صاحب المحفوظ الکبیر کے خوابوں میں سے ایک خواب ہے

حضرت اقدس سیدنا و مرشدنا مولانا صاحب مدفیوضہم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ خدمت والا میں گزارش ہے کہ احقر نے رات کو ایک خواب دیکھا کہ حضرت والا مظفر نگر تشریف لائے اور حضرت والا نے مفتی...... صاحب کے مکان پر قیام فرمایا۔ ایک شخص نے احقر کے مکان پر پہنچ کر اطلاع دی کہ حضرت مولانا صاحب تشریف لائے ہیں اور مفتی...... صاحب کے مکان پر قیام فرما ہیں۔ احقر یہ سن کر فوراً مفتی صاحب کے مکان پر پہنچا دیکھا کہ آنحضرت والا ایک مجمع کثیر کے ساتھ مفتی صاحب کے مکان پر ایک سہ دری میں تشریف فرما ہیں۔ اہل مجمع کی طرف مخاطب ہو کر وعظ کی صورت میں نصیحت فرما رہے ہیں۔

اس مجمع میں مفتی صاحب موجود نہیں ہیں۔ احقر کو خیال ہوا کہ مفتی صاحب اس وقت کہاں ہیں۔ احقر ان کو تلاش کرنے لگا دیکھا کہ اس ہی سہ دری میں شمال کی جانب ایک چھوٹی سی کوٹھڑی ہے اور اس کوٹھڑی میں بہت ہی اندھیرا ہے کہ جس کو دیکھ کر وحشت معلوم ہوتی تھی۔ اس کوٹھڑی کے اندر مفتی صاحب بہت ہی خستہ حالت میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ احقر نے مفتی صاحب سے عرض کیا کہ حضرت مولانا صاحب تو آپ کے مکان پر تشریف رکھتے ہیں اور آپ یہاں ایک طرف کوٹھڑی میں دبکے ہوئے بیٹھے ہیں۔ مفتی صاحب نے احقر کو جواب دیا کہ حضرت مولانا صاحب کی خدمت میں حاضر ہونے کا میرا منہ نہیں۔ مفتی صاحب کے یہ الفاظ بہت ہی حسرت و ندامت سے بھرے ہوئے تھے۔ احقر نے جواب میں عرض کیا کہ یہ تو کوئی بات نہیں۔ اولاد والدین کے ساتھ سختیاں و گستاخیاں کرتی ہے مگر اس سے قطع تعلق نہیں ہوجاتا۔ معافی چاہنے کے بعد معافی ہوجاتی ہے۔ ایسے ہی مریدین کا تعلق شیخ کے ساتھ ہوتا ہے اگر آپ معافی چاہ لیں تو کوئی حرج نہیں۔ بڑوں سے تو معافی چاہ ہی لیتے ہیں۔ اس میں مایوسی کی کون سی بات ہے۔ مفتی صاحب نے فرمایا کہ یہ جو کچھ تو نے کہا سب کچھ صحیح ہے۔ مگر اس

وقت اس معاملہ کے بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ ہاں پھر کسی وقت تنہائی میں تجھ سے گفتگو کروں گا۔ احقر یہ جواب سن کر ان کے پاس سے چلنے لگا کہنے لگے کہ حضرت مولانا صاحب وعظ بھی فرمائیں گے۔ احقر نے عرض کیا کہ حضرت مولانا مکان پر تو آپ کے قیام فرما ہوں اور وعظ کا مجھے علم ہو آپ خود جا کر پوچھ لیں۔ احقر پیچھے کی جانب کیا دیکھتا ہے کہ ایک تخت بچھا ہوا ہے اور اس پر ایک سفید چادر کا فرش ہے۔ حضرت والا اس پر کھڑے ہیں۔ احقر اس تخت کے قریب آ کر کھڑا ہو گیا۔ ایک دیہاتی شخص نے کہ جس کے انداز سے معلوم ہوتا تھا کہ یہ شخص بے علم ہے وہ آ کر آنحضرت والا کی طرف مخاطب ہو کر عرض کیا کہ مولوی صاحب ذرا تو میری ایک بات سن لے۔ حضرت والا کھڑے ہی کھڑے اس کی طرف جھک گئے اور فرمایا کہ کہو کیا مطلب ہے۔ اس نے کہا کہ میں نے سنا ہے کہ تو گانا بہت اچھا جانتا ہے۔ آنحضرت والا نے تبسم فرما کر فرمایا کہ ہاں بھائی ایسا گانا جانتا ہوں کہ ساری دنیا میں کوئی ایسا گانا نہیں جانتا۔ اس شخص نے عرض کیا تو پھر کب سنائے گا۔ حضرت والا نے جواب فرمایا کہ انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب سنانے والا ہوں ذرا صبر کرو۔ اس شخص نے عرض کیا کہ ہمارے تو بہت ہی دل چاہ رہا ہے ذرا جلدی ہی سنا دے۔ حضرت والا یہ سن کر سیدھے کھڑے ہو گئے اور فرمایا کہ میں کتنا ہی چاہتا ہوں کہ گوشہ نشینی اختیار کر لوں اور ایک جگہ پر تسبیح لے کر بیٹھ جاؤں اور اللہ اللہ کیا کروں۔ مگر بڑے بڑے قطب اور غوث اور ابدال اور اولیاء اللہ کا جو طبقہ گزر چکا ہے وہ نہیں مانتے اور فرماتے ہیں کہ اگر تو بیٹھ گیا تو تمام عالم میں گمراہی و ضلالت پھیل جائے گی۔ اب میں مجبور ہوں کہ مخلوق تو اس طرح چین نہیں لینے دیتی اور یہ حضرات یوں نہیں مانتے اور نہ بیٹھنے دیتے ہیں۔ آخر کار پھر کام کرنا پڑتا ہے۔ بہت ہی کشمکش میں ہوں۔ یہ فرما کر احقر کی جانب اشارہ کیا کہ جوتہ لاؤ۔ احقر نے فوراً جوتہ حاضر کیا۔ حضرت والا نے فرمایا کہ اب چلنا چاہئے نماز کا وقت آ گیا۔ مسجد کا آدھا راستہ طے کیا تھا کہ احقر کی آنکھ کھل گئی۔ دیکھا کہ صبح کی نماز کی جماعت کا وقت تھا۔ فقط امید کہ تعبیر خواب سے مشرف فرمایا جاؤں گا۔

تعبیر: تعبیر ظاہر ہے کہ مخالفوں کا موافقت کی طرف لوٹ آنا ہے۔ اس احقر کو خدمت دین کی سعادت کی توفیق ملنا اور اس میں اہل اللہ کی باطنی امداد و الغیب عند اللّٰہ تعالیٰ۔

حال: احقر نے ایک خواب مورخہ ۵ ر صفر ۱۳۴۰ھ جمعرات کی آخر رات میں دیکھا جو اطلاعاً خدمت میں عرض ہے۔ آپ کا ایک اجنبی جگہ پر قیام ہے اور آپ ایک مکان کے اندر بیٹھے ہوئے ہیں۔ آپ کے پاس بہت سے آدمی جمع ہیں۔ ایک جنازہ رکھا ہوا ہے۔ آپ نے ادب کے ساتھ جنازہ پر ہاتھ رکھ کر کچھ پڑھا تو اس نے کچھ ہلکی سی حرکت کی۔ پھر دوبارہ حرکت کی تیسری مرتبہ بیٹھ گئے تو معلوم ہوا کہ حضرت مولانا محمود الحسن صاحب ہیں۔

کھڑے ہو کر بڑی محبت سے آپ کو گلے لگایا۔ اور زمین پر آپ کو لٹا دیا اوپر سے چادر ڈال دی۔

تحقیق: حضرت مولانا کی حرکت کا مجھے سبب دیکھا اور میرے سکون کا حضرت کو سبب دیکھا اس طرف اشارہ ہے کہ آپس کا اختلاف حقیقی نہیں جیسا کہ لوگ سمجھتے ہیں۔

حال: وہاں سے روانہ ہو کر ایسی جگہ پہنچے جہاں راستہ بہت ہی تنگ ہے۔ سب لوگ تو نکل گئے میں اور مولانا محمود الحسن صاحب رہ گئے۔ راستہ بہت ہی تنگ تھا۔ مولانا نے کہا چلو دوسرے راستہ سے چلیں گے۔

تحقیق: چلنے والے راستے کے تنگ ہونے کی طرف اشارہ ہے اور اس تنگی کا سبب شریعت کی موافقت کا نہ ہونا ہے۔ مگر جن کو اس کا اہتمام نہیں وہ نکل گئے۔

حال: لوٹ کر جو آئے ایک میدان میں پہنچ گئے۔

تحقیق: یہ کشادہ راستہ سلف کا ہے جو تنگی سے خالی ہے۔ اگر چہ دیر سے پہنچانے والا ہو۔

حال: حضرت والا! عرض یہ ہے کہ پرسوں رات میں نے یہ خواب دیکھا کہ ایک بہت بڑے بزرگ ہیں۔ ان کو بہت مخلوق گھیرے ہوئے ہے۔ میں بھی دیکھ کر اس خیال سے وہاں پہنچ گیا کہ بزرگوں کی زیارت سعادت دارین کا سبب ہے۔ پھر ان سے مل کر میں نے یہ عرض کیا کہ اگر اجازت ہو تو میں ایک مسئلہ پوچھتا ہوں اور مجھے یہ مسئلہ پہلے سے بھی معلوم ہے مگر شبہ ہو گیا ہے۔ آپ چونکہ پہلے زمانوں کے بزرگ معلوم ہوتے ہیں اس لئے تحقیق کرتا ہوں۔ انہوں نے فرمایا کہ پوچھو۔ میں نے کہا کہ میں نے بزرگوں سے سنا ہے کہ جو شخص واصل بحق (اللہ تعالیٰ سے جس کا تعلق) ہو جاتا ہے وہ مردود نہیں ہوتا۔ آپ کے نزدیک اس کی کیا اصل ہے انہوں نے فرمایا کہ یہ بالکل سچ ہے۔ میں نے کہا کہ حضرت...... کے واقعات سے تو اس کے خلاف معلوم ہوتا ہے۔ اس پر فرمایا کہ یہ بات نہیں ہے بلکہ وہ واصل ہی نہیں تھا۔ اور اس حقیقت کے کھلنے کو دو چیزیں رکاوٹ بنیں۔ مولانا کا حسن ظن اور اس کا مشکل دھوکہ اور یہ شعر پڑھ کر مسکراتے ہوئے چل دیئے ؎

صد ہزاراں سال ابلیس لعیں ❁ بود زابدال وامیر المومنین

ترجمہ: "لاکھوں سال ابلیس لعین (عبادت کی بدولت) اولیاء کے گروہ میں شامل (ملائکہ) اور ایمان والوں کا سردار بنا رہا تھا۔"

پھر میں نے ایک شخص سے پوچھا کہ یہ کون بزرگ ہیں ان کا نام مبارک کیا ہے اور کہاں رہتے ہیں؟ اس نے کہا کہ یہ حضرت مولانا رومی ہیں۔ مجھے پھر زیارت کا اور زیادہ شوق ہوا۔ مگر وہ میرے ہاتھ نہیں آئے۔

تحقیق: تعبیر بالکل ظاہر ہے مسئلہ بھی حق ہے اور اس پر جو اشکال تھا اس کا جواب بھی حق ہے۔

حال: میں نے ایک خواب دیکھا ہے جناب مولانا صاحب سے اس کی تعبیر پوچھنا چاہتا ہوں۔ (خواب) یہ ہے کہ جناب مولانا صاحب جا رہے ہیں اور ہم ساتھ ہیں۔ مولانا صاحب ایک جگہ پر دونوں چلوئیں ملا کر پانی پی رہے ہیں اور جو چلوؤں سے گرتا ہے وہ ہم اپنی چلو میں تھام لیتے ہیں۔ یہ خیال نہیں ہے کہ ہم پی گئے یا نہیں پیا۔

دوسرا خواب یہ ہے کہ پیغمبر ﷺ فرما رہے ہیں کہ جو شخص میری امت کا سردار ہے۔ لوگ اس کو مارنے کے لئے گھیرے ہوئے ہیں۔ یہی کہتے ہوئے تشریف لے گئے۔ اس وقت جس کی طرف اشارہ کیا تھا نام معلوم تھا مگر آنکھ کھلتے وقت بھول گیا۔ مگر جہاں تک گمان ہوتا ہے کہ حضرت مولانا ہی تھے۔

پہلے خواب کی تعبیر: خواب دیکھنے والے کو مجھ سے دینی نفع ہوگا۔

دوسرے خواب کی تعبیر: دشمنی کے طور پر اختلاف کرنے والے باطل پر ہیں۔

حال: حضرت کو معلوم ہو کہ میں سمرنا کے مظلومین کے لئے چندہ دیا ہے اور انگورا میں بھی چندہ دیا ہے ثواب سمجھ کر۔ یہ چندہ اچانک ہوا ورنہ اس کے بارے میں حضرت والا سے ضرور پوچھتا۔

خواب جس دن انگورہ کا چندہ دیا ہے۔ اسی رات کو یہ خواب دیکھا کہ ایک بہت بڑی عظیم الشان مسجد ہے۔ اس میں مجمع کثیر ہے بظاہر صلحا زیادہ معلوم ہوتے تھے۔ وہاں میں بھی موجود تھا۔ یہ معلوم ہوا کہ مجھ سے ملنے کے لئے حضرت نظام الدین اولیاء صاحب تشریف لا رہے ہیں۔ اور ملنے کی وجہ یہ تھی کہ خلیفہ نے بتلایا تھا کہ یہ شخص حضرت مولانا کے سراپا پیرو ہیں تو حضرت نظام الدین اولیاء صاحب یہ سن کر آئے اور مجھ سے ملے۔ جب سامنے آئے تو حضور کے ایک خلیفہ نے مجھ سے فرمایا کہ یہ حضرت نظام الدین اولیا صاحب ہیں تو میں نے سلام اور مصافحہ کیا اور لمبا ہونے کی وجہ سے ذرا سا جھکے اور میں پست قد (ہوں) تو میں نے ان کے کندھے کو چاٹا پھر اس کے بعد میری پوری سیری ہوگئی۔ اس کے بعد جاگ گیا۔

تحقیق: خواب بہت ہی مبارک ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ اس عمل کے مقبول ہونے کی دلیل ہے اسی طرح اپنے سلسلہ اور احقر کی طرف نسبت کے مقبول ہونے کی دلیل ہے۔

حال: میں نے یہ خواب دیکھا کہ حضور انور عصر کی نماز پڑھ کر مسجد کی ایک سہ دری میں فرش پر بیٹھ گئے۔ یہ غلام مسجد کے صحن میں تھا کہ ایک بزرگ نے جو وضو کر کے نماز کے لئے مسجد کے اندرونی حصہ میں جا رہے تھے۔ در پر ٹھہر کر تسبیح نماز عصر پڑھنے کے بارے میں یہ فرمایا کہ یہ پڑھنا بہتر ہے (یاد نہیں رہا کہ کیا بتلایا تھا) چنانچہ حضور نے اسی جگہ سے پوچھا کہ کیا ہے اور ان بزرگ صاحب نے مکرر دوبارہ بتا کر اس کا پڑھنا بہتر ہے بتایا۔ حضور نے کچھ فرما کر خاموشی اختیار فرمائی اور وہ نماز پڑھنے لگے۔

نماز کے بعد اسی سہ دری میں تشریف لائے اور چارپائی پر بیٹھنے کو فرمایا (اس سے پہلے ایک بزرگ چارپائی پر لیٹے ہوئے تھے۔ انہوں نے بھی آپ سے یہ کہا تھا کہ چارپائی پر آ جائے مگر حضور نے یہ فرما کر یہاں بھی آرام سے ہوں نیچے فرش ہی پر بیٹھ گئے تھے) حضور کے انکار پر ہاتھ پکڑ کر اٹھا لیا اور حضور چارپائی پر بلا تکلف بیٹھ گئے۔ لیکن یہ ضرور فرمایا کہ میں اس قابل نہیں ہوں۔ حضور کے بیٹھ جانے کے بعد وہ بزرگ جو ہاتھ پکڑ کر لائے تھے حضور کے پیر چومنے لگے اور وہ بزرگ بھی جو چارپائی پر پہلے سے لیٹے ہوئے تھے اٹھ کر بیٹھ گئے تھے۔ میں نے جب غور کیا تو مولوی...... صاحب نانا توی معلوم ہوئے اور وہ بزرگ جو ہاتھ پکڑ کر لائے تھے ان کی شکل و شباہت مثل حضرت مولانا مخدومنا...... رحمہ اللہ تعالیٰ معلوم ہوئی۔ خواب کی حقیقت واللہ اعلم کیا ہے مگر اس وقت میرے دل میں یہ بات آئی تھی کہ سبحان اللہ تسبیح کے علاوہ اور بھی کوئی دعا پڑھنے کے لئے ہدایت ہے۔ لیکن اس وقت یہ پرچہ لکھتے ہوئے یہ بات بھی سمجھ میں آتی ہے کہ ان بزرگ کا حضور کے پیر چومنا کمترین کے لئے ہدایت ہے کہ حضور سے اپنے مرض کا حال عرض کروں۔

تحقیق: بظاہر آپ کو یہ واقعہ دکھانے کے مقاصد میں سے ایک مقصود یہ بھی ممکن ہے جو آپ نے سمجھا ہے اور عصر کی نماز کے بعد مشہور ہے کہ سبحان اللہ کے علاوہ الحمد للہ اور اللہ اکبر بھی پڑھا جاتا ہے۔ اور اس واقعہ کے مقاصد میں سے غالباً ایک یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس وسوسہ کا دور کرنا جو کسی وقت پیش آ جاتا ہو کہ وحادث جدیدہ (سے حالات واقعات میں) میں زیادہ رایوں کے مقابلہ میں قلیل کی رائے کیسے صحیح ہو سکتی ہے۔

حال: آج چار دن ہو چکے ہیں کہ ہر رات خواب میں آ رہا ہے کہ ایک شخص کہہ رہا ہے کہ حضرت تھانوی مدظلہ سے دعا کی درخواست کر دو کہ پیٹ کے درد کے مرض کے زائل کرنے میں عجیب اثر ہو رہا ہے اس ارشاد کی بناء پر میں حضرت اعلیٰ سے دعا کی درخواست کرتا ہوں۔

تحقیق: پیٹ کے درد کے لئے میں دل و جان سے دعا کروں گا اللہ تعالیٰ خواب کو سچا فرمائے۔ اگر دایاں ہاتھ پیٹ پر مل کر یہ آیت ﴿وبالحق انزلناه وبالحق نزل﴾ پڑھیں تو نفع کی امید ہے۔ دن رات میں تین مرتبہ یہ عمل کریں۔ کیا عجب ہے کہ یہ خواب مبشرات (خوشخبریوں) میں سے ہو کہ صاحب دعا ان لوگوں میں سے ہو جن پر اللہ تعالیٰ راضی ہیں اور شاید دیکھنے والے کو بتانا ہو کہ وہ اس سے دین حاصل کرے۔

حال: کل رات میں ایک خواب دیکھا ہے جو نہایت اچھا ہونے کی وجہ سے درج کرتا ہوں۔ میں نے دیکھا کہ حضور پرنور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جس جلسہ میں تشریف لائے ہیں اس میں جناب والا اور غالباً حکیم محمد مصطفیٰ صاحب اور شاید خواجہ صاحب بھی تھے یا اور کوئی صاحب جناب کے (جناب

سے مراد حضرت مولانا آپ ہی ہیں) دائیں بائیں تخت کے اوپر بیٹھے ہیں۔ حضور ﷺ جس وقت تشریف لائے ہم سب کھڑے ہونے لگے۔ حضور ﷺ نے ہم سب کو بیٹھنے کے لئے ارشاد فرمایا۔ آپ اور حکیم صاحب جو تخت پر بیٹھے تھے یا تو اترنے لگے اور یا صدر کی جگہ (وہ جگہ جہاں پر جلسہ کا صدر بیٹھتا ہے) سے ہٹنے لگے۔ حضور نے آپ کو فرمایا آپ یہیں تشریف رکھیں اور حضور بھی ایک طرف تخت پر بیٹھ گئے۔ چہرۂ مبارک نہایت نورانی تھا اور ریش مبارک بالکل سفید، قد نہ تو بہت لانبا اور نہ بہت چھوٹا۔ بالکل جناب کے قد کے مطابق تھا۔ اس جلسہ میں ایک شخص نے کہا کہ میں نے حضور ﷺ کی پہلی صورت اور دیکھی تھی تو حضور نے فرمایا کہ جو جس طرح کا ہوتا ہے وہ اس صورت میں مجھ کو دیکھتا ہے۔ یہ فرمانا مجھ کو خوب یاد ہے اس کے بعد فوراً آنکھ کھل گئی۔ اس کے بعد سے اب تک ایک بہت ہی سرور کی حالت ہے اور وساوس سب موقوف ہیں۔

تحقیق: ماشاء اللہ خواب کیا ہے ہزاروں بیداریاں اس پر نثار (قربان) ہیں حضور پرنور ﷺ کی زیارت پر عنایت کے ساتھ دولت پر دولت ہے۔ پھر ایک بہت ہی اہم مسئلہ کی تحقیق جو محققین عارفین نے کی ہے اس کی تصدیق یہ علمی دولت ہے پھر جس سے آپ کا تربیت وارشاد کا تعلق ہے اس کی حق اور مقبول نیابت کی تاکید و تائید یہ ایک مستقل دولت ہے۔ غرض خواب بہت ساری نعمتوں کا مجموعہ ہے۔ خدا تعالیٰ سب کو مبارک فرما دے۔

حال: بندہ چونکہ بہت ہی تنگ طرف ہے۔ ذرا سی بات کہیں سے سننے میں آجاتی ہے تو دل بے قرار ہو جاتا ہے۔ بہت مدت سے بندہ آرزومند تھا کہ جیسا کہ سرور کائنات فخرِ موجودات رسول اللہ ﷺ کی زیارت (جس طرح) دوسری باتوں کے بارے میں ہوتی رہی ہے خوابوں میں ویسے ہی کسی زیارت میں موجودہ مسائل کے بارے میں بھی کچھ تھوڑا سا پتہ چل جاتا تو مزید اطمینان کا سبب ہوتا۔ الحمد للہ تعالیٰ کہ اس زمانہ میں کئی مرتبہ رسول اللہ ﷺ کی زیارت خواب میں نصیب ہوئی ہے اور جب دیکھا تو عالی جاہ یعنی آپ رسول اللہ ﷺ کی خدمت عالیہ میں موجود ہیں کبھی تھوڑی سی قرآن کی تلاوت کر کے تفسیر فرما رہے ہیں اور قرآن شریف سے استنباط مسائل کر کے سناتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ بہت ہی مسرور ہوتے ہیں۔ کبھی بلکہ کئی دفعہ یہ دیکھا کہ سرور کائنات ﷺ آپ کو حدیثیں سناتے ہیں اور آپ مخلوقات کو ہندی زبان میں بطور ترجمانی کے سناتے ہیں اور مسائل کا استنباط کر کے سناتے ہیں۔ وہ مسائل مستنبطہ سرور کائنات ﷺ کو پہلے سنا لیتے ہیں اور ہر ایک مجلس کے ختم پر انعام ضرور ملتا ہے۔ کبھی نبی ﷺ اپنی دستار مبارک عطا فرماتے ہیں کبھی اپنا جبہ مبارک ہدیہ ملتا ہے۔

عالی جاہ بندہ ناکارہ کو چونکہ اس زیارت سے مدت سے نصیبہ چلا آتا ہے اور اپنی حالت بہت گری ہوئی جانتا ہوں اس لئے ضرورت کے بغیر نہ کسی حضرت کو خواب کی حالت بیان کر کے تعبیر پوچھتا ہوں اور نہ یوں ہی ذکر کرتا ہوں۔ آپ چونکہ بندہ کے پیشوا ہیں اور بندہ نے آنجناب کو سرور کائنات ﷺ کی خدمت عالیہ میں نہایت ہی عالی مرتبہ میں کئی دفعہ دیکھا ہے اور آپ کا خطاب محی السنہ بہت دفعہ سنا ہے اور پہلے بھی بندہ نے (آپ کے سامنے) بعض خواب پیش کئے تھے اس لئے آج بھی مختصر صورت میں پیش کرتا ہوں۔ یہ تو میں نے اپنے دل میں پہلے فیصلہ کر رکھا ہے کہ حضور بندہ جیسے ناکارہ کے خوابوں سے مسرور نہ ہوں گے لیکن اس وقت چونکہ بندہ کو نہایت مسرت حاصل ہوئی ہے اس لئے پیش کئے دیتا ہوں۔

تحقیق: حدیث میں ہے "لرویا الصالحة یراها المسلم او تری له." (**ترجمہ:** اچھا خواب جس کو مومن دیکھتا ہے یا مومن کے لئے دکھایا جاتا ہے) دونوں کو تسلی دینا تھا کہ اس خوشخبری کے ہوتے ہوئے حزن نہ کریں۔ "کما قال تعالٰی فی نحو لهم البشری فی الحیوة الدنیا وفی الآخرة الی قوله ولا یحزنك قولهم ثم فسر صلی الله علیه وسلم البشری بالرویا الصالحه ثم عمها بما یراها الرجل المسلم او تری له فطوبی لکم ثم طوبی لنا فالحمد لله الذی بنعمته تتم الصالحات ٤ ربیع الاول ۱۳٤۱ھ." (**ترجمہ:** ان کے لئے دنیوی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی (منجانب اللہ خوف حزن سے بچنے کی) خوشخبری ہے (اور) اللہ کی باتوں میں (یعنی وعدوں میں) کچھ فرق ہوا نہیں کرتا یہ (بشارت جو مذکور ہوئی) بڑی کامیابی ہے۔ اور آپ کو ان کی باتیں غم میں نہ ڈالیں)

حال: نیا وعظ تعمیم التعلیم پڑھ کر سو گیا کوئی کہنے والا کہتا ہے کہ ایسا وعظ کہنا چاہئے ایسے مواعظ کی آج کل بہت ضرورت ہے رات کے اخیر وقت میں دیکھا ہے۔

تحقیق: بڑی خوشخبری ہے وعظ کے کہنے اور پڑھنے والے کے لئے۔

حال: خواب میں دیکھتا ہوں کہ میں ایک کشتی میں اہلیہ کے ساتھ سوار ہوں مگر کشتی کھلی ہوئی ہے۔ ایک بہت بڑا دریا ہے۔ کشتی ایسے مقام پر پہنچی جہاں کنارے پر بہت اونچی عمارت تھی۔ وہاں بہت ہجوم تھا۔ اتر کر اس عمارت میں گیا تو آپ کو بھی پایا۔ مجھ کو آپ نے اپنے پاس بٹھایا۔ آپ کے پاس ہزاروں آدمی آتے ہیں پاؤں چوم کر چلے جاتے ہیں تھوڑی دیر کے بعد باہر آیا ہزاروں آدمیوں کا مجمع ٹولی ٹولی کی شکل میں کھڑا ہوا پایا گیا۔ پولیس بھی انتظام کے طور سے موجود ہے۔ پھر آنکھ کھل گئی عمارت بہت اچھی بنی ہوئی تھی معلوم نہیں کیا تھا۔

تحقیق: اچھا خواب ہے۔ آپ کے لئے خصوصی طور سے اور مخلوق کے لئے عمومی طور سے فائدہ کی طرف اشارہ ہے۔

پہلا خواب
احقر نے رات ایک خواب دیکھا

پہلا حصہ:

احقر نے آنخضرت والا کی زیارت کی غرض سے مظفرنگر سے تھانہ بھون کا سفر شروع کیا۔ اس طرح کہ پیدل سفر کر رہا ہوں کپڑے نہایت بوسیدہ اور سارا جسم خاک آلودہ ہے۔ غرضیکہ بہت ہی خستہ حالت ہے۔ جس وقت تھانہ بھون پہنچا اور خانقاہ نظر آئی تو کیا دیکھتا ہوں کہ خانقاہ کا دروازہ مشرق کی جانب ہونے کے بجائے شمال کی جانب ہے۔

دوسرا حصہ:

دروازہ پہلے سے بہت ہی زیادہ خوبصورت اور بڑا ہے۔ ایک صاحب خانقاہ کے دروازہ پر ننگی تلوار ہاتھ میں لئے پہرہ دے رہے ہیں۔ احقر نے دروازہ پر پہنچ کر پہرہ والے ان صاحب سے اجازت اہی تو انہوں نے فرمایا کہ تم بلا اجازت ہی جاسکتے ہو۔ تمہارے لئے اجازت ہے۔

احقر خانقاہ میں داخل ہوا کیا دیکھتا ہے کہ حوض کی ہیئت بدلی ہوئی ہے۔ حوض کی اونچائی تقریباً آدمی کے قدر کے برابر ہے اور تمام حوض سنگ مرمر سے بنا ہے اور حوض کے درمیان سنگ مرمر کا ایک فوارہ لگا ہوا ہے اور تمام خانقاہ پر سفیدی کا پلستر ہے جس سے ایک نور معلوم ہوتا تھا۔ احقر حوض کے قریب جا کر کھڑا ہوگیا تو مشرق کی جانب جو حجرے خانقاہ میں بنے ہوئے ہیں ان حجروں مین سے ایک صاحب سفید لباس نورانی صورت نکل کر احقر کے پاس تشریف لائے اور آ کر فرمایا السلام علیکم (میں نے) جواب دیا وعلیکم السلام۔ میں نے ان صاحب سے پوچھا کہ اس وقت حضرت مولانا صاحب کہاں پر تشریف رکھتے ہیں۔ جواب میں فرمایا کہ حضرت مولانا اس وقت مکان پر تشریف رکھتے ہیں اور عنقریب انشاء اللہ آ کر نماز مغرب پڑھائیں گے۔ یہ فرما کر فرمایا کہ آؤ اتنے حضرت مولانا تشریف لائیں تم کو مشرق کی جانب کے حجروں کی سیر کرادوں۔ میں ساتھ ہولیا ان حجرون میں داخل ہوکر دیکھا کہ کسی حجرہ میں تو جالی کے کمر بند بنے جارہے ہیں اور کسی میں ادنیٰ گلوبند (مفلر) اور کسی میں چکن و بیل کا کام ہو رہا ہے غرضیکہ جو کام ہو رہا تھا اس ہی قسم کا تھا۔

تیسرا حصہ:

میں جس وقت یہ کام دیکھ کر باہر نکلا تو دیکھا کہ آنخضرت والا ایک کھڑکی سے جو خانقاہ کے صدر دروازہ سے

جنوب کی جانب سے تشریف لا رہے ہیں۔ حوض کے قریب فرش بچھا ہوا ہے اور ایک مصلے ہے۔ آنحضرت فوراً تشریف لاتے ہی مصلے پر کھڑے ہو گئے احقر سے مصافحہ تک کی بھی نوبت نہیں آئی اور نماز مغرب شروع ہو گئی مغرب کی نماز سے فارغ ہونے کے بعد حسب معمول آنحضرت والا مصلے ہی پر رونق افروز رہے۔

چار شخص سفید لباس نورانی صورت کالی داڑھی والے آ کر آنحضرت والا کے قریب بیٹھ گئے۔ حضرت والا ان کی طرف متوجہ ہوئے اور احقر آنحضرت والا کی پشت کی جانب کھڑا ہو گیا۔ اس خیال سے کہ یہ لوگ آنحضرت والا سے کیا کہیں گے؟ حضرت والا نے پوچھا کہ آپ حضرات کیوں تشریف لائے تو ان میں سے ایک صاحب نے عرض کیا کہ ہم لوگوں کی بہت عرصہ سے یہ آرزو ہے کہ ہم حضرت سے بیعت ہوں آج بیعت کے لئے حاضر ہوئے ہیں۔ حضرت والا نے بیعت فرمانے سے انکار فرما دیا انہوں نے کتنا اصرار کیا مگر حضرت والا نے منظور نہیں فرمایا۔ ایک اور صاحب بزرگ صورت تشریف لائے اور احقر سے فرمایا کہ تم بھی مولانا سے بیعت کی درخواست کرو۔ میں نے عرض کیا کہ جب ایسے ایسے بڑے بڑے لوگوں کو بیعت کرنے سے انکار فرمایا تو میں کیا چیز ہوں وہ صاحب بہت اصرار کرتے رہے میں انکار کرتا رہا۔ حتیٰ کہ وہ صاحب مجھ سے ناراض ہو گئے۔ حضرت والا مصلے سے اٹھ کر شمال کی جانب کے حجروں میں تشریف لے چلے۔ میں بھی حضرت والا کے پیچھے پیچھے ہو لیا۔

حضرت جس وقت ایک سہ دری میں داخل ہونے لگے تو احقر نے بھی ساتھ داخل ہونے کا ارادہ کیا تو ایک صاحب کھڑے ہوئے تھے۔ میرا ہاتھ پکڑ کر کہا کہ تم نہیں جا سکتے۔ میں نے کہا کہ میں جاؤں گا رک نہیں سکتا۔ قریب تھا کہ مار پیٹ شروع ہو جاتی ایک اور صاحب سہ دری کی جانب سے تشریف لائے اور آ کر پوچھا کہ کیا بات ہے۔ میں نے کہا کہ میں اس سہ دری کے اندر حضرت مولانا کے پاس جانا چاہتا ہوں اور یہ شخص نہیں جانے دیتا۔ ان صاحب نے مجھ کو ایک پرچہ دیا کہ جس میں بہت زیادہ مضمون تھا میں نے اس کو پڑھا نہیں دے کر فرمایا کہ یہ پرچہ حضرت مولانا کو دکھا دینا اور تم کو اجازت ہے چلے جاؤ۔ میں وہ پرچہ لے کر سہ دری میں داخل ہی ہوا تھا کہ اندر کی جانب سے آنحضرت والا تشریف لے آئے اور میں نے وہ پرچہ حضرت والا کے سامنے پیش کیا۔ حضرت والا نے اس پرچہ کو ملاحظہ فرما کر فرمایا کہ لو اس پرچہ کو اپنے پاس حفاظت سے رکھو اور تم خانقاہ کے دروازہ کے قریب جو شمال کی جانب حجرہ واقع ہے اس میں جا کر رہو۔ وہ تمہارے لئے تجویز کیا گیا ہے۔ میں وہ پرچہ لے کر اس حجرہ پر پہنچا دیکھا کہ حجرہ کا دروازہ بند اور کنڈی لگی ہوئی ہے۔ میں نے اس کو کھولا تو کیا دیکھتا ہوں کہ تمام حجرہ جانوروں کی کھالوں سے بھرا ہوا ہے۔ درند چرند پرند سب جانوروں کی کھالیں موجود ہیں۔

چوتھا حصہ:

مجھ کو خیال ہوا کہ حضرت مولانا نے مجھے کہاں بھیج دیا۔ یہاں تو سوائے کھالوں کے اور کچھ بھی نہیں۔ حجرہ کھلا چھوڑ کر میں اس ہی جگہ پر واپس آیا جس جگہ پر آنحضرت والا نے پرچہ پڑھ کر اور احقر کو حجرہ پر جانے کی اجازت فرمائی تھی۔ دیکھا کہ حضرت والا اسی جگہ پر تشریف فرما ہیں۔ میں نے حضرت والا سے عرض کیا کہ حضرت وہاں پر تو کھالوں کے علاوہ کچھ بھی نہیں ہے۔ حضرت والا نے یہ سن کر تبسم فرمایا کہ آؤ میں ساتھ چلتا ہوں۔ میرا ہاتھ پکڑے ہوئے اس ہی حجرہ پر پہنچے حضرت والا حجرہ کے سامنے بیٹھ گئے اور تمام خانقاہ کے لوگ آ کر جمع ہوگئے۔ اس مجمع کی تعداد بہت کثیر تھی۔ یہ مجمع حضرت والا کی پشت کی جانب کچھ بیٹھ گیا اور کچھ کھڑا رہا۔ احقر حضرت والا کے بائیں جانب بیٹھ گیا۔ حضرت والا نے ایک نظر حجرہ کی جانب کی اور پھر آسمان کی جانب تو حجرہ میں سے ایک نور پیدا ہوا اور نکل کر آسمان تک اس نور کا ستون قائم ہوگیا۔ اور اس نور کی روشنی کی یہ حالت تھی کہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ اس سے تمام عالم روشن ہوگیا۔ پھر حضرت والا نے سر نیچے کر لیا۔ وہ نور بھی غائب ہوگیا۔ تھوڑی ہی دیر بعد میں حضرت والا نے پھر حجرہ کی جانب نظر کی اور پھر آسمان کی جانب۔ تو پہلے سے کئی حصہ زیادہ حجرہ سے نور پیدا ہوا اور آسمان تک ستون قائم ہوگیا۔

پانچواں حصہ:

اس وقت آنحضرت والا نے بائیں جانب دیکھ کر عام خطاب فرمایا کہ لوگو! کیا تم اندھے ہو کہ اس نعمت کو حاصل نہیں کرتے۔ اتنا حضرت کا فرمانا تھا کہ تمام مجمع میں بے چینی پھیل گئی اور احقر نے اتنا سنتے ہی ایک چھلانگ لگائی اور اس نور میں داخل ہوگیا۔ اس میں داخل ہوتے ہی احقر پر وجد کی حالت طاری ہوگئی۔ اس مجمع میں سے چند صاحب احقر کے پکڑنے کو آگے بڑھے۔ حضرت والا نے فرمایا کہ تم لوگ الگ ہو جاؤ۔ تمہارے بس کا کام نہیں۔ اس کام کو میں ہی کروں گا۔ حضرت والا کھڑے ہوئے اور احقر کا ہاتھ مونڈھے کے قریب سے پکڑ لیا۔ احقر کبھی حضرت والا کو چپٹتا تھا اور کبھی ڈاڑھی مبارک کو بوسہ دیتا تھا اور کبھی دونوں ہاتھ گلے میں ڈالتا تھا۔

چھٹا حصہ:

اور حضرت والا تبسم فرماتے ہوئے اور بہت ہی خوش خوش احقر کا ہاتھ پکڑے ہوئے اس جگہ پر پہنچے کہ جہاں پر وہ پرچہ دیا تھا۔ جب اس سہ دری میں داخل ہوئے تو احقر نے دیکھا کہ دو قبریں ہیں ایک قبر کا رخ تو ایسا ہی ہے کہ جیسا ہوا کرتا ہے۔ شمال و جنوب اور دوسری قبر کا رخ مغرب مشرق یعنی سرہانے مغرب کی جانب اور پائنتی

مشرق کی جانب۔

ساتواں حصہ:

تو یہ قبر کہ جس کی پائنتی مشرق کی جانب اور سرہانہ مغرب کی جانب تھا کھلی ہوئی تھی اور لاش معلوم ہوتی تھی۔ اس لاش پر ایک اونی چادر بہت ہی خوبصورت اور زنگار پڑی ہوئی تھی۔ آج تک کبھی ایسی نظر سے نہیں گزری۔ اس لاش میں حرکت تھی کہ جیسے تڑپنے کی حالت ہوتی ہے۔ حضرت والا نے احقر کا ہاتھ پکڑ کر قبر سے جنوب کی جانب بٹھا دیا۔

آٹھواں حصہ:

اور خود حضرت والا قبر سے شمال کی جانب جا کر بیٹھے۔

نواں حصہ:

اور مجمع سب ساتھ تھا۔ احقر پر وہی حالت وجد کی سی طاری تھی۔ حضرت والا نے احقر سے پوچھا کہ معلوم ہے کہ یہ کس کا مزار ہے؟ احقر نے عرض کیا کہ مجھ کو معلوم نہیں؟ حضرت والا نے فرمایا کہ یہ مزار مبارک جناب محمد رسول اللہ ﷺ کا ہے اور یہ لاش مبارک جو تم کو نظر آ رہی ہے یہ خود ذات بابرکات جناب حضور ﷺ کی ہے۔ یہ فرما کر حضرت والا نے فرمایا کہ سب حضرات بلند آواز سے درود شریف پڑھیں۔ تمام مجمع نے بلند آواز سے درود شریف پڑھنا شروع کیا۔ درود شریف پڑھنے سے حضور ﷺ کی لاش مبارک میں جو حرکت اور تڑپ تھی اس کو ایک دم سکون ہو گیا اور جس وقت درود شریف ختم ہو گیا۔ پھر وہی حالت شروع ہو گئی۔ غرضیکہ تین مرتبہ ایسا ہی ہوا۔

دسواں حصہ:

اس کے بعد حضرت والا نے تمام مجمع کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ سب حضرات ان کے لئے یعنی احقر کے لئے دعا کریں۔ سب حضرات نے دعا کی۔ حضرت والا اٹھ کھڑے ہوئے اور احقر کا ہاتھ پکڑ کر باہر سہ دری سے حوض پر لائے اور احقر کے دونوں بغلوں میں ہاتھ دے کر اور اٹھا کر اس حوض کے کنارے جو سنگ مرمر سے بنا تھا بٹھا دیا۔ فرمایا کہ اب وضو کر لو نماز صبح کا وقت ہے۔ احقر نے وضو کے لئے دونوں ہاتھ حوض میں ڈالے آنکھ کھل گئی تو بالکل صبح کی جماعت کا وقت تھا فوراً بستر سے اٹھ کر مسجد پہنچا اور صبح کی نماز ادا کی۔

ترتیب وار تعبیر

پہلا حصہ:

عجیب بات ہے کہ پرانا دروازہ اسی طرف تھا۔

دوسرا حصہ:

تقویٰ کو حق تعالیٰ نے لباس فرمایا ہے اور یہ سب چیزیں لباس کو مکمل اور مزین کرنے والی ہیں۔ یہ تقویٰ کی تکمیل کئے جانے کی طرف اشارہ ہے۔

تیسرا حصہ:

چونکہ ان حیوانات میں روح انسانی نہیں ہوتی اس لئے یہ کھالوں کی شکل میں نظر آئے تو یہ عالم حیوانات کی طرف اشارہ ہے اور اس میں اشارہ ہے کہ یہاں کی جماعت سے تمام مخلوقات کو نفع ہے جیسے حدیث میں ہے کہ پانی میں مچھلیاں اور سوراخوں میں چیونٹیاں علماء کے لئے دعا کرتی ہیں۔ جن کی وجہ یہی ہے کہ ان کو ان سے فیض باقی رہتا ہے (پہنچتا ہے) اور اسی لئے ظالم کے لئے حباری (ایک پرندہ) اپنے گھونسلے میں بددعا کرتا ہے۔

چوتھا حصہ:

یہ نور وہی ہے جو ذکر وعمل سے قلب میں پیدا ہوتا ہے جو حجروں میں رہنے والوں کی صورت میں عطا ہو رہا ہے۔

پانچواں حصہ:

اشارہ ہے کہ صاحب واقعہ کو یہ نور شوق کی صورت میں عطا ہوگا۔

چھٹا حصہ:

مدینہ طیبہ میں قبور کا یہی رخ ہے۔

ساتواں حصہ:

صاحب قبر شریف کا روئے مبارک اسی طرف ہے۔ یہ مدینہ طیبہ کا قبلہ ہے۔

آٹھواں حصہ:

"انی اراکم من وراء ظهری" (میں تم لوگوں کو اپنے پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں) کی طرف اشارہ ہے اور یہ پوری اتباع (السنّت) کی صورت ہے کیونکہ اتباع کی صورت میں تابع کا منہ متبوع کی پشت کی طرف ہوتا

ہے۔

نواں حصہ:

حضور اقدس ﷺ کی امت پر شفقت کی وجہ سے امت کی غفلت کی وجہ سے بے چینی کے اثر کی طرف اشارہ ہے اور امت کی توجہ سے راحت ہوتی ہے۔

دسواں حصہ:

طاعت کی سہولت اور توفیق کی طرف اشارہ ہے۔

دوسرا خواب

احقر اس خواب کو حضرت والا سے زبانی عرض کر چکا ہے حضرت والا نے سن کر فرمایا تھا کہ اس کو (لکھ کر) محفوظ کر لینا چاہئے۔

پہلا حصہ:

رات کے وقت یہ خواب دیکھا کہ احقر ایک میدان میں کھڑا ہے۔ اس میدان میں ایک مکان ہے جس کی چھت قلمدانی ڈاٹ کی ہے اس چھت پر بہت زیادہ مجمع بیٹھا ہے۔ احقر بہت ہی تعجب سے یہ خیال کر رہا ہے کہ یہ مجمع اس ڈھال دار چھت پر کس طرح بیٹھا ہے کہ گرتا نہیں۔ پھر خیال ہوا کہ اوپر چھت پر پہنچ کر دیکھنا چاہئے۔ یہ کیسا مجمع ہے اور کیوں جمع ہے۔ میں اس مکان کے چار طرف گھوما مگر کسی طرف سے اوپر جانے کا راستہ نہیں ملا۔ آخر میں نے ایک چھلانگ لگائی اور آسمان کی جانب اڑ گیا۔ اس چھت پر مجمع کے درمیان میں جا کر کھڑا ہو گیا۔ مگر مجمع اتنا زیادہ اور ملا ہوا بیٹھا تھا کہ بالکل بیٹھنے کی جگہ نہ تھی۔ میں نے خیال کر کے کہ تیرے بیٹھنے سے لوگوں کو تکلیف ہوگی میں وہاں سے نکل کر مجمع کی پشت کی جانب پہنچا تو دیکھا کہ ایک چھت اور ہے جس کے تین حصے گر چکے ہیں اور ایک حصہ گرنے سے باقی ہے۔ میں اس حصہ پر بیٹھنے لگا جو گرنے سے باقی تھا۔ اس حصہ میں حرکت پیدا ہوگئی مجھ کو خوف معلوم ہوا کہ کہیں گر نہ جائے فوراً وہاں سے الگ ہو گیا اس کے قریب ایک اور چھت تھی جو سالم تھی اس پر بیٹھ گیا۔

دوسرا حصہ:

بیٹھے ہوئے تھوڑی دیر گزری تھی کہ ایک صاحب بہت ہی معتبر نورانی صورت سفید لباس اور ایک پٹی چمڑے کی کمر سے بندھی ہوئی تشریف لائے اور فرمایا کہ یہاں آ کر بیٹھ گئے آؤ وعظ سنو۔ میں نے بہت ہی تعجب آمیز لہجے میں پوچھا کہ کیا وعظ ہو رہا ہے۔ ان صاحب نے فرمایا کہ آخر یہ مجمع کیوں جمع ہے یہ سب وعظ ہی تو

سن رہے ہیں۔ میں نے پوچھا کہ کون وعظ فرما رہے ہیں؟ فرمایا کہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعظ فرما رہے ہیں۔ یہ سن کر میں فوراً کھڑا ہوگیا اور اس وقت جو کچھ قلب پر خوشی تھی بیان نہیں کرسکتا۔ وہ صاحب میرا ہاتھ پکڑے ہوئے مجمع سے نکلتے ہوئے ایک سہ دری کے قریب پہنچے تو دیکھا کہ ایک سہ دری ہے اس پر سفیدی ہو رہی ہے اور سہ دری کے درمیان ایک چوکی اندر کی جانب بچھی ہوئی ہے اور اس پر ایک سفید چاندنی پڑی ہوئی ہے۔ اس پر حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعظ فرما رہے ہیں ان صاحب نے احقر کو سہ دری میں لے جا کر چوکی کے قریب بالکل حضرت کے سامنے بٹھا دیا اور بٹھا کر فرمایا کہ یہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ وہ صاحب اتنا فرما کر مجمع کی جانب واپس ہوگئے اور میں بیٹھا ہوا وعظ سنتا رہا۔ وعظ کے درمیان یہ خیال کر رہا تھا کہ جو کچھ اس وقت حضرت وعظ فرما رہے ہیں کل کو حضرت مولانا سے بیان کروں گا۔ یعنی آنحضرت والا سے (بیان کروں گا) اور بہت ہی غور سے وعظ سنتا رہا اور کچھ مضامین یاد بھی ہوگئے تھے مگر صبح کو جو آنکھ کھلی تو وعظ کی تقریر کا ایک لفظ بھی یاد نہ رہا۔ جس وقت وعظ سن رہا تھا تو دیکھا کہ حضرت جس چوکی پر وعظ فرما رہے ہیں اس کے قریب مغرب کی جانب ایک صراحی اور دو گلاس رکھے ہوئے ہیں۔ ایک گلاس تو سادہ بنا ہوا ہے جیسا کہ اکثر مرادآباد وغیرہ کے ہوتے ہیں۔

تیسرا حصہ:

اور دوسرا گلاس عجیب وغریب ہیئت کا تھا آج تک نظر سے نہیں گزرا۔

چوتھا حصہ:

جب حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعظ ختم فرما چکے تو احقر کی جانب اشارہ فرما کر فرمایا کہ پانی پلاؤ۔ احقر فوراً کھڑا ہوگیا اور اس گلاس میں جو زیادہ خوبصورت تھا صراحی سے پانی لے کر حضرت کے سامنے پیش کیا۔ حضرت نے پی کر اس میں کچھ پانی باقی چھوڑا اور احقر کی طرف ہاتھ مبارک بڑھا کر فرمایا کہ لو پہلے تو حضرت مولانا اشرف علی صاحب ہی کا اتباع کافی ہے۔

پانچواں حصہ:

مگر خیر یہ جو پانی بچا ہوا ہے اس کو پی لو۔

چھٹا حصہ:

میں نے جس وقت حضرت کے ہاتھ مبارک سے گلاس لے لیا اور پانی پینا چاہا تو تمام مجمع میری طرف ہجوم کرنے لگے۔ مجمع کی یہ حالت دیکھ کر حضرت نے فرمایا کہ سب حضرات ذرا صبر کریں سب کو مل جائے گا۔ تمام

مجمع سکون کے ساتھ بیٹھ گیا۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے احقر سے فرمایا کہ یہ پانی جو میں نے تم کو بچا کر دیا ہے یہ سب پی لو اور پھر صراحی سے اسی گلاس میں اور پانی لے کر اور سادہ گلاس میں تھوڑا تھوڑا کر کے سب جمع کو پہنچا دو۔ میں نے ایسا ہی کیا۔ تھوڑے ہی مجمع کو پہنچایا تھا کہ آنکھ کھل گئی۔ فقط

ترتیب وار تعبیر

پہلا حصہ:

دین پر قائم رہنے کے اعتبار سے لوگوں کی مختلف حالت دیکھی اور بشارت دیکھی کہ اللہ تعالیٰ نے شک وشبہ سے محفوظ رکھ کر مستقل مزاجی پر قائم فرمایا۔

دوسرا حصہ:

یہ مذاق (مزاج) ہے زاہدین کا کہ آپ کا فیض ان کو بھی عام ہے۔

تیسرا حصہ:

یہ عارفین کا مذاق ہے کہ آپ کا فیض ان پر بھی تام ہے۔

چوتھا حصہ:

مشہود علیہ (جس پر گواہی دی گئی ہے اس) کے حق پر ہونے کی بشارت ہے۔ والحمد للہ

پانچواں حصہ:

اشارہ ہے واہب کی طرف بعد کسب کے کہ اتباع کسب ہے۔

چھٹا حصہ:

اشارہ ہے کہ عام زاہدین کے مقابلے میں عارفین کم ہیں۔

سؤال: مورخہ یکم ماہ شوال ۱۳۴۱ھ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں حجاز مقدس گیا ہوں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا ہے۔ میں نے دیکھا کہ حضرت مونا اشرف علی صاحب دامت برکاتہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نعل مبارک سے پھونک کر اور ہاتھ سے گرد صاف کر رہے ہیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نعلین پیش کیے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو پہن کر مسجد سے باہر تشریف لائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی عادت کے مطابق کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت یہ تھی کہ اپنے ساتھیوں کو چلنے میں آگے رکھا کرتے تھے (تو اس عادت کے مطابق) مجھے بھی آگے فرمایا۔ چند قدم میرے پیچھے چلنے کے بعد مجھ سے جدا ہو گئے اور اپنے دولت کدہ پر تشریف لے

گئے۔ میں اور دوسرے ساتھی جمع ہوئے اور خانہ کعبہ کے طواف اور حج کے دوسرے افعال کی باتیں کرنے لگے۔ اس کے بعد گھر میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ شہد کھانے کے بعد اپنے گھر والوں کو خط بھیجنے لگے کہ آنکھ کھل گئی۔

جواب: (اگرچہ یہ صاحب سلسلہ میں داخل نہیں ہیں مگر مناسب مضمون کی وجہ سے ان کے خط کو تربیت السالک میں نقل کیا گیا) اس خواب میں دیکھنے والے اور جس کو دیکھا ہے دونوں کے لئے محبت اور اتباع سنت کے حاصل ہونے کی بشارت ہے۔

حال: ایک دفعہ خواب میں اپنے مکان پر مسجد میں حضرت کے پیٹھ مبارک کی طرف بیٹھ کر کچھ پڑھ رہا تھا۔ حضرت نے فرمایا خاموش ہو جاؤ مجھے بنارس جانا ہے اور اس کے بارے میں کچھ سوچنا ہے۔ کچھ دیر کے بعد حضرت نے فرمایا کہ بنارس میں ایک شیخ ہیں وہ کہتے ہیں کہ میں نے بہت محنت کی اور جہنم سے بہت بچنا چاہا مگر نہ بچا۔

ایک دفعہ خواب میں حضرت نے میرے چند عیوب جو مجھ میں کسی زمانہ میں تھے بیاں فرمائے۔ میں نے حضرت سے ہاتھ باندھے ہوئے عرض کیا کہ حضرت میری اصلاح کا بہت خیال فرمائیں۔ حضرت نے فرمایا کہ میں تو تمہیں ایسا کر دیتا کہ خدا کی یاد میں تمہاری بوٹیاں بوٹیاں علیحدہ علیحدہ بھی ہو جاتی مگر آہستہ آہستہ ہونا مناسب ہے۔ ایک دفعہ حضرت کا فرش بچھایا اور پیر مبارک دبایا اور انگوٹھے مبارک کو آنکھوں سے لگایا۔ حضرت نے فرمایا تمہیں اپنے سلسلہ میں ضرور داخل کروں گا۔

دل میں خیال ہوا کہ اگر اللہ میاں نماز وغیرہ کے وقت اپنے کو دکھا دیتے تو نماز اچھی طرح پڑھتے۔ پھر خیال ہوا کہ رعب کی وجہ سے پڑھنا کھڑا ہونا مشکل ہو جاتا۔

بہت دنوں سے یہ خیال تھا کہ قیامت میں نیک اور برے کی علامت کے لئے ایک علامت کافی تھی میزان پل صراط عطا کتاب سب کی کیا ضرورت تھی۔ ایک روز اچانک دل میں خیال آیا کہ نیکوں کی شاباشی اور بدوں کی بدمعاشی کا بار بار دکھانا منظور ہے۔

اس کا بھی خیال رہتا تھا کہ جنابت میں غسل کا حکم کیوں ہوا۔ اس کی وجہ دل میں آئی کہ اللہ کے بندے سمجھ لیں کہ دنیا کی لذتوں میں پھنسنے والا جب تک پاک نہ ہو جائے دربار خداوندی کے قابل نہیں رہتا۔ اگر ذرا بھی لذت دنیا میں ہو تو بڑی طہارت کی ضرورت ہے۔

"ولا تقف مالیس لك به علم" (کہ جس چیز کا تجھے علم نہ ہو اس کے پیچھے نہ پڑ) کے بعد السمیع والبصیر کے ہونے کے بارے میں سوچا تو سمجھ ناقص میں یہ آیا کہ یہ اعضاء ذریعہ علم ہیں۔

تحقیق: ماشاء اللہ یہ علم سب اچھے پسندیدہ ہیں۔ باقی خوابوں کی طرف توجہ نہ کیجئے۔

سوال: پھر بہت آرزو کے ساتھ التماس ہے کہ خادم کے پرچہ میں جو باتیں خلاف ہوں اس کو بتا دیں اور اصلاح فرمائیں جس بات پر حضرت کچھ نہ تحریر فرمائیں اس کو کیا خیال کروں۔ فقط

جواب: جب کوئی بات ایسی ہوگی اس پر نہ لکھوں۔ تب اس کے بارے میں پوچھ لیجئے۔ اس وقت کچھ سمجھ میں نہیں آیا کہ کیا کروں۔

سوال: بندہ اللہ پاک کو جسم والی صورت میں خواب میں دیکھ سکتا ہے چنانچہ بندہ نے خواب میں اللہ تعالیٰ کو کسی آدمی اجنبی کی صورت میں دیکھا اور بڑی عاجزی اور انکساری کی۔ (تو اللہ تعالیٰ نے) فرمایا کیا چاہتے ہو؟ بندہ نے عرض کیا کہ بندہ کو اپنے درگاہ مقدس میں قبول فرمالیجئے۔ فرمایا کہ تم مقبول ہو۔ میں نے عرض کیا کہ جب تک آپ اپنے آغوش شفقت میں نہ لیں گے بندہ کو یقین نہ ہوگا۔ یہ سن کر پاس بلایا اور آغوش میں ایسا دبایا کہ بندہ پر ایک حالت طاری ہوگئی۔ اپنے کو اور دنیا و مافیہا کو بھول گیا۔ جس وقت ہوش آیا اور بالکل جاگ گیا تو بندہ کی زبان پر درود شریف جاری تھا۔ حضور فرمائیں کہ یہ صحیح ہے یا کیا ہے۔

جواب: مبارک ہو۔ ایسا ممکن ہے اس کو تجلی مثالی کہتے ہیں۔

حال: جس وقت عشا کی نماز پڑھ کر سوتا ہوں ایک باغ اور بہت سے دریا دکھائی دیتے ہیں۔ ایک شخص سے پوچھا یہ باغ کس کا ہے تو اس نے جواب دیا یہ باغ حضرت مولانا اشرف علی صاحب کا ہے۔

تحقیق: میرے لئے تو بشارت ہے ہی تمہارے لئے بھی بشارت ہے کہ تمہارا تعلق ایسے شخص سے ہے جو کہ انشاء اللہ تعالیٰ مردود نہیں ہے۔

حال: جب دریا دکھائی دیتے ہیں تو میرے ساتھ چھوٹے چھوٹے لڑکے لڑتے ہیں میں کسی کو مارتا ہوں اور کسی کو دھکا کر دور کر دیتا ہوں۔ اس کے بعد آنکھ کھل جاتی ہے۔

تحقیق: وہ دریا اعمال صالحہ ہیں اور لڑنے والے لڑکے شیاطین ہیں کہ اعمال میں رکاوٹ ڈالتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ سب پر تم کو غالب فرماتا ہے مبارک ہو۔

حال: میں نے کل شب یہ خواب دیکھا کہ نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور مجھے ساتھ لے کر ایک جگہ پر تشریف لے گئے۔ وہاں پہنچ کر آپ رک گئے اور میں بھی ٹھہر گیا۔ وہاں پر ایک دیوار حائل تھی۔ اس دیوار کے اندر چند لوگ بیٹھے ہوئے تھے۔ مجھے کسی نے کہا کہ دیکھو وہ اللہ میاں ہیں۔ میں نے جو دیکھا تو وہ آدمی تھا۔ میں نے کہا کہ ہرگز نہیں یہ تو آدمی ہے اللہ میاں مجسم (جسم والے) نہیں ہیں۔ اس کے بعد مجھے ایک نور معلوم ہوا کہ

جس کے آگے میری آنکھ بالکل نہ ٹھہر سکی اس کے بعد مجھے یقین ہو گیا کہ یہ اللہ میاں ہیں۔ وہ ایسا نور تھا کہ میں اس کو بیان ہی نہیں کر سکتا کہ کیسا صاف و شفاف تھا۔ اس کے بارے میں جیسا حضور کا ارشاد ہو آیا یہ میرے خیالات ہیں یا کوئی واقعی بات ہے۔

تحقیق: خیر سمجھ میں تو دونوں باتیں آتی ہیں مگر جب شریعت کے مطابق ہو سکے تو اس کے خلاف خیال کیوں سمجھا جائے۔ یہ دونوں تجلی حق تعالیٰ کی تھیں۔ پہلی تشبیہ کے ساتھ دوسری اضافی تنزیہ (اللہ تعالیٰ جسم وصورت ہر چیز سے پاک سمجھنے) کے ساتھ تھی۔ اہل علم پر کیونکہ تنزیہہ کا مزاج غالب ہے اس لئے پہلی تجلی کو نہ جاننے کی وجہ سے انکار ہوا جو کہ برا نہیں ہے۔ جیسا حدیث شیخین میں ہے "اتاھم رب العالمین الی قولہ فیقولون ھذا مکاننا حتی یاتینا ربنا فاذا جاء ربنا عرفنا" **ترجمہ:** (جو لوگ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والے ہوں گے) اللہ تعالیٰ ان کے پاس آئیں گے ...... یہاں تک کہ ...... وہ لوگ کہیں گے ہم یہاں سے اس وقت تک نہیں جائیں گے جب تک اللہ تعالیٰ ہمارے پاس نہیں آئیں اس طرح کہ ہم ان کو پہچان لیں ...... جب ہمارے رب ہمارے پاس آئیں گے تو ہم ان کو پہچان لیں گے۔ (الحدیث) دیکھئے رب العالمین کے آنے کے باوجود پھر بھی وہ ہیں گے حتی یاتینا ربنا۔ جب ہمارے رب ہمارے پاس آئیں گے (حالانکہ اللہ تعالیٰ تو آچکے ہوں گے مگر انہوں نے پہچانا نہیں ہوگا) اس کی وجہ یہی ہوگی کہ پہلی (کسی جسم یا کسی صورت کی) تجلی تشبیہ کے ساتھ ہوگی چنانچہ صاحب مرقاۃ "فاذا جاء ربنا" کی شرح میں لکھتے ہیں "اے علی ما عرفنا من انہ منزہ عن الصورۃ ولکمیتہ والکیفیۃ والجھۃ" ہم نے اپنے رب کو اس لئے (پہلی تجلی میں) نہیں پہچانا کیونکہ وہ صورت، صورت کمیت، کیفیت اور جہت سے پاک ہے۔ اور صاحب المعات اس کی شرح میں لکھتے ہیں۔ "اتاھم رب العالمین اے تجلی لھم وقالوا ان الرویا التی ھو ثواب المومنین فی الجنۃ غیر ھذہ الرویۃ المذکورۃ وھذہ امتحان من اللّٰہ تعالیٰ الی قولہ والاخرۃ وان کانت دار زجاء فقد یقع فیہ الامتحان ثم الی قولہ بدلیل ان القبر اول منزل من الاخرۃ یجری فیہ الابتلاء کذا فی المشکوۃ وحاشیتھا جلد ۲ ص ۴۹۰" (**ترجمہ:** یعنی اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے لئے تجلی فرمائیں گے۔ علماء فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا وہ دیدار جو مومنین کو بطور ثواب جنت میں ہوگا وہ اس دیدار مذکور کے علاوہ ہے۔ یہ دیدار اللہ تعالیٰ کی طرف سے امتحان ہے ...... آخرت اگرچہ بدلے کی جگہ ہے مگر کبھی آخرت میں بھی امتحان ہوتا ہے ...... اس کی دلیل یہ ہے کہ قبر آخرت کی منزلوں میں سے پہلی منزل ہے اس میں بھی امتحان ہوتا ہے)

مبارک مبارک بلکہ ہزارہا مبارک کہ ایک ہی شب میں رسول کو دیکھنا اور اللہ تعالیٰ کو دیکھنا اگرچہ مثالی ہو نصیب ہوا۔ ربیع الآخر ۴۴ھ۔

حال: ایک عرض یہ ہے کہ رات تقریباً گیارہ بجے خواب میں دیکھا کہ کوئی شخص کہہ رہا ہے کہ آج ایک ستارہ نکلا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ زمین میں دھنسانے اور چہروں کے مسخ ہونے کی بلا ہونے والی ہے۔ اس کی تشریح فرمایئے۔

تحقیق: جاگنے کی حالت کا اہتمام کیجئے خواب کی فکر چھوڑیئے کہ پہلی (یعنی جاگنے والی) حالت کا تعلق شریعت سے ہے جس کا انسان مکلّف ہے اور دوسری (یعنی خوابی والی) حالت کا تعلق تکوین (دنیاوی باتوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے نظام) سے ہے۔ جس کا انسان مکلّف نہیں۔ ربیع الآخر ۴۳ھ۔

حال: منگل کی رات احقر نے حضور فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کی اس طرح کہ میں ایک مسجد میں ہوں اور بہت سے نمازی بھی مسجد میں ہیں وہ جماعت صحابہ کی معلوم ہوتی ہے رضی اللہ تعالیٰ عنہم سب بہت ہی شوق سے جماعت صبح کے لئے حضور کی تشریف آوری کا انتظار کر رہے ہیں یہاں تک کہ حضور تشریف لائے لوگوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کا تذکرہ ہونے لگا۔ اقامت کہی گئی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امامت فرمائی پہلی رکعت میں سورہ عبس تلاوت فرمائی۔ شروع کی تین چار آیت تلاوت فرما کر حضور پر گریہ (رونا) طاری ہوگیا اور حضور نے شروع کی آیات کو بار بار دہرایا میں نماز ہی میں یہ سمجھ رہا ہوں کہ اس سورت کے شروع میں چونکہ مضمون عتابانہ ہے اس لئے حضور پر رونا طاری ہوا ہے اس خیال کے بعد مجھے بھی بے اختیار رونا آیا۔ یہاں تک کہ ہچکی بندھ گئی۔ نماز میں حضور کا نیچے والا لباس تو نہ معلوم کیا تھا مگر اوپر ایک کمبل زیب تن فرمائے ہوئے تھے۔ پیر میں ایک پٹی بندھی ہوئی دیکھی۔ نماز سے فارغ ہوکر جو چہرۂ مبارک کو دیکھا تو نقشہ حضرت والا کی صورت میں نظر آیا۔ اس پر مجھے بڑی حیرت ہوئی کہ سب لوگ آپ کو رسول اللہ کہہ رہے ہیں مگر نقشہ تو حضرت مولانا اشرف علی صاحب کا معلوم ہوتا ہے۔ نماز کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سر پر اور چہرہ پر ہاتھ پھیرا اور بہت شفقت فرمائی۔ بستر خواب سے اٹھ کر تعبیر خود بخود میرے ذہن میں یہ آئی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت مولانا اشرف علی صاحب کی صورت میں ہونے کا مطلب یہ معلوم ہوتا ہے کہ اتباع سنت کے غلبہ کی وجہ سے حضرت مولانا اس زمانہ میں انوار نبوت کے ظاہر ہونے کی جگہ ہیں۔ مجھے ایک مدت سے حضرت رسالت پناہ کی زیارت کا شوق رہتا تھا۔ کیا عجب ہے کہ یہ خواب اس اشتیاق کا جواب ہو کہ ہم کو دیکھنا ہو تو مولانا کو دیکھو کہ وہ نبوت کے ظاہر ہونے کی جگہ ہیں۔ امید کہ حضرت والا بھی اس خیال کی صحیح ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں بتائیں گے۔

تحقیق: خدا تعالیٰ تمہارے حسن ظن کی برکت سے اس تعبیر کو صادق فرمائے۔ اس خواب کی دوسری وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ دیکھنے والے کے لئے جس کو دیکھا ہے اس کی اتباع کے ضروری ہونے کی طرف اشارہ ہے کیونکہ دیکھے گئے شخص کی اتباع بالکل رسول کی اتباع ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ قول عمل اور حال میں نائب اصل کی نقل کرنے والا ہوتا ہے۔

حال: گذشتہ شب کو یعنی اتوار کی رات کو حضرت کو خواب میں دیکھا ہے کہ حضرت مغرب وشمال کی جانب بیٹھے ہیں اور حضرت کی عجیب نورانی صورت ہے اور گویا تمام دنیا کو گھیرے ہوئے ہیں اور سر مبارک ساتویں آسمان پر ہے۔ گویا سب حضرت کے تابع ہیں۔ غرض اور عجائبات نظر آئے جو لکھنے سے بندہ قاصر ہے۔

تحقیق: یہ غیب سے ارشاد و بشارت ہے کہ اس شخص کی تعلیم پر عمل کرنا خواب دیکھنے والے کے لئے مفید ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

حال: گزارش یہ ہے کہ حضرت کے زمانہ سے بر ودلی شریف عرس میں حاضر ہوا کرتا ہوں اس طرح کہ وہاں کی کسی رسم میں نہیں شریک ہوتا۔ صرف فجر کے وقت مزار شریف پر حاضر ہو کر فاتحہ پڑھ آتا ہوں۔ جب سے حضور کی خدمت میں حاضری ہونے لگی۔ جب سے حضور کی پسندیدہ اور ناپسندیدہ باتوں کا زیادہ خیال رکھتا ہوں۔ اس لئے کہ حضور کی مرضی کے خلاف عمل کرنے میں سخت نقصان ہے خواہ حضور کی اطلاع ہو یا نہ ہو۔

حضرت مرشدنا رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ کے وقت میں بھی مجھے سماع سے رغبت نہ تھی بہت کم شرکت کا اتفاق ہوتا تھا۔ حضرت کے حضور میں اصل وجہ تو نہیں عرض کی اتنا عرض کیا گیا کہ اگر سماع میں جی نہ لگے تو سنے یا نہ سنے۔ فرمایا کہ اگر جی نہ لگے تو نہ سنے اور وجہ یہ تھی کہ حضرت حق کا تصور ایک مقدس صورت سفید داڑھی میں رہا کرتا تھا عاشقانہ مضامین سے تنگی ہو جاتی تھی۔ اب جب سے حضور کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں حالت بدل گئی اور سماع سے تنگی نہیں ہوتی ہے مگر چونکہ حضور کے مسلک کے خلاف ہے اس لئے سنتا نہیں ہوں۔ رودلی شریف میں بھی سماع کی مجلس میں حاضر نہیں ہوتا۔ اس سال جب عرس میں حاضر ہوا تو رات کو خواب میں دیکھا کہ کچھ چیزیں تقسیم ہو رہی ہیں۔ ایک شخص نے کہا کہ ان کو مت دو یہ سماع نہیں سنتے۔ مولوی...... صاحب موجود تھے فرمایا کہ سنتے ہیں جب مجھے بھی عطا ہوئی۔ یاد نہیں کہ کیا چیز تھی۔ اس کی تعبیر میں حیران ہوں۔

تحقیق: اس کا جواب ذرا باریک ہے توجہ وغور وفکر سے سنئے۔ مولانا کے مذاق (مزاج) کے مطابق (اللہ تعالیٰ کے بارے میں) تشبیہ غالب تھی اور میرے مذاق (مزاج) کے مطابق (اللہ تعالیٰ کے بارے میں) تنزیہ غالب ہے۔ اس تشبیہ کی ایک وہ صورت تھی جس میں آپ کو تصور ہوتا تھا (کہ اللہ تعالیٰ) کی مقدس شکل سفید ڈاڑھی والی

اور یہ سماع کی مائل ہونے کے لئے رکاوٹ تھی جیسا آپ نے بھی سمجھا پھر جب احقر سے تعلق ہوا تو اس تعلق کی وجہ سے آپ پر بھی تنزیہ کا مزاق غالب ہوا (کہ اللہ شکل وصورت سے پاک ہے) تو وہ شکل تصور سے نکل گئی اور میلان سماع کی طرف میلان ایک فطری اور طبعی بات ہے۔ جب رکاوٹ نہ رہی تو طبعی بات کا تقاضہ واپس لوٹ آیا۔ یہ تو میلان ہونے اور میلان نہ ہونے کی حقیقت ہے۔ باقی مولانا کا میلان اس میں شبہ نہ ہونا چاہئے۔ کیونکہ وہاں تصور سفید ریش میں ہونا ثابت نہیں کسی اور جمیل صورت میں ہوتا ہوگا جو رغبت کا سبب ہے۔

رہا خواب کا قصہ وہ اس سے بھی مشکل ہے۔ مگر اور جو بات کہی ہے اس کی وجہ سے کچھ آسان ہے۔ اس سے پہلے ایک ابتدائی بات سمجھ لیجئے کہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ مسبب بول کر سبب مراد لیتے ہیں (یعنی ایک چیز بولی جاتی ہے مگر مراد دوسری چیز ہوتی ہے) جیسے بھینس کو آتا ہوا دیکھ کر یوں کہیں دودھ آ گیا اور اس سے مراد لیں کہ بھینس آ گئی حالانکہ دودھ نہیں آیا بلکہ بھینس آئی ہے جو دودھ کا سبب ہے اور دودھ بھینس کا مسبب ہے۔

اب سمجھئے کہ اوپر یہ بات معلوم ہو چکی کہ تشبیہ کا غلبہ سماع کی طرف میلان نہ ہونے کا سبب تھا (اب یہاں تشبیہ کا غلبہ سبب ہے اور سماع کی طرف میلان نہ ہونا مسبب ہے)۔

اس لئے خواب میں وہ تقسیم ہو جانے والی چیزیں اموال اور اذواق (مزاج) ہیں اور سماع (جو کہ مسبب ہے) نہ سننے سے مراد اس کا سبب تشبیہ ہے (یعنی سماع نہ سننا جو مسبب ہے اس سے مراد سبب تشبیہ ہے) اس کا مطلب یہ ہوا کہ تشبیہ کا غلبہ ان خاص احوال کے لئے رکاوٹ ہے۔ اور سماع سننے سے مراد تنزیہ ہے (یہاں تنزیہہ سبب ہے سماع سننے کا اور سماع مسبب ہے تو) اس کا مطلب یہ ہوا کہ تنزیہ کا غلبہ ان احوال کے عطا ہونے کا سبب ہے گویا آپ کو تشبیہ کے مزاج پر تنزیہہ کے مزاج کا رجحان دکھایا گیا ہے۔

حَال: چند خواب حضور میں بیان کرتا ہوں۔ تعبیر چاہتا ہوں۔ ایک شب خواب میں دیکھا کہ ایک بجلی میرے پاس آ کر گری اور بہت دیر تک روشن رہی۔

تحقِیق: نسبت عشقیہ چشتیہ ہے مبارک ہو۔

حَال: ایک شب خواب میں دیکھا کہ میں کہیں جا رہا تھا۔ میرے قلب میں ایک عجیب کیفیت پیدا ہوئی۔ لوگوں سے پوچھا کہ کیا یہاں کسی بزرگ کی قبر ہے جو ایسی حالت پیدا ہوئی معلوم ہوا کہ نہیں اس کے بعد ایک مکان ملا اس میں داخل ہوا چند لوگ تشریف رکھتے تھے مجھے بلا کر ایک جوڑا کپڑا سفید دیا۔

تحقِیق: امید ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ سے مخلوق کو فیض عطا فرمائے۔

حَال: جس شب کو جناب مولوی...... صاحب کی اہلیہ کا انتقال ہوا میں نے دیکھا کہ حضور میرے غریب خانہ پر

تشریف لائے میں یہاں گویا عقیقہ تھا۔ میں نے پلاؤ خدمت میں پیش کیا حضور نے تناول فرمایا۔

تحقیق: ظاہر ہے۔

حال: احقر کو ایک روز سونے میں ایک ایسی حالت معلوم ہوئی کہ ایک نورانی و روشن گنبد پیدا ہوا۔ بندہ نے اس پر چند احباب کے ساتھ جن کی تعداد سات آٹھ ہے چڑھنے کا ارادہ کیا۔ کنارہ پر حضرت والا غالباً یا کوئی اور بزرگ کھڑے تھے۔ بندہ نے پوچھا کہ کیا میں ادھر سے اوپر کی طرف جا سکتا ہوں۔ فرمایا کہ ہاں بے تکلف چلے جاؤ۔ بندہ ان احباب کے ساتھ چلا گیا۔ اور کئی آسمانوں تک جا کر سیر کر کے ساتھیوں کے ساتھ بہت جلد اور تیزی سے واپس آ گیا۔ واپس آیا تو وہ بزرگ موصوف پھر کھڑے تھے میں نے عرض کیا کہ اس طرح پھر بھی جا سکتا ہوں۔ فرمایا کہ جب جی چاہے بے تکلف جا سکتے ہو ذرا بولنا کم کر دو۔ چنانچہ بندہ پھر دوبارہ تنہا اسی وقت چڑھا اور اگر آیا اور فوراً آنکھ کھل گئی تو معلوم ہوا کہ تمام بدن اچھل رہا ہے اور تمام بدن میں انتہا درجہ لذت پیدا ہے یہاں تک کہ پنڈلیوں میں بھی لذت کا ادراک (احساس) ہے اور قلب میں نور و سرور بھرا ہے۔ اس قسم کے واقعات بندہ نہ تو محمود سمجھتا ہے اور نہ زیادہ دلچسپی ہے ایک حالت طور پر کی اطلاع کے عرض کیا۔

تحقیق: محمود ہے مگر مقصود نہیں۔ یہ پھر نزول کی بشارت ہے۔

حال: ایک رات عشا کے بعد خواب میں دیکھا کہ حضور انور نے احقر کو زمین کی سیر بخوبی کرائی مگر یہ بات اچھی طرح یاد نہیں کہ ساتوں زمینوں کی سیر کرائی یا ایک دو کی (سیر کرائی) جو سرور اس سیر میں تھا بیان سے باہر ہے اس کے بعد عرش عظیم اور کرسی کی سیر کرائی اور بڑے مجمع میں بڑی شان و شوکت سے احقر کو دستار بندی کی اور فرمایا کہ آپ کو بیعت کی اجازت عامہ ہے۔

تحقیق: بشارت ہے کہ مقصود تک پہنچنے کا حصول ہوگا۔

حال: دوسری رات بارہ تسبیح اور تہجد کے بعد احقر لیٹ گیا۔ سونے جاگنے کی حالت میں دیکھا کہ حضور انور ماہ منور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کا شرف حاصل ہوا دیکھا کہ (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا) سارا بدن مبارک لاغر اور نحیف (کمزور) ہے۔ یہ حالت دیکھتے ہی بہت غم و دکھ ہوا۔ احقر یہ دیکھتا رہا اور روتا رہا۔ تھوڑی دیر کے بعد آنکھ کھل گئی۔ اب بعض اوقات یہ بات یاد آتی ہے اور گریہ طاری ہوتا ہے کہ یہ ہماری بددینی کا اثر ہے۔

تحقیق: آپ کی بددینی کا اثر نہیں بلکہ اسلام کی کمزوری کی طرف اشارہ ہے جو کہ ظاہر ہے اس لئے بعد درس و تدریس سے وعظ سے دعا سے اس کی خدمت کرے قوت دینی چاہئے۔

حال: رات کو عشاء کے بعد خواب میں دیکھا کہ احقر تھانہ بھون میں حضور کی زیارت کے لئے آیا ہے۔ اسی

وقت ایک دو آدمی اور بھی کراچی سے زیارت کے لئے آئے ہیں اور جواری کے نرم خوشہ جو کہ ہمارے ملک میں ان خوشوں کا اناج نکال کر کچا کھاتے ہیں۔ وہ خوشہ بانٹ رہے تھے احقر کو بھی ایک دو خوشہ دیا۔ اسی وقت احقر نے دیکھا کہ حضور انور مسجد میں اکیلے لیٹ رہے تھے فوراً مصافحہ کے لئے آیا تو حضرت اقدس نے احقر کو کنارے میں لے لیا جیسا کہ مشفق باپ مدت کے بعد اپنے صالح بیٹے سے ملتا ہے اور بہت پیار کرتا ہے۔ غرض بہت دیر تک پیار فرمایا۔ احقر کو بہت ہی خوشی ہوئی کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت مجسمہ کی شفقت ہے۔ یہ خالص اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔

تحقیق: بہت زیادہ مناسبت کی طرف اشارہ ہے جو فیض کا ذریعہ ہے۔

حال: ایک رات تہجد اور بارہ تسبیح کے بعد خواب میں دیکھا کہ میری حقیقی بہن نے احقر سے کہا کہ مجھے اسی ذکر اللہ کی تعلیم دو۔ چنانچہ احقر نے تعلیم دی۔ بس تعلیم دیتے ہی اس پر حالت طاری ہوگئی۔

تحقیق: بشارت ہے کہ آپ سے فیض ہوگا۔

حال: آج جمعرات کی رات ایک خواب دیکھا کہ جس سے طبیعت اور زیادہ منتشر ہوئی وہ یہ کہ کسی جگہ پر حضور تشریف فرمائیں حضور کے متوسلین (تعلق رکھنے والے مریدین) بھی بہت ہیں۔ مگر میں خواجہ عزیز الحسن صاحب کے علاوہ کسی کو پہچانتا نہیں ہوں اور یہی آپ کے ساتھ زیادہ قربت رکھتے ہیں۔ کچھ دیر کے بعد حضور اس خاکسار سے کچھ گفتگو فرمانے لگے۔ اس میں بندہ کے بارے میں حضور کی محبت ایسی معلوم ہوئی کہ مجھے یہ خیال ہوا کہ مجھ ہی کو حضور کی محبت زیادہ نہیں ہے بلکہ میری محبت سے زیادہ حضور کو میرے ساتھ محبت ہے۔ یہ احساس ہو کر دل قابو میں نہ رہا۔ اس کے بعد کسی کے یہاں سے بڑے بڑے کسی چیز کے ٹکڑے کھانے کے لئے آئے۔ معلوم ہوا کہ سب کی دعوت ہے۔ بندہ ہاتھ دھونے گیا اور بندہ کے سامنے دو حصہ تھے مگر جب ہاتھ دھونے گیا تو ایک حصہ پر کسی نے قبضہ کرنا چاہا مگر خواجہ صاحب نے اس آدمی سے کہا کہ یہ فلاں کا حصہ ہے تم اور جگہ بیٹھو۔

اس خواب کے بعد اسی کے سلسلہ میں یہ معلوم ہوا کہ میں کسی جگہ پر جا رہا ہوں اور راستہ میں کسی مسلمان کے یہاں شادی ہے اور وہ ناچ کرا رہا ہے۔ میں جب قریب پہنچا تو معلوم ہوا کہ دو رنڈیاں نعتیہ اشعار پڑھ رہی ہیں۔ مگر وہاں کوئی نظر نہیں آتا۔ میں اپنا سر نیچا کئے ہوئے وہاں سے گزرا چونکہ وہ راستہ پر کھڑی تھیں۔ اس وجہ سے ان سبھوں کی پشواز کی صورت نظر آئی مگر چہرہ پر نظر نہیں گئی۔ مگر ان کی آواز نے دل پر ایسا اثر ڈالا کہ دل بھر آیا۔ آگے بڑھا تو ایک شخص جو اہل حال...... کی صورت بنائے ہوئے تھے۔ کھڑے کود رہے تھے۔ مجھ کو معلوم ہوا کہ یہ شخص بنا ہوا ہے اس کے بعد میرے دل پر اور زیادہ اثر ہوگیا۔ اس وقت میں بہت زور سے چیخا اور چلا کر

رونے لگا اور فوراً یہ شعر حافظ رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی کا زبان پر جاری ہوا ؎

دل میرود زدستم صاحبدلاں خدارا ❁ دردا کہ راز پنہاں خواہد شد آشکارا

ترجمہ: ''اے دل والو! خدا کے لئے میرے ہاتھ سے دل نکلا جا رہا ہے افسوس! پوشیدہ راز کھل جائے گا۔'' (یعنی عشق کے آثار ظاہر ہوں گے اور راز کھل جائے گا)۔ (دیوان حافظ حاشیہ: ص۲۳)

اور دل کی یہ حالت تھی کہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ اب سینہ سے باہر نکل جائے گا۔ اسی حالت میں آنکھ کھل گئی تو آنسو آگئے تھے۔ دل میں جو غیر معمولی حرکت پیدا ہوگئی تھی اس کو ہاتھ رکھ کر دیکھا تو ساکن تھا۔

تحقیق: اس خواب کا پہلا حصہ تو مفید و مستفید کی مناسبت اور کامیابی کی بشارت ہے۔ دوسرا حصہ ''القاء الشیطان فی الامنیۃ'' شیطان کا وسوسے میں ڈال دینا ہے۔ جس کا تدارک دعا واستغفار سے کرنا چاہئے۔

حال: خواب کی تعبیر کا امیدوار ہوں تہجد کے بعد ذرا سا لیٹ گیا۔ دیکھا حمائل شریف کا نسخہ بہت ہی خوشخط سونے کے حروف و جلد سامنے موجود ہے۔ مگر میں جو حروف دیکھتا ہوں اس کو پڑھتا نہیں صرف ذکر کیا کرتا ہوں۔ ہوش آنے کے بعد دیکھا تو کچھ نہیں مگر عطر گلاب کی خوشبو دماغ میں دس منٹ تک تھی اور یہ شعر زبان پر جاری تھا۔ اور دل کو نہایت سرور تھا ؎

عطر بیز است باد نوروزی ❁ خلق را نیست حاجت عطار

ترجمہ: ''نوروزی ہوا عطر پھیلا رہی ہے مخلوق کو عطار کی ضرورت نہیں ہے۔''

نیند کھلی کچھ نہیں۔

تحقیق: کئی روز تک اس خواب کے اسی طرح خوشبو کی حقیقت کے سمجھنے کے انتظار میں یہ خط رکھا رہا۔ زیادہ دل کو یہی لگا کہ یہ خواب جاگنے کی حالت کی یہ کیفیت دونوں صرف خیال ہیں۔ واللہ اعلم

حال: اب کچھ خواب عرض کر کے تعبیر چاہتا ہوں۔ ایک رات خواب میں دیکھا کہ ایک تالاب پر میں نے بہت سے لوگوں کے کپڑے صابون سے خوب صاف کئے۔ جن میں سے ایک جناب قاری صاحب بھی ہیں۔ مگر میرے پاس ایک ٹوپی ہے جو بہت کالی ہو رہی ہے اس میں بھی صابون لگایا مگر دل میں یہ آیا یہ دھویں میں بہت دن رہی ہے یہ جلدی صاف نہ ہوگی۔ غرض اسی حالت میں آنکھ کھل گئی۔

تحقیق: آپ سے دوسروں کو بھی نفع ہوگا اور اخیر حصے میں اشارہ ہے کہ نفع پہنچانے والے کو بھی اپنی فکر نہ چھوڑنا چاہئے۔

حال: ایک شب خواب میں دیکھا کہ میرا ایک کٹھل کا درخت ہے اور پھل اس میں بہت ہی آیا اور کچھ پھل

نیچے پڑے ہیں جن کو چیونٹیوں نے کاٹ کر گرایا مگر پھر بھی پھل بہت ہیں۔

تحقیق: چاشنی دار نسبت کے حاصل ہونے اور اس تک پہنچانے کی بشارت ہے جو نسبت چشتیہ ہے۔

حال: دوپہر کو قیلولہ میں خواب میں دیکھا کہ مولوی...... صاحب بریلوی نہایت شورش اور مستی میں ہیں۔ جس کو میں لکھ کر اور بات کر کے بھی ادا نہیں کر سکتا۔ فرماتے ہیں میرے منہ سے جو نکلا ہے سب میں اللہ اللہ بھرا ہوا ہے اور ایک شعر پڑھتے ہیں جو مجھے یاد نہیں رہا مگر مطلب یاد ہے پہلے مصرعہ کا مطلب یہ ہے کہ میری جو طرز اور روش ہے یہی روش حضرت سرمد رحمہ اللہ تعالیٰ کی اور حضرت مرشد ادام اللہ فیوضہ کی ہے اور میں اسی روش پر عمر بھر رہوں گا۔

تحقیق: حقیقت میں ان کی یہی حالت کی نقل ہے جو سرمد میں کھلی تھی جو مجھ میں چھپی تھی۔ شاید اس کا دکھانا اس لئے ہو کہ سرمستوں کو حقیر نہ سمجھا جائے۔

حال: عرض یہ ہے کہ کل دوپہر کو قیلولہ میں حضرت کو خواب میں دیکھا کہ میرے کان پر وعظ فرما رہے ہیں۔ وعظ ہی میں تاڑ کے درخت پر چڑھے۔ خیال یہ ہوا کہ حضرت اونچے چڑھ کر وعظ فرمائیں گے۔ چنانچہ کچھ اونچے چڑھ کر وہیں سے حضرت نے وعظ فرمایا اس کے بعد تاڑ کے پتوں کو سر پر چیر کر چڑھ گئے ایک شخص نے تاڑ کے درخت کو دوسرے درخت سے باندھا۔ اور یوں کہا کہ حضرت کی حفاظت کے لئے میں نے ایسا کیا۔

تحقیق: مخلوق کو نفع پہنچانے کی بشارت ہے اللہ تعالیٰ کی حمایت کے ساتھ اور مولوی صاحب کے رقعہ سے ان شخص کی تعیین بھی معلوم ہوگئی اس میں اہل اللہ کی معیت ہمت و برکت کی طرف اشارہ ہے۔

حال: اور ایک خواب حال میں پھر دیکھا ہے۔ جو عرض ہے کسی جگہ پر میں ایک کمبل بچھا کر اس پر بیٹھا ہوا ہوں۔ اس وقت طبیعت میں ایک خاص تواضع اور انکساری ہے۔ سر پر سفید نین سکھ کی ٹوپی ہے (جس کو میں چند روز سے اکثر استعمال کرتا ہوں) اس کمبل پر ہمارے ساتھ ہمارے دوست مرحوم (یہ ایک صاحب خوش اوقات تہجد گزار اچھی صفات کے آدمی تھے۔ مجھ سے محبت بھی رکھتے تھے) بھی بیٹھے ہیں۔ پھر باری باری تین شخص گداز بدن والے جن کی عمر تقریباً پچاس سال کی ہوگی آئے۔ مجھ سے مصافحہ کر کے ادب سے بیٹھتے گئے ایک شخص کو میں کچھ پہچانتا ہوں کہ صورت پہچانتا ہوں اور دو صاحبوں کو بالکل نہیں جانتا۔ وہ لوگ بہت ہی خلوص اور سنجیدگی سے آ کر بیٹھے۔ اس وقت جو خیال میرے دل میں آیا وہ یہ ہے۔ (میری تواضع اور عاجزی اور انکساری ان لوگوں کو پسند ہے) اور کچھ یاد نہیں کہ بات چیت کیا ہوئی۔

تحقیق: تواضع کی تعلیم ہے اس کا ثمرہ (نتیجہ فائدہ) دکھا کر۔

حَالؔ: ایک رات خواب میں دیکھا کہ عید الفطر ہے۔

تحقیقؔ: مبارک خواب ہے اس کی تعبیر یہ ہے کہ مجاہدہ ختم ہونے کا اور مشاہدہ شروع ہونے کا وقت قریب آیا مبارک ہو۔

حَالؔ: احوال کچھ نہیں۔

تحقیقؔ: یہ جو کچھ لکھا ہے سب احوال ہی ہیں۔

حَالؔ: ایک دن تین بجے کے قریب دن کو سو رہا تھا۔ مجھ کو ایک سفید کپڑے کی جھلک پڑی اور یہ آواز معلوم ہوئی جو لوگ یہ چاہتے ہیں کہ جب رسول کریم ﷺ کا مبارک نام آئے اس کے شروع میں سیدنا کہہ دیا جائے اور اخیر میں ﷺ نہ کہا جائے یہ لوگ برا کرتے ہیں۔ اس آواز سے میری آنکھ کھل گئی۔ میں نے چاروں طرف دیکھا تو کوئی آدمی بھی نظر نہیں آیا۔

تحقیقؔ: تو اخیر میں بھی ﷺ کہہ لیا کریں۔

حَالؔ: اب چند خواب عرض کرتا ہوں دن رات کی قید کے بغیر اور پہلے اور بعد کی رعایت کے بغیر کیونکہ کئی خواب جمع ہوگئے اس لئے یہ باتیں ذہن سے نکل گئیں۔ بعض میں یاد بھی ہیں انہیں ذکر بھی کروں گا۔

❶ ایک دفعہ قیلولہ کے وقت سو رہا تھا کہ خواب میں حضرت نے مجھ سے فرمایا کہ حدیث "انکم سترون ربکم عیانا وفی روایة لا تضامون فی رویة" جب تم اپنے رب کو اپنی کھلی آنکھوں سے دیکھو گے اور ایک روایت میں ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کو دیکھنے میں کوئی رکاوٹ اور پریشانی محسوس نہیں کرو گے۔ میں اللہ تعالیٰ کے دیدار کے بارے میں تم کچھ بیان کرو۔ تعمیل ارشاد کی غرض سے کچھ بیان کر رہا تھا کہ بیان کے درمیان ایک شخص نے ظہر کی نماز کے لئے جگا دیا۔

❷ ایک روز قیلولہ میں تین دفعہ آنکھ کھلی اور ہر دفعہ زبان پر یہ شعر جاری رہتا تھا ؎

بسودائے جاناں زجاں مشتغل ❁ بذکر حبیب از جہاں مشتغل

ترجمہ: "محبوب کے عشق میں جان سے غافل ہے دوست کے ذکر کی وجہ سے جہاں سے غافل ہے۔"

❸ خواب میں دیکھا کہ میں مکان پر گیا ہوں اور جو میدان میرے یہاں مختصر سا ہے وہ بہت وسیع نظر آیا۔ سارے میدان میں باغ سجا ہوا ہے۔ میں نے ساتھیوں سے کہا کہ اس گاؤں والوں کو خدا کا شکر کرنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے ایسے چٹیل میدان کو باغ سے آراستہ کر دیا۔

۴ خواب میں دیکھا کہ روزہ داروں کا مجمع ہے اور میں نے اپنے مکان سے ان کے افطار کے لئے میٹھی چیزیں منگائیں۔

۵ خواب میں دیکھا کہ میں جامع مسجد تھانہ بھون سے مکان جا رہا ہوں اور دھوپ ہے مولوی ...... صاحب نے پوچھا تم نے اپنی چھتری کیا کی۔ میں نے کہا کہ مولوی صاحب ...... لے گئے۔ انہوں نے کہا دیکھا بھی ہے کہ ویسے ہی کہتے ہو۔ میں نے کہا کہ اچھی طرح تو خیال نہیں کیا مگر غالباً وہی لے گئے۔ اتنے میں مکان پہنچ گیا۔ ایک گلی میں جا رہا تھا کہ کچھ ٹھکریاں اوپر سے گرنے لگیں۔ میں نے کہا کہ یہ جنات گراتے ہیں مولوی...... نہیں معلوم کہاں گئے۔ مگر اب میرے ہاتھ میں چھتری ہے۔ دو چار ٹھکریاں گریں اس کے بعد چھوٹے پتھر بڑے زور سے گرنے لگے میں جلدی جلدی کلمہ طیب پڑھنے لگا اور ایک مکان قریب تھا اس کے اندر چلا گیا۔ مگر بفضلہ تعالیٰ وحمایتہ میں بالکل محفوظ رہا ذرہ برابر بھی مجھے چوٹ نہیں لگی۔

۶ خواب میں دیکھا کہ مجمع ہے اور حضرت بھی مجمع میں شریک ہیں ایک رقعہ ہے جس کو مولوی...... صاحب مجمع والوں کو سناتے ہیں۔ جس کا مضمون یہ ہے کہ حضرت تھانوی دامت برکاتہم وفیوضہم بڑے کامل ہیں اور ان کا کھلا ہوا کمال یہ ہے کہ جو حضرت سے کچھ بھی محبت اور مشابہت پیدا کرے اسے حضرت اللہ تعالیٰ کی مدد سے واصل کر دیتے ہیں۔ مشابہت کا لفظ جو عربی میں تھا مولوی...... صاحب سے نہیں پڑھا جاتا تھا۔ میں ان کو بتاتا تھا۔ کہ بھئی پڑھتے کیوں نہیں۔ حضرت سے مشابہت پیدا کرنے والا مضمون رقعہ عربی میں تھا۔

۷ کل رات میں نے خواب میں دیکھا کہ مولوی ...... صاحب مجھ سے کہہ رہے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک جہاز پر لوگ سوار ہیں اور اس کا ناخدا میں ہوں۔ میں خواب میں ان سے کہتا ہوں کہ یہ خواب حضرت سے ضرور بیان کیجئے۔ حضرت اس کی تعبیر انشاء اللہ بہت اچھی دیں گے۔ اور اس جہاز میں نہ مشین تھی نہ تار نہ مستول نہ دھواں تھا۔ اس کے چلنے کی صورت یہ تھی کہ طول کے دونوں کناروں پر پیر رکھ کر اور کچھ ہاتھوں کے زور سے چلتا تھا آنکھ کھلی تو دیکھنے والا میں تھا۔

تحقیق: اخیر خواب کے معنے یہ ہیں کہ آپ دونوں صاحب انشاء اللہ تعالیٰ طالبین کے قائد ہونے والے ہیں۔ پانچویں خواب کے معنی یہ ہیں کہ شیاطین کے حملوں و وساوس وغیرہا سے انشاء اللہ تعالیٰ حفاظت رہے گی اور بقیہ خواب بالکل ظاہر ہیں۔

حال: کل چاشت کی نماز کے بعد اسم ذات کا ذکر کر کے حسن العزیز پڑھتا پڑھتا سو گیا۔ دیکھتا کیا ہوں کہ میں اور حافظ...... حضرت کے پاس بیٹھے ہیں اور میں بہت ہی بے تکلفی سے جیسے کوئی بے تکلف دوست گفتگو کرتا ہے

حضرت سے گفتگو کر رہا ہوں اور تعجب بھی کرتا ہوں کہ تو تو حضرت کے سامنے بے تکلف تو کیا بہ تکلف بھی کبھی گفتگو نہیں کرتا۔ گفتگو کے درمیان ...... آئے اور حضرت سے کچھ گفتگو کر کے چلے گئے۔ جانے کے بعد حافظ صاحب نے حضرت سے پوچھا...... نہیں آئے میں نے حضرت سے عرض کیا کہ حضرت حافظ ...... صاحب پر محویت طاری ہے۔ حضرت نے فرمایا ہاں بھئی حافظ صاحب کو مقام فنا حاصل ہے۔ میں نے حافظ صاحب سے عرض کیا کہ جناب حافظ صاحب ...... یہیں پر سامنے آئے اور بیٹھے اور گفتگو کی اور چلے گئے اور آپ کو پتہ نہ چلا اس کے بعد کھانا آیا۔ حضرت اور چند اشخاص (جن کی پہچان ان کی طرف متوجہ نہ ہونے کی وجہ سے نہیں ہوئی) کھانے میں شریک ہوئے۔ حضرت میرے ساتھ شریک ہوئے اور سب لوگ جلدی سے فارغ ہو کر علیحدہ ہو گئے۔ مگر میں کھانا بند نہیں کرتا تھا۔ اور کھاتا جاتا تھا۔ دودھ بھی اور شیرینی اور نمکین چیزیں تھیں۔ میں اپنے دل میں کہتا ہوں کہ یا اللہ میری خوراک تو اتنی نہیں تھی اتنا کیوں کھاتا ہوں حضرت فرماتے جاتے ہیں کہ بھئی تم خوب کھاؤ۔ چار چیز نیک کر۔ اور مطلب اس جملہ کا یہ تھا کہ یہ کھانے تو کچھ ایسے عمدہ نہ تھے مگر چونکہ کئی شخص نے مل کر کھایا اس لئے عمدہ ہو گئے۔ مگر حقیقت میں وہ کھانے بہت لذیذ تھے۔ میں نے عرض کیا کہ حضرت کو کی جگہ ''کرو'' (یعنی ایک کی جگہ جمع کا صیغہ فرمایئے) کر دیجئے۔ حضرت نے فرمایا کہ اچھا ''کرو'' کر دو۔ مطلب یہ تھا کہ اس کے ساتھ خصوصیت نہ رہے بلکہ چار شخص ہر چیز کو عمدہ کر سکتے ہیں۔

اس کے بعد میں نے مولوی صاحب کو مخاطب کر کے کہا کہ مولوی صاحب دیکھئے حضرت نے یہ قاعدہ مقرر کر دیا ہے کہ چار چیز نیک کند۔ مطلب میرا یہ تھا کہ انہیں تسکین دے دوں۔ کیونکہ انہیں اپنے متعلق اطمینان نہیں۔ اگر مگر لگاتے ہیں اور یوں کہتے ہیں کہ میں تو ابھی چند ہفتہ گزرے کہ اپنے کو منافق سا سمجھتا تھا۔ مخاطب کرنے سے میرا مطلب یہ تھا کہ جناب مولوی ...... صاحب کو کشف ہوا کہ مولوی ...... صاحب کو بارگاہ اشرفی سے لالٹین ملی۔ میں نے دیکھا کہ حضرت سرمد رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی سے مشابہ ہیں۔ ایسا ہی مولوی ...... صاحب نے کچھ دیکھا اور سب کا حضرت نے اچھا جواب لکھا۔ غرضیکہ چار کا عدد پورا ہو گیا۔ اطمینان رکھو تعبیر سے سرفراز فرمائیں۔

تحقیق: انشاء اللہ تعالیٰ جتنوں کا اس خواب میں ذکر ہے سب کی کامیابی کی علامت ہے۔

حال: اب دو چار خواب لکھتا ہوں جو پچھلے پرچہ کے بعد نظر آئے ہیں۔

① حضرت نے مجھے کئی قسم کے عطر عنایت کئے جن کو میں استعمال کر کے اور کچھ ہاتھ میں لے کر مسجد میں بیٹھا اور بہت تیز اور بہت عمدہ خوشبو ہے۔

تحقیق: انتفاع و نفع کی بشارت ہے جس کا مصداق اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کر کے اس وقت بتا دیتا ہوں۔ میرے نزدیک آپ بیعت کی اجازت و تعلیم و تلقین کے اہل ہیں۔ خدا کے نام پر مخلوق کی خدمت کیجئے۔ اور اپنے خاص خاص احباب سے اس کو ظاہر کر دیجئے۔

حال: ۲ میں مکان پر گیا ہوں اور لوگوں نے مجھ سے کہا کہ تم نماز پڑھاؤ۔ جب میں امامت کے لئے کھڑا ہونے لگا تو تکبیر تحریمہ سے پہلے میری زبان سے ایک دفعہ لفظ اللہ ایسا نکلا کہ سر سے پیر تک ہلا دیا۔ خیر پھر اپنے کو سنبھال کر تکبیر تحریمہ کہی۔ اس کے بعد ایسی بے خودی ہوئی کہ زمین پر گر گیا۔

تحقیق: اس کی تعبیر جمع بین الظاہر والباطن (یعنی ظاہر و باطن کے ایک ساتھ ہونے کی) ہے۔

حال: ۳ دیکھا کہ ایک مردار ہے اسے بہت سارے گدھ جمع ہو کر کھا رہے ہیں۔ میں نے سب کو اڑایا اور سب اڑ گئے۔ مگر دو چار پھر واپس آئے۔ میں نے نفرت کے لہجہ میں کہا کہ کیسے کھاتے ہیں۔ خدا کا شکر ہے کہ ہم اس سے محفوظ ہیں۔

تحقیق: بری دنیا کی شکل دکھلائی گئی۔

حال: ایک جگہ چند درخت ہیں جو بہت ہی کانٹے دار ہیں۔ میں اس میں چلا گیا تھوڑی دیر تک رہا اور چلا آیا۔ مجھے کانٹے نہیں چبھے صحیح و سالم چلا آیا۔ کوئی کہنے والا کہتا تھا کہ گنہگار کو خدا کے عذاب کو ایسا ہی گھیرے ہوئے سمجھنا چاہئے۔ جیسے یہ کانٹے دار درخت چاروں طرف سے ہیں جدھر پیر رکھا جائے اور جدھر ہاتھ پھیرا جائے کانٹے ہی پڑتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے عذاب کی یہ مثال سن کر میں بہت رویا تعبیر سے سرفراز فرمائیں۔

تحقیق: معاصی و عقوبات (گناہوں اور گھاٹیوں کی) مثالی شکل دکھائی گئی۔

حال: حضرت والا مدظلہم بعد السلام علیکم ورحمۃ اللہ عرض ہے کہ بندہ کو جب اللہ تعالیٰ سے ملنے کی زیادہ بے چینی ہوئی اور سو گیا۔ خواب میں دیکھا کہ بدن پر زلزلہ سا ہے اور قلب اور آنکھوں سے ذات حق کی تجلی بغیر کسی خاص شکل و صورت کے ہوئی مگر اس سے سیری نہیں ہوئی (یعنی پیاس نہ بجھی) تو فوراً اس پہلی حالت سے زیادہ واضح تجلی ہوئی۔ مگر اس سے بھی سیری نہیں ہوئی تو تیسری بار دوسری دفعہ سے بھی زیادہ واضح تجلی ہوئی۔ مگر اس سے بھی سیری نہیں ہوئی یہاں تک کہ پانچ یا سات بار تجلیات کا ظہور ہوا۔ اور ہر بار بے چینی اور شوق زیادہ ہوتا گیا۔ مگر سیری نہیں ہوئی۔ یہاں تک کہ آنکھ کھل گئی۔ عرض ہے کہ اس خواب کی تعبیر کیا ہے۔

تحقیق: اس طرف اشارہ ہے کہ طبعی سیری تنزیہ میں نہیں ہوتی۔ صرف تشبیہ ذات حق پر ناممکن ہے اس لئے سیری کی طلب کرنا محال چیز کی طلب کرنا ہے۔ والنعم ما قیل فیہ ؎

دلا رام در بر د لا رام جو ❁ لب از تشنگی خشک و برطرف جوئی

ترجمہ: ”محبوب گود میں ہے اور محبوب کو ڈھونڈھ رہے ہیں۔ نہر کے کنارے پر ہیں اور ہونٹ پیاس سے خشک ہیں۔“

وایضا قیل ؎

مصلحت نیست مراسیری ازاں آب حیات ❁ ضاعف اللہ بہ کل زمان عطشی

ترجمہ: ”میرا اس آب حیات سے سیراب ہو جانا اچھا نہیں ——— بڑھتی رہے فضل خدا سے یہ پیاس ہر دم یونہی۔“

چونکہ کبھی کبھی شدت شوق میں ایسی ہوس پیدا ہوتی ہے جو سنت کے خلاف ہے۔ لہٰذا اس کی اصلاح رحمت ہے اور آخرت میں چونکہ طبیعت کے خواص بدل جائیں گے لہٰذا مرتبہ تنزیہ کا مرتبہ بھی تسلی بخش ہو جائے گا اور اسی مرتبہ کے مناسب رویت بھی ہوگی۔

حال: بہت دن ہوئے خادم نے یہ خواب دیکھا تھا کہ کوئی شخص میرے پاس آیا اور مجھ سے مصافحہ کیا تو میں نے دیکھا کہ ان کے ہاتھوں پر بال ہیں۔ میں نے پوچھا کہ آپ کون ہیں تو یہ جواب دیا کہ میں جنات کی قسم ہوں۔ اس کے بعد (اس) محتاج نے مکرمی منشی ...... رامپوری مرحوم کو دیکھا کہ وہ میرے پاس تشریف لائے۔ خادم کے سینہ پر کلام مجید رکھا ہے۔ ان سے یہ عرض کیا کہ میرے سینہ پر سے کلام مجید اٹھا کر صندوق پر رکھ دو۔ اسی دن سے خادم کی حالت بہت ہی ردی ہے۔ نماز پڑھتے ہوئے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کوئی یہ کہہ رہا ہے کہ ایسی نماز سے کیا فائدہ جس سے حق تعالیٰ کی بے ادبی ہو۔ نہ مجھ سے کلام مجید پڑھا جاتا ہے۔ غرض دعا کا امیدوار ہوں۔

اگر جناب والا فرمائیں تو حاضری کے لئے تیار ہوں اگرچہ کمزوری کی وجہ سے میری حالت ایسی نہیں کہ سفر برداشت کرسکوں خشکی حد سے زیادہ ہے اجابت کئی کئی روز نہیں ہوتی۔ ارنڈی کا تیل پیتا ہوں تب اجابت ہوتی ہے۔ اس جسمی تکلیف کا تو خیال نہیں جتنا اپنی اس حالت کا رنج اور ملال ہے۔ براہ بندہ پروری اگر فرمائیں تو خادم واپسی پر خدمت عالی میں حاضر ہو۔ یا جیسا حکم ہو تعمیل کروں۔ مجھے اپنی حالت پر حد سے زیادہ افسوس ہے۔

تحقیق: کچھ افسوس کی بات نہیں۔ یہ منجانب اللہ امتحان ہے بس اپنے کام میں لگے رہیں خواہ جی لگے یا نہ لگے۔ امتحان میں پورا اترنا یہی ہے (کہ کام میں جی چاہے نہ چاہے لگے رہیں) انشاء اللہ تعالیٰ بہت جلد حالت درست ہو جائے گی۔ ایک ہفتہ کے بعد پھر اطلاع دیں۔

سؤال: رمضان شریف کے اندر ابر وغبار کی وجہ سے دو روزوں کے افطار میں شک تھا کہ شاید غروب سے پہلے

افطار ہوگیا ہے خواب میں معلوم ہوا کہ بے شک وہ افطار غروب سے پہلے ہی تھا۔ ارشاد فرمائیں کہ ان (روزوں) کی قضا ادا کروں یا نہ۔

جواب: خواب سے کوئی حکم ثابت نہ ہوگا اگر افطار سوچ بچار کر کیا ہے تو قضا نہیں۔ لیکن اگر کوئی مزید اطمینان کے لئے قضا رکھ لے۔ تو خرابی کچھ نہیں۔ دوسروں پر ظاہر نہ کرے کہ وہ خواب سے حجت پکڑنے لگیں گے۔

حال: خواب: حضور والا ایک عالی شان مکان میں ہیں طالب علموں کو درس دے رہے تھے۔ بندہ فاصلہ پر تھا۔ حضور کے تشریف رکھنے کی بندہ کو اطلاع نہ تھی۔ اور تحصیلدار...... مسجد کے نمازی ہیں۔ ان صاحب نے میرا ہاتھ پکڑ کر دور سے دکھا کر کہا کہ ہمارے پیرومرشد یہاں آئے ہیں ملاقات سے مشرف ہوآؤ۔ ان کے کہنے سے بندہ نے بہت ہی خوشی سے حضور کی خدمت بابرکت میں آ کر السلام علیکم کہا۔ حضور والا نے وعلیکم السلام فرما کر بندہ سے مصافحہ کے لئے دونوں ہاتھ بڑھائے۔ حضور کو اپنے دست مبارک بڑھاتے دیکھ کر بندہ بہت پریشان ہو کر اسی وقت قدم مبارک کو ہاتھ لگا کر قدم بوسی (پیروں کو بوسہ دینے) سے مشرف ہوا بندہ کو قدم بوسی سے شب و روز نہایت خوشی وفرحت رہی ہے حضور مصافحہ نہ کرنے سے پریشانی ہے۔

تحقیق: پریشانی کی بات نہیں۔ چونکہ میں نے ابھی آپ کو بیعت نہیں کیا تھا۔ مگر آپ اتباع کرنے لگے۔ تو اتباع کرنے کو پیر کے ساتھ تعلق کی شکل میں کہ محاورہ میں قدم بقدم چلنا کہتے ہیں۔ معیت نہ ہونے کو ہاتھ کے ساتھ تعلق نہ ہونے کی شکل میں دیکھا کہ عادۃً بیعت مصافحہ بالید (ہاتھ ملانے) سے ہوتی ہے۔ سو اب توکلا علی اللہ (اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کر کے) آپ کو بیعت بھی کئے لیتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ برکت فرمائے۔

حال: اپنی بداعمالی پر غور کر کے شعر احب الصالحین ولست منہم الخ اور ؎

گر نیک ہیں یا بد ہیں پھر آخر ہیں تمہارے ❁ نسبت بہت اچھی ہے اگر حال برا ہے

کو پڑھ کر اپنے کو تسلی دیتا ہوں اور دنیا میں جلد نتائج کے حاصل ہونے کے بارے میں حضرت مولانا العارف رومی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ کے اشعار ذیل سے بہت اطمینان ہوگیا ہے ؎

چارہ می جوید پے من درد تو ❁ می شنودم دوش آہ سرد تو
مے توانم ہم کہ بے ایں انتظار ❁ رہ نمایم واد وہم راہ گزار
تا ازیں طوفاں دوراں وارہی ❁ برسر گنج و صالم پانہی
لیک شیرینی و لذات مقر ❁ ہست بر اندازہ رنج سفر
آنگہ از فرزند و خویشاں برخوری ❁ کز غریبی رنج و محنتہا بری

ترجمہ

❶ (خود) تیرا درد میرے ملنے کی تدبیر کر رہا ہے (اس لئے اس درد کو اچھا سمجھ چنانچہ) کل میں تمہاری ٹھنڈی آہ سنتا تھا۔ (مطلب یہ ہے کہ دیکھو درد کی وجہ سے آہ نکلتی ہے تو اس کے ذریعے مجھ تک شنوائی ہوئی۔

(مفتاح دفتر ۳ ص ۶۵۰)

❷ بے شک میں ایسا کر سکتا ہوں کہ اس (جدائی کے درد اور) انتظار (کی مصیبت) کے بغیر مل جاؤں (اور) تجھے آنے کا راستہ دکھا دوں۔

❸ تا کہ تو زمانے کے اس چکر سے چھوٹ جائے اور میرے وصال کے خزانے پر پاؤں رکھے۔

❹ لیکن ٹھکانے پر پہنچنے کی لذت اور مزے سفر کی تکلیف کے اندازے پر ہیں۔ (یعنی ہم سے ملنے میں جتنی تکلیف اٹھاؤ گے اتنا زیادہ لطف اٹھاؤ گے)۔ (مفاتح دفتر ۳ ص ۶۵۰)

❺ تو اپنے وطن اور رشتہ داروں (کے دیدار) سے اس وقت فائدہ اٹھائے گا جب کہ بے وطنی کی تکلیف اور مصیبتیں برداشت کرے گا۔

کئی دفعہ خواب میں دیکھا ہے کہ حضور احقر سے بہت خوش ہیں اور خاص احقر ہی کو مخاطب بنا کر تنہا دیر تک گفتگو فرمائی ہے۔ احقر بھی بلا خوف و تکلف حضور سے بات چیت کرتا ہے۔ مگر یاد نہیں کہ کیا گفتگو تھی۔ ایک دن یہ خواب نظر آیا کہ حضور والا نے سب ذاکرین کی دعوت فرمائی ہے اور دعوت میں فیرنی یا اسی قسم سے دوسری کوئی چیز سفید کھلا کر شربت چینی پلایا گیا ہے احقر بھی مدعو تھا۔ مگر ایک دکان پر کھانا کھا کر ذرا سب سے پیچھے گیا تو حضور احقر کا شدت سے انتظار فرما رہے تھے اور پوچھا کہ اب تک کہاں تھے۔ میں نے بیان کیا کہ کھانا کھانے لگے۔ جناب نے اس کے بعد وہ پیالہ میں کی چیز دی۔ اس کو کھایا اس کے بعد شربت پلایا۔

ایک دن دیکھا کہ میں مکان پر ہوں اور ایک تالاب پر ہوں اس تالاب میں ایک سوراخ تھا جس کے اندر ایک اژدہا تھا۔ میں نے مارنے کا قصد کیا مگر وہ اتنا بڑا تھا کہ دیکھ کر میں ڈر گیا۔ اتنے میں بڑے بھائی نے ایک لاٹھی ماری۔ وہ کود کر زور سے میرے پاؤں میں کاٹ کر بھاگ گیا۔ اسی طرح دوسرا اژدہا نظر آیا۔ مگر یہ دوسری قسم کا تھا۔ اس نے بھی مجھ پر حملہ کر کے زخمی کیا۔ مگر مجھ کو کچھ بھی زہر محسوس نہیں ہوا۔ دوسرے لوگ اس کی تکلیف پر تعجب کرتے تھے اور سب واپس چلے گئے۔

ایک دن دیکھا کہ حضور مجھ کو رخصت کرنے لگے اور فرمانے لگے کہ اب تم جاؤ گھر کا انتظام دیکھو اور معمول بتا دیا کہ اس کو پڑھا کرنا۔ تو میں بہت زار زار روتا تھا اور کہتا تھا کہ مجھے ایک ہی وقت کھانا دیجئے گا مگر یہیں رہنے

دیجئے میری یہ آزادی جاتی رہے گی۔ حضور کی جدائی کی تکلیف نہ برداشت کرسکوں گا مگر حضور نے نہیں مانا آخر مجبور ہو کر مکان چلا گیا۔ اگر خواب مذکورہ احقر کے حق میں کچھ اچھی تعبیر رکھتے ہوں تو ارشاد فرمایا جائے جس سے ایک قسم کی تسلی ہو جائے اور آگے بڑھنے میں حوصلہ افزائی ہو۔

تحقیق: سب خوابیں مبارک ہیں۔ انشاء اللہ پورے نفع کی بشارت ہے۔

حال: احقر کے اصلاح اخلاق واعمال کی طرف توجہ فرما کر خداوند کریم سے دعا فرمائیں کہ خدا جلد اصلاح کر دے۔

جواب: اللہ مزید اصلاح فرمائے۔

حال: ایک ذاکر نے اپنا ایک خواب بیان کیا کہ تہجد کی نماز کے بعد چاند کے دائرے میں اللہ کا نام بہت خوش خط لکھا ہوا ہے اور میں اسے دیکھ کر ذکر کرتا ہوں۔ اس کی تعبیر کیا ہوگی۔

تحقیق: ہم لوگوں کا خواب ہی کیا۔ بالفرض اگر یہ خواب ہو تو تعبیر یہ ہوسکتی ہے کہ چاند سے مراد قلب ہو اس پر اللہ کے نام کا اثر ہو۔

حال: ایک دن یہ بیان کیا کہ ایک دن ذکر کے اخیر میں بس ہچکی سی بندھ گئی۔ یعنی جو لفظ زبان سے کہتا تھا وہی لفظ دل سے دھکے کے ساتھ نکلتا تھا اور یہ حالت دعا کے ختم تک رہی۔ یہ بھی تحقیق فرما کر مطلع فرمایا جاؤں۔

تحقیق: (قوت) متخیلہ کے حرکت میں آنے سے اعضا پر یہ اثر پہنچا محمود ہے کمال نہیں۔

حال: کمترین نے تین چار بار خواب میں یہ دیکھا کہ ایسے مکان میں ہے جہاں تمام غلاظت ہے۔ کمترین ایڑی کے بل چل رہا ہے اور راستہ ڈھونڈ رہا ہے اور ملتا نہیں جس سے کمترین کو بار بار یہ خیال آتا ہے کہ اصلاح نہ ہوگی۔ انہیں منکرات میں گرفتار رہے گا۔

تحقیق: توبہ ہم لوگوں کے خواب ہی کیا خاص طور پر جب مزاج طبعاً معتدل بھی نہ ہو۔ دوسرے اس تعبیر ہی کی کیا دلیل کیا اس میں یہ اشارہ نہیں ہوسکتا کہ اللہ تعالیٰ ان سب غلاظتوں سے بچا دے گا۔ چنانچہ ایڑی کے بل چلنا بچنے ہی کے لئے ہوتا ہے۔

حال: پرسوں میں نے ایک خواب عجیب حیرت انگیز دیکھا۔ معلوم نہیں کہ اس کی حقیقت ہے یا صرف حدیث النفس (جی کی بات) ہے میں نے دیکھا کہ جنت ہے اور اس کے درجے اس طرح ہیں کہ جنت کے اندر جنت ہے اور ہر درمیان کا درجہ درجہ محیط سے بلند ہے۔ پہلے مجھ کو داخل ہونے میں تردد ہوا کہ حق تعالیٰ کی اجازت کے بغیر کیسے جاؤں۔ پھر میں نے جی میں کہا کہ اگر کوئی روکے گا تو رک جاؤں گا۔ میں کسی کی مزاحمت کے بغیر اندر

چلا گیا۔ ایک درجہ میں میں نے رادھا کو دیکھا اور غالباً رام و کنہیا و صاحبوں کو دیکھا۔ اتنا خوب یاد ہے کہ ہنود کے پیشوا یہ دونوں صاحب تھے۔ پھر میں چلا آیا تو کشن سے ملاقات ہوئی۔ میں نے دریافت کیا کیا آپ بت پرست تھے انہوں نے انکار کیا۔ میں نے پوچھا پھر آپ کیا کرتے تھے۔ ہاتھ سے انہوں نے اشارہ ستار کی طرف کیا۔ میں نے پوچھا ماس (گوشت) کھانا کیسا ہے۔ اس پر وہ ناراض ہوئے میں نے کہا آپ ناراض کیوں ہوتے ہیں۔ ہم سے اگر کوئی پوچھے کہ سور کھانا کیسا ہے تو ہم کہیں گے حرام ہے۔ پھر انہوں نے یورپ جانے کا ارادہ ظاہر کیا۔ میں نے پوچھا یورپ کے جھگڑوں کا کب خاتمہ ہوگا۔ انہوں نے کہا ایک سال میں۔ میں نے پوچھا ترک رہیں گے انہوں نے کہا تم کو کیا پڑی ہے۔ میں نے کہا وہ ہمارے بھائی ہیں تو کہا رہیں گے۔

دوبارہ عرض ہے کہ عام مسلمانوں کی جگہ میں میرا بھی ٹھکانا تھا۔

تحقیق: مجھ کو تعبیر سے مناسبت نہیں خود بخود جو خیال میں آیا عرض کرتا ہوں۔ جس درجہ کی روایات سے ان لوگوں کی ضلالت کا خیال بیٹھا ہوا ہے۔ خواب جس سے کہ اس کے خلاف معلوم ہوا اس کا درجہ بھی ان (روایات) سے زیادہ نہیں۔ پس دونوں باتوں کا حاصل یہ نکلا کہ نہ ان کے ہدایت یافتہ ہونے کا یقین کرے اور نہ اس کی ضد کا یقین کرے۔ عجب نہیں کہ اس رویا سے اسی پر تنبیہ کی گئی ہو۔ اس سے مقصود زبان کے لمبا ہونے (زیادہ باتیں کرنے) سے روکنا ہو۔ اور ممکن ہے آلات موسیقی کا حرام ہونا پہلی والی ملتوں میں نہ ہو۔ گوشت کے سوال پر ناراضی ممکن ہے۔ کہ اس وجہ سے ہو کہ حلال چیز میں کیوں شبہ کیا جائے۔ باقی آپ کی تشبیہ دوسرے سوال کے ساتھ یہ حدیث النفس (جی کی بات) ہے۔ یورپ اور ترکوں کا قصہ واللہ اعلم اور عامہ مسلمین کے درجہ میں دیکھنا ممکن ہے۔ کہ باعتبار حال کے ہو جو مساکین کے ساتھ بیٹھنے کی صورت ہو اور جزا و مال (بدلہ اور مستقبل) اس سے افضل ہو۔

حال: بندہ حضرت مولانا شدہ عبدالرحیم صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کا خادم ہے۔ عرصہ تک حضرت کی خدمت میں رہا ہے۔ حضرت کی بہت عنایت تھی۔ حضرت کے ارشاد کے موافق حسب توفیق پڑھتا ہوں۔ حضرت والا سے بھی دلی سچی عقیدت ہے۔ حضرت کی حیات میں حاضر بھی ہوا ہوں۔ مولوی ظفر احمد صاحب و منشی ریاض الدین صاحب جناب کے خدام میں سے بندہ کو جانتے ہیں۔ پیر کے روز دوپہر کے وقت خواب دیکھا کہ کسی مقام پر مسجد میں بعد نماز امام مسجد یہ فرما رہے ہیں کہ جو شخص جنتی ہونا چاہے وہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب سے مرید ہو جائے۔ اپنے آپ کو امام کے قریب پاتا ہوں۔ خواب کی حالت میں حافظ مولوی واجد علی صاحب رائے پوری جو ایک دوست ہیں۔ ان کو امام سے مخاطب دیکھتا ہوں کہ وہ کہہ رہے ہیں کہ مرید ہوتے ہی جنت

میں چلا جائے گا۔امام صاحب نے فرمایا کہ فوراً ہی چلا جائے گا تو جسے زمین پر چلتا ہوا جنتی دیکھنا ہو تو اس کو دیکھ لے۔

فقط اپنا جہاں تک خیال ہے یہ خواب ہے خیال نہیں ہے۔اگرچہ اس کان کھانے کی ضرورت نہیں تھی۔لیکن دل نے نہ مانا۔لہٰذا عرض ہے کہ اگر اس میں بندہ کے لئے ہدایت ہے تو اسی عریضہ کو بیعت کی درخواست سمجھنا چاہئے۔حضرت قطب العالم مولانا گنگوہی رحمہ اللہ تعالیٰ سے بیعت ہوں مگر کام نہ کر سکا۔افسوس ہے دعا فرمائیں۔

تحقیق: آپ کی اگرچہ صورت میرے ذہن میں اس وقت نہیں مگر میں اچھی طرح پہچانتا ہوں اور محبت بھی رکھتا ہوں۔اگر یہ واقعہ غلبہ حسن ظن کے سبب خیال نہیں ہے بلکہ خواب ہے تو تعبیر اس کی ظاہر ہے کہ بزرگوں کی دعا کی برکت سے مجھ کو اتباع سنت کی تعلیم کا خاص اہتمام ہے وہ یقینی جنت کا راستہ ہے۔باقی خاص طریقہ سے بیعت ہونا میرے نزدیک یہ مراد نہیں۔سنت کی طرف بلانے والے سے تعلق و اتباع بھی مرید ہونا ہی ہے اگر آپ مجھ سے خدمت لیں۔عذر نہیں۔

حال: گذارش حال یہ ہے کہ خادم جس زمانہ میں جناب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہونے کی دعا کرتا تھا۔اس زمانہ میں ایک شب خواب میں سنا کہ کوئی کہتا ہے "ما ارید لما یرید" (میں اس بات کا ارادہ نہیں کرتا جس کا بندہ ارادہ کرتا ہے) اس خواب کی مدت تو خادم کو یاد نہیں ہے۔اطلاعاً تحقیق کی امید کی وجہ سے پیش خدمت ہے۔

تحقیق: اس عربی عبارت کا ترجمہ یہ ہے کہ "میں اس بات کا ارادہ نہیں کرتا جس کا بندہ ارادہ کرتا ہے۔" میرے نزدیک اس میں تعلیم تھی کہ زیارت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی تمنا جو پوری نہیں ہوئی۔اس سے دل ٹوٹے ہوئے نہ ہوں۔ہم وہی کرتے ہیں جو رحمت اور حکمت ہوتی ہے۔یہ ضروری نہیں کہ جو بندہ چاہے ہم وہی کریں یہ وہی مسئلہ ہے جو میں کہا کرتا ہوں کہ جو امر بندہ کے اختیار میں نہ ہو اس کا ہر پہلو خیر ہے۔نہ اس کے پیچھے پڑ نہ اس کو مقبولیت یا مردودیت کی علامت سمجھو۔تربیت السالک کو غور سے نہ دیکھنے سے غالباً ابھی یہ غلطی آپ کی ختم نہیں ہوئی۔

حال: حال میں ایک واقعہ ہوا جس سے البتہ کچھ کمی ہوگئی۔وہ یہ کہ ایک رات خواب میں دیکھا کہ میں بیمار ہوں اور یوں کہہ رہی ہوں کہ افسوس مجھ کو یہ کیا ہوگیا کہ ہندوؤں کے عقیدے دل میں آتے جاتے ہیں اور ایمان سے (نعوذ باللہ) دل خالی ہوا جاتا ہے۔اگر موت آ گئی تو کیا ہوگا۔دل میں ایک عجیب کیفیت تھی گویا کوئی چیز دل سے نکل رہی ہے جاگنے کے بعد زاید پریشانی نہ تھی لیکن عصر کی نماز میں اچانک خواب یاد آیا اور اتنا صدمہ و پریشانی

ہوئی کہ بیان سے باہر ہے۔ نماز کے بعد خوب دعا مانگی کہ میرے ایمان کی یا اللہ آپ ہی حفاظت فرمائیے۔ اس سے کچھ سکون ہوگیا۔ مگر رات کو سونے کے وقت تک یہ حالت رہی پھر صبح کچھ نہ تھا۔

آج پھر عصر کی یعنی دوسرے نماز میں وہی خواب یاد آیا اور پہلے سے بھی زاید خراب حالت ہوئی کہ زندگی بھی بری معلوم ہوتی ہے۔ موت سے بھی سخت وحشت ہوتی ہے۔ مشکل سے نماز پوری کی۔ اس وقت حق تعالیٰ نے دل میں یہ بات ڈالی کہ یہ سب شیطان کی حرکت ہے فوراً بائیں جانب تھتکارا اور کہا جا دور ہو۔ میرے ایمان کا اللہ پاک محافظ ہے تو کچھ نہیں کرسکتا۔ الحمدللہ ابھی حالت درست ہوگئی۔ اگرچہ اثر دیر تک رہا۔ پھر بفضلہ یہ مصیبت کبھی پیش نہیں آئی لیکن ابھی جب خیال آتا ہے تو خوف معلوم ہوتا ہے۔ مسلسل حسن خاتمہ کی دعا کرتی ہوں اور جناب والا سے بھی دعا کی ملتجی ہوں۔

تحقیق: خیر اس خواب میں بھی ایک خیر کا پہلو تھا۔ "عسی ان تکرھوا شیئا وھو خیر لکم" (کبھی تم کسی چیز کو ناگوار سمجھتے ہو مگر وہ تمہارے لئے خیر ہوتی ہے) اگرچہ شیطان کی طرف سے غمگین کرتا تھا مگر

عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد ؏

کہ اگر اللہ چاہے تو دشمن بھی خیر کا سبب ہو جاتا ہے۔

حال: بندہ بفضلہ تعالیٰ اور دعائے حضور والا سے اپنا کام کر رہا ہے مگر عرض یہ ہے آج کل تکلیفوں اور حضرت والا کی جدائی کی پریشانی کی وجہ سے حالت بہت ہی ابتر ہو رہی ہے۔ دوبارہ کچھ قبض ہو رہا ہے۔ انہیں تفکرات اور پریشانیوں میں تھا کہ ایک رات کو جو بندہ سویا تو یہ خواب دیکھا کہ بندہ نے گاجر کا حلوا تیار کیا ہے اور مع دیگچی کے تمام کا تمام حضور والا کی خدمت عالیہ میں پیش کیا۔ حضرت والا اپنی سہ دری میں تشریف فرمائیں۔ حضور نے دیگچی میں سے ہی حلوا نوش فرمانا شروع کیا بندہ پاس بیٹھا ہے۔

حضور والا نوش فرما ہی رہے تھے کہ بندہ نے خانقاہ کے دروازہ کی طرف دیکھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت والا گنگوہی مولانا رشید احمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ اور پندرہ بیس آدمی اور سفید کپڑے پہنے ہوئے بہت بزرگ ساتھ ہیں چاروں طرف یہ لوگ اور بیچ میں حضرت گنگوہی ہیں۔ میں دیکھ کر فوراً کھڑا ہوگیا اور حضرت والا سے عرض کیا کہ مولانا گنگوہی تشریف لائے۔ حضور والا بھی کھڑے ہوگئے اور دروازہ کی طرف تشریف لے چلے۔ اتنے میں حضرت گنگوہی رحمہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو دیکھا تو اور آدمیوں کے بیچ میں سے آگے بڑھے یعنی جلدی سے حضرت کی طرف لپکے اور ادھر آپ بھی جلدی سے چلے تو اب دونوں خوب گلے لگ کر ملے معانقہ کیا۔ اس وقت بندہ نے دیکھا تو حضور والا سبز چوغہ پہنے ہوئے ہیں نہایت خوبصورت اور حضرت گنگوہی خود رنگے یعنی

شتری رنگ کا چوغہ پہنے ہوئے ہیں۔

اس کے بعد حضرت گنگوہی نے حضرت والا کو ایک کوئی ٹوکرے کے قسم سے ایسا قبہ سا بنا ہوا اونچا سا اور چاروں طرف اس کے کپڑا لگا ہوا اور ایک طرف جیسا کہ دروازہ ہوتا ہے دروازہ ہے عطا فرمایا۔ حضرت والا نے حضور گنگوہی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی سے لے کر فوراً بندہ کو عطا فرما دیا اور فرمایا خانقاہ کے دروازہ سے باہر فوراً لے جا۔ بندہ لے کر دروازہ سے باہر جا کھڑا ہوا۔ اب دیکھتا ہوں کہ تو اس کے اندر طرح طرح کے پھل اور میوہ جات ہیں۔

اب میں سوچتا ہوں کہ اب میں کیا کروں اور ادھر جناب مکرمی مولوی شبیر علی صاحب بندہ کی طرف دیکھ رہے ہیں اور اشارہ کر رہے ہیں کہ مجھ کو بھی اس میں سے کچھ دیں۔ میری طبیعت بھی چاہ رہی ہے کہ یہاں آ کر لیں ایک پھل اس میں سے بندہ نے کھایا ہے۔ اب دونوں گھروں میں اس کی تقسیم کی فکر ہوئی ہے تو طبیعت نے یہ فیصلہ کیا کہ سب کا سب بڑے گھر میں پہنچا دو اور عرض کرو کہ برابر تقسیم حضرت بڑی پیرانی صاحبہ کر دیں گی۔ اتنے میں بندہ بیدار ہو گیا۔ حضور والا ارشاد فرمائیں۔

تحقیق: مبارک خواب ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ دینی نفع کی بشارت ہے۔

ایک اجازت یافتہ کا خط

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عرض یہ ہے کہ امروہہ میں ایک مساۃ ہیں وہ بندہ سے بیعت ہیں اور بہشتی زیور وغیرہ حضرت والا کی کتابیں نیز ترجمہ کلام اللہ بندہ سے حرفاً حرفاً پڑھا ہے۔ پہلے ایک شیخ کی مرید تھیں۔ صوم و صلوۃ (نماز روزہ) کے علاوہ اوراد و وظائف بھی پڑھتی رہتی ہیں۔ بہت سی لڑکیاں اور بڑی بڑی بی بیاں ان سے پڑھتی ہیں۔ کسی سے کچھ معاوضہ نہیں لیتیں۔ پڑھنے کے ساتھ ہی اپنے اعمال بھی درست کرتی جاتی ہیں۔

ان کا یہ خواب ہے کہ میرے پاس خواب میں ایک شخص ایک تختی لایا وہ میرے سامنے پیش کر کے کہتا ہے کہ اسے پڑھو۔ میں نے پڑھا تو اس میں یہ لکھا ہوا تھا کہ تمہارے دادا پیر مولانا اشرف علی صاحب کی تربیت کی کفالت ہم نے کر لی ہے۔ اللہ میاں بقلم خود۔ اب ان بی بی کا بیان ہے کہ میں نے اس شخص سے جو اس تختی کو لایا تھا پوچھا کہ میں کفالت کے معنی نہیں جانتی کیا ہے۔ جواب دیا کہ ان کی تربیت کا اللہ میاں نے ٹھیکہ لے لیا ہے۔

انہیں بی بی کا یہ خواب ہے کہ ایک بہت بڑا میدان ہے جس کی کوئی ابتدا و انتہا معلوم نہیں ہوتی۔ اس میں سب اولین و آخرین جمع ہیں۔ انبیاء عَلَيْهِمُ السَّلَامُ سے لے کر عام مسلمانوں تک اور یہ مشورہ ہو رہا ہے کہ وعظ ہونا

چاہئے۔ جس شخص کے پاس جا کر یہ عرض کیا جاتا ہے وہ یہ جواب دیتا ہے کہ ہمارا بیان سارے مجمع کو کافی نہیں ہوسکتا۔ مولانا اشرف علی صاحب کے پاس جاؤ وہ اس کام کو پورا کریں گے۔ چنانچہ حضرت کے پاس لوگ آئے اور عرض کیا۔ حضرت نے یہ فرمایا مجھے خدا کی ذات سے یہ امید ہے کہ میری آواز مجمع کے ابتدائی وانتہائی حصوں میں پہنچ جائے گی۔ مگر میرا خیال یہ ہے کہ میرے بیان سے لوگوں میں تفرقہ ہو جائے اور میں مسلمانوں کی تفریق کا سبب بنوں۔ سب نے بالاتفاق یہ بات سن کر عرض کیا۔ کہ آپ کے بیان سے مسلمانوں میں تفرقہ نہ ہوگا۔ چنانچہ حضرت نے منظور فرما کر بہت بڑا اور عجیب بیان فرمایا اور وعظ کے ختم کے بعد آپ کو چند آدمی بلا کر لے گئے اور کہا کہ جناب کو رسول اللہ ﷺ نے بلایا ہے۔ پھر اسی طرف کو تمام مجمع چلنا شروع ہوا جس طرف حضرت تشریف لے گئے تھے۔ جب اس مکان کے قریب لوگ پہنچتے ہیں اور اسی مکان میں ہو کر حضور ﷺ کے پاس جانے کا راستہ ہے اور اسی مکان کے دروازہ پر جس میں آپ ہیں دو اعرابی (عرب کے دیہات کے لوگ) کھڑے ہوئے ہیں۔ وہ ہر شخص سے پوچھتے ہیں کہ مولانا اشرف علی صاحب کی سند تمہارے پاس ہے جس کے پاس ہوتی ہے اسے اندر جانے دیتے ہیں اور جس کے پاس نہیں ہوتی اسے دھکے دے کر نکال دیتے ہیں۔ اس پر میں بے اختیار کہتی ہوئی تیری طرف چلی (یہ بندہ کی طرف اشارہ ہے) کہ ہمارے بڑے حضرت تو مجدد ہیں۔ میں نے کہا تم بے وقوف ہو بلکہ حضرت رسول نما ہیں انہوں نے کہا کیا مطلب میں نے کہا ان کا مخالف جناب رسول اللہ ﷺ تک نہ پہنچے گا اور مجدد ہونا بھی اس کا ایک جزو ہے۔ اسی گفتگو میں ایک شخص ہم دونوں کو ایک قاضی کے پاس لے گیا۔ قاضی صاحب نے فرمایا کہ تم دونوں سچے ہو پیر مرید کا فرق ہے۔ (وہ کہتی ہیں کہ میں اس پر بھی نہ مانی اور کہا ہم بڑے حضرت سے فیصلہ کرائیں گے) جب آپ کے پاس حاضر ہوئی تو حضرت نے سن کر تبسم فرما کر مجھے بائیں جانب بٹھالیا اور تجھے (یعنی احقر کو) دائیں جانب اس پر میری آنکھ کھل گئی۔

جواب: بشارت در بشارت ورحمت بر رحمت ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ

حال: عرض یہ ہے کہ بندہ مسکین عرصہ سے نہایت شوق رکھتا تھا کہ حضرات اکابر دین اولیاء اللہ تعالیٰ کی صحبت مبارک میں عاجز اپنے اخلاق کی اصلاح کرے تاکہ رضائے رب العالمین حاصل ہو لیکن درسی کتابوں کا پڑھنا رکاوٹ بنا رہا کہ اپنے اکابر فرماتے ہیں کہ تحصیل علوم مقدم ہے اب اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہ مدرسہ دارالعلوم دیوبند میں فراغت حاصل ہو چکی ہے۔ ثم الحمد للہ علی ذلک مگر میری قسمت کہ یہ نعمت عظمیٰ حاصل ہوتے ہی ایک ایسے حادثہ میں مبتلا ہوا کہ حواس پریشان ہو گئے کچھ جنوں جیسے حالات بھی پیدا ہونے لگے۔ اللہ تعالیٰ کے بغیر کوئی

مددگار نہ تھا آزمائش کے شدید ہونے کی وجہ سے طبیعت یکسو نہ رہی فرائض اور سنن موکدہ ہی ہوتے تھے اس کی وجہ تھی کہ میں نے پہلے کبھی ایسی حالت دیکھی نہیں تھی۔ پھر مسکین ہی کے سر پر آ گئی۔

پس خداوند تعالیٰ نے اپنی غیبی امداد سے کسی قدر رہائی عطا فرمائی کہ غنیمت سمجھ کر فکر ہوا۔ کہ اب ضرور اپنے مقصود اصلی کی تلاش کرنی چاہئے۔ بیعت تو میری حضرت مولانا گنگوہی قدس سرہ کے تلمیذ سے جو حضور مولانا مولوی...... صاحب مدظلہم العالی سکنہ ضلع میانوالی ہیں ان سے تھی لیکن جب ذکر اللہ تعالیٰ کی طلب کا وقت آیا تو مسکین نے کئی دفعہ استخارہ کیا اور دعا بھی کی کہ یا اللہ عزوجل ان دونوں حضرات میں سے جس حضرت کی صحبت میں عاجز ناکارہ کا نفع ہو اسی طرف میری طبیعت کو متوجہ فرما دے اور میرے ارادہ کو مستقیم فرما۔ پس حضور ہی کی خدمت عالیہ میں رہنے کا خیال بلکہ ارادہ پختہ ہو گیا۔

دوسرا یہ کہ کثیر التعداد خوابات آتے رہتے ہیں جن کا نمونہ پیش کرتا ہوں۔

❶ ایک دفعہ دیکھتا ہوں کہ بہت عمدہ سجا ہوا وسیع مکان ہے۔ مخلوقات لاکھوں ہیں۔ لباس سب کا سفید براق ہے اور عالی جاہ کے پاس دودھ کے مٹکے بھرے ہوئے پڑے ہیں۔ اپنے ہاتھ مبارک سے لوٹے بھر بھر کر تقسیم فرما رہے ہیں اور مسکین بہت ہی پیاسا ہے۔ حضور سے خوف کی وجہ سے ذرا فاصلہ سے بیٹھ گیا۔ آپ نے مسکین کو اپنی طرف بلایا اور معانقہ فرمایا اور دودھ اتنا پلایا کہ مسکین کا پیٹ بھر گیا۔ آپ نے باقی بھی دودھ عطا فرمایا کہ جو شخص اشتیاق ظاہر کرے اسے دے دینا۔ پھر آنکھ کھل گئی۔

❷ دوسرا خواب یہ ہے کہ مسکین اپنے والد رحمہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ حج کر کے مدینہ طیبہ میں ہم دونوں باپ بیٹے پہنچے۔ جب مسجد نبوی میں گئے تو حضور سرور کائنات ﷺ...... اصحاب کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ تشریف فرما ہیں۔ عاجز تو مشاہدہ کرتے ہی گر گیا۔ آخر ہوش آیا میرے والد کو حضور ﷺ نے بلا لیا اور فرمایا کہ میاں قاری...... آج تو قرآن شریف تم سے سننے کو جی چاہتا ہے۔ پھر والد مرحوم نے ساری سورہ الرحمٰن پڑھ کر سنائی حضور ﷺ بہت خوش ہوئے۔ خوشی میں اپنی چادر مبارک میرے والد مرحوم کو عطا فرمائی اور میرے والد مرحوم نے آنکھوں پر رکھ لی اور درود شریف بہت ہی ذوق سے پڑھنا شروع کیا۔ اس کے بعد میرے والد مرحوم نے اپنے مرشد قطب الاقطاب حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی مدفیوضہم کی خدمت شریف میں عرض کیا کہ یا حضرت اگر اس میرے لڑکے سے کوئی حدیث سنی جاتی تو میرے لئے بہت باعث خوشی ہوتا۔ حضرت حاجی صاحب قدس سرہ نے بارگاہ نبوی میں درخواست کی کہ یا حضرت ﷺ یہ لڑکا قاری...... کا فرزند ہے اور یہ ابھی حدیث شریف پڑھ کر آیا ہے۔ حضرت ﷺ نے مسکین سے بخاری شریف کی ابتدا ہی سے کچھ

پڑھوا کر فرمایا۔ بارک اللہ لک اور معانقہ فرمایا اور فرمایا کہ حاجی صاحب اس کو محی السنۃ المولوی ہندی تھانوی کی خدمت میں بھیج دو۔ پس حضور حاجی صاحب قدس سرہ نے عاجز ناکارہ کو فرمایا کہ جاؤ تھانہ میں میرے بیٹے مولوی اشرف علی صاحب کے پاس رہ کر اللہ اللہ کیا کرو۔ اس کے بعد آنکھ کھل گئی۔

۳ تیسرا خواب یہ ہے کہ حضور ﷺ مسکین سے فرماتے ہیں کہ محی السنہ تھانوی کو میری طرف سے السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہنا اور یہ کہنا کہ تحدیث نعمت اللہ کے لئے ہم فرماتے ہیں کہ آج تمہارے جیسا آدمی ہند میں نہیں ہے۔ احیاء السنہ کے لئے اللہ تعالیٰ نے تمہارے افعال میں برکت رکھی ہے الحمد للّٰہ علی ذلك.

یہ خواب تو وہ ہیں جو مسکین نے پہلے دیکھے تھے۔ اب تھانہ بھون میں مسکین نے جتنا ہو سکے درود شریف محبت اور خلوص سے ہر وقت پڑھنا شروع کیا بحکم حضرت استاذی مولوی...... صاحب مدظلہم یہاں تک کثرت کی ہے کہ اگر کوئی وقت بات چیت میں گذر جاتا ہے تو اس کی تلافی اس طرح کر لیا کرتا ہوں کہ جلدی جلدی درود شریف پڑھتا ہوں۔ چونکہ ہر وقت پڑھتے پڑھتے زبان خشک ہو جاتی ہے تو اس وقت پھر معانی درود شریف پر خیال جما لیتا ہوں۔ غرض یہ نعمت بہت ہی دل میں قیمتی ہے۔ ان دنوں میں رات کو درود شریف پڑھتے پڑھتے بہت ہی غمگین ہو کر سو گیا۔ رات کے آخری حصے میں دیکھتا ہوں کہ حضور ﷺ خانقاہ نشست گاہ حضرت حاجی صاحب قبلہ قدس سرہ میں رونق افزا ہیں۔ بڑی مخلوقات ہے۔ مدرسہ اور مسجد اور اوپر کے مکان سب جگہ بہت زیادہ لوگ ہیں۔ حضور سرور کائنات ﷺ کی دعوت اور ساری مخلوقات کی دعوت حضور نے فرمائی ہے۔ طعام پہلے سرور کائنات ﷺ نوش فرماتے ہیں اور اس کے بعد ساری مخلوقات کھاتی ہے۔ عالی جاہ حضور ﷺ کی خدمت شریف میں عرض فرماتے ہیں کہ یا رسول اللہ! لوگوں کو پیاسا دیکھتا ہوں تو حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ کوئی بڑا برتن لاؤ۔ ایک بڑا برتن لایا گیا اس میں حضور ﷺ نے ہاتھ مبارک بڑھا کر فرمایا کہ اب پلاتے جاؤ۔ یہ حالت تھی کہ دودھ حضور ﷺ کی انگشتان (انگلیوں) مبارک سے چشموں کی طرح بہہ رہا تھا۔ پس آپ برتن بھرتے جاتے ہیں اور جناب مولوی...... صاحب اور حضرت استاذی مولوی...... صاحب و مشفقی مولوی ...... صاحب پنجابی یہ تینوں حضرات آگے مخلوقات کو پلاتے جاتے ہیں۔ حتیٰ کہ ساری مخلوقات سیر ہو گئی اور دودھ بہت باقی تھا۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ اب تم یہ دودھ پلاتے رہنا ہم جاتے ہیں۔ حضور ﷺ کے ساتھ چلنے کے لئے بڑی مخلوقات نکلی تھی۔ ذرا باہر جا کے فرماتے ہیں (ﷺ) کہ تم یہاں کھڑے ہو جاؤ اور اگر کسی کو خاص بات عرض کرنی ہو تو کرے۔ مسکین نے مصافحہ کیا ہاتھ چومے حضور ﷺ نے دریافت فرمایا کہ تمہارے باپ کا کیا نام ہے عاجز نے جواب عرض کیا کہ قاری مرحوم حضور ﷺ نے سنتے ہی مسکین سے معانقہ فرمایا اور

روتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اخی (میرے بھائی یعنی حضرت تھانوی سے فرمایا) محی السنہ یہ ہمارے ایک دوست کے (جونہایت متبع سنت تھے بلکہ جاں نثار تھے ان کے) لڑکے ہیں ان کو اپنی خدمت میں رکھئے گا اس کے بعد حضور ﷺ نے اللہ حافظ فرمایا آخر میں السلام علیکم فرما کر سوار ہو گئے پھر آنکھ کھل گئی۔

بدن پر بہت ہی پسینہ بہتا تھا اور قلب تیزی سے متحرک تھا سرور کی عجیب کیفیت تھی۔ اس خواب کے بعد بھی بہت دفعہ حضور ﷺ کی زیارت فیض بشارت نصیب ہوتی رہی ہے۔ ان زیارات فیض بشارات کی وجہ سے اب درود شریف پڑھنے میں مسکین اکثر اوقات مصروف رہتا ہے۔ یہاں تک محبت بڑھ گئی ہے کہ جس وقت زبان پر خشکی زیادہ معلوم ہوتی ہے اور تکان ہوتا ہے تو معانی درود شریف کا تصور دل میں خوب جما لیا جاتا ہے۔

کثرت درود شریف سے ایک تو نبی کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کے ساتھ محبت اور شوق پہلے کے مقابلے میں بہت ہی زیادہ معلوم ہوتی ہے۔ دوسرے یہ کہ خواب میں زیارات بھی بہت ہوئے ہیں۔ الحمد للہ یہ خوب ہیں اگر مناسب ہو تو تعبیر سے مشرف فرمایا جائے اور فی سبیل اللہ عزوجل ذکر کی تلقین فرمائی جائے۔ ذکر اللہ کا شوق دل میں بہت ہی زیادہ ہے۔ اس نعمت عظمیٰ کے لئے بہت ہی دل چاہتا ہے۔ اسی میں رضاء رب العالمین کا یقین ہے۔ غرض جتنا شوق عرض کرتا جاؤں گا وہ دل ہی سے نکلتا رہے گا۔ لیکن عنوان طلب ذکر اللہ عزوجل کا عاجز ناکارہ کو ایسا نہیں آتا کہ عالی جاہ کو اپنی محبت پر مطلع کر سکوں۔ اس لئے حضور اس مسکین ناکارہ کو ان ہی الفاظ عریضہ پر نظر فرما کر فی سبیل اللہ ذکر اللہ عزوجل تعلیم فرمائیں۔ واجرکم الجزیل عند اللہ الجلیل۔

اللہ سبحانہ تعالیٰ کو حاضر ناظر جان کر مسکین عرض کرتا ہے کہ ان دونوں عرضیوں میں سچا ہوں اللہ تعالیٰ شاہد ہے عالی جاہ اس بڑی قسم اٹھانے کی یہ وجہ ہے کہ چونکہ میری دوسری عرضی میں دنیا کی بات ہے اس سے مسکین کو وسوسہ پیدا ہوا کہ شاید حضور کی طبع مبارک پر تکدر (بوجہ طبیعت پر میلا پن) پیدا ہو جائے اور وہ عاجز ناکارہ کے لئے فیض سے محرومی کا سبب ہو اس لئے اسی خوف سے قسم اٹھائی ہے ساتھ ہی ادب سے عرض ہے کہ فی سبیل اللہ جو گستاخی ہو گئی ہو وہ معاف فرمائی جائے۔

تحقیق: السلام علیکم۔ یہ سب سونے جاگنے کے احوال کے مبارک اور بشارت ہیں دیکھنے والے کے لئے بھی اور جن کو دیکھا گیا ہے ان کے لئے بھی جن میں یہ ناکارہ بھی ”بداں را بہ نیکاں بہ بخشد کریم“ (کہ بروں کو بھی نیکوں کی وجہ سے کریم معاف کر دیتا ہے) کی وجہ سے اس میں کے داخل ہے والحمد للہ علی ذلک۔

تفصیلی تعبیر کی اس لئے ضرورت نہیں کہ خواب بالکل صاف ہیں مجمل یہ ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ استفادہ و

افادہ علی...... السنن کے برکات سب کو نصیب ہوں گے فی الحال آپ قصد السبیل سے دستور العمل عالم فارغ کا شروع کر کے تین روز کے بعد پھر اپنے حالات سے اطلاع دے دیجئے اور میرے مواعظ بھی مطالعہ میں رکھئے انشاء اللہ تعالیٰ نفع ہوگا۔

حال: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ میرے جناب! احقر نے ایک خواب دیکھا ہے جو بالکل اسی طرح حضور کی خدمت میں لکھ کر بھیجتا ہوں۔ ۲۷ رمضان المبارک کی رات ۲۷ ؁۳ھ شب قدر ہونے کی وجہ سے پھر نفل پڑھنے کا ارادہ کیا۔ نماز عشاء سے فارغ ہونے کے بعد مکان پر آیا اور مکان کے دروازہ پر پلنگ پڑا ہوا تھا ذرا لیٹ گیا کہ فوراً نیند آ گئی۔ دو بجے شب کو کیا دیکھتا ہوں کہ احقر سیر کرتا ہوا ایک ایسی جگہ پہنچا کہ جہاں کا میدان صدہا کوس لق ودق کا ہے۔ اور فرش مکلّف دری کا بچھا ہوا ہے اور درمیان میں ایک میز پر کپڑا پڑا ہوا ہے۔ خدا کی ہزاروں مخلوق عمدہ کپڑے خوشبو لگائے مودب بیٹھے ہوئے ہیں اور گنے چنے چند بزرگ کرسیوں پر جو میز کے آس پاس ہیں رونق افروز ہیں۔

اس میز پر ایک تختی تقریباً دو تین گز لمبی اور ڈیڑھ گز چوڑی رکھی ہوئی ہے۔ ایک صاحب میز کے پاس سفید کپڑے عبا اور سر پر عمامہ سبز باندھے ہوئے کھڑے لوگوں سے مصافحہ کرتے جاتے ہیں۔ چہرہ مبارک آفتاب کی طرح نورانی زبان فیض ترجمان سے فرماتے ہیں کہ میں تم کو تاکید کرتا ہوں کہ حرام سے بچنا اور حلال کی پابندی کرنا۔ احقر دیکھتا ہوا میز کے قریب پہنچا اور السلام علیکم کہا۔ صاحب ممدوح نے سلام کا جواب دیا یعنی وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ فرمایا۔ احقر نے مصافحہ کو ہاتھ بڑھایا اور پھر معانقہ بھی کیا۔ یہ فرمایا کہ بہت اچھا ہوا تم مرید ہو جاؤ اور میں تم کو گیارہ باتیں ایسی بتاؤں گا جو صرف تمہارے ہی واسطے رکھ چھوڑی ہیں اور دوسروں کو نہیں بتائیں۔ احقر بادب کھڑا رہا اس پر بیٹھنے کی اجازت دی۔ احقر زمین فرش پر بیٹھنے لگا کہ حضور نے فرمایا کہ نہیں کرسی پر بیٹھ جاؤ۔ میں سلام بجا لا کر جو خالی کرسیاں تھیں ایک پر بیٹھ گیا اور دل ہی دل میں خوش ہوتا تھا۔ میز پر جو تختی رکھی ہوئی تھی۔ جس کی زمین سیاہ اور سفید حروف خوشخط اور ابھرے ہوئے نظر پڑے جس کو میں نے اچھے طریقہ سے دیکھا ہزارہا نام تحریر ہیں۔ چنانچہ کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب گنج مراد آبادی (یہاں ایک صاحب کا نام ہے جو متشرع نہیں ہیں اور ان پر احتمال مجذوب ہونے کا ہے اگر حقیقت میں مجذوب ہیں تو کچھ اشکال نہیں) صاحب وجناب حاجی امداد اللہ صاحب وحاجی اشرف علی صاحب ومولوی محمد اسحاق صاحب وغیرہ پڑھے گئے۔ احقر نے جو گردن گھما کر دیکھا تو مولانا فضل الرحمٰن صاحب کی جن کی قدم بوسی (خدمت میں حاضری) بچپن میں کی تھی زیارت نصیب ہوئی۔ ساتھ ہی خیال پیدا ہو گیا کہ ہو نہ ہو یہ حشر کا میدان ہے اور یہ حضور ﷺ ہیں

اور یہ چار کرسیوں پر جو قریب ہیں صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں یعنی حضرت ابوبکر صدیق وحضرت عمر وحضرت عثمان و حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہیں۔

اب احقر کو یہ خیال ہوا کہ تو مرید تو ہو چکا ہے حضور اقدس سے چھپانا نہ چاہئے اور طالب مولا ہونا چاہئے۔ تقریباً گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ کے بعد حضور اقدس نے فرمایا کہ اٹھو۔ احقر بہ تعمیل ارشاد کھڑا ہوا اور ہاتھ مصافحہ کو بڑھایا چنانچہ مصافحہ اور معانقہ دونوں ہوا۔ احقر نے عرض کیا کہ حضور وہ گیارہ باتیں کیا ہیں۔ بتا دیجئے تا کہ سر وآنکھوں سے تعمیل ارشاد کروں اور حضور میں مرید تو ہو چکا ہوں طالب مولا کر دیجئے۔ یہ سن کر فوراً ہاتھ چھڑا لیا اور فرمایا کہ واقعی تو...... ہے اور تو مرید...... بدعتی کا ہے اور میز پر سے تختی اٹھائی اور پنسل لے کر احقر کا نام پیر صاحب مدظلہ کے ساتھ کاٹ دیا اور فرمایا کہ جا چل۔ میں نے بہت ہمت باندھ کر ہاتھ جوڑ کر عرض کیا کہ حضور وہ بدعتی تو نہیں ہیں۔ اس پر فرمایا کہ وہ بدعتی ہیں اور مشرک بھی ہیں۔ احقر نے پھر ہاتھ جوڑ کر عرض کیا کہ حضور میں نے تو کوئی شرک کرتے نہیں دیکھا۔ فرمایا کہ وہ تعزیہ دار دنیا ساز اور بت پرست یعنی قبروں پر سجدہ کرتا ہے۔ اور تم نے نہیں دیکھا تھا کہ قصبہ...... ضلع لکھنؤ میں اپنے پیر کی قبر پر سر جھکایا تھا اور تم کو آستانہ مدینہ منورہ سے محروم رکھا (۱۸۹۳ء میں مرید ہوا ۱۸۹۸ء میں خلافت دی۔ اور ۱۹۰۰ء میں یہ واقعہ...... پیش آیا۔ ۲۶، ۲۷ سال کی بیعت میں صرف ایک بار عرس قوالی میں احقر شریک ہوا) کتنی ہی گریہ وزاری کی مگر مخاطب نہ ہوئے۔ آخر مجبوراً دوڑ کر پیروں کو جا کر پکڑ لیا۔ حضور نے جھٹکا دے کر زور سے لات ماری جو میری بدن میں پسلی میں لگی گر پڑا رعشہ آ گیا۔ آنکھ کھل گئی۔ آنکھوں سے آنسو جاری اور پسلی میں درد محسوس ہوا۔ کانپتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا دروازہ کھلوایا اندر گیا۔ اور برخوردار...... چھتاری سے سارا حال جو دیکھا اور حضور والا کو لکھا بیان کیا۔

آخر صبح کو جناب پیر صاحب کی خدمت میں لکھ کر ظاہر کیا پیر صاحب مکان پر خود تشریف لائے اور پھر دوبارہ اعادہ کیا اس پر جواب دیا کہ اس سال حج کے لئے تیاری کرو تا کہ قدم بوسی حاصل کر کے معذرت چاہیں میں نے خالی ہاتھ ہونے اور قرض دار ہونے کی وجہ سے کچھ جواب نہیں دیا۔

جب سے خواب دیکھا ہے میری طبیعت پیر صاحب قبلہ کی طرف سے ہٹ گئی ہے۔ اب میں حضور کی طرف رجوع ہوتا ہوا اپنی اصلاح کا طالب خواہش مند ہوں۔ مجھے حضور اپنا خادمان خادم تصور فرمائیں گے۔ تو زہے نصیب سمجھوں گا۔ جناب پیر صاحب مدظلہ کی طرف سے جو خلافت چاروں خاندان (سلسلے) میں مجھے عطا ہوئی ہے جس کو میں کسی طرح قبول نہیں کرتا تھا اور نہ میں اس کا اہل ہوں مجبوراً اصرار کی وجہ سے حضرت کا کہنا قبول کرنا پڑا (اور زن ومرد قریباً ۵۰، ۶۰ داخل بیعت ہیں دو چار کے علاوہ سب نمازی ہیں۔ اکثر عورتیں تہجد گزار

پابند شریعت ہیں) اب رات دن گریہ وزاری کرتا ہوں کہ باری تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے حضرت کے اتباع کا پورا حامی اور مددگار بنائے۔ مجھے امید ہے کہ حضور کے ذریعہ سے میری پوری اصلاح ہو جائے گی۔ جواب آنے پر انشاء اللہ احقر ایک ماہ کے بعد حاضر ہو کر قدم بوسی حاصل کرے گا اور جو ارشاد ہوگا تعمیل بجالائے گا۔

تحقیق: خواب سرتاسر ہدایت ہے۔ شیخ مخالفت سنت کو چھوڑ دینا اور اہل حق کی طرف رجوع کرنا واجب ہے۔ مجھ کو سلوک کی تعلیم سے عذر نہیں۔ مسائل رسالہ بہشتی زیور و اصلاح الرسوم سے اور قصد السبیل سے اور نصائح میرے مواعظ سے لے کر عمل شروع فرمایا جائے باقی مفصل و مکمل مشورہ ملاقات (سفر کر کے آنے سے پہلے میرے سفر اور وطن میں رہنے کو دوبارہ معلوم کر لیا جائے) کے وقت پیش ہوگا۔

حالؔ: چوتھے دن خواب میں دیکھا کہ حضور میرے یہاں آدھی رات کو تشریف لائے ہیں۔ ایک کمرہ کے صحن میں چند احباب کے ساتھ تشریف رکھتے ہیں۔ میں اس وقت حضرت کی ملاقات کے لئے حاضر ہوا۔ حضرت کے چہرہ انور کی آب و تاب کو دیکھ کر بہت ہی حیران ہوا۔ حضور سے مصافحہ کرتے وقت حضور کے دست مبارک کا احقر نے بوسہ لے لیا۔ اس پر حضرت کی طبیعت پر کچھ بوجھ معلوم ہوا اور پھر یہ ارشاد فرمایا کہ معلوم نہیں لوگ مصافحہ کے وقت دست بوسی سے کیا فائدہ سمجھتے ہیں۔ میں بہت ہی نادم ہوا۔ حضور اس کی تعبیر ارشاد فرمائیں۔

تحقیق: اس کی تعبیر تکلف کو چھوڑنا ہے اور واقعی دست بوسی سے مجھ کو تنگی ہوتی ہے۔

حالؔ: آخر شب وقت تین بجے کا تھا۔ میں نے نفل پڑھ کر ذکر سے فراغت حاصل کر کے یہ دعا کی کہ اللہ پاک موت کا کوئی وقت معین نہیں نہ معلوم کس وقت آجائے تو مجھے حضرت مولانا مدظلہ کی بیعت سے مشرف فرما۔ پھر لیٹ گیا تو نیند آگئی۔ خواب دیکھا کہ ایک عالی شان مکان ہے اور اس کے سامنے پچدرہ (پانچ دروازوں والی عمارت) ہے۔ بیچ کے در میں حضور تشریف فرما ہیں اور ایک طرف حضرت مولانا حکیم محمد مصطفیٰ صاحب دام فیضہ بیٹھے ہیں ایک صاحب اور ہیں۔ یہ فرما رہے ہیں کہ یہ مکان خدا کا ہے۔ اس وقت دل میں جوش آیا اور یہ چاہا کہ حضور کا دامن پکڑ لوں اور دوڑ کر آپ کا دامن پکڑ لیا۔ دل کو بے حد مسرت ہوئی۔ دامن پکڑ کر جو آسمان کی طرف نظر کی تو حضور کے سر کے بالکل اوپر ایک دائرہ بہت زور سے گھوم رہا ہے۔ اس میں چمکدار ذرے اور چاند ہے اور میری زبان پر ذکر اسم ذات جاری ہے۔ کچھ دیر کے بعد دائرہ کا چکر بند ہو گیا اسی وقت خادم کی آنکھ کھل گئی تو نماز صبح کا وقت تھا۔ وضو کر کے مسجد چلا گیا۔

تحقیق: خواب امید افزا ہے کہ خواب دیکھنے والے کو دین کا نفع ہوگا۔

حالؔ: میں نے ایک کے بعد دوسرا خواب دیکھا۔

❶ ایک نہایت عالی شان مکان ہے اور بہت ہی آراستہ (سجا ہوا) ہے۔ اس کا صدر دروازہ تو بہت ہی بلند ہے۔ پوچھنے سے معلوم ہوا کہ وہ مکان جناب کا ہے۔ جناب باہر تشریف لائے اور اس غلام کو اپنے ساتھ مکان میں لے گئے۔

❷ دوسرا خواب۔ ایک بہت وسیع میدان ہے گرمی کا موسم ہے اور گرمی کی شدت انتہا درجہ کی ہے۔ اس میدان میں ایک عالم جمع ہے اور گرمی کی وجہ سے تمام مخلوق پریشان ہے۔ اس ہی میدان میں جناب بھی تشریف فرما ہیں اور یہ غلام بھی ہے۔ جناب کے پاس ایک سادی چادر ہے لیکن سادگی کے باوجود اس میں اتنی چمک ہے کہ دیکھنے سے آنکھیں چکا چوند ہوتی ہیں۔ جناب نے اس غلام کو اپنی چادر کے سایہ میں لے لیا ہے اور وہ گرمی بالکل ختم ہوگئی ہے۔ اگر مناسب ہو تو ان دونوں خوابوں کی تعبیر سے مشرف فرمایا جاؤں۔

تحقیق: دیکھنے والے اور جس کو دیکھا گیا ہے دونوں کے لئے بشارتیں ہیں انشاء اللہ تعالیٰ دین پر خاتمہ ہوگا۔

حال: ایک خواب دیکھا ہے جو عرض ہے کہ بندہ ایک بہت بڑے میدان میں ہے جس کا کوئی کونہ نظر نہیں آتا۔ بندہ چلا جاتا ہے دور جا کر حضور کھڑے ہوئے ملے اور یہ معلوم ہوا کہ حضور کسی کے انتظار میں کھڑے ہیں۔ تھوڑی دیر میں معلوم ہوا کہ تین شخص آئے ایک درمیان میں جو ہیں وہ اس قدر حسین ہیں کہ بندہ نے ایسا کوئی نہیں دیکھا۔ حضور نے مصافحہ کیا اور بندہ کو بھی ارشاد کیا کہ تو بھی کر۔ حضور ادب سے کھڑے ہوگئے اور بندہ مشغول ہے مجھ سے وہ حضرت پوچھتے ہیں کہ تو مجھ کو جانتا ہے؟ بندہ نے فوراً عرض کیا کہ ہاں حضور جانتا ہوں آپ وہ ہیں جنہوں نے اپنی قوم کو حضور سرور عالم ﷺ کی بشارت دی تھی۔ یعنی عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔ اس کو سن کر وہ مسکرائے اور حضور بھی مسرور ہیں۔ بندہ سے وہ فرماتے ہیں کہ یہ تو سچ ہے لیکن میرا نام جو ہے وہ لکھ۔ بندہ نے عرض کیا کہ حضور ہی تحریر فرمائیں یہ سن کر ان بزرگ نے ایک کاغذ نکالا جو بہت سفید ہے اس پر دو سطر لکھیں وہ یہ ہیں مُصَحِّح مُمَصَّح مُسَمِّسَحِی اور کہا خوب خوب یاد کرلو۔ بندہ نے حضور کو دیا۔ جناب نے فرمایا کہ یہ تجھ کو عطا ہوا ہے مبارک ہو۔ بندہ نے خوب یاد کیا بیدار ہونے کے بعد بھی وہ کاغذ سامنے نظر آتا رہا۔ اس کی تعبیر اگر حضور کے خیال میں آجائے تو فرمادیجئے۔ یہ عبارت کیا ہے دل کو صبر ہو جائے۔

تحقیق: نہایت مبارک ہے۔ حضرت عیسیٰ علی نبینا علیہ الصلاۃ والسلام سے مصافحہ و قرب دونوں کو زہد اور تبتل جو اس آیت میں ہے کی بشارت ہے۔ قولہ تعالیٰ ﴿وتبتل الیہ تبتیلا﴾ (**ترجمہ:** اللہ تعالیٰ کی طرف سب سے کٹ کر متوجہ ہو جائیے) عبارت میری سمجھ میں نہیں آئی یا تو خواب میں دیکھا ہوا ذہن میں نہیں رہا یا کوئی عبرانی عبارت ہوگی۔ اخیر میں شاید کچھ ہو جس کی ہیئت کچھ بدل گئی قرآن مجید میں بھی ہے ﴿بکلمة منه اسمه

المسیح الخ﴾۔

حال: اسی درمیان ایک رات خواب دیکھا کہ بہت سا پانی ہے مگر گہرا نہیں ہے۔ ہاں پھیلا ہوا بہت ہے۔ اس میں میں ہوں۔ بہت ہی قریب سے کوئی کہتا ہے (وہ کہنے والا نظر نہیں آتا) کہ اس کے آگے ایک بڑا مرتبہ ہے وہ کچھ کہنے نہ پایا تھا کہ میں نے کہا کہ میں اس مرتبہ کو جانتا ہوں وہ وہ ہے کہ جس میں احکام الٰہی کے راز کھل جاتے ہیں۔ جواب ملا یہ نہیں اس سے بھی بڑا۔ میں نے کہا کہ میں اس کو بھی جانتا ہوں وہ وہ ہے کہ صرف حق تعالیٰ کی طرف توجہ ہو اسرار وغیرہ کی طرف بھی توجہ نہ ہو۔ جواب ملا ہاں اور یہ مرتبہ تم کو اور خواجہ صاحب کو دیا جائے گا۔ اس وقت معلوم ہوا کہ پاس ہی دائیں طرف خواجہ صاحب بھی اسی پانی میں کھڑے ہیں۔ مگر صورت یہ ہے کہ چھوٹے سے ہیں۔ حتیٰ کہ لمبائی ایک ہاتھ ہوگی۔ اور صرف ایک بدن ہے جس میں اعضاء تک بھی واضح نہیں ہیں صرف یہ صورت ہے 8 اور صرف ایک بے جان جسم ہے اور رنگ سیاہ ہے مگر اس کہنے والے کو ایسے چپٹے جاتے ہیں جیسے بچہ ماں کو چپٹتا ہے حالانکہ وہ کہنے والا نظر بھی نہیں آتا۔

تحقیق: یہ عبدیت کے مقام کی بشارت ہے۔

حال: اس کے بعد سامنے سے ایک شور سا مچا ہوا معلوم ہوا کہ زور زور سے مثنوی کے اشعار پڑھے جارہے ہیں لفظ اس کے سمجھ میں نہیں آئے مگر اتنا معلوم ہوا کہ انتر عاج کے مادہ سے کوئی لفظ مشتق تھا۔ (یہ عربی گرامر کی بات ہے) ایسا معلوم ہوتا ہے کہ زور زور سے نقارہ بجایا جاتا ہے اور وہ اشعار پڑھے جاتے ہیں اور قرینہ مقام (ایک اندازے) سے معلوم ہوا ہے کہ مطلب یہ ہے کہ اٹھو اور جلدی کرو۔

تحقیق: یہ عبدیت کے مضمون سے شبہ کو دور کرنا ہے کہ عمل کو چھوڑنے، ہستی اور بیکاری کو عبدیت نہ سمجھ لیا جائے۔ عبدیت کے لئے عمل کے لئے حرکت ضروری ہے۔ "وھذا مزلۃ اقدام کثیر من اھل الطریق حتی وقعوا فی ورطۃ الجبر والالحاد زعما منھم بانھم اطوع العباد"۔ یہ طریق کے بہت سارے لوگوں کے قدم کے پھسلنے کی جگہ ہے یہاں تک کہ وہ جبر اور الحاد کے گڑھے میں گر گئے ان کے اس گمان کی وجہ سے کہ وہ بندوں میں سب سے زیادہ مطیع وفرمانبردار ہیں۔

حال: پرسوں اخیر شب میں خادم نے ایک خواب دیکھا حالانکہ اس کا کوئی تذکرہ اور خیال پہلے سے نہ تھا۔ وہ یہ کہ حضرت پیرانی صاحبہ ایک مکان میں تشریف لائیں اور کچھ پڑھ کر سنارہی ہیں۔ پھر آنحضور ایک سواری پر کچھ رفقاء کے ساتھ تشریف لا رہے ہیں آنحضور کا چہرہ بہت ہی سرخ ہو رہا ہے خادم راستہ پر کھڑا ہے۔ ایک کہنے والے نے کہا کہ یہ نبی ہیں یعنی آنحضور۔ خادم نے کہا کہ نبی کا مرتبہ ہے وہ تو سیّد الانبیاء ہیں۔ امتی کیسے اس

مرتبہ کو پہنچ سکتا ہے۔ اس نے کہا کہ اس معنی سے کہ خاتم الانبیاء کے پوری طرح مشابہ ہیں۔ خاتم الانبیاء کے ساتھ گویا کہہ سکتے ہیں کہ (آنحضور) خاتم الانبیاء ہیں۔ خادم نے کہا کہ مشابہت بے شک صحیح ہے پھر آنکھ کھل گئی۔ اس کی تعبیر تو ایک مرتبہ آنحضور نے تحریر فرمادی۔ جس پر مخالفین کا اس قدر شور ہوا اس کے علاوہ اگر کوئی اور تعبیر ہو تو مشرف فرمائیں خادم نے یہ سمجھا کہ فنافی الرسول کا مرتبہ ہے۔

تحقیق: خدا تعالیٰ یہ دولت فنا نصیب فرمادے۔ اس خواب میں کوئی وحشت ناک بات نہیں تعبیر و توجیہ خود خواب ہی میں موجود ہے۔ اس قول میں کہ "پوری طرح مشابہ ہیں" اس لئے خواب کے جملے کے معنی زید اسد ہے (کہ کسی کی بہادری اور شجاعت میں زیادتی کو بتانے کہنے میں کہ وہ زید تو شیر ہے یعنی وہ ایسا بہادر ہے کہ گویا شیر ہی ہے) کی طرح ہوں گے۔ خدا تعالیٰ اس خواب کو سچ فرمائے۔

حال: آج میں صبح کی نماز کے بعد کام کرتا کرتا لیٹ گیا تو حضرت والا کو دیکھا کہ عمامہ اور کرتا تو بالکل سیاہ پہنے ہوئے ہیں اور پائجامہ سفید ہے اور حالت جذب مجذوبانہ ہے۔ یہ کیا تھا ارشاد ہو اور حضرت والا بندہ نے اپنے آپ کو ایک دن خواب میں دیکھا کہ سب جسم اور پاؤں تو بالکل برہنہ ہیں اور ایک تہبند باندھے ہوئے ہوں۔

تحقیق: پائجامہ اعمال شرعیہ ضروریہ کی صورت ہے جیسا پائجامہ ضروری لباس ہے اور اس کا تعلق قدموں سے ہے اور قدم راستہ طے کرنے کا آلہ ہے اور اعمال شرعیہ سلوک کا حاصل ہیں اور کرتہ و عمامہ شرع کی خدمت کرنے والی کیفیات کا اشارہ ہیں یعنی ذوق عشقی کی طرف جیسا کرتہ و عمامہ لباس زائد ہے اور ان کا تعلق قلب و دماغ ہے اور قلب و دماغ فنا و جذب کی جگہ ہیں۔ یہ حاصل ہے جذب کا پس مجموعہ خواب عمل اور شق اور سلوک و جذب کے ایک ساتھ ہونے کی طرف اشارہ ہے اور بیاض شریعت کا نور ہے اور سواد فناء کا نور ہے۔ اللھم ارزقنا اور برہنگی بے تعلقی کی طرف اشارہ ہے اور تہبند بقا تعلق واجب کی طرف اشارہ ہے۔

حال: اس علالت میں چند خواب عجیب و غریب دیکھے۔

1. مولوی...... بچھرایونی کو خواب میں دیکھا کہ انہوں نے حق تعالیٰ کی طرف سے کوئی پیغام حضرت کو پہنچایا جو پوری طرح یاد نہیں رہا۔ غالباً یہ تھا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں۔ حضرت والا کو اس پیغام سے بہت مسرت ہوئی اور مجھ سے فرمایا کہ...... یہ مولوی صاحب...... بھی بڑی اچھی حالت میں ہیں۔ احقر نے عرض کیا کہ حضرت واقعی طریق میں وسیع النظر ہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ اس کے علاوہ اور بات بھی ہے یہ ایسے ہیں جیسے فرشتہ ہو یا جنت کا آدمی۔

تحقیق: خاص صفت میں تشبیہ ہے کہ قلب کا شر سے خالی ہونا ہے۔

حال: پھر حضرت نے فرمایا کہ میں نے حق تعالیٰ سے درخواست کی تھی کہ میرے احباب جیسے احوال و مقامات مجھے عطا فرمادیں۔

تحقیق: اس سے دو باتیں معلوم ہوتی ہیں ایک بفضلہ تعالیٰ اپنے احباب کا احوال و مقامات سے مشرف ہونا۔ دوسرا میرا یہ اعتقاد کہ میں اپنے کو ان سب کمالات سے خالی سمجھتا ہوں اور واقعی میں اپنے کو ایسا ہی سمجھتا ہوں۔ اور خدا کرے ہمیشہ یہی اعتقاد رہے کہ تواضع مطلوب کے آثار سے ہے۔ اب خواہ یہ اعتقاد حقیقت کے مطابق ہو یا نہ ہو ہر حال میں یہ اعتقاد اس لئے نافع ہے کہ اس اعتقاد سے طلب پیدا ہوتی ہے جو کہ مطلوب ہے۔

حال: (اس کے بعد ان مقامات کی تفصیل بھی فرمائی جو مجھے یاد نہیں رہی) مگر حق تعالیٰ نے ہر ایک کے جواب میں یہی فرمایا کہ جنت میں سب مل جائیں گے۔

تحقیق: اگر وہ اعتقاد حقیقت کے مطابق ہے تب تو اس وعدہ میں عطا کا وقت ہے اور اگر حقیقت کے مطابق نہیں تو اس وعدہ میں ظہور کا وقت ہے چونکہ عطا مذکور سے مقصود بھی ظہور مذکور ہی ہے۔ اس لئے دونوں کا حاصل ایک ہے اور راستے کے زیادہ ہونے یا اختلاف میں عبد کا کیا دخل۔ فافهم فانه علم عظيم۔

حال: دنیا میں تو یہ ملے گا کہ بے فکری سے رزق لئے جاؤ۔

تحقیق: یہ بات تفسیر کی محتاج نہیں ہے بے فکری کی حقیقت وہ ہے جس کو حق سبحان تعالیٰ نے اس آیت میں خالصہ سے تعبیر فرمایا ہے۔ ﴿قل من حرم زينة الله التى اخرج لعباده والطيبات من الرزق قل هى للذين امنوا فى الحيوة الدنيا خالصة يوم القيمة﴾ (کہ آپ فرما دیجئے کس نے حرام کیا اللہ تعالیٰ کی (اس) زینت کو جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لئے پیدا کی ہے اور صاف و پاکیزہ کھانے کی چیزوں کو۔ آپ فرما دیجئے یہ نعمتیں اصل میں ایمان والوں کے لئے ہیں دنیا کی زندگی میں خالص ان ہی کے لئے ہیں قیامت کے دن) اس خالصہ کی تفسیر میری تفسیر بیان القرآن میں دیکھی جائے اور اگر دوسرے مفسرین کے اقوال دیکھ کر دیکھا جائے تو بہت بڑا فائدہ حاصل ہو بس بے فکری کی اس تفسیر سے اس بشارت کا عظیم و جامع ہونا معلوم ہوگا ﴿ذلك فضل الله يوتيه من يشاء ولو لم اكن اهلا لذلك﴾ (کہ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جس کو چاہتے ہیں عطا کرتے ہیں اگرچہ میں اس کا اہل نہیں ہوں)۔

حال: دوسرا خواب آج رات دیکھا حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ کی زیارت ہوئی وہ احقر سے فرما رہے ہیں کہ میں مجدد ہوں اور حاجی امداد اللہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کا دل بھی مجھ جیسا تھا۔ بہت سفید اور صاف تھا اب مولانا اشرف علی صاحب کا دل بھی مجھ جیسا ہے ان کے انوار اور علوم میرے (علوم) کی طرح ہیں پھر تم ان

کے علوم کو کیوں نہیں لکھتے۔

اب ارادہ کر رہا ہوں کہ ظہر کی نماز کے بعد ملفوظات انشاء اللہ ضرور سنا اور لکھا کروں۔

تحقیق: مستحسن (اچھا) ہے اور علوم کا حق اور محی سنن (سنتوں کے زندہ کرنے والا) ہونا ہے۔

حال: ایک خواب اس سے پہلے عرض کر چکا تھا اب لکھ بھی دیتا ہوں تا کہ محفوظ رہے۔ ایک مسجد میں کوئی واعظ وعظ کہہ رہے ہیں۔ وعظ کے درمیان انہوں نے یہ کہا کہ اس وقت اس مجمع میں تین شخص نبی ہیں۔ حضرت والا نے فرمایا کہ میں صاف کہہ دوں میں موسیٰ ہوں اور (احقر کی طرف اشارہ فرمایا کہ) یہ عیسیٰ ہیں اور مولوی...... صاحب کی طرف اشارہ کر کے تیسرے نبی کا نام لیا جو مجھے یاد نہیں۔

تحقیق: ظاہر ہے کہ مقصود خاص شانوں میں تشبیہ ہے اور گمان کے اعتبار سے وہ شانیں یہ ہیں شان موسوی عشق و محبت جو قول رب ارنی کی وجہ کی تھی اور (دینی) محبت (غیرت) گرمی کے رنگ کے ساتھ تھی۔ حضرت کے واقعات کثیرہ سے ظاہر ہے۔ ''ولعل وجودھما فی المشبہ غیر خفی'' (شاید کہ یہ دونوں چیزیں مجھ میں چھپی ہوئی نہیں ہیں)۔ حضرت کے واقعات کثیرہ سے ظاہر ہے۔ شان عیسوی رفق (نرمی) وحلم اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نیابت خاص طور پر باطنی تربیت میں اور جن نبی کا نام نہیں لیا۔ غالباً وہ ہارون علیہ السلام ہیں۔ شان ہارونی نیابت حضرت موسیٰ علیہ السلام خصوصاً علوم نافعہ کی تبلیغ میں اور آخری دونوں پہلے والے کی اعانت کر رہے ہیں دوسرے والے باطن کی تربیت میں اور تیسرے والے مواعظ کی خدمت میں جو کہ عام لوگوں کے لئے بالخصوص نافع ہیں اور یہی بات ہے تیسرے نبی کی نام کی تعیین کا اندازہ ہے اور اگر تیسرے والے صرف وقتی حالت کے اعتبار کے ساتھ خاص نہیں تو عجب نہیں کہ تیسرے والے مواعظ کی یہ خدمت آئندہ بھی زیادہ ظہور میں آئے چنانچہ میں نے اس خیال کو تنبیہات کے تازہ تتمہ میں ظاہر بھی کیا ہے واللہ اعلم۔

حال: ایک دن خواب دیکھا کہ بندہ اور ایک صاحب ایک بنئے کی دکان پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ بندہ اس دکان سے اٹھ کر ایک مسلمان دیندار کی دکان پر جو اس کے سامنے ہے دودھ پینے گیا۔ اس نے پہلے دودھ کا ایک پیالہ دیا اس قدر نفیس گویا تمام دودھ گھی ہی گھی ہے آج تک پینا تو درکنار نظر سے بھی ایسا دودھ نہیں گزرا۔ ایک پیالہ اور دیا وہ بھی پیا اس کے بعد تیسرا پیالہ بالائی کا دیا وہ بھی کھائی۔ اس کے بعد انڈے کی دو ٹکیں ایک ایک کر کے دی اور بعد میں تھوڑی سی اور دی۔ جب کھا چکا بندہ نے یہاں کا مروج سکہ ایک روپیہ نکال کر دیا کہنے لگے کہ تیرے ساتھ رعایت ہے تین چار آنہ قیمت ہے کیونکہ تو مولوی...... صاحب کا بھیجا ہوا ہے بقیہ داموں میں انہوں نے ایک اٹھنی جو نکل کی معلوم ہوتی تھی اور کچھ عربی میں کندہ تھا اور اینٹوں کے دو سکے جن پر عربی میں کندہ تھا بندہ کو

دینے لگے۔ بندہ نے عذر کیا کہ ہمارے یہاں یہ سکے نہیں چلیں گے اس پر انہوں نے ایک اٹھنی دو چونی دو دونی یہاں چلنے والی دیں یعنی کل سوا روپیہ بندہ کو تعجب ہوا کہ ایک روپیہ میں دودھ بھی پیا اور چار آنہ نفع حاصل کیا۔ دکاندار کہنے لگے کہ تمہارے سکے کی یہاں یہی قیمت ہے بندہ کو خوشی ہوئی کہ مفت میں دودھ پیا انڈے کھائے اور چار آنہ نفع کے مل گئے۔

تحقیق: تھوڑی مشقت پر اجر عظیم ملنا مراد ہے اور ایسے ہی اشارہ ہے...... کی درستی حال کی طرف خدا تعالیٰ فضل وکرم فرمائے ان سے بھی کہہ دیجئے۔ اور کبھی خواب سے ذہن کو نام وغیرہ میں خلط بھی ہو جاتا ہے۔

حال: رات ایک خواب دیکھا کہ ایک شخص یہ کہہ رہا ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں پر دباؤ بہت ڈالا پورا خواب بندہ کو محفوظ ہی نہ رہا اور نہ بندہ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صورت دیکھی اس پر بندہ نے اس کو جواب دیا کہ انہوں نے جو کچھ کیا صرف اللہ کے لئے کیا اس میں نفس کی ملاوٹ بالکل نہ تھی اور صدیقین ہمیشہ ایسا ہی کرتے ہیں کہ جو کام ہوتا ہے اللہ کے واسطے ہوتا ہے۔ نفس کے لئے کچھ نہیں ہوتا۔

تحقیق: بعض زمانے کے یعنی اولیاء کے حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے طرز عمل سیاسی مشابہ ہونے کی طرف اشارہ ہے کہ اعتدال کی حد سے بڑھا ہوا ہے اور اس کے ساتھ ہی خلوص نیت سے بھی انکار نہیں مگر خود استدلال بھی مستقل مطلوب ہے اور لفظ ڈالا میں مجازی طور پر نسبت سبب کی طرف ہے۔

حال: ایک دن تہجد کے وقت میں نے خواب دیکھا کہ ایک بزرگ سامنے مسجد میں جا رہے ہیں۔ وہاں اذان دی اور حضور کا نام مبارک اس طرح پیار سے لیا کہ میں بے چین ہوگئی۔ جی چاہا کہ کس طرح سے یہ بزرگ ملیں کہ میں ان کے صدقہ ہو جاؤں۔ اتنے میں وہ بزرگ میرے پاس تشریف لائے اور چار پائی پر بیٹھ کر قرآن شریف پڑھنے لگے۔ اسی وقت آنکھ کھل گئی معلوم نہیں وہ کون بزرگ ہیں۔

تحقیق: کوئی ہوں خواب بہت اچھا ہے۔

حال: رات میں نے عجیب خواب دیکھا وہ یہ کہ۔

پہلا حصہ:

حق تعالیٰ شانہ کا دیدار نصیب ہوا۔ نہایت حسین صورت میں دیکھا اور ایسا معلوم ہوا کہ میں ایک تخت پر بیٹھا ہوا ہوں۔ میرے آس پاس تخت کے اوپر اور اس کے نیچے بعضے بڑے بڑے اولیاء سلف میں سے بیٹھے ہوئے ہیں۔ اتنے میں ایک فرشتے نے میرے دائیں ہاتھ پر فصد (حجامہ پچھنے) کی طرح کچھ نشان کیا۔ پھر ایک انگوٹھی سے میرے چہرہ پر یا اور کسی جگہ مہر کی لگائی۔ میں گھبرایا کہ انگوٹھی سے مہر لگانا تو کفار کی علامت ہے۔ یہ معاملہ

میرے ساتھ کیوں ہوا۔ یہ گھبراہٹ اس لئے بھی بڑھی کہ فرشتے نے نشان اور مہر لگاتے ہوئے بعض آیات ایسی پڑھیں جو کفار کے بارے میں ہیں (آیات یاد نہیں رہی)۔

اس وقت مجھے محسوس ہوا کہ گویا مجھے کفار میں داخل کیا گیا ہے مگر میں بار بار اپنے قلب میں غور کرتا تو ایمان کا نور موجود پاتا تھا۔ پھر خود حق تعالیٰ نے وہی انگوٹھی لے کر ان لوگوں کو بھی مہر لگائی جن کو میں بڑے اولیاء میں سے سمجھ رہا تھا۔ اس وقت میری گھبراہٹ کم ہوئی تو میں نے آئینہ لے کر اپنا منہ دیکھا کہ دیکھوں سیاہ تو نہیں ہوا تو مجھے اپنا چہرہ خاصہ نظر آیا سیاہ نہ تھا۔ تو میں نے حق تعالیٰ سے عرض کیا کہ میرا چہرہ تو اس مہر سے سیاہ نہیں ہوا ہنس کر فرمایا۔ کہ یہ نور ایمان ہے اور تم سب مومن ہو اس کے بعد حق تعالیٰ نے اپنا دست مبارک میرے اور سب کے چہرہ پر پھرایا اور کچھ طرح کی تجلی فرمائی کہ جس سے میرا اور ان سب لوگوں کا چہرہ چمکنے لگا اور یہ آواز آئی ''اولئك عبیدی حقا'' (یہ میرے سچے بندے ہیں) (اوکما قال)

دوسرا حصہ:

پھر مجمع میں سے کسی نے پوچھا کہ حضور علماء میں بڑا اختلاف ہے ہم آپ تک کس طرح پہنچیں؟ فرمایا ہم تک پہنچنا مشکل نہیں ہے۔ پھر شاید مجھے ارشاد ہوا کہ تم ان کو طریقہ بتادو میں نے کہا کہ بس کسی ایک شخص کو رہبر بنالو اور اس کا اتباع کرو۔ حق تعالیٰ تک پہنچ جاؤ گے۔ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ ہاں یہی طریقہ ہے مگر پہلے اس شخص کی حالت کو جانچ لیا جائے کہ وہ ہمارے احکام پر چلنے والا ہے یا نہیں جو سب سے زیادہ ہمارے احکام پر چلنے والا ہو اس کا اتباع کرو ہم تک پہنچ جاؤ گے۔

(یہ لمبا خواب تھا جس میں سے اتنا حصہ یاد رہ گیا اگر مجھ سے اس میں کچھ کم و بیش ہوگیا ہو تو حق تعالیٰ معاف فرمائیں۔ جہاں تک حافظہ نے کام دیا بہت احتیاط سے میں نے اس کو قلم بند کیا)۔ والسلام

پہلے حصہ کی تعبیر:

مختصر طور پر تو اس مہر کی تحقیق خود اس ارشاد حق تعالیٰ ہی سے ہوگئی کہ یہ نور ایمان ہے الخ۔ اور اس کی مزید مضبوطی چہرے کے روشن ہونے سے اور اس پکار سے ہوگئی۔ ''اولئك عبیدی حقا او کما قال.''

باقی تفصیلاً اس کی حقیقت یہ معلوم ہوتی ہے کہ حضور اقدس ﷺ کا ابتداء امر شق صدر سے ہے۔ اور انتہا امر ختم نبوت پر ہے۔ اس خواب میں فصد کا نشان پہلے امر کے ظاہر ہونے کی جگہ ہے مہر لگانا دوسرے امر کے ظاہر ہونے کی جگہ ہے۔ پہلا امر تجلیہ کی طرف اشارہ ہے کہ اسی سے سلوک کی ابتدا ہوتی ہے۔ دوسرا امر تخلیہ کی طرف اشارہ ہے کہ اس سلوک کی انتہا ہوتی ہے باقی گھبراہٹ اس کی وجہ وہ خیال ہے جو دابۃ الارض کے نشان کرنے کی

روایت سے ذہن میں ہے۔ مگر وہ ایک جزئی واقعہ ہے اس سے کلیۃً لازم نہیں آتی۔

رہا کفار کے بارے میں جو آیات ہیں ان کو پڑھنا نشان لگانے کی غرض کی طرف اشارہ کرنا ہے کہ ان صفات سے خالی کر دیا گیا ہے جیسے (حضور ﷺ کے شق صدر) (سینہ کو چیرنے) میں ایک خون کی پھٹکی (گٹھلی) نکال کر پھینک دی گئی تھی۔ یہ مشائخ کے اصول پر (سینے کے چیرے جانے کی) وجہ ہے۔

ایک وجہ ڈرنے والوں کے مزاج پر یہ ہے کہ مقصود ان بری صفات سے بچنا ہے جیسے حضرت حذیفہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ برے علوم کے تجسس میں ہی رہتے تھے خود فرماتے ہیں کہ "میں برائی کے سوالات ہی کیا کرتا تھا" اس کی وجہ یہ بھی بتائی کہ اس لئے شر کے بارے میں پوچھتا تھا کہ میں ڈرتا تھا میں شر میں مبتلا نہ ہو جاؤں۔ (اس لئے پوچھتا تا کہ شر کا علم ہو اور اسے بچوں)۔

ایک وجہ عشاق کے مذاق (ذوق و مزاج) پر یہ ہے کہ (یہ) جامعیت کے عطاء کی طرف اشارہ ہے جس کے لئے رہنمائی کرنے والی تجلی کے ساتھ گمراہ کرنے والی تجلی بھی ضروری ہے اگر چہ اس گمراہی کا ظہور مقصود میں نہیں ہوتا بلکہ گمراہی وجود میں ہوتی ہے کما قیل ؎

تو در و گم شود وصال انیست وبس ❁ گم شدن گم کن کمال این ست وبس

تَرجَمَہ: "تو اس میں گم ہو جائے وصال بس یہی ہے گم ہو جانے کو بھی گم کر دے کمال بس یہی ہے۔"

اور ممکن ہے کہ سب وجھوں کا مجموعہ مراد ہو ان سب کے ہونے میں رکاوٹ نہ ہونے کی وجہ سے کیونکہ خواب کی بات میں گنجائش بہت ہوتی ہے۔

دوسرے حصہ کی تعبیر:

اس میں کئی فائدوں کی طرف اشارہ ہے پہلا یہ کہ دیکھنے والے کے ذمہ مخلوق کی اصلاح کی خدمت سپرد کرنا ہے دوسرے ہمارے تربیت کے طریقہ کو صحیح بتانا ہے۔

ع بریں مژدہ گرجاں فشانم رواست

تَرجَمَہ: "اس خوشخبری پر جان دے دوں تو جائز ہے۔"

حَالؔ: ایک عجیب واقعہ حال میں پیش آیا جو عرض ہے۔ دو تین دن ہوئے یہ خواب دیکھا کہ میں اور حکیم...... صاحب اور ...... صاحب کے ساتھ میرٹھ میں ایک طرف جا رہے ہیں۔ حکیم صاحب فرما رہے ہیں۔ حضرت تشریف لائے ہیں اور مولوی...... صاحب کے یہاں ہیں۔ ہم سب مشورہ کر کے مولوی...... صاحب کے یہاں

حضرت سے ملنے گئے۔ ایک جنگل میں پہنچے وہاں ایک کوٹھی سی بنی ہوئی ہے۔ وہاں معلوم ہوا کہ حضرت اندر تشریف رکھتے ہیں۔ کسی کو اندر جانے کی ہمت نہ ہوئی۔ پھر معلوم ہوا کہ اسی مکان کے برابر...... کے بھائی کا مکان ہے۔ میں نے یہ سن کر اور شاید ایک آدمی کے کہنے سے......کو آواز دی......گھر میں سے نکلتے ہی (وہ) مجھ سے لپٹ گئے ان کے لپٹنے سے مجھ کو یہ خیال ہوا کہ یہ ہمارے بالکل مشرب (طریقے) کے خلاف ہیں اس تپاک سے یہ کیوں ملے اور یہاں حضرت کیسے تشریف لائے ہیں۔ میں یہ سوچ ہی رہا تھا کہ انہوں نے کہا کہ تمہاری دعوت ہے۔ پھر یہ معلوم ہوا کہ شاید حضرت یہاں نہیں۔ پھر آنکھ کھل گئی۔

تحقیق: ماشاء اللہ بہت اچھے حالات ہیں۔ اللہ تعالیٰ اور برکت فرما دیں......خواب اشارہ ہے کہ دنیا والے دین والوں کے خادم و تابع ہوں گے۔

حال: میں چاہتا ہوں کہ بالکل کوئی گناہ نہ ہو اس درمیان میں حضرت کو خواب میں تنبیہ فرماتے ہوئے دیکھا ہے۔ ایک خواب تو مجھ کو یاد ہے احقر تقریباً شب کے ۳ بجے ہوں گے دیکھتا ہے کہ حضرت قبلہ حاجی صاحب حضرت کی خانقاہ کی طرف تشریف لے جا رہے ہیں۔ میں بھی حضرت کے پیچھے ہولیا۔ سینکڑوں آدمی ساتھ ہیں۔ جس وقت حاجی صاحب قبلہ بیٹھ گئے تو میں نے مصافحہ کے بعد حضرت سے عرض کیا کہ مجھے مرید فرما لیجئے۔ حضرت نے جواب دیا کہ تم کو مولانا مرید کریں گے۔ تھوڑی دیر کے بعد حضرت آپ تشریف لے آئے اور مجھ کو آنکھوں سے اشارہ فرمایا۔ جس کا مقصد میں خواب میں یہ سمجھا کہ آپ مجھ کو اٹھانا چاہتے ہیں۔ مگر میں چشم پوشی کر گیا۔ آپ نے پھر مجھ کو دوبارہ زور سے اشارہ فرمایا اور میں اٹھ کر وہاں سے علیحدہ ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد میں ایک حجرہ میں تنہا بیٹھا ہوا ہوں۔ ایک پردہ کے اندر آپ کھانا کھا رہے ہیں۔ پردہ کے اندر سے آپ نے مجھ کو سینی دی۔ میں نے اٹھا کر کونہ میں رکھ دی۔ پھر میں نے حضرت کا جوتہ سامنے رکھ دیا۔ آپ اس کو پہن کر میرے پاس تشریف لے آئے اور فرمایا کہ اب تنہائی ہے جو کچھ کہنا ہو کہو تو میں نے دل میں سوچا کہ پہلے اہلیہ کی حالت بیان کروں یا اپنی حالت بیان کروں۔ پھر میں نے اپنی حالت بیان کرنا مناسب سمجھا اور یہ عرض کیا کہ حضرت! مجھے مرید کر لیجئے۔ آپ نے بہت ہی نرمی کے لہجہ میں فرمایا کہ تم حضرت شیخ الہند قدس سرہ سے مرید ہو جاؤ۔ میں نے کہا کہ میرا رجحان ان کی طرف نہیں ہے میں تو آپ سے ہی (بیعت) ہوں گا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ مجھے مرید کرنے سے انکار نہیں ہے مگر تمہارا نفس ٹھیک نہیں ہے اور وہاں پر سختی کم ہے، ہمارے یہاں زیادہ ہے اس وجہ سے کہتا ہوں کہ ان سے مرید ہو جاؤ۔ میں نے جواب دیا کہ ان کا تو انتقال ہو گیا ہے پھر تو آپ خاموش ہو گئے۔ اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی گھڑی جو دیکھی تو ۴ شب کے بجے تھے۔ اس وقت نفس کو اتنا برا بھلا کہا کہ لکھنے کے

قابل نہیں ہے۔ اس دن سے بے حد پابندی سے کام کر رہا ہوں مگر دل کی حالت ویسی ہی ہے۔

تحقیق: گناہ کا علاج ہمت کے علاوہ کچھ نہیں اور خدا تعالیٰ کے عذاب کو سوچنا یہ ہمت کو قوی کرے گا۔

پہلے خط کی نقل: خواب کی تعبیر کے ساتھ شب جمعہ کو خواب دیکھا کہ ایک چھوٹی سی کوٹھڑی ہے۔ اس میں جناب رسول اللہ ﷺ تشریف فرما ہیں اور میں ہوں۔ آپ ﷺ کے دست مبارک میں قلم اور سادہ کاغذ ہے۔ دوات رکھی ہوئی ہے۔ آنجناب نے کمترین کو اپنی جانب بلایا۔ میں آپ ﷺ کے قریب جا بیٹھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا لکھاؤ اور آپ ﷺ لکھنے لگے۔ میں لکھانے لگا۔ اور آپ تحریر کیا فرماتے ہیں یعنی جناب رسول اللہ ﷺ تحریر کیا فرماتے ہیں مناجات مقبول میں ایک شعر پڑھتا ہوں اور آپ ﷺ اس کو قلمبند فرماتے ہیں اور جب وہ شعر پورا تحریر فرما چکتے ہیں تو فرماتے ہیں کہ ہاں اس کے آگے میں پھر دوسرا شعر بولتا ہوں یوں لکھنا پڑھنا ہو رہا ہے۔

جب آپ ﷺ تحریر فرما چکے تو کہیں تشریف لے گئے میں وہیں رہا اور شاید مناجات مقبول کی ساتویں منزل ہے اور جب آپ کہیں تشریف لے گئے میرے ملنے والے دو ہندو وہیں آئے۔ اور آپ ﷺ پہلے ایک چھوٹی چارپائی پر تھے جس پر سفید بستر بچھا ہوا ہے اور وہ اب خالی پڑی ہے اور عطر کی خوشبو اس تیزی سے آ رہی ہے کہ دماغ معطر ہوا جاتا ہے۔ میں وہیں ٹہل رہا ہوں آپ ﷺ کے انتظار میں ہوں۔ وہ ہندو جو آئے تو میں ان کو بٹھانا چاہتا ہوں اور یہ ارادہ ہوا کہ اسی چارپائی پر جس پر آپ ﷺ رونق افروز تھے بٹھلاؤں۔ کسی نے روکا کہ یہ جگہ آپ ﷺ کی ہے۔ یہاں ان کو نہ بٹھائیں۔ لیکن یہ چارپائی چھوٹی ہے اس کو خالی کر کے ان کو دے دو۔ اچھا پلنگ حضور ﷺ کے واسطے بچھا دو۔ اس پر یہ فرش جو اس چارپائی پر ہے بچھا رکھو۔ اب میں اپنی بیوی سے کہتا ہوں کہ کوئی عمدہ پلنگ صاف ستھرا ہے جو آنجناب کے واسطے بچھا رکھوں۔ پس جاگ پڑا۔

حضرت اقدس کی بیان کی ہوئی خواب کی تعبیر

مبارک خواب ہے آپ کے لئے بھی بشارت ہے اور مناجات مقبول کے مقبول ہونے کی طرف بھی اشارہ ہے۔ ہندوؤں کے بٹھانے کا خیال آنا اور پھر اس خیال پر عمل نہ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ بعض سیاسی میں ان کے اتباع کا وسوسہ ہوتا ہوگا پھر اس پر عمل نہیں ہوتا ہوگا۔

حال: اب وہ خواب آپ کی خدمت میں تحریر کرتا ہوں۔ بندہ کو نماز جماعت کے ترک کرنے کا بہت خوف تھا مگر امام کے شریعت کے خلاف ہونے کی وجہ سے اس کے پیچھے میں نہیں پڑھتا تھا علیحدہ پڑھ لیتا تھا۔ جمعہ کی

شب بندہ نے دو نفل استخارہ کے لئے پڑھ کر سجدہ میں جا کر بہت رویا اور کہا یا اللہ نہ تو اس مسئلہ کا جواب میرے رہبر کے پاس سے آیا ہے مجھ کو نماز باجماعت ترک کرنے کی وجہ سے تیرا بہت خوف ہے۔

اسی خیال وفکر میں بندہ سو گیا تھا بندہ کیا دیکھتا ہے کہ ایک وسیع مکان ہے اور اس کے اندر ایک نورانی شکل کا آدمی بیٹھا ہے۔ اس کے آس پاس بہت لوگ جمع ہیں۔ میں نے ان لوگوں سے پوچھا یہ کون ہے؟ انہوں نے کہا یہ شخص اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے مقاصد حاصل کرنے والا ہے۔ پھر بندہ کو وہی مسئلہ یاد آ گیا۔ بندہ نے ان کے پاس جا کر السلام علیکم کہا۔ انہوں نے بڑی خوشی کے ساتھ جواب دیا اور کہا بیٹھ جاؤ۔ بندہ نے ان کے ساتھ مصافحہ کیا اور ان کے سامنے بیٹھ گیا۔ میں نے کہا حضرت میں کچھ پوچھنا چاہتا ہوں۔ انہوں نے کہا پوچھو جو پوچھنا ہے ہم تو بتانے ہی کے لئے بیٹھے ہیں۔ میں نے کہا میں دیہات میں رہتا ہوں۔ نماز جمعہ تو بندہ اپنا کاروبار چھوڑ کر قصبہ راجپورہ میں پڑھ آتا ہے۔ اور دوسرے وقتوں کی نماز اپنے دیہات میں آ کر جماعت سے علیحدہ ادا کرتا رہتا ہوں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جس دیہات میں رہتا ہوں وہاں کے پیش امام کے پاس زمین رہن ہے اور مسئلہ وغیرہ سے بھی خبردار ہے۔ میں نے کہا میاں جی صاحب آپ کے پاس زمین رہن ہے اور آپ امامت کراتے ہیں آپ اس زمین رہن کو چھوڑ دیں کیونکہ تمہاری امامت مکروہ تحریمی ہے۔ انہوں نے کہا بے شک ٹھیک ہے مگر یہ اللہ کا گناہ ہے۔ اللہ غفور رحیم ہے اللہ آپ معاف کر دے گا۔ تم میرے پیچھے نماز پڑھتے رہو۔ جو کچھ نماز کی خرابی کا گناہ ہوگا وہ میرے ذمہ ہوگا۔ انہوں نے کہا جو شخص اللہ کے عذاب سے بے خوف ہونے والا اور جان کر گناہ کرنے والا ہو اس کی امامت ٹھیک نہیں ہے۔ تم اپنی نماز علیحدہ پڑھ لیا کرو۔ ایسی حالت میں اور ایسے امام کے پیچھے نماز نہ پڑھنے سے جماعت معاف ہوتی ہے۔ اس سے بہتر ہے علیحدہ پڑھ لیا کرو۔ جب بندہ نے ان کی طرف خیال کیا تو آپ ہی کی ہم شکل معلوم ہوتے تھے۔

تحقیق: اشارہ ہے کہ اس شخص سے دینی نفع ہوگا اور یہ نہ سمجھنا کہ مجھ کو خبر ہے۔

حال: ایک خواب دیکھا تھا اگر حضرت والا کی مصلحت کے خلاف نہ ہو تو تعبیر فرمائیں۔ یہ دیکھا کہ حضور ﷺ ایک مکان میں تشریف فرما ہیں۔ حضور والا بھی وہاں تشریف رکھتے ہیں۔ حضور ﷺ کے سامنے کئی طالب علم بیٹھے ہوئے ہیں اور ایک حدیث کی کتاب آپ کے پاس رکھی ہوئی ہے۔ جب میں پہنچا تو میرے ہاتھ میں کچھ روپے تھے۔ اس میں سے کچھ روپیہ میں نے چند آدمیوں میں تقسیم کئے۔ حضور ﷺ ہنس کر فرماتے ہیں کہ بھائی جو میرا حصہ ہو مجھ کو بھی دے دو۔ میں نے ان روپوں میں سے دو روپیہ حضور کی خدمت بابرکت میں پیش کئے حضور ﷺ نے لے کر رکھ لئے۔ پھر آنکھ کھل گئی۔ آنکھ کھلنے کے بعد ایک عجیب حال تھا مارے خوشی

کے بے تاب ہو رہا تھا اور حضور ﷺ کی محبت دل میں بے حد تھی۔ تب سے نیند ہی نہیں آئی۔ اور اس رات دن تک بے حد دل میں نور اور خوشی رہی۔

تحقیق: مبارک مبارک الحمد للہ اس نا کارہ کو بھی حضور میں حاضر پایا اللہ تعالیٰ دونوں کو اس خواب کے برکات سے مستفید فرمائے۔

سؤال: مجھ کو خواب بہت نظر آتے ہیں کہ جن کے لکھنے کی فرصت بھی نہیں ملتی۔ اگر ان کا لکھنا سلوک کی ضروریات میں سے ہے تو دوسرے کام میں کمی کر کے ان کو لکھ کر پیش کیا کروں ورنہ خیر۔

جواب: کچھ بھی ضروری نہیں۔

حال: بندہ نے ایک خواب میں یہ دیکھا کہ دو شخص ہیں۔ میرے سامنے بیٹھ کر ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ مولانا اشرف علی صاحب بہت بڑے اولیاء اللہ ہیں۔ دوسرے شخص نے ایک حدیث آپ کی تعریف میں پڑھی جو مجھ کو یاد نہیں۔ پھر دونوں صاحب نے میرے سے مخاطب ہو کر فرمایا کیوں کوئی ایسا بزرگ ہے۔ میں نے ان سے عرض کیا کہ جناب مجھ کو تو حضرت والا سے بڑا زمانے میں کوئی نظر نہیں آتا ہے اور میں خود حضور کا خادم ہوں۔ جناب والا مجھ کو ایک فکر سا یہ ہوا ہے کہ میرے سے کیوں پوچھا گیا۔ تعبیر سے مشرف فرمائیں۔

تحقیق: مبارک خواب ہے آپ کے لئے بھی اور اس نا کارہ کے لئے بھی۔ خاص آپ کو مخاطب بنانے سے یہ وہم نہ کیا جائے کہ خدانخواستہ آپ پر کسی قسم کا شبہ ہے بلکہ یہ خطاب اس لئے ہے کہ آپ کے ذہن میں خوب جم جائے اور زیادہ اطمینان ہو جائے۔

حال: دوسرا خواب یہ ہے کہ میرے والد صاحب غصہ کے لہجہ میں یہ فرماتے ہیں کہ یہ بھی معلوم ہے کہ مکان کس طرح کھڑے ہیں۔ میں نے کہا خدا کے حکم سے۔ انہوں نے کہا اور گریں گے میں نے کہا خدا کے حکم سے انہوں نے پھر فرمایا کہ مریں گے میں نے کہا اللہ کے حکم سے پھر انہوں نے کہا کہ میاں دیکھنا بہت سارے اناج کے قحط میں مریں گے۔ میں نے کہا یہ بھی انہیں کا حکم ہے۔ اتنے میں ایک شخص نے مجھ سے کہا کہ چپ رہو۔ تیرے والد ہیں میں نے کہا کہ میں لڑتا تو نہیں ہوں۔ پھر مکان پر گئے والدہ صاحبہ نے ان کو کھانا اتارا تو چاول ہے۔ والدہ نے مجھ سے کہا تو بھی کھالے۔ میں نے کہا میری دعوت ہے۔ تھوڑی دیر میں معلوم ہوا کہ میرے آگے ایک سینی رکھی ہے۔ اس میں دودھ ہے اور کباب و پھلکی ہیں۔ میں دودھ میں کباب ملا کر کھا رہا ہوں۔ انہوں نے کہا تو تو کہتا تھا میری دعوت ہے آجا میرے ساتھ کھالے۔ میں وہ دودھ ان چاولوں میں ڈال کر کھانے لگا۔

تحقیق: کمال توحید کی بشارت ہے جیسا سوالوں کے جواب میں اشارہ ہے اور معرفت ومحبت کی (بشارت ہے) جیسا کہ دودھ اور کباب کھانے میں اشارہ ہے۔

حال: تہجد وغیرہ سے فارغ ہونے کے بعد سے ذرا لیٹ گیا۔ ایک غنودگی کی سی حالت ہوئی۔ دیکھتا ہوں کہ نہ حجرہ ہے نہ جو کپڑا اوڑھا تھا وہ ہے اور ہاتھ اٹھاتا ہوں تو اٹھتا نہیں خود اٹھنا چاہتا ہوں مگر نہیں اٹھا جاتا اور شبنم کی طرح پھوارسی پڑی ہے اور چاندنی دھندلی سی ہے۔ تقریباً ایک منٹ یہ حالت رہی۔

تحقیق: فنا اور بقا کی شکل مثالی ہے۔

حال: دوبارہ گزارش یہ ہے کہ عرصہ ہوا دو تین دن بار یہ معلوم ہوا کہ قلب بالکل سیا ہو گیا۔ اس میں ایک چراغ روشن ہے۔ اس تاریکی میں اس چراغ کی وجہ سے دل کو عجب اچھی لگتی تھی۔ دو مرتبہ میں نے خواب دیکھا کہ نماز میں پورا قرآن شریف ختم کیا۔ اور تعجب کرتا جاتا تھا کہ حافظ تو ہوں نہیں۔ یہ کیسے پڑھ رہا ہوں۔

تحقیق: خواب اور حالات کی طرف توجہ نہ کی جائے کیونکہ اکثر ان کا سبب امور طبیعہ اور طبیہ ہوتے ہیں۔

حال: یہاں حاضر ہونے کے بعد دو مرتبہ نماز کی حالت میں ایسا معلوم ہوا کہ قرآن شریف کی آیتیں قلب میں لکھی ہوئی ہیں اور اس میں ایک قسم کی چمک ہے یہ جاگنے کی حالت میں (تھا)۔

تحقیق: اس سب کی وجہ وہی ہے جو میں نے اوپر ذکر کی ہے۔

حال: ایک دفعہ بندہ نے پیٹ کے مرض کی وجہ سے ذکر بند کیا لیکن عادت کے موافق آنکھ کھل گئی اور ذاکرین صاحبان کا ذکر سنتا رہا۔ کچھ غنودگی کی سی حالت ہوئی تو بندہ کیا دیکھتا ہے کہ ایک شخص بہت خوبصورت بندہ کے پاس آیا اور کہا کہ تم کیوں ذکر نہیں کرتے ہو؟ بندہ نے اسی وقت بے اختیار یہ جواب (حالانکہ یہ جواب اضطراری تھا فقط درد شکم کی وجہ سے موقوف کا ارادہ کیا تھا) دیا کہ مقصود حاصل نہیں ہوتا ہے کیا ذکر کریں تو اس شخص نے فوراً جواب دیا واہ ہماری صورت جو نظر آتی ہے وہ تو مقصود ہے روز ایک دفعہ ملاقات ہونے کا وعدہ ہو گیا۔ بندہ نے جب یہ بات سنی تو ارادہ کیا یہ شخص کون ہے جو ایسی بات کرتا ہے غور کر کے دیکھا تو حضور والا نور کی صورت تھے جلدی سے غائب ہو گیا۔ تب بندہ اٹھ کر اپنے کاروبار میں مشغول ہو گیا۔ اس واقعہ سے بندہ کا دل کئی گھنٹہ تک خوش رہا۔ اگر مناسب ہو تو تعبیر سے اطلاع فرمائیں۔ ورنہ نہیں۔

تحقیق: واللہ اعلم میرا خیال یہ ہے کہ محبت ومناسبت شیخ کی طرف اشارہ ہے جو سلوک میں سب زیادہ نفع اپنے والا وسیلہ اور سب سے قریبی ذریعہ ہے۔ اس قریب ہونے کی وجہ سے اس کو مبالغہ کے طور پر مقصود کہہ دیا کہ مقصودی قرب گویا مقصود ہونے کی طرح ہے۔ اس لئے مذکورہ مناسبت کے حاصل ہونے کی بشارت ہے اور

مزید اتباع کی ترغیب ہے۔

حال: ایک مرتبہ تقریباً تمام رات خواب و بیداری میں یہی محسوس ہوتا رہا کہ حضرت مجدد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ تشریف فرما ہیں۔ حضرت مجدد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی سوانح عمری میں جگہ جگہ چونکہ اتباع سنت کی بے حد تاکید دیکھی ہے اس وجہ سے بالخصوص دل کو خصوصی طور پر کشش ہوئی اس مرتبہ سوانح عمری اکبر بادشاہ کے بارے میں ایک مضمون کی وجہ سے دیکھنی پڑی ہے۔ اگر حضور والا کا حکم ہو تو جی چاہتا ہے کہ مکتوبات اور سوانح دوبارہ دیکھوں مگر اس کے دیکھنے میں تربیت السالک و مواعظ کا مطالعہ ملتوی رہے گا اس واسطے کہ وقت کم ملتا ہے جو حضور والا کا حکم ہے۔

تحقیق: ضرور دیکھئے اور مواعظ و تربیۃ کا مضمون بھی وہی ہے اس لئے ایک کا مطالعہ بالکل دوسرے کے مطالعہ کی طرح ہے۔ مگر یہ بات بتانے کے قابل ہے کہ مکتوبات میں دو قسم کا علم ہے علم مکاشفہ و علم معاملہ۔ پہلا علم خود صاحب علم کی واردات خاص ہیں۔ دوسرے کے کام کا نہیں۔ ایسے مضامین غور نہ کریں اگر سمجھ میں نہ آئیں چھوڑ دیں۔

حال: تیسرا واقعہ خواب ہی میں پرسوں شب کو یہ پیش آیا کہ گویا میں جس جگہ ہوں وہ وسیلتنا فی الدارین قبلہ و کعبہ حضرت مولانا شیخ الہند قدس سرہ کے دولت خانہ کے دروازہ کے باہر کی جگہ ہے کسی جگہ سے چلا ہوا آ رہا ہوں۔ وہاں پہنچ کر میں نے دیکھا کہ آپ ایک چادر اوڑھے ہوئے حضرت شیخ رحمہ اللہ تعالیٰ کے مکان کے اندر سے تشریف لا رہے ہیں۔ جہاں کہیں آپ تشریف لے جا رہے ہیں یہ عاصی (گناہگار) بھی پیچھے پیچھے ساتھ آ رہا ہے۔ کچھ قدم آگے بڑھنے کے بعد میں نے آنحضرت سے پوچھا کہ حضرت پاس انفاس کا کیا طریقہ ہے۔ مجھ سے حضرت شیخ قدس سرہ نے اس طرح سے بتلایا تھا کہ زبان تالو سے لگا کر اوپر اور نیچے کی سانس میں اللہ اللہ کہا کرو دوسرا میں بھول گیا ہوں اب آپ بتلا دیجئے۔ آپ نے فرمایا کہ ہاں اس کا اثر کمر کی طرف سے ظاہر ہوتا ہے اور ادھر سے (غالباً یہی فرمایا) آواز نکلتی ہے۔ میں نے پھر عرض کیا کہ تو پھر حضرت اقدس کا طریقہ کیا ہے۔ مجھے حضرت شیخ رحمہ اللہ تعالیٰ نے بتایا تو تھا مگر میں بھول گیا ہوں۔ آپ نے اس کے جواب میں یا تو شاید یہ فرمایا کہ ہاں بھول گئے یا یہ فرمایا کہ تو پھر میں کیا کروں یا کچھ اور فرمایا صحیح یاد نہیں ہے۔ یہ بھی یاد نہیں کہ آنحضرت نے مجھے اس کا طریقہ بتایا یا نہیں۔

تحقیق: خیر بھولے ہوئے حصہ کو تو سوچنا ہی بے کار ہے نہ اس کی کوئی تاویل متعین ہو سکتی ہے باقی جتنا حصہ یاد رہا وہ اشارہ ہے کہ حضرت قدس سرہ اور احقر غفرلہ کا مقام افادہ (فائدہ پہنچانے) کے اعتبار سے ایک ہے۔ وہ

چادر لباس تقویٰ ہے اللھم ارزقنا (اللہ تعالیٰ ہمیں عطا فرمائے) شاید وساوس کے ختم کرنے کے لئے دکھایا گیا ہو۔

حال: میں نے خواب دیکھا کہ کئی آدمیوں کے ساتھ قصبہ مؤ کے اسٹیشن پر بیٹھا ہوں۔ ان میں سے ایک شخص نے مجھ سے مخاطب ہوکر یہ کہا کہ یہ جو (حضرت) بیٹھے ہیں اولیاء اللہ کے دل کے نگہبان ہیں اور ان کا دل ان کے ہاتھوں میں ہے۔ پھر کہنے والے نے یہ کہا کہ یہ حاجی امداد اللہ صاحب قدس سرہ مہاجر مکی ہیں۔ اس کے بعد بیدار ہونے پر بشاشت رہی اور دو رکعت نماز پڑھ کر دو سو مرتبہ درود شریف کا ورد کیا اور سورہ یسین پڑھ کر ایصال ثواب کیا۔ اس کی جو کچھ تعبیر ہو تحریر فرمائیں۔ احقر کو بے حد شوق ہے جو طبیعت کے سکون کا سبب ہو۔

تحقیق: خواب ماشاء اللہ بہت ہی مبارک ہے۔ حضرت رحمہ اللہ تعالیٰ بے شک مربی قلوب تھے دلوں کی نگہبانی اور دلوں کے ہاتھوں میں ہونے کے یہی معنی ہیں شاید اس خواب کے دکھانے میں حکمت یہ ہو کہ حضرت کے سلسلہ کی حقیقت اور مقبولیت پر مزید اطمینان ہو اور اتباع و اعمال میں زیادہ تیزی ہو تو اس کا اہتمام کرنا چاہئے۔

حال: آخری بدھ کی رات کو راقم الحروف سورہ مقررہ پڑھنے کے بعد بغیر کسی خیال وفکر کے سو گیا۔ دل میں کوئی بھی کسی طرح کا خیال نہ تھا۔ اول ایک خواب دیکھنے میں آیا جس کا کوئی حصہ مجھ کو یاد نہیں۔ اتنا یاد ہے کہ شاید وہ میرے اور گھر والوں کے بارے میں تھا۔ اسی خواب کے بعد دوسرا خواب دیکھنے میں آیا۔ وہ یہ تھا کہ ایک مکان میں ہوں یا میں وہاں پہنچا ہوں تو ایک بزرگ نے میرا بایاں ہاتھ پکڑ کر میرے اسی بازو پر اپنی لبیں یعنی ہونٹ رکھ کر رگڑنا شروع کرنے کے طور پر کلمہ لا الہ الا اللہ پڑھنا شروع کیا ہے جس سے مجھے بہت ہی سرور ہو رہا ہے۔ تین بار کلمہ لا الہ الا اللہ ختم ہونے کے بعد ایک شخص مجھے نظر نہیں آتا اور نہ میں جانتا ہوں کہ کون ہے کہتا ہے کہ یہ (مولانا مولوی محمد) اشرف علی (صاحب) ہیں۔ اتنے میں ایک گھڑی جس کا کیس یعنی باہر کا پردہ جو اکثر گلٹ وغیرہ کا ہوتا ہے اس کا پیتل کا ہے اور نہایت خوبصورت ہے۔ مجھے کہا جاتا ہے کہ یہ گھڑی بہت ہی عمدہ و اعلیٰ ہے کبھی بگڑے گی نہیں اور خوبصورت ہے۔ لیکن کہنے والے کا کوئی پتہ نہیں کہ کون ہے۔ اتنے میں جناب نے یہ سن کر کہ گھڑی بہت عمدہ ہے ایک بکس مجھے دیا ہے اور فرمایا ہے کہ اس میں چین یعنی زنجیریں ہیں جو پسند ہو گھڑی کو لگا لو۔ جب میں نے اس ڈبہ کو کھولا ہے تو اس میں صرف دو زنجیریں ہیں ایک لوہے کی جو نہایت سفید ہے۔ میں نے اسے دیکھ کر دل میں کہا ہے کہ یہ اس وقت صاف شاف وسفید دکھائی دیتی ہے۔ چند دنوں میں اسے زنگار لگ جائے گا اور میلی ہو کر خراب دکھائی دے گی۔ دوسری پیتل کی ہے وہ بھی خوبصورت و مضبوط ہے

میں نے خیال کیا ہے کہ یہ عمدہ بھی ہے اور مضبوط بھی اور گھڑی بھی اسی جنس کی ہے۔ وہ پیتل کی زنجیر میں نے پیتل کی گھڑی میں جو خواب میں ملی تھی لگائی ہے اور جیب میں ڈال لی ہے۔ اتنے میں آنکھ کھل گئی۔ اس وقت رات کے سوا چار بجے تھے اور مسجد میں اذان ہو رہی تھی۔ اور میرے دل میں سرور بھی تھا۔

تحقیق: وہ گھڑی قلب ہے اور وہ زنجیر تعلق ہے۔ اس میں بشارت اور اشارت ہے کہ قلب ذاکر (ذکر کرنے والا) اور اوقات کی حفاظت کرنے والا نصیب ہوگا اور سلسلہ کی برکت سے اس کو بقا بھی ہوگا۔ واللہ اعلم

حال: احقر نے گذشتہ رات تہجد کے وقت خواب میں دیکھا کہ سب درخت وغیرہ گر رہے ہیں اور کوئی کہتا ہے کہ قیامت ہو رہی ہے۔ احقر نے دیکھا کہ وہ مکہ شریف پہنچ گیا ہے۔ وہاں دو شخص حجرہ کے سامنے پردہ ڈال کے اندر بیٹھ رہے ہیں۔ تھوڑی دیر بعد انہوں نے کہا کہ تم لیٹے رہو اب صور پھونکا جائے گا اور اپنے مرشد کی طرف خیال لگاؤ۔ احقر نے کہا کہ میرے مرشد دو حضرت ہیں فلاں وفلاں۔ آپ کا نام سن کر انہوں نے کہا کہ وہ بہت کامل ہیں اور دوسرے کامل نہیں۔ احقر نے کہا کن کی طرف خیال لگاؤں۔ جواب دیا گیا اول یا ثانی یاد نہیں رہا یہ کیا دیکھا۔

تحقیق: اشارہ ہے کہ جن کے سچا ہونے کا ظن ہو آخرت میں بھی ان کا ساتھ ہونا نافع ہے۔ جس کو غیر کامل کہا گیا صرف خواب کی وجہ سے ایسا گمان کسی پر نہ کیا جائے ممکن ہے کہ یہ کمال نہ ہونا خواب دیکھنے والے کے اعتبار سے ہو یعنی تم کو ان سے کامل نفع نہیں ہوگا۔ جس کے بہت سے اسباب ہو سکتے ہیں۔ اسی طرح ایک لطیف اشارہ ہے کہ سلوک کے راستے میں دو طرف رجوع نہیں کرنا چاہئے اور جواب میں ظاہری طور پر سباق کے انداز سے پہلا ہی کہا گیا ہو۔

حال: ایک خواب عرض کرتا ہوں وہ یہ ہے کہ بندہ نے دیکھا کہ ایک جگہ کچھ میدان سا ہے اور وہاں پر فرش بچھا ہوا ہے۔ بیچ میں حضرت حاجی صاحب شیخ العرب والعجم نور اللہ مرقدہ بیٹھے ہیں۔ دو صاحب دائیں بائیں تشریف فرما ہیں حاجی صاحب کا حلیہ کچھ مولانا محمد علی صاحب مونگیری سے ملتا ہوا ہے۔ گھٹنوں سے کچھ نیچا کرتا اور نصف پنڈلی کھلا ہوا سفید پائجامہ اور ٹوپی حضور جیسی اوڑھے ہوئے ہیں۔ رنگ کسی قدر پختہ ہے۔ بندہ نے جا کر سلام عرض کیا۔ حضرت حاجی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے نہایت ہی محبت کے لہجے میں جیسے کوئی بے حد شفیق دادا صاحب محبت سے پیش آتے ہیں سلام کا جواب دیا۔ وہ جو صاحب دائیں بائیں جانب بیٹھے تھے انہوں نے پوچھا حضرت یہ کون ہیں؟ حضرت حاجی صاحب نور اللہ مرقدہ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ یہ میرے اشرف علی صاحب سے تعلق رکھتا ہے۔ یہ ایسا خوش کرنے والا لہجہ تھا کہ بندہ اس کو بیان نہیں کر سکتا۔ ان دونوں صاحبوں

سے کسی ایک نے یہ عرض کیا کہ حضرت آپ مولانا تھانوی سلمہ اللہ تعالیٰ سے بہت ہی محبت رکھتے ہیں۔ یہ سن کر حاجی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ پر ایک وجد کی حالت طاری ہوگئی اور یہ جواب ارشاد فرمایا کہ میں محبت کرتا ہوں میں محبت کرتا ہوں۔ میں محبت کرتا ہوں۔ تین بار تکرار فرمایا اور فرمایا اس پر تو اللہ تعالیٰ محبت فرماتے ہیں اس بات کو سن کر ان صاحب نے فرمایا کہ حضرت مولانا کی دین خدمت تو ایسی ہی ہیں جو آپ فرما رہے ہیں لیکن خصوصیت کا کیا سبب ہے؟ تو ارشاد فرمایا وہ وہ ہے کہ جس وقت سجدے کے اندر جا کر یہ کہتا ہے ''سبحان ربی الاعلی'' تو ہر تسبیح پر ندا ہوتی ہے۔ لبیک یا عبدی کوئی تسبیح اور کوئی سجدہ ایسا نہیں ہے جس پر ندا نہ ہوتی ہو اور وہ وہ شخص ہے کہ میں خدا تعالیٰ کے یہاں انشاء اللہ اس کو پیش کروں گا۔ اور یوں کہوں گا کہ اے اللہ میری بخشش فرما دے۔ اس لئے کہ اس نے بھی میری طرف گمان نیک کیا ہے۔ اس بات کو سن کر ان دونوں صاحبوں پر ایک وجد طاری ہوگیا اور میری مسرت کا تو کیا اندازہ ہوسکتا ہے۔ اس کے بعد بیدار ہوگیا۔ فقط

اب بندے کی درخواست ہے کہ ''واما بنعمة ربك فحدث'' (کہ اپنے رب کی نعمت کو بیان فرمایئے) پر خیال فرما کر اگر مناسب ہو تو تعبیر خواب ارشاد فرمائیں تو عین احسان ہے اور حضور بندہ کے واسطے بھی دعا فرما دیں کہ خدا تعالیٰ بندہ کو بھی حضور کا اتباع نصیب فرمائے۔

تحقیق: السلام علیکم تعبیر کی کیا حاجت خواب خود آپ اپنی تفسیر ہے۔ اور واضح صاف بشارت ہے۔ یہ دوسری بات ہے کہ بشارت موجود حال کے اعتبار سے ہے یا آئندہ کے اعتبار سے ہے وہ بھی کبھی حال ہی بن جائے گا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ہم اس رویاء صالحہ کی برکات نصیب فرمائے۔ والسلام

حال: غالباً تہجد کی نفل پڑھ کر یا پہلے ہی دوسرا خواب دیکھا اس کی مسرت تو پہلے دن سے بھی زیادہ ہوئی۔ اللہ تعالیٰ ناشکری سے بچائے۔ آمین ثم آمین یعنی گویا جب میں حضرت کے پیر دبانے میں مصروف ہوں تو ایک خادمہ نہایت خوبصورت اور جمیل صاحبزادے کو گود میں لئے ہوئے ہیں یا تو انہوں نے مجھ سے کہا لو یہ حضرت کے صاحبزادے ہیں یا خود میں نے یہ سمجھ کر کہ یہ حضرت کے قرۃ العین (آنکھوں کی ٹھنڈک) ہیں ان سے ان کو اپنی گود میں لے لیا۔ ان صاحب زادے کو لے کر دیکھ کر بہت خوش ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت کو صاحبزادہ عطا فرمایا الحمد للہ اور ان کو باہر لے گیا ہوں۔

ایک اونچے مقام پر ایک نل کا کنواں لگا ہوا ہے۔ اس میں سے پانی کی جگہ دودھ نکل رہا ہے۔ میں نے اس کنویں سے جو کہ اوپر سے نیچے اوکھ لگا کر پیتے تھے حضرت کے صاحبزادہ کے منہ میں دودھ دیا جنہوں نے پیا اور میرے کپڑوں پر اور وہاں سے زمین میں گرتا گیا۔ دودھ پینے کے بعد میری آنکھ کھل گئی اللہ تعالیٰ یہ خواب سچے

فرمائیں۔ حضرت تعبیر سے مشرف فرمائیں۔

تحقیق: شاید اللہ تعالیٰ کوئی ولد صالح وعارف عطا فرمائے۔

حال: مجھے آج رات خواب میں دو باتیں پیش آئی ہیں جن سے طبیعت سخت پریشان ہے کہ شاید میری عاقبت کے خراب ہونے کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ اگر میری یہ پریشانی صحیح ہے تو آنحضرت والا اس کے تدارک کی تدبیر تجویز فرما کر ارشاد فرمائیں تا کہ جتنا ہو سکے کوتاہی نہ کرو۔

❶ ایک اجنبی شخص جو بظاہر ہندو چمار کی قوم معلوم ہوتا تھا۔ اس نے شب کو ایک لڑکی میرے قیام گاہ میں سونے کے لئے بھیجی۔ کسی وقت نگاہ پڑنے سے میرا نفس بد ہوا، اور جماع کی تیاری کے وقت دخول سے پہلے انزال ہوا اس کے بعد میں نے غسل کر لیا۔

❷ اس کے بعد اپنے ایک ایسے مکان میں گیا جہاں کچھ مہمانوں ومسافروں کا سامان رکھا ہوا تھا۔ اس کی چابی گم ہوگئی۔ تلاش کرنے میں اس قدر وقت صرف ہوا کہ طلوع شمس ہو گیا اور نماز فجر قضا ہوگئی۔ یہ سب خواب کا قصہ ہے اخیر شب جب اٹھا ہوں تو دل پر پریشانی تھی اور واقعی مجھے احتلام ہو یا ہوا تھا۔ مگر الحمد للہ وظیفہ سے فارغ ہو کر نماز فجر پوری باجماعت پڑھی۔

تحقیق: عرفا (اللہ والوں) کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ کبھی کوئی معصیت کسی شخص کے لئے مقدر ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے اس معصیت کو جاگنے کی حالت سے سونے کی حالت میں منتقل کر دیتے ہیں۔ سو ایسے خواب سے خوش ہونا چاہئے کہ جاگنے کی حالت میں اللہ تعالیٰ نے محفوظ رکھا اور سونے کی حالت میں مکلف ہی نہیں ہوتا۔

حال: ایک روز خواب میں حضرت شیخ وقت امام زماں حضرت حاجی صاحب قدس اللہ سرہ کی زیارت ہوئی (قلب کو یہی معلوم ہوا کہ حاجی صاحب رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ ہیں لمبی داڑھی سفید وسیاہ تھی لاغر بدن سانولا رنگ تھا لمبا قد تھا) اور حضرت قدس سرہ نے خانقاہ والوں میں سے چند آدمیوں کا ذکر اللہ امتحان کے طور پر سنا یہ یاد نہیں کہ امتحان دینے والوں میں کون کون تھے انہیں میں احقر بھی شامل تھا۔ مجھ سے بھی فرمایا کہ ذکر نفی واثبات کر کے دکھاؤ احقر نے لا الہ اللہ میں اور گردن کو دائیں جانب کھینچا مد کر کے باقاعدہ ادا کیا تو حضرت قدس سرہ نے فرمایا کہ اتنی دیر میں تو تم کئی دفعہ ذکر کر سکتے تھے جس سے ترقی زیادہ ہوتی ایک بار میں اتنی دیر کر کے کیوں نقصان کیا۔

تحقیق: یہ بالکل وہی مذاق (مزاج) ہے جس کو میں اکثر ظاہر کیا کرتا ہوں کہ اصل عمل مقصود ہے۔ ایسے قیود

زائد ہیں جن کا اہتمام عمل سے زیادہ نہیں کرنا چاہئے۔

حال: ایک بار ذکر کے بعد غنودگی میں اتنا بڑا دریا نظر آیا کہ آنکھوں نے آج تک اتنا بڑا دریا نہیں دیکھا اور بالکل لبریز تھا۔ مگر موجیں نہ تھیں ساکن تھا۔ اس میں میں بے تکلف چل رہا تھا پھر یہ حالت ختم ہوگئی۔

تحقیق: بعض اہل معانی نے دریا کو طریقت کی صورۃ مثالیہ بتلائی ہے "حملنا هم فی البر والبحر" (کہ ہم نے انسان کو خشکی اور تری میں سواری عطا فرمائی) اس پر محمول بھی کیا ہے۔

عالم مثال کا کشف

یہ حالات ایک بنگال ذاکر نے جو کہ یہاں سے مجاز ہو کر گئے وقتاً فوقتاً زبانی بیان کئے اور زبانی جواب لے کر سوال و جواب اپنی عبارت میں محفوظ کئے جو ضروری تصحیح کے بعد منقول ہیں۔

حال: فجر کی نماز کے بعد جب میں ذکر کرنے لگا تو مجھے آسمان اور ستارہ نظر آیا اور اس کے کنارہ پر ایک دریا اور اس میں ایک نور بہت چمکتا ہوا معلوم ہوا۔ اس کے بعد یہ میری دائیں طرف ہٹ گیا اور میری بائیں طرف سے ایک سیاہ رنگ کا بادل میرے سامنے آیا اور اس کے بعد یہ بائیں طرف ہٹ گیا اور داہنی طرف سے وہ دریا النور میرے سامنے آیا پھر یہ داہنی جانب ہٹ گیا اور بائیں جانب سے وہ سیاہ رنگ کا بادل میرے سامنے آیا بعد میں یہ بائیں جانب ہٹ گیا۔ اور داہنی جانب سے وہ دریا مع النور میرے سامنے آ کر چھپ گیا۔ اس کے بعد ایک شخص کی صورت بہت خوب صورت نیچے حصہ میں لباس پہنا ہوا نظر آیا۔

تحقیق: فن تصوف میں ایسے نظر آنے کو کشف کہتے ہیں اور یہ عالم مثال نظر آیا اور جو آدمی کی صورت نظر آیا یہ اعمال حسنہ ہیں کہ قیامت کے دن بھی صورت نظر آئے گی۔

حال: فجر کی نماز کے بعد جب میں ذکر کرنے لگا تو ایک دریا نظر آیا اور اس میں ایک نور چلتا ہوا جا رہا ہے اور اس کے کنارہ میں میرے سینہ کے برابر ایک اونچی دیوار ہے۔ اس کے کنارے میں راستہ ہے میں راستہ سے چلا جا رہا ہوں اور وہ نور بھی چلتا ہوا جا رہا ہے اور اس نور نے جہاں تک ہو سکے میرے آگے جانے کی کوشش کی مگر جا نہیں سکا۔

تحقیق: عمل دو قسم کا ہوتا ہے ایک بدنی عمل دوسرا روحانی عمل اور یہ جو دریا نظر آیا یہ عالم ملکوت (فرشتوں کا عالم) ہے اور نور کا چلتا ہوا جانا یہ روحانی عمل ہے اور آپ کا چلنا یہ بدنی عمل ہے یعنی آپ کا عمل ظاہری و باطنی دونوں اعتدال پر رہیں گے۔

حال: اس کے بعد بہت آسمان کے اوپر کنارہ میں ایک شخص کی صورت کہ سر سے پاؤں تک نور ہی نور ہے نظر آئی۔ میرے دل میں آیا یہ عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔ پھر تہجد کے بعد جب ذکر کرنے لگا۔ اسی وقت اچانک یہ بات یاد آئی اور میرے دل میں منجانب اللہ القاء ہوا کہ یہ عیسیٰ علیہ السلام کھڑے ہو کر دنیا میں اترنے کے لئے خدا تعالیٰ کے حکم کے منتظر ہیں۔

تحقیق: معلوم ہوتا ہے کہ قیامت قریب ہے جیسا کہ بعض آثار و علامات سے بھی معلوم ہوتا ہے اور آپ کو عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ نسبت ہے یعنی عیسیٰ علیہ السلام میں زہد اور توکل یہ دو صفات غالب تھیں۔ انشاء اللہ آپ میں بھی یہ دو صفات غالب ہوں گی۔

حال: فجر کی نماز کے بعد جب میں ذکر کرنے لگا تب ایک راستہ کہ اس کے دونوں کنارے میں سونے کی منقش دیوار اور آگے جا کر اس کے سامنے سونے کا ایک منقش مینارہ چار پانچ طاق والا نظر آیا۔

تحقیق: یہ صراط مستقیم ہے۔

حال: اس کے بعد ایک دیوار بہت لمبی اور دروازہ اس کے درمیان میں چاندی کی طرح حلقہ جو چار پانچ قسم کے رنگ سے نقش کیا گیا ہے اور اس کے سامنے چاندی کا منقش ایک تخت ہے اور اس کے اوپر سطح ہے۔

تحقیق: یہ جو نظر آیا یہ عرش کی صورت مثالیہ ہے۔

حال: فجر کی نماز کے بعد جب میں ذکر کرنے لگا تو ایک مکان دو منزلہ صحن والا نظر آیا۔ اس کے صحن میں چاندی کا منقش بہت نفیس فرش لگا ہوا ہے۔ اس مکان میں سات آٹھ حجرہ ہیں۔ میں سب سے دائیں طرف کے حجرہ کے اندر گیا۔ دیکھتا ہوں کہ اس کی دیوار چاندی کی منقش ہے اور اس میں اعلیٰ درجہ کا اطلس وحریر وغیرہ کا لباس اور بستر ہے۔ اس کے بعد میں درمیان کے ایک حجرہ کے اندر گیا اس میں سنگ مرمر قسم بقسم رنگ دار دیوار میں لگا ہوا ہے اور حجرہ کے درمیان میں سونے کی ایک کرسی ہے۔ اس کے بعد سب سے بائیں طرف کے حجرہ کے اندر گیا اس میں بھی پہلے حجرہ کی طرح دیکھا اور اس مکان کے چاروں طرف باغ ہے اس میں بہت سبز درخت لگے ہوئے ہیں اس کے بعد ایک مکان بہت دروازہ والا اور اس کے دیوار میں رنگدار سنگ مرمر لگا ہوا ہے اور ہر ایک دروازہ کے پیچھے ایک باغ نظر آیا اس کے بعد ایک مکان سفید سنگ مرمر سے بنا ہوا اور میرے خیال میں آیا کہ اس میں باغبان رہتے ہیں۔ پھر ایک نور چاند کی طرح چمکتا ہوا کہ اس میں میری صورت معلوم ہوئی ہے نظر آیا۔ پھر ایک مسجد بہت بڑی نظر آئی کہ جس کی دیواروں میں چاندی منقش اور سنگ مرمر لگا ہوا ہے۔

تحقیق: یہ سب جنت کے بارے میں مکاشفات ہیں انشاء اللہ تعالیٰ آپ کو جنت نصیب ہوگی۔

سوال: یہ جتنے مکاشفات ہوتے ہیں یہ بالکل وہی چیزیں ہوتی ہیں یا اس کی امثال۔

جواب: اس کی امثال ہیں لیکن اکثر وہ اصل کے مطابق ہوتے ہیں۔

حال: فجر کی نماز کے بعد جب میں ذکر کرنے لگا تو مجھے ایک بہت وسیع میدان اور اس کے درمیان میں ایک بہت بڑا قلعہ اور اس کی چاروں طرف کی دیواروں میں سنگ مرمر رنگدار لگا ہوا۔ اس کے بعد بہت اوپر آسمان کے قریب ایک شخص کی صورت اور اس کے منہ میں سینگ سے نظر آیا۔

تحقیق: یہ اسرافیل علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں اور ایسے کشف سے اعتقاد کو قوت حاصل ہوتی ہے۔

حال: فجر کی نماز کے بعد جب میں ذکر کرنے لگا تو سامنے ایک دریا اور اس کے کنارہ میں ایک بہت سیاہ پہاڑ حتیٰ کہ اس کی وجہ سے دریا کا پانی بھی سیاہ معلوم ہوتا ہے۔ اس کے بعد میرے سامنے ایک پردہ کہ وہ چار پانچ قسم کے رنگ سے منقش کیا گیا ہے بہت چمکدار اور پرلطافت ہے۔ اس کے پیچھے ایک نور کی روشنی بہت دور تک چمکتی ہوئی نظر آئی اس کے بعد میرے سامنے ایک نور نظر آیا میں اس کی طرف نظر کرتا رہا اچانک میرا خیال جاتا رہا تھوڑی دیر کے بعد مجھے ہوش آیا وہ بھی غائب ہوگیا۔

تحقیق: یہ پہاڑ ناسوت (دنیاوی عالم) اور دریا ملکوت (فرشتوں کا عالم) ہے اس کی طرف ہرگز خیال اور توجہ نہیں کرنا چاہئے۔ اگرچہ یہ پسندیدہ حالات ہیں مگر ان کو مقصود سمجھنا نقصان دہ ہے کیونکہ اگر اس کی طرف خیال اور نظر کرو گے تو توجہ الی اللہ سے محروم رہو گے۔ اس کی ایسی مثال ہے کہ جب لڑکوں کو مدرسہ میں پڑھنے کے لئے بھیجتے ہیں تو ان کا ولی کبھی مٹھائی اور کبھی اچھے کپڑے وغیرہ خرید کر دیتے ہیں تا کہ یہ لوگ اچھی طرح دل لگا کر پڑھیں اور شرارت اور ناغہ نہ کریں۔ حالانکہ یہ چیزیں مقصود نہیں۔ لیکن جو علم کے مزے سے بے خبر ہے اس کی ترغیب کے لئے ایسا کیا گیا ہے۔ ایسا ہی خداوند تعالیٰ یہ حالات ظاہر کر دیتا ہے تا کہ اس سے دل میں فرحت و خوشی حاصل ہو کر ذکر و شغل اور زیادہ رغبت سے کرے حالانکہ حقیقت یہ مقصود نہیں مقصود تو اللہ تعالیٰ کی رضا و محبت ہے۔

سوال: ناسوت اور ملکوت کس کو کہتے ہیں۔

جواب: ناسوت یہ ناس سے لیا گیا ہے بمعنی آدمی اور ملکوت یہ ملک سے لیا گیا ہے بمعنی فرشتہ دونوں جگہ ناسوت اور ملکوت کہہ کر ان دونوں کا عالم مراد ہے (جیسے انسان کے رہنے کا عالم اور فرشتوں کے رہنے کا عالم) یعنی ناسوت سے مراد عالم موجود کہ آدمی کے رہنے کی جگہ اور ملکوت سے مراد عالم غیب کہ فرشتہ کے رہنے کی جگہ ہے۔

حال: فجر کی نماز کے بعد جب میں ذکر کرنے لگا تو آسمان کے کنارہ میں سبز رنگ جس کی روشنی بہت دور تک

چمکتی ہوئی تھی نظر آیا۔ اس کے بعد میرے چاروں طرف کے انوار میرے سینہ کے نور کے ساتھ ملے اور میرا خیال جاتا رہا تھوڑی دیر کے بعد جب مجھے ہوش آنے لگا تو میرے سینہ میں بجلی کی طرح کا ایک نور چمکتا ہوا نظر آیا۔

تحقیق: سبز رنگ کا نور نظر آنا یہ جنت کی صورت ہے اور جو چاروں طرف انوار نظر آئے یہ معمولات ہیں اور سینہ میں جو نظر آیا یہ اعمال ہیں ان دونوں کا مل جانا اور ایک ہو جانا یہ قبولیت کی علامت و آثار ہیں اور بجلی کی طرح جو نور نظر آیا یہ بہت اور خاندان چشتیہ کا اثر ہے۔

حال: دوسرے دن جب ذکر کرنے لگا تو آسمان کے قریب بہت اوپر ایک حسین عورت اور اس کا چہرہ چاند کی طرح چمکتا ہوا اور لباس چاندی کا پہنے نظر آئی۔

تحقیق: وحشت کی حور نظر آئی۔

سوال: اسی طرح جب نماز کے بعد میں ذکر کرنے لگا تو مجھے ایک قلعہ نظر آیا۔ اس کی چاروں طرف کی دیواریں لوہے سے بنائی گئی ہیں اس میں باریک نقش کیا گیا ہے۔ اس کے درمیان دھوئیں کی طرح معلوم ہوتا ہے اس کے بعد میرے سامنے ایک بہت خوب صورت حسین عورت چاند جیسے چہرہ والی سونے کے زیورات پہنے ہوئے نظر آئی۔ اس کے بعد بہت دور آسمان کے کنارہ میں سبز رنگ اور اس میں ایک نور بہت چمکتا نظر آیا۔ پھر اچانک ایک نور جس میں چار پانچ رنگ چمکتے ہوئے تھے میرے سینہ میں آ کر ملا اسی وقت میرے قلب میں ہیبت پیدا ہوئی۔

تحقیق: جو قلعہ نظر آیا یہ روح ہے ذکر کی کثرت کی وجہ سے محبوبیت کا غلبہ ہو کر روح عورت کی صورت بن کر اپنے کو دکھائی ہے۔

حال: آج تین دن ہوئے ہیں ذکر کرتا ہوں اس میں کچھ ذکر کے آثار معلوم نہیں ہوتے ہیں جیسا کہ پہلے ذکر کرنے سے بدن میں حرارت ہوتی تھی ہر وقت اس کی یاد میں رہتا تھا۔ لیکن یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہر وقت تمام بدن میں حرکت ہوتی ہے۔ دوسرے کلام مجید تلاوت کرنے کے وقت جب عذاب یا دوزخ کا بیان آتا ہے تو اسی وقت قلب میں ایک صدمہ اور حسرت ہوتی ہے اور فوراً آنسو جاری ہو جاتے ہیں۔

تحقیق: ذکر کرنے سے دو حال ہوتے ہیں ایک قبض دوسرا بسط۔ یہ حال قبض کا ہے اور اس میں بھی فائدہ ہے کیونکہ اگر ایک حال رہے تو اس کا نہ کوئی لطف ہو اور نہ اس کی پوری حقیقت معلوم ہو اس لئے خداوند تعالیٰ اپنے بندہ کو کبھی حالت قبض میں اور کبھی حالت بسط میں رکھتے ہیں تاکہ بسط کا لطف معلوم ہو جیسے کوئی شخص اپنی عمر میں کبھی کوئی کڑوی چیز نہ کھائے اس کو نہ میٹھی چیز کا لطف معلوم ہوگا اور نہ اس کی حقیقت معلوم ہوگی۔ کیونکہ قاعدہ

ہے کہ الاشیاء تعرف باضدادہا (چیزیں اپنی ضدوں سے پہچانی جاتی ہیں) اور باقی صدمہ اور حسرت ہونا یہ بلند حالت ہے بڑا مجاہدہ ہے۔

حَال: تہجد کے بعد جب ذکر کرنے لگا تو سفید رنگ کی ایک عورت کی بہت لطافت ونزاکت کے ساتھ نظر آئی۔ اس کے بعد ایک قبر نظر آئی اس میں ایک شخص جس کے چہرہ پر غبار اور پسینہ تھا سوتا ہوا نظر آیا۔

تحقیق: یہ عورت جو نظر آئی یہ روح ہے محبوبیت کے غلبہ کی وجہ سے عورت کی صورت میں ظاہر ہوئی۔ دوسری جو قبر میں ایک شخص سوتا ہوا معلوم ہوا یہ اپنی صورت ہے اور مصداق ہے حدیث "موتو قبل ان تموتوا" (مرنے سے پہلے مر جاؤ) کا حدیث میں وارد ہے "المومن یموت بعرق الجبین" یعنی ایمان والا ندامت اور شرمندگی کی وجہ سے پیشانی کے پسینہ سے مرتا ہے اس میں بالخیر کی طرف اشارہ ہے۔

کشف وانوار توجہ کے قابل نہیں ہیں

حَال: کئی دن تک ذکر کے درمیان کچھ گول سفیدی نظر آیا کرتی تھی مگر اب معلوم نہیں ہوتی۔ جب آنکھ بند کرتا ہوں تو آسمان کی ایسی شکل اور اس میں بہت ستارے چھوٹے چھوٹے نظر آتے معلوم ہوتے ہیں یہ کیا بات ہے؟

تحقیق: اکثر (قوت) متخیلہ کا تصرف ہے کبھی ذکر کے انوار اور کشف کوئی بھی ہوتا ہے اور ہر حال میں توجہ کے قابل نہیں ہے۔

کشف باطنی حس سے ہوتا ہے

سُؤَال: اہل کشف (یعنی جن لوگوں کو کشف ہوتا ہے ان) کو محسوسات (محسوس کی جانے والی چیزوں) کا کشف خواہ وہ ملکوتی (یعنی فرشتوں کے عالم سے) ہو یا ناسوتی (یعنی انسانوں کے عالم سے) ہو باطنی دیکھنے کی جس سے جاگنے کی حالت میں آنکھوں کو بند کر کے ہوتا ہے یا باطنی جس سے یہ کشف ظاہری آنکھوں کے کھلے رہنے کے باوجود بھی ہوتا ہے جیسا کہ اہل طریق (تصوف والوں) کا معمول ہے کہ قبروں کے کشف یا دل میں جو خیالات آتے ہیں ان کے کشف کے لئے آنکھیں بند کر کے مراقبہ کرتے ہیں اور معلوم کرتے ہیں۔

میرا تو خیال ہے کہ جس کو کشف ہوتا ہوگا تو اس کو ظاہری آنکھ بند کئے بغیر بھی ہوتا ہوگا خواہ (وہ) آنکھیں بند کرے یا نہ کرے کیونکہ علم تو باطنی حس سے ہوتا ہے۔

جَواب: صحیح ہے (کہ آنکھیں بند کئے بغیر بھی ہوتا ہوگا) لیکن کشف کے لئے کیوں کہ یکسوئی ضروری ہے۔ بعض کو وہ (یکسوئی) آنکھوں کو بند کئے بغیر نہیں ہوتی ہے اسی طرح بعض کو کشف بھی آنکھ بند کئے بغیر نہیں ہوتا

ہے۔

کشف قبور ہونا

حال: (ہمارے) یہاں حضرت مخدوم شرف الدین احمد یحیٰی منیری قدس سرہ کا مزار ہے۔ ہفتہ میں جب زیارت کو جاتا ہوں تو یہ صاف معلوم ہوتا ہے کہ قبر بالکل حائل (آڑ بنی ہوئی) نہیں ہے بڑا جنازہ دکھائی دیتا ہے۔ تمام باغ آس پاس غرضیکہ مومن کی قبر کی جو کیفیت (حدیث میں) منقول ہے پاتا ہوں اور یہ کیفیت آنکھ کھولنے کے وقت رہتی ہے۔ یہ ہی کیفیت اپنی ہمشیرہ کی قبر کی جس کا فی الحال انتقال ہوا ہے پاتا ہوں۔ ایک بزرگ کے مزار پر بھی اور بعض کے مزار پر فاسق کی قبر کی کیفیت نظر آتی ہے۔

تحقیق: ان عارضی باتوں کی طرف ہرگز توجہ نہ کیجئے نہ اس کا اعتبار کیجئے سب حجاب (اللہ تعالیٰ سے آڑ) ہیں۔

کشف سے بے توجہی ہونا

حال: گزارش یہ ہے کہ خط گرامی کے ملنے سے بہت خوشی ہوئی حسب ارشاد خواب اطمینان سے کام میں لگا ہوا ہوں۔ چند روز تک ذکر میں ایک طرح کی محویت ہوتی ہے نہ دنیا کا خیال نہ آخرت کا خیال رہتا ہے فقط ذات باری تعالیٰ کا تصور ہوتا ہے۔ بہت اشیاء نظر آتی ہیں۔ حسب ارشاد سب سے بے توجہ رہتا ہوں۔ ہر طاعت میں بہت خوشی معلوم ہوتی ہے۔ کشف و کرامت بہت ہی خراب معلوم ہوتا ہے۔ آج رات تہجد کے بعد ذکر کی حالت میں ایک خوبصورت مکان نظر آیا ہے اس مکان میں بہت لوگ دیکھے۔ ایک حکیم لوگوں میں بیٹھ کر لوگوں کے معاملات کا فیصلہ کر رہا ہے۔ یہ کیا چیز ہے معلوم نہیں۔

تحقیق: آپ تو کہتے ہیں کہ کشف خراب چیز ہے اور میں اس سے بے توجہ ہوں پھر اس واقعہ کی تحقیق کرنا کیا توجہ کرنا نہیں ہے۔

آٹھواں باب

وساوس وخیالات کے بیان میں

وساوس کے فوائد اور ان کا علاج

حال: کبھی ایسے وساوس قلب پر آتے ہیں جن سے ایمان کا خطرہ رہتا ہے۔

تحقیق: یہ تو رحمت ہے کیا حدیث میں آپ نے ذاک صریح الایمان (یہی تو صاف ایمان ہے) نہیں پڑھا اور اس میں ایک بڑی حکمت یہ ہے کہ اس سے عجب کی جڑ کٹ جاتی ہے اور نقصان نہ ہونا یقینی اور حدیث سے ثابت ہے۔

حال: اکثر اوقات گنہگار نفس بندوں کو حقارت کی نظر سے دیکھتا ہے اور اپنے کو اہل علم سمجھ کر دوسرے سے تعظیم چاہتا ہے حالانکہ نہ علم کا اثر ہے نہ عمل کی ہمت۔ کبھی رئیس زادہ سمجھ کر توقیر کی خواہش ہوتی ہے حالانکہ ''العزۃ للہ ولرسولہ وللمومنین.''

تحقیق: یہ سب وساوس ہیں۔ جب آپ ان کو برا سمجھتے ہیں اور (ان کا) ارادہ نہیں ہے کہ ایسا خیال ہو بلکہ یہ ارادہ ہے کہ ایسا نہ ہو تو یہ نہ طلب تعظیم ہے نہ تکبر ہے نہ بڑائی چاہنا ہے کیونکہ یہ سب برے افعال اختیاری ہوتے ہیں۔ اس لئے جو اختیار سے نہ ہو وہ برے اخلاق سے خارج ہے صرف برے اخلاق کا وسوسہ ہے جس پر مواخذہ نہیں مواخذہ عزم (ارادے) پر ہے۔

حال: کمترین کو آج کل وساوس (پندرہ محرم ۱۳۳۰ھ کو ان کا خط مضمون ذیل کا آیا الحمد للہ اب نہ یہ وساوس کا ہجوم ہے نہ اوہام ہوا جس کا تلاطم قطعی طور سے نیست و نابود ہو گئے حضور کا کس زبان سے اور کیسے شکریہ ادا کیا جائے جو اس آڑے وقت میں اس ناچیز اور سراپا قصور کی دستگیری فرمائی گئی ہے اقائے عالم ذات بابرکات کو بایں فیوض و خیرات ہمیشہ ہمیشہ تا قیام قیامت قائم رکھیں اور نظر شفقت وتوجہ کی بجناب بیچارہ مبذول آمین) کا سخت غلبہ ہے۔ طاقت بیان سے خارج ہے اور ایسے وسوسوں کی کثرت ہوتی ہے کہ نقل کرتے ہوئے بھی خوف معلوم ہوتا ہے۔ سخت حیرانی و پریشانی میں مبتلا ہوں اگرچہ یہ جانتا ہوں کہ چور اپنی چوری کی تدابیر میں مصروف ہے مگر

دور کرنے کا طریقہ نہ معلوم ہونے کی وجہ سے بہت مصیبت میں پڑا ہوں۔ حضرت مرشد مدظلہ مکہ معظمہ تشریف لے گئے ہیں۔ اب اس وقت عالم میں سوائے حضور کے علاوہ اور کوئی چارہ ساز نظر نہیں آتا جس سے اپنے مرض کا علاج کراؤں۔ حضور والا! حال ہے قال نہیں عرض بھی نہیں کر سکتا جلدی مدد فرمائی جائے اور تو کچھ پاس نہیں صرف جو کچھ ہے ایمان ہے اس کے بھی چھن جانے کا گمان ہے۔ "ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ هديتنا وهب لنا من لدنك رحمة انك انت الوهاب." بس زیادہ کیا عرض کروں۔

تحقیق: وساوس کوئی پریشانی کی چیز نہیں پریشانی سے قلب ضعیف ہو جاتا ہے جس سے دوگنا ہجوم ہو جاتا ہے۔ بے پروائی اور بے التفاتی کے علاوہ اور کوئی تدبیر نہیں بلکہ بہتر ہے کہ اس پر خوش ہوں اس سے قلب کو قوت ہوتی ہے اور وساوس کو قبول نہیں کرتا بہت جلد ختم ہو جاتے ہیں اور حقیقت میں جب اس میں گناہ نہیں تو پھر پریشانی کیوں ہو۔

حال: جب کوئی دنیوی کام پیش آتا ہے تو طبیعت کو اتنا انہماک اور دل کو اس میں مشغولی ہو جاتی ہے کہ معمولات اوقات میں اسی کام کے بارے میں وساوس اتنے آتے ہیں کہ پریشان ہو جاتا ہوں۔ یہاں تک بات پہنچتی ہے کہ معمولات چھوٹ جاتے ہیں جو دلچسپی پیدا ہوتی ہے وہ سب فنا ہو جاتی ہے۔ بہت ہی پریشانی میں ہوں اور دنیوی کاموں سے فراغت بھی حاصل نہیں ہوتی بلکہ روز بروز بڑھتی ہے کبھی ایک چلہ کسی معمول پر ہمیشگی نہیں ہوتی ہے۔

تحقیق: پریشان نہ ہو جایئے اگر دل نہ لگے بے دل لگے ہوئے معمول ادا کر لیجئے اگر پورا نہ ہو سکے تو تھوڑا کر لیجئے مگر بالکل ناغہ نہیں کرنا چاہئے تھوڑا سا بھی ہوتا رہے تو برکت رہتی ہے۔ اس کی فکر چھوڑ دیجئے کہ ذرہ برابر کمی نہ ہو جتنی کمی ہو جائے اس کا تدارک استغفار سے کر دیا کیجئے اور پریشان ہرگز نہ ہوں اس سے اور بھی ہمت کمزور ہو جاتی ہے۔

حال: حضور کے سب ارشاد اور دعا کی برکت سے اسم ذات روزانہ چھ ہزار پڑھتا ہوں مگر خیالات یکسو نہیں ہیں۔ وسوسے بہت آتے ہیں اور طبیعت گھبراتی ہے کسی ذکر وعبادت میں جس طرح پہلے کچھ دل کا لگاؤ اور لذت حاصل تھی وہ بالکل نہیں ہے۔ کبھی دین ودنیا کے خسارہ کا پورا خوف ہو جاتا ہے اور دنیا کی حالت تو میں کچھ عرض نہیں کرتا مگر عقبیٰ (آخرت) کے لئے ضرور تکلیف دیتا ہوں۔ میری حالت خراب ہے کیا کروں؟ کچھ دن سرخ کاغذ پر اسم ذات لکھ کر دیوار پر چسپاں کر کے روزانہ دیکھا کرتا تھا۔ حضور نے بعد میں ارشاد فرمایا کہ اگر دل میں ہو بہتر ہے۔ کچھ روز کیا مگر پھر زمانہ کے جھگڑے کچھ روزگار وغیرہ کی وجہ سے چھوٹ گیا بہت مجبور ہوں کمزوری

دماغ کی شکایت کیا لکھوں سب شکر ہے جو کچھ ارشاد ہو۔ دعا کیجئے اللہ پاک حضور کی قدم بوسی حاصل کرا دے بہت بڑا مرض ہے سخت گنہگار ہوں۔ مجھ سے کچھ نہ ہوسکا ڈر ہے کہ اگر دن بدن اور حالت خراب ہوئی تو آخر وقت کیا کیفیت ہوگی۔ ہاں خدا تعالیٰ دل میں اپنی محبت کامل طور پر عطا فرما دے تو سب کچھ اس کے طفیل میں امید ہے۔

تحقیق: یہ تلوین کے آثار میں سے ہے۔ اسی طرح دنیاوی کام طبیعت کی پریشانی کا سبب ہو جاتے ہیں۔ کیفیات لذت ہونے اور نہ ہونے کی طرف توجہ نہ کریں خود عمل کو مقصود سمجھ کر کرتے رہیں انشاء اللہ محرومی نہ رہے گی پریشانی کا اصل سبب ثمرات (نتائج) پر نظر کرنا ہے۔ عشا کے بعد یا باسط ایک ہزار بار پڑھ لیا کریں۔

حال: حضور نے ارقام فرمایا تھا کہ نماز میں عرش سے قلب پر نور ٹپکتا ہوا تصور کرو تو کیا جس وقت امام صاحب قرات پڑھیں اس وقت (بھی) کیا کروں؟۔ حضور! دنیوی تفکرات کی وجہ سے نماز میں دل نہیں لگتا عادۃً ہی پڑھی جاتی ہے۔

تحقیق: وہ شغل آپ کی حالت کے مناسب نہیں اس کو ترک کر دیجئے۔ نماز میں خیالات کا آنا کچھ نقصان دہ نہیں ہے اس سے پریشان نہ ہوں۔ اگر اس سے تسلی نہ ہو تو دو چار دن یہاں آ کر رہ جائیں اپنی کہہ لیں اور میری سن لیں۔

حال: حضور نے بارہ سو مرتبہ لا الہ الا اللہ زبانی پڑھنے کے لئے ارشاد فرمایا تھا۔ عاجز نے حسب ارشاد اس کو شروع کر رکھا تھا لیکن معلوم نہیں کہ قلب میں کس وجہ سے انتشار پیدا ہوگیا ہے کہ اس کے پورا کرنے میں قاصر رہتا ہوں۔ کبھی تو خیال تعداد کی طرف مائل ہو جاتا ہے اور کبھی کوئی دنیوی خیال پیدا ہو جاتا ہے اور قلب کو یکسوئی حاصل نہیں ہونے دیتا۔ اس کے علاج کے لئے حضور کوئی ایسی تدبیر ارشاد فرمائیں کہ جس سے قلب رجوع ہو جائے۔

تحقیق: تعداد کے خیال کو چھوڑ دیجئے تعداد خود مقصود نہیں کمی زیادتی نقصان دہ نہیں ہے دنیاوی خیال پیدا ہو جانے کی پرواہ نہ کیجئے۔ ان خیالات کے ساتھ بھی ذکر نافع ہے۔ رہا رجوع قلب سو ذکر کو ہمیشہ کرنے سے خود بخود یہ بات پیدا ہو جائے گی۔

حال: رات کے وقت مراقبہ کی حالت میں کچھ نیم خوابی کی سی حالت میں دیکھا کہ ایک سیاہ فام شخص سفید کپڑا پہنے میری طرف آنے کا ارادہ کرتا ہے اور میں اس سے کہہ رہا ہوں کہ تم ٹھہرو میں وظیفہ سے فارغ ہو کر تم سے کلام کروں گا۔ میرے تصور میں یہ تھا کہ دلائل الخیرات سے فارغ ہو چکا ہوں اور مناجات مقبول باقی ہے تھوڑی

دیر کے بعد یہ خواب جیسی حالت ختم ہوگئی۔

تحقیق: یہ موسوس (وسوسہ ڈالنے والا) تھا سفید لباس سے اس کا حق کی صورت میں باطل کا دھوکہ دینا مراد ہے اللہ تعالیٰ نے محفوظ رکھا کہ ذکر میں مشغول رہے اللہ تعالیٰ نے اس کو غائب کر دیا ایسے احوال میں ایسا ہی کرنا چاہئے کہ ذکر کی طرف توجہ رہے ؎

در راہ عشق وسوسہ اہرمن بسے ست ❁ ہشدار گوش را بہ پیام سروش دار

ترجمہ: ''سلوک کے راستے میں شیطان کے وسوسے بہت پیش آتے ہیں اس لیے ہوشیار رہو اور وحی کی طرف کان لگائے رہو۔''

اللہ تعالیٰ حافظ ونگہبان ہے ''انه ليس له سلطان على الذين اٰمنوا وعلى ربهم يتوكلون''۔

حال: جس وقت میں نماز پڑھتا ہوں اس وقت برے خیالات بہت آتے ہیں۔ نماز پڑھنے کو جی بہت چاہتا ہے مگر نہیں پڑھی جاتی قضا ہو جاتی ہے۔ کچھ دن تک بہت اچھی طرح نماز پڑھتا ہوں بعد میں برے خیالات ظاہر ہوتے ہیں۔ عشا کی نماز کے بعد درود شریف کا ورد کیا تھا۔ کچھ دن بہت ذوق وشوق کے ساتھ پڑھا بعد میں پھر برے خیالات آنے لگے۔ اب پڑھنے کو جی نہیں چاہتا۔ جب پڑھنے کو بہت جی چاہتا ہے تو شروع کرتا ہوں۔ آخر بہت برے خیالات آتے ہیں کہ نہیں پڑھ سکتا ہوں۔ کوئی ایسا وظیفہ بتا دیجئے کہ نماز باجماعت پڑھوں۔ میں حضور کو اپنا مرشد جانتا ہوں اگر حضور نہ بتائیں گے تو میں بہک جاؤں گا۔

تحقیق: اس کے لئے وظیفہ کافی نہیں ہمت کی ضرورت ہے۔ آپ خیالات کے اچھے برے ہونے کی طرف بالکل بھی توجہ نہ کیجئے۔ اس سے کوئی نقصان نہیں ہاں اگر اعمال میں کوتاہی ہو تو اس کا علاج ضروری ہے اور اس کا آسان طریقہ یہ ہے کہ جب کسی عمل میں کمی ہو بیس رکعت نفل جرمانہ کی پڑھا کریں۔

حال: جب میں حاضر ہوا تھا اس وقت پڑھنے کے لئے یہ ارشاد ہوا تھا کہ اسم ذات ایک ہزار بار پڑھنا اور پھر تین ہزار تک تعداد کر لینا۔ چنانچہ بہت عرصہ سے تین ہزار کی تعداد پوری کر لیتا ہوں۔ اب یہ چاہتا ہوں کہ کوئی اس قسم کا ورد تعلیم فرمایا جائے کہ جس سے قلب کی خرابیاں زائل ہوں اور حق تعالیٰ کی طرف توجہ ہو قلب کے وسوسے دور ہوں۔ یہ خیال ہے کہ جناب اگر خاص اوقات میں اس ناکارہ خدام کے واسطے دعا فرمائیں کہ مرضیات کی توفیق ہو۔

تحقیق: ان مطالب کے لئے کوئی ورد مخصوص نہیں ہر ذکر اور طاعت کو جبکہ شرائط کے ساتھ ہو اس میں دخل ہے اور ان شرائط میں سے ایک بڑی شرط صحت فہم بھی ہے جس کا اصل طریق صحبت ہے اس سے بہت سی غلطیاں بھی

دور ہو جاتی ہیں جو مقصود میں رکاوٹ ہوتی ہیں یا مقصود کو نہ معلوم بنا دیتی ہیں باقی دعا تو سب کے لئے کرتا ہوں۔

حال: حضور والا سے رخصت ہو کر لکھنؤ پہنچنے سے قلب میں بہت ہی غیر مستقل مزاجی و ناامیدی کی حالت غالب ہوگئی ہے۔ طبیعت میں سخت گھبراہٹ ہے۔ حال کا خلاصہ یہ ہے کہ دل میں رہ رہ کر یہ خیال غالب ہوتا ہے کہ میں بالکل بچپن سے بیمار ہوں اور اب تک باقاعدہ کتنا علاج ہوتا رہا مگر صحت کامل حاصل نہ ہوئی۔ یہاں اگر علاج کراؤں تو کس سے کراؤں۔ اگر اس مرتبہ یہاں کے علاج سے بھی فائدہ نہ ہوگا تو پھر کیا ہوگا نہ دین کا رہا نہ دنیا کا وغیرہ وغیرہ (خیال آتے ہیں) دل کو کتنی طرح سمجھانے کی کوشش کرتا ہوں مگر دل کسی طرح مطمئن نہیں ہوتا۔ ابتداء علاج کے وقت بھی میری یہ حالت نہ ہوئی قلب سخت غیر مطمئن و غیر مستقل ہے۔ خدا کے لئے میرے لئے دعا فرمائیں کہ قلب مسرور مطمئن ہو اور پوری صحت حاصل ہو۔ قلب کی موجودہ حالت سخت گھبراہٹ و ناامیدی و غیر استقلالی کا علاج ارشاد فرما کر سرفراز فرمائیں۔ کیونکہ ان حالتوں میں مجھے سخت تکلیف ہو رہی ہے۔

میرے امراض باطنی میں سے جو مرض مجھے فی الحال سخت تکلیف پہنچا رہا ہے اور دینی و دنیوی امور میں نکما بنا رکھا ہے وہ یہ ہے کہ مجھے ہر کام میں دینی و دنیوی خصوصاً طہارت اور وضو اور غسل اور نماز میں سخت وسوسے پیدا ہوتے ہیں یعنی شبہ ہوتا ہے کہ کہیں پیشاب کا قطرہ نکل آیا طہارت پوری طرح نہیں ہوئی۔ نماز میں فلاں رکن چھوٹ گیا، فلاں واجب ترک ہوگیا۔ یہ وسوسہ اتنا بڑھا ہوا ہے کہ چھوٹا استنجا کرنے میں ایک بڑے لوٹے سے زیادہ پانی خرچ ہوتا ہے اور بڑے استنجے کے لئے ویسے ہی دو بڑے لوٹے لگتے ہیں۔ غسل میں بھی بہت پانی خرچ ہوتا ہے۔ ایک ایک نماز کے لئے چار چار پانچ پانچ مرتبہ نیت باندھنی پڑتی ہے تب نماز ادا ہوتی ہے اور وہ بھی سجدہ سہو کے ساتھ۔ جس بارہ میں شبہ ہوتا ہے اس کی کئی بار تحقیق کر لیتا ہوں اکثر ایک بار کی تحقیق سے یہ معلوم ہو جانے کے بعد بھی کہ شبہ بیہودہ ہے ہر بار تحقیق کئے بغیر چین نہیں ہوتا۔

ایک مولوی صاحب نے مجھے فتویٰ دیا کہ اگر شبہ اس درجہ بڑھا ہوا ہو تو نماز میں اگر کسی رکن تک کے فوت ہو جانے کا بھی شبہ ہو تو کچھ مضائقہ نہیں نماز ہو جائے گی۔ دوسرا یہ کہ جن نمازوں میں قرات بلند آواز سے نہیں اس میں آہستہ اس طرح پڑھنا واجب ہے کہ پڑھنے کی آواز خود سنے اور بعض فقہاء کے نزدیک حد یہ ہے کہ پاس کا کھڑا ہونے والا بھی اس کو سن لے۔ مجھ کو نماز میں اکثر اسی کا شبہ ہوتا ہے کہ میں نے جو آہستہ قرات کی اس کو میں نے خود سن لیا مگر اتنا آہستہ تو نہ ہوا کہ پاس کے کھڑے ہونے والے نمازی نے نہ سنا ہو اس شبہ سے سجدہ سہو کرتا ہوں۔

تحقیق: حق تعالیٰ بندہ کو ماں باپ سے زیادہ چاہتے ہیں اگر وہ بیمار بھی رکھیں تو اس میں بھی رحمت اور حکمت

ہے۔اس پر راضی رہنا چاہئے پس پھر کچھ بھی غم نہ ہوگا اور وسوسہ کا علاج یہی ہے اس پر عمل نہ کیا جائے طہارت و نجاست میں بہت گنجائش رکھی گئی ہے کسی نہ کسی کے قول پر طہارت ہو جاتی ہے اور اپنی آواز کان میں پڑنا یہ سب کا قول نہیں بعض کے نزدیک اس کے بغیر بھی نماز ہو جاتی ہے بےفکر رہیں۔

حَال: پہلے حضور نے ارشاد فرمایا تھا کہ قصد السبیل میں دیکھ کر عمل شروع کرنا۔ چنانچہ خاکسار نے وہ عمل جو حضور نے آدمی کے لئے تجویز فرمایا ہے شروع کر دیا لیکن تہجد کا پابند نہیں ہوں۔ عشا کے بعد نفلیں پڑھ لیتا ہوں جس طریقہ سے حضور نے لکھ دیا ہے۔اب میری کیفیت یہ ہے کہ نماز کے اندر دل میں خیالات پیدا ہوتے ہیں اور ایسے خیالات کہ جن کا گمان مجھے قطعی نہیں ہوتا بے حد پریشان ہوتا ہوں۔ بہت چاہتا ہوں کہ نماز میں یکسوئی حاصل ہو لیکن امکان سے باہر ہے۔

تحقیق: اس میں زیادہ کوشش نہ کریں کہ پریشانی بڑھنے سے قلب کمزور ہوتا ہے اور کبھی اس سے ضروریات سے بھی رکاوٹ ہو جاتی ہے اس لئے صرف اتنا کریں کہ جو کچھ زبان سے پڑھیں ان الفاظ کی طرف درمیانی درجہ کی توجہ رکھیں اس سے خود بخود وساوس کم ہو جائیں گے اور کچھ دن بعد پھر اطلاع دیں۔

حَال: (دوسری بات) یہ کہ جس روز سے میں نے یہ عمل شروع کیا ہے دل بہت کمزور ہو گیا ہے۔ کبھی یہ کیفیت ہوتی ہے کہ خوف ہوتا ہے کہ کہیں اختلاج قلب کا دورہ نہ ہو جائے۔ یہ کیفیت خاص کر اس وقت زیادہ ہوتی ہے جب کبھی معاذ اللہ شیطانی وساوس دل میں پیدا ہوتے ہیں اور نفس کسی ایسے فعل پر جو ناجائز ہو راغب ہوتا ہے۔ لہٰذا امیدوار ہوں کہ حضور ان تمام امور کے دور ہونے کی طرف توجہ فرما دیں اور دعا فرمائیں کہ خاکسار کا ایمان قائم رہے۔

تحقیق: اس کا علاج وہی ہے جو اوپر لکھا گیا کہ اس میں زیادہ کوشش نہ کریں اور جو تدبیر میں نے لکھی ہے پہلے تو اس سے وساوس خود بخود ختم ہو جائیں گے اور اگر بالفرض ختم نہ بھی ہوں تب بھی کچھ فکر نہ کرنا چاہئے۔ کیونکہ حدیثوں میں ہم کو وساوس کے بارے میں بالکل بےفکر کر دیا گیا ہے اور یقین دلا دیا گیا ہے کہ اس میں ذرہ برابر گناہ نہیں ہوتا۔ پھر اس کے پیچھے پڑنے کی کیا ضرورت ہے پیچھے پڑنے ہی سے اختلاج کا خوف ہے اور بےفکر ہونے سے انشاء اللہ تعالیٰ کچھ خوف نہیں۔

سُوال: ذکر کے وقت اِدھر اُدھر کے خیالات آیا کرتے ہیں قلب متوجہ کرنے کا کیا طریقہ ہے۔

جَواب: بس جان بوجھ کر خیالات نہ لائے یہی کافی ہے اس سے انشاء اللہ تعالیٰ بہت جلد یہ شکایت جاتی رہے گی مستقل تدبیر کی ضرورت نہیں۔

سؤال: حضور تحریر فرمائیں کہ اگر دل میں اگر کبھی کبھی ہلکی سی کمزوری اور بداعتقادی مصیبت وغیرہ کی وجہ سے اللہ کی طرف سے ہو جاتی ہے تو کیا اس سے ایمان میں کوئی نقصان نہیں پہنچتا ہے۔ کیونکہ بندہ کی حالت کبھی کبھی ایسی ہو جاتی ہے کہ کسی عجیب بات کے پیش آنے کی وجہ سے ہلکی سی بداعتقادی ہو جاتی ہے مگر بعد میں اس کی تلافی کے لئے دل بہت ملامت کرتا ہے اور بہت استغفار کرتا ہے اور فوراً ہی ایمان میں ایک قسم کی تروتازگی ہو جاتی ہے اور ایمان دوگنا ہو جاتا ہے۔ جس وقت یہ بداعتقادی ہوتی ہے اس وقت دل چاہتا ہے اور دل سے دعا نکلتی ہے کہ اے رب العزت اگر میری ایسی حالت ہوتی ہے تو تو اس عاجز کو بہت عرصہ تک اس دنیا میں نہ رکھ۔ اسی طرح بہت سی باتیں واقع ہوتی ہیں حضور ارشاد فرمادیں کہ اس کا کیا علاج ہے۔

جواب: ایسے وساوس نقصان دہ نہیں احتیاطا استغفار بھی کر لینا بہتر ہے زیادہ فکر و کوشش نہ کیجئے۔

سؤال: ایک مرتبہ کانپور میں آپ نے وعظ میں یہ ارشاد فرمایا تھا کہ خطرات و وساوس کا آنا نقصان دہ نہیں بلکہ اچھا ہے کہ چور وہیں آتا ہے جہاں مال ہو اور شیطان دولت ایمان کا دشمن ہے یہ یہی خیال وہی لاتا ہے اس کی طرف توجہ نہیں کرنا چاہئے۔ پہلے تو مجھے وسوسہ بہت آتے تھے میں اسی وجہ سے خوش تھا کہ الحمد للہ دولت ایمان تو ہے مگر اب عرصہ سے کوئی وسوسہ یا خطرہ نہیں آتا تو خیال ہے کہ خدانخواستہ مجھ سے وہ دولت کہاں گئی۔

جواب: لا حول ولا قوۃ آپ خوب سمجھے یہ کس نے کہا ہے کہ وسوسہ نہ آنے کا سبب یہی (ایمان کا ہونا) ہے (اور نہ آنا ایمان کے نہ ہونے کی علامت ہے) اسی میں بلکہ اس کا ایک دوسرا سبب بھی ہے کہ شیطان ناامید ہو کر وسوسہ ڈالنا چھوڑ دیتا ہے کبھی یکسوئی میں ملکہ راسخہ (مہارت کا) ہو جانا وسوسہ نہ آنے کا سبب ہوتا ہے اس لئے نفس کو دوسری طرف توجہ نہیں ہوتی۔

حال: اللہ تعالیٰ کی توفیق اور حضرت کی باطنی توجہ کی وجہ سے اوراد معمولہ سے غافل نہیں ہے لیکن ذکر اسم ذات اور دوسرے معمولات کے وقت لایعنی خیالات سے بڑی پریشانی ہوتی ہے۔ دل ایک خیال پر نہیں جمتا۔

تحقیق: کوئی ہرج نہیں ہے۔ اس کا ارادہ ہی نہ کیجئے ایسے عوارض تو سب کو پیش آتے ہیں اور کسی خاص تدبیر کے بغیر خود بخود اس کی اصلاح ہو جاتی ہے۔ لیکن کام کئے جانا چاہئے۔

وساوس عشقیہ کا علاج

سؤال: میری ایک عزیزہ ہے۔ پہلے بھی اس کے بارے میں بے اختیار وساوس اور اس کی طرف طبعی الفت ہوئی تھی۔ ڈھائی ماہ تک برابر وساوس کے دورے پڑے۔ جس کی وجہ سے دل پر انقباض اور تکلیف بیان سے باہر

ہوتی تھی کہ پریشان کر دیا تھا۔ دعا کرتے کرتے وہ حالت بند ہوگئی تھی۔ اب میں وطن آیا وہ عزیزہ بیمار ہوئی ہیں اس کا معالج ہوں۔ اتنے وساوس والفت اس کی طرف قلب میں اتر رہی ہے کہ میں پریشان ہوں۔ اپنے اختیار سے ہرگز نہیں کرتا۔ میں تو اللہ تعالیٰ کے خوف کی وجہ سے اس پر نگاہ بھی نہیں ڈالتا مگر واردات قلبی کا کیا علاج کروں۔

میں اجنبی عورتوں سے ہمیشہ اتنا دور رہا ہوں کہ انسان اتنا ہی رہ سکتا ہے۔ میرا میلان عورتوں کی طرف بے حد ہمیشہ سے ہے مگر اللہ سے ڈرتا ہوں اور اللہ کے اوپر اتنا بھروسہ ہے کہ خواہ گھر سے علیحدہ رہوں مگر جب بھی کسی امر میں انشاء اللہ مبتلا نہ ہوں گا۔ اس بارہ میں اپنے اوپر پورا قابو پایا ہوں مگر ان بے اختیار واردات کا کوئی علاج مجھ سے نہیں ہوتا اب میں کیا کروں؟۔

جواب: ان وساوس کا علاج صرف یہی ہے کہ ذہن میں اور ذہن کے باہر اس سے دوری ہو۔ باہر کی دوری تو یہی ہے کہ اس سے نہ ملے نہ بات کرے نہ پیام وسلام رکھے اور ذہنی دوری یہ کہ اس کا تذکرہ نہ کرے اور نہ سنے اور جان بوجھ کر اس کا تصور دل میں نہ لائے اگر بے ارادہ آئے دوسری طرف متوجہ ہو جائے اور درگاہ حق میں تضرع بھی کرے۔

سوال: حقیر جس وقت انگریزی پڑھتا تھا اس وقت زیادہ بلکہ ساری نمازیں قضا کر دیتا تھا۔ ان نمازوں کو ادا کر دینا شروع کر دیتا ہوں تو دو چار دن بعد چھوٹ جاتی ہے۔ دل بہت پریشان ہو جاتا ہے برائے کرم علاج فرمائیں۔

جواب: شاید آپ ایک دم سے بہت سی نمازیں پڑھنے لگتے ہیں۔ تھوڑا تھوڑا پڑھیں۔ آسان یہ ہے کہ ایک ایک نماز کے ساتھ ایک ایک نماز پڑھ لیا کریں۔ دل پریشان ہونا اگر اختیاری خیالات سے ہے تو ان خیالات کی طرف جان بوجھ کر توجہ نہ کریں اور اگر غیر اختیاری اسباب کی وجہ سے ہے تو کچھ پروانہ کریں یہی اس کا علاج ہے۔ زیادہ پیچھے پڑنے سے زیادہ پریشانی ہوگی اور پروانہ کرنے سے کچھ بعد میں خود دفع ہو جائے گا۔

حال: کبھی نماز میں دل نہیں لگتا اور خیالات بہت زیادہ آتے ہیں۔

تحقیق: کچھ فکر نہ کریں آہستہ آہستہ سب اصلاح ہو جائے گی اپنے کام میں لگے رہئے۔

حال: کتنا ہی خیالات کو دور کرنا چاہتا ہوں مگر دور نہیں ہوتے۔

تحقیق: اس کی کوشش نہ کریں ذکر وتقویٰ ہمیشہ کرنے سے خود بخود یہ سب دور ہو جائیں گے۔

حال: سب معمولات بہت اچھی طرح ادا ہوتے ہیں قرآن شریف پہلے بہت جلدی کے ساتھ تلاوت کرتا تھا

اب بفضلہ تعالیٰ بہت ٹھہر کر تلاوت کرتا ہوں۔ معمولات ادا کرتے وقت اور وسوسے تو آتے ہیں مگر پھر جلدی سے خبردار ہو جاتا ہوں پھر دل کو ذکر کی طرف متوجہ کر لیتا ہوں۔

تحقیق: ماشاء اللہ یہ حالت پسندیدہ ہے مبارک ہو۔

حال: مجھ کو کسی دن درود شریف سے دلچسپی ہو جاتی ہے کسی دن تکبیر تحمید سے کسی دن استغفار سے۔

تحقیق: کچھ حرج نہیں اس میں مجموعہ ہی کو معمول سمجھئے۔

حال: میں جب اپنا ایسا معمول ادا کرتا ہوں جس میں دیکھنے کی ضرورت ہوتی ہے جیسے تلاوت قرآن دلائل الخیرات، مناجات مقبول تو خیالات و وساوس کو دور کرنے کے لئے نظر لکھائی پر زور کے ساتھ رکھتا ہوں اور نماز میں سجدہ گاہ وغیرہ پر اور اسم ذات وغیرہ میں دل کی طرف (رکھتا ہوں) اگر کچھ خلاف ہو اصلاح فرمائیں۔

تحقیق: زور نہ لگائیں نگاہ پر اثر پڑے گا توجہ کا ملا لینا کافی ہے بس اتنی اصلاح ضروری تھی۔

حال: حضرت والا کے ارشادات کے مطابق وساوس کو دور کرنے کا خیال بالکل چھوڑ دیا ہے الحمد للہ کہ اس کو لازم کر لینے سے بہت بڑا فائدہ محسوس ہوا خصوصاً جب سے حضور کا خط وساوس کی توجہ نہ کرنے کے بارے میں آیا ہے اس وقت سے اپنا حال پہلے کے اعتبار سے اچھا پاتا ہوں اور جو شکایتیں کہ حضور کی خدمت میں تحریر کی تھیں اس میں بہت کمی بلکہ نہ ہونے کے درجہ کو پہنچ گئی ہیں۔

تحقیق: مبارک ہو الحمد للہ نفع ہوا۔

سؤال: کیفیت یہ ہے کہ اب اکثر اوقات جب خالی ہوتا ہوں تو جناب کی برکت سے زبان پر لا الہ الا اللہ جاری ہو جاتا ہے۔ مختلف حالات میں چلتے پھرتے تو یوں ہی لا الہ الا اللہ اکثر اور کبھی اس کے ساتھ محمد رسول اللہ بھی اور اگر تنہائی ہوتی ہے تو خود بخود شوق پیدا ہوتا ہے کہ شد و مد (زور سے) ضرب سے ضرب کے ساتھ کرتا ہوں مگر یہ ضرب قلب پر تصور میں ہوتی ہے۔ رات کو نماز کے بعد جس طرح قول الجمیل میں ہے اسی طرح کرتا ہوں۔ اسی میں ذرا ذرا مزہ آتا ہے مگر خیالات ختم نہیں ہوتے اسی میں اکثر یہ خیال رہتا ہے کہ خیال کا دوسری جانب متوجہ ہو جانا بند ہو جائے یہ نہیں ہوتا۔ اس کی تدبیر اور ایسے ہی طرز عمل ٹھیک ہے بدلنے کے قابل ہے اور کس طرح بدلا جائے۔

جواب: اس کی خاص تدبیر اور اس کی کوشش اور اس میں کاوش نہ فرمائے ہلکی توجہ جان بوجھ کر ذکر کی طرف رکھئے اس سے آہستہ آہستہ خود سب خیالات ختم ہو جائیں گے۔

حال: ہر وقت قلب کے اندر آتا ہے کہ ایک جگہ رہا کر دوسری جگہ مت رہ نہ معلوم یہ القا رحمانی ہے یا دوسرے

کے جانب سے ہے۔ کس طرح تمیز کی جائے جب مئو میں رہتا ہوں یا کسی دوسری جگہ سے مئو میں جاتا ہوں تو شہر میں آنے کے ساتھ ہی قلب کی پریشانی میں کمی ہو جاتی ہے۔ کبھی ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی رکاوٹوں کی قسم سے قلب پر آ گیا اور تنگی اور بے چینی دل میں محسوس ہوتی ہے کبھی یوں بھی ظاہر کیا جاتا ہے کہ تو اپنی جگہ و مقام پر رہا کر۔ معلوم نہیں یہ سب کیا بات ہے اور اس کا کیا مطلب ہے۔

تحقیق: اگر یہ خیال مئو میں رہنے کا اور اسی طرح مئو میں دل کی یکسوئی ہو اور مئو کے باہر یکسوئی نہ ہو تو منجانب اللہ ہے تو اس کی علامت میرے ذوق و وجدان میں یہ ہے کہ مئو میں رہ کر معاش کا تردد اور اس کے متعلق وساوس ہجوم و غلبہ کریں تب تو اس پر عمل کیا جائے۔ ورنہ خالص وہم ہے اس پر عمل نہ کیا جائے۔

حال: حالت یہ ہے کہ پہلی دفعہ خدمت شریف سے واپس آ کر ڈیڑھ برس تک اہلیہ مرحومہ کے ساتھ رہنے کا اتفاق ہوا۔ بفضل خدا روز بروز قلب سنورتا جاتا تھا اب انتقال کو ڈیڑھ برس سے زائد ہوا مگر تقریباً ایک سال سے تعلق کم ہونے کے باوجود قلب کی حالت بالکل بدل گئی ہے۔ نہ وہ حضوری ہے نہ وہ خشوع و خضوع نہ دعا میں تضرع ہے۔ حالانکہ معمولات و ذکر اسم ذات میں کسی قسم سے کمی نہیں ہوئی۔ ایک بات اور ہے چونکہ قرآن شریف یاد کرنے کا سلسلہ جاری ہے اس لئے دماغ کی رعایت سے غذا میں کچھ زیادتی ہوگئی ہے ضعف کے خیال کی وجہ سے کمی نہیں کرتا ہوں مگر اکثر اوقات خواہشات نفسانی کے سبب وساوس بہت آتے ہیں۔ حالانکہ حق نفس کما حقہ ادا ہونے کی کامل امید نہیں معلوم ہوتی ہے۔

اب ایسی حالت میں میں حیراں ہو کہ تنہا رہنے اور شادی کرنے میں میں کس کو ترجیح دوں۔ مجھے کیونکہ پوری امید ہے کہ حضور حفاظت دیں کے ساتھ مشورہ دیں گے اس لئے ملتجی ہوں کہ تفصیلی رائے سے سرفراز فرمائیں گے کہ اطمینان ہو۔ دل بے اختیار چاہتا ہے کہ فیض والی خدمت میں پہنچ کر قدم بوسی حاصل کر کے کل مرض کی اصلاح کرلوں مگر کچھ مجبوری معلوم ہوتی ہے۔ اگر حضور کی رائے ہو تو اس میں بھی مضائقہ نہیں۔

تحقیق: کام میں لگے رہئے یہ تبدیلی وقتی ہے انشاء اللہ تعالیٰ انجام بخیر ہوگا تسلی رکھیں۔ دماغ و قلب کی تقویت کا خاص اہتمام رکھیں۔ اگر خواہش کا غلبہ ہو نکاح کرلیں اگر نکاح کو دین کے لئے نقصان دہ سمجھیں صبر و ہمت سے کام لیں۔ سفر کی ضرورت نہیں حالات سے اطلاع اور مشورہ کا اتباع انشاء اللہ تعالیٰ کافی ہے۔

حال: احقر کا حال بہت خراب ہو رہا ہے قسم قسم کے وساوس قلب میں پیدا ہوتے ہیں۔ ان کا غلبہ یہاں تک ہوتا ہے کہ زبان پر جاری ہو جاتے ہیں۔ ہمت کمزور ہوگئی ہے نفس کا غلبہ زیادہ ہوتا جاتا ہے معمولات سب چھوٹے ہوئے ہیں۔ پچھلی شب میں چار بجے سے جاگتا رہتا ہوں مگر اتنی ہمت اور توفیق نہیں ہوتی کہ پلنگ سے

اٹھ بیٹھوں اور کچھ پڑھ لوں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے جیسا کسی نے باندھ دیا ہے۔ پہلو کروٹیں لیتے لیتے دکھ جاتے ہیں نماز فجر بھی آخیر وقت میں میسر ہوتی ہے کیا کروں تحریر فرمائیں۔

تحقیق: آپ کی یہ حالت یا تو غم کی وجہ سے ہے یا کسی مرض کی وجہ سے ہے۔ اگر پہلی وجہ ہے تو آپ کو کچھ (جائز) تفریح کا سامان کرنا چاہئے غالباً نکاح زیادہ مفید ہو اور دوسری وجہ ہے تو علاج اہتمام سے ہونا چاہئے۔ میں یہی دعا کرتا ہوں باقی ہر حال میں یہ حالت بری اور خراب نہیں کیونکہ برائی گناہ میں ہی ہوتی ہے اور اس میں کچھ گناہ نہیں ہے۔

حال: آج کل کچھ دنوں سے وساوس بہت زیادہ ہوتے ہیں۔ جو کوئی نئی بات پیش آتی ہے دل خود بخود اس کی طرف نماز میں، ذکر میں اور خالی اوقات میں متوجہ ہو جاتا ہے۔ اگرچہ اختیار سے خود ایسا نہیں ہوتا مگر جس درجہ میں بھی ہے اس سے پریشانی رہتی ہے لاپروائی بھی برتتا ہوں کہ شاید اس طرح نجات ہو مگر ابھی تک مبتلا ہوں دعا وتوجہ فرمائی جائے۔

تحقیق: کچھ حرج نہیں بالکل بھی توجہ نہ کی جائے ضعف ونقاہت حسی ناگواریاں جیسے رنج وغم اس کا سبب ہے انشاء اللہ تعالیٰ خود بخود یہ کیفیت ختم ہو جائے گی۔

حال: حضرت! کبھی ایسا ہوتا ہے کہ چلتے پھرتے وقت خیال خود بخود آسمان کی طرف دوڑتے ہیں کہ گویا ملائکہ نے عرش مجید کو اپنے اوپر اٹھا لیا ہے۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ جو کچھ ہم اپنی نظروں میں دیکھ رہے ہیں اس کے علاوہ اور کچھ نظر نہیں آتا۔ یہ خیال خود بخود ہوتے ہیں ویسے اعتقاد پر تو کچھ شبہ نہیں آتا۔ دوسرے یہ کہ کوئی تکلیف یا رنج نہیں ہوتا مگر سب عیش وخوشی میں نفرت ہو جاتی ہے یہ حالت امن کی ہے اور حالت رنج میں تو ہم ثابت قدم رہتے ہی نہیں اور پھر ویسی ہی سادی طبیعت ہو جاتی ہے ہر ایک چیز کے کھانے پکانے وغیرہ کو دل چاہتا ہے اور یہ جو دوسری بات ہے یہ بھی بعض اوقات ایسی حالت ہے کہ بعض اوقات طبیعت ایسی دنیا سے نفرت کھاتی ہے کہ میں دنیا سے اڑ کر ابھی آسمان کو چڑھ جاؤں۔

تحقیق: غالب احتمال ہے کہ دماغ میں خشکی ہوگئی ہے کسی طبیب کامل سے رجوع کرنا ضروری ہے اور موقع ہو تو یہاں آنا بھی مناسب ہے۔ مگر جب اارادہ ہو تو پہلے میرے وطن میں ہونے کی تحقیق کر لی جائے۔

حال: حضرت مرشدی قبلہ مدظلہ العالی مسنون قبول باد بفضلہ بخیریت ہوں وخواستگار مزاج اقدس۔ الحمد للہ جملہ حالات قابل شکر ہیں حضور کی دعا سے جملہ کیفیات میں ترقی معلوم ہوتی ہے۔ کبھی کبھی خواب میں حضور کی قدم بوسی سے مشرف ہوتا رہتا ہوں۔ قلب تقریباً ہر وقت بیدار رہتا ہے۔ سکوت وخلوت محبوب ہے نیستی وپستی

(کچھ نہ ہونا) مرغوب ہے کبھی کبھی ذکر میں ایسی لذت پاتا ہوں کہ طبیعت بالکل بے خودمست ہو جاتی ہے۔ دونوں جہاں سے قلب فارغ معلوم ہوتا ہے جسم سے نکلنے کو جی چاہتا ہے۔ حضرت حاجی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ وحضور کا تصور گویا ہر وقت رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے قلب کے اندر صلاحیت اور حضور کے ساتھ بہت کچھ مناسبت پاتا ہوں۔ حضور کی دعا سے محبت دنیا و جملہ عوارض باطنہ (باطنی برائیوں) سے قلب کو تقریباً طاہر و پاک پاتا ہوں۔ ساری دل کو پریشان کرنے والی باتوں سے جہاں تک ہو سکے بچا رہتا ہوں قلب بھی تقریباً ہر وقت ساکن اور یکسو رہتا ہے مگر حضرت ایک بڑی خلش ابھی باقی ہے اس کے لئے خاص توجہ و دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس کو بھی ختم کر دیں آمین۔ وہ یہ کہ ابھی تک باطن کی آنکھ غیروں سے خالی نہیں ہوئی ہے کبھی کبھی ان کی ناسمجھی اور بیہودہ باتوں سے قلب پر ملال وصدمے پہنچتے رہتے ہیں۔ چند قسم کے وساوس وفکر باطل سے ان کے ساتھ قلب کو ایک لگاؤ و تعلق رہتا ہے۔ نفس کے اندر خود پسندی بھی ابھی باقی ہے تعریف پر تو خوش ہوتا ہے اور برائی پر ناخوش اور اپنی تعریف کئے جانے کا لالچی ہے اور غیروں کے عیب تلاش کرنے والا اور برائی دیکھنے والا ہے۔

بس اب بھی اتنی خلش سے سخت بیزار ہوں۔ حضرت! دل کی چاہت یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے غیر سے بالکل فارغ اور آزاد ہو جاؤں۔ دوسرے لوگوں اور ان کے عیبوں کا وہم تک بھی نہ ہو۔ دنیا بھر میں سب سے گندہ و ناپاک زیادہ فقط اپنا ہی وجود معلوم ہو۔ طبیعت برا بھلا برداشت کرنے کی عادی ہو جائے۔ برائی و تعریف قلب پر یکساں ہو۔ حضور خاص توجہ و دعا فرمائیں گے کہ اللہ تعالیٰ ان سب بکھیڑوں سے بالکل پاک وصاف کر دیں۔ غیر سے باطن کی آنکھ بالکل خالی ہو جائے۔ اس آنکھ سے اپنے معشوق حقیقی کے علاوہ اور کچھ نظر نہ آئے اور ہر دم ہر لحظہ اسی کے ساتھ رہوں ایک ساعت بھی جدائی نہ ہو۔ آمین

الحمد للہ والمنۃ کہ احقر حضور کی بدولت حیوان سے انسان و نابینا سے بینا ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے میرے قلب کو زندہ کیا اور دولت باطنی عطا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ حضور کو اس کا اجر دیں اور منصب اعلیٰ عطا فرمائیں۔ سب سے زیادہ حضور ہی سے راضی وخوش ہوں۔ آمین احقر حضور کے آستانۂ مبارک کا ایک ادنیٰ کتا ہے امید ہے کہ ہمیشہ دعائے خیر سے یاد فرماتے رہیں گے۔

تحقیق: السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ ماشاء اللہ حالات بہت ہی عالی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اور اعلیٰ عطا فرما دیں۔ جس خلش کی شکایت لکھی ہے یہ خود بھی پسندیدہ احوال کی علامات سے ہے کیونکہ اثر کے زائل ہو جانے پر نہ مجاہدہ ہے نہ صبر کا اجر اس لئے یہ کیا کمال ہے اگرچہ درمیانی حالت میں غلبۂ حال سے ایسا بھی ہو جاتا ہے مگر باقی نہیں رہتا ہے۔ منتہی (جو سلوک کی انتہا کو پہنچ سکا ہو) پر پھر وہی حالت لوٹ آتی ہے کہ ہر چیز سے اثر ہو مگر اس اثر کی حالت

پر عمل نہ ہو صرف مبتدی و منتہی میں اتنا فرق ہے کہ مبتدی بہت دشواری برداشت پر قادر ہوتا ہے اور منتہی آسانی سے (برداشت کر لیتا ہے) اس لئے اگر برداشت کرنے میں دشواری بھی ہو تو اس کے اہتمام کرنے سے واجب سے فارغ ہو جاتا ہے۔ باقی وساوس کا آنا بالکل بھی نقصان دہ نہیں اطمینان سے مشغول رہئے فوراً پریشان نہ ہوں میں یہی دعا کرتا ہوں۔

حَالؒ: اور قرآن شریف اگر جہر سے پڑھتا ہوں تو بڑا مزا آتا ہے اور طبیعت لگتی ہے اور آہستہ پڑھتا ہوں تو یہ بات نہیں ہوتی مگر طبیعت اس کو گوارا نہیں کرتی کہ چھوڑو۔ کسی دن نماز میں بہت طبیعت لگتی ہے اور عجیب کیفیت معلوم ہوتی ہے اور کبھی بالکل منتشر (بکھری ہوئی) اور وساوس بہت آتے ہیں۔ مگر بحمد اللہ جبرا طبیعت کو تیار کرتا ہوں اور لفظ سوچ سوچ کے نکالنے کی فکر کرتا ہوں تو بہت دیر کے بعد پہلی کیفیت (واپس) آتی ہے مگر ہمیشہ باقی نہیں رہتی۔

تحقیق: کچھ حرج نہیں باقی رکھنے کی فکر میں نہ پڑئے نہ رہے نہ رہے اپنی طرف سے اختیاری کام کی کوشش کافی ہے۔ اور وہ (کوشش) بھی اعتدال سے ہو زیادتی کے ساتھ نہ ہو۔

حَالؒ: حضور! آج کل میرے قلب کی عجیب حالت ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف خیال کرتا ہوں تو اکثر برے وساوس پیش آنے لگتے ہیں اور جب نماز میں حضور کا تصور ہوتا ہے تو آئے ہوئے بھی چلے جاتے ہیں۔ اس سے پہلے اللہ تعالیٰ کے حضور کے وقت بعض وقت برے وساوس بالکل نہیں آتے تھے مگر اب اکثر آنے لگتے ہیں۔ نماز ایسی ادا ہوتی ہے جیسے کسی کی بیگار ہو ہاں حضور کے فیض سے یہ بات محسوس ہوتی ہے کہ اگر نماز میں کچھ دیر ہونے لگے یا روزمرہ کے معمول میں فرق پیدا ہونے کی صورت نظر آئے تو دماغ اتنا پریشان ہوتا ہے جیسے جنوں کی کیفیت ہو اور جب نماز پڑھ لی تو گویا بالکل بے دلی اور وساوس ہی کے ساتھ کیوں نہ ادا ہو مگر قلب کو اطمینان ہو جاتا ہے۔ میرا خیال یہ ہے کہ یہ حضور کی توجہ کا اثر ہے جو دل کو مجبور کر کے اس طرف لے جاتا ہے۔

تحقیق: سالکین کو ایسی باتیں عموماً پیش آتی ہیں کوئی پریشانی کی بات نہیں کام پر ہمیشگی اختیار کرنے سے سب حالت انشاء اللہ خود ہی درست ہو جائے گی ہر عارض کے لئے مستقل تدبیر کی ضرورت نہیں۔

حَالؒ: وساوس میں ترقی ہے خصوصاً ذکر کے وقت۔

تحقیق: نقصان دہ نہیں بلکہ ایک قسم کا مجاہدہ ہے توجہ نہ کی جائے اور پھر اطلاع دی جائے۔

حَالؒ: میرے دل پر وسوسے زیادہ رہتے ہیں اور کبھی جب کسی برے کام کی طرف رغبت دلاتے ہیں تو اللہ اپنے فضل سے بچا بھی دیتا ہے اور بعض میں مغلوب بھی ہو جاتا ہوں لیکن بعد میں بہت پریشانی و ندامت ہوتی ہے۔

اگر آں حضرت اپنے دربار فیض سے کوئی نسخہ مرحمت فرمائیں جس پر ہدایت کے مطابق عمل کرنے سے میری طبیعت پر اللہ اور اس کے رسول کا فضل ہو اور راہ ہدایت نصیب ہو تو کمال عنایت ہوگی۔ امید ہے کہ میں اس سے محروم بھی نہ رہوں گا۔

تحقیق: اگر ممکن ہو نیچے والے معمولات مقرر کر لیجئے انشاء اللہ تعالیٰ نفع ہوگا اور پھر حالات سے اطلاع دیجئے انشاء اللہ تعالیٰ سلسلہ تلقین کا جاری رکھوں گا معمولات یہ ہیں۔

❶ تہجد چار رکعت سے بارہ رکعت تک جتنا آسان ہو خواہ آخر شب میں یا عشا کے بعد ہو۔

❷ تہجد کے بعد یا اور کسی وقت فرصت ہو ذکر لا الہ الا اللہ چھ سو سے بارہ سو تک اتنی آواز سے کہ اپنی آواز کان میں آتی رہے اور دوسروں کو پریشانی نہ ہو۔ کبھی کبھی درمیان میں محمد رسول اللہ ملا لیا جائے۔

❸ سوتے وقت نفس کا محاسبہ یعنی تنہا بیٹھ کر دن بھر کے گناہوں کو یاد کر کے سوچنا کہ گویا میدان قیامت قائم ہے اور میں حق تعالیٰ کے سامنے حاضر ہوں اور ایک ایک گناہ پر پوچھ ہو رہی ہے اور میں لاجواب ہو جاتا ہوں۔ میرے لئے سزا کا حکم ہو چکا ہے اور میں اس وقت معافی کی درخواست کر رہا ہوں۔ بس ایسے وقت میں جس کیفیت سے معافی کی درخواست کی جا سکتی ہے اسی طرح اس وقت استغفار میں مشغول ہونا چاہئے اور عہد کرنا چاہئے کہ میں پھر نافرمانی نہ کروں گا اور اسی خیال میں سو رہنا چاہئے۔ پھر صبح اٹھتے ہی یاد کیا جائے کہ میں شب کو کیا عہد کر چکا ہوں اور جب کسی گناہ کی چاہت ہو اس عہد کو یاد کر لیا جائے اور اللہ کے حاضر و ناظر ہونے کا خیال کر لیا جائے انشاء اللہ تعالیٰ روز بروز حالت درست ہوتی جائے گی اور پھر اطلاع دیجئے۔

حال: بندہ جتنا ہو سکے کوشش کرتا ہے مگر برے خیالات آتے ہیں جو کہ خود تو گناہ نہیں مگر گناہ کی طرف لے جانے والے ضرور ہیں اور گناہ کی طرف جانے والے اسباب کی موجودگی میں گناہ سے بچنا مشکل ہے۔

تحقیق: اطاعت تو یہی ہے کہ دشواری کو بھی برداشت کرے۔

حال: اس لئے تحریر فرمائیں کہ جس کی وجہ سے سبب ہی ختم ہو جائے۔

تحقیق: اطاعت و ذکر کرنے سے خود بخود اس گناہ کی طرف بلانے والے سبب میں ضعف ہو جاتا ہے کوئی خاص طریقہ نہیں ہے۔

حال: دو شبہے ہر وقت قلب کو پریشان کرتے ہیں۔ ایک تو باطن میں جب قلب پر انوار کا نزول ہوتا ہے جس سے قلب میں حرکت پیدا ہو کر سارے جسم میں پھیلتی ہے۔ اس کے اندر عجیب قسم کے خیالات و حالات پیدا ہوتے ہیں۔ ان کی حقیقت کیا ہے کچھ پتہ نہیں چلتا کہ ترقی کا سبب ہے یا مکر اور خطرہ کی چیز ہے "ولا یامن

مکر اللہ الا القوم الخاسرون'' (اللہ تعالیٰ کے داؤ سے وہی لوگ نہیں ڈرتے جو خسارہ پانے والے ہیں) کا خیال آتا ہے تو دل ڈرتا ہے مگر بندہ بندہ ہے کر کیا سکتا ہے۔

تحقیق: دو چیزوں کے ہوتے ہوئے مکر و خطرہ کا وسوسہ بھی نہ لایا جائے ایک اتباع سنت دوسرا شیخ کی محبت۔

حال: دوسرے ظاہر میں ایک شبہ اور پریشانی یہ کہ جب میں اپنی زوجہ سے ہمبستر ہوتا ہوں تو اس وقت بھی پریشانی اور قلب میں سختی پاتا ہوں حالانکہ شرعی طور پر کوئی خلاف ظاہر میں نظر نہیں آتا۔ کتنا ہی غور کرتا ہوں مگر کچھ پتہ نہیں چلتا امید کہ ان (وساوس) کو دور فرما کر مطمئن کیا جاؤں۔

تحقیق: یہ پریشانی اور سختی خیال ہے حرارت کم ہو جانے سے کیفیت شوقیہ میں ایک قسم کی کمزوری آجاتی ہے سو وہ کوئی چیز نہیں جس کا نہ ہونا پریشانی کا سبب ہے۔

حال: تھوڑے دنوں سے خاتمہ کی طرف سے قلب کے اندر ایک خوف پیدا ہو گیا ہے یاد آنے پر جی میں خوف ہو جاتا ہے۔ وہ یہ کہ نہیں معلوم کہ اس غشی و بے اختیاری کی حالت میں کون سی حالت قلب پر وارد ہوتی ہے کیا دنیا کی محبت کا غلبہ ہوتا ہے یا اللہ تعالیٰ کی ملاقات کا ورنہ اگر شیطان مردود کا قابو چل گیا اور دنیا کی محبت کا غلبہ ہوا اور نعوذ باللہ من ذالک کہیں اسی بری حالت میں جان نکل گئی تو پھر کیا کروں گا۔ ہائے تب تو ہمیشہ کے لئے ہلاک و تباہ ہو جاؤں گا اور سارا کرا کرایا خاک میں مل جائے گا۔ جو بدبخت کہ یہاں سے دنیا کی محبت لے کر روانہ ہو بھلا اسے اللہ تعالیٰ کی ملاقات کہاں نصیب ہوگی۔ امید کہ حضور احقر کے لئے خاتمہ بالخیر ہونے کی دعا فرماتے رہیں گے اللہ تعالیٰ حضور کو زمرہ صالحین وصدیقین میں اٹھائیں۔ آمین

تحقیق: اس کا ہرگز وسوسہ نہ کریں اگر خدانخواستہ ایسا ہو بھی تو نقصان دہ نہیں میرا رسالہ خاتمہ بالخیر ضرور دیکھئے تمام شبہات انشاء اللہ ختم ہو جائیں گے اور تسلی ہو جائے گی۔

حال: اس سے پہلے والا خط بھیجنے کے بعد قلب کے اندر ایک دہشت و ندامت پیدا ہو گئی تھی اور جواب کے آنے تک قلب کی وہی کیفیت رہی۔ بعض مضامین ادب و تہذیب کے طریقے کچھ گرے ہوئے معلوم ہونے لگے تھے۔ جب جواب دیکھا جب جا کر جی میں جان آئی اور قلب کو مسرت ہوئی۔ اس لئے امیدوار ہوں کہ بشر ہوں ممکن ہے کہ کبھی چوک ولغزش ہو جائے تو حضور اس کو اپنے فضل و کرم سے معاف فرما کر اصلاح فرما دیں۔

تحقیق: پہلے تو کوئی بے تہذیبی نہیں ہوئی اور اگر ہو بھی تو صدق اور محبت میں سب معاف ہے ہرگز وسوسہ نہ لائیں۔

حال: آئندہ ہونے والے واقعات خواب میں کثرت سے دکھائی دیتے ہیں۔ قلب کو اس سے ایک طرح

پریشانی سی ہوتی ہے اور خوف ہوتا ہے کہ ایسا نہ ہو کہ آزمائش کا سبب ہو خواہش یہ ہے کہ یہ حالت بند ہو جاتی تو اچھا ہوتا۔

تحقیق: واقعات کا انکشاف اگر توجہ اور اچھا جاننے کے بغیر ہو تو کچھ نقصان دہ نہیں بس متوجہ نہ ہونا کافی ہے خواہ بند ہو یا نہ ہو۔ یہ بھی ایک قسم کا مجاہدہ ہے کہ ایک امر کے پیش آنے سے دلچسپی نہیں پھر مذاق (مزاج) کے خلاف اس کا پیش آنا ممکن ہے کہ موقوف نہ ہونے تک حق تعالیٰ کو صبر کا ثواب عطا فرمانا ہو۔

حال: جب کبھی نماز وغیرہ میں وساوس زیادہ آتے ہیں تو میں بہت خوش ہوتا ہوں کہ خوب تفریح ہو رہی ہے اور میرے ثواب میں کچھ کمی بھی نہیں ہوئی۔ اس خیال سے پریشانی بالکل نہیں ہوتی اور پھر وساوس کم ہوتے ہوئے معلوم ہونے لگے۔ میں سمجھتا ہوں کہ شیطان عجب بے وقوف ہے کہ آرام وتفریح دے رہا ہے۔ انہیں سب حرکتوں سے شاید شیطان نے بھولنے کا طریقہ اپنا لیا ہے مگر چونکہ "ربنا لا تواخذنا ان نسینا او اخطانا" موجود ہے۔ اس وجہ سے امیدوار کو اطمینان ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ معاف کر دیں اور شیطان کو نامراد اور نقصان والا کریں حضور مدد فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو اس پر غالب کر دیں۔ والسلام

تحقیق: سب باتیں ٹھیک ہیں صرف پہلے جز میں ایک قسم کی اجتہادی خطا ہے کیونکہ یہ خیال کبھی وساوس کو ذاتی طور پر برا نہ سمجھنے کا سبب ہو سکتا ہے اور وساوس کا ذات کے اعتبار سے برا نہ ہونا سمجھنا کبھی ان کے باقی رہنے کا سبب ہو جاتا ہے اور جان بوجھ کر وساوس کو باقی رکھنا نقصان دہ ہے اور ان کو ذاتی طور سے برا نہ سمجھنا کبھی ان کے باقی رکھنے کا سبب ہو جاتا ہے اور ان کو جان بوجھ کر باقی رکھنا نقصان دہ ہے "وکل ما یفضی الی المضر ولو نبی بعض الاحیان مضرا" (ہر وہ چیز جو کبھی بھی نقصان دینے والی چیز کا سبب ہو وہ بھی نقصان دہ ہے)۔ اس میں اتنی اصلاح کی ضرورت ہے۔

حال: ذکر اسم ذات اگر بالجہر کرتا ہوں تو ریا کے وساوس پیدا ہوتے ہیں اور اگر بالخفی (آہستہ) کرتا ہوں تو گلا دکھنے لگتا ہے۔ دونوں صورتوں میں زبان سے لفظ اللہ نکلتا رہتا ہے اور قلب محبت کی خارجی باتوں کی طرف متوجہ رہتا ہے جس سے جی اکتاتا ہے۔

تحقیق: ریا کے وساوس نقصان دہ نہیں لہٰذا بالجہر ہی کرنا بہتر ہے۔ اسی طرح قلب کا خارجی باتوں کی طرف متوجہ رہنا اگر ارادے کے بغیر ہو تو کچھ نقصان دہ نہیں ہے۔ اسی طرح جی اکتا جانا بھی نقصان دہ نہیں بلکہ اس حالت میں اگر شغل جاری رکھا جائے تو یہ ایک مجاہدہ ہے جس میں فائدہ ہونے کی قوی امید ہے۔ بہر حال کام کرنا چاہئے کام کرنا خواہ کسی طرح سے ہو کام نہ کرنے سے افضل ہے قال الرومی رحمہ اللہ تعالیٰ ؎

دوست دارد دوست ایں آشفتگی ❁ کوشش بیہودہ بہ از خفتگی

ترجمہ: ”محبوب کو یہ پریشانی پسند کوشش اگرچہ بے نتیجہ ہو مگر بے کاری کچھ نہ ہونے سے بہتر ہے۔“ (مطلب یہ ہے کوشش اگرچہ بے انتظامی سے مگر مسلسل ہونی چاہئے کہ انشاء نتیجہ لائے گی خطبات حکیم الامت)۔ (بتصرف:۲۲/۱۸۸)

حال: اس کے علاوہ ایک مشکل مرض کی بیماری میں مبتلا ہوں جتنا ہوسکے اس کو دور کرنے کی کوشش کی لیکن کامیابی نہ ہوئی۔ وہ مرض یہ ہے کہ کبھی وساوس وخطرات کا اپنے دل میں نشان بھی نہیں پاتا ہوں اور کبھی وساوس و خطرات اتنے زیادہ ہوتے ہیں اور وساوس خطرات بھی وہ کہ شاید کسی دہریہ کو بھی نہ آتے ہوں۔ اس وقت دل چاہتا ہے کہ کسی ترکیب سے خودکشی کرلوں تا کہ خس کم جہاں پاک کا مصداق ہو جائے۔ ایسے نالائق نانہجار کو دنیا میں رہنا ہی نہیں چاہئے۔ اس لئے خدمت والا میں عرض کر رہا ہوں کہ اس کے لئے خاص توجہ فرمائیں اور دعا سے امداد فرمائیں۔ والسلام

تحقیق: دعا سے کیا عذر ہے مگر یہ حالت خود بری ہی نہیں جس کو ایسا اہم سمجھا جائے۔ صحابہ سے اکمل وافضل تو کسی کی حالت نہ تھی۔ حدیثوں میں صاف آیا ہے کہ ان کو ایسے وساوس آتے تھے کہ ان کو زبان پر لانے سے وہ جل کر کوئلہ ہو جانا زیادہ پسند کرتے تھے اور طبیب کامل ﷺ نے اس کو ان کی صاف ایمان کی علامت قرار دی اس لئے جو بات ایمان کی علامت ہو اس پر اگر مسرت نہ ہو تو غم کے بھی کوئی معنی نہیں۔ والسلام

حال: بندہ تو یوں ہی گنہگار ہے اس میں کوئی شک نہیں مگر طلب جاہ اور درویشی کے خوف نے بالکل ہلاک کر دیا۔ اس کے دور کرنے میں ہمیشہ پروردگار سے توفیق کا خواہاں ہوں لیکن ہرگز مفید نہیں ہوتی لہٰذا دعائے خیر کا طالب ہوں۔

تحقیق: اپنی طرف سے برے خیالات کو دور کرتے رہو اور جو بغیر ارادے کے آئیں ان پر کچھ پکڑ نہیں ہے بے فکر رہو۔ دور کرنے میں زیادہ مبالغہ کرنا قلب کو کمزور اور بے کار کر دیتا ہے۔ ”ان لنفسك عليك حقا وان لجسدك عليك حقا“ (ترجمہ: تمہارے نفس کا تم پر حق ہے تمہارے جسم کا تم پر حق ہے) یاد رکھنے کے قابل حدیث ہے۔ والسلام

حال: کبھی تلاوت قرآن مجید کے وقت شکوک اور برے خیالات آتے ہیں۔

تحقیق: وساوس نقصان دہ نہیں ہیں بلکہ اس سے فائدے حاصل ہوتے ہیں اس کو باقی رکھنے یا ختم کرنے کے لئے اس کی طرف توجہ نہ کریں یہ خود بخود ختم ہو جائیں گے۔

حال: وسوسہ ہوتا تھا کہ اگر خدا ہوتا تو کیا جواب نہ دیتا (نعوذ باللہ من ذلک) میں تعیین کے ساتھ جواب دیتا کہ انبیاء علیہم السلام کے ساتھ تو واسطے کے بغیر کلام ہوا ہی نہیں اور اے نفس تو کیا چیز ہے؟ آخر یہ وسوسہ کمزور ہوگیا اور دوسرے وساوس کو بھی میں یوں دور کرتا رہا اور اب سب کم ہوگئے کہ اس وسوسہ کی حالت میں اگر تیرا انتقال ہوا تو کیسا مرنا ہوگا بس اتنا سوچنے سے (وسوسہ) دور ہو جاتا تھا۔

تحقیق: وساوس کو جواب سے دور کرنا نقصان دہ ہے اس کا علاج نہ لانے کے لئے اور نہ دور کرنے کے لئے دونوں کے لئے توجہ نہ کرنا ہے۔

حال: وساوس بہت زیادہ آتے ہیں۔

تحقیق: وساوس نقصان دہ نہیں جان بوجھ کر اس طرف توجہ نہ کریں۔

حال: بندہ تہجد کے بعد ۱۲ تسبیحات پڑھتا ہے اور چوبیس ہزار مرتبہ روزانہ اللہ اللہ کرتا ہے ذکر کرتے وقت کبھی تو خیالات کے مغلوب ہو جانے سے دل خوب لگتا ہے اور کبھی خطرات غالب ہوتے ہیں حتیٰ کہ اصل خیال کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو دیکھ رہے ہیں بالکل ختم ہو جاتا ہے کہ فقط آواز ہی آواز رہ جاتی ہے اور دل معلوم نہیں کہاں کہاں ہوتا ہے اور کیا کیا کرتا ہے۔ پھر کبھی جاگنے والے کی طرح باز آتا ہے تو دو تین کلمہ کہہ کر سونے والے کی طرح معلوم نہیں کہاں چلا جاتا ہے۔ ان کو دور کرنے کے لئے کوشش نہیں کرتا ہوں بلکہ خداوند تعالیٰ کا تصور باندھنے میں کوشش کرتا ہوں مگر بندہ کی یہ کوشش کافی نہیں ہوتی ہے آخر پریشان ہوکر مسلسل لگا رہتا ہوں کبھی جاگنے والے کبھی سونے والے کبھی جاگنے والے کبھی سونے والے کی طرح لگا رہتا ہوں۔ اکثر دوسرے اوقات میں جو پڑھنے سے زیادہ ہیں دل جلتا رہتا ہے جیسے تر لکڑی میں آگ لگی ہوتی ہے۔ اس کی وجہ سے زبان پر بھی اللہ اللہ کا لفظ جاری ہوتا ہے کہ جیسے سینہ میں تھا مگر یہ فقط زبان پر جاری ہونے سے تسکین نہیں ہوتی جب تک جہر نہ کروں بلکہ جہر بھی ایسی حد تک کہ خانقاہ میں اس حد تک کوئی نہیں کرتا اور آرام لینے کی جتنی حرکت بھی کرنی پڑتی ہے۔ یہ دل کا جلنا یہ دلسوزی حضور کی مجلس میں بیٹھ کر اکثر زیادہ ہوتا ہے اس دل کے جلنے کی وجہ سے میں حضور کے تشریف لے جانے کے بعد ظہر کے بعد بھی وظیفہ اللہ اللہ کا وظیفہ چوبیس ہزار صبح ۱۱ بجے سے پہلے کر لیتا ہوں۔ یہ خیالات جہرا کرنے سے کم ہو جاتے ہیں مگر جیسا جہر کہ ابھی مذکور ہوا کہ جتنا یہاں پر کوئی بھی نہیں کرتا اسی طرح وظیفہ میں جیسی دل لگی ہوتی ہے ایسی قرآن مجید کی تلاوت میں اور نماز میں تسکین نہیں ہوتی۔

تحقیق: ابتداء میں ایسے ہی حالات پیش آتے ہیں یہ سب مقصود سے قریب ہونے کی ابتدائی باتیں ہیں کام کئے جایئے جو شخص صحیح رستہ پر چلتا ہے ضرور پہنچتا ہے۔ راستہ یہی ہے جس پر آپ چل رہے ہیں۔ وساوس کے

زیادہ ہونے سے پریشان نہ ہوں اپنی توجہ ذکر کی طرف رکھئے بس کافی ہے۔

حال: جو کچھ نئی بات پیدا ہوئی وہ یہ ہے کہ کچھ عرصہ سے کلام مجید کے کلام الٰہی ہونے میں کچھ شک سا ہونے لگا تھا۔ میں اس کو دل سے نکالنے کی بہت کوشش کیا کرتا تھا لیکن اب چار پانچ دن سے اس بے ہودہ خیال میں کچھ زیادتی ہے اور اس پر مزید یہ ہوا کہ حضور رسالت مآب کے رسول ہونے میں بھی نعوذ باللہ شک ہونے لگا۔ اس عرصہ میں اکثر رسول اکرم ﷺ کے حالات پڑھتا رہا ہوں مثلاً اسلام الحقوق والفرائض لیکن یہ فاسد خیالات دل سے نکلنے کے بجائے ہر ایک لفظ سے کچھ الٹ ہی خیال دل ہوتا رہتا ہے اگرچہ دل سے میں خدا کے وجود اور خدا کی وحدانیت کا قائل ہوں اور رسالت مآب ﷺ کو رسول برحق سمجھتا ہوں اور لا الہ الا اللہ پر میرا ایمان ہے۔ دل میں اس خیال پر بہت بہت لعنت ملامت کرتا رہتا ہوں۔ یہ برا خیال مجھ پر طبعاً نہیں ہے لیکن جب غور کرتا ہوں یا کوئی کتاب حضرت ﷺ کے حالات کی نظر سے گزرتی ہے تو یہ برا خیال ضرور پیدا ہو جاتا ہے جس سے طبیعت بہت پریشان رہتی ہے۔ جب سے یہ خیال ذرا سختی کے ساتھ آنے لگا اس وقت سے میں نے درود شریف پڑھنے میں زیادتی کر دی ہے اور اس قسم کی کتابیں پڑھنا ترک کر دیا ہے۔ حضور میرے لئے دعا فرمائیں کہ میرا انجام بخیر ہو اور یہ برے خیالات دل سے نکل جائیں۔

اگرچہ کوشش کرتا ہوں لیکن نماز میں جی نہیں لگتا اور ہر وقت طبیعت پریشان رہتی ہے اور جی گھبراتا ہے اکثر بلکہ زیادہ تر حضور کی قدم بوسی کا ایک وسوسہ سا اٹھتا رہتا ہے اور بعض اوقات طبیعت بے چین ہو جاتی ہے کہ اس وقت خدمت والا میں پہنچ جاؤں۔ اس بات پر بہت تعجب ہوتا ہے کہ جب ایسے برے خیالات دل میں آتے ہیں تو حضور کی جانب کیوں اتنا طبیعت میلان ہے کیونکہ حضور کی قدم بوسی کا شوق تو صرف اللہ ہی کے لئے ہے۔

تحقیق: یہی یقینی اس کی علامت اور دلیل ہے کہ یہ کمی آئینہ قلب کے اندر نہیں باہر ہے جو اندر بھی نظر آتی ہے انسان بے اختیاری خیالات کا مکلف نہیں بالکل مطمئن رہئے ذرا التفات نہ کیجئے۔ اس سے از خود انشاء اللہ تعالیٰ ختم ہو جائے گا دور کرنے میں زیادہ مبالغہ نہ فرمائیے۔

حال: بندہ کے معمولات ہمیشگی کے ساتھ تہجد کے بعد بارہ تسبیح اور فجر اور ظہر کے درمیان چوبیس ہزار اسم ذات۔ دو تین دن سے ذکر کے علاوہ حدیث النفس (جی کی بات) بہت رہتا ہے جس کی وجہ سے بہت پریشانی ہوتی ہے اس کا علاج مرحمت فرما دیجئے۔

تحقیق: اس کا علاج توجہ نہ کرنے کے علاوہ کچھ نہیں اور وہ بھی علاج کے ارادے سے نہیں بلکہ اس ارادے سے کہ شارع علیہ السلام نے جب اس کو اہم نہیں قرار دیا ہم کیوں قرار دیں لیکن خود ارادے سے نہ لایا جائے

غرض نہ جان بوجھ کر لایا جائے نہ دور کیا جائے اس سے طبعاً لازمی طور پر ختم ہو جاتا ہے۔

حال: کچھ دنوں سے پریشانی رہتی ہے اور گناہوں کی کچھ زیادتی ہے اس وجہ سے کبھی اپنے سب کئے ہوئے کو برباد و بے کار سمجھتا ہوں۔ دعائے خیر فرمائیں تا کہ تسلی ہو کبھی وساوس شیطانی کا غلبہ ہوتا ہے کب عبادت کس لئے کرتا ہے امید کہ اس کا علاج تحریر فرمادیں۔

تحقیق: اختیاری مرض (جو) کہ گناہوں کی زیادتی ہے کا علاج کہ ہمت ہے جو اختیاری ہے اور کیا علاج بتاؤں۔ باقی وساوس اگر چہ غیر اختیاری ہیں مگر وہ مرض ہی نہیں اس کا یہی علاج ہے کہ کچھ علاج نہ کیا جائے یعنی توجہ ہی نہ کی جائے۔

حال: نماز میں توجہ الی اللہ کامل یعنی اول سے آخر تک نہیں رہتی بے اختیاری خیالات آتے ہیں۔ مگر طبیعت بھی ان خیالات میں مشغول ہو جاتی ہے گویا خیالات کا آنا اختیاری ہو جاتا ہے۔

تحقیق: ابتداء میں ایسا ہی ہوتا ہے لیکن ہمت نہ ہارنا چاہئے مسلسل کوشش میں لگے رہیں انشاء اللہ تعالیٰ ایک دن حالت مطلوبہ پیدا ہو جائے گی۔

حال: شمس الحق البازغۃ فی البلاد وحجۃ اللہ البالغہ علی العباد سیدی وسندی ووسیلہ یومی وغدی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ حضور والا ؎

مفلسا نیم آمدہ در کوئے تو ❁ شیئاً للہ از جمال روئے تو
نفس و شیطان در پئے راہم زوں ❁ چشم دارم ہمتے از سوئے تو
صد ہزاراں را رہا نیدی زغرق ❁ آفریں بردست و بر بازوئے تو

ترجمہ

❶ ہم سب محتاج تیری گلی میں آئے ہیں اللہ کے لئے اپنے چہرے مبارک سے کچھ تو دے دے۔
❷ نفس وشیطان میرے پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔ تجھ سے ہمت کی امید رکھتا ہوں۔
❸ لاکھوں کو تو نے غرق ہونے سے بچایا ہے تیرے دست و بازو کو شاباش ہے۔

حضرت! کچھ دنوں سے قلب کی حالت ایسی ہوگئی ہے کہ خیال کر کے افسوس معلوم ہوتا ہے اور طبیعت پریشان ہو جاتی ہے۔ حضور ہی کے ہاتھ میں اس کا علاج ہے۔ وہ حالت یہ ہے کہ جب کوئی شخص کچھ بات چیت کرتا ہے تو اس کے بارے میں اکثر یہ خیال ہوتا ہے کہ یہ شخص جھوٹ بولتا ہے اور بہت کم اس کے سچ ہونے کا گمان ہوتا ہے اور جب مجھ کو اس کے جھوٹ کی بدگمانی ہوتی ہے تو اس وقت میں خاموش ہونا مناسب جانتا ہوں

اور ہوں ہاں نہیں کرتا کیونکہ میرا قلب اس کو جھٹلاتا ہے اور قلب کے خلاف کرنے سے مجھ کو سخت تکلیف ہوتی ہے اور اس کا اثر بہت دیر تک رہتا ہے۔ بات کرنے والے کے سامنے خاموش رہنے سے وہ خیال کرتا ہے کہ میری بات انہوں نے صحیح نہیں مانی اس پر وہ چاہتا ہے کہ اس سے تصدیق کرانی چاہئے۔

اس قسم کی کوشش سے میری طبیعت بہت ہی پریشان ہوتی ہے یہاں تک کہ غصہ آجاتا ہے اور جی چاہتا ہے کہ اس شخص سے گفتگو نہیں کرنی چاہئے۔ تعجب یہ ہے کہ اس طرف کے تمام لوگ ایسے ہی نظر آتے ہیں حتیٰ کہ اگر کوئی دین کی بات کے بارے میں اپنی رائے ظاہر کرتے ہیں تو اس پر بھی یہ برا گمان ہوتا ہے کہ باتیں تو بہت اچھی کہتا ہے مگر خود اس کے دل میں ان کی پختگی نہیں ہے۔ چنانچہ جب معاملہ کوئی انہیں باتوں کے بارے میں پیش آتا ہے تو ان کا اثر بالکل نہیں معلوم ہوتا۔ یہاں تک کہ اگر قسم کھا کر کہا کہ تصدیق کرائے تو ظاہری صورت سے تو قبول کرنا پڑتا ہے مگر دل انکار کرتا ہے۔

یہ حالت نہ جان بوجھ کر میری توجہ اور خیال سے ہوتی ہے اور نہ پہلے اس کی طرف ذہن جاتا مگر گفتگو کے درمیان بے کار وہم آنے لگتے ہیں۔ میں اکثر اپنے قلب کی حالت پر افسوس کرتا ہوں کہ شاید یہ بدظنی وساوس شیطانیہ کی وجہ سے ہو اور اکثر توبہ واستغفار کرتا رہتا ہوں۔ جو باتیں دوسروں میں دیکھتا ہوں ان کو اپنے اندر ہونے کا خیال کرتا ہوں اور چونکہ شیطان کا غلبہ ہوگیا ہے اس وجہ سے دوسروں میں دکھاتا ہے۔ اس طرح پر غرور اور ہلاکت میں مبتلا کرنا چاہتا ہے۔

کبھی بالکل خالی ذہن خیال یا کوئی بات یاد آجاتی ہے جس کے سبب سے طبیعت میں غصہ یا حدیث النفس کا ظہور ہوجاتا ہے۔ یہ معلوم ہوتا ہے کہ طبیعت میں آگ لگ گئی اور سارا جسم حرارت سے گرم ہوجاتا ہے پھر جب غور کرتا ہوں تو اس حرکت سے سخت ندامت ہوتی ہے۔ کبھی کبھی تو بڑبڑانے لگتا ہوں اور گالیاں دینے لگتا ہوں۔ پھر جب خیال ہوتا ہے کہ یہ کیا بے ہودہ حرکت ہے تو توبہ اور استغفار کرتا ہوں مگر اس پر بھی رہ رہ کر پہلا خیال لوٹ کر آتا ہے۔ یہ بری حالت پہلے تو نہ تھی مگر خدا جانے کیا خرابی پیدا ہوگئی ہے جس سے یہ کیفیت ظاہر ہوئی۔ غلبۂ شیطان کے علاوہ اور کوئی بات ذہن میں نہیں آتی۔ حضور توجہ فرمائیں اور کوئی خاص تدبیر اس کے دور ہونے کے لئے ارشاد فرمائیں تو عمل میں لاؤں۔

انہی وجوہات سے میں نے سب لوگوں سے ملنا چھوڑ دیا ہے الا ماشاء اللہ کیونکہ برے خیالات سے طبیعت پریشان ہوتی تھی اور اب جی بھی کسی سے ملنے کو نہیں چاہتا بلکہ یہی خیال اکثر ہوتا ہے کہ جو ملنے والے ہیں ان سے بھی کوئی صورت ایسی نکل آئے کہ ملنا ملانا بند ہوجائے۔ کبھی جب کسی کے پاس پہنچ جاتا ہوں یا وہ آجاتا ہے تو

نہ معلوم کہاں سے طبیعت کے اندر ایک قسم کی بری صفت پیدا ہو جاتی ہے کبھی کبر کبھی حسد کبھی غضب کبھی خیانت اگرچہ خدا کے فضل سے اس کا ظہور اور حضور کے خالص فیض سے نہیں ہوتا مگر ایک دم سے قلب میں اکثر خدا جانے کہاں سے آ جاتا ہے۔ ظاہرا کوئی موقع بھی نہیں معلوم ہوتا۔ یہاں تک کہ اگر راستہ پر کوئی عورت جاتی ہو تو اس وقت شہوت کا ہیجان محسوس ہوتا ہے مگر چونکہ نگاہ نیچی رہتی ہے اس وجہ سے اثر ظاہر نہیں ہوتا اور حضور کے فیض سے اجنبی وغیرہ محارم کی طرف دیکھتے ہوئے ایسی شرم معلوم ہوتی ہے جیسے عورتوں کو کبھی مرد کے دیکھنے سے معلوم ہونی چاہئے۔ حضور یہ سوتی ہوئی بھیڑیں کیسے جاگ جائیں کہ اتنی تکلیف دے رہی ہیں۔ پہلے اس قسم کی باتیں ظاہر نہیں ہوتی تھیں۔ آج کل میرے قلب کی مثال بالکل تنکے جیسی ہے کہ جس طرف کی ہوا چلے اسی طرف ہلکی سی حرکت سے مائل ہو جاتا ہے مگر صرف حضور کا فیض ہے کہ ٹوٹنے سے محفوظ رہتا ہے ورنہ یہ پیش آنے والی باتیں تو پہاڑ ہیں اور دل سوکھی گھاس ہے اور ظاہر ہے۔

ع بر نتابد کوہ را یک برگ کاہ

ترجمہ: ''پہاڑ کو سرسبز بنانا ناممکن ہے۔''

مگر چونکہ اولیاء اللہ کی شان یہ ہے ؎

اولیاء را ہست قدرت از آلہ ❁ کوہ بردا رند بریک برگ کاہ

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ نے اولیاء کو یہ قدرت عطا فرمائی ہے کہ وہ پہاڑ کو سرسبز زمین بنا دیتے ہیں۔''

لہٰذا امید ہے کہ حضور التفات فرما کر اس کاہ کو کوہ کا متحمل بنا دیں گے۔

تحقیق: ایسے حالات منتہی کو پیش آتے ہیں اور ان کے لئے دوسرے مجاہدہ ثانیہ کی ضرورت ہوتی ہے اور اس کا رنگ پہلے مجاہدہ سے الگ ہوتا ہے۔ وہ مجاہدہ یہ ہے کہ ان باتوں کی طرف عمل کرنے یا علم سے سوچنے کے لئے بالکل بھی توجہ نہ کی جائے بس توجہ ذکر کی طرف پھیر لی جائے۔ انشاء اللہ تعالیٰ ''جاء الحق وزھق الباطل'' (کہ حق آیا اور باطل گیا) کا ظہور ہوگا۔

حال: بفضلہٖ تعالیٰ حضرت والا کی توجہ سے خطرات اور وسوسوں میں کمی ہے۔

تحقیق: الحمد للہ۔

حال: خطرہ اور وسوسہ میں کیا فرق ہے ارشاد فرمایئے۔

تحقیق: اس کی کیا ضرورت ہے۔

حال: کبھی ایسے وسوسہ آتے ہیں جن سے دیر تک ندامت اور پریشانی اور حسرت رہتی ہے بار بار یہ خیال ہوتا

ہے کہ جن لوگوں کو تجھ سے اتنی محبت اور اتنی شفقت ہے ان کے بارے میں تیرا قلب اتنا گندہ اور ناپاک ہے۔

تحقیق: اگر دل سے برا سمجھا جائے کچھ غم نہیں حسرت میں بھی مشغول ہونا نقصان دہ ہے۔

حال: اللہ تعالیٰ سے کئی مرتبہ دعا کی حضرت سے بھی التجا ہے خیالات اور وساوس کے دور ہونے کی دعا فرمائیں۔

تحقیق: دعا بہتر ہے لیکن اگر یہ ختم نہ ہوں کچھ نقصان دہ نہیں ہے۔

حال: ناچیز نے عرصہ ایک سال چھ ماہ کا ہوا ایک استفتاء وسواس شیطانی کے بارے میں آنحضور کی خدمت میں روانہ کیا تھا جس کا جواب حضور نے مجھ ناچیز کو روانہ کر دیا تھا۔ اب وساوس شیطانی کا وہ زور وشور تو نہیں ہے کہ جو پہلے تھا لیکن اب بھی بہت کثرت سے ایک وسوسہ آتا ہے جس کی وجہ سے میں بہت پریشان ہو جاتا ہوں۔ اس کا اثر کئی دن تک رہتا ہے۔ پھر دس یا پندرہ روز تک دور ہو جاتا ہے اور پھر آتا ہے۔ وہ یہ کہ اکثر ہندو سورج کی پرستش کرتے ہیں بس شیطان مردود میرے دل میں سورج کی پرستش کی محبت بھڑکاتا ہے۔ جب یہ خیال یا وسوسہ دور ہو جاتا ہے تو حضرت ﷺ کے رسول ہونے کے بارے میں نماز میں یا قرآن شریف پڑھنے میں وسوسے آنے لگتے ہیں۔ جس سے طبیعت بہت پریشان ہوتی ہے۔ سورج کا وسوسہ چھ ماہ سے مسلسل آرہا ہے۔ دن میں غسل نہیں کرتا ہوں (کیونکہ) اکثر ہندو جب نہاتے ہیں تو سورج کی پرستش کرتے ہیں وہی وسوسہ میرے دل میں بھی آتا ہے۔

خدا اور رسول کی محبت بھی بالکل دل سے اٹھ گئی لہٰذا مجھ ناچیز گنہگار کے لئے دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کے صدقے اپنی محبت اور اپنے حبیب کی محبت قائم کرے اور شیطان مردود کے وسوسوں سے جب تک میری زندگی ہے نجات دے۔ آمین خرچ میرے پاس نہیں ہے ورنہ حضور کی خدمت بابرکت میں حاضر ہو کر برے افعال سے توبہ کرتا اور بیعت ہوتا مجبور ہوں۔

تحقیق: جو وسوسہ اختیار اور ارادے کے بغیر آئے اس سے دین میں ذرا بھی نقصان نہیں پھر کیوں غم میں مبتلا ہوئے غم کرنے سے یا اس کے دور کرنے میں زیادہ کوشش کرنے سے زیادہ ترقی ہوتی ہے بالکل غم نہ کریں خواہ کیسے ہی وسوسے آئیں کام میں لگے رہیں۔

حال: بے اختیار بہت سارے خیالات آ کر ہر کام میں بہت نقصان کرتے ہیں خصوصاً نماز پڑھانے میں دور کرنے میں بہت کوشش کرتا ہوں۔ حضرت سے یہ التماس ہے کہ بندہ کی ایسی ناقص حالت پر دعا خیر فرمائیں۔

تحقیق: ان (وساوس) کو جان بوجھ کر دور کرنے کی جگہ یہ زیادہ مفید ہے کہ اس وقت کسی دوسری اچھی بات کو

کچھ اہتمام کے ساتھ توجہ کر دی جائے۔ وہ خیالات خود بخود ختم ہو جائیں گے اور اس پر بھی اگر ان کا کچھ بقیہ رہے تو پرواہ نہ کی جائے اس طرح خود ہی کمزور ہو جائیں گے میں یہی دعا کرتا ہوں۔

حال: احقر کی حالت یہ ہے کہ روز شب میں کئی بار طبیعت پریشان ہوتی ہے اور حسرت اور محرومی کے خوف سے غمگین ہو کر رونے دھونے لگ جاتا ہوں۔

تحقیق: اس کا سبب غالباً دو چیزوں سے مرکب (ملا ہوا) ہے ایک طبی مزاج کی خرابی اس کا علاج طبیب سے ضروری ہے دوسرا طلب مقصود کے ساتھ مقصود کی تعین میں غلطی اس کا علاج تربیت کا مطالعہ ہے۔ اگر یہ دونوں باتیں نہیں تو قبض طبعی ہے جو بلند حالات میں سے اور نفع میں بسط سے زیادہ ہے۔ جب علم الٰہی میں مناسبت ہوتا ہے تو خود بخود ختم ہو جاتا ہے اس کا ادب صبر و تفویض ہے۔

حال: نیز شب کو سونے کے واسطے جو لیٹا اچانک قلب سے کشش پیدا ہو کر بدن کے اوپر کا حصہ نہایت بھاری ہو گیا حتیٰ کہ حرکت کرنی دشوار ہو گئی چار پانچ منٹ یہی کیفیت رہی۔

تحقیق: اس کا متعین سبب ضعف بدن ہے طبیب سے مشورہ کیا جائے۔

یکسوئی کا پسندیدہ ہونا

حال: اور اکثر طبیعت کو یکسوئی پسند ہے۔

تحقیق: فال نیک ہے۔

حال: دنیا کی محبت دل سے نہیں جاتی خدا کی محبت نہیں پیدا ہوتی۔

تحقیق: جس کے ساتھ امر و نہی متعلق ہے (اس کے ساتھ) محبت کے کیا معنیٰ (یعنی اس کے حکموں کو مانا جائے نافرمانی نہ کی جائے یہی محبت ہے)۔

حال: کبھی ہر طرف کے خیالات آتے ہیں خاص کر جس کے ساتھ ابتلا ہوا ہے اس کے خیال کے ہجوم سے طبیعت پریشان ہونے لگتی ہے۔ اس وقت یا تو موت کے تصور کرنے سے کچھ تسلی ہو جاتی ہے کہ عنقریب ہی موت ان تمام جھگڑوں سے چھڑا دے گی یا اس خیال سے کہ نفس تو دشمن ہے اس کی تکلیف سے تو خوش ہونا چاہئے۔ اچھا ہے اسی طرح سے اس کو تکلیف ہو اور تو کسی مجاہدہ کے قابل نہیں یہی سہی۔

تحقیق: یہ بھی اچھا علاج ہے۔

سوال: کمترین اس سے پہلے جب خدمت میں حاضر ہوتا تھا تو راستہ میں اتنے زیادہ خیالات آتے تھے کہ

سامنے حاضر ہوتے ہوئے شرم آتی تھی۔ اس کے بارے میں تو حضور نے تربیۃ السالک میں بعض سالکین کے لئے یہ تحریر فرمایا ہے کہ خطرات آ نہیں رہے تھے بلکہ نکل رہے تھے کہ کیا یہی کمترین اپنے لئے تصور کرے۔

جواب: بہت سی تدابیر میں سے یہ بھی ایک تدبیر ہے ہر شخص کے لئے وہ تدبیر مناسب ہے جو اس کے لئے نافع ہو اس کو آپ خود دیکھ لیجئے۔

سوال: اس مرتبہ یہ کیفیت ہوئی کہ (حضرت کے) جتنا قریب ہوتا جاتا تھا خطرات (وساوس وخیالات) تو نہیں آئے مگر طبیعت کمزور اور سست ہوتی گئی۔ شرف قدم بوسی کے بعد وہ کیفیت ختم ہوگئی۔ پہلے سے زیادہ قلب میں یکسوئی حاصل ہوگئی جی چاہتا ہے کہ اس کا سبب معلوم ہوتا کہ ایسے واقعات میں بصیرت حاصل ہوتی۔

جواب: ایسی باتیں طبعی اتفاقی اسباب (کی وجہ سے بھی) ہوجاتی ہیں جن کا شمار کرنا مشکل ہے اور ان کی تحقیق سے بھی کچھ فائدہ نہیں ہے۔

حال: یہ تو حضور کا کام تھا کہ پھر راہ پر لگ گیا یہ پرانا غلام ہے حضور والا کے علاوہ اس کا کہیں ٹھکانا نہیں ہے۔ عمر بھی آخیر ہو چکی ہے۔ رضاء حق اب تک نہ حاصل ہوئی۔

تحقیق: ایسا گمان نہ کیا جائے رجاء کو خوف پر غالب رکھنا چاہئے۔

سوال: حضور کا ارادہ ہے کہ برے خیالات کا آنا نقصان دہ نہیں ہے لانا نقصان دہ ہے۔ کبھی ایسی حالت ہو جاتی ہے کہ میں یہ نہیں سمجھ سکتا کہ یہ خود آئے ہیں یا میں لایا ہوں شک کی حالت ہو جاتی ہے۔ کوئی معیار بتا دیا جائے جس سے ایسی حالت میں واضح طور پر فرق سمجھ لیا کروں۔

جواب: معیار کی ضرورت نہیں جب آنے اور لانے میں شک ہے اور کم سے کم درجہ یقینی ہے اور "الیقین لا یزول بالشك" (کہ یقین شک سے زائل نہیں ہوتا ہے) اس لئے اس کو آنا ہی سمجھنا چاہئے۔

حال: حسب الارشاد میں مواعظ دیکھ رہا ہوں اور خدا کا شکر ہے کہ ان سے کچھ فائدہ بھی محسوس ہوتا ہے۔

تحقیق: وہ کچھ نہیں یہی سب کچھ ہے۔

حال: طبیعت کو مجبور کرنے سے نماز میں خشوع حاصل ہوتا ہے۔

تحقیق: بس انسان اسی کا مکلف ہے اور مجبور کرنا مجاہدہ ہے مجاہدہ کے بغیر عمل کرنے سے جس کو مبتدی کرتا ہے مجاہدہ کے ساتھ عمل زیادہ بہتر اور اللہ تعالیٰ کو زیادہ راضی کرنے والا ہے۔

حال: لیکن ذرا سی غفلت ہوئی کہ اِدھر اُدھر کے پریشان خیالات فوراً ہی آن موجود ہوتے ہیں۔

تحقیق: پھر بہ تکلف نماز کی طرف متوجہ ہونا چاہئے یہی ہے مجاہدہ جس کے بارے اوپر عرض کر چکا ہوں۔

حال: جی چاہتا ہے کہ کسی طرح اطمینان قلب کے ساتھ عبادت ادا کرنے کی توفیق عنایت ہو۔

تحقیق: اطمینان اختیاری حاصل ہے اور بے اختیاری کا انسان مکلّف نہیں ہے۔

حال: اکثر یہ خیال دل کو بے قرار رکھتا ہے کہ میں جو کچھ کرتا ہوں وہ آسانی سے نہیں ہوتا۔

تحقیق: خود آسانی مطلوب نہیں حدیث میں ہے "والذی یتتعتع فیہ وھو علیہ شاق لہ اجران" (کہ جو شخص قرآن پاک پڑھتے ہوئے انکتا ہے اس کو دو اجر ملتے ہیں)۔

حال: بلکہ طبیعت کو مجبور کر کے کرتا ہوں اور آیت ﴿وانھا لکبیرۃ الخ﴾ (کہ یہ نماز ایک بڑی (بھاری) چیز ہے) پر نظر رہتی ہے کہ یہ تو بوجھ ہے۔

تحقیق: لکبیرۃ میں بوجھ اعتقادی ہے جس سے ہر مومن خالی ہے اور طبعی بوجھ برا نہیں بلکہ ثواب میں زیادتی کا سبب ہے حدیث میں ہے "واسباغ الوضوء علی المکارہ" (ناگواری کے باوجود اچھی طرح وضو کرنا)۔

حال: کسی طرح نماز کا بوجھ ہونا ختم ہو جائے اور آیت کے آخری حصہ (جو یہ ہے کہ نماز بھاری چیز ہے مگر ان لوگوں کے لئے نہیں ہے جو اپنے رب سے ملنے کا یقین رکھتے ہیں) کو دیکھ کر ایسا لگتا ہے کہ مجھے اللہ تعالیٰ سے ملنے کا یقین نہیں ہے جو یہ (نماز کے بھاری اور بوجھ ہونے کی) حالت ہے۔

تحقیق: اس کی وجہ بوجھ کے معنی میں غور نہ کرنا ہے جس کو میں اوپر عرض کر چکا ہوں۔

حال: معلوم نہیں مجھ میں ایمان ہے بھی یا نہیں۔

تحقیق: ایمان اعتقاد کا نام ہے اور وہ مشاہدہ کی بات ہے اور آگے (آپ کی بات میں ہی) اس پر ایک دلیل بھی آتی ہے۔

حال: لیکن ان حالات کے باوجود میں نماز چھوڑنے پر بھی قدرت نہیں رکھتا۔ اگر عشا میں کبھی سونے کا اتفاق ہو گیا تو اچانک آنکھ کھلی اور جب تک نماز نہ پڑھ لی قرار نہ ہوا اور نیند نہ آئی۔

تحقیق: اعتقاد و ایمان کی یہی دلیل ہے۔

حال: مرنے سے قلب کے گھبرانے کی حالت یہی ہوتی ہے۔

تحقیق: حدیث میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا قول "کلنا یکرہ الموت" (ہم سب موت کو ناپسند کرتے ہیں) اور اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا منع نہ فرمانا صاف آیا ہے اس لئے اس کے برا ہونے کا احتمال بھی نہیں (کیونکہ یہ) امر طبعی ہے۔

حال: پھر قلب گھبراتا ہے میں مواعظ اور دیکھوں گا۔

تحقیق: زیادہ ضرورت تربیۃ السالک دیکھنے کی ہے۔

حال: التماس دعا قاضی عزیز الحسن صاحب کا اکثر خیال پیش نظر رہتا ہے اور جی چاہتا ہے کہ ان جیسا بن جاؤں۔

تحقیق: قال اللہ تعالیٰ ﴿لا تتمنوا ما فضل اللہ بہ بعضکم علی بعض﴾ (تم کسی ایسی بات کی تمنا نہ کیا کرو جس میں اللہ تعالیٰ نے کسی کو کسی پر فضیلت عطا فرمائی ہے) (اس سے مراد غیر اختیاری باتیں ہیں یعنی جو باتیں غیر اختیاری اللہ تعالیٰ نے کسی کو عطا فرمائی ہیں ان کے حاصل ہونے کی تمنا نہ کرو۔) ﴿للرجال نصیب مما اکتسبوا من الامور الاختیاریۃ وللنساء نصیب مما اکتسبن﴾ (مردوں کے لئے اعمال کا حصہ (بدلہ) ملے گا اور عورتوں کے لئے ان کے اعمال کا حصہ (بدلہ) ملے گا) (اس سے مراد اختیاری باتیں ہیں۔ اسی طرح جو کچھ آیا ہے اس کا یہی مطلب ہے اس لئے جو چیزیں حاصل کی جاسکتی ان کے حصول کی کوشش کرو اور جو چیزیں (غیر اختیاری) اللہ تعالیٰ کی عطا میں سے ہیں ان کی تمنا نہ کرو) ﴿واسئلوا اللہ من فضلہ﴾ (کہ اللہ تعالیٰ سے ان کا فضل مانگا کرو) اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے (غیر اختیاری) عطاؤں کو مانگا کرو۔ ﴿الا لا باس بالدعاء للموھوبات فشتان ما بین لکن بشرط ان لا یکون مما لم یجر بہ سنۃ اللہ ان اللہ کان بکل شیء علیما﴾ تمنا کرنے اور دعا مانگنے میں بڑا فرق ہے لیکن مانگی جانے والی چیز ایسی نہ ہو کہ جس کا دینا اللہ تعالیٰ کی عادت نہ ہو (جیسے نبوت کا مانگنا وغیرہ) اللہ تعالیٰ ہر چیز کے بارے میں خوب جاننے والے ہیں۔ (اس کا مطلب یہ ہے کہ جب بندہ اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز مانگتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس بندے کی استعداد کو خوب جانتے ہیں کہ اس کے لئے یہ بہتر ہے یا نہیں ہے۔ اس میں یہ ارشاد بھی ہے کہ دعا کے قبول نہ ہونے پر اللہ تعالیٰ سے تنگ دل نہ ہو۔ اور یہ اشارہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فیصلہ پر راضی رہے اور اس میں حکمت کا اعتقاد رکھے)۔

حال: حضور! ایک خیال اب بھی دل کو بے چین رکھتا ہے کہ اب تک تو اپنے آپ کو ملانے پن کی وجہ سے اکثر دنیاوی لذتوں سے پہلے تو گناہ کے ڈر سے خود کو بچایا اگرچہ اس بچنے میں نیت تو جیسی اچھی ہونی چاہئے نہ ہوتی تھی۔ کبھی تو خیال تھا کہ بعض لوگ مولوی کہتے ہیں شرعی ممنوع باتوں میں مبتلا دیکھ کر طعنہ دیں گے اور کبھی یہ خیال تھا کہ تجھ پر انعام خداوندی تیری لیاقت سے زیادہ ہے کہ تجھ کو عربی وانگریزی کے اتنے سارے امتحانات پاس کرائے اور معقول تنخواہ کی ملازمت دی کہیں ایسا نہ ہو اللہ پاک خفا ہوں اور یہ نعمتیں چھین لیں۔

اب یہ خوف ہوتا ہے کہ کہیں وہاں یہ نہ کہہ دیا جائے کہ ہم نے وہاں تو بہت کچھ دے دیا اب کیا باقی رہا اس

ڈر سے طبیعت کانپ اٹھتی ہے اور دل میں کہتا ہوں کہ (دنیاوی) لذتوں سے یہاں بچا تو اس کا بدلہ وہاں ضرور ملنا چاہئے ورنہ خسر الدنیا والاخرۃ (دنیا اور آخرت میں نقصان) کا مصداق بن جاؤں گا۔ اگرچہ اب استغفار بھی پڑھتا ہوں۔ حضور! اس معاملہ میں بھی کچھ اطمینان کی صورت بتائیں کہ بے قرار ہوں۔

تحقیق: گناہوں کی لذتوں کو چھوڑنے کی وجہ میں جو شک ہے اس کا بہت ہی آسان معیار یہ ہے کہ یوں فرض کرلیا جائے کہ اگر گناہوں کو چھوڑنے کے باوجود بھی لوگ طعنہ دیں یا اس طرح گناہ کئے جائیں نہ کسی کو معلوم ہو اور نہ کوئی طعنہ دے تو کیا ان دونوں صورتوں میں گناہوں سے نہ بچوں اگر یہ جواب ملے کہ اس وقت نہ بچوں تب تو حقیقت میں گناہوں سے بچنے کی وجہ ناپسندیدہ ہے اور اس پر ثواب کا وعدہ بھی نہیں ہے اور اس (وجہ) کو بدلنا واجب ہے جو اختیاری فعل ہے وہ تبدیلی یہی ہے کہ عزم کرلیا جائے کہ ان دونوں حالتوں میں بھی گناہ نہ کروں گا بس کافی ہے۔ اگر یہ جواب نہ ملے تو اس وقت گناہوں کو چھوڑنے کی یہ (طعن سے بچنے کی) وجہ بھی نہ ہوگی پھر اس وجہ کا خیال صرف وسوسہ ہے جس پر پکڑ نہیں ہے۔

یہی حال نعمتوں کے چھن جانے کے خیال کا بھی ہے بلکہ میرے نزدیک یہ دوسری بات یعنی نعمتوں کے چھن جانے کے خوف کی وجہ سے بھی ہو تب بھی محمود ہے کیونکہ یہ بھی خشیت اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق کی دلیل ہے اگرچہ یہ خشیت کا کم سے کم درجہ ہی کیوں نہ ہو مگر اللہ تعالیٰ کی طمع یا خوف تو نہیں ہے۔ یہ خوف کہ کبھی قیامت میں یہ کہہ دیا جائے یہ خوف اگر طبعی اور اللہ تعالیٰ کی ہیبت کی وجہ سے ہو تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سنت اور اچھی حالت ہے کہ انہوں نے فتوحات کے زیادہ ہونے کے وقت فرمایا تھا۔ اگر کسی دلیل سے ہے تو اس کے خلاف دلیل اسی آیت کی ابتدا یہ ہے کہ ﴿ویوم یعرض الذین کفروا علی النار اذھبتم طیباتکم﴾ الایۃ (جس دن کافر دوزخ کے سامنے کئے جائیں گے (تو ان سے کہا جائے گا) تم اپنی دنیاوی زندگی میں لذتیں حاصل کر چکے ہو) اور خاتمہ یہ ہے ﴿فالیوم تجزون عذاب الھون بما کنتم تستکبرون فی الارض بغیر الحق وبما کنتم تفسقون ای تکفرون﴾ کما ھو اصطلاح التنزیل الکریم (تو آج تمہیں ذلت کا عذاب دیا جائے گا یہ تمہارے زمین میں ناحق غرور کرنے کی سزا ہے اور جو بدکاری کرتے تھے اس کی سزا ہے۔ جیسا کہ قرآن پاک کی اصطلاح ہے) ورنہ یوں تو ہر شخص کو حتیٰ کہ انبیاء کو بھی اچھی چیزیں عطا ہوئی ہیں کو عام خطاب کیسے سمجھا جاسکتا ہے۔

سؤال: اکثر اوقات توجہ رہتی ہے ایک شبہ ہر وقت رہتا ہے وہ یہ ہے کہ جس وقت توجہ ہوتی ہے بے اختیار آسمان کی طرف خیال جاتا ہے۔ اگرچہ اس خیال میں معذور (مجبور) ہوں مگر شبہ ہوتا ہے کہ یہ خیال کیوں ہوتا

ہے شاید کفر کا حصہ نہ ہو اگر اس کا کوئی علاج ہو تو ضرور عنایت فرمائیں۔

جواب: السلام علیکم حق تعالیٰ جہت (طرف میں ہونے) سے پاک ہیں مگر پھر بھی اس کی خاص تجلیات کی عرش سے خاص خصوصیت ہے اسی لئے فطری طور پر اوپر کی طرف خیال جاتا ہے جس کا سبب ایک حقیقی بات ہے اس میں کفر کی کوئی بات نہیں۔

نظر بد کے وسوسہ کا علاج

حال: ایک وسوسہ میں گرفتا ہوں علاج ارشاد ہو۔ راستہ میں جب کوئی عورت نظر آتی ہے نفس کہتا ہے ایک دفعہ نظر کر لے کیا حرج ہے کیونکہ تو بدفعلی تو نہیں کرے گا اگر بالفرض بڑی خواہش ہی ہو تو اس سے باز رہنے میں مجاہدہ ہے سو دیکھ اگر نظر نہ ہوتی تو یہ مجاہدہ کہاں سے حاصل ہوتا، تو تو مولوی ہے اس کو سمجھ سکتا ہے پھر اپنے مرشد سے یہ بات عرض نہ کیا کر حضرت! اس دھوکہ سے نجات دیجئے۔

تحقیق: جب دھوکہ ہونا معلوم ہو گیا تو نجات یہی ہے کہ عمل نہ کیا جائے اور جو اس میں نفس نے نکتہ نکالا ہے پہلے تو اہلِ طریق کے فتویٰ کے مطابق ''حقیقة ردتها الشريعة فهی زندقة'' (ہر چیز جس کو شریعت رد کر دے وہ زندقہ ہے) یہ نکتہ ہی مردود ہے چونکہ شریعت نے اس کو زنا کہا ہے۔ پھر یہ نکتہ اصول فن کے بھی خلاف ہے کیونکہ حکمت اس میں مجاہدہ کی نکالی ہے اس لئے چاہت کے باوجود نہ دیکھنا کیا یہ مجاہدہ نہیں بلکہ آپ کے نفس کے بتائے ہوئے مجاہدہ میں تو کچھ مزہ بھی ہے اور کچھ مجاہدہ اور نہ دیکھنا خالص مجاہدہ ہے پھر کون سا زیادہ کامل ہوا۔ اس لئے یہ حکمت (مجاہد والی) نظروں کو نیچے کرنے میں بھی حاصل ہے۔ اگر مجاہد جو شریعت بھی مطلوب ہے ایسا عام ہے کہ (جہاں بھی مجاہدہ ہو وہ مطلوب ہو) تو آدھا عضو مخصوص داخل کر کے سکون سے بیٹھا رہنا اور پورا داخل نہ کرنا اس سے بڑا مجاہدہ ہے تو کیا یہ بھی مطلوب ہوگا۔ آئندہ ہرگز ایسے نکات میں ذہن نہ دوڑائیں شریعت کو امام بنائیں ورنہ بہت جلد الحاد کے باب کے کھٹکانے کا خوف ہے دفیہ قال العارف الشیر ازی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ ؎

در راہ عشق وسوسۂ اہرمن بسے است ❀ ہشدار گوش رابہ پیام سروش دار

ترجمہ: ''سلوک کے راستے میں شیطان کے وسوسے بہت پیش آتے ہیں اس لیے ہوشیار رہو اور وحی کی طرف کان لگائے رہو۔''

حال: میں ایک رات عشا کے بعد کلمہ طیب پڑھ رہی تھی تو مجھ کو کچھ غنودگی سی ہوئی تو کوئی کہتا ہے کہ وہ نعمت کی پڑیا تو تیرے ہاتھ سے گئی اب تو کرتی رہ لا الہ الا اللہ اس کا کیا مطلب ہوا اور دوسرے روز یہ ہوا کہ کوئی کہتا

ہے کہ فرشتوں کی تو زباں اکڑی جاتی ہے اور ایک بات مجھ کو یاد نہیں رہی اس کا کیا مطلب ہے۔

تحقیق: سب وسوسے ہیں کچھ بھی توجہ نہ کی جائے کام کی طرف توجہ رکھنا چاہئے۔

سوال: گزارش ہے کہ ایک شخص ہے جو پوری طرح نماز روزے کا پابند ہے عقائد بھی اس کے اہل سنت کی طرح ہیں خدا اور رسول کی محبت بھی ہے حدود شرعی کا بھی لحاظ کرتا ہے۔ ان تمام اوصاف کے باوجود بدقسمتی سے ایک موذی مرض میں مبتلا ہے وہ یہ کہ کبھی اس کے دل میں برزگان دین کی طرف سے برے خیالات اور ہر قسم کے برے وسوسے پیدا ہو جاتے ہیں لیکن دراصل وہ شخص اس کا اثر قبول نہیں کرتا بلکہ جس وقت اس قسم کے برے خیالات پیدا ہوتے ہیں وہ شرمندہ ہوتا ہے اور توبہ کرتا ہے اور خداوند کریم سے اس بلا کے متعلق پناہ مانگتا ہے۔ اس مرض کی وجہ سے وہ شخص پریشان ہے بلکہ یوں کہئے کہ وہ اپنی نجات سے مایوس ہے جب وہ اپنے وساوس کی طرف نگاہ کرتا ہے تو اس کو اپنے کامل ایمان ہونے میں شک پیدا ہوتا ہے۔ خدا کے لئے کوئی ایسی بات بتا دیجئے کہ یہ شخص اس موذی مرض سے بچ جائے۔ یہ بھی تحریر فرمائے کہ اب تک جو برے خیالات آتے رہے ہیں اس پر کوئی پکڑ تو نہیں ہوگی۔ براہ خدا تسلی وتشفی فرما کر ممنوع فرمایئے۔

جواب: السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ موجودہ حالت پر ذرا بھی پکڑ نہ ہوگی بالکل بے فکر رہیں یہی بے فکری اس کا علاج ہے اور اس کے ختم کے لئے زیادہ وظیفے نہ پڑھیں اور پھر اطلاع دیں۔

حال: اللہ تعالیٰ کے فضل سے اگرچہ کسی گناہ کبیرہ کا جان بوجھ کر نہیں ہوتا ہے لیکن خیال وغیرہ ضرور آجاتا ہے۔

تحقیق: اگر یہ نہ ہو تو مجاہدہ کا اجر کیسے حاصل ہو۔

حال: جس دن سے آیا ہوں نماز میں شیطان بہت تنگ کرتا ہے یہاں تک کہ چند وقت کی نماز بھی جاتی رہی۔ اس سے پہلے ہر وقت مجھ کو نماز کا بہت خیال رہتا تھا مگر اس سفر میں نہیں معلوم کیا تباہی ہے کہ نماز سے دل بھاگتا ہے جس کا مجھ کو بے حد افسوس اور ملال ہے دعا اور علاج کا طالب ہوں۔

تحقیق: دعا کرتا ہوں اور علاج اس کا یہ ہے۔ ① طبیعت پر زور ڈال کر اس باب میں مخالفت کرنا ② کسی معین وقت پر بیٹھ کر موت کا مراقبہ کرنا ③ مسلسل احقر کے مواعظ مطالعہ کرنا۔

حال: مجدد الملۃ والدین فاضت انھار فیوضھم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

میری حالت بہت ہی افسوس کے قابل ہے اور اب میں اپنی حالت کے صحیح ہونے سے تقریباً مایوس ہو چلا ہوں۔ کیونکہ اصلاح کی تین صورتیں ہیں، عمل، دعا، عرض حال۔ عمل کی حالت یہ ہے کہ میں اس کو پکا عزم جو نفس

کے جھگڑے سے مغلوب نہ ہو کی وجہ سے سمجھتا ہوں اور عزم کو اختیاری نہیں سمجھتا بلکہ سارے افعال کے ضمن میں اس کو بھی اللہ تعالیٰ کی مخلوق سمجھتا ہوں۔ میرے ذہن میں کوئی ایسا فعل ایسا خیال اور ایسی حرکت نہیں جو اللہ تعالیٰ کی مخلوق نہ ہو ایسی حالت میں اختیار سمجھ میں نہیں آتا کہ وہ کیا چیز ہے لیکن اب تک حق سبحانہ کا فضل ہے کہ میں اس خیال کو گناہ کے لئے بہانہ نہیں بناتا یعنی اس کی وجہ پر اپنے کو پکڑ سے بری نہیں سمجھتا بلکہ میرا خیال ہے کہ حق سبحانہ کو طاعت پر بھی سزا دینے کا حق حاصل ہے۔ انبیاء کو کہاں معذرت ہے تو پھر گناہگار کو کیا عذر ہو سکتا ہے۔ خود مملوکیت (کسی کی ملک میں ہونا جیسے بندہ اللہ تعالیٰ کی ملک نہیں ہے) ہی ایک ایسا جرم ہے جو مالک کو ہر قسم کی سزا کا حق عطا کرتا ہے۔ "لا یسال عما یفعل وھم یسئلون" (ترجمہ: اللہ تعالیٰ جو کچھ کرتے ہیں ان سے اس کی پوچھ نہیں ہے مگر انسان سے پوچھا جائے گا)۔ میں انسانی اعضاء کو ایسے خیال کے آگے جس کو کوئی روکنے والا نہ ہو اور نہ وہ مغلوب ہوتا ہو ایسا ہی مجبور سمجھتا ہوں جیسے گھڑی کے پرزے گھڑی کی چابی کے آگے مجبور ہوتے ہیں اور ایسے خیال کو بندے کا فعل نہیں سمجھتا ہوں بلکہ اللہ تعالیٰ نے بندے کے اختیار کے بغیر اس کے دل میں ایک خیال پیدا کرتے ہیں۔ اس خیال کی دو حالتیں ہوتی ہیں۔ ایک اکیلا خیال جس کو کوئی روکنے والا نہ ہو اس وقت آدمی سے لازمی طور پر افعال ظاہر ہوتے ہیں کبھی اس کے ساتھ ایک اور نہ رکنے والا خیال ہوتا ہے جو پہلے خیال کی طرح بندہ کے اختیار کے بغیر ہوتا ہے۔

اس کی دو حالتیں ہوتی ہیں۔ کبھی مغلوب ہوتا ہے اور کبھی اگر مغلوب ہوتا ہے تو پہلے خیال کے اثر کو روک نہیں سکتا ہے ورنہ روک دیتا ہے۔ خیال کے قوی اور کمزور ہونے کا سبب طبیعت کے قوی اور کمزور ہونے پر ہے۔

خلاصہ یہ کہ بندہ حقیقت میں مختار نہیں ہے بلکہ اختیار کا وہم ہے اور اس کو اختیار حاصل نہیں ہے بلکہ اختیار کا وہم ہے۔ اس کے بعد جب اپنی طبیعت کو دیکھتا ہوں تو مغلوب پاتا ہوں۔ جو خیال پیدا ہو گیا ہے کوئی اس کو روکنے والا نہیں پاتا ہوں اور اگر پیدا ہوتا ہے تو اتنا قوی نہیں ہوتا کہ پہلے خیال کو روک سکے۔

مولانا کی مثنوی کے مضامین عالیہ (اونچے) اور جناب والا کی تقریریں کبھی کبھی گدگدی پیدا کرتے ہیں مگر سب کی بنیاد اس پر ہوتی ہے کہ کام کرو ہمت کرو۔ بس یہاں آ کر طبیعت پھر اچٹ جاتی ہے اور وہی اپنی مغلوبیت اور مجبوری سامنے آ جاتی ہے اے کاش میں ہی کند ذہن ہوتا اور میرا دماغ یہاں تک پہنچتا ہی نہیں بلکہ اختیار کے وہم ہی کا احساس یہی محسوس رہتا ہے۔

اس وقت ایک صورت ہے کہ میں تقلیداً اختیار کو مان لوں مگر اس کا اثر طبیعت پر کچھ نہیں پڑتا کیونکہ یہ اعتبار و فرض و تقدیر ہے جو پہلے خیال کے ساتھ وہی نسبت (تعلق) رکھتا ہے جو (تعلق) مشاہدہ سے تخیل (خیال) کو

ہے۔غرض عمل تو یوں صفر ہوا، رہی دعا اس کے بارے میں ایسا بے ہودہ خیال دل میں جم گیا ہے کہ خدا کی پناہ۔ وہ یہ کہ حق سبحانہ میری دعا کو قبول ہی نہیں کرتے اور اس کا الٹا اثر ہوتا ہے۔ اب دعا کرتے ہوئے قبول ہونے کی امید کے غلبے کی جگہ طبیعت میں جھجک پیدا ہوتی ہے اور اس خیال کا سبب یہ ہوا کہ مجھے یاد نہیں پڑتا کہ میری کوئی دعا قبول ہوئی ہو جو دعائیں سراسر نافع ہیں وہ بھی مقبول نہیں ہوتیں جیسے اعمال صالحہ وغیرہ کی توفیق کی دعا۔

دعا کی یہ حالت ہے اب رہی عرض حالت وہاں یہ خیال ہوتا ہے کہ طبیب کا کام نسخہ بتانا ہے اگر نسخہ پینے کی ہمت ہو تو تکلیف دو اور اگر مفلسی یا بخل یا کوئی اور سبب نسخہ کے استعمال کے لئے رکاوٹ ہو تو اپنی حالت کو خدا کے حوالہ کر دو ادھر اپنی طبیعت کو ٹٹولتا ہوں تو نسخہ کی اگلتی ہے غرض۔

ع تن ہمہ داغ داغ شد پنبہ کجا کجا نہم

ترجمہ: ''سارا جسم زخموں سے بھرا ہوا ہے کہاں کہاں روئی رکھوں۔''

پھر دعا عرض حال خود اسی خیال غالب کی وجہ سے ہیں جو یہاں نہیں ہے۔ احباب سے جب کبھی گفتگو ہوتی ہے تو کہتے ہیں کہ آخر تم اور کام کرتے ہو ذکر وغیرہ تم سے کیوں نہیں ہوسکتا۔ یہ بھی کچھ مشکل کام ہے۔ یہ تو زبان کا ہلانا ہے مگر اس کا اصل دوسرے کی طبیعت کا اپنے اوپر قیاس کرنا ہے وہ ان کو توفیق ملی ہے اور ہمیں نہیں ملی اس لئے ان کو وہ کام آسان معلوم ہوتا ہے جو ہم کو پہاڑ دکھائی دیتا ہے۔ کبھی کبھی ان کو بھی یہی حالت پیش آتی ہے کہ ان سے ذکر وغیرہ ترک ہو جاتا ہے ور وہی کام جس کو آج وہ اتنا آسان سمجھتے ہیں کل ان پر مشکل تھا یا آئندہ کبھی بھی مشکل ہو جاتا ہے حالانکہ وہ اس حالت میں اس سے زیادہ مشکل کام کرتے ہیں۔ غور سے دیکھنے سے دونوں حالتوں کے فرق کی بنیاد صرف خیال کی قوت وضعف معلوم ہوتا ہے جو صرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے ورنہ گناہ کی حقیقت اور اثر کو جاننے والا اور خدا کو علیم خبیر ماننے والا نفع کو نفع اور نقصان کو نقصان سمجھنے والا کوئی گناہ کرتا ہی نہیں ''وھو خلاف المشاھدہ'' (اور یہ مشاہدہ کے خلاف ہے)۔

غرض جب کوئی تقریر کی جاتی ہے تو طبیعت اس کی کسی بات کو خراب کر کے ساری تقریر کے اثر کو کھو دیتی ہے۔ غرض میرے نزدیک میرے تمام امراض کی وجہ یہ ہے جو میں عرض کر چکا ہوں۔ اب میں عجیب ...... میں پھنسا ہوا ہوں اور مجھے اللہ تعالیٰ کی توفیق اور خیال کے بدل جانے کے علاوہ اس سے رہائی کا کوئی راستہ نظر نہیں آتا۔ میں اپنی طبیعت سے تو واقف تھا ہی اس لئے بہت عرصہ سے چاہتا تھا کہ ...... صاحب آجائیں تو ان کی تقویت اور ٹھیلتے رہنے سے کام چل جائے گا مگر قسمت کہ وہ بھی ایسی حالت میں آئے جب میں بالکل ناکارہ ہو گیا۔ میں اپنے خیال سے اپنی طبیعت کو جناب والا کی طبیعت سے اکثر باتوں میں مناسبت پاتا تھا اور اس وجہ

سے خیال تھا کہ انشاء اللہ مجھے بہت نفع ہوگا لیکن افسوس یہ واقعات پیش آ گئے اور مجھے بالکل نکما (بے کار) کر دیا میں اپنی اس حالت کو پیش کرتے ہوئے شرماتا ہوں اور اس تاخیر کی یہ وجہ بھی ہوئی لیکن بہت جرأت کر کے عرض کرتا ہوں ؎

از فلک آویختہ شد پردۂ ❁ از پئے نفریں دل آزدۂ
ایں قضا راہم قضا داند علاج ❁ عقل خلفان در قضا کیج ست وکاج
اژدہا گشت است آں مار سیاہ ❁ آں کرمے بود افتادہ براہ
اژدہا دمار اندر دست تو ❁ شد عصا اے جان موسیٰ مست تو
حکم خذہا لا تخف دادت خدا ❁ تابدستت اژدہا گردد عصا
ہیں ید بیضا نما اے بادشاہ ❁ صبح نو بکشار شبہائے سیاہ
دوزخے افروخت بردے دم فسوں ❁ اے دم تواز دم دریا فزوں
بحر مکار ست وبنمودہ کفے ❁ دوزخ ست از مکر بنمودہ تفے
زاں نماید مختصر در چشم تو ❁ تاز بوں بینی وجنبد خشم تو

ترجمہ

❶ ایک دردمند (عاشق) کو برا کہلانے کے لئے (نفس کے دھوکوں کا) ایک پردہ عالم غیب سے (عالم دنیا) میں لٹکا دیا گیا ہے (یعنی یہ نفس ہم پر عالم غیب سے مسلط کیا گیا ہے اب اس کا تدارک بھی وہیں سے ہوگا کہیں اور سے ممکن نہیں)۔ (مفتاح دفتر ۲ ص ۷۰۰)

❷ اس تقدیر کے (معاملے) کا علاج (بھی) تقدیر ہی جانتی ہے مخلوقات کی عقل (اس کا کیا علاج کرے گی وہ) تو تقدیر کے معاملات میں پریشان اور بھینگی ہے۔

❸ وہ (نفس جو) کالا سانپ (تھا مہلت پا کر) اژدھا بن گیا جو (اس سے پہلے) راستہ پر پڑا ہوا (ایک بے حقیقت) کیڑا تھا۔

❹ اے جن کے لئے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی روح مبارک بھی مست ہے آپ کے ہاتھ میں تو اژدھا اور سانپ لاٹھی بن جاتے ہیں۔

❺ (موسیٰ علیہ السلام کی طرح) آپ کو (بھی) اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ اس (نفس کے اژدھے) کو پکڑ لو اور ڈرو نہیں تا کہ تمہارے ہاتھ میں (یہ) اژدھا لاٹھی بن جائے۔

❻ اے بادشاہ تم بھی ید بیضا دکھا دو (اور اس غفلت کی) کالی راتوں میں (ارشاد و ہدایت کی) تازہ صبح طلوع کر دو۔

❼ اس شریر نفس نے شرارتوں کی ایک دوزخ بھڑکا رکھی ہے اس لئے اس پر (شر کو دور کرنے والا دم) پھونک دو اے (بھائی) تمہارا دم تو (آگ کو بجھانے میں) دریا کی ہمت سے زیادہ ہے۔

❽ (نفس حقیقت میں) شر اور برائیوں کا ایک سمندر ہے (مگر کیونکہ) مکار ہے (اس لئے) ایک (بے حقیقت) جھاگ نظر آتا ہے (حقیقت میں وہ ایک) دوزخ ہے (مگر) دھوکہ کی وجہ سے (بظاہر ذراسی) حرارت دکھائی دیتا ہے۔ (مطلب نفس بڑا موذی ہے مگر چھوٹا نظر آتا ہے)۔ (مفتاح دفتر ۲ ص ۷۰۲)

❾ (یہ نفس امارہ) اس لئے بھی تمہاری نظر میں چھوٹا نظر آتا ہے کہ تا کہ تم (اس کو) حقیر سمجھو اور (اس کے خلاف) تمہیں غصہ آئے۔

میں زبانی بات چیت میں ان خیالات کو اتنا بھی نہ ظاہر کر سکتا تھا اس لئے لکھ کر پیش کئے گئے جواب بھی جو مناسب ہو اور جس میں سہولت ہو خواہ زبانی ہو یا لکھ کر زیادہ حد ادب۔

تحقیق: السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ میں نے حرفاً حرفاً آپ کا مضمون پڑھا اور بڑہ مزہ آیا اگرچہ اپنا مزہ ظاہر کرتے ہوئے اس لئے حجاب آتا تھا کہ کوئی یوں کہے گا کہ کسی کا گھر جلے اور کوئی ہاتھ سینکے مگر میں نے ظاہر اس لئے کہ یقیناً اس کے معلوم ہونے سے آپ کو بھی مزہ آئے گا۔ جس سے تکلیف کچھ کم ہوگی اور مجھ کو بھی اس کمی کا سبب لینے کا اجر ملے گا۔

آپ نے عمل کے بحث میں مسئلہ اختیا کے بارے میں جو کچھ لکھا ہے اس کی بنیادی باتوں پر خوب مضبوط کلام ہو سکتا ہے اور ہے بھی لیکن پھر اس کلام پر بھی کلام کی گنجائش نکلے گی کہ دونوں جانب سے کلام ختم نہیں ہوتا ہے جیسا کہ عقلی بحثوں کی شان ہوتی ہے۔ اس وجہ سے اس میں کلام نہ کرنے کو نافع نہیں سمجھتا اور حقیقت میں یہ مسئلہ دلیل سے حاصل ہونے والا نہیں ہے بلکہ کشف و ذن سے حاصل ہونے والا ہے۔ کہ اس میں وجدان و مشاہدہ ہی سے اطمینان ہو سکتا ہے اور مجھ کو آج سے نہیں (بلکہ) ایک مدت سے جب سے کہ مجھ کو آپ کے اس خیال کی اطلاع ہے نہایت وثوق بہت ہی مضبوطی کے ساتھ امید جو یقین کے قریب ہے کہ حق تعالیٰ اس مسئلہ میں آپ کو ضروری علم سے مطمئن فرمائیں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔ باقی اس وقت تقلید کو آپ نے بھی گوارا فرما لیا ہے بس آپ میرے کہنے سے تقلیداً ہی اپنے معمولات اذکار و اشغال کو جاری رکھئے خواہ دل لگے یا نہ لگے اثر ہو یا نہ ہو خواہ ہو سکے یا نہ ہو سکے جس دن بھی ہو جائے اور جتنا بھی ہو جائے ہرگز ہرگز نہ چھوڑیں۔ ان شاء اللہ آپ

آئندہ دیکھیں گے جو حال میں نہیں دیکھ رہے ہیں اللہ تعالیٰ کے حکم سے۔

بس بفضلہٖ تعالیٰ عمل تو صفر نہ ہوا، اور دعا کے بارے جو لکھا ہے آپ پر اس کی مخالفت اعتقادی طور پر واجب ہے دعا ضرور نافع ہوتی ہے۔ اپنے دل کو زبردستی یہ سمجھائے کہ خصوصاً ان مواقع میں جن میں دعا غیر نافع معلوم ہوئی ہے اگر دعا نہ ہوتی تو شاید دنیوی اور دینی طور پر زیادہ بلا کا سامنا ہوتا۔ اسی طرح حکم شرعی ہی سمجھ کر دعا کیجئے کہ حکم ماننے سے اجر ملے گا بلا سے مطلوب خاص نہ ملے۔

عرض حال کے بارے میں یہ ہے کہ نئی حالت کی تو اطلاع ضروری ہے باقی جس حالت کی جو تدبیر کے استعمال کی ہمت کی کوشش وفکر میں رہنا چاہئے۔ اس (تدبیر کے) اہتمام سے ایک رز انشاء اللہ تعالیٰ ہمت بھی نصیب ہو جائے گی۔ "من حیث لا یحتسب العامل" (جہاں سے عامل کو امید بھی نہیں ہوتی ہے)۔ کر کے دیکھنے کی چیز ہے۔ پھر ان باتوں کے ساتھ اگر چہ کسی درجہ میں ہوں اگر تفویض وتسلیم الی الحق (اللہ تعالیٰ کے حوالے کرنا اور ماننا) بھی ہو تو مقوی تاثیر ہے اور کچھ کوشش اور سعی کے بغیر تفویض صرف تفویض کی صورت ہے۔ حقیقت میں تفویض نہیں حدیث میں ہے۔ "اعقل ثم توکل" (پہلے باندھو پھر توکل کرو)۔ یعنی ؎

گر توکل می کنی در کار کن ❁ کسب کن پس تکیب برجبار کن
گفت پیغمبر بآواز بلند ❁ بر توکل زانوے اشتر بہ بند

ترجمہ

1. اگر تم توکل کرتے ہو تو کاروبار میں توکل کرو (یعنی) کسب کرو پھر (اس کام کا نتیجہ حاصل ہونے کے لئے) اللہ تعالیٰ جبار پر بھروسہ کرو۔
2. جناب پیغمبر ﷺ نے صاف آواز سے فرمایا ہے کہ توکل کے ساتھ اونٹ کے گھٹنے بھی باندھ دو۔

ناصحین ومخلصین کی تقریرات ومشاورات کے مقدمات میں نظر نہ کیا کیجئے ان کو اپنا خیر خواہ سمجھ کر تقلیداً قبول کر کے عمل شروع کر دیا کیجئے انشاء اللہ تعالیٰ ؎

تادم آخر دمے بود ❁ کہ عنایت با تو صاف سر بود

ترجمہ: "تا کہ آخر تک ہی شاید اللہ تعالیٰ کی مہربانی تجھ پر ہو جائے۔"

نتیجے کے حاصل ہونے کی کوئی حد اور مدت ذہن میں معین نہ کیجئے آخرت تک میں ظاہر ہونے کے لئے جو کہ یقینی ہے تیار رہئے آپ کو راستہ سوچنے کی اور سوچ کر اس کی نفی کی جیسا کہ آپ نے کہا "کوئی راستہ رہائی کا نظر نہیں آتا" ضرورت نہیں ؎

گرچہ رخنہ نیست عالم را پدید ❁ خیرہ یوسف دارمی باید دوید

ترجمہ: ''دنیا سے نکلنے کا اگرچہ کوئی راستہ نہیں ہے مگر یوسف (علیہ السلام) کی طرح بھاگ کر نکلنے کی کوشش تو کرنی چاہئے۔'' (مطلب یہ ہے کہ جب زلیخا نے حضرت یوسف علیہ السلام کو اپنی طرف بلایا تو سات دروازوں میں تالے لگا کر بلایا تھا یوسف علیہ السلام کے سامنے نکل بھاگنے کا کوئی راستہ نہیں تھا پھر بھی وہ بھاگے اور سارے تالے خود بخود کھل کر گر گئے اور راستہ مل گیا۔ مفتاح دفتر۔ اس لئے راستہ نظر آئے یا نہ آئے کام میں لگا رہنا چاہئے)

جس طبعی مناسبت سے آپ کو توقع تھی وہ اب بھی ختم نہیں ہوئی حتیٰ کہ اس مخاطب میں وہ مناسبت حاصل ہے یعنی ایک وقت ایسا مجھ پر بھی گزرا ہے پھر جس طرح بفضلہ تعالیٰ مجھ کو نجات ہوگئی اسی طرح آپ کو بہت جلد ہونے والی ہے۔ یہ جو کچھ پیش آرہا ہے اس میں صدہا (کئی سو) حکمتیں ہیں جو عنقریب معلوم ہوں گی کہ کیسے کیسے برے اخلاق کا اس سے علاج ہوگیا ہوگا والی بعض اشار الرومی ؎

شاد باش اے عشق خوش سودائے ما ❁ اے طبیب جملہ علتہائے ما

اے دوائے نخوت دنا موس ما ❁ اے تو افلاطون وجالینوس ما

ترجمہ

❶ اے ہمارے عاشق جو اچھا جنون ہے اور اے ہماری ساری (اخلاقی) بیماریوں کے طبیب تو خوش رہ۔

❷ اے (عاشق جو) ہمارے غرور، تکبر اور عزت طلبی کی دوا (ہے) اے (وہ کہ) تو ہمارا افلاطون اور جالینوس ہے۔

اور شرمانے کی کوئی بات نہیں میں نے حقیر نہیں سمجھا آپ کی طبیعت ہلکی ہوگئی مجھ کو دعا کی طرف زیادہ توجہ ہوگئی۔

اشعار میں جو بات خطاب سے مقصود ہے یہ آپ کا ظن ہے اللہ تعالیٰ انا عند ظن عبدی (میں اپنے بندے کے گمان کے مطابق معاملہ کرتا ہوں) کے موافق معاملہ فرمائیں گے اور اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ اب دونوں طرف کی دعا سے جلدی کام بن جائے گا اب میں خاص توجہ والحاح سے دعا شروع کروں گا اور کر بھی دی ؎

کوئے نومیدی مرد کامید ہاست ❁ سوئے تاریکی مرد خورشید ہاست

ترجمہ: ''ناامیدی کی گلیوں میں مت جاؤ کہ امیدیں بہت ہیں تاریکی میں مت رہو کہ آفتاب بہت ہیں۔''

والسلام خیر ختام۔

حال: اپنی بدقسمتی کے علاوہ اور کیا عرض کروں ایسے دربار کی غلامی نصیب ہونے کے بعد بھی یہ حالت ہو کہ ہر وقت دنیا ہی میں انہماک رہے اور اپنی کوئی اصلاح نہ کی جائے۔ میری حالت یہ ہے کہ کاموں میں مشغولی کی وجہ سے نماز میں بھی وہی حالت رہتی ہے اور کوئی نیک معمول کا ہو یا نہ ہو نہیں ہوتا ہے نماز ہو دعا ہو تلاوت قرآن یا دلائل الخیرات مناجات مقبول ہو عادت کے طور پر روزانہ پڑھ لیتا ہوں قلب حاضر ہی نہیں ہوتا۔

تحقیق: یہ بھی کافی ہے اور یہ بھی ایک دن انشاء اللہ تعالیٰ رنگ لائے گا مایوس نہ ہوں۔

حال: اور ہر وقت دنیاوی خیالات میں رہتا ہے۔

تحقیق: اسی ذکر کی عادت کی برکت سے انشاء اللہ تعالیٰ یہ بھی قلب سے ایک دن چلا جائے گا۔

حال: ایک مرض کئی دن سے ہوگیا ہے وہ یہ کہ ادھر اُدھر کے دنیوی خیالات ذکر شریف اور نماز میں زیادہ آنے لگے ہیں۔ حضور کی تعلیم و حکم کے موافق ادھر توجہ تو نہیں کرتا مگر پھر بھی بہت گراں گزرتے ہیں اطلاعا عرض کیا گیا۔ دوسرے یہ کہ ضیاء القلوب میں اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے جو طریقہ ضرب نفی و اثبات تحریر فرمایا ہے وہ پوری طرح نہیں ہوتا بلکہ ہلکی ہلکی ضرب قلب پر ہوسکتی ہے اور اسی طرح کرتا ہوں اس میں کچھ حرج تو نہیں ہے۔

تحقیق: جس کو آپ نے مرض لکھا ہے مرض نہیں ہے یہ ان تبدیلیوں میں سے ہے جو مریض کو مرض سے صحت کی طرف جاتے ہوئے پیش آتی ہیں خود سے گھبرانا نہیں چاہئے اور بغیر اختیار یہ بھی ایک بے اختیاری مجاہدہ ہے جو کہ نافع ہے۔ ضرب کا خاص طریقہ نہ مقصود ہے نہ مقصود اسی پر موقوف ہے جس طرح بے تکلف ہو جائے اور جس طرح آپ کر رہے ہیں کافی ہے۔

حال: حکیم محمد مصطفیٰ صاحب و محمد ہاشم صاحب کی تشخیص کے موافق ڈیڑھ ماہ سے ایک خیر خواہ ماہر مقامی حکیم کی تجویز سے نہایت باقاعدہ علاج کر رہا ہوں۔ بائیس روز متواتر منضج مسہل مع ماء الجبن وغیرہ استعمال کئے اب مقوی مرطب مفرح استعمال کر رہا ہوں۔ سب کام بفضلہ چاہت کے مطابق ہو رہا ہے ابھی تو بیماریاں ختم ہو رہی ہیں اور قوی جسمانی میں صحت ہے لیکن پورا اطمینان جب ہوگا دوبارہ کسی شغل وغیرہ کی وجہ سے نہ لوٹے۔ حکیم کی رائے ہے کہ شغل کے وقت بھی تقویت قلب و دماغ کا خیال رہے۔ باقی اس غم کا کوئی علاج نہیں سب خیالات غم بڑھانے والے ہیں ہزاروں مصیبتیں و غموم ایک دوسرے سے بڑھ کر ہیں۔ جہاں میں کہیں چین و قرار نظر نہیں آتا نہ میرے لئے دنیا میں کوئی چیز ہے کہ جس کے شغل شوق میں ایام بسر کروں۔ ہر ایک غم آخر ختم ہو جاتا ہے لیکن افسوس یہ ایسا غم ہے کہ کہیں ختم نہیں ہوتا۔ اہل غم کو دیکھتا ہوں کہ اولاد عزیز کی جدائی جیسے صدمات اٹھا کر بھی اپنے

کاروبار میں مشغول ہیں آپس کے مراسم وتعلقات بحال اپنی جگہ ہیں۔ایک میں ہوں کہ جانوروں کی طرح مخلوق سے نفرت ان کی بورنگ ڈھنگ سے وحشت اکثر خیالات بیکار اور معطل کرنے والے بخدا زندہ کی شکل میں مردہ ہوں۔اپنے لئے اہتمام وسعی سے نفرت روز بروز ترقی تھانہ بھون میں نئے نئے خیالات پیدا ہوئے۔ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کوئی اور دل میں کہہ رہا ہے مثلاً خیال نہ کوئی ولی ہے نہ نبی جب کسی چیز کا ہونا ان کے قبضہ میں نہیں تو بغیر خدا کے کوئی چیز نہیں مثلاً کس کس ضروری چیز کا اہتمام کروگے الخ جب کوئی چیز نافع نظر آئی ایک مرتبہ تقریر قلب میں آئی کہ کسی پر اعتماد نہیں۔اسی طرح جب ارادہ کرتا تھا کہ آپ سے کچھ عرض کروں تو دل میں دھمکی ملتی تھی کہ تمہارا نہ خدا پر حق ہے نہ رسول پر نہ مخلوق پر کسی پر نہیں تم کون ہوتے ہو اور ہو کیا چیز جواب ملتا تھا میں کچھ نہیں پھر یہ کہتا تھا کہ تم گھٹ مروگے جواب مرتے ہو تو مرجاؤ۔حیران ہوں البتہ آج کل کچھ کمی ہے لیکن کوئی یہ تو بتائے کہ نجات کب ہوگی کچھ تو تسلی ہو دل کی زبان قلم سے بیان نہیں ہوسکتی اور کیا عرض کروں کہاں تک اور کیا کیا بخدا کہیں چین نہیں یہ بیکاری کیوں ہے منتظر ارشاد ہوں۔

تحقیق: جب حق تعالیٰ پر نظر ہے اور ہونا بھی چاہئے پھر اسی کا ارادہ کیوں ہے کہ یہ غم ختم ہو اور تسلی ہو اگر ان کو بھی حالت منظور ہو اسی پر صبر کیجئے ایسے شخص کے لئے اشغال میں مشغول ہونا مناسب نہیں اگر ہوسکے قرآن مجید کی تلاوت جتنی آسانی ہو اور نوافل کی کثرت میں وقت صرف کرنا چاہئے اور جو حالت ہو اس پر صبر وشکر کیجئے اور اپنے ارادے کو فنا کیجئے۔

سؤال: کبھی ذکر کی حالت یا ذکر کے ختم کے بعد ایسا لگتا ہے کہ جس طرح ٹھہر کر اور کھینچ کر اور جس لب ولہجہ کے ساتھ کلمات کو ادا کرنا چاہئے وہ کچھ قاعدہ کے ساتھ نہیں ہوا۔(اگرچہ ذکر میں نماز کے شروع سے ذکر کے ختم تک ڈیڑھ سے دو گھنٹہ تک وقت صرف ہوتا ہے) اور معلوم ہوتا ہے کہ محنت اور کام دونوں ضائع ہوئے اور رنج ہوتا ہے۔

جواب: یہ قواعد ہی مقصود نہیں صرف طریقہ کو مقصود سمجھنا خود غلطی ہے۔

حال: ان باتوں پر جو رنج ہوتا ہے اس پر بھی رنج ہوتا ہے کہ کام بگڑنے کا جتنا صدمہ ہونا چاہئے اتنا صدمہ نہیں ہوا اور ان تمام باتوں کا نتیجہ مایوسی ہوتا ہے۔

تحقیق: جب تھوڑے رنج سے قلب میں مایوسی پیدا ہو جاتی ہے تو اگر اس پر زیادہ رنج ہوتا جیسا آپ چاہتے ہیں تو مایوسی اور زیادتی ہوتی کیونکہ اس زیادہ رنج کے ساتھ اگر اس (بات) کی خوشی ہوتی کہ خیر ہم کو زیادہ رنج تو ہوا تو اس وقت یہ وہم بھی ہوتا کہ اگر زیادہ رنج ہے تو اس رنج کے ہوتے ہوئے خوشی کیوں ہوئی تو پھر یہی کھینچا

ثانی ہوتی خدا کا شکر کیجئے رنج بھی دیا اور برداشت کے قابل بھی دیا۔

حال: میرا مقصد اس سے یہ نہیں ہے کہ دوسری نمازیں اچھی نہیں ہوتی ہیں بلکہ دوسری نمازوں میں وساوس بالکل نہں آتے۔ جب کبھی وساوس زیادہ آتے ہیں تو صرف ایک منٹ یا اس سے بھی کم اور فوراً ان کو دور بھی کر دیتا ہوں مگر عرض یہ ہے کہ حضور اس کی تلافی فرما دیں۔ تاکہ یہ بھی پیدا نہ ہوں۔ میں اس کی طرف بالکل خیال نہیں کرتا مزید علاج اس کا حضور بتائیں۔

تحقیق: بس خود خیال نہ لانا بھی اس کا طریقہ ہے انشاء اللہ تعالیٰ اسی سے پوری کامیابی ہوگی۔

حال: اس وقت کوئی خاص بات گزارش کے قابل نہیں ہے۔ کمترین کو جو پڑھنے کے واسطے ارشاد ہوا ہے وہ برابر روزانہ بلا ناغہ بفضلہٖ تعالیٰ پڑھتا ہوں مگر ابھی تک یکسوئی (حاصل) نہیں ہوئی جس کی وجہ سے کبھی پریشانی ہوتی ہے یہ اپنی بدقسمتی ہے۔

تحقیق: یکسوئی پر نظر نہ کیجئے کہ غیر اختیاری ہے غیر اختیاری کے پیچھے پڑنا برداشت سے باہر بوجھ اٹھانے کا ارادہ کرنا جو بالکل منع ہے عمل کرتے رہئے (یہ) اختیاری ہے اور اصل مقصود (کے حاصل ہونے) میں اسی کو دخل بھی ہے نہ کہ غیر اختیاری باتوں کو اس میں دخل ہے۔ بالکل مطمئن ہوکر کام میں لگے رہئے لیکن حالات سے اطلاع دیتے رہئے میں دعا کرتا ہوں۔

حال: احقر زبانی اقرار تصدیق سے تمام اسلامی عقائد کا پختہ طور سے معتقد ہے۔ اس کے باوجود کبھی دل میں موت یا موت کے بعد کے احوال کے بارے میں ایسے خطرات گزرتے ہیں کہ دل میں کچھ شک سے ہو رہا ہے۔ خدا جانے یہ کیا بلا ہے جس سے مجھے یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ یہ تو سراسر کفر ہے ایسا نہ ہو کہ کہیں اسی شک ہی میں خاتمہ ہو جائے اور پھر ہمیشہ کے عذاب میں مبتلا ہو جاؤں اور فرشتے کہنے لگیں "علی شك كنت وعليه مت وعليه تبعث معاذ الله منها" (کہ تم شک میں رہے اسی پر مرے اور اس پر اٹھائے جاؤ گے) اللہ تعالیٰ اس سے محفوظ فرمائے۔ ایسے خطرات کے دور کی کوئی تدبیر ہو تو بہتر ہے۔

تحقیق: اگر اس پر خاتمہ بھی ہو گیا تب بھی کچھ حرج نہیں بے فکر رہنا چاہئے۔ یہ شک نہیں شک اور پکے طور سے معتقد ہونا ایک ساتھ کیسے جمع ہو سکتے ہیں۔ یہ وساوس ہیں جو حدیث کی وجہ سے صریح ایمان کی علامت ہے بلکہ ایسی حالت میں مرنا نفس پر مشقت ہونے کی وجہ سے شہادت ہے۔

حال: میں دعا مانگتا ہوں تو پہلے اعوذ باللہ اور بسم اللہ پڑھ کر دعا کی ابتدا اور انتہا میں اکثر درود شریف پڑھ لیتا ہوں۔ اس خیال سے کہ دعا مقبول ہو لیکن دل میں یہ بات کھٹک رہی ہے کہ یہ درود شریف تو صرف اپنی دعا کے

مقبول ہونے کی غرض سے پڑھتا ہوں اور خالص نیت کہاں ہے کیا یہ واقعی غرضی درود شریف ہے یا کیا ہے؟ اور اگر غرضی ہے تو پھر اس میں ثواب بھی ہوگا یا نہیں اور سرور کائنات ﷺ تک پہنچایا جاتا ہوگا یا نہیں ثواب ملنے کی صورت میں اور پہنچائے جانے کے ثواب میں آیا کچھ کمی تو نہ ہوگی۔ اسی طرح کبھی اسی خیال سے دل میں یہ خیال جماتا ہوں کہ خواہ میری دعا قبول ہو یا نہ ہو اللہ میاں اپنے فضل سے درود شریف ہی وہاں تک پہنچا دیں تو میری خوش قسمتی ہے یہ خیال جمانا کیسا ہے؟

تحقیق: دینی غرض خود بری غرض میں داخل نہیں اور دعا دین اور طاعت ہے اس لئے اس کے مقبول ہونے کے لئے درود شریف پڑھنا دینی غرض کے لئے عمل ہوا جو عین مطلوب ہے ذرا بھی اس میں ناپسندیدگی نہیں اور خلوص کے خلاف نہیں اب سب شبہات ختم ہوگئے۔

سؤال: حضور اب تو دنیاوی باتوں کی بہتری کے لئے دعا کرنے سے جی ڈرتا ہے کہ معلوم نہیں خدا تعالیٰ نے کیا بات رکھی ہے۔ میں اس کی حکمت کے خلاف دعا مانگ کر اپنے کو خرابی میں نہ ڈالتا ہوں اس وجہ سے کسی خاص دنیاوی کام کے لئے دعا کرنے کو جی نہیں چاہتا بلکہ سب سے اچھی دعا یہ معلوم ہوتی ہے کہ "ربنا اتنا فی الدنیا حسنة وفی الاخرة حسنة وقنا عذاب النار."

جواب: یہ بھی مانگئے اور خاص دعائیں بھی مانگئے اور وہ شبہہ نہ کیجئے جہاں ایسا ہوگا خود حق تعالیٰ اس کو پورا نہیں فرمائیں گے اور اس سے جائز نہ ہونے کا شبہ نہ کیا جائے کیونکہ یہ تو اپنے نزدیک خیر سمجھ کر مانگ رہا ہے اور اس کے شر ہونے پر کوئی فعلی طور پر کوئی دلیل موجود نہیں ہے۔ اس لئے شرعی اجازت ہے اور شرعی اجازت کے بعد وجہ شبہ کی کوئی نہیں۔

سؤال: ایک مرتبہ ایک شخص جس سے پہلے ناراضگی تھی میری (ڈیوٹی) یعنی نوکری میں ایک گاڑی سے بغیر ٹکٹ اترا۔ عاجز چونکہ اب دینی و دنیاوی فرائض کے انجام دہی میں جہاں تک ہو سکے احتیاط رکھتا ہے اس لئے اس سے بھی سرکاری کرایہ وصول کرنے کے لئے کہا گیا لیکن نفس اندر سے خوش ہوتا تھا کہ آج تو یہ خوب پھنسا۔ پھر دل میں خیال آیا یہ کام خالص اللہ تعالیٰ کے لئے تو نہ ہوا یہ تو اپنی ذاتی دشمنی کی وجہ سے ہوا۔ اب وسوسہ پیدا ہوا کہ اگر اس کو چھوڑتا ہوں تو صاف جان بوجھ کر فرائض منصبی کے انجام دہی میں خیانت معلوم دیتی ہے اور اگر کرایہ سرکاری ازروئے قانون لیا جاتا ہے تو اس میں اپنی ذاتی دشمنی کی ملاوٹ ہے۔ خالص دیانت داری نہیں آخر کار چونکہ اس بات تک عقل نہ پہنچ سکی اس سے کرایہ وصول کر کے داخل سرکار کر دیا گیا لیکن وسوسہ باقی رہا۔

خدمت والا میں عرض ہے کہ ایسی صورت میں کون سی صورت شریعت کے موافق تھی چھوڑ دینا یا نہ چھوڑنا۔

جواب: نہ چھوڑنا باقی دشمنی تو اس کا ارادہ نہیں کرنا چاہئے اور وسوسہ نقصان دہ نہیں ہے۔

حال: جماعت میں عرصہ دو ہفتہ سے اچھی طرح دل نہیں لگتا وساوس پیدا ہوتے ہیں بندہ وساوس کے نہ آنے کی بہت کوشش کرتا ہے لیکن نہیں جاتے بندہ امیدوار ہے کہ اس کارڈ کو دیکھنے کے بعد دعا سے مشرف فرمائیں گے۔

تحقیق: دل نہ لگنے سے کیا کچھ نقصان ہے یا کچھ گناہ ہے؟

حال: ایک دن ذکر کے وقت ایسا خراب وسوسہ پیدا ہوا کہ جی چاہا کہ اس وقت قتل کر دیا جاتا یا جلا دیا جاتا تو اچھا ہوتا مگر یہ وسوسہ اچھا نہیں۔ اس کی پریشانی سے معلوم ہوا کہ مسامات میں پسینہ نکل پڑے گا مگر اسی وقت صحابہ کے وساوس اور رسول اللہ ﷺ کا جواب یاد آ گیا تو قلب کو اطمینان ہو گیا۔ اس وقت حدیث کی حقیقت بھی سمجھ میں آ گئی۔ الحمد للہ

تحقیق: "الحمد لله الذی رد کیده الی الوسوسة" اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے شیطان کے دھوکہ کو اس کے وسوسہ تک ہی رکھا۔

حال: جس دن سے حضور پرنور نے بندے کو بیعت کی اجازت عطا فرمائی ہے (اپنے مجاز ہونے کی تحریر سے مجھے شرم آتی ہے) خود بخود کامل ہونے کا خیال آتا ہے جلد ہی اس کو اپنی نالائقی کے خیال سے اس کو دور کرتا ہوں پہلے یہ خیال بہت آتا تھا اب کم ہے کیا تدبیر کی جائے۔

تحقیق: یہ اعتقاد نقصان دہ نہیں ہے وسوسہ ہے جو نقصان دہ نہیں ہے اس وقت اپنے عیوب کا استحضار کرے اس کی جگہ یہ خیال کرے کہ اجازت کمال کی دلیل نہیں ہے بلکہ مناسبت کی دلیل ہے۔ چنانچہ کتابیں پڑھ لینے کے بعد جو دستار فضیلت باندھتے ہیں حالانکہ کامل عالم نہیں ہوتے ہیں اس رسم کا مدار صرف مناسبت ہے حالانکہ کمال میلوں دور ہوتا ہے۔

حال: اکثر یہ خیال بھی ہوتا ہے کہ کسی نیک آدمی کی قدم بوسی کروں یا پاؤں پکڑ لوں گلے سے لپٹا لوں اور کچھ دل کی حالت بیان کروں اور بار بار قلب میں یہ وسوسہ آتا ہے کسی سے کچھ کہوں مگر کیا کہا جائے سمجھ میں نہیں آتا۔

تحقیق: ایسے وقت میں بزرگوں کے کلام پڑھنے سے سیری ہوتی ہے۔

حال: شکر اللہ سولہ برس کی عمر سے لے کر تیس برس کی عمر تک ایسے ایسے وساوس بہت زیادہ آتے تھے کہ جب کبھی خیال ہوتا تھا تو یہ خیال گزرتا تھا کہ اے اللہ نہیں معلوم یہ وساوس اور برے خیالات احقر کو کس حد تک پہنچائیں گے اور اس سے کبھی کبھی طبیعت بڑی پریشان ہوتی تھی۔ جب اکتیس کی عمر شروع ہوئی اور حضور مدظلہم

کے سلسلہ تعلیم میں داخل ہوا تو اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ گذشتہ سال میں آدھے ہوگئے اور باقی خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ حضور مدظلہم کے فیض و برکت اور صحبت موثرہ کے اثر سے اس وقت تو گویا وہ برے خیالات اور وساوس بالکل معلوم نہیں ہوتے ہیں۔ منطق وغیرہ کا جو کچھ ایک گھمنڈ تھا کہ ہم ہی نے کچھ حصہ لیا ہے اس وقت وہ خیالات ایسے ختم ہورہے ہیں کہ منطق سے طبیعت نفرت کرنے لگی۔

یہ صرف حضرات ...... کی صحبت سے تھی بلکہ اور بڑی شکایت یہ تھی کہ جب کبھی کوئی خیال فاسد یا شادی وغیرہ کا وسوسہ ہوتا تھا تو فوراً مذی کا قطرہ نکل جاتا تھا اور خاص کر سردی کے موسم میں بڑی تکلیف رہتی تھی کہ ہر وقت استنجا و وضو کئے بغیر نماز نہیں پڑھی جاسکتی تھی۔ اب اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اور حضور مدظلہم کی صحبت کی برکت سے وہ خیالات فاسدہ تو اگرچہ ختم ہو ہی گئے اور قطرہ وغیرہ بھی رک گیا۔ اب تو صرف ایک مہینہ میں یہ شکر کی باری حضور کی صحبت و فیض کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے دی ہے۔ باقی امید ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور حضور کی توجہ و فیض دعاء کی برکت سے اور بھی شکر کا موقع ملے گا اور غصہ اور غضب بھی اسی طرح معلوم ہوتا ہے بہت کم ہوگیا بلکہ اس وقت نہ ہونے جیسا لگتا ہے اور طبیعت میں برداشت بھی کچھ آتی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ خواب وغیرہ تو کوئی حجت نہیں ہوسکتے ورنہ خواب سے معلوم ہوتا ہے کہ غصہ بالکل نہیں رہا۔

تحقیق: حالات مبارک ہیں۔ مگر ابھی ان کے پختہ ہونے کی ضرورت ہے اس لئے بے فکر نہ ہوجائیں اوقات اور نفس کی نگرانی رکھیں۔

حال: اس ناکارہ کو پہلے فقیروں کے پاس بیٹھنے کی عادت تھی اور خیال نہ کرتا تھا کہ شریعت کے موافق بھی ہے یا نہیں۔ اس سے بے حد نقصان پہنچا ہے۔ ایک شخص کے کہنے سے ایک ...... کی بنائی ہوئی کتاب سے وہ دیکھ لی اس کے دیکھتے ہی یہ حالت ہوگئی کہ خدا کا بھی منکر ہوگیا اور بعض دین کی کتابوں کی طرف سے بھی جی میں شک ہوگیا۔ غرض قلب نہایت خراب ہوگیا تو میں نے پہلے بھی آپ سے عرض کیا تھا تو آپ نے بغیر اجازت کتاب دیکھنے کو بہت زیادہ منع فرمایا تھا اور ایسی صحبت سے جو خلافِ شریعت ہو منع فرمایا تھا۔ الحمدللہ اب میں اس قسم کے باتوں میں بہت احتیاط رکھتا ہوں۔ حضرت جی! میں آپ کی دعا کی برکت سے بخدا کہتا ہوں کہ میری بڑی خوش قسمتی ہے جو آپ جیسے حکیموں کے ہاتھ میں ہاتھ گیا حق تعالیٰ سے امید ہے کہ اللہ کو میرا سنورنا ہی مقصود ہو جو یہاں پر آنے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ مجھے اب جو بات میرے نزدیک خراب معلوم ہوتی ہے عرض کرتا ہوں چونکہ ماہر طبیب کے سامنے اپنی تکلیف ہلاک کرنے والے مرض کو چھپانا اپنے کو خود ہلاک کرنا ہے اور وہ باتیں جو بے ہودہ اس میں لکھی ہوئی ہیں ان کی معافی چاہتا ہوں۔

❶ پہلی بات تو یہ ہے کہ کسی چیز کے بارہ میں مصیبت ہو یا عیش کچھ اثر ہی نہیں معلوم ہوتا ہے۔ آج عید گاہ میں نماز پڑھنے گئے سب لوگ روتے تھے اور مجھے بخدا آنکھ سے ایک آنسو کا قطرہ بھی نہیں آیا اور گناہ اگر یاد بھی آجاتے تو شیطان کہا کرتا ہے کہ ایسے چھوٹے گناہ تو بزرگوں سے بھی ہو جاتے ہیں۔ جب گھر میں (اہلیہ کا) انتقال ہوا تو سب اہل وعیال روتے تھے اور میں نہ خوش ہوں نہ روؤں، مگر اس خیال سے کہ یہ لوگ یوں سمجھیں گے کہ بڑا ظالم ہے کہ کسی کا بھی خیال نہیں کرتا اور محبت نہیں اس وجہ سے ذرا منہ بنا لیا تھا۔ غرض دو شخصوں کے سوا مجھے کسی سے محبت نہیں ہے دل ایسا سخت ہے۔ وہ یہ شخص ہیں اول درجہ میں آپ کی محبت دوم درجہ مولانا...... کی چونکہ یہ پرچہ آپ ہی کے پاس لکھا ہے اس وجہ سے محبت کا درجہ بیان کرنا ایک طرح کا دکھلاوا معلوم ہوتا ہے۔ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ سب کے حصہ کی محبت خدا تعالیٰ نے دو ہی جگہ تقسیم کر دی ہے۔

❷ دوسری عرض یہ ہے کہ میرے دل میں خدا کے منکر ہونے کی جڑ باقی معلوم ہوتی ہے آپ مجھے اس کے دور ہونے کی کچھ زبانی باتیں سمجھا دیں انشاء اللہ تعالیٰ وہ میرے خوب ذہن نشین ہو جائے گی اور کوئی رسالہ حضور کی تصنیف میں اس وسوسے کے دور کے واسطے ہو فرما دیجئے جس سے وحدہ لاشریک لہ ہونے کا نقشہ ذہن نشین ہو جائے اور ان کا خوف طاری ہو جائے۔ میری غلطی معاف ہو غرض قلب کے اندر خدا اور رسول کی محبت ہونی چاہئے مگر میرے قلب کے اندر معلوم نہیں ہوتی۔ بزرگان دین کی محبت معلوم ہوتی ہے بلکہ زیادہ اگرچہ ظاہر نہیں ہے میرے اوپر اور جب خدا سے ہی اعتقاد نہ ہو تو اور اس سے زیادہ بری بات کیا ہوگی۔ غرض میرا باطن بہت خراب ہے میں یہ نہیں چاہتا ہوں باطن میں انوار ہوں اور کشف وکرامات ہوں بلکہ مقصود اعتقاد صحیح ہونا ہے اور باری تعالیٰ کی رضا مندی ہے نہ یہ بات کہ عبادات کے اندر مزا آئے اور اگر کچھ ان (انوار باطن، کشف وکرامات عبادات میں مزہ آنا) میں سے کوئی بات حاصل ہو بھی جائے ان کی عنایت ہے۔

تحقیق: کس وہم میں مبتلا ہو گئے اگر اللہ کی محبت نہ ہوتی تو اس کی فکر ہی نہ ہوتی کہ اللہ تعالیٰ کی محبت ہونا چاہئے یہ خود محبت ہی کا نتیجہ ہے۔ رہا یہ کہ جب محبت ہے تو پھر ہوتی ہوئی معلوم کیوں نہیں ہوتی۔ میرے عزیز! محبت کے رنگ مختلف ہیں تم خاص رنگ کو محبت سمجھے ہوئے ہو حالانکہ (محبت) دوسرے رنگ سے ہے دوسرے اللہ والوں کی محبت کیوں ہوتی اگر اللہ کی (محبت) نہ ہوتی۔ پہلا اثر جو لکھا ہے سو یہ تمہاری غلطی ہے یا تو تم اس کی یاد کو اثر سمجھتے ہو تو یہ اثر نہیں اور یا اس خاص رنگ کے نہ ہونے کو اثر سمجھتے ہو تو اس کی تحقیق اوپر لکھ دی ہے۔ رہا رونا نہ آنا تو اس کی وجہ طبیعتوں کا اختلاف ہے بعض پر عقلیت کا رنگ طبیعت پر غالب ہوتا ہے اس وقت ایسے آثار کم ہوتے ہیں اور یہ کچھ نقص (خرابی) نہیں مطلوب دل کا رونا ہے نہ کہ آنکھ کا رونا ورنہ یہ ارشاد نہ ہوتا ﴿فان لم

تبکوا فتباکوا﴾ (کہ اگر رونہ سکو تو رونے کی صورت بنالو) بلکہ کم رونے پر کوئی ملامت یا برائی بیان ہوتی۔ میں تو کلا علی اللہ (اللہ تعالیٰ کے بھروسہ پر) قسم کھاتا ہوں کہ تمہارے دل میں اللہ اور رسول کی محبت ہے وہم نہ کرو کام میں لگے رہو۔

حال: میں ایک ایسا شخص ہوں جو خدائے جان جہاں کی طلب کے راستے میں جادۂ منزل سے بے خبر اور نیز بے بصر (نابینا) ہونے کی وجہ سے بھٹک رہا ہوں اور خطروں سے بھرے صحرا کے غولوں (بھوت پریت) نے میری بے بصری اور راستے کے نہ جاننے کی وجہ سے اور بھی بھٹکا رکھا ہے۔ لہٰذا ایک دوست سے آپ کا نام سن کر عاجزی کے ساتھ درخواست کرتا ہوں کہ براہ خدا و رسول میری طرف توجہ فرمائیں۔ بہتر ہوگا کہ یہ خاکسار اپنی حالت مختصراً یعنی معاشرت وطبیعت کی مصیبت کا ذکر کر کے پھر اصل مقصد کی جانب حضرت کی توجہ کرائے۔

خاکسار قصبہ...... کے ایک عالی اور امیر خاندان سے تعلق رکھتا ہے اسی طور پر احقر کی پرورش ہوئی ہے۔ میری مالی حالت کچھ عرصہ سے بہت خراب ہے اور اپنی والدہ کی خدمت اور ایک چھوٹے بھائی کی تعلیم و کفالت اور دوسرے رشتہ داروں کی خدمت گزاری کے فرض کو ادا کرنے کی فکر نے مجھے روزگار کے تلاش پر مجبور کیا ہے۔ میں یہاں ملازمت کی تلاش میں آیا ہوں میرے اہل و عیال نہیں ہیں خاکسار کی طبیعت پیدائشی طور پر تحقیق و تدقیق کی طرف مائل ہے۔ چنانچہ بچپن ہی سے یہ کیفیت ہے کہ جب تک کسی بات کی ذاتی طور پر تحقیق نہ ہو جائے اور وہ عقل کی کسوٹی پر پوری نہ اترے یکسوئی نہیں ہوتی۔ اس کے ساتھ آخرت کی طرف بھی بچپن ہی سے طبیعت متوجہ تھی اور یہ خیال آتا تھا کہ زندگی چند روزہ ہے عاقبت کی فکر کرنا چاہئے۔ ان دونوں باتوں کا نتیجہ یہ ہوا کہ تقریباً سولہ سال کی عمر میں میں نے مذہبی تحقیقات شروع کی۔ تقریباً ۲۵ برس کی عمر کو پہنچتے تک اسلام کو سچا اور منجانب اللہ مذہب پا کر اور اس کے اختیار کرنے کی ضرورت معلوم کر کے بحمد اللہ کہ میں اسلام کا سچے دل سے پیرو ہو گیا۔ میں نے ابتداء سے کیونکہ انگریزی مدرسوں میں تعلیم پائی ہے اور اپنی طبیعت کے مزاج کے لحاظ سے زیادہ تر فلسفی اور سائنسدان حضرات کی صحبت میں بیٹھتا رہا ہوں اس لئے اسلام قبول کرنے کے بعد خود اسلامی بعض مسائل میں جو بظاہر سائنس کے خلاف ہیں بے چینی تھی۔ لیکن خدا کا شکر ہے کہ وہ سب مسائل حل ہو گئے۔

اس کے بعد میرے دل کی وہ کیفیت پیدا ہوئی جو ایک سچے مسلم کی ہونا چاہئے۔ مجھ کو تہہ دل سے یقین آ گیا اور گویا میں نے دل کی آنکھ سے عبدیت کے وہ باتیں دیکھ لیں جس کی وجہ سے انسان کا مقصود و محبوب مطلوب سب خدا ہی ہونا چاہئے، اس کا ہر کام یہاں تک کہ اٹھنا بیٹھنا جینا مرنا سب اللہ ہی کے لئے ہونا چاہئے اور اس کے علاوہ کسی چیز کی خواہش دل میں باقی نہ رہے حتیٰ کہ جنت کو بھی میں ایک ابتلا خیال کرنے لگا اور دنیا کی

تو کوئی حقیقت ہی نظر میں نہ رہی۔

افسوس ہے کہ چند دنوں کے بعد شیطان نے طرح طرح کے وسوسے دل میں ڈالنا شروع کئے۔ ایک ایک وسوسے کے سلجھانے اور صاف کرنے میں چار چار دن گزر گئے۔ اس طریقہ پر شیطان نے اللہ کی جانب سے میری توجہ کم کردی اور آخر یہ ہوا کہ وہ کیفیت جو دل میں پیدا ہوئی تھی جاتی رہی۔ اب صرف اپنے بندہ ہونے اور خدا کے خدا ہونے کا صرف خیال ہی خیال رہ گیا۔ جس کا دل پر کوئی اثر نہ تھا اسی طرح (میں قبول کرنے کے بعد) اس چار پانچ برس کے عرصہ میں تین چار حملے ہو چکے ہیں۔ فی الحال پھر دل میں اسلام کی شمع روشن ہوگئی ہے۔

تقریباً ایک ماہ کا عرصہ ہوا کہ میں انفلوئنزا (وبائی زکام، فلو) کے مرض میں خطرناک صورت سے مبتلا ہوگیا تھا۔ اس حالت میں خدا سے دعا کی کہ کچھ دنوں کے لئے مجھے اور زندگی عطا کر کہ تیری عبودیت کا حق ادا کرلوں۔ خدا کی رحمت سے صحت ہوگئی۔ اس وقت سے دل دنیا کی طرف سے بالکل پھر گیا ہے اور خدا کے بے شمار احسانات اور اس کی رحمتوں کا احساس اور ان کی شکر گزاری کا علم دل میں ہوتا ہے اور وہ حقائق اور اسی طرح بندگی کے تقاضے اس مرتبہ دل پر کھلے جس کی وجہ سے خدا ہی انسان کا مقصود ہونا چاہئے لیکن ابتدا ہی سے ایک کیفیت یہ پیدا ہے کہ کسی وقت دل پر خود بخود ایسا پردہ پڑ جاتا ہے کہ خدا کی طرف جو شکر گزاری کا ذوق یاد اور اس کی خواہش و طلب کی کیفیت پیدا ہے وہ فوراً چھن جاتی ہے اور ساری حقیقتیں جو دل میں کھلی ہوئی تھیں ذہن سے غائب ہو جاتی ہیں۔ اس وقت کچھ سمجھ میں یہ بھی نہیں آتا کہ کیوں ہم کو اس کی طلب ہو۔

اس کے علاوہ ایک حالت یہ ہے کہ جس وقت دنیا کی بے ثباتی اور اس کا خالص ذلیل ہونا دل میں زیادہ گہرائی سے منقش ہوتا ہے اور خدا کی جانب یکسوئی ہو جاتی ہے تو ایک عجیب وحشت و دہشت دل پر طاری ہو جاتی ہے جو غور کرنے سے یہ معلوم ہوا کہ خدا کی عظمت و جلال کے خیال سے نہیں ہوتی بلکہ کسی اور نامعلوم وجہ سے لا حول پڑھنے سے کچھ نہیں ہوتا۔

یہ تو وہ کیفیتیں ہیں جو اس مرتبہ کے حملے میں ابتدا ہی سے پیدا ہیں لیکن اب تھوڑے دنوں سے پہلے کے معمول کی طرح پھر وسوسوں اور خطرات کی کثرت شروع ہوگئی ہے۔ بدقسمتی سے میری طبیعت پیدائشی طور پر تحقیق طلب واقع ہوئی ہے۔ لہٰذا پہلے تو بے چینی کسی وسوسے کے آنے سے پیدا ہوجاتی ہے اس کو نہ میں کسی طرح روک سکتا ہوں نہ دور کرسکتا ہوں یعنی دونوں باتیں میرے اختیار سے باہر ہیں کہ کوئی وسوسہ پیدا نہ ہو یا اس کے پیدا ہونے کی حالت میں بے چینی نہ ہو جب اس وسوسہ کی صفائی معقول جوابات سے ہو جاتی ہے تو بے چینی دور

ہو جاتی ہے۔ اس بے چینی کی حالت میں خداوند تعالیٰ کی شکر گزاری طلب و محبت کے جو احساسات و کیفیات قلب میں ہوتے ہیں وہ بالکل دھندلے پڑ جاتے ہیں کبھی بڑھتے بڑھتے بات یہاں تک پہنچتی ہے کہ دل تقریباً خالی اور بالکل بے کیف ہو جاتا ہے اور طبیعت خراب ہونے لگتی ہے۔ اس حالت کہ جب تک وسوسہ صاف نہ ہو جائے میں کسی طرح دور نہیں کر سکتا۔ ایک کے بعد دوسرا اور دوسرے کے بعد تیسرا غرضیکہ وساوس کا ایک سلسلہ بندھا ہوا ہے اور جن وسوسوں کو پہلے میں صاف کر لیتا ہوں ان کے جوابات بھول جاتے ہیں اور بعد میں وہ (وسوسے) نئے سرے سے دل میں جگہ بنا لیتے ہیں۔

آج کل دل میں یہ وسوسہ سمایا ہے کہ انسان خدا کا کوئی جزو نہیں ہے اس لئے وہ اپنی ریاضت (محنت و مشقت) سے خدا تو ہو نہیں سکتا یعنی خدا میں مل نہیں سکتا پھر نجات کے کیا معنی ہیں۔ دنیا کی چیزیں اپنی بے ثباتی اور فانی ہونے کی وجہ سے توجہ کرنے یعنی دل لگانے کے قابل نہیں آخرت کی نعمتوں کو اگرچہ بقا ہے لیکن ان سے عیش روحانی کے حاصل ہونے کے علاوہ اور کچھ حاصل نہیں لہٰذا وہ بھی لاحاصل اور صرف ایک ابتلا ہیں۔ پس انسان کا ہونا نہ ہونا دونوں برابر ہیں بلکہ نہ پیدا ہوتا تو ان جھگڑوں سے آزاد رہتا۔ لہٰذا خدا کی خالقیت کا کوئی احسان نہیں ہے اور عبادت سراسر تکلیف ہے۔ یہ وسوسہ بہت غور و خوض سے صاف ہو گیا ہے مگر ابھی کچھ چبھن باقی ہے غرضیکہ شیطان نے سخت پریشان کر رکھا ہے۔

میں خیال کرتا ہوں کہ اگر دل میں اللہ تعالیٰ کی مستقل و کامل محبت پیدا ہو جائے تو ان خطرات سے نجات مل جائے گی اور غالباً ابھی تک میرا یقین بھی کامل نہیں ہے بلکہ ناقص حالت میں ہے اس وجہ سے وسوسوں سے ایک بے چینی پیدا ہو جاتی ہے۔ لہٰذا دل کی آنکھ میں کچھ روشنی بھی آ جانا چاہئے تاکہ کم از کم عین الیقین کی کیفیت حاصل ہو جائے۔ حضرت والا! میرے لئے فی سبیل اللہ دعا بھی فرمائیں کہ خداوند تعالیٰ مجھے راہ مستقیم پر ثابت قدم رکھ کر منزل مقصود تک پہنچا دے اور اپنی بندہ نوازی سے میرے دل کو کامل طور پر اپنی جانب رجوع کرے۔ اس کے علاوہ ہر دو جہاں میں کوئی مطلوب و مقصود میرا نہ رہے۔

ہر صورت میں فی الحال حضرت والا سے میری درخواست ہے وہ یہ ہے کہ کوئی طریقہ ایسا بتایا جائے کہ جس سے خدا کی کامل محبت پیدا ہو اور اس کے رسول کی جیسی الفت ہونی چاہئے حاصل ہو۔ دوسرے یہ کہ دل کی آنکھ کو بصیرت و روشنی حاصل ہو اور دل جس حقیقت کے رنگ کا ایک مرتبہ (بذریعہ بصیرت قلب) لذت کا عادی ہو جائے وہ رنگ نظر میں قائم رہے۔ حضرت کا یہ کرم و احسان میرے شکریہ سے بالاتر ہوگا خداوند تعالیٰ ہی اس کا اجر عطا فرمائے گا۔

آخر میں اپنی حالت کے بارے میں ایک بات بتانے کے قابل یہ ہے کہ میں شروع عمر سے ہی دمہ کی بیماری معدہ کی کمزوری اور اختلاج قلب کا بیمار ہوں۔ اور میرے اعضا رئیسہ (دل، دماغ، جگر وغیرہ) خصوصاً قلب حد سے زیادہ ضعیف ہوگیا ہے مولانا...... صاحب...... نے سورہ الم نشرح کا ورد بعد نماز عشا یا نماز صبح اول و آخر درود شریف کے ساتھ پچیس بار مرض کے دور ہونے اور روزی کی کشادگی کے لئے بتایا تھا۔ چنانچہ آج کل میں اس کو پڑھتا ہوں لیکن اب زیادہ تر نیت یہ ہے کہ اس برکت سے نور بصیرت حاصل ہو مجھے سلسلہ قادریہ میں مولانا ...... سے بیعت بھی ہے۔

دوبارہ عرض یہ ہے کہ مشفقی مولوی عبدالحئی صاحب کی ہدایت ومشورہ کے مطابق میں نے تہجد کی نماز شروع کردی ہے۔ دو دن سے تقریباً ساڑھے تین بجے رات کو اٹھ کر چار رکعتیں نفل پڑھ لیتا ہوں اور اس کے بعد پھر سو رہتا ہوں اور پانچ بجے تک دوبارہ جاگ کر نماز فجر ادا کر لیتا ہوں۔ کم از کم ایک ہزار مرتبہ اور زیادہ سے زیادہ دو ہزار مرتبہ پڑھ لیتا ہوں۔ ہر وظیفہ میں یعنی وظیفہ درود شریف یا وظیفہ سورۂ الم نشرح میں (جس کا تذکرہ خاکسار نے پہلی کی سطور میں کیا ہے) خدا کو حاضر و ناظر جان کر اپنے سامنے موجود تصور کرتا ہوں اور ادھر رجوع رہتا ہوں یا قلب میں بیٹھا ہوا سمجھ کر آنکھیں بند کرکے اس جانب رجوع رکھتا ہوں اور جیسے کہ کسی سے زبانی عرض معروض کیا جائے اس طور وظیفہ جاری رکھتا ہوں اس صورت میں کبھی یکسوئی ہو جاتی ہے۔ آئندہ اگر حکم ہو تو یہ طریقہ جاری رکھا جائے یا جیسا ارشاد میرے حال کے مناسب ہو اس پر عمل کیا جائے۔

ایک خاص بات گزارش کے قابل یہ ہے کہ میں یہاں اپنے ایک عزیز کے مکان میں بطور مہمان مقیم ہوں۔ جس کمرہ میں رہتا ہوں اس سے متصل اور خاص کر اسی کمرہ میں دوسرے اشخاص بھی رہتے ہیں۔ وہ کمرہ بھی چھوٹا ہے لہٰذا ان اشخاص کے مزاج کے اختلاف اور تکلیف کے خیال سے امیدوار ہوں کہ جب تک خدا اپنے فضل سے میرے لئے اپنا ذاتی ٹھکانا نہ پیدا کردے جو چیز حضرت والا میرے لئے تجویز فرمائیں وہ آہستہ آہستہ زبان سے یا دل میں پڑھنے کی ہو یا بطور مراقبہ کے مشغول رہنے کی ہو تو بہتر ہے۔ آئندہ جو کچھ رائے والا ہو۔ میں نے عربی نہیں پڑھی ہے اور میں عربی عبارت کے معنی نہیں سمجھ سکتا اطلاعاً عرض ہے کہ ہمیشہ مریض رہنے کی وجہ سے کمزوری بہت زیادہ ہے اور اتنی ہی لاغری بھی ہے اور قلب و دماغ بہت ہی ضعیف ہوگئے ہیں۔ اس لئے زیادہ محنت مجھ سے ناممکن ہے۔ یہ بھی ایک بری قسمت کم نصیبی ہے۔ حضرت والا! خدا کے لئے میری صحت کے لئے بھی دعا فرمائیں۔ فقط

تحقیق: سارا خط اول سے آخر تک حرفاً حرفاً پڑھا ایک خاص لطف بھی آیا گو غائبانہ بھی علاج ممکن ہے مگر بقول

حضرت مولانا رحمہ اللہ تعالیٰ سے

غائبانہ را چوں نوالہ می دہند ❁ حاضراں از غائبان لاشک بہند

ترجمہ: ''جب وہ دور والوں کو ایسی خلعت (فیضان) عطا فرماتے ہیں تو حاضرین تو بے شک غائبوں سے بہتر (خلعت پانے والے) ہیں۔''

پوری تشفی (تسلی) حاضر ہوکر سامنے بیٹھ کر بات کرنے سے ہوتی ہے اگر ایسی صورت بن سکے تو سبحان اللہ اور اگر نہ ہو سکے تو مجبوری ہے کہ نہ ہونے سے ہونا غنیمت ہے ''وذاك اضعف درجة الاصلاح'' (یہ اصلاح کا کم سے کم درجہ ہے) ابھی فوراً تو اسی درجہ اضعف کی تعین ایک دستور العمل کی صورت میں لکھتا ہوں۔

❶ مولانا عبدالحی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے جو بتایا ہے اس پر ہمیشگی کی جائے اگرچہ دلچسپی بھی نہ ہو بلکہ اگرچہ بوجھ اور پریشانی بھی ہو لذت اور لطف کا انتظار ہی نہ کیا جائے۔

❷ اس میں آہستہ آہستہ جتنا برداشت ہو سکے تھوڑا تھوڑا اضافہ فرمایا جائے اگر برداشت نہ ہو تو اتنا بھی کافی ہے۔

❸ احقر کی تالیفات میں سے خصوصاً دعوات عبدیت کے جتنے حصے مل سکیں اور دوسرے مختلف مواعظ بھی کہ بعض بلکہ اکثر ان میں بہت مفید ہیں مطالعہ فرمایا جائے اور تربیۃ السالک کی جلدیں اور رسالہ الانتباہات المفیدہ بھی اور حضرت امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ کی مولفات میں سے جو بسہولت سمجھ میں آجائے دیکھ ڈالئے۔

❹ اس کے بعد چند روز کتاب دیکھنا بالکل چھوڑ دیا جائے۔

❺ مسائل یا مختلف عقائد میں یا ان کے دلائل میں سوچنا فکر کرنا بالکل ابھی سے چھوڑ دیا جائے صرف ایک فکر کی سوچ ہو کہ ابھی سے خدائے تعالیٰ کے احکام فرمانبرداری کرنا ضروری ہے خواہ اس میں کچھ نتیجہ ہو یا نہ ہو خواہ وہ تکلیف ہو یا راحت خواہ اس میں کوئی حکمت ہو یا نہ ہو صرف یہ سمجھ کر کیا جائے کہ ایسے شخص کا حکم ہے جس کی مخالفت کسی حال میں جائز نہیں ہے۔ اگر بے سوچے بھی کچھ ذہن میں آئے تو اس کا سلسلہ جان بوجھ کر نہ بڑھایا جائے اگر خود بڑھنے لگے کسی اور کام میں لگ جایئے خواہ دنیا ہی کا کام ہو۔

❻ اگر اس پر بھی ختم نہ ہو تو غم نہ کیا جائے اور سمجھ لیا جائے کہ جب ہمارے اختیار سے باہر ہے تو اس پر پکڑ نہیں ہے تو پھر کیا غم ہے؟

❼ مجھ سے خط وخطابت کا سلسلہ جاری رکھا جائے اور ہر خط میں میرا پہلا خط رکھ دیا جایا کرے۔

❽ اس کو نہ دیکھا جائے کہ اتنے دنوں میں کیا حاصل ہوا بیکار کوشش کرنے کے لئے تیار رہنا چاہئے۔

حال: بڑے لوگوں کو چونکہ دنیا سے نفرت ہوتی ہے اس لئے وہ (دنیا) طلب ہی نہیں کرتے بلکہ (بزرگوں کے) بعض قصوں سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ خدا سے بھی اس کے طلب گار نہیں ہوتے تو دوسروں سے کہاں دنیا مانگیں گے۔ مجھ جیسے...... عوام کے لئے یہ درست ہے یا نہیں کہ قناعت کے جتنا موجود ہونے کے باوجود خدا سے فضل رزق کی طلب کرے۔ مجھ پر دو حالت طاری ہوتی ہیں کبھی تو شرم سے دعا نہیں مانگی جاتی اور کبھی شرم نہیں ہوتی تو خوب دعا مانگتا ہوں لیکن حکام و اسراء کے درباروں میں جانا بالکل چھوٹ گیا ہے ہمت ہی نہیں ہوتی ہے۔ سوال سے مقصود یہ ہے کہ دولت کی دعا ترقی کی دعا زیادہ یا کفایت کے درجہ میں ہو اچھی ہے یا نہیں ہے۔

تحقیق: نیت کیا ہے۔

حال: آج کل دوسرے تیسرے دن شجرہ بھی پڑھتا ہوں جس کی وجہ سے ہر وقت دل پر خوف اور بری باتوں سے پرہیز ہے مگر جب مصرعۂ ذیل پر پہنچتا ہوں تو دل میں کہتا ہوں کہ تو ابھی پڑھ رہا ہے اور پڑھنا چاہتا بھی ہے اور زبان سے یہ کہتا ہے۔

ع نے عبادت نے زہد نے خواہش علم و ادب

ترجمہ: "نہ عبادت نہ زہد نہ علم وادب کی خواہش۔"

حضور! اس شبہ کو دور فرمائیں کیونکہ میں عربی میں شرح وقایہ وغیرہ پڑھ رہا ہوں۔ فقط۔

تحقیق: مراد یہ ہے کہ ان چیزوں کو مطلوب بالذات نہیں سمجھتا ورنہ لازم آتا ہے کہ نماز بھی چھوڑ دی جائے کہ وہ عبادت ہے۔ فقط

حال: اور دوسری جگہ ہے ۔

گرچہ عالم میں الٰہی سعی میں بسیار کی ❁ پر نہ کچھ تحفہ ملا لائق ترے دربار کی
جان و دل لایا و لے تجھ پر فدا کے واسطے ❁ گرچہ یہ ہدیہ نہ میرا قابل منظور ہے
پر جو ہو مقبول کیا رحمت سے تیری دور ہے

اس میں شبہ ہوتا ہے کہ نہ تو عالم میں سعی کی اور نہ جان و دل ہدیہ کیا اور زبان سے یہ پڑھتا ہے اس کو نہ پڑھ مگر میں پڑھتا چلا جاتا ہوں ان دونوں شبہوں کو حضور دور فرمائیں۔

تحقیق: اس کا ازالہ یہ ہے کہ یہ سمجھے کہ جس بزرگ کا یہ کلام ہے اس کی نقل اس لئے کرتا ہوں کہ مجھ کو بھی یہ حال حاصل ہو جائے۔

حال: بحمد اللہ ذکر شریف نماز تہجد تلاوت قرآن شریف حزب مناجات مقبول جو کچھ بالاختصار تعلیم ہوئی ہے

برابر جاری ہے۔ ذوق کبھی ہوتا ہے کبھی نہیں اور ٹوٹنے سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اس کا دارومدار خیالات پر ہے کبھی ہر وقت یا اکثر عروج طلب کرنے کے خیالات ہوتے ہیں تب نماز ذکر وغیرہ میں ذوق ہوتا ہے۔ کبھی نفسیاتی خیالات غالب ہوتے ہیں کبھی شہوانی جس کا سبب یہ ہے کہ مکان پر گئے ہوئے بہت عرصہ ہوا۔ کبھی اگر گھر کی کچھ پریشانی معلوم ہوتی ہے تو حال کی ضرورت کے قابل مال حاصل کرنے کو جی چاہنے لگتا ہے۔ کبھی کوئی دوسرے قسم کے خیال بھی شاید آتے ہیں۔ ان حالتوں میں ذوق کم تو ضرور ہوتا ہے اگرچہ ختم نہ ہو۔ ذوق اگرچہ مطلوب نہیں مگر خیالات کی اصلاح تو ضروری ہے تاکہ طلب کا پایہ بڑھتا رہے۔ یہ خیالات اگرچہ بحمد اللہ کسی گناہ کا سبب تو نہیں بنتے مگر ترقی میں رکاوٹ ضرور معلوم ہوتے ہیں جن کی اصلاح کی ضرورت معلوم ہوتی ہے لہٰذا مناسب جان کر عرض کیا گیا۔

تحقیق: ماشاء اللہ آپ نے بالکل ٹھیک سمجھا ''لیھنك العلم'' (آپ کو علم مبارک ہو) اس میں غلطی کی کہ ان باتوں کو ترقی میں رکاوٹ سمجھا ترقی کا مطلب اگر یہی احوال ہیں تو یہ حکم صحیح ہے مگر اس کو ترقی مقصود سمجھنا غلط ہے اور اگر ترقی کا مطلب قرب و رضا ہے تو یہ اس کے لئے رکاوٹ نہیں۔

حال: یہ عاصی گنہگار ایک نظر عنایت کا امیدوار ہے۔ ایک عرصہ سے ذات والا سے (خداوند کریم اس کو دیر تک قائم رکھے) تعلق خاطر رکھتا ہے لیکن نفس کے ہاتھوں ہلاکت کے قریب پہنچ گیا ہے۔ اس سے نکلنے کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ یہ دعا فرما دیجئے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اس نفس کے مغلوب آدمی کو گمراہی کی گہرائی سے نکال کر راہ ہدایت دکھائے اور ذوق عبادت عطا کرے۔ حضور والا! میری حالت کی تبدیلی افسوس کے قابل ہے پہلے کچھ کم ذکر اسم اللہ کیا کرتا تھا اور اس وقت قلب نہایت فرحت میں رہتا تھا۔ باقی نماز وغیرہ جس طرح اب پڑھتا ہوں اور مناجات کا ورد جیسے اب ہے پہلے بھی تھا اور کسی میں کچھ زیادتی نہ تھی لیکن اس وقت کی حالت یہ تھی کہ میں اس کا منتظر رہتا تھا اور دل یہ چاہا کرتا تھا کہ نماز کا وقت جلد آئے تاکہ کام سے چھٹی پا کر نماز پڑھوں اور افضلیت اور شوق اس کا تھا۔ اب یہ حال ہے کہ نماز کو کھڑا ہوتا ہوں تو یہ جی چاہتا ہے اور دل کہتا ہے جلد ختم ہو تاکہ فلاں کام کروں اور بالکل جی نہیں لگتا ہے۔ مسجد میں جاتا ہوں تو ساتھ ریا اور خودنمائی کا خیال رہتا ہے۔ گھر میں پڑھتا ہوں تو جی اچٹتا ہے۔

غرض کہ کسی طرح جی نہیں لگتا ہے ذکر کرنے کا بھی کئی دفعہ ارادہ کیا لیکن خدا جانے کیا ہوتا ہے کہ ذکر کرتے وقت ڈرتا ہوں نیند کا بہت ہی غلبہ ہوتا ہے اور کسی طرح استقلال (ٹھہراؤ مستقل مزاجی) نہیں ہوتا۔ حضرت اپنی زبان مبارک سے کوئی وظیفہ عطا فرمائیں جس سے وساوس نفسانی دور ہو کر اطمینان قلب و ذوق عبادت حاصل

ہو۔

تحقیق: کسی خاص وظیفہ میں یہ کوئی خاص اثر نہیں کہ اس سے عبادت میں جی لگنے لگے۔ اسی طرح اس کی اور بھی کوئی تدبیر نہیں اسی کے لئے محققین (فن) کی تعلیم ہے کہ اس (جی لگنے) کا نہ ارادہ نہ اس کا انتظار کرے کام میں لگا رہے اور جتنی توجہ وندامت اختیاری ہے اس میں کوتاہی نہ کرے۔ بس اسی پر تمام برکات حاصل ہو جاتے ہیں جو اس وقت سمجھ میں بھی نہیں آسکتے حاصل ہونے کے بعد نظر آجائیں گے۔

حال: جس وقت ذکر کرتا ہوں تو دل بھی لگتا ہے اور شوق بھی ہوتا ہے مگر کچھ خیالات بھی آجاتے ہیں اور ذکر کے مقابلے میں فرصت کے وقت خدا کی طرف زیادہ دھیان رہتا ہے۔ اس وجہ سے بھی فکر میں ہوں کہ ذکر میں تو کچھ خیالات بھی آتے ہیں اور فرصت کے وقت خدا کی طرف دھیان جاتا ہے یہ کیا عجیب بات ہے کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔ اب حضرت برائے مہربانی اس کا علاج فرما کر خادم کو سرفراز فرمائیں۔

تحقیق: خیالات تو دوسرے وقت بھی آتے ہیں مگر ان اوقات میں خیالات ختم کرنے کا خاص اہتمام کیا نہیں جاتا اس لئے ان کے آنے کی طرف توجہ نہیں ہوتی اور ذکر کے وقت اہتمام ہوتا ہے اس لئے ان کی طرف توجہ ہوتی ہے ایسے ہی کبھی جان بوجھ کر (خیالات کی) نفی سے خود خیالات بھی آجاتے ہیں اور ارادہ نہ کرنے سے نہیں آتے فرق کی یہ وجہ ہے مگر نقصان دہ نہیں ہے جبکہ جان بوجھ کر خیالات نہ لائے جائیں۔

حال: اکثر اوقات برے خیالات یکسوئی کو ضائع کر رہے ہیں دور کرنے کی کیا تدبیر کروں حضرت دعا فرما دیں کہ اللہ تعالیٰ اطمینان عطا کریں اور محبت وعشق الٰہی غالب کر کے سلامتی ایمان کے ساتھ خاتمہ بالخیر کریں۔

تحقیق: معلوم ہوتا ہے کہ تربیۃ السالک یا دیکھی نہیں یا سمجھی نہیں۔

حال: جن گناہوں سے میں توبہ کر چکا ہوں ان کے کرنے کو طبیعت بہت چاہتی ہے۔ شیطان عجیب عجیب طرح بہکاتا ہے۔ نماز کے اندر بھی برے خیالات لاتا ہے مگر الحمد للہ جب سے توبہ کی ہے نفس کے پھندے میں نہیں آیا مگر کبھی تنہائی میں یا سوتے وقت تصور ہو جاتا ہے کہ میں برے افعال کر رہا ہوں۔ اس سے طبیعت کو مزہ حاصل ہوتا ہے اس سے جی خوش ہوتا ہے۔

تحقیق: اس وقت طبیعت کو جان بوجھ کر دوسری طرف متوجہ کر دینا ضروری ہے اور عذاب کو سوچنا چاہئے۔

حال: مگر کسی وقت جب اپنے گذشتہ گناہوں کو خیال کرتا ہوں تو بے اختیار رونا آجاتا ہے اور خدا سے ڈر لگتا ہے۔ خصوصاً صبح کی نماز کے بعد اللہ پاک سے اپنے گناہوں کی معافی مانگنے وقت بے حد رونا آتا ہے اور ڈر لگتا ہے ندامت اور شرمندگی ہوتی ہے۔ نماز میں طبیعت نہیں لگتی طرح طرح کے خیالات آتے ہیں۔

تحقیق: جو خیال ارادے کے بغیر آئے نقصان دہ نہیں ہے جبکہ جان بوجھ کر ارادہ نہ کیا جائے۔

حال: اور یہ جی چاہتا ہے کہ جلد پڑھ کر الگ ہو۔

تحقیق: اس پر عمل نہ کیا جائے۔

حال: کبھی خوب جی لگتا ہے اور خوب سنبھال سنبھال کر پڑھتا ہوں سب رکن ادا کرتا ہوں۔

تحقیق: شکر کرنا چاہئے۔

حال: سستی بہت ہے۔ کبھی شیطان یوں بہکاتا ہے کہ نماز مت پڑھو اور سب اچھے کام کرو۔ خیرات کرو، زکوٰۃ دو، لوگوں سے نیکی کرو، کتابیں پڑھو اور عالموں کے پاس جاؤ وغیرہ وغیرہ خصوصاً عشاء کی نماز میں کھانا کھانے کے بعد بہت سستی پیدا ہو جاتی ہے اور بالکل طبیعت نماز پڑھنے کو نہیں چاہتی ہے طرح طرح سے شیطان بہکا کر نماز سے روکتا ہے مگر اس وقت ایک عجیب حالت ہوتی ہے شیطان نماز سے منع کرتا ہے اور کوئی چیز اندر سے شیطان کے تمام بہانوں اور خیالات کی رد کرتی ہے اور نماز کے واسطے پلنگ پر سے اٹھا دیتی ہے۔ اکثر شیطان یا نفس مغلوب ہوا ہے مگر ان جھگڑوں سے بچنے کے واسطے میں کھانا کھانے سے پہلے نماز پڑھ لیتا ہوں۔

تحقیق: یہ سب مجاہدہ ہے جس سے اجر دوگنا ہو جاتا ہے۔

حال: امراض باطنی نے زور دکھایا سخت ہیجان پیدا ہوتا ہے کہ مجھے بعض وقت یقین ہوتا ہے کہ اب قطعی ایمان سے خارج ہو گیا۔

تحقیق: یہ غیر اختیاری وساوس ایمان کو مکمل کرنے والے ہیں نہ کہ ایمان کو ختم کرنے والے ہیں۔

حال: رمضان شریف میں ضعف ہو گیا تو سخت تر نفس کے اعتراض سنائی دیتے تھے قرآن شریف پڑھنے میں اس قدر گستاخی وانکار و تردید پیدا ہوتا رہا کہ معاذ اللہ اور نماز بھی پورا کرنا مشکل اور خیال ہٹانے پر کچھ منٹ تک قدرت وقابو نہیں پاتا تھا۔ جناب باری تعالیٰ کی عظمت قدرت کا خیال جمانے سے سخت بے ادبی گستاخی پیدا ہوئی ہے۔ غرضیکہ کوئی خیال باری تعالیٰ کے بارے میں ہو یا احکام کی حکمتوں کے بارے میں ہو خواہ بزرگان دین کے بارے میں ہو یا جناب حضور سرور عالم ﷺ کے بارے میں ہو اتنی نفرت بڑھانے والی گستاخی کا تصور بندھتا ہے کہ ہٹانا مشکل ہوتا ہے۔ اتنا غلبہ ہوتا ہے کہ شاید عنقریب زبان سے نکل جائے یا تصور سے بڑھ کر یقین کے درجہ تک پہنچ جائے۔

تحقیق: یہ احتمال بے وجہ ہے یقین اختیار واستحسان (اچھا سمجھنے) سے ہوتا ہے اگر ایسے میں زبان سے بھی نکل جائے گناہ نہیں نہ کہ کفر۔

حال: غرض کہ اگر گائے بھینس میں مبتلا رہتا ہوں تو نظر سے ہٹا ہوا معلوم ہوتا ہے ورنہ وساوس برے خیالات وہم میں اور تصور وخیال میں صورت بن کر ایسے پیدا ہوتے ہیں۔ اتنا تو یقین ہے کہ وساوس نقصان دہ نہیں ہیں مگر پریشانی یہ ہے کہ شاید اپنے اختیار ارادہ سے پیدا ہوتے ہیں۔

تحقیق: ارادہ واختیار ایسی چیز نہیں کہ اس میں شاید کی گنجائش ہو اس کا ہونا تو یقینی ہوتا ہے۔

حال: یا آئندہ خود عقیدہ میں یہ صورت قائم ہو جائے۔

تحقیق: اوپر عرض کر چکا ہوں۔

حال: تو حدیث نفس (جی کی بات) ایسی پیدا ہوتی ہے کہ میں خود اپنے کان سے سن رہا ہوں کم ہونے کی حالت میں معلوم نہیں ہوتا ہے غلبہ کی حالت میں تو اس کے رکنے کی قدرت بھی نہیں نہ اس وقت نفس میں اس کی برائی نظر آتی ہے۔

تحقیق: اعتقاد کے طور پر اس کا باطل سمجھنا کافی ہے۔

حال: بہر حال آج جیسی ہوش کی سی حالت ہے اس وقت تو صرف نظر خدا پر ہے کہ شاید اس کو اختیار ہے خواہ مردود فرمائے خواہ انجام بخیر فرمائے۔ کبھی یہ یقین جم جاتا ہے کہ میں تو پیدائشی طور پر بدنصیب ہوں ”خسر الدنیا و الاخرہ“ (دنیا اور آخرت میں ناکامی کا) انجام نظر آتا ہے ازل کی بدبختی کس طرح بدل سکتی ہے۔

تحقیق: مگر یہ شقاوت تو ہے ہی نہیں۔

حال: جو مردود ہوتا ہے اس کو کبھی خوش قسمتی سے فائدہ ہو تو ہو ورنہ جو ازلی تقدیر تھی ہو چکی اب کیا فائدہ ہے جن معاصی کا وبال ہے وہ بھگتنا ضروری ہے۔ یہ تو پریشان حال کی حالت ہے مگر اتنی بات شکر کے قابل ہے کہ اوراد و نماز پوری ہو رہی ہے۔ کوئی دن پورا استغفار میں گزر جاتا ہے اپنے اعمال کی پاداش سامنے نظر آتی ہے۔

تحقیق: پھر یہ کیا تھوڑی نعمتیں ہیں کیا ان سے آپ ”الذین انعمت علیھم“ (جن لوگوں پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا) میں داخل نہیں ہیں اور کیا جو شخص ان میں داخل ہو وہ ”مغضوب علیھم“ (جن پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہے) اور ”ضالین“ (جو لوگ گمراہ ہیں) سے باہر نہیں پھر اور کیا چاہئے۔

حال: کسی دن بلاوجہ دل بھر آتا ہے رونے سے دل ہلکا ہو جاتا ہے۔ وحشت واداسی کم ہو جاتی ہے۔ کسی کام میں دل نہیں لگتا حساب و کتاب سے دل گھبراتا ہے غالباً یہ سب کچھ ضعف قلب و دماغ کا بھی اثر ہے۔

تحقیق: ضرور اس کا دخل ہے۔

حال: یہ حالت اندرونی ہے اور جسمانی اثر اس کے علاوہ ہے۔ وہ درد دل کہنے کو عرصہ ہو گیا آج باری آئی ہے

اپنی بد قسمتی اور نحوست کا حال لکھتا ہوں (یہاں کچھ واقعات وحوادث اور کچھ پیش آئی ہوئی پریشانیاں لکھی تھیں)۔

تحقیق: کیا نحوست کی حقیقت گناہ کے علاوہ اور بھی کچھ ہے اگر ہے تو دلیل (کی ضرورت ہے اور) اگر نہیں ہے تو پھر گناہ نہ کرنے والے کو نحوست کی علامت کیسے ٹھہرایا اور ان سب کا علاج صرف توکل وتفویض (اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنا اور سارے کام اللہ تعالیٰ کے حوالہ کرنا) اور اپنی خیالی تجویزوں کا ترک کر دینا ہے نہ کہ تدبیروں کا۔

حال: قطب الارشاد وقطب الاقطاب حضرت مولانا سیدنا ومرشدنا ومقتدانا دام فیضہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ومغفرتہ۔ خدمت اقدس میں عرض یہ ہے کہ مجھ کو عجیب عجیب قسم کے وساوس آتے ہیں جس سے بے حد قلب پریشان رہتا ہے۔ مطالعہ میں بہت زیادہ آتے ہیں اور شیطان ایسے ایسے سوالات اعتراضات پیش کرتا ہے کہ جواب نہیں بن پڑتا ایسا دروازہ کھل جاتا ہے کہ بند ہونے کا نام نہیں لیتا کتنا ہی توجہ نہیں کرتا مگر وہ آ ہی جاتے ہیں۔

تحقیق: اس جملہ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آپ توجہ نہ کرنے کو اصل مقصود نہیں سمجھتے ہیں اور اصل مقصود آپ کے نزدیک خیالات کو دور کرنا ہے اور توجہ نہ کرنے کو دور کرنے کی تدبیر سمجھنے میں یہی غلطی ہے توجہ نہ کرنا خود اصل مقصود سمجھئے خواہ اس سے وساوس دور ہوں یا نہ ہوں اسی طرح راحت کو اصل مقصود نہ بنائیں بلکہ اس بات پر تیار رہنا چاہئے کہ ساری عمر بھی زیادہ تکلیف ہو تو یہ محبوب کا عطیہ ہے۔ ”لا نریس بمعصیته ولا اختیاری وکل هو کذلك فهو نعمته“ کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرکے تکبر نہیں کرتے ہیں اور یہ تکبر نہ کرنا بھی اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے۔ عبدیت یہی ہے ؎

بدرد وصاف ترا حکم نیست دم درکش ❁ کہ انچہ ساقی ماریخت عین الطاف است

ترجمہ: ”گدلے اور صاف کی فکر تیرے ذمہ نہیں ہے جو کچھ ساقی نے پلا دیا یہی اس کی مہربانی ہے۔“ (مطلب یہ ہے کہ اچھا یا برا حال سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے ہر حال کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے سمجھ کر اس حکم کو پورا کرنے میں لگے رہنا چاہئے یہی بندگی ہے اس فکر میں نہیں رہنا چاہئے کہ اچھا حال یا راحت کیوں حاصل نہیں ہوتی ہے یہ ساری پریشانی کی جڑ ہے)

اس شعر کو بھی کبھی کبھی پڑھ لیا کریں۔

حال: بعض اوقات ایسی تکلیف ہوتی ہے کہ اس کے مقابلہ میں موت آسان معلوم ہوتی ہے حضور والا اللہ تعالیٰ کے لئے میری مدد کیجئے اور مجھ کو اس پریشانی سے چھوڑوائیے اور دل سے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس سے نجات عطا فرمائے آمین فقط اور جو ارشاد ہو اس پر عمل کروں۔

تحقیق: عمل وہی متعین ہے جو میں نے لکھا "ولا تتبعوا السبل فتفرق بکم عن سبیلہ." ترجمہ: "تم دوسرے راستوں پر نہ چلنا (ان پر چل کر) خدا کے راستے سے الگ ہو جاؤ گے۔"

حالت طالب بالا بعد جواب بالا

(اوپر والے طالب کی حالت اوپر والے جواب کے بعد)

حال: حضرت قطب الاقطاب قطب الارشاد مولانا مرشدنا سیدنا ہادینا مقتدانا شیخ المشائخ زبدۃ العارفین سراج السالکین دام فیضہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، عرض یہ ہے کہ جب پرچہ بکس میں ڈال کر آیا اسی وقت سے طبیعت بے حد خراب ہونے لگی اور قلب پر سخت پریشانی ہونے لگی پڑھنے میں جی نہ لگتا تھا۔ عشا کی نماز پڑھ کر جب مطالعہ کے لئے بیٹھا تو بے حد وساوس آنے لگے کتنا ہی مطالعہ میں زور لگاتا تھا کچھ بھی سمجھ میں نہیں آتا تھا اور دل چاہتا تھا کہ بھاگ نکلو آخر کار چراغ بجھا کر لیٹ گیا پھر بھی چین حاصل نہیں ہوا۔ باہر نکل کر شاہ صاحب کے پاس جانا چاہا اس وقت شاہ صاحب سو گئے تھے۔ پھر آ کر لیٹا ایسے حواس گم ہو گئے تھے کہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ میں پاگل ہو جاؤں گا۔ کچھ دیر بعد سکون حاصل ہوا اور نیند آئی لیکن رات بھر پریشانی رہی۔

رات بھر میں حضور والا کو اور حضرت حاجی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کو خانقاہ میں دیکھا اور یہ دیکھا کہ کتب خانہ کے کمرہ میں رات بھر حاجی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ ذکر اللہ کرتے رہے صبح تک حاجی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ خانقاہ میں رہے جاتے وقت حضرت والا جہاں سہ دری میں تشریف رکھتے ہیں وہاں حاجی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ لیٹ گئے اور آدمی بہت سی پھولدار رنگین چادریں آپ کے اوپر ڈالنے لگا۔ احقر نے بھی حاجی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ سے مصافحہ کیا تھا صبح تک پریشانی تھی اگرچہ رات سے کم تھی۔

جس وقت حضور والا کا پرچہ ملا ہے اس کو دیکھ کر ایک عجیب خوشی اور مسرت کی حالت طاری ہوگئی اور بغیر ارادے کے دل سے اتنی دعائیں نکلیں کہ بیان نہیں کر سکتا حضور والا کے لکھنے کی کچھ ایسی برکت اور اثر ہوا کہ اسی وقت سے نفع معلوم ہونے لگا۔ یہ معلوم ہوتا تھا جیسے کسی نے چبھے ہوئے کانٹے کو نکال دیا۔ واقعی احقر بڑی غلطی میں تھا کہ (وساوس کی طرف) توجہ نہ کرنے کو ان کے دور ہونے کی تدبیر سمجھا تھا۔ جس وقت سے احقر نے توجہ نہ کرنے کو اصل مقصود سمجھا اس کا تصور کرنا شروع کیا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کچھ بھی نہیں رہا۔ پہلے پہلے تو کئی بار تکلیف معلوم ہوئی دو چار دفعہ کے بعد بالکل جاتا رہا۔ جوں جوں دن ڈھلتا گیا وساوس سب ہوا ہو گئے۔

الحمد للہ اس وقت حضور والا کی برکت و طفیل و توجہ سے بالکل اطمینان ہے۔ رہ رہ کر حضور کے لئے دعا نکلتی

تحقیق: وسوسہ اور اس کی وجہ سے جو لازمی چیز ہے غفلت جب غیر اختیاری ہے یعنی گناہ نہیں کہ اس پر پکڑ نہیں لیکن خود یہ وسوسہ کی کمی اور برائی ہے اور استغفار جس طرح گناہوں کو دور کرنے والا ہے اسی طرح کمی کو پورا کرنے والا بھی ہے اسی وجہ سے حضور اقدس ﷺ غین (غفلت کے آجانے) کے بعد جو آپ کے ذوق (مزاج) کے مطابق کمال میں کمی آنے کی وجہ سے تھا استغفار فرماتے تھے (یہ حقیقت میں غفلت نہیں تھی بلکہ مسلمانوں کے کاموں میں جیسے تزکیہ، تعلیم، جہاد، جیش کی تیاری وغیرہ میں مشغولی کی وجہ سے جو غفلت طاری ہوتی آپ اس کو بھی غفلت شمار فرماتے کہ آپ کا معیار کمال اونچا تھا اس درجہ کی کمی کو بھی جو اللہ ہی کے لئے تھی آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کمی شمار فرما کر استغفار فرماتے تھے)۔ (شرح مسلم)

حال: مجھ کو گذشتہ مہینہ اچانک ایسے ایسے برے برے وساوس آنے لگے تھے کہ جی چاہتا تھا کہ اس سے بہتر یہی ہے کہ کسی کو منہ نہ دکھلاؤں منہ میں کالک لگا کر کہیں نکل جاؤں۔ کتنا ہی یہ سوچتا تھا کہ تربیت السالک میں دیکھا کرتا ہوں کہ وساوس کی کوئی حقیقت نہیں ہے اس کا علاج یہی ہے کہ اس کی طرف توجہ ہی نہ کی جائے۔ یہ سب کچھ سمجھتا تھا اور چاہتا تھا کہ کچھ پرواہ نہ کروں مگر طبعی رنج و ملال بے حد تھا۔ آخر یہ کیا کہ ایک دن کچھ رکعتیں بطور جرمانہ کے نفل نماز پڑھی پھر جب کمی نہ ہوئی تو دوسرے روز بیس رکعتیں اور تیسرے روز پچاس رکعتیں اور چوتھے روز سو رکعتیں نفل پڑھیں اور روزہ بھی رکھنا شروع کیا اور یہی کہتا رہا کہ اے شیطان! اگرچہ میں خوب جانتا ہوں کہ ان وساوس سے میرا کوئی نقصان نہیں ہے تو صرف مجھ کو پریشان کرنے کے لئے جو کرتا ہے تو میں بھی چونکہ تو نفلوں سے پریشان ہوتا ہے تجھ کو بھی پریشان کروں گا۔ آخر تھوڑے ہی روز میں وسوسے جاتے رہے اب ویسی بھرمار نہیں ہے مگر کبھی کبھی معمولی طور پر آنے ہی لگتے ہیں پھر ختم ہو جاتے ہیں۔

تحقیق: ماشاء اللہ خوب علاج کیا۔

حال: بندہ مہتمم مدرسہ عربیہ رائے پور گوجران کے فرزند ارجمند کی ماتم پرسی اور تعزیت کے لئے گیا تھا۔ راستہ میں دریا پڑتا ہے اس میں ایک جگہ پانی سے گزرنا ہوا۔ اللہ تعالیٰ کا نام لیا اور گزرا پانی زائد تھا اس میں غوطے آئے۔ اس حالت کا جو اس وقت دھیان کرتا ہوں تو معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت اپنی جان کی فکر تھی خدائے عالم کا خیال نہ تھا تو جان نکلنے کا وقت جو کہ نہایت نازک ہوگا تو اس وقت ایمان کا کیا ٹھکانا طوطے کی مثال کہ اس کو کتنا ہی پڑھاؤ لیکن بلی کے سامنے ٹیں ہی کہے گا یہ خیال کر کے نہایت غم رہتا ہے۔

تحقیق: ماشاء اللہ عالم ہو کر ایسے غلط خیال میں مشغول ہو گئے۔ پہلے تو یہ قیاس (اندازہ) صحیح نہیں کیا یہ احتمال نہیں کہ اگر ہلاک ہونے کا یقین ہو جاتا تو اس وقت حق تعالیٰ کا خیال غالب رہتا۔ یہ حالت تو (موت کے)

یقین سے پہلے ضروری تھی کہ اپنی جان بچانے کی فکر غالب ہو اور اگر بالفرض اس وقت بھی حق تعالیٰ کا خیال غالب نہ ہوتا تو کیا کسی چیز سے ذہن کے خالی ہونے سے اس چیز کی ذات وصفات کی نفی بھی ضروری ہے اگر ہے تو اس کی دلیل کیا ہے؟ اگر نہیں ہے تو ایمان کے بارے میں خطرہ کیا ہے۔ ذہن کا خالی ہونا تو ایمان کے منافی نہیں ہے لیکن ذات وصفات کی نفی کرنا یہ ایمان کے منافی ہے۔ جو بات پیش آئی وہ ایمان کے خلاف نہیں اور جو نہیں پیش آئی وہ ایمان کے خلاف ہے۔ پھر ایمان کے بارے میں شبہ کیسا؟ جو چیز حاصل ہے جب تک اس کی ضد حاصل نہ ہو وہ حاصل چیز حاصل ہے ہر وقت اس (حاصل چیز) کے اعتقاد کا ذہن میں رہنا شرط نہیں ہے جب وہ موجود ہے تو جو اس کی لازمی چیزیں ہیں نجات وغیرہ اس کے سب نتائج حاصل ہوں گے۔

حال: آج شیطان رجیم نے اللہ کے لفظ پر یہ خیال فاسد سمجھا دیا کہ تو اللہ نہیں کہہ رہا بلکہ یہ کہہ رہا ہے کہ ان لا ہو۔ میں نے دعا قنوت کا ایک جزو عاجزی کے ساتھ پڑھ کر لفظ اللہ کا تصور یوں کیا جو اللہ تعالیٰ نے میرے ذہن میں دے دیا کہ گویا لفظ "اللہ" لکھا ہوا ہے اور میں لکھے ہوئے کو دیکھ کر صرف لام کو پر پڑھ کر اللہ صاف صاف کہہ رہا ہوں۔ اس سے نفع ہوا مگر خیال بار بار یہی ہوا کہ ان لا ہو نعوذ باللہ من ذالک کہہ رہا ہوں مگر میں نے اس بے ہودہ خیال کی طرف توجہ نہیں کی۔

تحقیق: یہی تدبیر ہے۔

حال: اگر حضور اجازت دیں تو کیا ایسے وقت لفظ "اللہ" کو کاغذ پر لکھ کر دیکھ کر ذکر کرنا شروع کر دیا کروں۔

تحقیق: ایسا نہ کریں پھر ہر چیز میں وسوسہ آئے گا کہاں تک علاج کیا جائے گا۔

حال: میں نے ذکر کے وقت خیال کر لیا تھا کہ یہ (وسوسہ) علیگڑھ کی دہریت کا نتیجہ ہے جو بفضلہٖ اگرچہ مجھ سے کبھی سرزد نہ ہوئی مگر صحبت کا نتیجہ ہے۔

تحقیق: کالج کو بدنام کرنے کی کیا ضرورت ہے جو کالج والے نہیں ہیں وہ بھی اس سے نہیں بچ سکتے۔

حال: حضرت کے ارشاد کے مطابق پہلے اپنی ایک پرانی تقریر پیش کرتا ہوں ارشاد نہ ہو چکا ہوتا تو کسی طرح ہمت نہیں پڑتی خصوصاً اس کے آخری حصہ کی جرات و بے باکی کی بنا پر خدا کمیوں کو معاف فرمائے۔

تحقیق: سارا رسالہ دیکھنے کی تو فرصت نہ ہوئی اور نہ ہونے کی امید ہے لیکن کہیں کہیں سے دیکھا نہایت ضروری اور مفید مضمون ہے ہاں سادگی وخلوص کے غلبہ سے کہیں کہیں دین کے بعض ضروری الوقت خدمات کرنے والوں کی نیت پیش نظر نہیں رہی لیکن یہ پیش نظر نہ رہنا بھی نیک نیتی ہی سے تھا اس لئے اس پر بھی وہ ایک اجر ملے گا جس کا مجتہد مخطی (کوشش میں غلطی کر جانے والے) کو ملنے کا وعدہ ہے باقی رسالہ کا موضوع دین

ہے اللہ پاک آپ کی دین و دنیا میں بڑے مراتب کریں بڑا حضور نے رحم فرمایا ورنہ ناکارہ گمراہ ہی ہو گیا تھا۔ بھلا ہم سے اس احسان کا بدلہ کیا ادا ہو سکتا ہے حضرت کے تو اور بھی احسانات ہیں اللہ ہی پورا کرے تو کر سکتا ہے، اللہ حضور کو ہمارے سروں پر ہمیشہ دائم قائم رکھے اللہ تعالیٰ ہم کو حضور عالی کی جوتیوں کے نیچے ہمیشہ رکھے اور حضور کے قدمون کے نیچے اپنے کو فنا کر دیں۔ اللہ کرے حضور والا کے فیوض و برکات دنیا بھر میں پھیل جائیں تاکہ سب لوگوں کو نفع ہو اور ہم لوگ بھی حضور والا کے فیوض و برکات سے مستفیض ہوں، اللہ تعالیٰ حضور کے طفیل سے مجھ کو اور تمام طالبین حق کو اپنے مقصود تک پہنچا دے بس یہ دل چاہتا ہے کہ یہ حالت ہو جائے ؎

دل آرامے کہ داری دل درد بند ❁ دگر چشم از ہمہ عالم فرو بند

ترجمہ: "جو تمہارا محبوب ہے اس سے دل لگا کر سارے جہاں سے اپنی آنکھیں بند کر لو۔"

حضور اقدس نے جو شعر لکھ دیا تھا اس کو پڑھ کر بڑی تسکین ہوتی تھی۔ حضور والا مجھ ناکارہ کے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مقصود تک پہنچا دیں اور علم و عمل نصیب فرما دیں۔ فقط

تحقیق: سب پڑھا بے حد دل خوش ہوا اللہ تعالیٰ ہمیشہ مطمئن رکھے مبارک ہو۔ میرے عزیز یہی ضرورتیں ہیں شفیق مصلح (اصلاح کرنے والا) کی جو کتابوں سے پوری نہیں ہوتیں گو وہ مصلح کتابوں سے بھی مدد لے۔

حال: حضرت والا! مجھ کو ایک اشکال پیش آیا۔ وہ یہ کہ جب کوئی وسوسہ آیا تو اتنی دیر خدا سے غفلت ہوئی اس سے استغفار کرتا ہوں اور اگرچہ سارے گناہوں سے استغفار کرتا ہوں مگر زیادہ توجہ غفلت ہی سے ہوتی ہے۔ توبہ استغفار میں ندامت کے ساتھ اس کا بھی قصد کرنا چاہئے کہ پھر غافل نہ ہوں گا مگر بلا اختیار پھر وسوسہ آتا ہے تو پھر غفلت ہوتی ہے۔ اب اشکال یہ ہے کہ جب غفلت بغیر اختیار ہو وہ گناہ نہیں تو اس سے استغفار کیسا ہے؟ اور اگر استغفار نہ کروں وہ بھی طبیعت نہیں مانتی خیال ہوتا ہے کہ اگرچہ میرے نزدیک غیر اختیاری ہو مگر اللہ اور محققین کے نزدیک غیر اختیاری نہ ہو اور میری سمجھ وہاں تک نہ پہنچی ہو تو اس کا تدارک ضروری ہے لہٰذا استغفار کرتا ہوں۔

اس وقت خیال ہوتا ہے کہ وسوسہ آنا تو غیر اختیاری ہے پھر غفلت ہو جائے گی کیونکہ ایسا ہو جانا کہ ایک منٹ بھی غفلت نہ ہو یہ تو مشکل ہے۔ حضرت کے وعظ احسان الاسلام ص ۴ میں ہے اس طرح خیالات و وساوس کا آنا یہ قیامت تک بند نہیں ہو سکتے الخ پس جب یہ خیال استغفار کے ساتھ آتا ہے کہ غفلت پھر ہو جائے گی تو استغفار کرتے وقت جو ارادہ کرنا کہ آئندہ بالکل غافل نہیں ہوں گا اس میں کمی آتی ہے۔ جب اس میں کمی آئی تو شاید اس استغفار سے پہلی غفلت کا بھی تدارک نہیں ہوا اس سے بڑی کشمکش ہوتی ہے۔ یہ اشکال ہے مہربانی فرما کر جواب سے تسلی فرمائیں۔

کی حفاظت کے لئے آہنی (لوہے کا) قلعہ ہے۔ جزاکم اللہ تعالیٰ

رسالہ تقدیس القدسی عن تدنیس اللبسی

حال: ① گرامی نامہ نے تسلی بخشی۔

② (حضرت کے) ارشاد کے مطابق اولیاء اللہ کے حالات سنوں گا کتب خانہ سے آج چند کتابیں نکالی ہیں۔

③ نقش مبارک گلے میں ڈالنے کی ہدایت تھی لیکن گرامی نامہ میں نقش نہیں تھا۔

④ فی الحال میں نے نامۂ اقدس کو تعویذ بنا کر گلے میں ڈال لیا ہے۔

⑤ اور اس شعر و مصرعہ کو ایک کاغذ پر لکھ کر سامنے رکھ لیا ہے اکثر پڑھتا ہوں ہر بار ایک تازہ لطف آتا ہے اور نئے معنی ظاہر ہوتے ہیں۔

⑥ منضج (مواد کو پکا کرنے والی دوا) کو آج پندرہواں دن ہے کل سے مسہل (دست لانے والی دوا) شروع ہوگی۔

⑦ اطباء کی متفقہ رائے ہے اختلاج قلب کے ساتھ دماغی عارضہ بھی ہے جو اختلاج سے زیادہ خطرناک ہے۔

⑧ میں نہیں کہہ سکتا کہ مجھے کیا مرض ہے۔

⑨ پریشان بہت ہوں۔

⑩ خدا تعالیٰ دلوں کا حال خوب جانتا ہے بخدا مجھے ایک مدت سے موت کا اشتیاق ہے اور ہر وقت ایک منتظر کی طرح تیار رہتا ہوں۔

⑪ مجھے اختلاج کے بڑے بڑے شدید دورے پڑے ہیں لیکن کبھی پریشان نہیں ہوا۔ اب ایک سال سے طرح طرح کے وہم اور قسم قسم کے خیالات پیدا ہونے لگے ہیں ان سے بہت پریشان ہوگیا ہوں اور بہت بے چین ہوں۔ موت کا اشتیاق بہت پہلے سے ہے اب ایک سال سے زیادہ ہوگیا ہے وہم اور خیالات جو اکثر پریشان کرتے رہتے ہیں یہ ہیں۔ شاید میں دیوانہ ہو جاؤں گا۔ دیوانگی سے پہلے خودکشی کرنا چاہئے۔ شاید میرا خاتمہ بالخیر نہ ہوگا۔ اگر خاتمہ بالخیر نہ ہوا تو بڑی مشکل ہوگی وغیرہ وغیرہ۔

⑫ ان وساوس و خیالات سے سخت تکلیف ہوتی ہے۔ بہت ضبط کرتا ہوں اور مدلل جوابات خود ہی دیتا ہوں۔ بڑی مشکل سے سکون ہوتا ہے اور پھر وہی خیالات گھیر لیتے ہیں کبھی اس قدر محویت ہوتی ہے کہ کچھ خبر نہیں رہتی۔

⑬ ایک دن ایسے ہی خیالات کا ہجوم تھا میں نے حضرت کی طرف رخ کیا ایک استغراقی حالت طاری ہوئی

میں نے حضرت کی سکون دینے والی باتیں کانوں سے سنیں۔ دل کے کانوں سے نہیں بلکہ جسمانی کانوں سے بالکل ظاہری طور پر۔ میں خواب میں نہیں تھا ٹہل رہا تھا اسی وقت سکون حاصل ہوگیا اور میں نے بے اختیار تبسم ہوکر جو لوگ حاضر تھے ان سے کہا کہ میں نے اس وقت حضرت کی گفتگو صاف سنی کہ میرے بارے میں سکون دینے والی تقریر فرمارہے ہیں۔

⑭ ایک دن مغرب کی نماز میں پہلے سجدہ میں حضرت کی شبیہ مبارک میں نے کھلی ہوئی آنکھوں سے دیکھی۔

⑮ آج کچھ زیادہ پریشان ہوں جی چاہتا تھا اپنے سب حالات لکھوں مگر لکھ نہیں سکتا تکان ہے اور ضعف محسوس ہورہا ہے اس وقت ہلکا سا بخار بھی ہے۔

جواب: محبی ومحبوبی شفاک اللہ وعفاک اللہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ صحیفہ محبت پہنچا مجھ پر احسان بھی کیا اور مجھے غمگین بھی کیا۔ احسان تو مجھے یاد کرنے کی وجہ سے کیا اور غمگین تو اپنے کے غم کے سمندر میں تیرنے کی وجہ سے لیکن عقل کے اعتبار سے اس لئے خوش ہوا کہ جو حالت اس خط سے ظاہر ہوئی وہ اس سے ظاہر نہ ہوئی تھی۔ میرا خیال یہ ہے کہ اصلی شکایت تقریباً آج معلوم ہوئی اس لئے آج کا جواب دوسرے خطوں کے جواب سے تفصیل اور اختصار میں بھی، اسباب کے بارے میں بحث میں بھی اور خطاب کے رنگ میں بھی الگ ہے یعنی کچھ بے تکلف ہوکر لکھوں گا کہ ایسا مضمون بے تکلفی کے بغیر لکھا نہیں جاسکتا، آپ پر تو پورا اطمینان ہے کہ میری ہر ادا پسند ہی ہوگی لیکن آپ کے مخلصین شاید کسی عنوان کو میری شان سے بہت اونچی اور آپ کی شان سے بہت نیچی کہیں اس لئے ان سے معافی چاہتا ہوں۔

❶ اللہ تعالیٰ اس تسلی میں ہمیشگی عطا فرمائے۔

❷ گذشتہ خط سے جو حالات کا اندازہ ہوا تھا یہ تدبیر اس کے مناسب عرض کی تھی۔ اب چند روز کے لئے اس کو موخر فرمادیجئے اگر مجھ کو حالات معلوم ہوتے رہے پھر مناسب موقع پر اس کا مشورہ عرض کروں گا فی الحال میرا یہ خط کم از کم ایک بار روزانہ مطالعہ فرمالیا کیجئے۔

❸ کام کی کثرت اور حافظہ کے ضعف سے ایسی غلطی اکثر ہونے لگی ہے اب پیش کرتا ہوں۔

❹ خدا تعالیٰ اس تواضع میں اور زیادہ برکت اور "انا عند ظن عبدی بی" (کہ میں اپنے بندے کے ساتھ اس کے میرے ساتھ گمان کے مطابق معاملہ فرماتا ہوں) کا ثمرہ عطا فرمائے۔ اب اس کو اب بھیجے جانے والے نقش سے بدل لیجئے۔

❺ اس تجویز کو اگر دل چاہے جاری رکھئے وہ شعر اور مصرعہ اگرچہ مجھ کو یاد نہیں رہا لیکن جب آپ کو اس میں

لطف ہے لطف ہی اس وقت علاج ہے۔

❻ اللہ تعالیٰ خیر کے ساتھ مکمل ونافع فرمائے۔

❼ جی کو لگتا ہے کہ صرف یہ جز وزیادہ خطرناک ہے۔ ان صاحبوں کی رائے اسباب طبیہ کی بنیاد پر ہے جو کہ مشاہد ہیں اور میرے جی کو نہ لگنے کی بنیاد خفیہ اسباب ہے جو کہ ذوقی ووجدانی ہیں تو فرق لفظی ہے مگر انشاء اللہ اخیر میں وہ حضرات بھی ان اسباب خفیہ کی نفی نہ فرمائیں گے۔ لیکن ان اسباب خفیہ سے پھر اسباب طبیہ بھی پیدا ہوگئے ہیں اس لئے طبی اسباب کی بھی ضرورت ہے تا کہ دماغ کے مزاج کے صحیح وقوی ہونے سے وہ خفیہ اسباب اثر کم کریں گے ہاں اگر کسی معالج کا دماغ اسلامی مزاج سے کم متاثر اور یورپین مزاج سے زیادہ متاثر ہوتا تو میں ایسے دماغ سے اس طرح خطاب کرتا ؎

از قضا سر کنگبیں صفرا فزود ❁ روغن بادام خشکی می نمود
از ہلیلہ قبض شد اطلاق رفت ❁ آب آتش را مدد شد ہمچو نفت
سستی دل شد فزوں و خواب کم ❁ سوزش چشم و دِل پر درد و غم
شربت دادیہ و اسباب او ❁ از طبیبان ریخت یکسر آبرو

ترجمہ

❶ تقدیر سے سکنجبین نے صفرا کو ترقی دی (اور) بادام کا تیل خشکی کرتا تھا۔

❷ ہلیلہ (جو قبض کشا ہے) اس سے قبض ہوگیا اور کھل کر اجابت ہونا جاتا رہا (اسی طرح) پانی (جو ٹھنڈی چیز ہے) مٹی کے تیل کی طرح آگ (یعنی بخار) کا مددگار بن گیا۔

❸ دل کی سستی بڑھ گئی اور نیند کم ہوگئی آنکھ اور دل پر درد وغم کی جلن زیادہ ہوگئی۔

❹ شربت، دواؤں اور مرض کے اسباب (کی تشخیص) نے طبیبوں کی عزت ختم کردی۔

(ان اشعار کا مطلب یہ ہے کہ ہر دوا بیماری کے لئے الٹ ثابت ہوئی اور طبیبوں کی بے بسی اور علاج میں ناکامی نے طبیبوں کو ذلیل کردیا۔ بقول اکبر مرحوم ؎

بیمار عشق کا نہ تجھ سے ہوا علاج ❁ کہ اے طبیب تو ہی بتا کہ پھر تیرا کیا علاج

(مفتاح العلوم دفتر دوم ص ۶۲، ۶۳ ملخص)

لیکن ماشاء اللہ تعالیٰ آپ کی جماعت کے اطباء بھی خوش اعتقاد اور اسلامی تعلیمات کے فرمانبردار ہیں اس لئے امید ہے کہ وہ حضرات اس جزو کو انشراح کے ساتھ سنیں گے ؎

شہ چو عجز آں طبیباں رابدید ❁ پا برہنہ جانب مسجد دوید
رفت در مسجد سوئے محراب شد ❁ سجدہ گہ از اشک شہ پر آب شد

ترجمہ

❶ بادشاہ نے جب طبیبوں کی کمزوری دیکھی تو ننگے پاؤں مسجد کی طرف دوڑا۔

❷ مسجد میں جا کر (سیدھا) محراب میں گیا (اور سجدہ میں گر کر) بادشاہ (اتنا رویا کہ اس) کے آنسوؤں سے سجدے کی جگہ (بھیگ کر) پانی پانی ہوگئی۔

بلکہ خفیہ اسباب کی نفی کرنے والے کے بارے میں یہ حضرات خود یہ رائے قائم فرمائیں گے ؎

گفت ہر دارو کہ ایشاں کردہ اند ❁ آں عمارت نیست ویراں کردہ اند
بے خبر بود نداز حال دروں ❁ استعیذ اللہ مما یفترون
رنجش از صفر او از سود انبود ❁ بوئے ہر ہیزم پدید آید زدود
دید از زاریش کو زار دل ست ❁ تن خوش است اما گرفتار دل ست
عاشقی پیداست از زاری دل ❁ نیست بیماری چو بیماری دل

ترجمہ

❶ (طبیب نے) کہا ان طبیبوں نے جو جو علاج کیا ہے (یہ صحت کی کوئی) عمارت نہیں (بنائی) ہے (بلکہ انہوں نے (اس کو) ویران کیا ہے۔ (یعنی مرض کچھ تھا وہ علاج کچھ کرتے تھے جس سے کوئی مقصود نہ تھا)۔

(مفتاح دفتر اول ص ۸۲)

❷ وہ لوگ اندر کے حال سے بے خبر تھے میں ان کی غلط بیانی سے پناہ مانگتا ہوں۔

❸ اس کی بیماری صفرا اور سودا (کے غلبہ کی وجہ سے) نہ تھی (جس کو طبیب نے سمجھ لیا چنانچہ) ہر لکڑی کی بو اس کے دھوئیں ہی سے محسوس ہو جاتی ہے (یعنی طبیب نے علامات سے مرض معلوم کر لیا)۔

(مفتاح دفتر اول ص ۸۳)

❹ (طبیب نے) اس کے رونے سے پہچان لیا کہ وہ مریض دل ہے بدن چنگا بھلا ہے اور اس پر دل ہے۔

❺ دل کے رونے سے عاشقی ظاہر ہے دل کی بیماری کے برابر کوئی بیماری نہیں ہے۔

بلکہ یہ حضرات جسمانی علاج کے ساتھ خفیہ اسباب کی تجویز کرنے والے کو اس وعدہ کی اجازت خوشی سے دیں گے ؎

گفت دانستم کہ رنجت چیست زود ❁ در علاجت سحرہا خواہم نمود
شاد باش و ایمن و فارغ کہ من ❁ آں کنم باتو کہ باران باچمن
من غم تو میخورم تو غم مخور ❁ بر تو من مشفق ترم از صد پدر

ترجمہ

❶ (اور) کہا مجھے معلوم ہوگیا کہ تمہیں کیا مرض ہے اب فوراً تمہارے علاج میں جادو (جیسی جلد اثر کرنے والی) تدبیریں کروں گا۔
❷ اب تم خوش اور بے فکر ہو جاؤ کیونکہ میں تمہارے ساتھ ہوں (اور تمہارے ساتھ وہ سلوک کروں گا جو رحمت کی) بارش (جس طرح) چمن کے ساتھ (کرتی ہے)۔
❸ میں تمہارا غمخوار ہوں تم غم نہ کرو میں سو باپوں سے بڑھ کر تمہارا ہمدرد ہوں۔

اس وعدہ پر یہ نتیجے حاصل ہوں گے ؎

وعدہا و لطفہائے آں حکیم ❁ کرداں رنجور زا ایمن زبیم
وعدہا باشد حقیقی دلپذیر ❁ وعدہ ہا باشد مجازی تاسہ گیر
وعدۂ اہل کرم گنجے رواں ❁ وعدۂ نااہل شد رنج رواں

ترجمہ

❶ (غرض) اس حکیم کے وعدوں اور مہربانی (بھری باتوں) نے اس بیمار کو (ناکامی کے) خوف سے مطمئن کر دیا۔
❷ سچے وعدے دل پسند ہوتے ہیں بناوٹی وعدے (دل کو) بے چین کرتے ہیں (کہ پورے ہوں گے یا نہیں)۔
❸ اہل کرم کا وعدہ (وہ) خزانہ ہے (جس کا فیض ہمیشہ جاری رہنے والا ہے) نالائق کا وعدہ رنج جاں ہوتا ہے۔

وہ خفیہ اسباب تدبیر کے ساتھ عنقریب عرض کئے جائیں گے۔

❽ ان اسباب کی طرف توجہ نہ کرنا اس حیرانی کا سبب ہے۔ اب انشاء اللہ تعالیٰ توجہ کرنے کے بعد نفع ہونا شروع ہو جائے گا "وافوض امری الی اللّٰہ ان اللّٰہ بصیر بالعباد"
❾ انشاء اللہ تعالیٰ یہی پریشانی یکسوئی کی چابی بن جائے گی۔

⑩ اللہ اللہ یہ کتنی بڑی دولت ہے اگر کبھی کبھی اس کے دولت عظمی ہونے کا استحضار بھی ہو جائے تو سب پریشانیاں کافور (ختم) ہو جائیں اور اگر طبعی پریشانی کی کچھ بورہ جائے تو عقلی سکون وطمانینت ہونے سے وہ طبعی پریشانی اذیت دینے والی نہ ہوگی پھر وہ پریشانی کہلانے کی مستحق نہ رہے جیسے محبوب اپنے عاشق کو لے کر تیز دھوپ میں بیٹھ جائے دھوپ سے بدن ضرور گرم ہوگا مگر روح ٹھنڈی ہوگی اور اس وقت اگر محبوب کہے کہ میں تو یہیں بیٹھوں گا اگر تجھ کو دھوپ ناگوار ہو مجھ سے دور سایہ میں جا کر بیٹھ جاوہ اس وقت یہی کہے گا ۔

فوق گردوں ست نے قعر زمیں ❁ ہر کجا دلبر بود خرم نشین
جنت ست آں گرچہ باشد قعر چاہ ❁ ہر کجا یوسف رخے باشد چوماہ
بے تو جنت دوزخ ست اے دلربا ❁ باتو دوزخ جنت ست ایجان فزا

ترجمہ

① جس جگہ محبوب خوشی سے رہتا ہے وہ تو آسمانوں سے بھی اونچی جگہ ہے وہ جگہ زمین میں نہیں ہے۔
② جہاں چاند سی صورت والے یوسف علیہ السلام ہوں وہ جگہ تو جنت ہے اگرچہ وہ کنویں کی گہرائی ہی کیوں نہ ہو۔
③ اے محبوب! تیرے بغیر تو جنت بھی دوزخ ہے اور تیرے ساتھ دوزخ بھی جنت ہے۔

⑪ خط کے اس جزو سے خفیہ اسباب کی تعیین وتشخیص ہوتی ہے ان اسباب کا حاصل دو جز سے مرکب ہے ایک جزو خاص قسم کے خیالات جن کی کچھ مثالیں بھی اس عبارت میں لکھی ہیں اور جن کو آپ وہم اور خیالات کہتے ہیں اور جن کو آپ پریشان کرنے والے کہہ رہے ہیں۔ دوسرا جزو ان خیالات کی حقیقت اور ان کے اثر میں غور نہ فرمانا ہے۔ جب سبب کی تشخیص ہوگئی اور علاج کی حقیقت (بیماری کے) سبب کو دور کرنا ہے۔ سبب دو چیزوں سے مرکب تھا جو ابھی مذکوا ہوئے تو اس کے ازالہ کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں۔ ایک صورت پہلے جزو کو ختم کرنا یعنی خیالات کا بند ہونا سو چونکہ یہ خیالات غیر اختیاری ہیں اس لئے ان کا بند کرنا بھی غیر اختیاری ہے اور اکثر اہل طریق اسی کوشش میں لگ جاتے ہیں اور ناکامی سے پریشان ہوتے ہیں۔ ناکامی لازم ہے کیونکہ غیر اختیاری بات کی کوشش غیر مقدور (یعنی قوت سے باہر چیز) کی کوشش ہے چونکہ وہ اس کوشش کو نہیں چھوڑتے اس لئے پریشانی ان کو نہیں چھوڑتی تو گویا اپنے ہاتھوں بلا میں مبتلا ہوتے ہیں۔ ابتداء تو اس مرض کی مرض نفسانی ہے پھر اس کے غلبہ سے قلب ودماغ ماؤف ہو کر امراض جسمانیہ کی طرف بڑھ جاتا ہے اس لئے ثابت ہوا کہ علاج کی یہ صورت بالکل غیر اختیاری ہے۔ بعض لوگ اس کے متعلق اس غلطی میں مبتلا ہو جاتے ہیں کہ (جو لوگ باطنی

قوت سے کوئی کام کرتے ہیں) کی تلاش میں پڑ جاتے ہیں۔ پہلے تو ایسے شخص کا ملنا خود غیر اختیاری ہے اور اسی انتظار میں مرض بڑھ جاتا ہے دوسرے اگر کوئی ایسا مل بھی گیا اس کے تصرف سے عارضی طور پر کچھ آثار کمزور ہو جاتے ہیں سبب کا خاتمہ نہیں ہوتا ہے اس سے جدا ہونے کے بعد پھر لوٹ آتا ہے۔

علاج کی دوسری صورت دوسرے جزو کو ختم کرنا ہے یعنی ان خیالات کی حقیقت اور ان کے اثر میں غور کرنا (یہ ختم کرنا ہے) اور علاج کی یہ صورت اختیاری ہے اس لئے اختیار کرنے کے لئے یہی صورت متعین ہوگئی۔ اسی کے بارے میں کچھ عرض کرتا ہوں اور نمونہ کے طور پر ان مثالوں کو بیان کے لئے اختیار کرتا ہوں۔

پہلی مثال کی حقیقت صحت کا مطلوب ہونا۔ دوسری مثال کی حقیقت جنوں کے مرض سے بھاگنا۔ تیسری مثال کی حقیقت ایمان کے باقی رہنے کا مطلوب ہونا۔ چوتھی مثال کی حقیقت ایمان کے زائل ہونے سے بھاگنا۔

اب سمجھئے صحت اور ایمان دونوں شرعی طور پر مطلوب ہیں اگر چہ مطلوب ہونے میں دونوں مختلف ہیں۔ ان کے مطلوب ہونے کے لئے ان کی ضد سے بھاگنا ضروری ہے۔ یہ بھاگنا جن چیزوں کی وجہ سے ضروری ہے (یعنی صحت اور ایمان کا باقی رہنا) ان کا شرعی طور پر اچھا ہونا ضروری ہے اس سے یہ بات ثابت ہوئی کہ یہ چاروں (جو اوپر ذکر ہوئے) اچھے ہیں برے خیالات نہیں ہیں۔

اگر یہ شبہ ہو کہ دوسری مثال میں خودکشی کا خیال کیسے اچھا ہوسکتا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ اگر یہ خیال جان بوجھ کر اور اختیار سے آئے تو بے شک برا ہے لیکن جب غیر اختیاری ہے تو غیر اختیاری (خیال) شرعی طور پر برا نہیں ہوتا تو (اس سے معلوم ہوا کہ) یقینی طور پر برا نہیں رہا۔

اب رہی یہ بات کہ پسندیدہ ہونا تو (اس کی تفصیل یہ ہے کہ) اگر پسندیدہ نہ بھی ہو تب بھی گناہ سے بچنے اور گناہ ہونے کی وجہ سے اس پر جو پریشانی ہے اس پریشانی سے بچنے کے لئے برا ہونا بھی کافی ہے پسندیدہ ہونا ضروری نہیں ہے۔ لیکن اس (پریشانی) کی وجہ ایمان کے زائل ہونے سے بھاگنا ہے اور یہ بھاگنا پسندیدہ ہے اگر چہ صورت (یعنی خودکشی) کے اعتبار سے پسندیدہ نہ ہو۔ اگر پسندیدہ ہونا سمجھ میں نہ آئے تو برا نہ ہوگا بالکل ظاہر ہے اور وہ بھی کافی ہے جیسا کہ ذکر کیا ہے۔

اسی طرح ان چار مثالوں کے علاوہ اور بھی جو خیالات غیر اختیاریہ ہیں جن کی طرف خط میں ''وغیرہ'' کے عنوان سے اشارہ کیا ہے وہ یا پسندیدہ ہوں گے یا ضرور برے تو نہ ہوں گے ان خیالات کی یہ حقیقت ہے اور حقیقت کے اعتبار سے شریعت نے ان کو معاف فرمایا ہے پھر مومن کا ان سے پریشان ہونا بالکل بے معنی ہے اور حقیقت میں یہ ایک شیطان کا دھوکہ ہے کہ مومن کو پریشان کرنے کے لئے ان خیالات کو ایک بھیانک شکل میں

پیش کرتا ہے لیکن مومن کو شیطان کے مقابلہ میں قوت سے کام لینا چاہئے اور اس حقیقت مذکورہ کو اور اسی طرح اثر کو جو ابھی مذکور ہوگا پیش نظر رکھنا چاہئے۔ اور بالکل پروانہیں کرنا چاہئے تا کہ شیطان کی ہمت پست ہو جائے اور وہ اس کا پیچھا چھوڑ دے۔ اسی لئے شیطان اس شخص سے بہت گھبراتا ہے جو ان حقائق کو ظاہر کر کے اس کے جال کو توڑ ڈالتا ہے اس مضمون کو حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے "فقیه واحد اشد علی الشیطان من الف عابد" کہ ایک فقیہ شیطان پر ہزار عابدوں سے زیادہ بھاری ہے۔ اور مومن کی اسی قوت کو اور شیطان کے اسی ضعف کو حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے "انه لیس له سلطان علی الذین امنوا وعلی ربهم یتوکلون" جو مومن ہیں اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں ان پر شیطان کا کوئی زور نہیں چلتا ہے۔ اور ارشاد فرمایا ہے "ان کیدا الشیطان کان ضعیفا" شیطان کا داؤ کمزور ہوتا ہے۔ یہ تو ان خیالات کی حقیقت تھی۔

اب اثر کے بارے میں عرض کرتا ہوں کہ عموماً قرآن وحدیث سے یہی ثابت ہے کہ مومن کو چھوٹی سے چھوٹی تکلیف پر اجر ملتا ہے۔ ان (وساوس) کا تکلیف ہونا ظاہر ہے تو اس میں بھی اجر ملے گا اور اجر پر خوش ہونے کا حکم ہے۔ اس لئے ان (خیالات کے آنے) کا تقاضا یہ ہے کہ ان خیالات کے آنے سے مسرور ہونا چاہئے کہ اگرچہ مزدور کی طرح اس بوجھ سے گردن ٹوٹ رہی ہے مگر اجرت بھی تو ملے گی اور اگرچہ اس اجر کے ملنے کا وعدہ آخرت ہی میں ہے مگر اکثر دنیا میں بھی یہ بوجھ اتار دیا جاتا ہے "کما قال تعالیٰ الم نشرح لك صدرك ووضعنا عنك وزرك الذی انقض ظهرك" (اے محمد ﷺ) کیا ہم نے آپ کا سینہ کھول نہیں دیا اور جو بوجھ آپ پر تھا اس کو اتار دیا جس نے آپ کی کمر توڑ رکھی تھی۔ احادیث میں خود حضور اقدس ﷺ کے تعب کی کیفیت آئی ہے کہ آپ کو کئی مرتبہ پہاڑ پر سے گر کر جان دینے کا خیال ہوتا تھا لیکن دنیا میں نہ بھی اترے تو اس کے لئے بھی تیار ہونا چاہئے عبدیت (بندگی) یہی ہے ؎

پس زبوں وسوسہ باشی دلا ❁ گر طرب را باز دانی از بلا
گر مرادت را مذاق شکر ست ❁ بے مرادی نے مراد دلبر ست
ناخوش تو خوش بود برجان من ❁ دل فدائے یار دل رنجان من

ترجمہ

1. تم بالکل مغلوب وساوس سمجھے جاؤ گے اگر تم محبوب کی خوشی اور مصیبت میں فرق نہیں کرو گے۔
2. اگر تمہاری مراد کا مزہ میٹھا ہے ـــــ تو کیا بے مرادی دلبر کی مراد نہیں ہے۔

۳ مجھے اپنے یار کی ناگواری بھی گوارا ہے میرا دل اپنے یار پر فدا ہے۔
اگر کوئی حقیقت جاننے کے باوجود اس سے گھبرایا تو محبوب کی طرف سے وہ اس خطاب کا مستحق ہے ؎

تو بیک زخمے گریزانی از عشق ❁ تو بجز نامی چہ میدانی زعشق

ترجمہ: ''تو ایک زخم کھا کر عشق سے بھاگ رہا ہے ـــــ تجھے تو صرف عشق کا نام ہی معلوم ہے۔''

یہ عام نصوص کے اعتبار سے تقریر تھی اور ایسے وساوس کے باب میں خصوصیت کے ساتھ بھی نصوص آئی ہیں کہ حضرات صحابہ نے ایسے وساوس کی شکایت کی جن کو زبان پر لانے سے جل کر کوئلہ ہو جانا زیادہ پسند تھا۔ حضور نے ان کے جواب میں یہ ارشادات فرمائے ''الحمد للّٰہ الذی رد کیدہ الی الوسوسة'' (اللہ تعالیٰ کا شکر کرو کہ اللہ تعالیٰ نے اس خیال کو وسوسہ تک رکھا) اور ''ذاك صريح الايمان وامثالها.'' (یہ تو صاف ایمان ہے)

یہ فرض ہے کہ اگر شریعت کے خلاف وساوس آئیں ان کو باطل سمجھے بس کافی ہے۔ اس لئے اثر کا حاصل یہ ہوا کہ یہ ایک غیر اختیاری مجاہدہ ہے جو اجر کا سبب و علامت ایمان ہے حتیٰ کہ اگر مرتے وقت بھی ان وساوس میں مبتلا رہا (اگرچہ آخرت کی توجہ کی وجہ سے ایسا ہوتا نہیں ان (وساوس) کی طرف توجہ رہتی نہیں لیکن اگر فرضا ایسا ہوا بھی) تب بھی کچھ حرج نہیں ہے۔ جس طرح بعض سخت بیماریوں میں مرنے سے شہید ہوتا ہے یہ بھی سخت بیماری ہے اس میں بھی شہید مرے گا۔ الحمد للہ کہ مقصودی جز وکافی حد تک بیان میں آ گیا۔

۱۲ تکلیف ہی سے تو درجات بڑھتے ہیں ؎

زاں بلاہا کانبیا برداشتند ❁ سر بہ چرخ ہفتم افراشتند
ایں بلائے دوست تطہیر شماست ❁ ہیں روید آں سو کہ تعمیر شماست

ترجمہ

۱ انبیاء علیہم السلام نے جو بلائیں برداشت کی ہیں ان کی وجہ سے ان کے درجات ساری مخلوق سے بلند ہو گئے۔

۲ یہ دوست کا آزمانا تمہیں پاک کرنے کے لئے ہے سنو! تم اس طرف چلو جہاں تمہیں بننا ہے۔

برداشت کرنے اور روکنے کی ضرورت نہیں غالباً برداشت اس لئے کیا جاتا ہے کہ وساوس کا سلسلہ بڑھے نہیں لیکن اوپر عرض کیا جا چکا ہے کہ بڑھنا بھی نقصان دہ نہیں کیونکہ نہ ان پر اختیار ہے اور نہ ان کو اعتقادی طور پر

بالکل حق سمجھا جاتا ہے پھر بڑھنا بھی نقصان دہ نہیں اسی طرح جوابات دینے کی ضرورت نہیں بلکہ اس سے پریشانی بڑھتی ہے۔ اس کا راز یہ ہے کہ جواب دینا اس طرف توجہ کرنا ہے اگرچہ دور کرنے کے لئے ہو اور اس دور کرنے کی ایسی مثال ہے جیسے بجلی کے تار کو ہاتھ سے پکڑ کر ہٹا دے تو وہ (بجلی) اس صورت میں بھی پکڑے گی۔ صحیح تدبیر یہ ہی ہے کہ اس کی طرف نہ لانے اور نہ دور کرنے کے لئے بالکل بھی توجہ نہ کی جائے۔ وسوسہ کی حدیث ''رک جائے'' کے یہی معنی ہیں۔

(۱۳، ۱۴) ایسے واقعات کبھی ناسوتی (دنیا کے عالم سے) ہوتے ہیں یعنی یہ اپنی (قوت) متخیلہ کا تصرف ہوتا ہے اور کبھی ملکوتی (فرشتوں کے عالم سے) ہوتے ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی حکمت کسی غیبی لطیفہ کو کسی مانوس صورت میں سکون دینے کے لئے ظاہر فرما دیتے ہیں اور جس کی صورت ہوتی ہے اس کو خبر بھی نہیں ہوتی ہے ہاں کبھی کبھی عادت کے خلاف جس کی صورت ہوتی ہے کبھی اس کے عالم سے اور کبھی اس کے ارادے سے بھی ایسے واقعات پیش آ جاتے ہیں۔ لیکن الحمدللہ میں اس مقام خلاف عادت سے خالی ہوں یہاں اوپر والی دو صورتوں میں سے ہر صورت کا احتمال ہے اور ہر حال میں آپ کے لئے یہ غیبی مدد ہے۔

(۱۵) خدا تعالیٰ اب آپ کو ایسی صحت وقوت عطا فرمائے کہ آپ یہ خوشخبری سنا دیں کہ آج بالکل مطمئن ہوں یکسوئی کے سب حالات لکھ رہا ہوں نشاط ہے، قوت ہے، جوش ہے، مسرت ہے اور کامل صحت ہے۔ والسلام خیر تمام

نوٹ: چونکہ مضمون مفید تھا اور مقدار میں زیادہ تھا اس لئے اس کا ایک لقب اور بھی تجویز کرتا ہوں۔ ''تقدیس القدسی عن تدنیس اللبسی.''

تتمہ تقدیس القدسی

یعنی کاتب خط بالا کے دوسرے خط کا جواب

اے طبیب جملہ علت ہائے ما

اے میری ساری بیماریوں کے طبیب

سلام مسنون حسب الارشاد روزانہ نامہ اقدس کو پڑھتا ہوں اور کئی بار پڑھتا ہوں سکون حاصل ہوتا ہے مسہل (دست آور دوا) وایارجات (ایک دوا ہے جو دماغ کی صحت اور مسہل کے کام آتی ہے) کا سلسلہ ختم ہو کر

چوب چینی (لکڑی کی قسم کی ایک دوا) کا شرائط کے ساتھ دور شروع ہوگیا۔ آج ساتواں دن ہے کمرہ کی روشنی اور ہوا بہت کم کر دی گئی ہے گویا قید خانہ میں ہوں۔ ہر وقت ایک وحشت ہے۔ نامۂ اقدس کے سوا کوئی بات سکون دینے والی نہیں ہے۔ تاریکی میں اچھی طرح پڑھا بھی نہیں جاتا مگر آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر بار بار پڑھتا ہوں مسہل (دست آور دوا) کے بعد سے اختلاجی دورے بہت کم ہوگئے ہیں اور دماغی تکالیف میں اضافہ ہے۔ چوب چینی کی بھاپ سر اور گردن اور سینہ کو دی جاتی ہے۔

پہلے عریضہ میں جو چار باتیں جن کو میں وہم اور خیال کہتا ہوں لکھی تھیں وہ سارے وہم اور خیالات کی اصل ہیں باقی سارے خیالات ان کی فرع (شاخیں) ہیں۔ شریعت کے خلاف کوئی خیال یا کسی کا خیال الحمد للہ کبھی نہیں ہوتا اور جہاں تک مجھے یاد ہوتا ہے کبھی نہیں ہوا۔ صرف دیوانگی اور جنوں کی پریشان خیالات خودکشی کا وہم موت کے بعد کے واقعات اور اسی طرح کے وہ باتیں جو صرف آخرت سے تعلق رکھتی ہیں ہر وقت اور ہر حال میں پیش نظر رہتے ہیں۔

نامہ اقدس میں جس وضاحت و لطافت سے مجھ دیوانے کی تسلی فرمائی گئی ہے اس کے شکریہ کی طاقت نہیں۔ بلاشبہ حضرت کی گرامی ذات حکیم الامۃ ہے محتاجوں کی مددگار اور بیماروں کی طبیب ہے۔

ع اللہ کرے اور یہ اوصاف زیادہ

ایک بھکاری دعا کے سوا اور کیا ہدیہ پیش کر سکتا ہے۔

جواب: محبی و محبوبی عافاکم اللّٰہ تعالیٰ السلام علیکم وقلبی لدیکم ووجھی الیکم ؎

زدست کوتہ خود زیر بارم ❁ کہ از بالا بلنداں شرمسارم

ترجمہ: ”میں اپنی ہی کمی کی وجہ سے خود زیر بار ہوں —— کہ بڑے رتبے والوں سے شرمندہ ہوں۔“

جواب میں کوتاہی کا سبب مہمانوں کی کثرت ہے جس کی وجہ سے طبعی طور پر شرمندہ خصوصی طور پر آپ کے انتظار کا تصور کر کے قلب میں جلن ہوتی تھی آج بھی وہ رکاوٹ ہے مگر کچھ کمزور ہے اس کے ساتھ کچھ بے مروتی کو ملالیا تب اس لکھنے کی باری آئی۔ میں طبعاً اس مشورہ سے شرمندہ ہوں کہ میرے نیاز نامہ کو روزانہ پڑھا جائے مجھ کو ان چیزوں کے لازم کر لینے یعنی روشنی و ہوا کے بند ہونے کی خبر نہ تھی۔ اب کچھ اس عارض کے سبب کچھ خیالات کی زیادہ واضح اور صاف ہو جانے کے سبب اس مشورہ کو دوسرے مشورہ سے بدلتا ہوں جس کا احتمال پہلے خط میں بھی ظاہر کیا تھا یعنی مناسب موقع پر اولیاء کے تذکرہ کا شغل تجویز کروں گا اب اسی کی طرف لوٹتا ہوں مگر

کچھ تبدیلی کے ساتھ وہ تبدیلی یہ ہے کہ اولیاء کے حالات بجائے اولیاء کے مقالات (مقولوں) تجویز کرتا ہوں اور مقولے بھی خاص قسم کے جن کا اس وقت ایک خاص مادہ (ماخذ) تجویز کرتا ہوں یعنی احیاء العلوم عربی یا اردو جو مل جائے۔ اس کی کتاب الرجاء کا جو کہ چوتھی جلد میں ہے مطالعہ بلکہ مطالعہ میں تھکنا مطلوب ہے اس لئے سننے کا شغل رکھئے۔ اگر اس کا کوئی خاص جز و زیادہ سکون بخش ہو تو خصوصیت سے اس کا بار بار تکرار اور ایک بار ختم ہونے کے بعد پھر اس کا اعادہ (کیجئے) اور جس روز سستی زیادہ خیال کم آئے اس روز ناغہ کر دیجئے۔ جس دن سستی کم اور خیال زیادہ ہو تو زیادہ مقدار کر دیجئے اور دونوں کی کمی یا دونوں کی زیادتی میں مقدار درمیانی رکھئے اور جب دماغ پر سے پریشانی کا اثر کم ہو جائے اس وقت احیاء کی کتاب ''المحبة والشوق والانس والرضا'' کا اسی طرح شغل رکھئے یہ بھی جلد رابع میں ہے۔

ان سب تدابیر کے ساتھ مشترک تدبیر یہ مراقبہ واستحضار (کرنا) کہ ہم اپنے اندر تصرف کرنے والے کون ہیں یا تجویز کرنے والے (کون ہیں) محبوب حقیقی ہی کو تصرف اور تجویز کا حق ہے اور وہ جو تصرف و تجویز فرماتے ہیں سب خالص خیر ہے اگرچہ اس وقت ہماری سمجھ میں نہ آئے بعد میں آ بھی جاتا ہے ہاں جن اعمال کا ہم کو حکم فرمایا ہے وہ خود ان کا تصرف ہے اس کا اہتمام یہ اپنا تصرف نہیں ان ہی کے تصرف کو تسلیم کرنا ہے۔ اس کے ساتھ اس یقین کا تازہ اور قوی کرنا کہ اگر ان کے کسی تصرف سے جو بندہ سے برداشت نہ ہو سکے صحت برباد ہو جائے بلکہ جان بھی ختم ہو جائے تو ایسا تصرف سب سے بڑی رحمت ہے ؎

عاشقاں جام فرح آنگہ کشند ❁ کہ بدست خویش خوباں شان کشند
ہمچو اسمٰعیل پیشش سر بنہ ❁ شاد و خنداں پیش تیغش جاں بدہ
تابماند جانت خنداں تاابد ❁ ہمچو جاں پاک احمد با احد
آں کسے راکش چنیں شاہے کشد ❁ سوئے تخت و بہتریں جاہے کشد
نیم جاں بستاند و صدر جاں دہد ❁ انچہ در و ہمت نیاید آں دہد
گرندیدے سود او در قہر او ❁ کے شدی آں لطف مطلق قہر جو
طفل میلر رذزنیش احتجام ❁ مادر مشفق دراں غم شاد کام

ترجمہ

❶ عاشق لوگ (سچی) خوشی کا پیالہ اس وقت پیتے ہیں جب معشوق ان کو خود اپنے ہاتھ سے قتل کرتے ہیں۔
❷ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی طرح (اپنے آپ کو قربانی کے طور پر پیش کرنے کے لئے) اس کے آگے

سر رکھ کر ہنسی خوشی اس کی چھری کے آگے جان دے دے۔

❸ تا کہ تیری جان (ان مجاہدوں کے اچھے نتائج کی وجہ سے) ہمیشہ کے لئے خوشی کے ساتھ کھلی رہے جیسے حضرت محمد ﷺ کی پاک جان (اپنی تسلیم و رضا کی وجہ سے) حضرت احد (یعنی اللہ تعالیٰ) کے ساتھ قرب حاصل کر کے خوش ہے۔

❹ جس شخص کو ایسا بادشاہ قتل کرتا ہے تو وہ اس کو (حقیقت میں قتل نہیں کرتا ہے بلکہ ہمیشہ کی نجات کے) تخت اور بلند ترین درجہ کی طرف لے جاتا ہے۔

❺ (وہ) آدھی جان لے گا تو سو جانیں دے گا بھی اور وہ (انعام) دے گا جو تمہارے خیال میں بھی نہ آئے۔

❻ اگر وہ اس پر قہر کرنے میں اس کا فائدہ نہ سمجھتا تو وہ مجسم ہونے کے باوجود کیوں (ایسا) غضب ڈھاتا۔

❼ بچہ پچھنے کے زخم سے ڈر کر کانپتا ہے (لیکن) محبت کی ماری ماں (اس کے) اس غم میں (بھی اس کے پچھنے لگوانے میں) خوش ہے (کیونکہ یہ زخم صحت کے لئے مفید ہے)۔

نیز یہ بھی پیش نظر رکھا جائے ؎

زاں بلاہا کانبیاء برداشتند ❁ سربہ چرخ ہفتمیں افراشتند

ترجمہ: ”جو آزمائشیں انبیاء (علیہم السلام) نے برداشت کی ہیں ان کی وجہ سے ان کے درجے ساری مخلوق سے اونچے ہو گئے۔“

نیز اس کو بھی ملاحظہ کیا جائے ؎

تو بیک زخمے گریزانی زعشق ❁ تو بجز نامے چہ میدانی زعشق

ور بہر زخمے تو پرکینہ شوی ❁ پس کجا صیقل چو آئینہ شوی

ترجمہ

❶ تو ایک زخم کھا کر عشق سے گریز کر رہا ہے تجھے عشق کے نام کے علاوہ کچھ معلوم نہیں ہے۔

❷ اگر تم ہر زخم پر کینہ سے بھر جاؤ گے تو تمہارا دل کس طرح صاف ہو سکتا ہے۔ (یعنی جب شیخ کی اصلاح و تنبیہ پر ناک بھوں چڑھاؤ گے تو تمہاری اصلاح کیسے ہوگی جیسے آئینہ کو خوب رگڑا جاتا ہے تو تب وہ صاف ہوتا ہے یہی حال شیخ کی اصلاح کا سمجھنا چاہئے)۔ (خطبات حکیم الامت: ۲۲/۳۵۳ بتصرف یسیر)

اور اپنے لئے یہ مذہب اختیار کیا جائے ؎

چیست تعظیم خدا افراشتن ❁ خویشتن را خاک و خارے داشتن

چیست توحید خدا آموختن ❁ خویشتن را پیش واحد سوختن
گر ہمیخواہی کہ بفروزی چو روز ❁ ہستی ہچوں شب خود را بسوز

ترجمہ

❶ اللہ تعالیٰ کی تعظیم کو نمایاں کرنے کی کیا صورت ہے؟ اپنے آپ کو خاک اور کانٹے (کی طرح حقیر وناچیز) بنالینا۔
❷ توحید خدا عمل میں لانے کی کیا صورت ہے؟ (تو وہ یہ ہے کہ) خود کو واحد خدا کے آگے فنا کردینا ہے۔
❸ اگر تم دن کی طرح روشن ہونا چاہو تو اپنی ہستی کو جورات کی طرح (تاریک) ہے فنا کردو۔

اور ان مراقبات تفویضیہ توحیدیہ عشقیہ عبدیہ کی تعدیل کے لئے کہ کبھی ان مراقبات سے عجب اور استغنا (بے پروائی) دعوی کا خطرہ بھی ہوتا ہے۔ دعا والتجا ابتہال (عاجزی) کا عمل بھی ضروری بلکہ ان مراقبات سے زیادہ رکھا جائے کہ یہ بھی تفویض کا ایک حصہ ہے جیسے اوپر جن اعمال کا حکم ہے کے اہتمام میں اس کی تقریر گزری ہے اعمال کی طرح دعا کا بھی حکم ہے۔ یہ حکم عبد کو عبد میں ایک تصرف ہے اس کا اختیار کرنا اس تصرف کو تسلیم کرنا ہے اور یہ ہی تفویض (اللہ تعالیٰ کے حوالے کرنا) ہے۔ یہ ہے وہ طریق جس کو سطحی نظر والا دو ضدوں کو ایک جگہ جمع سمجھ کر مشکل سمجھتا ہے اور یہ حقیقت میں دو ایک طرح کی چیزوں کو ایک جگہ جمع کرنا ہے۔ یہ ہے وہ نسخہ جس کو اس وقت پیش کرتا ہوں اور عنایت حق ہے کہ تھوڑی عبادت میں بہت سارے معانی آگئے انشاء اللہ تعالیٰ یہ نسخہ تمام جسد اور روح کی اصلاح کے لئے کافی ہوگا۔ "فخذوه وكلوا هنيئا مريئا والله الشافي الكافي والسلام." تمت التتمہ

حال: اسی طرح اس سے بھی طاعت کی نیت کے وقت میں جو وساوس وغیر طاعۃ کے بلا اختیار پیش آتے ہیں ان کے دور کرنے کا کیا علاج ہے۔

تحقیق: وساوس اخلاص میں رکاوٹ نہیں ہیں پہلے تو وہ غیر اختیاری ہیں دوسرے نماز سے وہ تو مقصود نہیں۔

حال: نماز کے ارادے کے وقت تکبیر تحریمہ سے کچھ پہلے کوشش کرتا ہوں کہ غیر طاعت کا وسوسہ قلب میں نہ آئے مگر پھر بھی کامیابی نہیں ہوتی۔

تحقیق: ڈر کس بات کا ہے اخلاص کے خلاف نہ ہونا اوپر معلوم ہوگیا لیکن اگر جان بوجھ کر (یہ وساوس) ہوں تو صدق (یعنی سچائی کے) خلاف ہیں مگر جب بغیر ارادے کے ہوں تو صدق کے خلاف بھی نہیں۔

حال: اور اکثر تحریمہ توڑنے کی باری آجاتی ہے۔

تحقیق: یہ تو حرام ہے۔

حال: دوبارہ بلکہ تین بار نیت اور استحضار کرنا پڑتا ہے اس خیال سے کہ تحریمہ کے وقت نیت نہیں ہوئی اور عزم نہیں ہوا تحریمہ کی طرف توجہ نہ ہونے کی وجہ سے۔

تحقیق: نیت فعل اختیاری ہے اس وقت دوسری طرف ارادے اور اختیار سے توجہ نہیں ہونی چاہئے اور بغیر ارادے اور اختیار نیت کے مخالف نہیں۔

حال: اس لئے عرض کیا گیا کہ حضرت سلمہ اس کے لئے علاج مرحمت فرمائیں۔

تحقیق: اوپر سب عرض کر دیا۔

حال: بہت دنوں سے یہ حالت ہوگئی ہے کہ کوئی شخص بڑا ہو یا چھوٹا اللہ تعالیٰ کی کسی قسم کی اشارۃً بھی شکایت کرتا ہے مثلاً بے وقت پانی برسنے سے بہت نقصان ہے یا اولے گرنے سے زراعت خراب گئی وغیرہ وغیرہ تو قلب کو بہت ہی تکلیف ہوتی ہے اور بہت غصہ آتا ہے اور نہایت سختی کے ساتھ جواب دیتا ہوں۔ لوگ برا بھی مانتے ہیں مگر کیا کروں جی چاہتا ہے کہ اس کو کھا جاؤں۔ یہ حالت ایسی بڑھ گئی ہے کہ مناجات مقبول کی نظم میں جہاں کہیں آتا ہے کہ مجھے گمراہ نہ کر میرے دل پر شیطان کو دخل نہ دے وغیرہ وغیرہ اس میں بھی دل پر بوجھ ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی ایک قسم کی شکایت معلوم ہوتی ہے اور شرم سی آتی ہے۔ خیال آتا ہے کہ ہم خود اپنے نفس کی شرارت سے برائی کر رہے ہیں جان بوجھ کر گناہ میں مبتلا ہوتے ہیں تو پھر اس کے بدلے میں ہم پر کوئی آفت آئے تو اللہ میاں کو ایسا کیوں کہیں کہ آپ ہم کو ایسا کرتے ہیں غرضیکہ برائی بھلائی تو سب منجانب اللہ ہونا یقین کامل اور اسی پر ایمان ہے مگر برائیوں کو چاہے وہ چھوٹی ہوں یا بڑی اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت کرتے ہیں دل پر بہت زیادہ بوجھ ہوتا ہے۔

تحقیق: حال اچھا ہے لیکن ایسی دعا میں شر کی نسبت حق تعالیٰ کی طرف لازم ہی نہیں آتی بلکہ شر کی نسبت (اللہ تعالیٰ سے) کٹتی ہے مثلاً یہ دعا کی کہ گمراہ نکر تو گمراہ کرنے کی تو نسبت نہیں کی بلکہ گمراہ نہ کرنے کی نسبت کی۔

حال: سب سے پہلے اپنی اطلاع حالات کی کوتاہی پر معافی طلب کرتا ہوں جو لاپروائی سے نہیں ہوئی بلکہ ارادہ تو کرتا تھا مگر قلب میں چاہت پیدا نہیں ہوتی تھی۔ آج چند خیالات دل میں ایسے آئے کہ ان سے حالت خراب ہونے کا خطرہ ہے طبیعت میں پریشانی ہے اور میں نے بہت چاہا کہ خود بخود ختم ہو جائیں تو حضور کو سر درد کی تکلیف نہ دوں مگر اب اس کا غلبہ دیکھ کر عرض کرنا ہی پڑا۔

❶ دنیا کی راحت کا مدار اعمال صالحہ نہیں ہیں آخرت کی راحت بھی فضل پر موقوف ہے پھر اعمال صالحہ مثلاً ذکر

تہجد وغیرہ کی مشقت اگر نہ بھی ہو صرف ارکان اسلام پر قائم رہے تو کیا حرج ہے۔ یہ شبہ شیطانی میرے قلب میں یہاں تک بیٹھ گیا ہے کہ تہجد کے وقت میں جاگ اٹھتا ہوں مگر پڑھنے پر قادر نہیں ہوں پہلے قضائے تہجد اشراق کے وقت پڑھ لیتا تھا آج وہ بھی نہیں ہوسکا۔

تحقیق: خطرہ بالکل بھی پکڑ کی چیز نہیں مگر اس کا غلبہ وہجوم طبیعت کو بہت پریشان کر دیتا ہے دل پر بہت ہی غم و درد طاری ہوجاتا ہے سو یہ شرعی امراض میں سے تو نہیں ہے۔ اس حیثیت سے اس کا علاج ضروری نہیں مگر امراض طبعیہ میں سے سخت درجہ کا مرض ہے اس لئے اس کا علاج آسان اور تجربہ والا و مختصر عرض کیا جاتا ہے۔ وہ یہ کہ خطرہ کی حقیقت نفس کا بلا اختیار کسی بری چیز کی طرف متوجہ ہونا ہے چونکہ یہ مسئلہ عقل کے یقین کرنے اور حکماء وعلما کے تسلیم کر لینے سے ہے کہ نفس جس وقت ایک طرف متوجہ ہوتا ہے دوسری طرف متوجہ نہیں ہوتا۔ اس لئے جب کسی بری چیز کا خیال دل میں آئے تو اس کے دور کرنے کا ارادہ نہ کرے نہ اس میں اور نہ اس کے اسباب میں غور کرے کہ اس سے زیادہ لپٹتا ہے بلکہ فوراً کسی نیک چیز کی طرف خیال کو متوجہ کر دے اس سے وہ برا خیال خود بخود دور ہو جائے گا اور اگر وہ پھر خیال میں آئے پھر ایسا ہی کرے انشاء اللہ تعالیٰ اس تدبیر سے اس کا اثر بلکہ خود وہ خطرہ ہی (قوۃ) متخیلہ سے بالکل نکل جائے گا۔ اس کا کلی علاج یہی ہے حدیث میں جو ایسے وقت میں بعض اذکار یا مطلق ذکر کی ترغیب دی گئی ہے۔ اس سے یہ علاج مستنبط ہے۔

باقی معالجات جو شیخ کے نزدیک معمول کے ہیں جیسے تصور شیخ یا پاس انفاس یا اسم ذات کے نقش کا خیال کرنا وہ سب اسی کلی کے جزئیات ہیں۔ اگر خطرات سے پریشان ہوکر ضعف قلب دل کی کمزوری یا خفقان یا نقاہت جسم یا کسی مرض کے پیش آنے کی نوبت آ گئی ہو تو علاج مذکور کے ساتھ دل کو قوت دینے والی اور خوش رکھنے والی دواؤں اور اچھی عمدہ غذا اور عارضی مرض کی دواؤں کا استعمال بھی کیا جانا ضروری ہے چونکہ بعض سالکوں کو یہ گھاٹی پیش آتی ہے جس سے ان کے ظاہری و باطنی انتظام میں خلل پڑ جاتا ہے اس لئے اس کی اصلاح عرض کر دی گئی اس علاج کو سہولت واختصار کی وجہ سے بے قدری کی نظر سے نہ دیکھیں امتحان کر کے اس کا نفع ملاحظہ فرمائیں۔

از اشرف علی عفی بخدمت مومن کامل مجاہد النفس بارك الله تعالٰی فی ایمانکم السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته۔

کئی روز ہوئے آپ کا خط آیا حالات معلوم ہوئے۔ ماشاء اللہ آپ کا ایمان بالکل کامل ہے، اس میں کسی طرح کا نقصان وخلل نہیں ہے۔ آپ نے جو حالت لکھی ہے اور اس کو ایمان کی کمی کا ذریعہ سمجھا ہے یہی حالت آپ کے کمال ایمان کی دلیل ہے۔ مگر چونکہ آپ کو ابھی علم کم ہے اس وجہ سے خوف اور قلق کا ہجوم ہوگیا ہے ورنہ

آپ کی حالت بڑی خوشی کے قابل ہے۔ وسوسہ کی یہ حالت خواہ وہ ایک وسوسہ ہو یا ہزار ہوں آپ کو پہلی مرتبہ پیش نہیں آئی کوئی ایسا سالک و واصل الی اللہ نہیں ہے جس کو رستہ میں یہ گھاٹی پیش نہ آتی ہو۔ ان میں جو خود عارف یا کسی عارف سے تعلق و محبت و اعتقاد کا رکھنے والا ہے اس کی نظر میں تو یہ بالکل کچھ نہیں معلوم ہوتی ہے اور جو نہ جاننے والے ہیں وہ تل کو پہاڑ کر کے طرح طرح کی پریشانیوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

اے عزیز! صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بڑھ کر کسی عالم کا کسی عارف کا رتبہ نہیں ہوا۔ ان تک کو یہ قصہ پیش آیا کہ قسم قسم کے وساوس نے گھیرا اور وساوس بھی ایسے جس کو وہ زبان پر لانا جل کر کوئلہ ہو جانے سے بدتر اور سخت تر اور گراں تر و ناگوار جانتے تھے آخر انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس کا ذکر کیا۔ حضور نے فرمایا "ذاك صريح الايمان" یعنی یہ تو ایمان کی کھلی ہوئی نشانی ہے۔ دو وجہ سے اول اس لئے کہ چور وہاں جاتا ہے جہاں متاع پاتا ہے۔ اس لئے اگر متاع ایمان اس شخص کے قلب میں نہ ہوتا تو شیطان بالکل بھی اس کے پیچھے نہ پڑتا۔ یہ ہی وجہ ہے کہ اکثر نیک لوگوں کو وساوس پیش آتے ہیں اور جو فساق و فجار و اشرار ہیں ان کو کبھی اس کا اتفاق ہی نہیں ہوتا۔ کیونکہ شیطان ان سے جب گناہ کرا رہا ہے تو اس کو کیا ضرورت ہے کہ وہ ایسے امر میں مبتلا کرے جس میں کسی قسم کا گناہ ہی نہیں صرف رنج ہی رنج ہے۔

دوسرے اس لئے ایمان کی علامت ہے کہ مومن نے جب اس کو برا سمجھا اس لئے کہ اگر اس شخص کے ایمان میں خلل ہوتا تو ان کفریہ خیالات کو حق سمجھتا، ان کو دل سے قبول کرتا، ان پر مطمئن ہوتا اور ان میں اس کے قلب کو انشراح ہوتا کراہیت نہ ہوتی جیسا کہ تمام کفار کو دیکھا جاتا ہے۔ جب اس شخص نے ان کو مکروہ سمجھا تو ان کے اضداد کو حق سمجھتا ہے اور یہی ایمان ہے۔

غرض ان وجوہ سے یہ ایمان کی علامت ہے۔ ہرگز ہرگز کفر نہیں بلکہ گناہ و معصیت ہی نہیں کیونکہ گناہ وہ برا فعل ہے جو خود اختیار سے کرے اور چونکہ وساوس پر اختیار نہیں ہے اس لئے وہ گناہ نہیں ہو سکتے جب گناہ نہیں پھر اس پر پریشان ہونا فضل ہے۔

یہ تو وسوسہ کی تحقیق ہے برے یا بھلے ہونے کی رہا اس کا علاج بس سارے علاجوں سے بہتر علاج جس کو اکسیر اعظم کہنا چاہئے یہی ہے کہ اس کا کچھ علاج نہ کیا جائے بلکہ جرات و دلیری کے ساتھ اور یقین و عزم کے ساتھ یہ سمجھے اور دل میں یہ خیال کرے کہ جب یہ اللہ کے ہاں گناہ نہیں اور شرعاً کوئی مرض نہیں پھر کیا غم ہے بلکہ یہ معلوم ہو گیا کہ یہ دلیلِ ایمان ہے تو اس پر الٹا اور خوش ہونا چاہئے جب یہ شخص خوش ہو گا تو شیطان نے وہ وسوسہ تو خاص اس لئے ڈالا تھا کہ یہ شخص غمگین ہو گا جب وہ دیکھے گے کہ یہ شخص تو خوش ہوتا ہے اور اس کا خوش ہونا اس

کو پسند نہیں اس لئے وہ وسوسہ ڈالنا چھوڑ دے گا اور بہت آسانی سے اس شخص کو اس سے نجات ہو جائے گی۔ اگر نجات نہ بھی ہو تو بھی پرواہ نہیں کیونکہ جب یہ معصیت نہیں تو اس سے نجات کی ضرورت کیا ہے۔

جس طرح بے پرواہی اور دلیری اور بے توجہی سے یہ ختم ہو جاتا ہے اسی طرح اگر اس سے ڈرے اور اس کے غم میں پڑ جائے اور یہی فکر و ذکر رکھے اور سوچے تو یہ روز بروز بڑھتا جاتا ہے اگرچہ اس کے بڑھنے سے گناہ تو نہیں ہوتا مگر خواہ مخواہ ایک واہیات پریشانی ہوتی ہے۔ اس لئے عمدہ علاج یہ ہے۔ ہر وسوسہ کا تفصیل کے ساتھ جواب سوچنا یا کسی سے پوچھنا یہ طریقہ نقصان دہ ہے اس میں اگر فوراً تسلی ہو بھی جاتی ہے تو دو چار روز کے بعد پھر اس جواب میں کوئی خدشہ ہو جاتا ہے پھر وسوسہ ستانے لگتا ہے اور نفس میں اچھا خاصہ ایک مناظرہ کا میدان گرم ہو جاتا ہے۔ اس لئے اس طریقہ کو بالکل بھی اختیار نہیں کرنا چاہئے بلکہ اس سوچ بچار کے بجائے ذکر اللہ کا شغل رکھے کہ وہ وسوسہ وسوسہ کو ختم کرنے والا بھی ہے جیسا حدیث میں آتا ہے اور اس سے قلب میں بھی قوت پیدا ہوتی ہے جس سے وہ ایسے خرافات سے متاثر نہیں ہوتا پس تمام تقریر کا خلاصہ تین باتیں ہوئیں۔

❶ ایسے وساوس کی کچھ پرواہ نہ کریں نہ ان کے دور کرنے کی فکر کریں۔

❷ اس کا جواب نہ سوچیں نہ کسی سے وجہ پوچھیں کتاب و سنت کو بلا دلیل حق سمجھیں اور اس کے خلاف کو اعتقاداً باطل سمجھیں اگرچہ کسی بات کی وجہ سمجھ میں نہ آئے اگرچہ قلب میں اس کا خطرہ آئے۔

❸ ادھر سے توجہ ہٹا کر اللہ کے ذکر میں متوجہ رہیں خواہ درود شریف خواہ استغفار یا اور کچھ اسی میں خیال لگائے رکھیں انشاء اللہ تعالیٰ آپ کے قلب کو ایک ہی روز میں بلکہ ایک ہی منٹ میں پوری تسکین و راحت حاصل ہو جائے گی اور پھر کبھی عمر بھر بھی تشویش نہ ہو گی اور اگر کوئی بات پوچھنا ہو تو بے تکلف بتا دیں والسلام۔ از تھانہ بھون

سؤال: حضرت رحمہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو جب ذکر شریف تعلیم فرمایا تھا تو یہ فرمایا تھا کہ لا الہ کے وقت یہ خیال کرے کہ دل میں اللہ تعالیٰ کے علاوہ کی جتنی بھی محبتیں ہیں سب کو نکال کر پیچھے ڈال دیں اور الا اللہ کے وقت یہ خیال کریں کہ صرف اللہ کی محبت قلب میں داخل کی۔ اب وسوسہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا رسول اللہ ﷺ کی محبت کو بھی ذکر شریف کے وقت ایسا ہی خیال کریں اور حدیث شریف میں ہے کہ جس کے دل میں رسول اللہ ﷺ کی محبت نہ ہو گی مسلمان نہیں۔

جواب: چونکہ رسول اللہ ﷺ کی محبت عین خدا کی محبت ہے بلکہ سارے اہل اللہ کی محبت یہی عین خدا تعالیٰ کی محبت ہے اس لئے اس تعلیم میں مراد یہ ہے کہ جو محبتیں اللہ تعالیٰ سے تعلق نہیں رکھتیں ان کو پیچھے ڈال دیا اب کوئی اشکال نہیں۔ فقط

تلاوت قرآن میں یکسوئی نہ ہونے کا علاج

حال: احوال یہ ہے کہ اب کمترین پابندی کے ساتھ ہر روز مواعظ بھی پڑھنے لگا ہے۔ جس وقت تک پڑھتا رہتا ہوں اس وقت تک ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حضور فرما رہے ہیں میں اور دوسرے حضرات سن رہے ہیں اتنی یکسوئی تلاوت قرآن مجید کے وقت نہیں ہوتی غالباً مطلب نہ سمجھنے کی وجہ سے ہے یا اور کوئی وجہ ہو جو میری سمجھ میں نہیں آتی۔

تحقیق: وجہ سمجھنے کی ضرورت نہیں لیکن جو فرق ارادے کے بغیر ہو نقصان دہ نہیں ہے۔

نماز میں خیالات کا آنا اور اس کا علاج

حال: نماز پڑھنے میں اِدھر اُدھر کے خیالات بھی آتے ہیں اس وقت طبیعت کو بہت رنج ہوتا ہے۔

تحقیق: اگر ان خیالات (کے آنے میں) ارادے کا دخل نہ ہو رنج نہیں کرنا چاہئے اور اگر رنج بھی ارادے کے بغیر ہوتا ہے تو یہ مفید ہے۔

ذکر کے وقت وساوس آنے کا علاج

حال: اسم ذات کا وظیفہ شام کے بعد پہلے تو نیچی آواز سے ہوتا تھا مگر اب بالکل دل میں رہتا ہے بہت کوشش کرتا ہوں کہ آواز سے ادا کروں مگر ناکامی ہوتی ہے۔ بلند آواز سے کرتے وقت طبیعت زیادہ رجوع رہتی ہے اور دل میں کرتے ہوئے کسی قسم کے خیالات وسوسہ آتے رہتے ہیں۔

تحقیق: بلند آواز سے کیوں نہیں پڑھتے۔

حال: پھر اس وقت خیال ہوتا ہے کہ جب دل دوسرے خیالوں کی طرف ہے تو پھر شاید اس زبان سے حروف ادا کرنے کا کوئی فائدہ نہ ہو وسوسے عموماً رہتے ہیں۔

تحقیق: غلط وسوسہ ہے پھر بھی نفع ہے "فمن يعمل مثقال ذرة خيرا يره" (کہ ذرہ برابر بھی عمل کرے گا قیامت کے دن اسے پائے گا) خصوصاً جبکہ خیالات اختیاری ہوں آپ کو التکشف کا مطالعہ کرنا ضروری ہے۔

ذات حق کے تصور میں وساوس کا علاج

حال: تھوڑے عرصہ میں مختلف خیالات پیدا ہوتے رہے مگر باقی نہیں رہے دو ایک روز رہے اور جاتے رہے۔ کبھی تصور میں آدھا چاند آتا ہے کبھی اپنا جسم بہت ہی چھوٹا معلوم ہوتا ہے کبھی قلب ظرف (برتن) اور حق تعالیٰ

ذات مظروف (برتن میں) (حالانکہ ان اللہ علی کل شیء محیط اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو گھیرا ہوا ہے) سر قلب کی طرف قریب کرنے کے وقت معلوم ہوا کہ قلب سے کوئی چیز ابھر رہی ہے اور یہ کیفیت باقی بھی ہے کبھی اپنا چہرہ بہت خوبصورت معلوم ہوتا تھا۔ کچھ دنوں تک لفظ اللہ کا حمل اس ذات الطف پر مستبعد (دور) معلوم ہوتا تھا۔

اب تو یہ حالت نہیں ہے ذات پاک کے لئے ایک تصور خیال میں ہے جو ہر تعین سے پاک اور کیفیت اور تعین قلب میں بلا کسی صورت وشکل کے تصور میں آتی ہے۔ ذکر کے وقت اس کے ساتھ ہی یہ بھی ہوتا ہے کہاں وہ ذات پاک کہ (لا مثل لہ کہ اس کی کوئی مثال نہیں ہے) کہاں یہ خیالی تصور مگر ساتھ ہی اس کے ایک عجیب مسرت پیدا ہوئی ہے جیسا کہ کوئی شخص بھیس بدل کر سامنے آجائے اور وہ شخص (جس کے سامنے آیا ہے) اس کو پہچان لے تو اس کے خیال میں تو وہ اصلی صورت ہوگی اور آنکھ کے سامنے دوسری یہی حال کمترین کا ہوتا ہے مگر یہ کیفیت کبھی کبھی ہوتی ہے۔ کبھی کبھی حضور قلب کے وقت ظلمت اور نورانیت بغیر خیالی آنکھ اور خیالی تصور کے درمیان شعاع کی طرح کے حجابات پیدا ہو جاتے ہیں موجودہ دیکھنے کی حالت کے درمیان میں حائل ہو جاتے ہیں جیسا کہ آفتاب کے دیکھنے سے شعاع آفتاب رکاوٹ ہوتی ہے وہاں شعاع کی تیزی رکاوٹ ہوتی ہے اور یہاں شعاعی کیفیت ہوتی ہے۔

اب آج کل ایک نئی پریشانی ہے اس کا سبب یہ ہوا کہ اکثر یہ خیال گزرتا تھا کہ اس عالم میں پیدا ہونے کے بعد جو دوری ہوگئی کاش یہ (ماضی حال مستقبل زمانے وغیرہ کی) یہ تعینات مٹ جاتی اور وہی (متصل بودیم بادشاہ وجود اللہ تعالیٰ ساتھ رہتے) بغیر حجاب کے اللہ تعالیٰ کی معیت حاصل ہوتی ہے اور ذات حق گویا ظرف (برتن کی طرح) رہ جاتی اور یہ (بندہ) مظروف (برتن میں ہوتا) اور یہ حالت تصور کی تیسری حالت (جس میں دل برتن اور اللہ تعالیٰ کی ذات اس میں ہے) کے خلاف ہو جاتا۔

اب حضور اقدس میں گزارش یہ ہے عرصہ ایک ہفتہ ہوا مغرب کے بعد حسب معمول ذکر میں مشغول ہوا یہ معلوم ہوا کہ اپنا وجود ایک کالے نکتہ کی طرح ہے اور ذات حق اس کو گھیرے ہوئے ہے مگر قلب سے علیحدہ اس طرف بہت کشش ہوئی کمترین توجہ نہ کرتا تھا کہ پیر ومرشد کا فرمان ہے کہ قلب کی طرف متوجہ رہ۔ پس اگر کوئی اچھی حالت ہوتی تو قلب میں ہوتی جب یہ خطرہ دور نہ ہوا تو ذکر چھوڑ کر دوسرے کام میں مشغول ہوگیا۔ جب سے اب تک ایک کالا نکتہ اکثر اوقات رہتا ہے مگر اس زوروں کے ساتھ نہیں مگر یکسوئی میں رکاوٹ ہے۔

تحقیق: میں نے ان باتوں کے بارے میں غالباً یہاں کے زمانہ قیام میں ایک مکتوب میں مفصل (تفصیل کے ساتھ) فیصلہ لکھا تھا غالباً آپ اس کو بھول گئے اب دوبارہ اس کے مطالعہ کی طرف متوجہ کرتا ہوں اور سب کا

خلاصہ اس شعر میں ادا کرتا ہوں ؎

اے بروں از وہم وقال وقیل من ❁ خاک بر فرق من و تمثیل من

ترجمہ: ''اے وہ ذات جو وہم اور میرے قیل وقال سے بلند و بالا ہے اس لئے میرے فرق کرنے اور مثال دینے پر خاک ہو''

ہاں ایک بات پر خاص طور پر متنبہ (متوجہ، خبردار) کرتا ہوں آپ نے نمبرے میں لکھا ہے ''ہر تعین سے پاک'' اور عام طور سے یہ جملہ صوفیہ کے کلام میں پایا جاتا ہے اس میں کثرت سے یہ غلطی کی جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ سے تعین کی نفی کر کے (یعنی اللہ تعالیٰ کو کسی چیز کے ساتھ متعین نہیں کرتے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کسی چیز میں نظر آئیں ان کو کسی چیز کے ساتھ دیکھا جائے) بغیر کسی قید کے اعتقاد رکھتے ہیں (کہ صرف اللہ تعالیٰ ہیں ان کا وجود کیسا ہے اوپر نیچے وغیرہ کسی تعین کو نہیں مانتے بلکہ تعین اور قید کے بغیر مانتے ہیں۔

بعض تو اس کو قید کے بغیر ہی کہہ دیتے ہیں اور اس کو کلی سمجھتے ہیں۔

یہ عقیدہ قرآن وحدیث کی رو سے باطل ہے ورنہ اس کا بے کار ہونا یا نہ ہونا ضروری ہوگا کیونکہ کلی خود موجود نہیں ہوتی ہے بلکہ اپنی جزئیات میں نظر آتی ہے (اس کو یوں سمجھیں) (یعنی کسی چیز کا کوئی نام ہو تو وہ نام اسی چیز کے ساتھ نظر آتا ہے اس کے بغیر کچھ نہیں ہوتا ہے جیسے لکڑی ایک چیز کا نام ہے وہ صرف لکڑی ہی میں نظر آتا ہے لکڑی کے علاوہ یہ لفظ لکڑی کوئی چیز نہیں ہے ایسے ہی اللہ تعالیٰ اشیاء سے ظاہر ہوتے ہیں ان کے بغیر خارج میں کوئی وجود نہیں ہے)۔

بعض محققین کے کلام میں جو تعین کی نفی ہے یا اس جیسے دوسرے عنوان آتے ہیں اسے (ان کی) مراد بغیر قید کی نفی نہیں ہے بلکہ ان کی مراد مماثل (مشابہ) کی نفی ہے جس کی ممکن چیز کا متعین ہونا ہے (یعنی جب اللہ تعالیٰ کے کوئی مشابہ ہی نہ ہوگا تو ممکن چیز کا وجود ہی نہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی مثل و مشابہ ممکن ہی نہیں ہے تو اس کی نفی سے ممکن کی نفی ہوگی) جیسا کہ اللہ تعالیٰ کی دوسری صفات مشابہ ممکن صفات سے پاک ہیں (کہ ان کی مشابہت کا امکان ہی نہیں ہے) اسی طرح اللہ تعالیٰ تعین بھی ''لیس کمثلہ شیء'' (کہ اللہ تعالیٰ جیسا کوئی نہیں ہے) کی طرح ہے۔

وسوسہ ریا کا علاج

حَالؔ: بعض لوگوں نے جو میرے کلام اللہ شریف کے حفظ کی کیفیت معلوم کی تو میری تعریف کی۔ میں نے

اس سے نفس میں ایک قسم کی بشاشت پائی اس وجہ سے مجھے اپنی نیت کے خلوص میں شبہ واقع ہوگیا ہے اور ارادہ کرتا ہوں کہ کلام اللہ شریف کے حفظ کرنے کا شغل خلوص نیت حاصل ہونے تک ملتوی کر دوں آئندہ جیسا حضرت کا امر ہو۔

تحقیق: ہرگز ایسا نہ کیجئے بشاشت کی وجہ سے نیت میں خلوص کے نہ ہونے کا شبہ کرنا خود بھی غلط ہے ورنہ شیطان کو ہر عمل صالحہ کے چھڑا دینے کا ایک اچھا ذریعہ ہاتھ آئے گا کہ لوگوں سے تعریف کرا دی اور آپ کو شبہ میں ڈال دیا۔ بزرگوں نے فرمایا ہے کہ جس طرح لوگوں کے لئے عمل کرنا ریا ہے اسی طرح لوگوں کی وجہ سے عمل چھوڑ دینا بھی ریا ہے۔ (محرم الحرام ۴۶ھ تربیۃ السالک: ص ۴۲۰)

حال: بندہ کو نماز میں بہت وساوس ہوتے ہیں۔ ہر کار خیر میں خصوصاً نماز کے وقت یہ خیال ہوتا ہے کہ تجھے فلاں فلاں دیکھ رہا ہے اس لئے تیرا یہ فعل ریا ہے اور سمعہ (تعریف سننے کے لئے عمل کرنے) میں داخل ہے جو اکثر فرضی نماز کے علاوہ باقی افعال حسنہ کے چھوڑ دینے پر مجبور کرتا ہے علاج فرمایا جائے۔

تحقیق: صرف کسی کے دیکھنے سے تو ریا نہیں ہوتی جب تک کہ عامل دکھانے کا ارادہ نہ کرے اور یہ بات بھی قابل لحاظ ہے کہ ارادہ اختیاری فعل ہے صرف دکھانے کا ارادہ بغیر اختیار کے آ جانا یہ ارادہ نہیں ہے۔ اس علم کو صحیح کرنا بھی اس خیال کا علاج ہے اور اس خیال کی چاہت پر عمل نہ کرنا یعنی طاعت کو ترک نہ کرنا اس کا مکمل علاج ہے۔

وسوسہ ریا وعجب کا علاج

حال: کبھی ذکر کرتے وقت یہ خیال ہوتا ہے کہ کوئی سنے گا تو تعریف کرے گا۔

تحقیق: (اس کا) ارادہ نہ ہو تو نقصان دہ نہیں۔

حال: اگر کوئی منہ پر تعریف کرتا ہے تو اچھا لگتا ہے اس کا علاج فرمائیں۔

تحقیق: اگر یہ اچھا لگنا عقل کے اعتبار سے برا لگتا ہو تو نقصان دہ نہیں ہے۔

ناشکری کے وسوسہ کا علاج

حال: چوری ہوگئی ہے اس کا سوچنے سے بھی افسوس نہیں ہوتا کہیں یہ حق تعالیٰ کی ناشکری تو نہیں ہے۔

تحقیق: چوری کا حال حکیم...... صاحب سے سن کر چوری کا افسوس اور آپ کے استقلال (جمے رہنے) پر خوشی ہوئی ناشکری کا خیال عجیب ہے ناشکری جو بری ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ انعام کرنے والے سے تعلق نہ ہونے

کی وجہ سے ہو اور جو چیز انعام کرنے والے کے بہت ہی تعلق کی وجہ سے ہو وہ پسندیدہ ہے اگر چہ اس کا نام کسی کی اصطلاح میں ناشکری ہو وہ حقیقت میں ناشکری نہ ہوگی اگر چہ صورت کے اعتبار سے ہو۔

عجب کے وسوسہ کا علاج

حال: دوبارہ عرض ہے کہ یتیم خانہ کے اندر مسجد ہے۔ اس میں کوئی امام نہیں ہے۔ ایک حافظ اٹھارہ انیس پارہ کے ہیں۔ اکثر وہ پڑھاتے ہیں بلکہ میں بھی کہہ دیتا ہوں کہ نماز پڑھائیں۔ مگر وہ نماز کے مسائل وغیرہ کچھ نہیں جانتے نہ تجوید کے مطابق صحیح قرآن پڑھتے ہیں۔ اس لئے ان کے پیچھے نماز تو اکثر پڑھ لیتا ہوں مگر یہ خیال ہوتا ہے کہ یہ مسائل وغیرہ...... نماز وغیرہ سے ناواقف ہیں دوسرے الفاظ بھی اچھی طرح سے ادا نہیں ہوتے کہیں میری نماز تو خراب نہ ہو جاتی ہو اس سے تنگی ہوتی ہے۔ اس وجہ سے خود نماز پڑھاتا ہوں مگر ساتھ ہی اس کے یہ بھی خیال ہوتا ہے کہ اس خیال سے تو اپنے کو ان سے اچھا سمجھنا پایا جاتا ہے۔

تحقیق: نہیں اپنے کو اچھا سمجھنا لازم نہیں آتا بلکہ اللہ تعالیٰ نے جو دولت علم وقرآن کے صحیح پڑھنے کی عطا فرمائی ہے اس عطیہ سے جو اس کو عطا فرمایا ہے افضل سمجھنا لازم آتا ہے تو اس میں کیا حرج ہے۔ چونکہ وہ اپنی ذاتی صفت نہیں اس لئے اپنے کو اچھا سمجھنے کا لازم ہونا بھی نہیں۔

نماز میں قلبی پریشانی کا علاج

حال: نماز میں جس وقت لایعنی خیالات آئیں ان کو کس طرح دور کیا جائے۔

تحقیق: ذکر وقرآن کے الفاظ کی طرف متوجہ ہو جانے سے خیالات بند ہو جاتے ہیں۔

حال: عید الضحیٰ کے دو چار دن پہلے نماز وتلاوت وذکر میں بہت جی لگتا تھا اور بہت دلچسپی اور فرحت محسوس ہوتی تھی لیکن یہ حالت صرف دو تین دن ہی تک رہی۔ میں نے چاہا تھا کہ حضور سے دعا کراؤں کہ دل ایسے ہی نماز وغیرہ میں لگتا رہے لیکن بعض مجبوریوں کی وجہ سے کوئی عریضہ ارسال نہ کر سکا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ حالت آہستہ آہستہ کم ہوتی گئی اور ہفتہ اور اتوار کی درمیانی شب کی عشا کی نماز میں بالکل ہی جی نہ لگا اور جب نماز اور ذکر سے فارغ ہوا تو معلوم ہوا کہ بالکل زبردستی کام کیا گیا ہے۔

تحقیق: کچھ حرج نہیں اعمال اگر راسخ ہو جائیں اور عادت ومداومت سے اگر چہ بتکلف ہو راسخ ہو جاتے ہیں تو احوال خود بخود جگہ پکڑنے لگتے ہیں کچھ غم نہ کیجئے کام کرتے رہئے۔

حال: بندہ کو ایک شکایت یہ بھی ہے کہ نماز وذکر میں یکسوئی پوری نہیں ہوتی۔ خیالات آتے رہتے ہیں اگر چہ

میں اس کا یہ علاج کرتا ہوں کہ نماز میں الفاظ جان بوجھ کر ادا کرتا ہوں بلکہ معانی کو سوچتا ہوں اس میں زیادہ لطف آتا ہے جہاں معنی سمجھ میں نہیں آتے وہاں الفاظ ہی کو سوچتا ہوں مگر ایسا کرنے کے باوجود بھول ہو جاتی ہے۔ پھر وہی حالت لوٹ آتی ہے پھر بھول ہو جاتی ہے۔ غرض ایک نماز میں کئی کئی مرتبہ ایسا ہوتا ہے مگر میں اس کو بھی اپنی کم ہمتی سمجھتا ہوں کیونکہ جب اس کا حکم ہے تو ضرور اختیاری فعل ہے اس کی بھی اصلاح اور مناسب ہدایت فرمائیں۔

تحقیق: درمیانے طریقے سے اس کی بھی تدبیر جاری رکھیں زیادہ مبالغہ کرنے سے طبیعت تنگ ہو جاتی ہے پھر کام سے جی چرانے لگتا ہے۔

حال: کمترین اس عمل کو بفضلہ تعالیٰ پڑھے جاتا ہے لیکن کمترین اس سے نہایت درجہ مجبور ہے کہ پڑھتے وقت دل الجھتا ہے اور دل یہ چاہتا ہے کہ بس جلدی سے پڑھ کر ختم کرو اس سے طبیعت کو بہت ہی زیادہ تکلیف اور پریشانی ہوتی ہے۔

تحقیق: پریشانی کی بھی پروا نہ کریں جس طرح ہو پورا کر لیا کریں انشاء اللہ تعالیٰ ہمیشہ ذکر کرنے کی برکت سے یہ پریشانی خود جاتی رہے گی اطمینان رکھیں۔

سوال: احقر کو جو کچھ اذکار پڑھنے کے واسطے فرمائے گئے تھے وہ بفضلہ تعالیٰ روزانہ اوقات معینہ پر بلاناغہ ہوتے چلے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ کوئی بات قابلِ گزارش نہیں معلوم ہوتی کہ نماز میں کسی طرح یکسوئی نہیں ہوتی بلکہ یکسوئی کے لئے جتنی کوشش کی جاتی ہے اتنی ہی خیالات کی زیادتی ہوتی جاتی ہے۔ اکثر ان خیالات کی وجہ سے نماز میں سہو ہو جاتا ہے۔ اس وقت طبیعت بہت پریشان ہوتی ہے اور یہ جی چاہتا ہے کہ اپنا سر زمین پر دے ماروں۔

جواب: یہی تو غلطی ہے کہ زیادہ کوشش کی جاتی ہے کیونکہ اس سے طبیعت پریشان ہو کر خطرات (خیالات) بڑھ جاتے ہیں ہلکی توجہ سے انشاء اللہ تعالیٰ یکسوئی ہو جائے گی۔ اگر اس کے باوجود بھی پوری کامیابی نہ ہو تب بھی اطمینان رکھیں چند دن میں اس طریقے سے ضرور ہو گی۔

حال: حضرت (کاتب خط ہذا مولانا محمد حسین صاحب الہ آبادی مرحوم کے مرید ہیں۔ اور اب ذکر و شغل وغیرہ حضرت مولانا محمد اشرف علی صاحب تھانوی زید فیوضہم کے مشورہ سے کرتے ہیں۔ ۱۲) مرشدنا رحمہ اللہ تعالیٰ نے جو تعلیم فرمایا اس کو عرض کرتا ہوں اور اس سے جو حالتیں پیدا ہوئیں اسے بھی عرض کرتا ہوں اور اب جو موجودہ حالت ہے اسے بھی عرض کرتا ہوں۔ آٹھ مہینے سے دکان پر بہت کم بیٹھنا ہوتا ہے۔ صرف صبح کو دو تین گھنٹہ کے

لئے جاتا ہوں دن بھر سوداگر کی مسجد کے ایک حجرہ میں تنہا پڑا رہتا ہوں۔ تنگی معاش بھی گوارا کی۔ مگر روز بروز ذاتی حالت میں کمی ہوتی جاتی ہے۔ سخت پریشان ہوں۔

تحقیق: ذوقی حالت کے باقی رہنے یا زیادہ ہونے کی فکر کرنا ہی پریشانی کی بنیاد ہے کیونکہ وہ غیر اختیاری ہے اور غیر اختیاری کے ساتھ ارادہ کا تعلق ناممکن ہے اور ناممکن کی فکر کرنا یقیناً پریشانی ہے۔

حال: بندہ کو ہمیشہ خدا کے فضل سے نماز پڑھنے کا بہت شوق تھا۔ اب ایک ایسی ہلاک کرنے والی حالت میں مبتلا ہے کہ اس کے تصور سے بھی جی گھبراتا ہے۔ فرائض و واجبات بہت ہی تکلیف کے ساتھ ادا کئے جاتے ہیں مگر نوافل ارادہ کے مطابق مثلاً بجائے ۱۲ رکعات کے ۶ رکعات بھی ادا کرنا مشکل ہو جاتے ہیں۔ اب اس کی وجہ سے احقر کو سخت پریشانی اور ناامیدی ہے۔ امید ہے کہ حضرت والا دعا اور علاج فرما کر تشفی فرمائیں۔

وہ یہ ہے کہ جب نماز کی نیت باندھ کر قرات پڑھنا شروع کرتا ہوں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کسی چیز نے زبان کو پکڑ لیا اور بہت ہی بھاری ہو جاتی ہے اور سانس بھی بہت چھوٹا ہو جاتا ہے۔ چھوٹی سے چھوٹی آیت بھی کبھی آخر تک تمام کرنے میں بے حد تکلف کرنا ہوتا ہے ورنہ سانس ٹوٹ ہی جاتا ہے۔ حرفوں کو اپنے مخارج سے نکالنا غیر ممکن ہو جاتا ہے۔ آخر کار قلب میں گھبراہٹ پیدا ہونے لگتی ہے پھر اس سے طبیعت بھی بے چین ہو جاتی ہے۔ یہ کیفیت جہری نمازوں کے مقابلے میں سری نمازوں میں زیادہ محسوس ہوتی ہے اسی طرح تلاوت قرآن مجید میں بھی بہت دیر لگتی ہے۔

تحقیق: اس کا سبب باطن کے واردات نہیں ہیں بلکہ ضعف قلب ہے کہ قید سے گرم ہو کر پریشان ہونے لگتا ہے نماز میں دوسری طاعات کے مقابلے میں قید زیادہ ہے اس لئے اس پریشانی کا اثر اس میں ظاہر ہوتا ہے اور سری میں اور زیادہ قید ہے کہ آواز کو بند کرنا ہوتا ہے جس سے دل میں رکاوٹ تلاوت میں بھی دوسرے افکار کے مقابلے میں قید زیادہ ہوتی ہے۔ پس اس کا علاج کسی طبیب کے مشورہ سے ہے۔

حال: دوسرے یہ بات ہے کہ جو نمازیں میں پڑھتا ہوں بہت سی نمازیں ایسی ہوتی ہیں جن میں خلوص نہیں ہوتا ہے۔ امید کہ حضور اس کے بارے میں بھی کچھ بتائیں تاکہ میری نمازیں سچے دل کے ساتھ ہوں۔

تحقیق: آپ صدق و خلوص کے کیا معنی سمجھتے ہیں۔

حال: چونکہ حضور میرے پیر و مرشد ہیں اس وجہ سے حضور سے امید کافی ہے کہ کچھ وظائف ایسے بتائیں جن کی وجہ سے میرے دل کی سیاہی دور ہو جائے اور مجھے نجات مل جائے۔

تحقیق: آپ کے ذہن میں سیاہی کی حقیقت کیا ہے۔

حال: یہ عاصی گنہگار ایک نظر عنایت کا امیدوار ہے۔ ایک عرصہ سے ذات والا سے (خداوند کریم اس کو دیر گاہ قائم رکھے) قلبی تعلق رکھتا ہے لیکن نفس کے ہاتھوں ہلاکت کے قریب پہنچ گیا ہے۔ صحیح ہونے کی کوئی صورت نظر نہیں آتی للہ دعا فرما دیجئے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اس نفس سے مغلوب کو گمراہی کے گڑھے سے نکال کر راہ ہدایت دکھائے اور ذوق عبادت عطا کرے۔ حضور والا! میری حالت کی تبدیلی افسوس کے قابل ہے۔ پہلے میں کچھ کم ذکر اسم اللہ کیا کرتا تھا اور اس وقت قلب بہت ہی خوش رہتا تھا۔ باقی نماز وغیرہ جس طرح اب پڑھتا ہوں اور مناجات مقبول کا ورد جیسے اب ہے پہلے بھی تھا۔ کسی میں کچھ زیادتی نہ تھی لیکن اس وقت کی حالت یہ تھی کہ میں اس کا منتظر رہتا تھا اور دل یہ چاہا کرتا تھا کہ نماز کا وقت جلدی آئے تا کہ کام سے چھٹی پا کر نماز پڑھوں اور افضلیت اور شوق اس کا تھا۔

اب یہ حالت ہے کہ نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہوں تو یہ جی چاہتا ہے اور دل کہتا ہے کہ کہیں جلد ختم ہو تا کہ فلاں کام کروں اور بالکل جی نہیں لگتا ہے۔ مسجد میں جاتا ہوں تو ریا اور خود نمائی کا خیال ساتھ رہتا ہے۔ گھر میں پڑھتا ہوں تو جی اچٹتا ہے۔ غرضیکہ کسی طرح جی نہیں لگتا ہے۔ ذکر کرنے کا بھی کئی دفعہ ارادہ کیا لیکن خدا جانے کیا ہوتا ہے کہ ذکر کرتے وقت ڈرتا ہوں۔ نیند کا نہایت غلبہ ہوتا ہے اور کسی طرح استقلال نہیں ہوتا۔ حضرت کوئی وظیفہ اپنی زبان مبارک سے عطا فرمائیں جس سے نفسانی وساوس دور ہو کر اطمینان قلب و عبادت کا ذوق حاصل ہو۔

تحقیق: کسی خاص وظیفہ میں کوئی ایسا خاص اثر نہیں کہ اس سے عبادت میں جی لگنے لگے۔ اسی طرح اس کی اور بھی کوئی تدبیر نہیں۔ اسی لئے محققین کی تعلیم ہے کہ اس (جی لگنے) کا انتظار نہ کرے کام میں لگا رہے۔ جتنی توجہ ہمیشگی کرنا اختیار میں ہے اس میں کوتاہی نہ کرے بس اسی پر تمام برکات حاصل ہو جاتے ہیں جو اس وقت سمجھ میں بھی نہیں آسکتے حاصل ہونے کے بعد نظر آ جائیں گے۔

حال: مگر نقص یہ ہے کہ اکثر نماز میں خیالات و خطرات دل میں آتے ہیں تربیۃ السالک کے مطالعہ سے سمجھ میں آ گیا کہ خیالات کو دل میں آئیں تو روکنے کی کوشش کریں۔

تحقیق: لیکن کوشش میں مبالغہ نہ کریں اعتدال رکھیں اور اعتدال ہر شخص کا الگ ہے جس (کوشش) میں مشقت زیادہ ہو یا اصل مقصود میں رکاوٹ ہونے لگے وہ اس شخص کا اعتدال نہیں اس سے بھی ہلکی پھلکی کوشش کریں۔

حال: لیکن اگر وہ خیالات خود بخود آ جائیں تو اس کی فکر میں نہ پڑنا چاہئے اور یہ بھی ارشاد ہے کہ ایک ایک لفظ

سوچ سوچ کر توجہ سے پڑھیں۔ ایسا کیا گیا مگر نتیجہ یہ ہوا کہ اکثر پڑھنے میں خاکسار بھول جاتا تھا اور نماز میں بھول ہوتی تھی۔ شاید اس کا سبب جسمانی کمزوری ہے۔

تحقیق: اس کا جواب بھی اوپر ہو چکا کہ توجہ میں اعتدال رکھیں اعتدال کی تفصیل و تعیین ہر شخص حقیقت معلوم ہونے کے بعد اپنی حالت کے مناسب کر سکتا ہے۔

حال: اگر نماز جلدی سے پڑھ لیتا ہوں تو نماز درست ادا ہوتی ہے مگر پوری توجہ نماز میں نہیں رہتی اور اگر آہستگی اور توجہ سے ادا کی جاتی ہے تو اکثر بھول ہوتی ہے۔

تحقیق: ہر شخص کے لئے پورا درجہ الگ ہے یعنی بالکل بے توجہی کے اعتبار سے وہ کام ہو۔

حال: طبیعت میں دوسرا نقص یہ ہے کہ جس وقت خاکسار نماز یا تلاوت قرآن شریف یا کوئی بھی ورد و وظیفہ شروع کرتا ہے تو دل میں پہلے بہت ہی شوق ہوتا ہے اور دل چاہتا ہے کہ کچھ عرصہ تک اگر یہ شغل جاری رہے تو بہتر ہے مگر تھوڑی ہی دیر میں طبیعت گھبرانے لگتی ہے اور جی چاہتا ہے کہ اگر اس کو ختم کر لوں تو اچھا۔

تحقیق: جب زیادہ گھبرانے لگے تو جلدی ختم کر دیا جائے یہ عذر ہے اور عذر میں احکام میں تخفیف ہو جاتی ہے۔

حال: ان دونوں عیوب کی وجہ سے بندہ اکثر پریشان رہتا ہے خاکسار اس بارہ میں ارشاد والا کا منتظر رہے گا۔

تحقیق: پریشانی کی کوئی وجہ نہیں "لا یکلف اللہ نفسا الا وسعھا" (اللہ تعالیٰ کسی پر اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتے ہیں) اور ہر شخص کی طاقت و برداشت الگ الگ ہوتی ہے اوپر کی تفصیل کافی ہے۔

حال: اپنے ایک مرض کا حال آج خاص طور سے عرض کرنا چاہتا ہوں۔ پہلے اس کو لوگ دل کی کمزوری یا اختلاج قلب کہتے تھے آج کل عام طور پر اعصاب کی کمزوری کہتے ہیں۔ رنج و راحت خوشی و غم کی ہر شے سے بہت زیادہ متاثر ہوتا ہوں دین و دنیا کے ہر کام میں گھبرایا سا رہتا ہوں۔ ہر بات میں جلد بازی بے چینی رہتی ہے طمانیت قلب و سکینہ جس کو کہا جاتا ہے۔ اس سے بالکل محروم ہوں۔ خواہ وقت کافی موجود ہو اور کوئی خاص کام بھی نہ ہو لیکن نماز و ذکر وظیفہ وغیرہ کو اس طرح جلدی کے ساتھ ختم کر دینا چاہتا ہوں کہ جیسے کوئی آفت آ رہی ہے۔ مدتوں سے ارادہ کرتا ہوں کہ توجہ و یکسوئی کچھ پیدا ہو لیکن بس یہ ارادہ ایک آدھ وقت یا ایک آدھ رکعت سے زیادہ باقی نہیں رہتا ہے بار بار ارادہ کرنے سے بھی شرم آتی ہے۔

حدیث نفس اور وساوس اور خیالات ہر وقت کثرت سے رہتے ہیں۔ اس میں لذت لئے رہتا ہے۔ ایک حصہ تو ضعف قلب و جسمانی کمزوریوں کا بھی اس مرض میں شریک معلوم ہوتا ہے لیکن اس میں کئی چیزیں گذشتہ

سیاہ کارانہ زندگی کا نتیجہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے بہت سی باتوں سے توبہ کی توفیقؔ مرحمت فرمائی۔ لیکن قلب کی راحت وطمانیت سے محرومی مسلسل ہے۔ بس اب ایک اعلاج یہی سمجھ میں آتا ہے کہ کچھ دنوں کے لئے اپنے کو حضرت مرشد (ایک اور بزرگ سے بیعت ہیں مگر میرے ساتھ بھی ان ہی جیسا معاملہ رکھتے ہیں اس لئے ان کا مضمون تربیۃ میں درج ہوا۔۱۲ اشرف) اور حضور کے آستانہ پر لا ڈالوں۔

تحقیق: میں نے یہ تمام حال بے حد دلچسپی سے پڑھا ہے اس کا حل تو خود آپ کے اس رسالہ میں موجود ہے۔ آپ کیوں مذہب وفلسفہ کو مخلوط کرنا چاہتے ہیں۔ مذہب نے اعمال وعقائد کا مکلّف بنایا ہے اصطلاحی (یعنی جیسے لوگ ان ناموں سے جانتے ہیں وہ) طمانیۃ وسکینۃ وتوجہ ویکسوئی نہ مقصود ہے نہ اس کے انتظار کی اجازت ہے نہ بے چینی وحدیث نفس وخیالات نہ نقصان دہ نہ مقصود ہیں نہ ان کے ختم کرنے کا حکم ہے۔ یہ سب طبعی اور نفسانی کیفیات ہیں جن کے وجدان وفقدان (ہونے اور نہ ہونے) کی تحقیق اور ان کے اسباب کی باریکی فلسفی بحث ہے۔ لیکن یہی چیزیں کبھی روح کی بھی صفات ہوتی ہیں جن میں مادہ کا اشتراک نہیں ہوتا اور وہ بے شک مطلوب ہیں اور طاعات پر ضرور حاصل ہو جاتی ہیں آہستہ آہستہ ہی سہی لیکن ان کا رنگ ان طبعی کیفیات سے بالکل الگ ہوتا ہے اور وہ روحی اطمینان اس طبعی بے اطمینانی کے ساتھ اور روحی سکون اس طبعی بے چینی کے ساتھ اکٹھا ہو سکتا ہے اور ہوتا ہے اور آپ میں بھی اکٹھا ہے۔

دلیل: اگر خدا کی راہ میں آپ کی جان کا مطالبہ ہونے لگے اور مطالبہ کے صحیح ہونے میں کوئی اجتہادی شبہ بھی نہ رہے کیا اس وقت آپ کی رائے میں کچھ رکاوٹ پیدا ہوگی یا آپ اپنے لئے یقینی فیصلہ کر لیں گے کہ جان حاضر کر دینا چاہئے کہ وسوسہ کے درجہ میں اس صورت میں بعض مصالح کا فوت ہونا بھی سامنے آجائے مگر وہ آپ کے اس عزم کو ضعیف نہیں کر سکتا یہ ہے وہ اطمینان جو روح کی صفت ہے اور بفضلہ تعالیٰ (آپ کو) حاصل ہے۔ لیکن جن کیفیات کو آپ نے مفقود لکھا ہے اور ان کے ضدوں کو موجود لکھا ہے ان کا تعلق مادی راحت اور مادی تکلیف سے ضرور ہے تو اس کا معالجہ طبی مسئلہ ہے دینی مسئلہ نہیں اور نہ ان کیفیات طبعیہ میں گناہوں یا طاعات کا کچھ دخل ہے بہت ممکن ہے اور حقیقت بھی ہے کہ ایک مطیع کو یہ پسندیدہ کیفیات حاصل نہ ہوں اور ایک عاصی بلکہ کافر کو حاصل ہوں جب مقصود وغیر مقصود میں فرق معلوم ہو گیا تو غیر مقصود کے لئے کیوں سفر کیا جائے۔ (یعنی میرے پاس غیر مقصود کے لئے کیوں آیا جائے)۔

حال: ذکر اور ذکر کے علاوہ میں وساوس بہت کثرت سے آتے ہیں۔ بہت ہی ہجوم رہتا ہے اور کبھی تو بڑے ناپاک وساوس آتے ہیں۔ اس سے پہلے تو یہ حالت نہیں تھی۔ مگر حال ہی میں پیدا ہوئی ہے حالانکہ میں نہ اس

طرف خیال کرتا ہوں نہ پریشان ہوتا ہوں مگر ذکر میں یکسوئی وسکون حاصل نہیں ہوتا۔ حضرت والا کے ارشادات میں تو یہی لکھا ہے کہ جان بوجھ کر نہ لائے اور اگر ارادے کے بغیر آئیں تو پریشان نہ ہو یہ نقصان دہ نہیں مگر اس سے نشاط ذکر تو فوت ہوتا ہے اور اس وقت بڑی نفرت معلوم ہوتی ہے۔ جی یوں چاہتا ہے کہ وساوس نہ آئیں اس کے لئے کیا کروں دعا بھی فرما دیجئے۔

تحقیق: غیر اختیاری امور کے لئے صرف دعا ہی طریقہ ہے میں بھی دعا کرتا ہوں۔ نشاط مقاصد میں سے نہیں ہے۔

حال: ذکر میں مختلف حالات ہوتے ہیں کبھی غفلت ہوتی ہے کبھی ضعف ہوتا ہے کبھی شوق ہوتا ہے ہوشیاری ہوتی ہے۔ غفلت کی حالت میں ذکر ہوتا ہے یہ معلوم نہیں ہوتا ہے کہ اللہ کس کو کہتے ہیں اور اس حالت میں دعا بھی نکلتی ہے۔ جب ہوش آتا ہے تو اس وقت معلوم ہوتا ہے کہ وحدہ لاشریک کا م نام لے رہا ہوں اس سے دعا مانگ رہا ہوں پھر طبیعت خوش ہو جاتی ہے کہ الحمد للہ غیر کا نام نہیں لیا گیا اور نہ غیر سے دعا مانگی گئی ہے۔ ایسی حالت بہت کم ہوتی ہے ایک حالت پر قلب نہیں رہتا۔

تحقیق: ایک حالت پر تو بڑوں بڑوں کا قلب نہیں رہتا جیسے حسی (محسوس کی جانے والی) چیزوں میں چلنا ہے کہ ہر قدم پر چلنے کی طرف توجہ نہیں ہوتی ہے مگر چلنے سے جو فائدہ حاصل ہوتا ہے وہ حاصل ہوتا ہے۔ اسی طرح شرعی باتوں (کی بھی حالت ہے اور شرعی باتوں میں ایک) ذکر ہے اگرچہ ہر لفظ پر توجہ نہ ہو مگر ابتدا کا ارادہ بڑھ کر ثمرہ کو مرتب کر دیتا ہے ہاں جان بوجھ کر توجہ کو غیر کی طرف نہ پھیرا جائے جیسا کہ جان بوجھ کر چلنے کو غیر کی طرف پھیرنے سے پہنچنے میں رکاوٹ ہو جاتی ہے۔

حال: اس وقت کوئی خاص بات گزارش کے قابل نہیں۔ جو کمترین کو پڑھنے کے واسطے ارشاد ہوا ہے وہ برابر روزانہ بفضلہ تعالیٰ پڑھتا ہوں مگر اس وقت تک یکسوئی نہیں ہوتی ہے جس کی وجہ سے کبھی پریشانی ہوتی ہے یہ اپنی بدقسمتی ہے۔

تحقیق: یکسوئی پر نظر نہ کیجئے کہ غیر اختیاری ہے غیر اختیاری کے پیچھے پڑنا ایسے بوجھ کے اٹھانے کا ارادہ کرنا ہے جس کو اٹھا نہ سکتا ہو جو ہر طرح ممنوع ہے۔ عمل کرتے رہئے کہ اختیاری ہے اور اصل مقصود میں اسی کو دخل بھی ہے نہ کہ غیر اختیاری باتوں کو دخل ہے۔ بالکل مطمئن ہو کر کام میں لگے رہئے ہاں حالات سے اطلاع دیتے رہئے میں دعا کرتا ہوں۔

حال: بفضلہ تعالیٰ نماز میں کبھی کبھی خشوع ہو جاتا ہے۔

تحقیق: مبارک ہو۔

حال: اور جس روز نہیں ہوتا ہے دل بہت پریشان ہوتا ہے دو دو تین تین مرتبہ فرض کو لوٹاتا ہوں۔ اس سے کبھی فائدہ ہوتا ہے کبھی نہیں ہوتا۔ دعا کیجئے اور اس کا کوئی علاج تجویز کر دیجئے۔

تحقیق: ایسا نہ کریں اس کے تدارک کے لئے کچھ نوافل پڑھ لیا کریں۔

حال: ذکر میں جب کبھی دل نہ لگتا تھا تو دل کو پریشانی ہوتی تھی کہ کیا وجہ دل نہ لگا اسی سوچ میں پڑ جاتا تھا۔ ایک روز یہ خیال آیا کہ دل نہ لگنے کی بہت سی صورتیں ہیں کبھی تو کسی کام کے تعلق کی وجہ سے پریشان ہو جاتا ہے، کبھی بدن کے کسی عضو میں کچھ مرض ہوتا ہے جس کی وجہ سے دل کو بھی پریشانی ہوتی ہے، کبھی بھوک کبھی کسی گناہ کا ارتکاب ان اسبابوں میں سے جس کو دور کرنا اس کے اختیار میں ہو اسے دور کر کے ذکر میں مشغول ہونا چاہئے۔ مثلاً گناہ ترک کر کے توبہ و استغفار کر کے ذکر میں مشغول ہو بھوک ہو کھانا میسر ہو کھالے تعلق اگر نا جائز ہے چھوڑ دے پھر ذکر میں مشغول ہو اگر اس پر بھی دل نہ لگے تو کچھ پروا نہ کرے ذکر کو مقصود سمجھ کر پورا کر لے انشاء اللہ تعالیٰ ذکر کی برکت سے (جو باتیں مقصد نہیں ہیں اور پسندیدہ ہیں) وہ بھی حاصل ہو جائیں گی۔ میرے مولا میرے ان خیالات کی تصحیح فرمائیں۔

تحقیق: ماشاء اللہ تعالیٰ بہت ہی صحیح علوم و اعمال ہیں۔

حال: نماز میں خیال جب دوسری طرف جانے لگتا ہے تو یہ سوچ کر دل کو پھیر لیتا ہوں کہ بڑی بے غیرتی کی بات ہے کہ اللہ میاں نے بات کرنے کو توفیق دے اور تم دوسری طرف متوجہ ہوئے۔ نماز کی سنتوں کے ادا کرنے میں جو کوتاہی ہوتی ہے تو یہ کہہ لیتا ہوں کہ خارجی سنتوں کے ادا کرنے کی پابندی کرتے ہو اور بڑی عبادت نماز اس کی سنت میں کوتاہی۔ اس کی بھی تصحیح فرمائیں۔

تحقیق: صحیح و صحیح۔

حال: ذکر میں پہلے جیسی دلجمعی اور دلچسپی نہیں ہوتی ہے خیالات منتشر ہوتے ہیں۔ جو دھیان اللہ تعالیٰ کی جانب پہلے رہتا تھا کہ گویا میں اللہ تعالیٰ سے بات چیت کر رہا ہوں اور محبت میں بار بار پکار رہا ہوں اور وہ سن رہے ہیں۔ جس سے عجیب کیفیت اور لطف حاصل ہوتا تھا۔ جس کے جواب میں حضرت نے تحریر فرمایا تھا مبارک ہو مگر اس کو نعمت سمجھو مگر کمال نہ سمجھو۔ حضرت پہلے جیسی یکسوئی گم ہونے سے دل کو بہت فکر اور پریشانی ہے للہ کوئی علاج فرمائیے۔

تحقیق: یہ بھی دوسری نعمت ہے جس کا نام مجاہدہ ہے یہ پہلے سے زیادہ نفع دینے والی ہے اگرچہ زیادہ مزہ والی نہ

ہو۔

حال: ذکر کی طرف (اللہ رحم فرمائیں) میل بہت کم ہے تسبیح کا بالکل شوق نہیں ہے اس کی پابندی بہت مشکل معلوم ہوتی ہے۔

تحقیق: دو عمل اور ہیں نوافل اور قرآن۔ ان میں سے بھی کسی میں دل لگتا ہے یا نہیں۔

حال: نماز میں جو شیطان ایسے خیالات لاتا ہے اس کا کیا کروں؟ نماز میں تو اتنی باتیں سوچنے کا موقع نہیں اگر نماز میں نفس سے یہ بات کہوں تو پھر نماز نہیں ہوگی یہ بات تو فرصت میں ہو سکتی ہے۔

تحقیق: نماز میں اتنا کافی ہے کہ جہنم کا تصور کر لیا جائے۔

حال: احقر نے اپنا ایک حال لکھا تھا۔ وہ یہ کہ جب زراعت کی فصل کم ہو اور روپیہ پیسہ کی تنگی ہو تو دل پریشان ہو جاتا ہے اور اس کا اثر عبادت تک پہنچتا ہے۔ اس پر حضرت والا نے ارشاد فرمایا ہے۔ کیا اثر پہنچتا ہے؟ جواباً عرض ہے کہ یہ اثر پہنچتا ہے کہ دل کی شدید بے چینی کی وجہ سے نماز وغیرہ میں دل کو یکسوئی حاصل نہیں ہوتی بلکہ کبھی ایسا ہو جاتا ہے کہ تحریمہ کے وقت زبان سے گویا یہ بات نکلتی ہے۔

ع چہ خورد بامداد فرزندم

ترجمہ: "میری اولاد کل کیا کھائے گی۔"

مگر حضرت والا کے اس سوال مبارک سے (کہ کیا اثر پہنچتا ہے) احقر کے دل کا خطرہ دور ہو گیا وہ یہ کہ معیشت کی تنگی کی وجہ سے دل کا پریشان ہونا یہ طبیعت کی کمزوری کا اثر ہے۔ بعض آدمیوں کی طبیعت ایسی ضعیف ہوتی ہے یہ توکل کے خلاف نہیں اور یہ بے اختیاری بات ہے۔ ایسے ہی عبادت میں اس کی وجہ سے دل کا یکسو اور حاضر نہ ہونا بھی غیر اختیاری ہے لیکن ان پریشانیوں کو نماز وغیرہ میں اختیار سے لانا اور خیال کو جما کر باقی رکھنا یہ حضور قلب کے خلاف ہے کیونکہ اس کا دور کرنا اختیاری ہے اور بندہ اختیاری افعال کا مکلّف ہے اور بلا اختیار کے آ جانا بلا تصور اور باقی رکھنے کے یہ غیر اختیاری بات ہے بندہ اس کا مکلّف نہیں اس لئے اس کا علاج بھی نہیں کیونکہ علاج اختیاری امراض کا ہوتا ہے اور وہ یہاں نہیں۔ اب پوچھنے کی بات یہ ہے کہ احقر کی یہ رائے ٹھیک ہے یا نہیں۔

تحقیق: ٹھیک ہے۔

حال: ارادہ تھا کہ تابعدار کچھ حال اپنا عرض کرے مگر میرٹھ اور دیوبند میں جو وعظ حضور والا نے فرمائے تھے ان میں اکثر اپنے سوالوں کا جواب پا کر خاموش ہو رہا۔ آج طبیعت کو زیادہ پریشانی ہوئی اور وہ تردد مایوسی کے قریب

پہنچا لہٰذا ایسی حالت میں اگر حضور سے عرض حال نہ کروں تو کیا کروں۔ پریشانی اور تردد کی وجہ زیادہ تر یہ ہے کہ بفضلہٖ تعالیٰ تمام معمولات اوقات کی حفاظت کے ساتھ ہوتے ہیں۔ مگر قلبی حالت میں کسی قسم کا ذوق محسوس نہیں ہوتا جو بات پہلے دن سے تھی آج بھی ہے۔ خطرات (خیالات وساوس) میں بھی کوئی فرق نہیں ہے۔

تحقیق: اس سلوک کے راستے میں پہلی شرط تلقین کرنے والے (شیخ) پر یقین ہے۔ بندہ نے بار بار عرض کیا کہ مقصود اس تمام تر جدوجہد سے رضائے حق ہے جس کا حصول دنیا میں اور ظہور اس کا آخرت میں ہوتا اور دوسرے حالات جن کے مطلوب ہونے کی طرف گرامی نامہ میں ارشاد ہے وہ مطلوب نہیں قال الرومی ؎

روز ہا گر رفت گو رو باک نیست ❊ تو بماں اے آنکہ چوں تو پاک نیست

ترجمہ: ”دنوں کے گذر جانے پر حسرت اور افسوس نہیں کرنا چاہیے اگر گئے تو بلا سے گئے عشق جو اصلی دولت ہے اور سب خرابیوں سے پاک ہے اس کا رہنا کافی ہے۔“ (خطبات حکیم الامت ۱۱/۴۸)

نواں باب

متفرقات کے بیان میں

تنخواہ لینے میں مصلحت

حال: جب حضرت اس دیار میں رونق افروز نہیں ہوئے تھے اس سے پہلے اس خادم نے موروثی کے کھانے سے اللہ تعالیٰ کی جناب پاک میں توبہ کی اور دعائے استقامت کی اور بفضلہ تعالیٰ و برکت حضرت اعلیٰ اب تک استقامت حاصل ہے۔ حضرت بھی دعا فرمادیں کہ اللہ تعالیٰ مرتے دم تک مستقیم رکھیں۔ میں نے گھر والوں سے کہا کہ اب میں گھر میں نہ رہوں گا کہیں جا کر ملازمت کروں گا جس سے اپنی ضرورتیں پوری ہوں۔ یہ سن کر حضرت والد صاحب نے فرمایا کہ میں تم کو اپنی تنخواہ سے کھلاؤں گا اور تمہاری ضرورتوں کو پورا کروں گا تم ہمارے سامنے رہو اگر نہ رہو گے تو قیامت میں اللہ تعالیٰ کے سامنے تمہارا دامن پکڑوں گا اور حضرت والدہ صاحبہ بھی بہت رونے دھونے لگیں۔

اس اصرار پر میں مکان ہی پر رہ گیا مگر مکان پر نہیں گاؤں سے باہر میدان میں ہوں مگر اس خیال سے کہ میرا بار حضرت والد صاحب پر نہ پڑے ایک چھپر ڈال لیا اس میں کچھ لڑکوں کو پڑھاتا ہوں۔ خیال یہ ہے کہ جو لڑکے صاحب وسعت ہیں ان سے تنخواہ لوں اور غریبوں کے لڑکوں کو مفت تعلیم دوں اور کبھی یہ خیال ہوتا ہے کہ کسی سے کچھ نہ لوں خالص متوکل رہوں جو دے اس سے لے لوں اور جو نہ دے اس سے نہ مانگوں اور منتظر کسی کا بھی نہ رہوں۔ اس میں حضرت اپنی رائے جو میرے مناسب ہو تحریر فرمادیں۔

تحقیق: فی الحال پہلی صورت مناسب ہے اس میں مصلحت ظاہری ظاہر ہے۔ اور مصلحت باطنی عجب کی روک تھام ہے پھر چند دن دوسری صورت کے لئے مشورہ کر لیا جائے گا۔

مزاروں کی زیارت سے نفع کی امید

حال: آج بتاریخ ۱۴ جمادی الثانی کو بندہ تہجد کی نماز کے بعد بیٹھا ہوا ذکر کر رہا تھا کہ ذرا غنودگی سی ہوئی کیا دیکھتا ہوں میں کسی بزرگ کے مزار پر گیا ہوں اور میں نے صاحب مزار کی طرف کچھ تصور کیا تو دیکھا کہ وہ مزار

بہت ہی نور علی نور ہے۔ اس کو دیکھ کر قلب کو بہت ہی راحت ہوئی مگر یہ معلوم نہیں کن حضرت کا مزار ہے۔ حضور والا! یہ کیا بات تھی؟۔ بندہ کو پہلے تو مزارات پر جانے کا شوق بھی نہیں ہے اور اگر کبھی دل چاہتا ہے تو کبھی عصر کی نماز کے بعد حضرت حافظ صاحب رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ کے مزار پر چلا جاتا ہوں۔ مگر حضور والا یہ بات ضرور ہوتی ہے کہ اگر صاحب مزار کی طرف خیال کرتا ہوں تو قلب کو کچھ اس طرف کھینچ سی ہوتی ہے اور کچھ راحت سی بھی ہوتی ہے اور اس وقت طبیعت چاہتی ہے۔ حضرت والا! کیا اس کی اجازت ہے یا نہیں۔

تحقیق: ہاں! نفع کی امید ہے۔

شدید ضرورت میں پیشاب سے خارجی علاج

حال: پہلے بھی کئی طبیبوں نے بتایا تھا اور اب پھر دوسرے طبیب بہت زور کے ساتھ اپنا تجربہ بیان کرتے ہیں کہ اجابت کے وقت اپنا پیشاب کسی برتن میں لے لے پھر فارغ ہونے کے بعد اس پیشاب سے بواسیر کے مسوں کو دھوئے پھر کچھ دیر بعد پانی سے استنجا کر لے تو مسے نہیں رہیں گے۔ اول تو طبیعت کی نفاست کے خلاف ہے دوسرے انسان کے جزو بدن سے نفع حاصل کرنا ناجائز ہے دل تو ہرگز نہیں چاہتا لیکن طبیب اپنا بار بار کا تجربہ بتاتے ہیں اس لئے کچھ خیال ہوتا ہے اگر حضور اجازت دیں تو اسے بھی کر کے دیکھوں۔

تحقیق: ایسی شدید ضرورت میں گنجائش ہے۔

تعریف مشاہدہ و معائنہ

حال: مشاہدہ کسے کہتے ہیں۔

تحقیق: التفات الی الصفات (صفات کی طرف توجہ کرنے کو کہتے ہیں)۔

حال: اور معائنہ کسے۔

تحقیق: التفات الی الذات (ذات کی طرف توجہ کرنے کو کہتے ہیں)۔

حال: اور ان دونوں میں کیا فرق ہے اگرچہ حضور کے حاصل ہونے کے بعد ترقی کے بہت راستے ہیں ان میں سے ایک طریقہ یہ بھی ہے یا نہیں کہ تصور اسم ذات میں خوب ملکہ و بے تکلفی پیدا کرنا۔

تحقیق: یہ بعد حضور نہیں ہے عین حضور ہے۔

اوقات کو مقرر کرنے اور حفاظت کرنے کی تعلیم

حال: کالج میں کام کرتے کرتے اکثر یہ خیال پیدا ہو جاتا ہے کہ اگر یہی وقت وظائف وغیرہ میں صرف کروں

تو ایمان سنور جائے موت کے بعد دنیا کس کام آئے گی خصوصاً جب کوئی کام دینی کر رہا ہوتا ہوں اور اس وقت کالج کا کام یاد آجائے تو بڑی بدمزگی سے دین کا کام چھوڑ کر کالج کے کام میں لگ جاتا ہوں۔ اس وقت یہ خیال زیادہ تنگ کرتا ہے کیا کروں کیا مناسب ہے کہ کالج کے کام کی پرواہ نہ کرکے اپنے حقیقی کام میں مشغول رہا کروں۔

تحقیق: سب جائز کاموں کا وقت مقرر کیجئے۔

حال: اپنی کیفیت کہتے ہوئے شرم آتی ہے مگر اطلاع کے بغیر چارہ نہیں ہے۔ جس دن تھانہ بھون سے حضور کے ساتھ کاندھلہ جا رہا تھا۔ یہ کیفیت تھی جتنا بھی زیادہ ممکن ہو اللہ کا ذکر کروں۔ چنانچہ بتوفیق الٰہی اللہ کا ذکر خفی کرتا رہا۔ کاندھلہ پہنچ کر ذکر بالکل جاتا رہا۔ دہلی میں تو اللہ کی پناہ ہے حالت ہی بگڑ گئی اگرچہ حالت بنی ہی کیا تھی کہ بگڑتی۔ اس سے میرا مقصد یہ ہے کہ ایک ذکر سے جو رغبت ہوگئی تھی دل یہ چاہا کرتا تھا کہ رات اور دن ذکر اللہ کرتے رہو اب بالکل نہیں ہے اور اللہ پاک سے جو ایک محبت معلوم ہوتی تھی وہ بالکل جاتی رہی یقینی طور پر ذرہ برابر بھی معلوم نہیں ہوتی۔ مجھے ارتداد کا خوف ہے بلکہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ مرتد ہوگیا ہوں۔

اسی طرح اسلام سے بھی کوئی شغف نہیں معلوم ہوتا۔ حضور دعا فرمائیں کہ اسلام پر قائم رہوں اور راہ حق کے خلاف نہ چلوں۔ ''اللهم ثبت قلبى على دينك اللهم تبت قلبى على طاعتك ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذهديتنا وهب لنا من لدنك رحمة انك انت الوهاب.'' حالت بہت ہی خراب ہے جس کا بیان مشکل ہے نہایت بے رغبتی سے نماز وغیرہ ہوتی ہے ذکر و نفل پڑھنے کو طبیعت بالکل نہیں چاہتی اللہ رحم کرے میرے حال پر حضور دعا فرما دیں ہلاکت کے قریب ہوگیا ہوں۔ ''اللهم احينى مسلما وامتنى مسلما واحشرنى فى زمرة المسلمين.''

تحقیق: یہ خیالی پریشانی ہے اس کا سبب اوقات کو مقرر نہ کرنا ہے جو مبتدی کو بہت نقصان دہ ہے اور اس اوقات کے مقرر نہ ہونے کا سبب سفر ہے۔ اسی واسطے اہل طریق نے مبتدی کے لئے سفر کو نقصان دہ کہا ہے آپ بتکلف اوقات مقرر کیجئے۔ انشاء اللہ تعالیٰ یہ شکایت بہت جلد دور ہو جائے گی۔

رسالہ تبلیغ دین میں کچھ مبالغہ ہے

حال: تبلیغ دین میں جو امراض لکھے ہوئے ہیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ شاید ہی کوئی مرض ہو جس میں یہ غلام مبتلا نہ معلوم ہوتا ہو پورے طور سے الحمدللہ نہیں تو جزوی طور سے یقیناً ہے بڑا خوف معلوم ہوتا ہے۔

تحقیق: امید غالب رکھیں تبلیغ دین میں کچھ مبالغہ سے بھی کام لیا گیا ہے۔ یہ رائے طبیب کی ہے "بقول بمرگش بگیر تابہ تپ راضی شود" یعنی مرنے کے لئے پکڑ تا کہ بخار پر راضی ہو۔ یا حال ہے۔

جو قرض آسانی سے ادا ہو سکے مضائقہ نہیں

حال: جناب والا کی زیارت اگرچہ بیداری میں تاحال نصیب نہ ہوئی لیکن خواب میں کئی بار کر چکا۔ آنحضور کی ذات سے چند روز سے کچھ ایسی محبت ہوگئی کہ طبیعت ہر وقت بے قرار رہتی ہے۔ ہاں معمولات کے وقت میں ذات خداوندی کا تصور رہتا ہے۔ فراغت میں اس محبت کے تقاضا سے اتنی سخت کشش ہوتی ہے کہ جی یہی چاہتا ہے سب کام چھوڑ کر بھاگ پڑوں اور سر سے چل کر حاضر ہوں لیکن بظاہر یہ ناممکن ہے سفر کے اخراجات کی استطاعت آمدنی کے کم اور خرچ کے زیادہ ہونے کی وجہ سے نہیں ہے۔ بوڑھے والدین کی بڑھاپے میں امداد اولین فرض ہے، سر پر اہل و اعیال کے نان و نفقہ کا خرچ ہے اور تنخواہ کافی نہیں ہے۔ اگر حضور اجازت بخشیں تو کہیں سے قرض لے کر حاضر ہوں تاکہ دل کی جلن بند ہو۔ پہلے بھی کمترین مقروض ہے اگر اور مقروض ہو گیا تو کیا ورنہ ڈر ہے کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح کہیں تمام عمر زیارت سے محروم نہ رہوں۔ بالکل ویسا ہی معاملہ ہے یا دعا فرمائیں کہ اس کشش میں کمی ہو جائے۔

تحقیق: اگر قرض آسانی سے ادا ہو جانے کی امید ہو تو کچھ مضائقہ نہیں۔

گانے کی طرف توجہ نہیں کرنا چاہئے

حال: گانا میں جان بوجھ کر نہیں سنتا اور توبہ بھی کر لی ہے لیکن اگر کسی ذریعہ سے گانے کی آواز کانوں میں پہنچتی ہے تو طبیعت نہایت غمگین ہو جاتی ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے کوئی مر گیا ہے اور ہر طرف سناٹا سا معلوم ہوتا ہے۔

تحقیق: مگر پھر بھی اس طرف توجہ نہ کیجئے۔

قرض کے ادا کرنے کا عزم آخرت میں ادا کی طرح ہے

حال: احقر کو پرسوں سے لرزہ بخار آ گیا ہے جسمانی و طبعی تکلیف تو ضرور ہے مگر بحمد اللہ روحانی تکلیف نہیں معلوم ہوتی۔ مہر کی ادائیگی کی ذمہ داری سے گھبراہٹ ہے۔ خداوند کریم اس کی ادائیگی سے فارغ فرمائیں تو بالکل اطمینان ہو جائے۔

تحقیق: جو شخص قرض ادا کرنے کی وسعت نہ رکھتا ہو تو ادا کرنے کا عزم آخرت کے معاملات میں ادا کی طرح ہے یہ حدیث سے ثابت ہے۔ مطمئن رہنا چاہئے۔ ہاں عزم ادا میں کوتاہی نہ ہو۔

قول اذا تم الفقر ھو اللّٰہ کی تاویل

حال: بحمد اللہ کام جاری ہے موت محبوب معلوم ہوتی ہے کبھی صوفیہ کے کلام میں ایک کلمہ متعارف ہے۔ (اذا تم الفقر ھوا للّٰہ) (جب فقر مکمل ہو جائے تو وہیں اللہ ہیں) اگر یہ صحیح ہے تو اس کی کیا تاویل ہے۔

تحقیق: واللہ اعلم کس کا قول ہے کبھی غور بھی نہیں کیا ظاہرا مطلب یہ ہے کہ فقر کے پورا ہونے پر جس کی طرف پوری توجہ ہوتی ہے وہ اللہ ہے۔ اور فقر میں حق تعالیٰ کا مرجع و مقصود ہونا ظاہر ہے۔

لفظ اللہ کا ادب

حال: چوتھی بات یہ ہے کہ اللہ پاک بے نیاز کی شان میں لفظ ''تو'' کہنے سے خادم کو ادب مانع آتا ہے۔ لفظ ''تم'' کے ساتھ خطاب کرتا ہے تو معترضین کہتے ہیں کہ ''تم'' کہنے سے وحدانیت میں نقص آتا ہے۔ کیونکہ لفظ جمع کا ہے۔

تحقیق: معترضین نہیں سمجھتے آپ بغیر وسوسہ کے ادب کا لفظ استعمال کیجئے۔

غائب اور مشاہدہ میں فرق

حال: کئی سال سے بندہ کا یہ حال ہے کہ ہر وقت اس بات کا شوق اور دلی آرزو رہتی ہے کہ جس طرح آفیسروں اور بڑے بڑے حکام کے سامنے بہت ہی ادب اور عاجزی اور خوف کے ساتھ خاموش کھڑے ہوتے ہیں (اور اعضاء ظاہری مثلاً نظر و کلام و ہاتھ وغیرہ کے ساتھ کسی دوسرے کی جانب توجہ نہیں کرتے نہ دل کسی اور طرف جاتا ہے بلکہ اس پر ایک خوف کی حالت ایسی ہوتی ہے جس سے وہ دوسری طرف کا خیال تک نہیں کرتا) اسی طرح ہر وقت خدا تعالیٰ کا خیال رہا کرے اور نماز میں تو یہ حال ضرور ہونا چاہئے۔ لیکن یہ بات حاصل نہیں ہوئی۔

تحقیق: ہلکی طور پر کوشش جاری رکھئے اور ایسا نہ ہونے سے غم نہ کیجئے۔ طبعاً نظر نہ آنے اور آنے میں فرق ہے۔

قرضہ ادا کرنا چاہئے

حال: سب سے زیادہ گھبراہٹ مجھے اس بات کی ہے کہ مجھ پر قرضہ بھی لوگوں کا ہو گیا ہے۔

تحقیق: کیوں کیا۔

حال: کتنا ہی چاہتا ہوں کہ اس سے فارغ ہو جاؤں مگر کامیاب نہیں ہوتا۔

تحقیق: اگر تنخواہ سے ادا کی امید نہ ہو اثاث زاید و کتب زائدہ بیچ دی جائیں۔

حال: خیال رہتا ہے کہ خدانخواستہ اگر ایسی حالت میں انتقال ہو گیا تو پھر کیا ہو گا۔ خدا تعالیٰ سے دعا فرما دیجئے کہ تمام پریشانیوں سے اللہ تعالیٰ نجات بخشیں اور خاص اپنے کام میں مشغول رکھیں۔

تحقیق: دعا کرتا ہوں اور اس کے ساتھ خوش تدبیری کی بھی دعا کرتا ہوں۔ میرے خیال میں پریشانی کا زیادہ حصہ خریدا ہوا ہے۔

تعویذ گنڈے کا حکم

حال: پندرہ چودہ سال سے میرے گھر میں یہ حالت ہے کہ رات کو خواب میں ایک شخص آتا ہے کبھی عورت کبھی مرد کی شکل میں کبھی پیٹ ملتا ہے۔ کبھی کبھی کچھ دکھلاتا ہے۔ پچاسوں قسم سے طرح طرح کے کرشمے دکھلاتا ہے۔ کبھی خود بخود ہنسنے کی آواز آتی ہے۔ غرض کہ اتنا تنگ کرتا ہے کہ سونا اور آرام کرنا دشوار ہے۔ پہلے تو کبھی کبھی ایسا ہوا کرتا تھا۔ اب دو تین ماہ سے اتنا زیادہ ہے کہ حالت بہت خراب رہتی ہے۔ اپنے گھر والوں سے زاید تو میری پریشانی بڑھتی ہے معلوم نہیں کتنا روپیہ پیسہ اس کے دور کرنے میں صرف ہوا۔ مگر دن دونا رات چوگنا کا معاملہ ہے۔ بہت روز سے خیال تھا کہ حضور کو اپنی خرابی کی حالت تحریر کروں مگر ڈر اس کا تھا کہ کہیں گنڈہ تعویذ والوں میں نہ شمار کیا جاؤں۔

تحقیق: تعویذ گنڈہ برا وہ ہے جو شریعت کے خلاف ہو یا اس پر تکیہ اور اعتماد ہو جائے اور اگر عادت کی تدبیروں میں ایک تدبیر سمجھا جائے اور شریعت کے مطابق ہو کچھ حرج نہیں۔

حال: آج کل جب بہت پریشانی ہوئی اور بڑی تکلیف دینے لگا۔ تو حضور میں عرض کیا گیا حضور کی تجویز سے تشفی ہو جائے گی کہ یہ کیا بلا ہے اس کے دور کرنے کی کوئی تدبیر حضور ارشاد فرمائیں۔

تحقیق: میں عامل تو ہوں نہیں تو کلا علی اللہ ایک تعویذ بھیج دیتا ہوں۔ اس کے گلے میں ڈال دیجئے اور سوتے وقت "قل اعوذ برب الفلق و قل اعوذ برب الناس" پڑھ کر اس پر دم کر دیا کریں۔ اور وہ خود پڑھ لیں تو اور بھی بہتر ہے۔

حب و تسخیر کا عمل کرنا درست نہیں

حال: ......ایک لڑکی پڑھی لکھی ہوشیار ہے اس کے یہاں خط و کتابت ہوئی اس کے باپ نے صاف انکار کیا

کہ......کی عمر زیادہ ہے اورلڑکی کی عمر کم۔اس درمیان میں ایک بندہ خدا نے مشروع طریقہ سے کچھ محبت کی تدبیر کر دی۔اب وہ عورت کہتی ہے کہ میں فلاں ہی سے عقد کروں گی۔ گھر کے لوگ منع کرتے ہیں۔ وہ اسی خیال میں غرق ہے کہتی ہے کہ عالم تو ملیں گے اب مجھے اطلاع دی گئی کہ ایسا کیا گیا مجھے ناپسند ہوا کہ بغیر اجازت ایسا کیوں کیا گیا۔کسی مسلمان کو خصوصاً ناقصات العقل (عورت جس کی عقل کم ہوتی ہے) کو پریشان کرنا کب مناسب ہے۔تقدیر کا حال معلوم نہیں ہوا۔اس کے متعلق یہ پوچھنا ہے کہ ایسی تدبیر کرنا شرعاً کیسا ہے۔

تحقیق: درست نہیں۔

حال: اگر اس تدبیر سے عورت کو راضی کر لیا گیا تو شرعاً نکاح درست ہوگا یا نہیں۔

تحقیق: درست ہوگا مگر کچھ وقت کے بعد اس عمل کا اثر جاتا رہے۔

طبیعتوں میں الگ الگ خصوصیات

حال: اکثر عصر سے عشا تک ایک خاص کیفیت اور محویت قائم رہتی ہے تہجد کے وقت یہ بات نہیں رہتی ہے حالانکہ اس وقت بالکل تنہائی رہتی ہے۔

تحقیق: طبیعتوں کی خصوصیات جدا ہیں آپ کی طبیعت اس وقت زیادہ متاثر ہوتی ہے جس میں فنا وزوال آنے کا وقت ہے اور تہجد کا وقت اگرچہ تنہائی کا ہے مگر وہ تعلقات کے آنے کا وقت ہے تو آئندہ اس کا اثر ہوتا ہے (کہ صبح تعلقات و معاملات کی ابتداء کا وقت ہے اور عصر کا وقت دن کے فنا ہونے اور زائل ہونے کا وقت ہے) اور اگر حال کا اثر ہوتا تو بات الٹ ہوتی۔

احیاء العلوم وغیرہ کا مطالعہ بعض کے لئے نافع نہ ہونا

حال: میں نے پہلے احیاء العلوم کا مطالعہ کیا ہے۔اس میں بھوک کی فضیلت دیکھ کر میں نے بھوکا رہ کر بہت تکلیف اٹھائی ہے۔یعنی اس کی وجہ سے بدہضمی اور ڈکار کی بیماری میں ہوں۔اور باب الریاء اور صدق و اخلاص کے باب کو دیکھ کر کسی عمل میں بھی مجھ کو امید نہیں ہوتی لیکن حد سے زیادہ خوف ہوتا تھا اور احیاء العلوم میں باب الصبر میں لکھا ہے کہ "اشد المجاهدة الفرار عن الامل والمال والاصدقا والاحیاء" (بڑا مجاہدہ یہ ہے کہ امید، مال، دوستوں اور زندوں سے دور رہے) اس وجہ سے میں نے ارادہ کہیں بھی بھاگ جانے کا نہیں کیا۔میرے استاد نے احیاء العلوم کے ساتھ ابن عطا کی حکم اور شعرانی کی لطائف المنن اور کتب شاذلیہ کا مطالعہ میں رکھنے کو فرمایا۔اب میں نے اوپر کی کتابیں مطالعہ کرنے کے بعد "لا عمل ارجی للقلوب من عمل

يغيب عنك شهوده ويحتقر عندك وجوده" (کہ کوئی عمل بھی اس عمل سے زیادہ امید افزا نہیں ہے کہ جس سے اس کا وجود تم سے غائب ہو جائے اور اس کا وجود تمہارے نزدیک حقیر ہو جائے) کی عبارت کے موافق عمل رکھا ہے۔ اب کوئی عمل صادر ہوا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے سمجھ کر شکر کرتا ہوں مگر اس کے ساتھ ہی وہ عمل ناقص کے ساتھ ملا ہوا ہونے سے نقصان بہت ہو جاتا ہے۔ اس لئے استغفار بھی پڑھ لیتا ہوں۔ اس میں کوئی اصلاح کرنا ہو تو اصلاح کرنے کو چاہتا ہوں۔

تحقیق: ان کتاب کا مطالعہ بعض کے لئے نافع نہیں آپ میرے مواعظ اور تربیۃ السالک اور تکشف دیکھئے اور پھر حالات سے اطلاع دیجئے۔

ایصال ثواب

سؤال: قرآن شریف پڑھ کر اس کا ثواب کسی کو بخشا جاتا ہے۔ تو پڑھنے والے کو بھی کچھ حصہ ملتا ہے یا نہیں۔ کیونکہ اس نے اپنا حصہ ثواب دوسرے کو بخش دیا۔ پھر اس کو کون سا حصہ ثواب کا ملتا ہے۔

جواب: اس کی فکر ہی کیا ہے کہ پڑھنے والے کے پاس ثواب رہتا ہے یا نہیں اتنا یقینی ہے کہ اگر دوسرے کو ثواب بخشنا کسی درجہ میں بھی محرومی یا نقصان کا سبب ہوتا تو شارع کی طرف سے اس کی اجازت نہ ہوتی۔

مسائل اختلافیہ میں طرز عمل

سؤال: مسئلہ موروثی اور جمعہ فی القری کے نام (وراثت اور گاؤں میں جمعہ کے ناجائز ہونے کے مسئلہ کا) علم تو غالباً ہمارے ضلع کے لوگوں کے کانوں میں پڑا ہی نہیں ہاں جو حضرت والا کے خاص متبعین ہوں گے۔ اس مسئلہ کے کان میں پڑنے سے عوام کو عموماً اور غیر مقلدین کو خصوصاً لوگوں کو بہکانے کا بہت بڑا موقعہ ملے گا۔ مگر احقر کو ان باتوں کی پرواہ نہیں۔ حضرت کی صحبت کی برکت سے ان سب باتوں کا کچھ خیال نہیں۔ ہم کو پیشوا بننا تو ہے نہیں مگر مسئلہ کے پوچھنے پر تو بتا دینا ہی پڑے گا۔ خاص اس تحریر کا مقصد صرف مشورۃً حضور والا کی خدمت میں عرض کرنا ہے کہ پہلے کیا صورت اختیار کروں۔

جواب: خود کسی کو خطاب نہ کیا جائے جو شخص آپ کے عمل کے بارے میں پوچھے کوئی مناسب عذر کر دیا جائے اور جو اپنے عمل کے لئے پوچھے تو اگر تحقیق و عمل کے ارادے سے پوچھے تو بتا دیا جائے اور جو دشمنی اور اعتراض کے لئے پوچھے کہہ دیا جائے کہ دوسرے علماء سے پوچھو۔

سنن موکدہ فرائض کے ساتھ ہیں

حَال: فرائض کے علاوہ سنن ونوافل کو تنہائی میں پڑھنے کو طبیعت چاہتی ہے اگر خلاف ہو تو حضرت والا اس میں اصلاح فرمائیں۔

تحقیق: سنن موکدہ بھی علیحدہ نہ پڑھنے میں فرائض میں شامل ہیں۔

بچوں کو حد سے زیادہ مارنے کا جائز نہ ہونا

حَال: اس جگہ میں ایک چھوٹا یتیم بچہ تعلیم کے واسطے میرے پاس ہے اور وہ بچہ پڑھنے کا شوق بالکل نہیں رکھتا ہے اور پڑھنے سے بھاگنے کی عادت بھی اس میں بہت زیادہ ہے اور تھوڑی یا زیادہ مار پیٹ وغیرہ سے اس کی اصلاح نہیں ہوتی۔ باقی بہت زیادہ مار پیٹ سے ایک دو روز کے لئے تھوڑی بہت اصلاح ہو جاتی ہے۔ پھر پرانی عادت پر لوٹ آتا ہے بندہ اس معاملہ میں بہت حیران ہے کہ زیادہ مارنے سے اس کو پڑھنے پر کچھ استقامت ہو جاتی ہے اور بغیر مار پیٹ کے بھاگنے سے باز بھی نہیں آتا۔ تادیباً مارنے والے کو آخرت میں پکڑ یا قلبی پریشانی ہوگی یا نہیں اور اس طرح کرنا جائز ہے کہ نہیں جو کچھ حضرت والا کا حکم ہو بندہ اس پر عمل کرے گا۔

تحقیق: اگر (شرعی) حد سے زیادہ مار ہو یقیناً نقصان دہ ہے۔

مچھلی وغیرہ کی خرید وفروخت کے بارے میں

واقعہ: ایک صاحب عالم کا (جن کو دو مسئلوں میں اختلاف تھا ایک گاؤں میں جمعہ ہونے میں جس کے بارے میں انہوں نے ایک رسالہ بھی لکھا تھا۔ دوسرا تالاب کی مچھلی کے مملوک ہونے میں جن کو اس اختلاف کی وجہ سے اپنے بعضے اہل علم پیر بھائیوں سے اختلاف بھی تھا۔ خط آیا جس میں کئی حصے تھے۔ یہاں سے سب حصوں کا جو جواب لکھا گیا وہ الگ الگ نیچے لکھا جاتا ہے۔

پہلا حصہ

اما بعد واضح ہو کہ اس احقر "تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی الخفی" (اللہ تعالیٰ اس کے چھوٹے بڑے گناہوں سے درگذر فرمائے) نے ایک رسالہ جس کا نام مفید الانام ہے تحریر کرکے ۱۳۲۱ھ میں چھپوایا تھا۔ بعد میں جو غور سے دیکھا تو اس میں دو مضمون قابل تلافی ورجوع ہیں۔ ایک یہ کہ اس میں کچھ الفاظ تہذیب کے ہیں۔ دوسرے اس میں نفس مسئلہ کے بارے میں مضمون تحقیق کے خلاف ہیں کیونکہ مجھ کو حنفی ہونے کی حیثیت

سے (جس کا التزام بوجہ اپنے قابل اجتہاد نہ ہونے کے میں اپنے ذمہ ضروری سمجھتا ہوں) یہ منصب حاصل نہیں کہ میں گاؤں میں جمعہ کے جائز ہونے کا جو کہ مسلک حنفی کے خلاف ہے فتویٰ دوں۔ یا اس کو راجح بتلاؤں یا مذہب حنفی کے دلائل پر جو کہ صحیح ہیں جرح کروں۔ یہ میری غلطی تھی۔ میں اب جمعہ کے لئے شہر کو شرط جانتا ہوں۔ لہٰذا بجناب جملہ اہل اسلام سے التجا ہے کہ جن حضرات کی نظر سے یہ کتاب گزرے وہ لوگ علمائے حنفیہ سے تحقیق کے بغیر اس پر عمل نہ کریں بلکہ کسی عالم حنفی محقق سے جانچ کر اس کے مطابق عمل میں لائیں۔ غرض میں اس رسالہ سے رجوع کرتا ہوں۔ اھ (اصل عبارت بہت ناتمام تھی یہاں پوری کی گئی۔ یہ بعد اتمام نقل کی گئی ہے)۔

دوسرا حصہ

سؤال: حضرت والا کے ارشاد کے مطابق مچھلی کی بیع کی صورتوں کی تفصیل کا پتہ عرض ہے۔ الامداد ۱۳۳۳ھ صفحہ ۱۷ حوادث الفتاویٰ صفحہ ۳ میں سوال ہے ابتداء سوال کی عبارت یہ ہے۔ "ولا یجوز بیع السمك قبل ان یصطار الخ" (مچھلی کی بیع جب تک شکار نہ کر لی جائے جائز نہیں ہے) اس کا جواب الامداد صفحہ (۹) ۱۳۳۳ھ و حوادث الفتاویٰ صفحہ ۵ سے شروع ہے۔ شبہ کی بات جس کے بارے میں حضور نے رجوع کا ارادہ ظاہر فرمایا تھا وہ یہ ہے۔ میں نے عرض کیا تھا کہ مالک کو اختیار ہے کہ کسی دوسرے شخص کو شکار نہ کرنے دے۔ اس وجہ سے کہ حضور نے حوادث الفتاویٰ صفحہ (۶) میں تحریر فرمایا ہے کہ یہ دیکھا جائے گا۔ اس کو پہلے سے اس کام کے لئے مہیا کر رکھا تھا یا نہیں۔ پہلی صورت میں مچھلی ملک میں داخل ہو جائے گی۔ اس تحریر سے خیال یہ ہوتا ہے کہ جب مچھلی ملک میں داخل ہے تو منع کرنے کا حق بھی حاصل ہے۔ اس کے بارے میں جو رائے والا ہو بندہ سرفراز کیا جائے۔

جواب: یہ نقل بالکل غلط ہے میں نے علی الاطلاق رجوع کا ارادہ ظاہر نہ کیا تھا۔ خواہ اصل مضمون صحیح ہی ہو بلکہ اس صورت میں کہ وہ قابل رجوع ہو روایت میں ایسی احتیاطیں واجب ہیں اس لئے میرے پاس رسالہ اس وقت موجود نہیں۔ مگر جتنی عبارت آپ نے نقل کی ہے۔ یہی جواب کے لئے کافی ہے اور وہ جواب یہ ہے کہ مہیا کرنے کے یہ معنی نہیں کہ کسی قدرتی تالاب کے بارے میں نیت کر لی ہو کہ ہم اس کو اس لئے تجویز کرتے ہیں کہ جو مچھلی اس میں ہوگی وہ ہماری ہوگی یا کسی تالاب کو اس نیت سے کھودا کہ جو مچھلی اس میں پیدا ہوگی وہ ہماری ہوگی تو مہیا کرنے کا یہ مطلب نہیں بلکہ اس کے معنی یہ ہیں کہ پہلے سے کسی دریا یا تالاب میں مچھلیاں ہیں جو غیر مملوک ہیں اور اسی کے ساتھ کسی نے ایک گڑھا اس نیت سے بنایا کہ اس تالاب یا دریا میں سے جو مچھلی اس کے

اندر آ جائے وہ ہماری ہوگی یعنی ایسی مچھلیوں پر قبضہ کرنے کے ارادے سے گڑھا بنایا۔ یہ معنے ہیں مہیا کرنے کے تو اب دیکھئے کہ آپ پہلی صورت میں مملوک سمجھے ہوتے ہیں یا دوسری میں تب تو غلط ہے یا تیسری میں تو صحیح ہے۔

تیسرا حصہ

سؤال: خدام والا میں عرض ہے کہ حضرت کے ارشاد کے مطابق جو کہ مقام سرائے میر میں حضور نے فرمایا تھا۔ دو مضامین جن کا وعدہ کیا تھا حضرت کی خدمت میں بھیجے جا رہے ہیں۔ امید کہ احقر کو ان کا جواب دیا جائے۔ پہلا مضمون رجوع عن الرسالہ مفید الانام مضمون مندرجہ ذیل ہے حضور کو کمی وبیشی کا اختیار ہے۔

جواب: وہ مضمون بہت مجمل تھا واضح کر دیا گیا۔

سؤال: الامداد کے کسی مقام میں اعلان کرنا مناسب سمجھتا ہوں۔

جواب: آپ خود ان کو لکھئے وہ انکار کریں تو پھر مشورہ لیجئے۔

سؤال: دوسرا مضمون مچھلی کی بیع کی صورتوں کی تفصیل جس میں یہ مضمون سمجھ میں آتا ہے کہ پوکھرا والوں کو اختیار ہے کہ اوروں کو اس میں یعنی اپنے اپنے پوکھرے میں شکار نہ کرنے دیں کیونکہ مالک نے مچھلیوں کے شکار کی غرض سے اپنے واسطے تیار کرایا ہے۔

جواب: تیار کرانے کے معنے سمجھنے میں غالباً آپ سے غلطی ہوئی ہے میں نے اس کے معنے لکھ دیئے ہیں۔

رسمی دعوت برادری میں نہ جانا

حال: دعوت میں اس خیال سے کہ ہم اس کا بدلہ نہیں اتار سکتے کیونکہ ہم کو حیثیت نہیں اور تقریب کے وقت لوگ اس کی شکایت کریں گے کہ میاں تم نے پوچھا بھی نہیں نہ جانا کیسا ہے۔

تحقیق: بہت مناسب۔

دیوان حافظ ومثنوی کا مطالعہ

حال: حضور نے ایک مرتبہ خطاب علم میں فرمایا تھا کہ دیوان حافظ ومثنوی کے مطالعہ سے شوق ومحبت پیدا ہوتی ہے اجازت ہو تو میں بھی اس کو زیر مطالعہ رکھوں۔

تحقیق: کچھ دیکھ کر مجھ کو اطلاع کی جائے۔

مدرسہ سے تنخواہ مانگنا عار نہیں

حال: مدرسہ سے تنخواہ مانگنے میں عار (اہل علم کی شان کے خلاف ہے) عار سی معلوم ہوتی ہے دل چاہتا ہے کہ مہتمم خود ہی دیں تو اچھا ہے۔ اگرچہ ماہ کے اختتام پر تقاضا پیدا ہوتا ہے کہ تنخواہ ملے ہاں جب زیادہ دن گزر جاتے ہیں تو خود ہی مانگنی پڑتی ہے۔ اب ارادہ ہے کہ ان سے کہہ دوں کہ آپ بغیر مانگے تنخواہ دے دیا کریں۔ اس میں کبر تو نہیں۔

تحقیق: کہہ دیں اور اگر پھر بھی نہ ملے تو مانگیں۔ کیسی شان جب نوکری خلاف شان نہ ہوئی تو "الشی اذا ثبت ثبت بلوازمہ" (چیز اپنے لوازم کے ساتھ ہی ہوتی ہے) بلکہ اس سے تنگی کبر ہے۔

پردہ کی تاکید

حال: پردہ کے متعلق میں نے بہت چاہا مگر یہ ناممکن سا معلوم ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ عورتوں کی جہالت سے محفوظ رکھے۔

تحقیق: خدا جانے چاہنے کے کیا معنی۔ جو صورت میں بتاتا ہوں وہ کیجئے۔ وہ یہ کہ ایک روز بی بی اور ساس اور سب گھر والوں کو ایک جگہ بٹھا کر ان سب سے کہئے کہ فلانی کو مجھ سے پردہ کراؤ۔ اور سب مل کر تاکید کرو کہ مجھ سے پردہ کرے ورنہ میں گھر میں آنا بالکل چھوڑ دوں گا۔ پھر یہ انتظام کر کے مجھ کو اطلاع دیجئے اب جب تک یہ انتظام نہ کر لیا جائے میرے پاس خط نہ آئے۔

حال: مگر میں نے اپنی طرف سے یہ انتظام کر لیا ہے کہ میں گھر میں بہت کم جاتا ہوں اور اگر جاتا ہوں تو دروازہ سے سیدھا نیچی نظر کئے دوسرے مکان میں جہاں صرف میری بیوی آسکتی ہے۔ چلا جاتا ہوں اس صورت سے امید ہے کہ فتنہ سے محفوظ رہوں گا۔

تحقیق: یہ آپ کی ناواقفی ہے نفس و شیطان کے دھوکوں میں سے ہے اس میں فتنہ کی روک نہیں ہوگی۔ اصل میں آپ کا نفس پسند نہیں کرتا کہ اس کا جی برا ہو۔

وظیفہ فراخی رزق

حال: خانگی ضروریات نے پریشان کر رکھا ہے۔ اس لئے ایک وظیفہ فراخی رزق کے لئے عشاء کے بعد کچھ دنوں سے پڑھنا شروع کر دیا ہے جس کی اجازت مولانا مرحوم رائے پوری سے ہے۔ وہ یہ ہے کہ سورہ مزمل

شریف گیارہ بار گیارہ سو بار یا مغنی کے ساتھ۔ اگر یہ وظیفہ میری باطنی حالت کے کچھ خلاف ہو تو تحریر فرما دیجئے میں فوراً چھوڑ دوں گا۔

تحقیق: خلاف نہیں اگرچہ کچھ زیادہ مناسب بھی نہیں۔

اولیاء اللہ کے مزار پر جانا

حال: ایک بات یہ پوچھنی ہے کہ اولیاء اللہ کے مزار پر بیٹھ کر ذکر کرنے سے فیض ہوتا ہے اور کس کو ہوتا ہے۔

تحقیق: آپ اس قصہ میں نہ پڑیں۔

قابلیت اصلاح سب میں ہے

حال: بزرگان دین کی حالت دیکھنے سے اور اپنی حالت کو موازنہ کرنے سے اس وقت خیال ہوتا ہے کہ اس ناقابل کی اصلاح ہونا مشکل ہے۔

تحقیق: یہ خیال غلط ہے خطاب اصلاح کا عام ہے اور قابلیت کے بغیر خطاب نہیں ہوتا۔

مبتدی کے لئے جھاڑ پھونک کا نقصان دہ ہونا اور اس کا علاج

حال: ایک صاحب عامی آدمی جہاں ...... کا مکان ہے۔ وہیں ان کا بھی لیکن دونوں پڑھے لکھے آدمی نہیں ہیں۔ اصطلاحی وعرفی علوم کے اعتبار سے بالکل جاہل ہیں لیکن اب صحبت وغیرہ ہونے کی وجہ سے کچھ اچھی سمجھ والے ہوگئے ہیں۔ صوم وصلوۃ کے پابند اور خوش عقیدہ ذہین آدمی ہیں۔ مجھ سے ان کا دینی تعلق ہے۔ اب کچھ کہنے سننے سے قرآن پڑھ رہے ہیں کچھ ذکر وغیرہ بھی کر لیتے ہیں اسی ضمن میں اگر کوئی ان سے جھاڑ پھونک کے لئے پانی وغیرہ دم کراتا تو اس کو بھی کچھ پڑھ کر دم کر دیا کرتے تھے۔

تحقیق: پہلی غلطی اسی کو پسند کرنا تھا۔ ایسے ہی موقع کے لئے کہا ہے۔

ع سر چشمہ باید گرفتن بمیل

ترجمہ: "چشمہ پر ابتدا ہی سے بند باندھ دینا چاہئے (ورنہ بعد میں اس خلا کو پورا کرنے کے لئے ہاتھی کے برابر بھی مٹی ڈالو تو پانی نہیں رکتا ہے)۔" (یعنی سر سے پانی گزرنے سے پہلے ہی کوئی تدبیر کرنی چاہئے)۔ (خطبات حکیم الامت: ۳/۲۸۴)

حال: اس شغل سے ان کی طرف آہستہ آہستہ ہندو مسلمان عوام الناس مخلوق کا رجوع زیادہ ہوگیا۔ یہاں تک

کہ آس پاس کے لوگ دور دور سے ان کے پاس آنے لگے۔ کوئی روز ایسا ناغہ نہ ہوتا کہ کچھ لوگ دور ونزدیک سے ان کے پاس اس غرض سے نہ آتے ہوں۔ اس لئے انہوں نے آنے والوں سے کہا کہ روز مت آیا کرو ہفتہ میں آؤ۔ جب آنے لگے تو اور مجمع ہوا اور لوگوں کو نفع بھی ہوتا رہا۔ جس کو جس بات کے لئے متعارف طور پر دم کیا اس کی حاجت زیادہ تر پوری ہوگئی اگر ایسا نہ ہوتا تو ان کے پاس کیوں کوئی آتا۔ اور انہوں نے خود اور...... نے یہی بیان کیا کہ جس کو دم کر دیتے ہیں اچھا ہو جاتا ہے اور...... نے یہ بھی بیان کیا کہ میرے پاس اگر کوئی آتا ہے تو میں بھی انہیں کے پاس بھیج دیتا ہوں۔

تحقیق: یہ ان کی عقلمندی ہوئی۔

حال: عرض کہ ان کی شہرت جھاڑ پھونک میں ہوگئی اور لیتے دیتے بھی کسی سے کچھ نہیں تھے۔ یہ بھی...... سے معلوم ہوا ایک روز میرے پاس آئے اور اپنی سب سرگزشت اور ایک خواب بیان کیا۔ وہ یہ کہ میں نے ایک شخص کو مہری دار پائجامہ پہنے ہوئے دیکھا اس نے کہا کہ تیرے پاس مجمع زیادہ ہوا کرے گا۔ میں نے کہا کہ یہ شغل اور یہ خواب تمہارے لئے فتنہ معلوم ہوتا ہے۔ لہٰذا اس کو بالکل چھوڑ کر اپنی اصلاح کرو۔ تمہارے لئے ہر حال میں یہ سب باتیں نقصان دہ لگتی ہیں۔ اگر کہیں دنیا غالب ہوئی تو تمہارے لئے یہ سب فتنہ ہے۔ اور دینی نقصان بھی اس میں بہت کچھ ہے کہ کبھی اللہ تعالیٰ کے ساتھ مشغولی نہیں ہوئی۔ اس سے بہتر تو یہ ہے کہ اگر کوئی آوے تو مسنون طریق سے دعا کر دیا کرو۔ اس میں کچھ حرج معلوم نہیں ہوتا۔ لیکن متعارف طور پر جھاڑ پھونک مت کرو۔ اس میں تمہارا سراسر دینی نقصان ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں کچھ نہیں جانتا ہوں۔ اور واقعی کچھ نہیں جانتے ہیں لیکن جس کو جو کچھ جھاڑ پھونک کر دیا اس کی حاجت پوری ہوگئی۔ چنانچہ میرے کہنے سے انہوں نے اس شغل کو ترک کر دیا۔ اب جو کوئی آتا تو یہ کہہ دیتے کہ مجھے اس کام کے کرنے سے منع کیا گیا ہے۔

تحقیق: یہ ایک اور غلطی تھی کسی کا نام نہ لیتے بے مروتی سے کہہ دیتے کہ نہیں کرتا یا نہیں جانتا۔

حال: لیکن ضرورت مندوں کا آنا بند نہیں ہوا۔ وہ لوگ میرے پاس آئے کہ ان کو جھاڑ پھونک کی اجازت دو۔ چونکہ وہ ہندو تھے میں نے کہا کہ ان کو کیسے ٹالوں اور وہ میرے سر پڑے۔ پھر میں نے ان لوگوں سے یہ کہا کہ جاؤ پولیس میں رپٹ لکھوا کر آؤ کہ ہم اپنی خوشی سے سب مسلمان ہوتے ہیں۔ اس کے بعد تم مسلمان ہو جاؤ ہم تم کو دین سکھائیں گے جبکہ تم اس دین کو اچھا سمجھتے ہو تو ایسا کرو۔ پھر تمہارا بھوت بھاگے گا اس کے جواب میں ان سبھوں نے یہ کہا کہ یہ کیسے ہوسکتا ہے۔ میں نے کہا کہ پھر یہ بھی نہیں ہوسکتا ہے۔ کیونکہ انہوں نے یہ کہا تھا کہ جاؤ ان سے اجازت لاؤ تب ایسا کریں گے اس لئے وہ سب میرے پاس آئے تھے۔ جب مجھ سے یہ باتیں

سنیں تو مجبور ہو کر کچھ دیر بعد چلے گئے۔ میں نے ان سبھوں سے یہ بھی کہا کہ ان کے دین کا نقصان ہوتا ہے اس لئے ان کو یہ کام کرنے کی اجازت نہیں دیتا۔

اب میرے کہنے سے انہوں نے سنت طریقے سے دعا کرنا شروع کی۔ لیکن معلوم ہوا کہ اب بھی ضرورت مندوں کا آنا جانا بند نہیں ہوا۔ کیا سنت طریقے سے بھی دعا کرنا ترک کرا دیا جائے۔ جیسا ان کے لئے ارشاد عالی ہو بتایا جائے۔ میری سمجھ ناقص میں جو آیا اس کے مطابق بتا دیا۔ اب جناب عالی جیسا مشورہ دیں وہ بتا دوں۔ اگرچہ وہ اب تک طالب شہرت بظاہر نہیں معلوم ہوتے۔ ورنہ اپنی سرگزشت نہ بیان کرتے لیکن احتمال ہے کہ کہیں آئندہ چل کر دنیا غالب نہ ہو جائے۔

تحقیق: بلاشبہ یہ احتمال قریب ہے۔ اب یہی چاہئے کہ دعا کرنے سے بھی انکار کر دیں اور تنہائی میں حق تعالیٰ سے شرعی قواعد کے مطابق ضرورت مندوں کے لئے دعا کر دیا کریں مگر ان پر ظاہر نہ کریں۔

قوت قدسیہ کی تعریف

حال: اور اسی طرح اکثر بزرگوں کے کلام نظم و نثر میں قوت قدسیہ کا تذکرہ پایا جاتا ہے۔ ان حضرات کی اصطلاح میں قوت قدسیہ کس کو کہتے ہیں۔ اس سے بھی تسلی فرمائی جائے۔

تحقیق: جس سے خفیہ نظریات یقینی ہو جائیں۔

حضرت مجدد صاحب اور مولانا جامی رحمہما اللہ تعالیٰ اور مالا بدمنہ کی عبادت میں مطابقت

حال: حضرت مجدد الف ثانی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ نے مکتوبات میں یا کہیں لکھا ہے کہ صوفی تا خود راز کافر فرنگ بدتر نداند از کافر فرنگ بدتر ست (کہ صوفی جب تک خود کو فرنگی کافر سے برا نہ جانے تو وہ فرنگی کافر سے بھی برا ہے) اور جامی رَحِمَہُ اللہُ تَعَالیٰ نے لوائح جامی میں دو شعر بطور مناجات کے لکھے ہیں ؎

یارب برہانیم زحرماں چہ شود ❁ راہے دہیم بکوئے عرفاں چہ شود
بس گبر کہ از کرم مسلماں کردی ❁ یک گبرد گر کنی مسلماں چہ شود

ترجمہ

❶ اے رب اگر تو ہمیں محرومی سے بچالے تو کیا ہو جائے گا۔ معرفت کی گلی میں ہمیں بھی گزار دے تو کیا ہو

جائے گا۔

❷ ایک آتش پرست کو تو نے اپنے کرم سے مسلمان کر دیا۔ ایک اور کو بھی مسلمان کر دے تو کیا ہو جائے گا۔

اس آخری مصرعہ میں مناجی (دعا کرنے والا) یک گبر دگر کنی مسلماں چہ شود (ایک اور کو مسلمان کر دے) سے کس کو مراد لیتے ہیں۔

(ج مجھے) سمجھ میں نہیں آتا کیونکہ مالا بدمنہ میں یاد آتا ہے کہ لکھا ہے کہ اپنے ایماندار ہونے میں شک کرنا کفر ہے ان دونوں باتوں میں مطابقت کی کیا صورت ہے؟

(ج) تعارض ہی نہیں جو تطبیق کی ضرورت ہو گبر یا کافر فرنگ سمجھنا یا اس سے بدتر سمجھنا آئندہ کے اعتبار سے ہے کہ ہم شاید اس سے بدتر ہو جائیں اور وہ ہم سے بہتر ہو جائے اور مالا بد کا حکم باعتبار حال کے اعتبار سے ہے (کہ فی الحال خود کو ایسا سمجھنے سے کافر ہو جاتا ہے)۔

خودرائی کا منع ہونا اور اخیر شب جاگنے کی تدبیر

سوال: مولانا مولوی صاحب زادعنایۃ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مزاج شریف خادم کو اسم اللہ تعلیم ہوا تھا وہ بعد نماز عشا ایک ہزار بار پڑھتا ہے۔ مگر درمیان میں اس احقر کے مطالعہ کتاب ''تحفۃ العاشقین'' و ''ہدایۃ الانسان'' ''سبیل العرفان'' کے بعد دل پر ایک چوٹ لگی۔ اس وقت مسلسل ہر وقت دل میں یا اللہ کا شغل ہے۔ مگر یہ کمبخت دل کسی دنیا کے کام میں مصروف ہو جانے سے خاموش ہو جاتا ہے۔ میرے آقا مدد کرنے کا وقت ہے میری خبر لیجئے کبھی کبھی طبیعت پریشان ہونے سے کاملین کی تلاش میں نکل جاتا ہوں۔ مگر کچھ پتہ نہیں چلتا ہے۔ تہجد کی نماز اکثر نہیں ہوتی۔ آنکھ نہیں کھلتی۔ صبح کو افسوس کر کے رہ جاتا ہوں۔ لہٰذا نہایت ادب سے عرض ہے کہ اللہ تعالیٰ سے ملنے کی تعلیم عطا فرمائی جائے۔ تہجد کے وقت آنکھ کھلنے کی ترکیب بھی عطا فرمائی جائے باقی اللہ پاک کا فضل ہے۔

جواب: السلام علیکم ورحمۃ اللہ اگر کوئی نیا وظیفہ بڑھا لیا ہے تو اس کو چھوڑ دیا جائے اور اگر اور نہیں بڑھایا ہے تو میرا بتایا ہوا بھی چھوڑ دیا جائے۔ اس کی جگہ اتنی دیر تک اور دوسرے اوقات میں بھی صرف درود شریف پڑھیں۔ تہجد کے وقت آنکھ کھلنے کے لئے سورہ کہف کی آخر کی آیتیں ﴿ان الذین امنوا وعملوا الصالحات﴾ سے آخر تک ایک بار پڑھ کر دعا کر کے سو جانا مفید ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ جس وقت کے لئے دعا کی جائے گی اسی وقت آنکھ کھلے گی۔

میں نے تعلیم ہی کا تو سلسلہ شروع کیا تھا مگر آپ نے خودرائی سے کتابوں کا مطالعہ شروع کر دیا اس کو میں کیا کروں۔ اگر آپ باقاعدہ تعلیم چاہتے ہیں تو کتابوں کا مطالعہ بالکل چھوڑ دیا جائے اور جو لکھنا ہو مجھ کو لکھیں۔ کاملین کی تلاش کا یہ طریقہ نہیں ہے کہ جنگلوں کو نکل جائیں بلکہ کسی کے پاس جس سے اعتقاد ہو کچھ دنوں تک رہنا چاہئے۔ وہاں سب راہیں مل جاتی ہیں اگر اس پر عمل کرنے سے تسلی ہو یا سمجھ میں نہ آئے تو زبانی سمجھ جائیں۔

سؤال: آج کل مجھ کو نیند بہت زیادہ آتی ہے۔ نیند کا غلبہ تو مجھ پر ہمیشہ رہا ہے۔ صبح کی نماز جماعت سے کبھی کبھی ہی ملتی ہے اگر ایسی کوئی تدبیر ہو کہ کوشش کے باوجود چار بجے کے بعد نیند نہ آئے تو دل کی مراد پاؤں۔ میں آج کل اس کوشش میں اگر ۹ بجے عشا کے بعد پڑھ بھی سو جاؤں تب بھی ۴ بجے آنکھ نہیں کھلتی ہے۔

جواب: رات کو کھانا کم کھایئے۔ جلدی کھایئے پانی کم پیجئے۔ سورہ کہف کی آخر کی آیتیں ﴿ان الذین امنوا﴾ سے آخر سورۃ تک ایک بار پڑھ کے دعا کر کے سو جایا کیجئے۔

حافظ قرآن کا ادب قرآن کی طرح نہیں ہے

سؤال: ایک نئی بات سوجھی ہے جس کی اطلاع آپ کو دینی ضروری ہے۔ چھاپہ کا قرآن جبکہ اس پر کاغذ چمڑہ کی جلد ہو جزدان بھی ہو قابل ادب ہے تو حافظ کے سینہ اور دماغ تو قدرتی چھاپہ سے چھپ جاتا ہے۔ انسان کی کھال جزدان اور جلد میرا خیال ہے کہ حافظ کے سینہ اور دماغ کا اس سے زیادہ ادب ہو۔ میرے اس خیال کو مہربانی فرما کر اس طرح تشفی کر دیں کہ اطمینان ہو جائے۔

جواب: حافظ کے دماغ میں چونکہ الفاظ قرآن کا نقش باطنی ہے ظاہری نہیں اس لئے اس کا ادب اس قسم کا نہیں کہ مثلاً اس کو بے وضو ہاتھ نہ لگائے ورنہ خود حافظ کو بلکہ ہر آدمی کو جس کو تھوڑا بہت قرآن یاد ہو کو استنجا خانہ میں جانا جائز نہ تھا۔

سؤال: قرآن پڑھتے پڑھتے منہ میں جو تھوک ہوتا ہے اس کو ضائع کرنے اور معمولی جگہ ڈالنے کو طبیعت نہیں چاہتی۔ قرآن کسی چیز پر پڑھ دیا جائے تو وہ ادب کے قابل ہو جائے مثلاً پانی تو جو چیز پڑھنے میں بکثرت مس ہو تو اس کا ادب کیسے نہ ہوگا۔ یہ خیال میرا کس درجہ تک صحیح ہے یا غلط اگر صحیح ہو تو اوروں کو بھی بتاؤں۔

جواب: یہ ایک حال ہے جو عظمت قرآن کے اعتقاد سے پیدا ہوا ہے مگر احوال شرعی احکام کی بنیاد نہیں ہوتے ہیں (بلکہ) اس کی بنیادیں حقیقی حقائق ہوتے ہیں۔ حقیقی حقیقت یہ ہے کہ یہ اجزا انسان کے ساتھ تعلق رکھنے والے ہیں اور انسان پر قرآن کی تعظیم خود واجب ہے۔ اجزا آلات کل کے تابع ہوتے ہیں تو اجزاء وآلات خود

تعظیم کرنے والے ہوئے جیسے ہاتھ انسانی جزو ہے تو خود ہاتھ پر واجب ہوگا کہ طاہر ہوکر قرآن تک پہنچے اسی طرح منہ واجب ہوگا کہ طاہر نہ ہوتو قرآن نہ پڑھے مثلاً جنابت میں کہ نجاست حکمیہ ہے کسی وجہ سے منہ میں خون بھر گیا کہ نجاست حقیقیہ ہے۔ جب ان اجزا و آلات پر خود تعظیم واجب ہے تو اجزاء کی تعظیم کیسے ہوگی ایک ہی چیز میں دو باتیں جمع کیسے ہوں گی کہ تعظیم کرنے والا بھی ہو اور اسی کی تعظیم کی جائے (یہ ہو نہیں سکتا ہاں اجزاء کو پاک کرنا ضروری ہوگا) اس لئے یہ خیال حقیقت کے خلاف ہے اس لئے نہ اس پر عمل ہوگا اور نہ اس کی تعلیم کسی کو کی جائے گی۔

(قوت) متخیلہ و دماغ کا تصرف

سوال: مولائی اکثر نماز میں یہ حالت ہوجاتی ہے کہ بے اختیار آنسو جاری ہوجاتے ہیں۔

جواب: مبارک حالت ہے ؎

اے خوشا چشمیکہ آں گریاں اوست ❁ اے خوشا آں دل کہ آں بریاں اوست

ترجمہ: ''وہ آنکھیں بہت اچھی ہیں جو اس کی محبت میں رونے والی ہیں —— وہ دل بہت اچھا ہے جو اس کی محبت میں جلا ہوا ہے۔''

سوال: اور ایسا لگتا ہے کہ چاروں طرف سے یہ آواز آرہی ہے کہ ہے تو بڑا بدنصیب تو اتنا بڑا گنہگار ہے کہ دنیا میں رہنے کے لائق نہیں تیرا وجود اس دنیا کے قابل نہیں ہے۔

جواب: یہ آواز دماغ اور صرف متخیلہ کا تصرف ہے توجہ کے قابل نہیں ہے اور اگر آپ کے خیال کے موافق اس کو غیبی آواز بھی فرض کر لی جائے تب بھی ساری کی ساری ارشاد و ہدایت ہے کہ آپ اپنی اصلاح حال کریں تو بھی یہ رحمت ہوئی آپ اپنی اصلاح کی طرف متوجہ ہوں اور میری پہلی تشخیص کے احتمال پر اپنے دماغ کی بھی اصلاح فرمائیں۔

سوال: یہ سن کر قلب کو سخت پریشانی ہوتی ہے اور بہت رونے کو جی چاہتا ہے۔ اسی کھینچا تانی میں زندگی گزار رہا ہوں۔ یہ کیا ہے حضور اس کے واسطے کوئی دعا یا ورد تجویز فرمائیں۔

جواب: پریشانی کی کوئی بات نہیں ہے اس کی تفصیل اوپر لکھ دی ہے۔ خدا کا شکر کیجئے اور اپنی جسمانی اور روحانی اصلاح کیجئے۔

جمع الجمع کا مقام اور اس کی تحقیق وہ کیا ہے

مجازین میں سے ایک صاحب کا حال

(حضرت! میری) حالت یہ ہے کہ وارد اور حال کے مختلف ہونے کی وجہ سے دل غیر حق (اللہ تعالیٰ کے علاوہ) سے خواہ تعلق علمی ہو یا محبت کا ہو خالی ہوتا ہے تو کبھی توحید شہودی، ذات وصفات اور عظمت حق کے افعال کے غلبہ کی وجہ سے اور ممکنات (جن چیزوں کا وجود ممکن ہو) کا وجود ایسا کمزور لگتا اور نظر آتا ہے کہ اپنا خیال اور شرک کا وہم وگمان درمیان میں نہیں لگتا بلکہ بالکل ہی نظر نہیں آتا ہے۔ (اس شعر کا حال)

ع تو درمیان ہیچ نہ ہرچہ ہست او است

ترجمہ: "تو درمیان میں بالکل نہیں ہے جو کچھ ہے وہی ہے۔"

سچا ہوتا ہے۔ اس غلبہ میں ممکنات کے وجود کو معلوم اور ذہن میں رکھنے سے غیرت آتی ہے اور شرک کا شبہ لگتا ہے۔ شہود کی نگاہ میں (چیزوں کی) کثرت وحدت (ایک ہونے) کی صورت میں اور اپنی ہستی نہ ہونے کی طرح اور ساری ظاہری صفات اللہ تعالیٰ کے جمال وکمال کا نور وظہور معلوم ہوتا اور نظر آتا ہے۔ اور صرف اللہ تعالیٰ کے ایک ہونے کے علاوہ کچھ بھی نہیں سماتا ہے ؎

سمایا جب سے تو نظروں میں میری ❁ جدھر دیکھتا ہوں ادھر تو ہی تو ہے

وحدت کے ہیں یہ جلوے نقش ونگار کثرت ❁ تو نور ہر شر رہے ہر سنگ طور تیرا

جب دل میں یہ سمائی جو کچھ کہ ہے سوتو ہے ❁ کب دل سے دور ہوئے قرب وحضور تیرا

اگرچہ حق تعالیٰ ان غلبوں، کیفیتوں، تجلیوں، مشاہدوں نسبتوں اور تشبیہوں سے بری اور پاک ہے اور سمجھ میں آنے سے اس آیت کی وجہ سے ﴿لا تدركه الابصار﴾ کہ آنکھیں اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھ سکتی ہیں، بالاتر ہیں۔

ع چہ نسبت خاک رابا عالم پاک

ترجمہ: "خاک کو عالم پاک سے کیا نسبت؟"

ان کی شان بے گمانی "تعالى الله عن ذالك علوا كبيرا" ہے لیکن اس کے ساتھ ہی یہ بھی معلوم نظر آتا ہے کہ جس طرح حق تعالیٰ کی صفت بے مثال ہے اس صفت کا ممکن کے ساتھ بنانے والے اور بنی ہوئی چیز پیدا کرنے والے اور پیدا کی گئی چیز کے علاوہ کوئی اور تعلق معلوم نہیں ہوتا ہے اسی طرح اس کو ممکن کے ساتھ

گھیرے ہوئے ہونے، محبت اور قرب کی ایک خاص نسبت ان میں حلول کئے (یعنی سمائے ہوئے) اور ایک ہوئے بغیر معلوم ہوتی ہے اور ہم اس پر ایمان بالغیب رکھتے ہیں اور اس کی کیفیت ہمیں معلوم نہیں ہے چنانچہ حضرت عارف باللہ مولانا رومی فرماتے ہیں ؎

اتصالے بے تکیف بے قیاس ❁ ہست رب الناس رابا جان ناس

ترجمہ: ''لوگوں کے پروردگار کو لوگوں کے ساتھ بے کیف اور بے قیاس اتصال (ملاپ) ہے۔'' (یعنی اللہ تعالیٰ کو لوگوں کے ساتھ کیفیت کے بغیر اور تصور میں نہ آنے والا اتصال ہے یعنی عقل اس کو وحی اور الہام کے بغیر معلوم نہیں کر سکتی)۔ (مفتاح بتصرف دفتر۴ص ۱۱۸)

اس احقر کو چونکہ اس قسم کی حالت کا غلبہ پیش آتا ہے اور صحو کے بعد اس دل میں حالت کے لوٹ آنے کا تقاضا پیدا ہوتا ہے اگرچہ بعض حالت کے اعتبار سے حاصل سکون ہے۔ لیکن اس مرتبہ میں ابھی تک کامل سکون حاصل نہ ہوا حیرت ہے کہ تمکین کی حالت کے بعد تلوین کی حالت ہو جاتی ہے اور سکون نہ ہونے کی وجہ سمجھ میں نہیں آتی بلکہ یہاں تک اس مشاہدہ میں ہستی کی کمزوری اور ماسوائے فنا در فنا ہوتی رہے اور غیر حق نظر میں کچھ باقی نہ رہے، اتنا ہی سکون اور یکسوئی معلوم ہوتی ہے۔ ایسے ہی احقر کو اس طریق سلوک میں وصول الی اللہ کے لئے اپنی خیالی تکبر اور خود پرستی سے زیادہ کوئی چیز آڑ اور سخت معلوم نہیں ہوتی کیونکہ جس قدر یہ خیال گمان سے دور رہتا ہے حق سے قرب اور ماسوی سے دور ہوتا ہے۔ اور جس قدر یہ ظلمت نظر میں جگہ بنا لیتی ہے حق سے دور اور ماسوی سے قرب ہوتا ہے دعا فرمایئے۔ کہ حق تعالیٰ ان سخت پردوں سے نجات فرمائیں اور اس کی جگہ سکون یکسوئی خوف تقویٰ اور اپنی محبت معرفت کامل طور پر نصیب فرمائیں کہ جو ذریعہ نجات ہو ورنہ جہاں تک اپنے اوپر نظر پہنچتی ہے سر سے پیر تک گناہوں سے بھرا ہوا ہوں صرف اس کے فضل و کرم کے نجات کی کوئی صورت معلوم نہیں ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ رحم فرما دیں آمین۔

اسی طرح توحید کے مسئلہ کے بارے میں ذوق اور وجدان سے یہ بات معلوم مدرک ہوتی ہے کہ وحدت الوجود اور وحدت الشہود اور ہمہ اوست او ہمہ از وست (کہ سب وہی ہے اور سب اسی سے ہے) یہ سب اصطلاحی الفاظ ہیں اس کا سبب شہود حق ہے اور جس طرح ہمہ از وست (کہ سب اسی سے ہے) اور وحدت الشہود میں ممکن کا واجب ہونا معلوم نہیں ہوتا۔ اگر کوئی ایسا معلوم کرے تو یہ اس کے وجدان (باطنی احساس) کی غلطی ہے یا عقیدہ فاسد ہے۔ ورنہ کسی محقق عارف کا یہ عقیدہ نہیں کہ ممکن کو واجب معلوم کر کے ہمہ اوست (سب وہ ہے) معلوم کرتا ہے جیسا کہ ملحدین کا عقیدہ ہے۔ مثلاً جس طرح سے وحدت الشہود میں مال و متاع لونڈی غلام وغیرہ

کی مملوکہ زید سے معلوم کرنے سے ان سب کا زید ہو جانا لازم نہیں آتا الگ ہونا سمجھ میں آتا ہے اسی طرح وحدت الوجود میں زید کا سارا مال و متاع لونڈی غلام وغیرہ مجازاً سب کو زید معلوم کرنے سے سب کا زید ہو جانا لازم نہیں آتا۔ یہاں بھی الگ ہونا سمجھ میں آتا ہے اسی طرح ممکنات اور وہ صفات جو اللہ تعالیٰ ظاہر کرتی ہیں کو غلبہ حال کی وجہ سے حق معلوم و مشکوف ہونے سے سب کا حق ہو جانا لازم نہیں آتا۔ یہاں بھی الگ ہونا حقیقی اور معنوی سمجھ میں آتا ہے کیونکہ یہ سب حالتیں مغلوبیت اور سکر (نشہ) کی ہیں ورنہ ممکن، ممکن اور واجب واجب ہے نہ ممکن واجب ہوسکتا ہے اور نہ واجب ممکن (ہوسکتا ہے) تمیز ختم ہو جانے سے ممکن واجب معلوم ہوتا ہے کیونکہ توحید کے غلبہ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے علاوہ کو بھلا دیتا ہے اس لئے سب نگاہ اور دیکھنے میں ایک ہی بسا ہوتا ہے اور ایک ہی معلوم ہوتا ہے اور غلبہ حال میں بزبان حال یوں کہتا ہے ؎

بسکہ در جان فگار و چشم بیدارم توئی ❁ ہر چہ پیدا میشود از دور پندارم توئی

ترجمہ: ''میری زخمی جان اور بیدار آنکھوں میں تو ہے —— جو چیز بھی دور سے نظر آتی ہے میں سمجھتا ہوں کہ تو ہی ہے۔''

لیکن وحدت الوجود کے مفہوم میں وحدت الشہود کے خلاف ایک قسم کی غیبت اصطلاحی لفظی سمجھ میں آتی ہے اور اس میں غیریت ہے۔ لیکن یہ عینیت غیریت (عین ہونا غیر ہونا) اصطلاحی مجازی ہے کہ حقیقی معنوی اور لفظی پھیر پھار سے وجدان میں غلطی ہوتی ہے ورنہ تحقیق کی نظر سے دونوں کا سبب ایک ہے کچھ فرق نہیں ہے لفظ جھگڑا لفظی کی وجہ سے وجدان کے بغیر صحیح مفہوم میں غلطی ہوتی ہے ورنہ حاشا وکلا عارفین ممکن کو واجب معلوم و مکشوف کر کے ہمہ اوست (سب وہی ہے) نہیں کہتے یہ تو بالکل گمراہی ہے بلکہ ہمہ از وست (سب اسی سے ہے) دونوں قیود سے گذر کر صرف تنزیہ حق (اللہ تعالیٰ ہر چیز سے پاک سمجھنے) کے ساتھ اوست (وہ ہے) معلوم کر کے اس کا شہود رکھتے ہیں اور کبھی غلبۂ حال کی وجہ سے اوست ہی کو اوست کہتے ہیں ؎

تراز دوست بگویم حکایت بے پوست ❁ ہمہ از وست اگر نیک بنگری ہمہ اوست

ترجمہ: ''میں تجھ سے دوست کے بارے میں صاف بات کہتا ہوں سب اسی سے ہے اگر تو صحیح دیکھے تو سب وہی ہے۔''

عارف باللہ جامی رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی فرماتے ہیں: ؎

ہمراہ و ہمنشں و ہمراہ ہمہ اوست ❁ در دلق گدا و اطلس شہ ہمہ اوست

در انجمن فرق نہاں خانہ جمیع ❁ باللہ ہمہ اوست ثم باللہ ہمہ اوست

ترجمہ

۱ ہمراہ اور ہم نشین سب وہی ہے ــــ فقیر کی گدڑی اور بادشاہ کے شاہی لباس میں سب وہی ہے۔"

۲ محفل اور گھروں میں پوشیدہ چیز ــــ خدا کی قسم تو ہی ہے خدا کی قسم تو ہی ہے۔"

اور اسی طرح اس کے ایک معنی اور مدرک (معلوم) ہوتے ہیں کہ کبھی ممکن کو تو واجب سالک معلوم مدرک نہیں کرتا اور نہ اس کا یہ عقیدہ پہلے سے ہے لیکن کمال فنا اور غلبہ سکر (نشہ) میں بہت ہی کمزوری اور محتاجگی کی وجہ سے ممکن و واجب میں کچھ بھی فرق و تمیز نہیں سکتا معذور ہوتا ہے اور ہمہ اوست (سب وہ ہے) یا اس کی طرح کے شطحیات لیس فی الدار (گھر میں اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی رہنے والا نہیں ہے) وغیرہ معلوم و مکشوف کرتا ہے اور بزبان حال یوں کہتا ہے ؎

بے نشا نیست کزو نام ونشان چیزے نیست ❁ بخدا غیر خدا در دو جہان چیزے نیست

ترجمہ "وہ بے نشاں ہے کہ اس کا نام ونشاں کچھ نہیں ہے ــــ خدا کی قسم دونوں جہاں میں خدا کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔"

اور کبھی ممکن و واجب سب معلوم و مکشوف رہتا ہے لیکن اپنے باطن میں اللہ تعالیٰ کے کسی دوسرے کو حق نہیں پاتا تو بغلبہ حال کبھی لیس فی جبی ما سوی اللہ (یعنی میرے جبہ میں اللہ تعالیٰ کے علاوہ کچھ نہیں ہے) یا اس جیسے دوسرے شطحیات (وہ باتیں جو اہل اللہ غلبہ حال کی وجہ سے خلاف شریعت کہتے ہیں) اور یہ گمان بھی غالب ہے کہ بعض سالک مغلوب الاحوال ان مراکز پر پہنچ کر ان کو محویت و استغراق اور سکر کا غلبہ اتنا ہوتا ہے کہ اپنی مائی و منی (یعنی اپنی اصل) وغیرہ سب کچھ اللہ کی ذات وصفات افعال وغیرہ کے سامنے بھولی بسری کر دیتے ہیں اور غلبہ سے مغلوب ہو کر معذور جیسے (آدمی) نائی کے ہاتھ میں ہوتا ہے کی طرح ہو جاتے ہیں یہاں تک کہ دور ہونے کا فرق تمیز اور وہم گمان ان کے درمیان باقی نہیں رہتا ہے جمادات کی طرح بالکل بے حس ہو جاتے ہیں اور اس کے غلبہ میں سبحانی و اناء الحق (میں سبحان ہوں، میں خدا ہوں) جیسی شطحیات وغیرہ بے خودی کی حالت میں خود بخود صادر ہوتی ہے۔ اور بزبان حال یوں کہتے ہیں ؎

من نمیگویم انا الحق یار میگوید بگو ❁ چوں نگویم چوں مراد لدار میگوید بگو

ترجمہ: "میں نہیں کہتا کہ میں حق ہوں یار کہتا ہے کہ کہو میں نہیں کہتا ہوں تو میرا دوست کہتا ہے کہ کہو۔"

غرضیکہ سالکین کو اس قسم کے مغلوبیت اور سکر کے احوال مختلف انواع سے پیش آتے ہیں۔ اسی وجہ سے

شطحیات ہر سالک سے الگ صادر ہوتی ہے۔ عارفین کے نزدیک یہ کوئی کمال قرب اور ولایت کی علامت نہیں ہے بلکہ کمال و ولایت کمال اتباع اور کمال تقویٰ اور کمال عبدیت اور اطاعت میں جانتے ہیں اور باقی اس کے علاوہ ان حضرات عارفین کی نظر میں غلبات کیفیات مکشوفات وغیرہ طاعت حق کے سامنے سب گرد (خاک کی طرح) ہے۔ وہ اس کو کچھ کمال نہیں سمجھتے ہیں۔ پیروی و اتباع کرتے ہیں اور اس کو کمال قرب اور ولایت سمجھتے ہیں۔ اور باقی سب بھولا بھلایا کرتے ہیں ؎

ماہر چہ خواندہ ایم فراموش کردہ ایم ❁ الاحدیث یار کہ تکرار میکنم

ترجمہ: ”ہم نے جو کچھ پڑھا سب بھلا دیا ہاں محبوب کی بات یاد ہے جس کو دہرائے جاتا ہوں۔“

اسی طرح یہ لوگ اس قسم کے واردات کے آنے کو باعث بے حسی اور کم ظرفی اور بے بسی سمجھتے ہیں اور یوں کہتے ہیں ؎

ہم نہیں کم ظرف ایسے جو کمیں دیوانہ وار ❁ خم کے خم پی جاتے ہیں رہتے ہیں لیکن ہوشیار

جس مقام سے صدور شطحیات معتبرہ ہوتے ہیں (وہ مقام) دو علت سے خالی نہیں ہوتا سالک یا تو مغلوب و معذور ہو جاتا ہے اور یا دائرہ شریعت کے اندر رہتا ہے اور جو کچھ کہتا ہے۔ اسی حد کے اندر رہ کر کہتا ہے مگر صورت کے اعتبار سے وہ شطحیاتی ہوتی ہیں۔ اور اپنے کلام کو شریعت کی حد سے باہر نہیں سمجھتا لیکن کبھی پوری طرح کہنے سے قاصر و معذور ہو جاتا ہے اور اس لئے دوسروں کو نقصان پہنچتا ہے۔ اگر ان دونوں باتوں میں سے کوئی نہیں پائی جائے۔ یعنی نہ شریعت کی حد کے اندر اس کا کلام ہو اور نہ مغلوب و معذور ہو تو جو کچھ کہے الحاد اور زندقہ ہے اور اس کی میزان (کسوٹی) شریعت ہے اس کا کلام اور اس کی محبت شریعت کے موافق ہے تو قابل قدر اور واجب التعظیم ہے ورنہ کچھ نہیں۔ پھر یا تو مغلوب معذور ہے اور یا جو کچھ کہے اس کا الحاد ہے اور اس کی پیروی نہ کی جائے۔

واللہ یہ جو کچھ احوال ہوتے ہیں ان کا سبب مغلوبیت اور سکر وغیرہ ہے۔ سالک کو احوال کی مغلوبیت میں حیرت در حیرت اور فنا در فنا ہو جانے کے علاوہ اس جگہ کچھ ہاتھ نہیں آتا۔ حق تعالیٰ ان کیفیات اور ادراکات سے مبرا (بری) اور منزہ (پاک) ہیں اور جو کچھ کسی کو مدرک اور معلوم ہو وہ اس کے ادراک اور معلوم کی حد ہے نہ کہ وہ حق تعالیٰ کی ذات اور صفات کی حد ہے۔ حق تعالیٰ ان ادراکات اور معلومات اور مشاہدات سے وراء الوراء ثم وراء الوراء (اونچی اور بہت ہی اونچی ہستی) ہیں اور جو کچھ معلوم و مکشوف ہو وہ سب مثال اور غلبہ سکر اور استحضار اس کا باعث ہے اور حق تعالیٰ ”لا تدرکہ الابصار الخ“ (کہ اللہ تعالیٰ کو آنکھیں دیکھ نہیں سکتیں) کی وجہ سے اس

سے پاک ہیں عارف کی معرفت کی انتہا ادراک سے عاجز ہونا اور ہم نے اللہ تعالیٰ کو نہیں پہچانا ہے۔

گنگ میگر دو زباں اہل عرفاں ایں مقام ❁ ماعرفنا گفت اینجا سیّد ابرار ما

ترجمہ: ''اللہ کے عارفوں کی زبانیں اس جگہ گونگی ہو جاتی ہیں ہم نے نہیں پہچانا کہا ہے ہمارے سردار نے''

''ھذا لقول لیس بحدیث کما حققه بعض اھل الحدیث لکن المعنی صحیح کما صح قوله علیه السلام لا احصی ثنا علیك انت کما اثنیت علی نفسك.'' یہ قول حدیث نہیں ہے جیسا بعض اہل حدیث نے اس کی تحقیق کی ہے لیکن معنی صحیح ہے جیسے رسول اللہ ﷺ سے صحیح روایت ہے کہ اے اللہ! میں آپ کی تعریف کو شمار نہیں کر سکتا آپ تو اسی طرح ہیں جیسے آپ نے اپنی تعریف فرمائی ہے۔ اور آگے اس سے اگر کچھ اور حوصلہ ہے تو یہ اس کے ادراک اور سمجھ کی کمی اور غرور ہے اور حق تعالیٰ اس سے مبرا و منزا ہیں۔ ''تعالی اللّٰه عن ذالك علوا کبیرا'' ان کی شان ہے۔

کیفیت حالت مذکورہ اور جو کچھ معلوم مدرک ہوا اسی طرح عبارت میں لانے سے قاصر لیکن پھر بھی جو کچھ سمجھ ناقص میں آیا صرف اپنی اصلاح کے خیال سے مختصر طور پر عرض کرتا ہے امید کہ براہ عنایت کریمانہ اور شفقت بیکرانہ نظر توجہ فرما کر تسلی اور تشفی فرمائی جائے۔

بے عنایات حق و خاصان حق ❁ گر ملک باشد سیاہ ہستش ورق

ترجمہ: ''اللہ اور اللہ والوں کی مہربانیوں کے بغیر اگر فرشتہ بھی ہو تو اس کا اعمال نامہ کالا ہوگا۔''

اور جو کچھ غلطی ہو معاف فرما کر اس پر تنبیہ فرمایا جائے ورنہ میں کیا اور میرا فہم و ادراک علم و عمل اور حال کیا سب کچھ کچھ نہیں ہذیان ہے۔

کچھ نہیں سب کچھ ہے یارو کچھ نہیں ❁ کچھ نہ ہونے کے سوا سب کچھ ہے یارو کچھ نہیں

یہ جو کچھ کہتا ہوں سب کچھ کچھ نہیں ❁ کچھ نہیں سب کچھ ہے یارو کچھ نہیں

کار پاکاں را قیاس از خود مگیر ❁ گرچہ ماند در نوشتن شیر و شیر

ترجمہ: ''پاک لوگوں کے کام کو اپنے اوپر قیاس مت کرو کہ لکھنے میں شیر اور شیر ایک طرح کا ہوتا ہے۔''

تحقیق: یہ جمع الجمع (اشاریہ میں دیکھیں) کا مقام نہایت عالی ہے۔ ایک اس سے بھی اعلیٰ ہے کہ عقلی نظر میں تعلق ہو اور ذوقی نظر میں وہی صانعیت و مصنوعیت حاضر ہو (بنانے والا اور بنی ہوئی رہے)۔

تحقیق: یہ تلوین تمکین کے خلاف نہیں ہے اہل تمکین کو بھی ان کے درجہ کے موافق ایسے غلبات پیش آتے ہیں۔تلوین کے خلاف وہ ہے جس سے ان کے علوم مغلوب اور اعمال غیر منتظم ہو جائیں۔

تحقیق: ماشاء اللہ اونچا حال ہے اور عجب تحقیق ہے خصوص اوست کا مضمون بے حد لطیف ہے۔

تحقیق: سب مضامین کے متعلق جواب لکھ دیا ہے۔

غیر حق سے تعلق کی تفسیر

سؤال: غیر حق اصطلاح صوفیہ میں کس کو کہتے ہیں اور اس کے کیا معنی جو کہا کرتے ہیں کہ غیر حق سے انقطاع (تعلق ختم) کرو تو کیا نبی اور ولی سے تعلق نہیں رکھا جاتا۔

جواب: فرمایا جس کا تعلق حق سے نہ ہو وہ غیر حق ہے اور جس کا تعلق حق کے ساتھ ہو وہ غیر حق نہیں۔اس سے یہی مراد ہے اور تعلق کی تین قسم ہیں اچھا، برا اور تعلق محمود ہو وہ تعلق بحق ہے مثلاً تعلیم دین وغیرہ کا تعلق کہ یہ سارا تعلق بحق ہے اور جو تعلق برا ہو وہ تعلق غیر حق ہے اور جو تعلق کہ نہ مذموم ہو اور نہ محمود اس کو مباح کہتے ہیں اس کا رکھنا جائز اور نہ رکھنا کوئی گناہ نہیں پس اس میں اگر مشغولی نہ ہو وہ بھی مانع عن الحق نہیں۔

اعتقاد ہمہ اوست (سب وہ ہیں) وغیرہ کا اعتقاد غلبہ حال کے بغیر کفر ہے

سؤال: عارفین اپنے علاج و معالجہ کی حکمت اور اللہ تعالیٰ کے دو نہ ہونے کی غرض سے اس قسم کے اشغال عمل میں لائے لیکن اگر کسی کا ظاہری الفاظ کے موافق یہ اعتقاد ہو جائے کہ ہمہ اوست (کہ سب وہی یعنی اللہ تعالیٰ ہے) تو کافر ہو گا یا نہیں۔

جواب: فرمایا اگر غلبہ حال کی وجہ سے یہ بات ہے تو معذور ہے کیونکہ فرق کی تمیز درمیان سے اٹھ گئی ہے اور اگر غلبہ حال کے بغیر کسی کا یہ اعتقاد ہو گیا ہے اور حادث (نئی مخلوق) قدیم (پرانی چیز یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات) میں فرق نہیں کرتا تو بلاشبہ کافر ہے ؎

ہر مرتبہ از وجودے حکمے دارد ❁ گر فرق مراتب نہ کنی زندیقی

ترجمہ: "ہر درجہ کا حکم الگ الگ ہوتا ہے اگر تم ان درجوں میں فرق نہ کرو گے تو زندیق (بے دین) ہو جاؤ گے۔"

حق تعالیٰ نے اپنی مثال تو فرمائی لیکن مثل کی نفی بھی آیت ﴿لیس کمثله﴾ (کہ اللہ تعالیٰ کے مثل کوئی چیز نہیں ہے) میں فرما دی ہے۔

غیبی سلام کی آواز

حال: ہفتہ کے قریب ہوا کہ میں دن کے دو بجے کتاب تعلیم الدین میں مقام توحید کو دیکھ رہا تھا اور ایک دیوار کی آڑ میں چارپائی پر لیٹا ہوا تھا۔ کتاب میرے ہاتھ میں منہ کے سامنے تھی کہ میرے کان میں بہت زور کے ساتھ ایک سلام علیک کی آواز آئی میں نے جواب دیا جواب دینے کے بعد جبکہ سلام کرنے والا میرے پاس نہیں آیا میں نے پوچھا کون ہے جواب نہیں آیا۔ میں نے چارپائی پر سے اٹھ کر دیکھا تو کوئی نہ تھا اس وقت البتہ کسی قدر خوف دل میں دو منٹ تک رہا پھر کچھ نہیں یہ سلام علیک کرنے والا کس کو خیال کیا جائے۔

تحقیق: یا تو دماغ کا تصرف ہے یا کوئی چھپ ہوئی مخلوق ہے۔ بہرحال کوئی ڈرنے کی بات نہیں ایسی باتوں کی طرف توجہ نہ کی جائے۔ کوئی کمال نہیں اور اگر دوبارہ ایسا ہو تو اطلاع دیجئے۔

روایت (یعنی حدیث یا بات نقل کرنے) میں احتیاط کرنے کا مطلب

سوال: روایت کرنے میں احتیاط کرنے کے کیا معنی ہیں؟ اگر اپنے کسی بزرگ کا قصہ کسی مجہول (نامعلوم راوی (نقل کرنے والے) کا بیان کیا ہوا روایت کرے جس کے غلط صحیح ہونے کا علم نہیں تو یا یہ بھی منع ہے۔

جواب: اگر دل کو لگے کہ صحیح ہے تو (نقل کرنا) جائز ہے۔ زیادہ احتیاط ان روایات میں ہے جن سے شرعی حکم کا تعلق ہو اور اگر دل کو بھی نہ لگے تو جھوٹ ہے۔

سوال کرنے اور سوال کرنے والے کو جھڑکنے کے منع ہونے کی وجہ

حال: ایک روز لوگوں کو سمجھا رہا تھا کہ سائل کو جھڑکنا نہیں چاہئے اور بلا ضرورت سوال نہ کرنا چاہئے۔ دل میں یہ بات آگئی کہ کسی صاحب ثروت رئیس کا لڑکا کسی کے آگے ہاتھ پھیلائے اور کچھ مانگے تو اس رئیس کا سر نیچا ہو جائے گا اور بہت ندامت ہوگی اور اگر لڑکے کو جس سے سوال کیا ہے اس نے ڈانٹا تو اور غیرت سے ڈوب جائے گا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ غنی ہیں اور الخلق عیال اللہ (کہ مخلوق اللہ تعالیٰ کا کنبہ ہے) بھی آیا ہے اور اللہ اغیر (اللہ تعالیٰ بہت زیادہ غیرت کرنے والے ہیں) بھی حدیث شریف میں آیا ہے سوال کرنے اور ڈانٹنے کو منع کرنے کی یہ وجہ ہے۔

تحقیق: نکتہ کے درجہ میں (صحیح) ہے اصل وجہ یہ ہے کہ سوال کرنے میں سائل کی ذلت ہے اور جھڑکنے میں اس کی ایذا ہے اور دونوں باتیں بری ہیں۔

متصدق (صدقہ کرنے والے) کا متفرق ایام میں خیرات کرنا

حال: ایک روز ایک شخص نے مجھ سے پوچھا کہ میرے گھر میں میت ہوگئی ہے۔ میں مردے کو ثواب پہنچانے کے لئے اگر کسی کو چالیس دن بلا کر کھانا دے دیا کروں تو درست ہے یا نہیں؟ میرے دل میں یہ بات آئی کہ ان سے پوچھو کہ اگر تمہارے لڑکے کو ہمیں ایک روپیہ دینا ہے تو اسے ایک ہی دن دے دیں وہ اچھا ہے یا چالیس دن دوڑائیں۔ (یہ بات) ان سے پوچھی تو انہوں نے جواب دیا کہ ایک ہی دن چالیس دن دوڑانے میں بے عزتی ہے۔ میں نے کہا کہ آپ انصاف کریں کہ یہ فقراء (اللہ تعالیٰ کا کنبہ، اللہ تعالیٰ ان کو رزق دیتے ہیں یہ اللہ کے بندے ہیں) ان کو تو اللہ تعالیٰ سے بہت سے تعلقات ہیں۔ ان کے ساتھ کیا کرنا مناسب ہے کہ ایک ہی دن سب چھپا کر دے آؤ۔

تحقیق: یہ ٹھیک ہے مگر بالکل ٹھیک نہیں ہے کیونکہ کسی دینے والے کو اکٹھے دینا مشکل ہوتا ہے اور الگ الگ دینا آسان ہوتا ہے۔ ہاں چالیس کی تخصیص بے وجہ ہے۔

تشبیہ اصطلاحی

حال: کبھی رات کو عشاء کے وقت اکثر نماز پڑھتے ہوئے چراغ کی شعاع اور روشنی مسجد کی دیوار پر جو پڑتی ہے اس سے قلب میں ایک نور محبت کی کیفیت کے ساتھ جوش مارتا ہے اور آیت ﴿مثل نورہ کمشکوۃ فیھا مصباح المصباح فی زجاجۃ﴾ یعنی اللہ تعالیٰ کے نور کی مثال ایسی ہے گویا کہ ایک طاق ہے جس میں چراغ ہے ایک قندیل (لالٹین) میں ہے۔ یاد آجاتی ہے۔ جان بوجھ کر اس کی طرف توجہ نہیں کرتا نماز کے اندر جان بوجھ کر انوار و کیفیت کی طرف توجہ ایک قسم کا شرک معلوم ہوتا ہے۔ حضرت حافظ رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی کے فرمان کی وجہ سے ؎

شاہداں گر دلبری زینساں کنند ❀ زاہداں را رخنہ در ایماں کنند

البتہ اس کیفیت سے قلب میں فرحت اور سرور معلوم ہوتا ہے۔

تحقیق: یہ ظاہر (نظر آنے والے) کا غلبہ مظہر (نظر آنے کی جگہ) میں ہے جس کو اصطلاح (یعنی اصل تصوف والوں کے ہاں) تشبیہ کہتے ہیں۔ اس کی طرف جان بوجھ کر توجہ نہیں کرنا چاہئے۔ اسی تنزیہ (ہر نظر آنے وغیرہ چیزوں سے پاک سمجھنے) کا ہمیں حکم ہے۔

روضہ مبارک آنحضرت ﷺ کے نقشہ کو بوسہ دینا خلاف سنت ہے

حال: دلائل الخیرات شریف میں روضۂ مبارک ﷺ کا نقشہ جس میں قبر شریف بھی ہے جس کو ہمیشہ بوسہ دیتا تھا مگر چند روز سے خیال پیدا ہوا کہ بغیر پوچھے اور بغیر اجازت بوسہ نہیں دینا چاہئے۔ چنانچہ کچھ دنوں سے ملتوی کر دیا جیسا حکم ہو عمل کروں۔

تحقیق: واقعی بوسہ خلاف سنت ہے۔ اچھا کیا ترک کر دیا۔

عشق وعافیت (ایک ساتھ) جمع نہیں ہوتے

حال: میرے ذہن میں اس سلوک کے راستے کا مقصود صرف رضائے الٰہی ہے کوئی لذت اور کیفیت اس سے مقصود نہیں ہے۔ اس طرف نظر کئے بغیر خواہ اسی ذریعہ سے خواہ کسی اور صورت سے حاصل ہو۔ اگر خواہش اور مقصود ہے تو (صرف) یہ کہ دل میں صفائی پیدا ہو منہیات (منع کئے ہوئے کاموں) سے نفرت اور طاعت سے رغبت ہو تا کہ مجھ سے اچھے فعل سرزد ہوں اور دل کو ذکر حق سے انس ہو اور وحشت جاتی رہے جو ذکر میں رکاوٹ ہو رہی ہے۔ اس سے زیادہ میرا ناقص علم اپنے مقصد کو نہیں بتا سکتا۔ میں بیمار ہوں آپ طبیب ہیں تشخیص آپ کی جو کچھ ہو وہی لائق تسلیم ہے۔

تحقیق: عشاء کے بعد تہجد پڑھ لینا بھی کافی ہے۔ مگر ذکر نفی واثبات کا ذکر ایک (اچھی خاصی) شمار کے قابل مقدار میں ہونا ضروری ہے۔ اس کی تعداد اپنے قوت وتحمل پر نظر فرما کر مقرر کر لی جائے پھر مجھ کو اطلاع ہو جانا چاہئے۔ کچھ تفصیل کی ضرورت ہے وہ یہ کہ نفرت اور رغبت اس درجہ کی کبھی نہیں ہوتی ہے کہ ارادہ اور اہتمام کی ضرورت نہ رہے یا کوئی داعیہ خلاف کا تقاضا نہ رہے۔ ایسا درجہ ضرور ہو جاتا ہے کہ تھوڑا سا اہتمام کافی ہو جائے اور معادق کی مدافعت میں تھوڑی توجہ سے کامیابی ہو جائے۔ اس لئے کہ خلاف کا داعیہ بالکل فنا ہو جائے تو پھر ابتلا مکلّف کی جو شان ہے۔ پوری طرح ختم ہو جائے تو اس صورت میں یہ شخص اجر کا مستحق نہ ہوگا۔

دوسری بات عرض کرنے کے قابل یہ ہے جو اسی پچھلے مضمون کی شاخ ہے کہ ذکر میں رکاوٹ ہے کیونکہ ذکر پر اختیار تو اس وقت بھی باقی رہتا ہے ہاں بوجھ ضرور ہوتا ہے۔ مگر اس بوجھ کا مقابلہ اختیاری بات ہے پھر رکاوٹ ہونے کے کیا معنی۔ یہ نفس کا ایک دھوکہ ہے کہ مشقت سے بھاگتا ہے اور حق سے محبت کرنے والا ہو کر بھی عافیت سے محبت کرنے والا رہتا ہے۔ حالانکہ عشق وعافیت کا جمع ہونا یہ ایک خیال محال ہے یعنی طالب کو جمع کا قصد نہ کرنا چاہئے۔ اور اگر ادھر (یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف) سے عطا ہو جائے تو عنایت ہے۔

اس کی وجہ دو اصطلاحوں کا ایک دوسرے میں مل جانا ہے (آپ نے جو لکھا ہے) یہ عقلی علوم والوں کی اصطلاح کے مطابق ہے فقہاء کی اصطلاح دوسری ہے جس اصطلاح کے مطابق یہ بات نہیں ہے (جو آپ نے لکھی ہے) اس لئے (فقہاء کی اصطلاح) کا حاصل یہ ہے کہ کسی کے قول کو ماننے میں دلیل کا انتظار نہ کیا جائے۔ یہ...... عقلی والوں کی اصطلاح کے ساتھ اکٹھا ہوسکتی ہے (اور یہ عقلی والوں کی اصطلاح تقلید کی ایک قسم ہے)۔

حفاظت اولیاء اور عصمت انبیاء میں فرق
ایک منتہی کی تحریر کا جواب

حال: الحمد للہ اس اندھیرے کے گڑھے سے نجات حاصل ہوئی اور یہ حضرت کی توجہات کا ثمرہ ہے "فالحمد لله الذی بعزته وجلاله تتم الصلحات" حق تعالیٰ شانہ آئندہ نفس وشیطان کے دھوکوں سے ہمیشہ محفوظ رکھیں۔ آمین اس وقت ایک بات پوچھنے کی جرات کرتا ہوں۔ اگرچہ وہ بات میرے پوچھنے کے قابل نہیں ہے۔ میرے حوصلہ سے باہر ہے مگر دل کو بغیر پوچھے اطمینان حاصل نہ ہوگا۔ "انما شفاء العی السول" (کہ کورے پن علاج سوال ہی ہے) وہ یہ کہ حضرات صوفیہ کرام کا مقولہ مشہور ہے کہ جب بندہ مرادیت کے مقام سے فائز ہو جاتا ہے تو حق تعالیٰ کی طرف سے اس کی حفاظت ہونے لگتی ہے۔ "ولو یؤیده الحدیث کنت سمعه الذی یسمع به ووبصره الذی یبصر به ویده التی یبطش بها" (اس کی اس حدیث سے بھی تائید ہوتی ہے جس میں ارشاد ہے میں اس کا وہ کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے، اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے دیکھتا ہے اور اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے پکڑتا ہے) مگر پوچھنے والی بات یہ ہے کہ اس حفاظت میں اور عصمت انبیاء علیہم السلام میں کیا فرق ہے۔

تحقیق: انبیاء علیہم السلام میں گناہ کا تقاضہ نہیں ہوتا اگرچہ گناہ پر قدرت ہوتی ہے جیسے ہم لوگوں میں پیشاب پینے کا داعیہ نہیں اگرچہ قدرت ہے۔ اور اولیاء میں تقاضہ ہوتا ہے اگرچہ کمزور ہی ہو جس کا مقابلہ آسان ہے۔

حال: دوسرے جن حضرات صحابہ سے کبائر ہوئے مثل زنا وشرب خمر وغیرہ کے ہوا ہے کیا وہ ان کو یہ (مرادیت والا) مقام حاصل نہیں تھا۔ کہ (ان کی حفاظت نہیں کی گئی)۔

تحقیق: ہاں اس وقت حاصل نہ تھا۔

حال: اور اگر تھے تو ان سے گناہ کیسے ہوئے اور اگر حاصل نہ تھا تو اس صورت میں کیا اس ولی کو جس کو مقام

حاصل ہے ان حضرات صحابہ پر فضیلت جزئی ہوگی یا کچھ اور جواب ہے۔

تحقیق: ہاں ہوگی صحابی ہونے کی فضیلت سے وہ مرجوح ہے۔

تقلید اصطلاحی فقہی اور تقلید معقولی میں فرق

حال: مجھے تقلید کے جواز و ضرورت میں کوئی کلام نہیں ہے۔ لیکن تقلید کے معنی یہ جانتا ہوں کہ ایک بڑے عالم کا فتویٰ ہے وہ (عالم) ہر طرح علم و عمل میں مجھ سے زیادہ ہے مگر مقلد کو بحیثیت مقلد ہونے کے جس طرح شک پیدا کرنے والے کی وجہ سے شک پیدا ہوا ہے اس طرح بعض مسائل میں شک ہو جاتا ہے جو کبھی تو دلائل کے دیکھنے سے ختم ہو جاتا ہے کبھی نہیں ہوتا ہے۔ ایسی صورت میں جہاں تک ہو سکے احتیاط پر عمل کرتا ہوں جب ایک جانب حدیث ہوتی ہے اور دوسری جانب خالص قیاس ہو تو قیاس پر عمل کرتے ڈر معلوم ہوتا ہے۔ جہاں تک ہو سکے اس سے بچنے کی کوشش کرتا ہوں اور اس کو اپنی کم علمی ہی کا سبب جانتا ہوں اپنے وطن میں چونکہ شوافع اور احناف مخلوط ہیں حتیٰ کہ ایک گھر میں میرے چچا اور ان کی اولاد سب شافعی ہیں اور میرے والد اور ہم سب حنفی ہیں۔ اس وجہ سے تقلید میں طبعی طور پر تعصب نہیں ہے مگر ان کے کسی مسئلہ پر عمل بھی نہیں ہے۔ اس میں جو بات اصلاح کے قابل ہو اس کی اصلاح فرمائی جائے۔

تحقیق: یہ جو لکھا ہے کہ مقلد کو بحیثیت مقلد ہونے کے اس کی وجہ دو اصطلاحوں کا ایک دوسرے میں مل جانا ہے۔ یہ (بات جو آپ نے بیان کی یہ) عقلی علوم والوں کی اصطلاح کا نتیجہ ہے اور فقہ والوں کی اصطلاح الگ ہے جس کا نتیجہ یہ نہیں ہے۔ اس کا حاصل تو یہ ہے کہ کسی کے قول کے تسلیم کرنے میں دلیل کا انتظار نہ کیا جائے اس لئے یہ یقین عقلی علوم والوں کی اصطلاح کے ساتھ اکٹھا ہو سکتا ہے (جو عقلی علوم والوں کی تقلید کی ایک قسم ہے) چنانچہ عام مقلدین کو مجتہد کے فتوے میں بے شک یقینی اعتقاد ہے کہ وہ کسی طرح زائل نہیں ہوتا پس یہ کہنا بحیثیت مقلد ہونے کے یہ تو صحیح نہیں ہاں ظنی اصطلاحی ہونے کے اعتبار سے کہ اہل علم اس سے آگے نہیں بڑھتے۔

یہ شبہ ہونا برا نہیں مگر یہ کہنا کہ کبھی تو دلائل کے دیکھنے سے الی قولہ قیاس پر عمل کرتے ہوئے الخ یہ سب صحیح ہے لیکن کیا اس میں آپ کا تبحر (وسعت علمی) کافی ہے یا اہل علم سے رجوع کرنا بھی ضروری ہے۔ خصوصاً جبکہ اپنی کم علمی کا اقرار بھی ہے تو آپ نے کیا ایسے مسائل منتخب کر رکھے ہیں اور ان میں کن اہل علم سے آپ نے رجوع فرمایا ہے۔

دوسرے اس سب کو جان لینے کے بعد بھی (آپ سے) یہ شکایت ہے کہ جس شخص سے اپنی باطنی تربیت میں رجوع کیا جائے اس سے کبھی آپ نے یہ مشرب ظاہر (ان صاحب نے از خود اس مشرب کا اظہار نہ کیا تھا صاحب جواب کو وجدانا شبہ ہوا اور پوچھا اس پر یہ ظاہر کیا اور اسی مضمون اخفا کے خصوصیت سے اس کو تربیۃ میں نقل کیا گیا۔۱۲ منہ) فرمایا ہے کیا یہ ضرور نہ تھا کہ دوسرے کی کاوش کے بغیر خود آپ فرماتے کہ میرا یہ مذاق ہے کیا اس میں کچھ اصلاح کی ضرورت ہے یا نہیں؟ اس کے چھپانے کے کیا معنی اگر مجھ کو خود شبہ نہ ہوتا تو عمر بھر بھی پتہ نہ چلتا۔

پھر یہ خط آیا جو مع جواب منقول ہے

حال: تقلید کے بارے میں کوئی شبہ نہیں ہے۔ یہ خیال ضرور ہے کہ تقلید مجتہدات (ایسی باتیں جن میں اجتہاد کی گنجائش ہو) میں ہوتی ہے نہ کہ مصرحات (جو باتیں واضح ہوں) میں جب حدیث صریح موجود ہو تو اس وقت تقلید جائز نہیں۔ ممکن ہے یہ غلط فہمی ہو۔ عمدہ طریقہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضور تقلید کی صورت بتائیں اگر اس میں مجھ کچھ پریشانی ہوئی تو میں پھر اس کو صاف کرلوں گا اور اس تردد کو حضور ہی سے صاف کرلوں گا۔

جواب: تقلید کے بارہ میں جو لکھا ہے کہ جب حدیث صریح ہو تو تقلید جائز نہیں اھ۔ یہ علی الاطلاق (بغیر کسی قید کے) صحیح نہیں۔ بہت سی حدیثوں کو چھوڑ دیا گیا ہے جیسے ”جمع بین الصلاتین من غیر سفر ولا مطر“ (کہ دو نمازوں کو سفر اور بارش کے بغیر (صورت کے اعتبار سے) ایک ساتھ پڑھنا (اسی طرح چور کو پانچویں بار چوری کرنے پر قتل کرنا وغیرہ۔ اور مثلاً شفق احمر سے پہلے پہلے سحور کھانا یہ سب حدیثیں صاف واضح ہیں اور کسی کا مذہب نہیں اور اسی طرح اگر حدیثیں متعارض ہوں وہاں بھی تقلید سے چارہ نہیں اس کے علاوہ ہر شخص کا یہ حکم کرنا کہ اس میں صریح حدیث نہیں صرف اٹکل و انداز کی بات ہے اس میں بڑے تبحر کی ضرورت ہے۔ پھر ممکن ہے کہ قرآن و حدیث میں موجود ہو مگر اس کی عام دلالت کو واضح نہ ہو (کہ یہ سب کو عام طور پر شامل ہے مگر یہ عام ہونا واضح نہ ہو) بہرحال جس مسئلہ میں شبہ ہو اس میں علماء سے رجوع کرنا ضروری ہے۔ جب کسی سے شفا نہ ہو اس وقت مذوری ہے۔

تکرار سورت نوافل میں لازم کئے بغیر جائز ہے

سؤال: اکثر لوگ تہجد میں ہر رکعت میں قل ھو اللہ دو بار تین بار پانچ پانچ یا تین تین دفعہ معمول کر لیتے ہیں یہ جائز ہے یا نہیں۔ بعض لوگوں نے مجھ سے پوچھا میں تو تو دو بار تین بار اور ہمیشہ معمول بنا لینے کو منع کرتا تھا۔ لیکن

حضرت نے ایک ذاکر کو ان کے خواب کی وجہ سے پانچ پانچ دفعہ پڑھنے کی اجازت دی ہے۔ تربیۃ السالک دوسرے حصہ کے آخر میں یہ بات دیکھی ہے اس لئے شک پڑ گیا۔

جواب: تکرار صورت خصوص نوافل میں جائز ہے مگر لازم نہیں کر لینا چاہئے۔ اگر میں نے کسی کو مطلقاً اجازت دی ہے اب اس اجازت کو مقید کرتا ہوں۔

مناجات مقبول درود شریف پڑھنے کی اجازت لینے کے متعلق تفصیل

سوال: مناجات مقبول پڑھتا ہوں لیکن اس کے پڑھنے کی اجازت حضور سے نہیں لی ہے لہٰذا پڑھنے کی ترکیب کے ساتھ اجازت عطا فرمائی جائے۔

جواب: اگر اس غرض سے اجازت لی جاتی ہے کہ اجازت کے بغیر اثر نہ ہوگا تب تو یہ اعتقاد غلط ہے اور اگر طریقت کے اس قاعدہ کے موافق لی جاتی ہے کہ حالت کے مناسب نامناسب (ہونے کو) تلقین کرنے والا ہی بصیرت سے پہچان سکتا ہے۔ تو اس کی وضاحت اپنے حالات و معمولات کے ساتھ تجویز کیجئے۔ جیسا مشورہ ہوگا عرض کیا جائے گا۔

سوال: نشر الطیب میں فصل ۳۷ خاتمہ پر جو درود شریف لکھا ہے اس کو ہر وقت پڑھتا ہوں اس کے پڑھنے کی بھی اجازت مرحمت فرمائی جائے۔

جواب: بشرح صدر۔

فجر کی سنت وفرض کے درمیان ۴۱ بار سورہ فاتحہ پڑھنا

سوال: دو تین روز سے سورہ فاتحہ ۴۱ بار سنت اور فرض فجر کے درمیان پڑھنا شروع کیا۔ مگر پھر یہ خیال آیا کہ حضور کی اجازت لی جائے تو بہتر اگر آپ فرمائیں تو پڑھا کروں ورنہ چھوڑ دوں۔

جواب: کیوں چھوڑا جائے لیکن پورا کرنے سے پہلے اگر تکبیر ہو جائے تو جماعت میں شامل ہو جانا چاہئے پھر بقیہ فرض کے بعد پڑھ لینا چاہئے۔

آیت ''وما تشاون الا ان یشاء اللہ'' کی تفسیر

حال: حق تعالیٰ شانہ حضرت کے فیوض روز افزوں وسعت کے ساتھ قائم دائم رکھے۔ اب اپنی حالت مختصرا عرض کرتا ہوں۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ اس وقفہ کے بعد ان بیس پچیس روز کے التزام جدید سے قلب کی پہلے والی

حالت نہایت قوت کے ساتھ لوٹ کر آئی نہ اس طرح کہ جیسے عدم سے کوئی چیز وجود میں آتی ہے بلکہ ایسے جیسا کہ راکھ کے ہٹا دینے سے چنگاری پھر چمک اٹھتی ہے یا کسی کی کوئی گم شدہ چیز دستیاب ہو جاتی ہے یا خیالی خزانے قوت مدرکہ (معلوم کرنے کی قوت) کو بھول جانے کے بعد مل جاتے ہیں بلکہ کہہ سکتا ہوں کہ حضرت والا کی تحریر کی تصدیق عیاناً (کھلی آنکھوں واضح) ہوگئی یعنی اس دفعہ کا جوڑ بند پہلی دفعہ سے شاید کچھ مضبوط اور بہتر ہی ہے اور واقعی عجب وتکبر کی تو خوب قلعی کھل گئی اب انشاء اللہ تعالیٰ امید مداومت کی ہے۔﴿وما تشاون الا ان یشاء اللّٰہ﴾

تحقیق: اس کے ساتھ یہ بھی نظر کے سامنے رہنا چاہئے "ومن اراد الاخرۃ وسعی لھا سعیھا فاولئك کان سعیھم مشکورا." (ترجمہ: جو آخرت کو چاہے اور اس کے لئے کوشش کرے یہی لوگ ہیں جن کی کوششیں مقبول ہیں) جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بندے کے ارادہ کرنے پر اللہ تعالیٰ کے ارادہ کرنے کا وعدہ کیا گیا چنانچہ من اراد کے نتیجے میں "کان سعیھم" فرمایا گیا ہے۔ اس لئے پہلے اللہ تعالیٰ کی چاہت ہوتی ہے کہ بندہ کی چاہت ہو پھر اس کے بعد بندہ کی چاہت فعل کے ہونے کی ہوتی اور (فعل کا ہونا) اللہ تعالیٰ کے کرنے پر موقوف ہوتا ہے پھر اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف سے فعل ہو ہی جاتا ہے۔ اس (ساری بات کے سمجھنے) سے بعض بڑی غلطیاں جو آیت "وما تشاون" کے بارے میں ہوتی ہیں دور ہو جاتی ہیں۔

دماغ اور نگاہ کی کمزوری کا علاج

حال: فرصت نہ ہونے کی وجہ سے جواب میں اتنی تاخیر ہوئی اس وقت بڑی مشکل سے اتنا وقت نکلا اسی لئے اس عریضہ میں جلدی کی وجہ سے ضوابط کا لحاظ نہ ہوا۔ معافی و درگزر کی امید رکھتا ہوں۔ بندہ کے دماغ اور نگاہ میں چند یوم سے بہت نمایاں ضعف آ گیا ہے۔ یہ عریضہ لکھنے کے وقت آنکھوں کے سامنے ایسی اندھیری سی اور دھندلا پن ہے کہ بمشکل کسی چیز کو دیکھتا ہوں۔

تحقیق: تقویت دماغ ضروری ہے۔

سلوک کے راستے کی سیر اور حسن خاتمہ کی علامات

حال: اور قسم قسم کے خیالات دل میں پیدا ہوتے ہیں کبھی اپنے گناہوں اور قصور پر نظر ہوتی ہے تو ناامیدی کی صورت پیدا ہو جاتی ہے اور خداوند تعالیٰ کی قہاریت خیال میں آتی ہے تو کوئی سہارا نظر نہیں آتا مگر اسی کی رحمت کا یا اپنی بندگی اور اس کی مالکیت کا خیال موجب تسلیم ہوتا ہے۔

ع سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے

مگر واقعی بات یہ ہے کہ ؎

اے ہنرہا نہادہ برکف دست ❁ عیبہا را گرفتہ زیر بغل

ترجمہ: ''اے بہت سے ہنر رکھنے والے اپنے بغل کے عیبوں کی تو خبر لے۔''

کا مصداق ہوں نہیں معلوم کیا حشر ہوگا۔ دعا فرمائیں کہ خاتمہ اچھا ہو جائے۔

تحقیق: مسافت طے کرنے والے کو بھی تو رستہ میں طرح طرح کی باتیں پیش آتی ہیں ماشاء اللہ سیر طریق کی یہی علامتیں ہیں۔ اور یہی حسن خاتمہ کی علامت ہے انشاء اللہ تعالیٰ

سورہ نصر کا بے اختیار دل و زبان میں آنا فیوض باطنی کی بشارت ہے

حال: کل عشاء کے بعد سے دل میں ہر وقت اور زبان پر اکثر جب کچھ پڑھنے بیٹھتا ہوں تو سورۃ اذا جاء نصر اللہ آجاتی ہے یہاں تک کہ رات نوافل میں بھی جب الحمد کے بعد بلکہ پہلے بھی کوئی سورۃ پڑھنا چاہتا ہوں تو یہی زبان پر آجاتی ہے۔ اب تک یہ ہی حال ہے دو چار مرتبہ زبان پر آجانے کے بعد جان بوجھ کر دوسری سورت پڑھی معلوم نہیں کیا بات ہے۔

تحقیق: اس نئے واقعہ سے حق تعالیٰ نے آپ کے باطن میں فیوض باطنی کی ایک خاص قابلیت عطا فرمائی ہے۔ ان فیوض کے آنے کی بشارت زبان پر جاری ہو جاتی ہے۔ ایسے ہی عموم الفاظ سے بشارت عموم نصر و فتح کی طرف بھی اشارہ ہو سکتا ہے۔

فراق کو وصل پر فضیلت

حال: صبح سے یہ دل چاہ رہا ہے کہ حضرت کو خوب نیا سفید عمدہ لباس پہناؤں اور پھر حضرت کا طواف کروں اگرچہ (اس کو) عقیدے کے اعتبار سے ناجائز سمجھتا ہوں۔ مگر عشق یہی کہتا ہے کہ تنہائی میں تو کوئی نہ دیکھے گا۔ جلوۂ محبوب حضرت والا میں نظر آتا ہے اللہ تعالیٰ کے وصل کے طالب کی وصل کعبہ سے کس طرح سیری ہو سکتی ہے جو کہ مخلوق ہے۔

تحقیق:

ع فراق و وصل چہ باشد رضائے دوست طلب

(فراق و وصل کیا چیز ہے دوست کی رضا کا طالب رہنا چاہئے) جب تک کہ ان کی رضا فراق میں ہے یہ

فراق ہی وصل سے افضل ہے۔

حال: حضور والا دعا فرمائیں کہ حق تعالیٰ اپنے عشق و محبت میں ترقی بخشیں۔

تحقیق: آمین

حال: اور اب تو جلد اپنے وصل سے مشرف فرمادیں۔

تحقیق: اس طبعی تمنا پر طریق (سلوک کی) تعلیم کو ترجیح دینا چاہئے۔

اولیاء کے تصرف میں محبت کی حقیقت اور اعتقاد میں شرک کی بو ہے

حال: ایک شبہ یہ ہے کہ یہ ہمارا ایمان کیسا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے کچھ بھی محبت معلوم نہیں ہوتی واسطے کے ساتھ محبت تو کچھ اچھی محبت معلوم نہیں ہوتی۔ محبت یہ ہے کہ جو مجھے لڑکے کے ساتھ تھی کم سے کم اتنا بھی نہ ہو تو ہم اپنے کو مومن کیسے سمجھیں۔ مجھے نیند کا بڑا غلبہ ہے بالکل بے اختیار ہوں جوانی سے اب تک وہی حال ہے۔ اب کچھ کمی ضرور ہوگئی ہے مگر جب سے نفی اثبات شروع کیا ہے ضرور اس وقت نیند غالب ہوتی ہے۔ اکثر اوقات میں نیند ہی میں پڑھتا رہا ہوں۔ ایک یہ بات مجھ میں مدت سے ہے کہ جب کسی ناجائز بات کا خیال دل میں آتا ہے تو اچانک قصد اور ارادہ کے بغیر کبھی لفظ اللہ اور کبھی اللہ اکبر میری زبان سے نکل جاتا ہے اور اس کے ساتھ ہی وہ خیال کبھی بالکل چلا جاتا ہے اور کبھی کم (ہو جاتا ہے) مجھے حیرت ہے کہ معاملہ کیا ہے کیا کچھ بزرگوں کا تصرف ہے یا صرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ نفی اثبات جس طرح پہلے ٹھہر ٹھہر کر کرتا تھا اس طرح سے اب نہیں کرتا ہوں بلکہ (ایسا کرنا) چاہتا ہوں تو ایسا لگتا ہے کہ بالکل بھول گیا (ہوں) جس طرح کوئی دعا پڑھی جاتی ہے اسی طرح سے برائے نام ذرا سا کھینچ کر گردن کے اشارہ کے ساتھ پڑھ لیتا ہوں مگر یہ خود رائی معلوم ہوتی ہے اس لئے جس طرح آپ ارشاد فرمائیں اس کی تعمیل ضرور کروں گا انشاء اللہ بتکلف تو ہوگا مگر حکم ماننا ضرور ہوگا۔

تحقیق: معلوم نہیں آپ کے ذہن میں محبت کی کیا حقیقت ہے۔ جس کے نہ ہونے سے آپ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے کچھ بھی محبت معلوم نہیں ہوتی۔ اس کا فیصلہ محبت کے معنی کی تحقیق کئے بغیر نہیں ہوسکتا۔ اس کے معنی جو آپ کے ذہن میں ہوں تحریر فرمائیے۔ پھر میں کچھ عرض کروں گا اور معلوم نہیں بلاواسطہ محبت کیسی ہوتی ہے۔ کہیں آپ اس نعمت کی ناشکری کر کے بالواسطہ کو بھی نہ کھو بیٹھیں۔ یہ جو لکھا ہے کہ محبت وہ ہے جو مجھے لڑکے کے ساتھ تھی اس بناء پر تو بی بی کے ساتھ بھی محبت کی نفی کرنی چاہئے۔ کیونکہ اس کے ساتھ جو محبت تھی وہ لڑکے کی محبت جیسی نہ تھی۔

دوسری مثال سے حقیقت تو سمجھ میں نہ آئی بس مومن غیر مومن ہونے کا فیصلہ اس کے بعد ہوگا۔ نیند جب غیر اختیاری ہے پھر کیا ملامت اور کیا فکر جب غلبہ ہوا کرے سو جایا کیجئے۔ جب نیند بھر جایا کرے اٹھ کر کام کیا کیجئے یہ حدیث کا مضمون ہے اگر نیند کا غلبہ کوئی بری چیز ہوتا تو رسول اللہ ﷺ بجائے فلیرقد (سو جائے) کی جگہ فلیقعد (اٹھ جائے) فرماتے اور جس حالت کے بارے میں تردد ظاہر کیا ہے کہ کیا بزرگوں کا تصرف ہے یا صرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے آپ کو اس سے حیرت ہے اور مجھے آپ کے تردد سے حیرت ہے خدا کے ہوتے ہوئے بزرگوں کی روح کو تکلیف دینے کی کیا ضرورت ہے۔ مولانا اس میں تو صاف شرک کی بو آتی ہے۔ اگر خلافِ ادب نہ سمجھا جائے تو میں تاکیدی حکم کے ساتھ عرض کروں گا۔ اس سے توبہ کرنا واجب ہے۔ نفی و اثبات کے قیود ضرورت کے درجہ میں نہیں ہیں۔ جس طریقہ سے آسان ہو کافی اور نافع ہے۔ والسلام

وجدانیات عبارت میں نہیں آ سکتے

حَال: جو کچھ عرض کیا بہت ہی مختصر کیا کیونکہ جو احوال و واردات بندہ کو پیش آتے رہتے ہیں ان کے ادا کرنے پر واللہ بندہ قادر نہیں ہے اور ہر وقت کے ایک حال کو کیا لکھے۔

تَحْقِیق: وجدانیات (باطنی حس سے محسوس کی جانے والی چیزیں) عبارت میں نہیں آتی۔ "ولنعم ما قیل فی امثالہ" ؎

خوبی ہمیں کرشمہ و ناز و خرام نیست ❁ بسیار شیوہا ست بتاں را کہ نام نیست

تَرجَمَہ: "حسن اسی ناز و ادا کرشمہ کا نام نہیں ہے حسینوں کی بہت سی ادائیں ہیں جن کا نام نہیں ہے۔"

اظہار مافی الضمیر (دل کی بات بتانے) میں کمی آ جانا کم گوئی کا ظہور ہے

حَال: یہ عجیب بات ہے کہ بندہ کو حق تعالیٰ کی طرف سے تحریر میں اظہار مافی الضمیر جتنی قدرت حاصل تھی اب اس کا عشر عشیر (دسواں حصہ بھی) نہیں بڑی مشکل سے اتنے مضمون کو ادا کر سکا ہوں۔

تَحْقِیق: واللہ! بہت مسرور ہوا کہ مضمون حدیث ترمذی "الحیاء والعی شعبتان من الایمان الخ" (حیا اور کم گوئی ایمان کی دو شاخیں ہیں) کا ظہور ہوا اور ظہور بھی معاینۃً وحالاً (آنکھوں دیکھا حال بن کر) ہوا اور واقعی حدیث کا انکشاف تام (پوری طرح کھلنا) بھی حال ہی سے ہے اس کو میں بھی اپنے اندر محسوس کرتا ہوں اور خوش ہوں۔

حدیث "الحیا و العی شعبتان من الایمان" (حیاء اور کم بولنا ایمان کی دوشاخیں ہیں) میں لفظ عی کی کئی تفسیریں

سؤال: ہاں ایک بات حضرت کے والا نامہ میں سمجھ میں نہیں آئی "الحیا و العی شعبتان من الایمان" (حیاء اور کم بولنا ایمان کی دوشاخیں ہیں) کے مطابق تو تمام مومنین کاملین راسخین فی العلم کے اندر عی (کم بولنا) کا حصہ موجود ہونا چاہئے۔ لیکن دیکھنے سے تو معلوم ہوتا ہے کہ اب بھی اور پہلے زمانہ میں بھی ان لوگوں کے برابر قدرت کسی میں نہیں ہے اس میں تسلی پوری طرح نہیں ہوئی گویا حضرت کے والا نامہ سے علیحدہ ہو کر بھی نفس حدیث کے متعلق یہ شبہ آتا ہے۔

جواب: یہ عی یعنی کم بولنا نہیں ہے بلکہ کم بولنے کے مشابہ ہونا ہے۔ یعنی قدرت کے باوجود یہ خوف کہ کبھی منہ سے کوئی کلمہ اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف نہ نکل جائے جس کو حدیث میں حیاء کہا ہے ان کی روانی جس پر انہیں قدرت حاصل ہے کو روک کر کم بولنے کی طرح بنا دیتا ہے اور وہ رک رک کر بولتے ہیں اور جتنی روانی اس حالت میں بھی ہوتی ہے وہ روانی جس پر انہیں قدرت حاصل ہے کے مقابلے میں عی (کم گوئی) ہوتی ہے اگر یہ خوف نہ ہوتا تو ان کی روانی زیادہ ہوتی۔ جب صحیح بات میں ملکہ تامہ راسخہ ہو جاتا ہے تو پھر یہ احتیاط عادت بن کر عی کی شکل میں ظاہر نہیں ہوتی۔ کبھی اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ کے غلبے سے علوم اصطلاحیہ سے بھول ہونے لگتی ہے اس لئے بولنے میں عی (کم بولنا) ہوتا ہے۔ یہ التفات بھی مومن کی شان ہے اس صورت میں حیا مستقل (علیحدہ) ہوگی اور عی (کم گوئی) کی علت (وجہ) نہ ہوگی۔

لیکن ایک دور کی وجہ بنانے کی صورت میں (یہ عجز) حیا کی وجہ ہوسکتی ہے وہ وجہ یہ ہے کہ حیاء سے مراد اللہ تعالیٰ کے غیر کی طرف توجہ کرنے سے حیاء آنا (اس صورت میں یہ حیا کم بات کرنے کی وجہ ہوگی)۔

ایک اور حالت جو صورت کے اعتبار سے عی جو منتہی (سلوک کے راستے کی انتہا کو پہنچنے والے) جو مغلوب الحال نہ ہو کو پیش آتی ہے وہ یہ کہ یہ بات ثابت شدہ ہے زبان کے کاموں میں اصل مقصود ذکر ہے اور بات کرنا اصل مقصود نہیں ہے اور صحیح طبیعت کی چاہت یہ ہوتی ہے کہ اس کو غیر مقصود میں مشغول ہونا بھاری ہوتا ہے اور مقصود میں مشغول ہونے میں خوشی ہوتی ہے۔ اس لئے جو اصل کو دیکھنے والا ہوگا وہ جب بات کرنے میں مشغول ہوگا تو وہ بے دلی سے مشغول ہوگا اور اس وقت بھی اس کا کھنچاؤ ذکر کی طرف ہی ہوگا۔

اس لئے اس کو اس میں ایک قسم کا تکلف ہوگا۔ اور شکستگی ہوگی اس کے لئے کسی درجہ میں عی (کم بولنا)

ضروری ہے اگر ایسے شخص کو کم بولنے کی حالت پیش نہ آئے تو اس کا سبب غلبہ حال ہے جو کبھی اکابر کو بھی ہوتا ہے جیسا کے پہلی حالت میں کم بولنے کا سبب حال کا غلبہ تھا۔ یہاں کم بولنا نہ پیش آنے کا سبب حال کا غلبہ ہے۔

لفظ عی کی تفسیر پر ایک شبہ کا جواب

سؤال: تربیۃ السالک کے اندر فلاں مولوی صاحب کے خط آنے سے پہلے جب حدیث ''الحیا والعی شعبتان من الایمان'' جواب میں جناب نے ان کے اس جملہ کے کہ ''مجھے باوجود اس (تحریر کی) قدرت کے جو اللہ تعالیٰ نے مجھ کو دی ہے اپنے مقصود کو بمشکل تمام ادا کر سکا۔ اور اب نہیں لکھ سکتا۔'' لکھا تو احقر کو اپنی حالت کے مطابق اس پر شبہ تھا اور خیال تھا کہ پوچھوں کہ اسی روز حضرت نے وہ خط جس میں مولوی صاحب نے خود شبہ ظاہر کیا تھا اور جناب نے اس کا جواب لکھا تھا دیا۔ اس کے دیکھنے سے پوری تسلی ہوگئی مگر اپنی حالت کے مطابق ذرا سا شبہ باقی رہ گیا ہے وہ عرض ہے۔

جناب نے لکھا ہے عی (کم بولنے) کی مختلف وجہیں ہوتی ہیں کبھی حقیقت میں عی نہیں ہوتی عی کی طرح لگتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے خوف کی وجہ سے کوئی بات نہ نکلنے کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے مگر ملکہ تامہ راسخہ کے بعد روانی و قدرت ہو جاتی ہے اسی طرح کبھی اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ کے غلبہ سے اصطلاحی علوم سے بھول ہونے لگتی ہے جس کی وجہ سے بولنے میں عی (کم بولنا) ہوتا ہے اور ایک حال جو صورت کے اعتبار سے عی ہے جو منتہی جو حال سے مغلوب نہ ہو کو پیش آتی ہے اس کا سبب یہ ہوتا ہے کہ زبان کے کاموں میں اصل مقصود ذکر ہے (اس لئے) جو اصل کو دیکھ کر چلنے والا ہوگا وہ اصل مقصود کے علاوہ مشغول ہونے میں بے دل سے ہوگا۔ اگر ایسے شخص کو عی نہ ہو تو اس کا سبب غلبۂ حال ہے (پوری بات ہوگئی ضرورت کی وجہ سے کچھ تبدیلی کے ساتھ)۔

عی کے یہ سارے درجات مومن کی شان ہیں جو کہ بہت ہی پسندیدہ ہیں۔ سارے اسباب میں جو بات ایک طرح کی (سب میں) ہے وہ یہ لگتی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کی خوب توجہ ہوگی (جو مومن کی شان ہے) تو اس وقت اس (بندہ) کی ساری تحریر، تقریر اور کاموں میں ایک قسم کی کمی ہوگی جس کو ایک درجہ میں عی کہا جا سکتا ہے۔

حقیقت میں یہ بات صاف معلوم ہوتی ہے اس لئے کہ جب ہم لوگ جناب کی خدمت میں بیٹھے رہتے ہیں تو اس وقت ایک بات کا بولنا بھی اتنا مشکل معلوم ہوتا ہے کہ دوسری جگہ میں دو چار گھنٹہ تک تقریر مشکل نہیں معلوم ہوتی تو جس کو ذات خداوندی کا مشاہدہ زیادہ توجہ کے ساتھ ہوگا اور ''ما یلفظ من قول الا لدیہ رقیب عتید'' (انسان کی زبان پر جو بات بھی آتی ہے اس پر ایک نگہبان ہوتا ہے) کا ظہور ہوگا۔ تو اس کو ضرور

سخت مشکل ہوگا۔ خلاصہ یہ ہوگا کہ سارے علوم سارے کاموں کے کر سکنے میں پہلے کے مقابلے میں کمی ہوگی ہاں منتہی مغلوب الحال کو ممکن ہے کہ کبھی نہ ہو۔ اس ساری بات کے الٹ مفہوم کو لحاظ کرتے ہوئے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ غیر منتہی کو (اس عی پر قابو پانے کی) زیادہ قدرت حق تعالیٰ سے دوری بتاتی ہے خواہ وہ قدرت نفس علم میں ہو یا تحریر میں ہو یا تقریر میں ہو ایمان کی شان کے خلاف ہے۔

اب گذارش ہے کہ احقر جب سے دیوبند سے اس جگہ آیا ہے دن بدن اپنی پہلی حالت کے اعتبار سے ہر قدرتوں میں ترقی پاتا ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بعض باتوں کی حقیقت جن سے اس سے پہلے بالکل بے خبری تھی سامنے رکھی گئی ہے حتیٰ کہ بعض احباب نے کسی بات کے بارے میں سوال کیا تو ایسا جواب ذہن میں آیا کہ بالکل وہی بات جناب کے بعض رسالوں میں تھی جن کی بندہ کو اصلا خبر نہیں تھی۔ اسی طرح کچھ قوی شبہات خود ذہن میں پیدا ہوئے اور ان کا جواب اپنے ساتھیوں سے پوچھا اور نہ معلوم ہوا اور پھر غور کیا اور سمجھ میں آ جانے کے بعد بتایا تو بعد میں معلوم ہوا جناب نے بالکل یہی جواب فلاں جگہ لکھا ہے۔ بعض اوقات کسی جگہ سے خط آیا اور کوئی بات قابل جواب تھی تو ان کے جواب میں ایسا لکھا کہ لکھنے کے بعد تعجب ہوتا تھا کہ کیسے لکھ دیا۔

بہر کیف خلاصہ یہ کہ اپنی پہلی حالت کے اعتبار سے ترقی نظر آتی ہے جس سے بعض اوقات نفس میں عجب بھی پیدا ہوا جس کے ساتھ ہی ساتھ لاحول ولا قوۃ اور اعوذ باللہ سے دور کیا گیا اور اپنے عیبوں کا اظہار اور پہلے (ان باتوں پر) قدرت نہ ہونے کا استحضار کیا گیا۔ جس سے عجب بالکل ختم ہو گیا۔

جواب: یہ مفہوم غلط سمجھا گیا جس کی وجہ غیر اختیاری بات کو اختیاری بات پر قیاس کرنا ہے۔ بات کرنا اختیاری ہے اس میں اسباب مذکورہ مانع ہوں گے اور علم اس معنی میں غیر اختیاری ہے اس میں وہ امور مانع نہ ہوں گے بلکہ قرب مع المبدء الفیاض (فیض کے سرچشمہ یعنی اللہ تعالیٰ کا قرب) اس کے انکشاف کا زیادہ سبب ہے۔

سؤال: حالت موجودہ سے معلوم ہوتا ہے کہ احقر کو بجائے قرب خداوندی کے بعد ہوتا ہے اس میں سخت پریشانی ہے کہ کیا صورت کی جائے کہ یہ حالت ختم ہو؟

جواب: ”اذا انهدم المبنى انهدم المبنى“ (جب کسی چیز کی وجہ ختم ہو گئی تو وہ بھی ختم ہو گئی)۔

مبتدی کو کسی کے نفع نقصان سے مطلب نہ ہونے کا مطلب

حال: کمترین کے دل میں معلوم ہوتا ہے کہ تمام مسلمانوں کی خیر خواہی پلا دی گئی ہے۔ یہ قوت پہلے بھی تھی مگر یہاں آنے کے بعد بہت زیادتی پیدا ہو گئی ہے۔ کسی کو کسی مصیبت میں دیکھا نہیں جاتا۔ جہاں تک اس کی مدد

ہوسکے ایسی جی کی خوشی سے کرنے کو جی چاہتا ہے جیسے اپنے ضروری کام انجام دینے کو چاہتا ہے مگر اب اس سے بھی دل سرد کرنا پڑا کہ مبتدی کے لئے کسی کے نفع نقصان سے کوئی تعلق نہیں ہونا چاہئے۔ کبھی اس کو برداشت کرنے میں تکلیف بھی ہوتی ہے۔

تحقیق: میرا یہ مطلب تھا کہ اس کا اہتمام نہ کرے یا جو نفع ضرورت کے درجے میں نہ ہو اس کا قصد نہ کرے باقی عین وقت پر اگر مجبوراً کسی ضروری نفع (یعنی اس کے نہ ہونے سے اس دوسرے کو کوئی نقصان ہو) پہنچانے کا تقاضا قلب میں پیدا ہو اس کو منع نہیں کرتا وہ مفید ہے۔

جو چیز برائی کی طرف لے جانے والی ہو وہ خطرناک چیز ہے

سوال: بندہ کو چند باتوں میں عرصہ سے پریشانی تھی اور کئی مرتبہ ارادہ ہوا کہ ان کو جناب میں پیش کر کے پریشانی دور کرلوں مگر توفیق نہ ہوئی۔ آج بحمد اللہ اس کے عرض کی توفیق ہوگئی ہے۔ لہٰذا عرض کرتا ہوں۔ ① باجے کی آواز کی طرف میلان ہونے کے بجائے خداوند تعالیٰ کی محبت جوش مارتی ہے اور دل سے رونا آتا ہے اور عجیب سوزش اور درد کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے اور آواز کے سننے کا ارادہ جان بوجھ کر نہیں کیا جاتا۔ اب اس کے بارے میں پوچھنا یہ ہے کہ اچھی صفت ہے یا بری صفت ہے؟

جواب: یہ ایک بے اختیاری حال ہے جو خود تو بے اختیاری ہونے کی وجہ سے برا نہیں ہے مگر کبھی برائی کی طرف لے جانے کی وجہ سے خطرناک ہے۔

حال: اگر اچھی صفت ہے تو گانا بجانا جو ایک حرام چیز ہے اچھی بات اور جائز کے لئے کیسے سبب ہوسکتا ہے۔

تحقیق: سبب ہونا تو بعید نہیں "کالذنب للتوبة" (گناہ توبہ کا سبب ہوتا ہے) مگر سبب بنانا جائز نہیں۔

اشعار سے دلچسپی جب کہ زیادتی نہ ہو بری نہیں

حال ②: دوسری بات یہ ہے کہ مجھ کو اشعار سے بہت ہی دلچسپی ہے حتیٰ کہ اگر کوئی شعر پڑھ رہا ہوتا ہے اور میں کسی کام میں مشغول ہوتا ہوں تو بہت ہی بے چینی ہوتی ہے اور دل چاہتا ہے کہ کام چھوڑ کر اشعار سننے لگوں۔ بلا مبالغہ (کسی زیادتی کے بغیر) عرض کرتا ہوں کہ اگر کوئی اچھی آواز والا شعر پڑھنے لگے تو غالباً اگر مرا نہیں تو بے ہوش تو ذرا ہو جاؤں گا۔ خاص طور پر خواجہ صاحب کے اشعار سے بہت ہی دلچسپی ہے یہاں تک کہ اگر ذکر کے درمیان میں بھی ان کا مضمون یاد آجاتا ہے تو شوق دوبالا ہو جاتا ہے اور ذکر میں بہت لذت معلوم ہوتی ہے۔ اسی

وجہ سے بندہ کبھی کبھی شوقیہ اشعار پڑھ لیتا ہے۔ حضرت نے بھی دعوات عبدیت میں اس کی اجازت فرمائی ہے۔ ذکر کے علاوہ بھی وہ اشعار کہ جن میں عشقیہ مضامین ہوتے ہیں پڑھتا ہوں۔ مثلاً خواجہ صاحب کا شعر ہے ؎

دہ مے پلا کہ محبت میں تیری اے ساقی ❊ ہوں مست ایسا کہ میری مجھے خبر نہ رہے

بہت ہی ادب سے یہ گزارش ہے کہ اشعار سے ایسی دلچسپی بری تو نہیں؟

تحقیق: نہیں (بری نہیں ہے) جبکہ اس میں زیادتی نہ ہو۔

سوال: کبھی کبھی شوق کی زیادتی کے لئے ذکر کے درمیان یا ویسے ہی پڑھنے کی اجازت ہے یا نہیں اور کوئی نقصان دہ تو نہیں ہے۔

جواب: نہیں جبکہ اس میں زیادتی نہ ہو۔

طریق سے ناواقفی کا علاج

حال: ہمیشہ سے مجھے نیند کا غلبہ رہتا ہے اور اب بہت زیادہ نیند آتی ہے۔ سوتا ہوں تو پھر آنکھ جلد نہیں کھلتی۔ ہاں کچھ خوف ہوتا ہے تو کھل بھی جاتی ہے کیا کروں کہ خوف خدا کا غلبہ رہے۔

تحقیق: صرف خوف خدا کا رنگ ایسا ہونا ضروری نہیں جس سے نیند اڑ جائے یہ خواہشیں ناواقفی کی وجہ سے ہیں بہت ضرورت ہے کہ احقر کی تالیفات خصوصاً مواعظ و تربیت کی جلدیں حرفاً حرفاً توجہ سے دیکھی جائیں تاکہ یہ غلطیاں ختم ہوں۔

عربی کی طرح اردو الفاظ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب ہوسکتے ہیں

سوال: اردو زبان کے الفاظ بھی اللہ تعالیٰ کے ہوسکتے ہیں؟

جواب: جس وجہ سے عربی ہوسکتے ہیں اسی سے اردو ہوسکتے ہیں۔

گلزار ابراہیم سننا مفید ہے

سوال: میرا دل تفسیر سورہ یوسف کے سننے کو بہت چاہتا ہے۔ اگر آپ تحریر کریں تو میں سن لیا کروں۔

جواب: سورہ یوسف کی تفسیر سننے کے مقابلے میں اگر گلزار ابراہیم سنو تو زیادہ فائدہ کی امید ہے کیونکہ اس میں نصائح زیادہ ہیں۔ مگر آدھے گھنٹہ سے زیادہ روزانہ مت سننا۔ والسلام

خلافت کمیٹی کے بارے میں خط وکتابت

ایک اجازت یافتہ کے چند خطوط کی نقل مع جواب

پہلا خط

مضمون: پہلا خط مل نہیں سکا لیکن اس کے مضمون کا دوسرے خط میں اعادہ کیا گیا ہے۔

جواب: اس مضمون کے (مختلف) حصے ایسے ہیں کہ جن کے ہر حصے کا جواب اسی حصے کے ساتھ ہونا چاہئے اور یہ کارڈ میں ممکن نہیں اگر جواب کے لئے لفافہ ہوتا تو جواب دیتا۔

دوسرا خط

مضمون: قصبہ لار میں اسلامی جلسہ تھا جس میں محبی برادر مکرم مولوی عبدالغنی صاحب مولوی حبیب الرحمٰن صاحب مولوی ابوالحسن صاحب مولوی عبدالغفار صاحب وغیرہ تشریف لائے احقر بھی گیا تھا۔ وہاں سے واپسی کے بعد آج جناب احقر کے خط کے جواب میں حضرت والا کا خط مبارک ملا۔ میں اپنی غلطی وافسوس کو کیا لکھوں کہ میں نے لفافہ روانہ نہیں کیا چونکہ ہمدم کا مضمون سن کر ایسے ہی رسالہ میں جناب کے مضمون کی اشاعت کی خبر سن کر فوراً کارڈ موجود تھا لکھ دیا کہ اس قسم کی کئی باتیں پوچھنے کے قابل جمع ہو گئیں تھیں مگر پوچھنے کی ہمت نہیں ہوئی اس کی وجہ صرف یہ ہوئی کہ جناب کو شاید ان معاملات سے تعلق نہ رہنے کی وجہ سے تکلیف نہ ہو مگر جناب کے اس نوازش نامہ (خط) سے بہت کچھ امید ہے۔

جواب: "مع تقدیم الدین علی الھوی" (خواہش پر دین کو مقدم کرنے کے ساتھ)

مضمون: اس لئے یاددہانی کی غرض سے جناب کا بھیجا ہوا کارڈ بھی خدمت میں بھیجا جا رہا ہے۔ جو کچھ مناسب ہو تحریر فرمایا جائے۔ احقر نے پہلے والے کارڈ میں لکھا تھا کہ آج کل خلافت کے متلق شورش ہو رہی ہے اور جناب کے بارے میں "ہمدم" میں جو گفتگو تھانہ بھون میں ہوئی تھی صحیح غلط کر کے اشاعت ہو رہی ہے جس کا اثر شورش پیدا کرنے والا ہے۔

جواب: اس (بات کے) نقل کرنے کی اگر کوئی غرض ہے تو اس کی تعیین ضروری تھی اور اگر کوئی غرض نہیں تو (خط کے) اوپر لکھی ہوئی حدیث کی وجہ سے چھوڑنے کے قابل ہے۔ (خط کی پیشانی پر حضرت نے یہ حدیث تحریر فرما دی تھی)۔ "قال صلی اللہ علیہ وسلم من حسن اسلام المرء ترکہ مالا یعنیہ" (ترجمہ:

آدمی کے اسلام کی خوبی میں سے یہ ہے کہ لایعنی بات کو چھوڑ دینا ہے)۔ (۱۲ ناقل)

مضمون: اور میں نے سنا ہے کہ جناب نے خلافت کمیٹی کے بارے میں مضمون شائع کیا ہے۔

جواب: بالکل غلط (ہے)۔

مضمون: لہٰذا اگر ہو سکے تو میرے دوست مولوی شبیر علی صاحب یا منشی رفیق احمد صاحب کو کارڈ کسی طرح پہنچ جاتا اور وہ پرچہ ہوتا تو وہ حضرات روانہ فرماتے اور جو کچھ جناب مناسب سمجھیں تحریر فرمائیں پہلے والے کارڈ کا مضمون کچھ کم و بیش یہ تھا جس کے بارے میں جناب نے جواب لکھا ہے باقی سوالات حسب ذیل ہیں اگر جواب مناسب ہو لکھا جائے ① خلافت کمیٹی جس قسم اور طریقے سے ہو رہی ہے جناب کی اس کے بارے میں کیا رائے ہے۔

جواب: وہ قسم اور طریقہ سوال میں نہ لکھنا اس پر مبنی ہے کہ مجھ کو وہ قسم اور طریقہ معلوم ہے اس لئے یہ کیسے معلوم ہوا کہ مجھ کو معلوم ہے۔

مضمون ②: اہل خلافت کمیٹی جس بات کی کوشش کر رہے ہیں اس کی آسان صورت کیا ہو سکتی ہے۔

جواب: کیا یہ کسی حکم شرعی کی تحقیق ہے؟

مضمون: اور ان کی یہ کوشش حق ہے یا ناحق ہے؟

جواب: کیسی کوشش اور کس کے لئے کوشش۔ ان کی تعیین کے بعد حکم شرعی کی تحقیق کا وقت ہے۔

مضمون: اس موجودہ حالت میں ترکوں کے ساتھ برطانیہ کے جو حالات و معاملات سنے جاتے ہیں اگر صحیح ہیں تو مسلمانوں کو کیا کرنا چاہئے۔

جواب: کیا میں نے بھی سنے ہیں اور کیا آپ کو اس کا علم ہے کہ میں نے کیا سنا ہے اگر یہ نہیں تو سوال فضول ہے یا نہیں۔

مضمون ④: اب تک خاموشی کی وجہ سے اکثر حضرات دیوبند و جناب والا کثیر طبقہ بالکل خاموش ہے۔

جواب: اس کا کیا مقصد ہے۔

مضمون: ترک موالات اور معاملات کے بارے میں جناب کی کیا رائے ہے؟

جواب: ان الفاظ کی تفسیر کیا ہے پھر رائے کی تحقیق ضروری ہے یا حکم شرعی کی (ضروری ہے)۔

مضمون: اپنا طرز عمل اب تک یہ ہے اس معاملہ میں کہ بالکل خاموش ہوں ہاں یا نہیں کچھ نہیں کرتا اگر کوئی صاحب پوچھتے ہیں تو ان کو جواب دے دیتا ہوں کہ میں زمانہ کی حالت سے واقف نہیں ہوں کہ واقعی کیا ہو رہا

ہے اور نہ میں اپنے کو اہل الرائے سمجھتا ہوں اس لئے کچھ نہیں کہہ سکتا۔ اگر اس کے بارے میں کوئی مسئلہ پوچھنا ہے تو کہہ دیتا ہوں کہ مشاہیر علماء سے رجوع کرنا چاہئے میری کیا ہستی ہے۔ قربانی کے بارے میں لوگوں نے پوچھا تو اس کا جواب دے دیا کہ گائے کی قربانی ہندوؤں کی رعایت کی وجہ سے شرعاً ناجائز ہے۔

جواب: تو دوسروں کو اس طرز عمل کو کیوں نہیں کرنے دیا جاتا ہے۔

مضمون: ۱۲ر ستمبر ۲۰ء، ۲۷ر ذی الحجہ ۳۸ھ پرچہ "ہمدم" میں یہ مضمون شائع ہوا ہے کہ ۲۹ اگست کو تھانہ بھون میں خلافت کمیٹی ہوئی۔ مولوی محمد خلیل صاحب رات ۸ بجے جناب کے پاس گئے سلام کیا جواب تک نہیں ملا۔ پھر ۸ بجے دن کے گئے اور تخلیہ (تنہائی میں ملنے) کی خواہش کی آپ نے فرمایا کہ یہ میرے دوسرے کام کا وقت ہے۔ پھر خلافت کے مسئلہ کے پوچھنے کی اجازت مانگی وہ بھی نہ ملی تو پھر تحریری اجازت چاہی اور وہ ملی اس شرط کے ساتھ کہ اگر جواب مذاق کے خلاف نہ ہو تو معاف کیجئے گا۔ خیر پھر زبانی کچھ شروع کیا۔ جناب نے فرمایا کہ میں کچھ سننا اور کہنا نہیں چاہتا کیونکہ اگر خاموش رہوں گا تو آپ موافق سمجھیں گے اور انکار کروں گا یا آپ کے خلاف ہوگا ناراض ہوں گے (یہ خلاصہ ہے جو کچھ پرچہ میں تھا) اس کی وجہ سے لوگ جناب کے خیالات کو جاننا چاہتے ہیں۔

جواب: جو لوگ جاننا چاہتے ہیں وہ آپ پوچھیں کیا آپ ان کے وکیل ہیں آپ کو کیا فکر پڑی۔

مضمون: اور خواہ مخواہ بدظن ہوتے ہیں کہ مسئلہ تک نہیں بتاتے۔

جواب: تو بدظن ہونے سے کیا نقصان ہوا۔

مضمون: اگر مناسب ہو تو اس کے یعنی خلافت کمیٹی کے بارے میں کچھ تحریر فرمائیں۔

جواب: اور اگر مناسب نہ ہو تو۔

مضمون: اس کی اشاعت کی ضرورت ہوگی تو ان اطراف میں عام طور پر شائع کر دیا جائے گا۔

جواب: مجھ کو اسی پر تعجب ہوتا ہے کہ آپ اس فکر میں کیوں پڑ گئے۔

مضمون: اور جو آپ کی مصلحت اس کے خلاف ہو تو کم از کم ہم لوگ تو واقف ہو جائیں گے۔

جواب: واقعات کو جاننا ضروری ہے یا احکام سے اور پہلی صورت میں نقل کرنے والے سے صحیح نقل کا مطالبہ ہونا چاہئے یا میں تمام دنیا کو قصہ سناتا پھروں۔ مجھ کو افسوس ہوا کہ آپ کے دل میں دنیا بھری ہے۔ انا للہ

تیسرا خط

مضمون: آج جناب والا کا خط مبارک ملا اس کے دیکھنے سے بہت ہی پریشانی ہوئی کہ جناب والا کو تکلیف

پہنچی یا کچھ رنج ہوا۔ ”اعوذ باللّٰہ من غضب اللّٰہ ورسولہ ونائبہ بخدا واللّٰہ ثم واللّٰہ“ مجھ کو خلافت کمیٹی کے بارے میں کچھ دلچسپی نہیں اور نہ تعلق ہے اور نہ آج کل کے حقیقی معاملات معلوم ہیں اور نہ اس کی کچھ کنج وکلا بلکہ اگر کوئی صاحب اسؓ کے بارے میں جامع مسجد میں کبھی کچھ تقریر وغیرہ کرتے ہیں تو میں سنتا بھی نہیں لوگوں نے اس کے لئے چندے دیئے ہیں مجھ سے بھی طلب کیا میں نے وہ بھی نہیں دیا۔ جس کی وجہ سے لوگوں کو زیادہ خیال ہوا اور ناگوار ہوا۔ مجھ سے لوگوں نے بیان کی فرمائش کی میں نے انکار کیا۔ یہ حالت کارڈ روانہ کرنے کے قبل تک تھی۔ لیکن کارڈ تحریر کرنے کا سبب یہ ہوا کہ ”ہمدم“ میں مضمون جب آپ کے بارے میں مضمون شائع ہوا تو کئی شخصوں نے اس کو ایک بڑے عنوان سے طعن کے لئے بیان کرنے شروع کئے اور اس کے قریب معلوم ہوا کہ جناب نے اپنے قلم سے کوئی مضمون بھی شائع کیا ہے جو ”الامداد“ یا کسی دوسرے رسالہ میں طبع ہوا ہے۔ ان دونوں باتوں کے اتفاقاً جمع ہو جانے کی وجہ سے پوچھا کہ کیا بات ہے؟

جناب نے کارڈ کے جواب میں یہ تحریر فرمایا کہ اس مضمون کے حصوں کے لئے ضروری ہے کہ ہر حصہ کا جواب اس کے ساتھ نظر آئے اور یہ کارڈ میں ممکن نہیں اگر جواب کے لئے لفافہ ہوتا تو جواب دیتا اپنی غلط فہمی سے اس جواب کو دیکھ کر بہت خوشی ہوئی اور افسوس ہوا کہ لفافہ کیوں روانہ نہیں کیا اور خیال کیا کہ جناب اس کے بارے میں کچھ زیادہ لکھنا چاہتے ہیں۔ اس غلط فہمی کی بناء پر اپنی نادانی سے جو کچھ جی میں آیا...... اب احقر اپنی نادانی پر سخت نادم ہے اب انشاء اللہ تعالیٰ ایسا نہ ہوگا مجھ سے بہت گستاخی ہوئی للہ معاف فرمایئے۔ جناب نے احقر کے اکثر سوالوں پر...... فرمائی ہے اور استفہامی جملے میں سب کا جواب بالتفصیل لکھنا کیا ہے سب کا اجمالی جواب یہ ہے میرے کل سوالات حماقت کی وجہ سے تھے۔ جناب کے تنبیہ فرمانے سے تنبہ ہوا بس سب کا جواب ہو گیا۔

احقر نے ہمدم کا مضمون نقل کر کے لکھا تھا کہ خلافت کے بارے میں حقیقت میں جناب کی اگر کوئی تحقیق ہو مطلع فرما دیں۔ اگر ضرورت اشاعت کی ہوگی تو شائع کر دی جائے۔ ورنہ ہم لوگ خود تو واقف ہو جائیں گے جس کے موافق کاربند ہوں گے۔ اس کے جواب میں جناب نے تحریر فرمایا کہ واقعات کو جاننا ضروری ہے یا احکام کو پہلی صورت میں قائل سے صحیح نقل کا مطالبہ ہونا چاہئے۔ یا میں تمام دنیا بھر کو قصہ سناتا پھروں۔ مجھ کو افسوس ہوا کہ تمہارے دل میں دنیا بھری ہے انا للہ۔ حقیقت میں مجھ سے سخت غلطی ہوئی جناب کے اس تحریر فرمانے سے سخت جی گھبراتا ہے کہ تمہارے دل میں دنیا بھری ہے۔ میرے برے حال پر شفیق جناب ہی اس مریض لا دوا کے طبیب ہیں جو کچھ ارشاد فرما دیں اس کے موافق عمل کروں۔ کیا تدبیر کروں کہ دنیا دل سے نکل جائے اور دین بھر

جائے۔ طرز معاشرت بغیر کمی زیادتی کے جناب سے جدا ہونے کے بعد یہ ہے کہ کسی شخص سے کوئی تعلق نہیں ہے صرف اپنا کام تعلیم کا یا اپنے متعلقین کی خبر گیری و بس نہ اخبار دیکھتا ہوں نہ سنتا ہوں اگر دیوبند جناب کے متعلق کوئی خبر کہتا ہے تو سن لیا و بس اس جگہ کے امراء یا وساء یا کسی شخص سے کوئی تعلق نہیں کسی نے اگر کوئی بات پوچھی جب ہی ان سے بقدر ضرورت گفتگو کرنا ہوتا ہے ورنہ نہیں۔ اب جو کچھ مناسب ہو تحریر فرمایا جائے۔

جواب: اس سے پہلا خط اس خط کے ساتھ بھیجا جائے تو جواب دوں گا۔

چوتھا خط

مضمون: احقر کے جواب جناب کا خط مبارک ملا جس کے اوپر لکھا ہے کہ اس سے پہلا خط اس خط کے ساتھ بھیجا جائے تو جواب دوں گا۔ پہلا خط اتفاقاً خطوط کی تہہ میں پڑ گیا تھا۔ مسلسل کئی دن تک بہت تلاش کیا مگر نہیں ملا۔ آج مایوس ہو کر حضرت کا جواب لکھنے بیٹھا تو اتفاقاً مل گیا جو اس لفافہ میں ہے۔ اسی وجہ سے کچھ جواب میں تاخیر ہوئی۔ میرے مخدوم بندہ سر سے پاؤں تک کوتاہی ہے۔ جناب کی شفیقانہ پرورش کا پالا ہوا ہے غصہ کا عادی نہیں۔ جناب کے ناراضی کے خیال سے ہی جان گھٹتی ہے۔ تمام زمین تنگ ہو جاتی ہے کام میں جی نہیں لگتا۔ ''نعوذ باللہ من غضب اللہ وغضب رسولہ وغضب نائبہ.'' ؎

شکر نعمتہائے تو چند انکہ نعمتہائی تو ❁ عذر تقصیرات ما چند انکہ تقصیرات

ترجمہ: ''تیری نعمتوں کا شکر تیری نعمتوں جتنا ہے۔ ہماری کوتاہیوں کا عذر کوتاہیوں جتنا ہے۔''

خدا کے لئے معافی کی درخواست قبول فرما کر تسکین بخشی جائے اگر ممکن ہوتا تو بجائے خط کے خود ہی چلا آتا۔ لیکن مجبوری ہے اب کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا کروں۔ اگر دونوں خطوں کی عبارت میں کچھ تعارض (ایک دوسرے کے مقابلے کچھ کمی زیادتی معلوم ہو تو صرف عبارت اور احقر کی سمجھ کی کمی کی وجہ سے ہے ہر صورت میں معافی کی درخواست۔

جواب: میں نے جو باتیں پوچھیں ان کا جواب نہیں دیا گیا۔ معافی جو چاہی گئی میں انتقام لے رہا ہوں مگر انقباض وتکدر غیر اختیاری چیز ہے اس کو ختم نہیں کر سکتا ہوں معلوم نہیں کب تک اثر رہے گا۔

پانچواں خط

حال: بعد سلام مسنون و آداب خادمانہ گذارش ہے کہ عرصہ سے خیریت مزاج گرامی معلوم نہ ہونے سے تعلق ہے خدا کرے جناب خوب اچھی طرح سے ہوں۔ امید کہ خیریت مزاج عالی سے مطلع فرمایا جاؤں۔ احقر کے کسی

خط کے جواب میں جناب نے تحریر فرمایا تھا کہ ''مجھ کو افسوس ہے کہ تمہارے دل میں دنیا بھری ہے انا للہ'' کمترین نے علاج اس کا پوچھا جناب نے لکھا کہ اس سے پہلے والا خط روانہ کرو تو جواب دوں گا۔ احقر نے روانہ کیا اور معافی چاہی تو جناب نے تحریر فرمایا کہ میں انتقام تو لیتا نہیں کہ معافی چاہتے ہو باقی تکدر وانقباض غیر اختیاری چیز ہے معلوم نہیں کب تک رہے گا۔ اس جواب کے بعد احقر نے جان بوجھ کر دس بارہ دن خط نہیں لکھا کہ خط نہ لکھنے سے میرا خیال نہ ہوگا تو انقباض بھی نہیں رہے گا اور آپ بھول جائیں گے۔ اب پھر پہلے والے مرض کے بارے میں گزارش ہے کہ میرے دل میں سے دنیا کس طرح نکلے گی اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی محبت اس میں کیسے بھرے گی کوئی علاج تحریر فرمایا جائے کہ میں کیا کروں۔ احقر اپنے تعلیم کے کام میں مشغول ہے۔ اپنوں اور گھر والے بیوی بچوں کے تعلقات جڑے ہوئے ہیں۔ درود وظائف معمولی طریقے سے ادا ہوتے ہیں۔ نماز اہتمام سے تہجد کے ساتھ ادا ہو جاتی ہے۔ باقی آج کل کچھ کاہلی دامن گیر رہتی ہے۔ طبیعت میں نشاط وشورش نہیں ہے۔

تحقیق: ابھی تک ہے اور معلوم نہیں کب تک رہے گا۔ باقی اس کا علاج میرے ہی بتانے پر موقوف نہیں اپنے پیر بھائیوں میں سے جس پر اطمینان ہو اس سے رجوع کیجئے۔

چھٹا خط

حال: نوازش نامہ بجواب عریضہ نیاز مشرف ہوا میری حالت پر یہ شعر سچ ثابت آتا ہے۔

ع مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

بہت ہی بری ہو رہی ہے۔ اے حکیم امت مسیحائے وقت شفیق حال زار جب مجھ کندہ ناتراش (بیکار) کو اصلاح وتربیت سے اس قابل بنا دیا کہ آدمی کی صورت مجھ میں آ گئی جو کچھ میری اصلاح یا درستگی حالت تھی وہ صرف حضور کی شفقت سے تھی۔ اب جبکہ پھر احقر کی حالت خراب ہو رہی ہے آپ کے علاوہ کون نجات دے سکتا ہے۔ اب میں کس سے رجوع کروں۔ حضور! میری حالت چاند کی روشنی کی طرح ہے آفتاب جو ہدایت کے سورج میں روشنی حاصل کی تھی۔ اب میرے گرہن کو آپ کے علاوہ کسی دوسرے سورج کی روشنی کی ضرورت نہیں ہے ؎

مالی سوی قرعی لبابک حیلۃ ❁ مالی سوی عجزی الیک وسیلۃ

ترجمہ: ''میرے پاس تیرے دروازہ کھٹکھٹانے علاوہ کوئی حیلہ نہیں ہے اور تجھ سے عاجزی کرنے کے علاوہ کوئی وسیلہ نہیں ہے۔''

جناب کے اس خط کے بعد مجھ کو کسی طرح چین نہیں ہے۔ نہ ہنسی آتی ہے نہ رونا آتا ہے سکتہ کی حالت ہے کام کرتا ہوں مگر نہیں جانتا کہ کیا کرتا ہوں۔ بات لوگوں سے کرتا ہوں اور لوگوں سے سنتا ہوں۔ لیکن دماغ کسی اور کام میں ہے معلوم ہوتا ہے جیسے مفلوج عضو بے حس ہو جاتا ہے۔ وہ ہی حالت میرے قلب کی ہورہی ہے۔ جب سے حضور کو تکدر و انقباض پیدا ہے کھاتا ہوں پیتا ہوں۔ لیکن پیٹ بھر کھایا نہیں جاتا دبلا ہو گیا ہوں۔ لوگ پوچھتے ہیں تمہاری طبیعت کیا خراب ہے کیا حالت ہے میں کیا کہوں۔ اور کس سے اپنے درد کا اظہار کروں۔ اے حضور! جس ذرہ کے اندر آفتاب کی شعاع سے چمک آ گئی ہو اگر آفتاب پر بدلی آ جائے تو اس روسیاہ ذرہ کو کون چمکا سکتا ہے۔ ہاں اگر آفتاب خود شفقت کر کے اپنی گرمی سے بادل کو بدل دے تو ممکن ہے اے مربی حقیقی کے نائب! انقباض و تکدر کے دور ہونے کی میں کون سی صورت اختیار کروں کیا کروں جس سے یہ غبار مٹ جائے۔ ”فتلقی آدم من ربه کلمات فتاب علیه انه هو التواب الرحیم“ (ترجمہ: آدم (علیہ السلام) نے اپنے رب کی طرف سے چند کلمات کو پایا اللہ تعالیٰ نے آدم (علیہ السلام) کی توجہ کو قبول فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ توبہ کو قبول کرنے والے اور رحم فرمانے والے ہیں) کو یاد کر کے امید ہے کہ آپ ہی بتائیے کہ اب میں کیا کروں میری حالت کی درستگی کس طرح ہوگی۔ مجھ کو اپنے مرض کا احساس بھی کامل طریقہ سے نہیں ہے۔ جناب نے کسی خاص وجہ سے تحریر فرمایا تھا کہ تمہارے دل میں دنیا بھری ہے۔ اے حضور! اب میں اس کو کیسے نکالوں۔ جہاں تک ہو سکے شرعی حدود سے آگے نہیں جاتا ہوں۔ معمولات میں جتنا ہو سکے رکتا نہیں ہوں باقی اوقات میں تعلیم و تعلّم کا شغل ہے۔

تحقیق: آپ کو یاد نہیں ”فاثابکم غما بغم“ (ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے تمہیں غم کے بعد غم عطا کیا) جب یہ جان بوجھ کر کیا گیا ہے تو اس کو ختم اپنی رائے سے کروں گا۔ یا دوسروں کی رائے سے کیا اس سے پہلے کسی خط میں میں نے یہ نہیں لکھا ہے کہ اپنے پیر بھائیوں سے اپنا علاج کرائیں وغیرہ۔

مسمریزم (ایک علم جس میں خیال کا اثر دوسرے کے دل پر ڈال کر اس سے کوئی کام کرایا جائے) کے اثر سے پاگل ہونے والے کا علاج

سوال: میں ایک بزرگ عمر ایک سو بیس برس والے فلاں ...... نام موجود ہیں دنیا داروں کا ان کے پاس ہجوم (بھیڑ) ہے آمدنی بھی بکثرت جائیدادیں خریدیں اس عمر میں مزارعت کرتے ہیں۔ ایک شخص یہاں کے رئیسوں سے ...... نام صاحب جائداد اور سرکاری نوکر تھے۔ ان پیر صاحب کے دام میں پھنسے (انہوں نے) ان کو

یہ شغل بتایا کہ پرہ بنی (نتھنوں کے درمیانی پردے) پر نظر جماؤ اور میرا تصور کرو۔

وہ کرنے لگے اور عرصہ تک کیا۔ آنکھیں سرخ ہوگئیں۔ اور آنکھوں میں پانی اتر آیا اور آنکھوں سے پانی جاری ہوگیا۔ پیر صاحب سے عرض حال کیا تو فرمایا کہ آنکھوں سے آنکھوں کو ملاؤ جب پیر (صاحب) سے آنکھیں ملائیں کیا اثر ڈالا کہ جدھر دیکھتے ہیں پیر صاحب کی شکل ہر چاروں طرف دکھائی دینے لگی۔ ان کے یہاں اصول یہی ہے کہ خدا پیر کی شکل میں دکھائی دیتا ہے کہ جس سے اب وہ واصل ہوگئے۔ ہر وقت اس مسمریزمی اثر سے اٹھتے بیٹھتے کھاتے پیتے ان ہی کا تصور بندھ گیا۔ یہی شغل تقریباً پانچ چھ سال تک رہا۔ اب وہ شخص پاگل ہوگیا دماغ ماؤف ہوگیا دماغ کی قوت کے لئے بہت روپیہ خرچ کیا۔ سب نے یہی کہا کہ دماغ پر کوئی اثر پڑا ہے اگر وہ اثر مٹ جائے تو دماغ صحیح ہوسکتا ہے۔

الغرض سب کچھ تدبیریں کر چکا مفید نہیں۔ اب مجنونانہ کیفیت ہے کچھ دنوں زنجیروں سے باندھ کر رکھا گیا اب کچھ سنبھلا ہے۔ ایک ماہ کا عرصہ ہوا میرے پاس آیا تھا میں نے کہا سمریزم کا اثر ہے۔ کوئی مرض نہیں ہے۔ میں نے ان سے سورہ بقرہ پڑھنے کو کہا اور تمام قرآن پر سرسری نظر ڈالنے کو اور یہ کہا کہ روز تھوڑی دیر میرے پاس آجایا کیجئے۔ آیات شفا لکھ کر پینے کو کہا اور یہ کہہ دیا کہ اس پیر کا اگر تصور آجائے جان بوجھ کر دور نہ کرو اور جان بوجھ کر مت لاؤ۔ کچھ دن کچھ فائدہ ہوا یہاں تک کہ نیند بھی اچھی طرح آنے لگی۔ ایک روز کہتا تھا کہ میں بالکل اچھا ہوں تقریباً بیس پچیس روز اسی حالت پر گزرے پھر پانچ چھ روز سے نیند کم آتی ہے اور کچھ حالت بدلی ہے اسی پیر نے پھر اس کو بلایا تھا۔ میں نے منع کر دیا ہے اس لئے گیا نہیں چونکہ یہ بیچارہ اچھا بھلا آدمی تھا اگر حضور توجہ فرمائیں تو صحت کی امید ہے۔ للہ کوئی تدبیر فرمایئے۔ ایسے شہر میں کئی انہیں کے سودے کے خریدار ہیں پیر کیا ہیں چور ہیں۔ برائے خدا کوئی توجہ فرمایئے یہ عریضہ اس مریض کے اصرار سے بھیجتا ہوں۔

جواب: السلام علیکم بیچارہ مظلوم کا حال معلوم ہوکر بہت افسوس ہوا۔ لیکن "ما جعل اللّٰہ من داء الا وقد جعل لہ دواء" (اللہ تعالیٰ نے جو بھی بیماری بنائی ہے اس کی دوا بھی ضرور بنائی ہے) انشاء اللہ تعالیٰ ان کا حال درست ہوجائے گا اگر صحیح تدبیر کا التزام کیا گیا۔ وہ تدبیر جو میرے خیال میں ہے یہ ہے۔

1. اگر کسی حاذق (ماہر) شفیق طبیب کے مشورہ سے مقویات دماغ ومفرحات قلب وسودا (انسان کی چار خلطوں میں سے ایک خلط ہے) کو کم کرنے والی دوا کا استعمال بالالتزام کرنا چاہئے۔
2. ایسے مباح مشاغل میں لگنا چاہئے جس سے طبیعت میں نشاط ہو جیسے نہروں اور درختوں کی سیر وتفریح۔
3. کسی وقت تنہا نہ رہیں۔

۴ کوئی کام ایسا نہ کریں جس میں قوت فکر یہ زیادہ خرچ ہو۔

۵ ایسا بھی کوئی کام کرتے رہیں جس میں اعتدال کے ساتھ قوت فکر یہ صرف ہو لیکن اس کی شرط یہ ہے کہ اس سے دلچسپی بھی ہو مثلاً کوئی دستکاری اگر جانتے ہوں یا صلحاء و انبیاء یا سلاطین عادل کے تذکرے یا مواعظ کا مطالعہ۔

۶ دماغ کو کدو یا کاہو کا تیل لگائیں۔

۷ اگر اس کا بھی تصور آجائے تو کسی دوسرے ایسے بزرگ کا جس سے عقیدت و محبت ہو اس طرح تصور کرنا کہ گویا بزرگ حق اس باطل والے کو مار کر ہٹا رہے ہیں اور وہ بھاگا جا رہا ہے۔ جو تدبیریں آپ نے تجویز کی ہیں وہ بھی جاری رہیں اور یہ نئی تدبیریں اور اضافہ ہیں انشاء اللہ تعالیٰ شفا ہو جائے گی۔ اس شخص سے ہرگز نہ ملیں نہ ایسے شخص سے ملیں جو اس سے خصوصیت رکھتا ہو یا اس کا تذکرہ کرے۔ والسلام

وحدۃ الوجود میں مشغول ہونے کے آثار

حال: پہلے ذکر کے وقت میں تو اپنی زبان سے اللہ اللہ کہتا تھا مگر قلب کے اندر انا اللہ تصور و خیال میں آتا تھا۔ اب حضور کی شفقت اور ترحم قدیمانہ سے پہلے سے زیادہ حضور قلب رہتا ہے مگر انا اللہ کا وہم بھی نہیں ہوتا۔

تحقیق: الحمد للہ وہ بھی انہماک فی الوحدۃ کا اثر تھا۔

حال: پہلے مظاہر (نظر آنے کی جگہوں) میں اتنا ظہور معلوم ہوتا تھا کہ سبز گھاس پر پیر رکھنا چراغ کے سامنے ستر کھولنا بے ادبی لگتا تھا۔ اب یہ غیر اختیاری حالت ختم ہوگئی اس میں نقصان یہ تھا کہ قلب سے بھول ہوگئی تھی۔

تحقیق: "فیہ ما قدمر آنفا" اس میں بھی وہی ہے جو ابھی گزرا ہے۔

بینائی قائم رکھنے کا عمل

حال: عرصہ ہوا کمترین نے ایک بزرگ سے سنا تھا کہ (الکریم ابن الکریم ابن الکریم ابن الکریم یوسف بن یعقوب ابن اسحاق ابن ابراہیم) نماز کے بعد پڑھ کر انگلیوں پر دم کر کے آنکھوں پر پھیر لینے سے آنکھوں کی روشنی قائم رہتی ہے۔ کمترین یہ عمل کیا کرتا تھا مگر یہ خیال پیدا ہوا کہ حضور سے عرض کرلوں ایسا نہ ہو کہ کوئی خرابی ہو جو ظاہر میں معلوم نہ ہوتی ہو۔ اس کے پڑھنے کے وقت انبیاء علیہم السلام کی طرف مطلقاً توجہ بھی نہیں ہوتی تھی بلکہ صرف یہ خیال ہوتا تھا کہ ان اسماء میں اس فائدے کے لئے ایک اثر ادویات کی طرح ہے۔

تحقیق: جواز کے لئے یہ کافی ہے لیکن کمال توحید کے خلاف ہے بجائے اس کی جگہ یہ بہتر ہے کہ یا نورے بار یا ۲۱ بار پڑھ کر یہی عمل کیا جائے۔

اموات سے فائدہ حاصل کرنا

حال: حضرت کی تالیفات میں کہیں دیکھا ہے کہ صاحب نسبت کے مزار پر جانے سے اتنا فائدہ ہوتا ہے کہ نسبت میں قوت اور باطنی ترقی ہوتی ہے۔نسبت میں قوت اور ترقی ہونے سے کیا مطلب زندہ ہونے کی حالت میں تو اہل اللہ سے یہ نفع ہوتا ہے کہ وہ اپنی قوت علمیہ عملیہ حالیہ سے طالب کو فائدہ پہنچاتے ہیں اس سے یہ فائدہ ہوتا ہے کہ ظاہری باطنی اعمال میں طالب کی قوت وترقی اور اعمال حسنہ کی توفیق ہو جاتی ہے اور ظاہری باطنی اخلاق سارے درست ہو جاتے ہیں۔میرے خیال ناقص میں مرنے کے بعد اس طرح روحانی فائدہ تو حاصل نہیں ہوسکتا کیونکہ وہ زندہ بزرگ کی طرح اپنے اعمال ظاہرہ باطنہ سے فائدہ پہنچانے سے معذور ہوتے ہیں۔پھر یہ روحانی فائدہ پہنچانا کس قسم کا حضرات اہل اللہ کرتے ہیں۔اس کا احساس صاحب نسبت کو جبکہ وہ صاحب کشف بھی نہ ہو کس قسم کا ہوتا ہے۔

جواب: اعمال سے جو احوال حاصل ہوتے ہیں جیسے محبت خشیت اور ان کے علاوہ (دوسری چیزیں) یہ کبھی غیر راسخ (مضبوط نہیں) ہوتے ہیں اور کبھی راسخ ہوتے ہیں۔راسخ ہونے کے مختلف اسباب ہوتے ہیں۔کبھی تعلیم کبھی دعا کبھی صحبت اگرچہ صاحب صحبت کا ارادہ بھی نہ ہو جیسے آگ کی صحبت (ساتھ ہونے) سے پانی گرم ہو جاتا ہے اور یہ صحبت جیسے زندوں کو مفید ہوتی ہے اسی طرح مردوں کو بھی مفید ہوتی ہے جبکہ دونوں کی روح میں مناسبت ہو جو فیض کے لئے ہے اس لئے جبکہ صاحب مزار صاحب نسبت ہو اور مزار پر جانے والا بھی صاحب نسبت ہو اور دونوں کی نسبت میں مناسبت ہو اس سے مزار پر آنے والے کو جو احوال ہوتے ہیں ان میں مضبوطی اور پکا پن پیدا ہو جائے۔اسی کو ترقی وقوت سے تعبیر کیا جاتا ہے اور نسبت کا رسوخ وجدانی (باطنی) ہونے کی وجہ سے وجدان (باطنی احساس) سے معلوم بھی ہو جاتا ہے۔

سوال: اہل اللہ کی قبر سے فائدہ حاصل کرنے کے لئے صوفیہ کا کیا طریقہ ہے اور ان کے مزار پر حسن اتفاق سے اگر جانا کبھی ہو گیا تو کیا کرنا چاہئے تاکہ ان کے فیضان روحانی سے طالب فائدہ اٹھائے۔

جواب: پہلے کچھ پڑھ کر بخشے پھر آنکھیں بند کر کے تصور کرے کہ میری روح اس بزرگ کی روح سے مل گئی ہے اور اس سے خاص احوال منتقل ہو کر پہنچ رہے ہیں۔

اہل قبور سے فائدہ حاصل کرنا

حال: ہم لوگ مولانا اسمٰعیل قریشی ملتانی رحمہ اللہ تعالیٰ کی اولاد میں سے ہیں۔ان کا مزار میرے موضع میں

ہے۔ اکثر ان کے مزار پر جا کر فاتحہ پڑھ آیا کرتا ہوں۔ بزرگوں سے سنتا ہوں کہ کاملین میں سے تھے۔ ایصال ثواب کے علاوہ اور بھی کوئی ذریعہ ایسا ہے جس سے ان کا فیض مجھ تک پہنچے۔ اس صورت میں کہ ایسا عمل کرنے سے میرے باطنی حالات پر کسی قسم کا نقصان نہ ہو۔ چونکہ جناب والا کی اکثر تصانیف میں اس ناکارہ نے دیکھا ہے کہ بزرگان دین کی قبور سے بھی فیض حاصل ہوتا ہے اس وجہ سے یہ خواہش ہوئی۔

تحقیق: فاتحہ کا ثواب پہنچا کر مزار کے پاس آنکھیں بند کر کے یہ تصور کر کے بیٹھا جائے کہ میرا قلب ان کے قلب سے ملا ہوا ہے اور اس سے میرے قلب میں نور آ رہا ہے۔

سؤال: کبھی مقدس مزاروں کی زیارت کو جانا میرے لئے مفید ہے یا نہیں عبرت کے ارادے سے نہیں بلکہ فیض حاصل کرنے کے لئے جیسا کہ اہل کشف نے لکھا ہے۔

جواب: زیادتی مناسب نہیں ہوگی کبھی کبھی جانے میں حرج نہیں ہے کچھ مفید ہوگا۔

مردوں سے دعا کی درخواست کا ثبوت نہیں

سؤال: کسی نبی یا ولی کے مزار پر جا کر ان کے واسطے سے دعا کرنا کہ فلاں ہماری حاجت پوری ہو جائے۔ یا ان کے مزار پر قریب جا کر سلام و زیارت مسنونہ کے بعد اس طرح درخواست کرنا کہ آپ مقرب خدا ہیں ہمارے لئے دعا فرمائیں کہ ہماری فلاں حاجت پوری ہو جائے وہ حضرات سن کر سائل کی درخواست دعا کر دیتے ہیں یا نہیں اور اس قسم سننے کا عقیدہ جبکہ قریب سے ہو ان کے مزار پر جا کر کوئی بات کہی جائے جائز ہے یا نہیں؟

جواب: سننے میں تو اختلاف ہے اکثر اہل کشف اس کے قائل ہیں مگر ان سے دعا کی درخواست کسی دلیل سے ثابت نہیں کیونکہ ان کو دعاء کا اختیاط دیا جانا کہیں منقول نہیں البتہ ان کے وسیلے سے دعا کرنا ثابت ہے۔

سؤال: مردوں کے سلام سننے کے تو لوگ قائل ہیں کہ مردے سن لیتے ہیں اور جواب بھی دیتے ہیں۔

جواب: خود اس میں بھی اختلاف ہے۔

سؤال: لیکن یہ تحقیق نہیں کہ اس کے علاوہ بھی وہ حضرات ان سے جو درخواست کی جائے سن کر دعا کر دیتے ہیں یا صرف سلام تک ہی سنتے ہیں۔ بہر حال اس کے بارے میں کیا عقیدہ رکھنا چاہئے مطلع فرما کر تشفی بخشی جائے۔

جواب: اوپر تفصیل لکھ چکا ہوں۔

وحدۃ الوجود و وحدۃ الشہود کی کشف کے ذریعے سے تفسیر

حال: صحو د شعود (یعنی ہشیاری اور بیداری) کے ساتھ البرق الخاطف (آنکھیں چندھیانے کی) یہ حالت پیش

آئی کہ اپنے فنا ہونے، عاجز ہونے اور کمزور ہونے پر نظر ہوئی اور اللہ تعالیٰ کی یکتائی کے باقی رہنے اور ثابت ہونے کا خیال حاضر رہا اور اللہ تعالیٰ کے موجود ہونے کے سامنے اور ''کل شی هالك'' (کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے) کی وجہ سے ہر چیز ایسی ہے کہ کچھ بھی نہیں جیسے سمندر کے سامنے قطرہ کی طرح تھوڑی معلوم ہوئی۔ سعدی رحمہ اللہ تعالیٰ ؎

رہ عقل جز پیچ در پیچ نیست ❁ بر عارفاں جز خدا ہیچ نیست
ہمہ ہرچہ ہستند ازاں کمتر اند ❁ کہ باہستیش نام ہستی برند

ترجمہ

❶ عقل کا راستہ مشکل نہیں ہے عارفوں کے ہاں اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی چیز کی حیثیت نہیں ہے۔
❷ سب کچھ اس (ذاتِ الٰہی کے حصول) سے کم درجہ کی چیز ہے۔

اس معنی سے ہر چیز حق اور وہی ہے معلوم ہوئی اور کھلی چنانچہ قایل کہتا ہے ؎

تو جزوے وحق کل است گر روزے چند ❁ اندیشۂ کل پیشہ کنی کل باشی

ترجمہ: ''تو حقیر و ناچیز ہے اور اللہ تعالیٰ کی ذات کامل ہے اگر چند دن تو اللہ تعالیٰ کی ذات میں غور وفکر کرے گا تو تو تجھ میں بھی کمال پیدا ہو جائے گا۔''

یہاں نہ جز وکل معلوم ہوتا ہے اور نہ کل جز (معلوم ہوتا ہے) بلکہ جز کی انانیت اور خودی جو دو ہونے کا حجاب اور شرک خفی ہے کا (اور انانیت) اللہ تعالیٰ کے ایک ہونے کے نور اور عظمت کے غلبہ سے مغلوب ہو جاتی ہے ؎

تو او نشوی ولے اگر جہد کنی ❁ جائی رسی کز تو دوئی بر خیزد

ترجمہ: ''تو خدا نہیں بن سکتا مگر تو اگر کوشش کرے تو تیرے اور خدا کے درمیان (ایک قسم کی) جدائی ختم ہو جائے گی۔''

حافظ ؎

میاں عاشق و معشوق ہیچ حائل نیست ❁ تو خود حجاب خودی حافظ از میاں برخیز

ترجمہ: ''عاشق و معشوق کے درمیان کوئی آڑ نہیں ہے حافظ تو خود اپنے لئے پردہ ہے درمیان سے ہٹ جا (یعنی آدمی کی خودی بڑا پردہ ہے یہ اٹھ جائے تو وصال حاصل ہو جاتا ہے۔''

(حاشیہ دیوان حافظ مترجم: ص ۲۴۰)

جامی ؎

رفت اوز میاں ہمیں خدا ماند خدا ❁ الفقر اذا تم ہو اللہ انیست

ترجمہ: ''وہ جب درمیان سے چلا گیا تو خدا ہی رہ گیا فقر جب انتہا کو پہنچ جاتا ہے تو خدا ہی ساتھ ہوتا ہے۔''

ظاہر ہے کہ آفتاب کے نور کی عظمت کے غلبہ سے ستارہ کی انانیت مغلوب اور چھپ جاتی ہے اس معنی سے کہ ستارہ خود کو مغلوب اور کچھ نہ پا کر سب کو آفتاب ہی سمجھے تو اس کا یہ (سب آفتاب سمجھنا) صحیح لگتا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ نور وحدت کے موجود ہونے اور اللہ تعالیٰ کی ذات عظمت کے غلبہ سے انانیت اپنی خودی مغلوب ہوتی ہے۔ اور اس معنی سے کہ سب حق اور سب وہی ہے معلوم ہوتا اور کھلتا ہے۔

اس کے علاوہ عارفین (اللہ تعالیٰ کو پہچاننے والے) موحدین (اللہ تعالیٰ کو ایک جاننے والے) اور عاشقین (اللہ تعالیٰ کے عاشق) کی نظر میں اللہ تعالیٰ کے باقی رہنے ثابت رہنے اور عظمت کے اعتبار سے اور تمام صفات کاملہ کی جامع ہونے کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ کا ایک ہونا اور سب اور بہت معلوم ہوتا ہے اور موجود ہوتا ہے۔ اور زیادتی کے اعتبار سے بہت ہی ان کی نظر میں مردہ کے فنا اور کمزور ہونے کے اعتبار سے اور بہت تھوڑی معلوم ہوتی ہے۔

مثنوی ؎

جملہ معشوق است و عاشق پردۂ ❁ زندہ معشوق است و عاشق مردۂ

ترجمہ: ''تمام موجودات معشوق (یعنی اللہ تعالیٰ) ہے اور عاشق (یعنی ممکنات) پردہ ہے معشوق زندہ ہے اور عاشق مردہ ہے (مطلب یہ ہے کہ مسئلہ وحدۃ الوجود خاص لوگوں کا کام ہے)۔''

(مفتاح: ۱/۴۳ دفتر اول)

اس معنی سے بھی کہ موحدین (اللہ تعالیٰ کو ایک جاننے والے) سب وہ اور وہ سب ہے کہتے ہیں۔ ذات کے ایک ہونے یا زیادہ ہونے کی طرف نظر کئے بغیر (اللہ تعالیٰ کو) بے مثل سمجھ میں آنے سے پاک اور وراء لوراء ہے ؎

در کوئی لاتعین حیرانی ست حیرت ❁ وحدت درو نگنجد کثرت چہ کار دارد

ترجمہ: ''جو ذات معین نہ ہو سکے اس کی تعیین ہی میں حیرت ہے جس کی وحدت ہی نرالی ہے اس کی کثرت کا کیا معنی۔''

اور نہ اس معنی کو کہتے ہیں کہ اسے کہ ایک اور زیادہ سب ایک ذات واحد ہے اور یہ ذوق حال کہ سب کو ایک ذات کہیں سب کے خلاف ہے "تعالٰی اللّٰه عن ذالك علوا كبيرا" (اللہ تعالیٰ اس سے بہت بلند و بالا ہیں)۔ مغلوبین وملحدین کا تو یہی مزاج ہے کہ فرق حادث وقدیم اور خالق ومخلوق میں فرق نہیں کرتے اور سب کو ایک ذات واحد جانتے ہیں والا موجود الا اللہ کے تحت میں خدائی کا دم بھرتے ہیں خوب کسی صاحب ذوق نے کہا ہے۔ مثنوی ؎

جملہ مخلوق انداز وے انس و جاں ❁ اوست قیوم زمین و آسماں
دارد از سرتا قدم تنزیہ صرف ❁ پاک ذاتش ہست از تشبیہ صرف
درحقیقت جملہ او نبود روا ❁ کو منزہ ہست از ماؤ شما
گر ہمہ حق در نظر آید ترا ❁ نیست ہرگز فی الحقیقت ہکذا
چونکہ غالب گشت بر تو عشق او ❁ در نظر می آید ادھر چار سو

ترجمہ

❶ جن وانس ساری اسی کی مخلوق ہیں زمین وآسمان کا تھامنے والا وہی ہے۔
❷ وہ سرتاپا ہر تشبیہ وتصور سے پاک ہے ہر قسم کی تشبیہ سے اس کی ذات پاک ہے۔
❸ سب وہ ہے یہ کہنا جائز نہیں کیونکہ وہ ہم اور تم ہونے سے پاک ہے۔
❹ اگر تجھے سب کچھ اللہ تعالیٰ نظر آتا ہے ایسا ہرگز نہیں ہے۔
❺ تجھ پر کیونکہ اللہ تعالیٰ کا عشق غالب ہے اسی لئے تجھے ہر طرف وہی نظر آتا ہے۔

گمان غالب ہے کہ صوفیہ مغلوبین سکر وحال کے غلبہ سے مغلوب ومعذور جیسے قلم ایسے لکھنے والے کے ہاتھ میں ہو جس پر غلطی معاف ہو اور وہ بے عقل ہو یا ملحد ہو کر ہر چیز کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک یا عین (اللہ تعالیٰ کی ذات) جان کر شطحیات (وہ خلاف شرع حکم جو اللہ والوں سے بے اختیار نکل جائے) وغیرہ یہیں سے کہتے ہیں۔ اور جب یہ وہم خوب بڑھتا ہے اور یقین کے درجہ کو پہنچتا ہے تو فرق نہیں کر سکتے ہیں اور (ہر چیز کے) ذات ہونے کے قائل ہو جاتے ہیں نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ احکام شرعی میں سست ہو جاتے ہیں اور محبت میں کمی ہو جاتی ہے اور بعض بالکل بندگی کے اعتقاد سے نکل کر الوہیت کا دم بھرتے ہیں۔ چنانچہ مزاج کا دعویٰ کرنے والے زیادہ تر اسی قسم کے ہیں اور باقی عارف جو بہت کم ہیں کا وجود نہ ہونے کی طرح ہے کہ فرق کر کے سلوک کی ان ہلاک کرنے والی باتوں سے بچے اور دوسروں کو بھی بچائے ؎

ہر مرتبہ از وجود حکمے دارد ❁ گر حفظ مراتب نکنی زندیقی

ترجمہ: ''ہر چیز کا درجہ الگ الگ ہے اگر تم فرق مراتب نہ کرو گے تو زندیق ہو جاؤ گے۔''

واللہ اگر شیخ کامل کی صحبت سایہ اور عنایت خداوندی شامل حال نہ ہوتی تو یہی حالت اس ناچیز کی ہوتی مثنوی ؎

بے عنایات حق و خاصان حق ❁ گر ملک باشد سیہ ہستش ورق

ترجمہ: ''اللہ اور اللہ والوں کی مہربانیوں کے بغیر اگر فرشتہ بھی ہو تو اس کا اعمال نامہ سیہ ہوگا۔''

اور وحدت وجودی اور شہودی کا فرق بھی ذوقاً معلوم ہوا۔ یعنی جو لوگ وجود کے قائل ہیں سب اور سارے کے وجود کے ہونے کو معناً اور ذوقاً کچھ نہیں اور غیر موجود سمجھتے ہیں اس معنی سے کہ ''سب وہ ہے'' اور لا موجود الا اللہ (کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی موجود نہیں ہے) معلوم کرتے ہیں۔ اور شہود جو لوگ شہود کے قائل ہیں معناً تو کچھ نہیں اور غیر موجود ضرور سمجھتے ہیں۔ لیکن ذوقاً نہیں کرتے ہیں۔ مجازاً سب کا ہونا معلوم کر کے اس کے پیچھے شہود حق معلوم کرتے ہیں۔ فرق اتنا ہوا کہ جو لوگ وجود کے قائل ہیں وہ مجاز کو ذوقاً غیر موجود سمجھتے ہیں۔ اس معنے سے کہ ایک وجود کا موجود کا شہود رکھتے ہیں اور سب وہی ہے کہتے ہیں جو لوگ شہود کے قائل ہیں غیر موجود نہیں سمجھتے اس معنے سے کہ ایک کا شہود رکھتے ہیں اور سب اسی سے ہے کہتے ہیں ؎

توحید بعرف صوفی صاحب سیر ❁ تخلیص دل ست از توجہ غیر

ترجمہ: ''صاحب سیرت صوفی کے ہاں توحید دل کو غیر کی توجہ سے خالی کرنا ہے۔''

پہلی صورت میں لذت و کیفیت و شورش و مستی اور انانیت و خطرات مغلوب ہو جاتے ہیں اور اگر فہم سلیم مدد نہ کرتے تو گمراہی کا خوف ہے اور دوسری صورت میں استقلال و جمعیت و حضور دائمی ہے و حضور مع الحال ہے اور یہ حضور شعور کے ساتھ ہے دوسرا پہلے سے افضل معلوم ہوتا ہے اول سے دوسری صورت۔ کیونکہ انبیاء علیہم السلام نے اسی کی دعوت دی ہے اس کو حاصل کرنے کے لئے مکلّف نہیں کیا جو کچھ ناقص کے مزاج میں آیا عبارت و الفاظ میں لا نہ سکا مگر پھر بھی صرف اصلاح کے خیال سے لکھ لیا ورنہ میں کیا میرا ذوق، حال و علم و عمل کیا۔ (میرے لئے) دعائے خیر فرمایئے کہ جب مروں تو خاتمہ خیر کے ساتھ ہو جائے اور دنیا میں صبر و شکر اللہ تعالیٰ کے فیصلے پر راضی رہنا، توکل اور تسلیم اور اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ اور مخلوق سے بے پرواہی اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ محبت اور اللہ تعالیٰ کے خوف کے ساتھ زندگی گزر جائے۔

تحقیق: السلام علیکم ورحمۃ اللہ مبارک ہو آپ کے یہ احوال بہت ہی پسندیدہ ہیں خصوصاً شہود کی افضلیت کا

ذوقاً واضح ہونا اونچا حال ہے اللہ تعالیٰ ترقی واستقامت وتوفیق سلوک علی منہاج النبوت نصیب فرمائے اور اسی پر ہمارا اور آپ کا خاتمہ فرمائے۔ یہ تو حوال کے متعلق لکھا گیا۔ باقی علوم کے درجہ میں بات بتانے کے قابل ہے کہ جزو اور کل کا بولا جانا مشہور معنی کے مطابق مراد نہیں ہے کیونکہ عقلی اور نقلی طور پر ناممکن ہے بلکہ مجازی طور پر تابع ہونے کے اعتبار سے بولا گیا ہے۔ یعنی حادث کو تابعیت تابع ہونے کی وجہ سے اور قدیم کو متبوع ہونے کی وجہ سے کل سے تشبیہ دی گئی اگرچہ تابع ہونے اور متبوع ہونے کی کیفیت برابر نہیں جیسا کہ ظاہر ہے۔

جامع دعاؤں کے علاوہ خاص خاص دعاؤں میں حکمت

سؤال: دعا ''اللھم اتنا فی الدنیا الخ'' ایک جامع دعا ہے اس کے علاوہ اور بہت سی دعائیں ہیں اب میں خیال کرتا ہوں کہ جب ہم نے ایک باغ مانگ لیا ہے جس میں گلاب لیمو نارنگی وغیرہ ساری چیزیں موجود ہیں۔ پھر علیحدہ علیحدہ لیمو نارنگی مانگنے کی کیا ضرورت ہے۔ اس میں میرے عقیدہ کی درستی فرمائیں۔

جواب: حق تعالیٰ کے دربار میں خشوع وخضوع بڑی چیز ہے۔ تجربہ ہے کہ خاص خاص چیزوں کے مانگنے میں زیادہ خشوع خضوع ہوتا ہے۔ اس لئے احادیث میں جامع دعاؤں کے علاوہ خاص خاص مقاصد کی بھی دعائیں آئی ہیں۔

مسجد میں سونا

حال: بعض وقت تنہائی کے لئے مسجد میں سوتا ہوں کیونکہ جہاں لوگوں کی ذراسی آواز بھی آتی ہو نیند نہیں آتی۔ اس لئے مسجد میں آکر دو رکعت نماز پڑھ کر اعتکاف کی نیت کر لیتا ہوں اس کے بعد سوتا ہوں شرعی مسافر نہیں ہوں اور مسجد کے علاوہ تنہائی کی جگہ کم ملتی ہے۔ اب گزارش یہ ہے کہ اس بہانے سے مسجد میں سونا جائز ہے یا نہیں۔ جو ارشاد ہوگا ویسا ہی کیا جائے گا۔

جواب: اس مصلحت سے جائز ہے۔

نوافل میں سورہ واقعہ کو ایصال ثواب وفاقہ کے دور کرنے کی نیت سے پڑھنا

سؤال: دو رکعت نماز سورہ واقعہ سے پڑھتا ہوں۔ اس میں یہ نیت ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ثواب کو امت محمد ﷺ کے مردوں کی روحوں کو پہنچا دے اس کے ساتھ یہ نیت بھی ہوتی ہے کہ حدیث شریف میں ہے کہ رات کو سورہ واقعہ ایک دفعہ پڑھنے سے کبھی فاقہ نہیں آئے گا۔ اب عرض یہ ہے کہ یہ دونوں نیتیں کیسی ہیں؟

جواب: کوئی حرج نہیں۔ فاقہ کو اس نیت سے دور کرنا کہ رزق کے اطمینان سے دین (پر چلنے) میں مدد حاصل ہوگی میں اعانت ہوگی دین ہے اور حضور ﷺ کا (اس سورۃ کی) یہ خاصیت بیان اس کی پسندیدگی کی دلیل ہے۔ ہاں جو خاص عمل خاص قیدوں کے ساتھ پڑھے جاتے ہیں اور عامل ان کی دلیل سے زیادہ موثر سمجھ کر گویا اثر کو اپنے قبضہ میں سمجھتا ہے وہ عملیات طالب حق کے طریقے کے خلاف ہیں۔

سالک کو تصنیف وغیرہ میں مشغول ہونے کی شرائط

سؤال: میرے ذہن میں بعض کام لکھنے پڑھنے کے بارے میں آتے ہیں۔ اور وہ مفید ہوتے ہیں مثلاً کسی کتاب کا ترجمہ کرنا یا طلبہ کے لئے کوئی مفید مضمون یا کسی درسی کتاب میں کچھ حاشیہ وغیرہ (لکھنا) اس قسم کے کاموں کی طرف مشغول ہونا میرے لئے بہتر ہے یا جہاں تک ہوسکے ضروری کاموں پر ہی بس کروں۔ دل کی چاہت تو یہ ہے کہ ضروری کاموں سے بھی بہت ضروری کو رکھوں باقی سب کو ترک کردوں۔ اور دوسری چاہتوں کو رکاوٹیں جانتا ہوں۔ جناب کے نزدیک جو بات زیادہ مفید ہو اس سے مطلع فرمائیں۔

جواب: پہلی بات میں دو باتوں کا اندازہ کیجئے ایک اپنے ضعف وقوت طبیعت کا دوسرے اس کا کہ یہ شغل ضروری کاموں میں رکاوٹ تو نہیں بنے گا۔ اگر دونوں امر کی طرف سے اطمینان ہو تو پھیلنے والے نفع میں اجر عظیم ہے ورنہ اپنا کام مقدم ہے۔

غیر واجب روزہ کے فدیہ کی صورت میں زکوٰۃ ادا کرنا

سؤال: میری ایک دادی نے اپنی کل جائداد میرے نام ہبہ کردی ہے۔ جس پر میرا قبضہ اور تصرف ہے ان کی عادت بہت صدقہ خیرات کرنے کی ہے چونکہ اب وہ بے حد ضعیف ہوگئی ہیں اس وجہ سے رمضان شریف کا روزہ نہیں رکھ سکتیں انہوں نے کہا کہ میرا فدیہ دے دو۔ اب ان کے پاس کوئی جائداد یا کوئی مال واسباب نہیں ہے۔ ایسی صورت میں ان کو فدیہ دینا واجب ہے یا نہیں اگر واجب نہیں ہے صرف ان کی تسلی کے لئے فدیہ کا حساب جوڑ کر ایک رقم دے دوں اور اپنے دل سے یہ ارادہ اور نیت کرلوں کہ یہ رقم زکوٰۃ کی جو مجھ کو ادا کرنا چاہئے اس کو دیتا ہوں کہ ہر مستحقین کو اپنے ہاتھ سے دے دیں تو ایسی صورت میں زکوٰۃ ادا سمجھی جائے گی یا نہیں۔

جواب: ہاں زکوٰۃ ہو جائے گی کیونکہ ان کے ذمہ فدیہ واجب نہیں مگر اپنے محسن کے ساتھ ایسا دھوکہ کرنا خلوص کے خلاف ہے اور یہ جب ہے کہ ہبہ اپنے شرائط سے صحیح ہو ورنہ سوال دوبارہ کیا جائے۔

اللہ تعالیٰ کے علاوہ کچھ نہ ہونے کے بارے میں ایک شبہ اور اس کا جواب

حال: کبھی نماز کے اندر اپنے وجود کا خیال پیدا ہو جاتا ہے تو اخیر میں نطفہ کے بعد زمین کی مٹی اس کے بعد کچھ نہیں نظر آتا ہے۔ "کما ھو مفاد قولہ تعالیٰ ھل اتی علی الانسان حین من الدھر لم یکن شیئا مذکورا" (کیا انسان پر ایسا وقت نہیں گزرا جبکہ وہ قابل ذکر چیز نہیں تھا) مگر یہ نہیں پتہ چلتا کہ وجود کی حقیقت کیا ہے کہ اس نے مل کر اس حالت سے اس حالت میں کر دیا اور یہاں یہ بات تو سمجھ میں آتی ہے کہ ایک وقت میں کچھ نہیں تھا مگر یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ اس وقت بھی موجود نہیں۔ ویسے تو کہنے کے درجے میں سمجھتا ہوں کہ اپنا وجود بلکہ سارے عالم کا وجود ایک زبردست وجود کا پرتو اور پرتو کا وجود اصل کے مقابلے میں کچھ نہیں ہے ورنہ نہ ہونے کی طرح تو ضرور ہے مگر یہ حالت نہیں ہو جاتی اور چونکہ اس حالت کا پسندیدہ ہونا عقل سے مانا ہوا ہے اس لئے اس کی تمنا ہوتی ہے۔ مگر جب یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ اس حالت کا حاصل کرنا یا لانا بندہ کے اختیار سے باہر ہے صرف اللہ تعالیٰ کی مہربانی اور عطا سے ہے تو اس کی فکر بیکار معلوم ہوتی ہے لیکن شبہ یہ پیدا ہو گیا کہ بندے کے اختیار سے باہر ہوتا تو شارع کی جانب سے مطالبہ کیوں ہوتا۔ "فان قول علیہ الصلوۃ والسلام واعبد ربك كانك تراه فان لم تكن تراه فانه يراك امر الى تحصيل تلك الحالة اشارعة" (کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کرو جیسے تم اس کو دیکھ رہے ہو اگر تم اس کو نہیں دیکھ رہے ہو کہ وہ تمہیں دیکھ رہا ہے اس حالت کو حاصل کرنے کا اشارہ سے حکم فرمایا ہے مولانا روم رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں) وقول صاحب المثنوی ؎

آئینہ ہستی چہ باشد نیستی ❀ نیستی بگزیں گر ابلہ نیستی

ترجمہ: "ہستی (حقیقی یعنی اللہ تعالیٰ کے کمالات) کا آئینہ (سالک کی ہستی کا) فنا ہے (اس لئے) تم نیستی (اپنی ذات کا نہ ہونا) اختیار کرو اگر تم بے عقل نہیں ہو تو۔"

"ام الى تحصيلها صراحة افهذا ينبئى الى ان تحصيلها فى اختيار العبد والا يلزم تكليف مالا يطاق فدلونى الى حقيقة الامر ماجورين وارجومنكم الدعاء لحصول التوفيق كما يحب ويرضى ربنا ورسوله صلى الله عليه سلم:"

ترجمہ: "یا اس (حالت) کو صاف حاصل کرنے کو فرمایا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس حالت کو حاصل کرنا بندے کے اختیار میں ہے ورنہ یہ ایسے کام کا حکم کرنا ہوگا جو بندے کے اختیار

میں نہیں ہے۔ آپ مجھے حقیقی بات بتائیں اللہ تعالیٰ آپ کو ثواب عطا فرمائیں۔ آپ سے اس توفیق کے حصول کی دعا کا امیدوار ہوں جس کو اللہ تعالیٰ کے رسول پسند فرمائیں اور جس سے راضی ہوں۔''

تحقیق: یہ حالت اعتقاد کے درجہ میں اختیاری ہے وبحمد اللہ حاصل ہے اور حال کے درجہ میں غیر اختیاری ہے اور قرآن وحدیث میں جہاں اس کا حکم ہے یہ ان سے ثابت نہیں ہوتا ہے نہ اشارہ سے ثابت ہوتا ہے اور نہ صاف ثابت ہوتا ہے۔ اور یہ معنی رسول اللہ ﷺ کے قول کے نہیں جس میں آپ ﷺ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت ایسے کرو جیسے تم اس کو دیکھ رہے ہو اگر تم اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھ رہے ہو تو وہ تمہیں دیکھ رہے ہیں۔ رہا مولانا رومی رحمہ اللہ تعالیٰ کا فرمان تو اس سے مراد نیستی کے آثار ہیں کہ خود کو ذلیل سمجھنا، انکساری کرنا، کسی قسم کا دعویٰ نہ کرنا، کمزور سمجھنا اور اللہ تعالیٰ کے حقیقی وجود کو ذہن میں رکھنا خود اسی کے حوالے اور سپرد کرنا ہے۔

قوت متخیلہ کا تصرف

حال: تین دن ہوئے ایک نئی حالت پیش آئی۔ ایک یہ کہ شب کو ایسا معلوم ہوا کہ کوئی عورت قلب کی طرف بائیں جانب سے آکر جھک رہی ہے۔ میں نے لاحول پڑھا اور بائیں جانب تین بار تھتکار دیا۔ پھر کمترین کیا دیکھتا ہے کہ کچھ صورتیں عجیب وغریب بن کر سامنے آگئیں۔ حضور کا کمترین نے تصور کیا وہ ختم ہوگئیں۔ پھر کیا دیکھتا ہوں کہ نہایت جوش کے ساتھ دل سے دھواں نکلنا شروع ہوا مگر کمترین حق تعالیٰ ہی کی طرف متوجہ رہا۔ تھوڑی دیر میں مٹ گیا۔

تحقیق: ایسے موقع پر زیادہ محفوظ طریقہ یہ ہے کہ دور کرنے کا بھی ارادہ نہ کرے کبھی یہ بھی ایک مشغلہ ہو جاتا ہے بس مقصود کی طرف متوجہ رہ کر کام میں لگا رہنا چاہیے۔

حال: قلب میں جو بھاپ معلوم ہوتی تھی جس کے بارے میں حضور نے فرمایا تھا کہ (فان فیھا خطرا ای خطر) (اس میں خطرہ ہے) بہت زمانہ ہوا کہ قلب میں ایک عجیب حالت پیدا ہوئی تھی وہ یہ کہ قلب میں گدگدی اٹھتی تھی۔ اور ایک سرور ہوتا تھا یہاں تک کہ خیال ہوتا تھا کہ غسل نہ کرنا پڑ جائے تو خیال کو اور طرف متوجہ کر دیتا تھا۔ پھر یہ حالت مٹ گئی۔ قلب میں جو بھاپ معلوم ہوتی تھی اب نہیں معلوم ہوتی۔

تحقیق: میری عبارت صحیح نہیں پڑھی گئی میں نے لکھا تھا ''فان فیھا خطرا ای خطر'' چنانچہ ی پر تشدید بھی لگا دی تھی یعنی کیسا کچھ خطرہ ہے۔ مطلب یہ کہ سخت خطرہ ہے اور فیھا کا مطلب صرف بھاپ نہ تھی بلکہ سارے حالات جو اس سے مذکور ہیں اس پرچہ میں دیکھنے سے تعین ہوگی۔

حال: لرزہ اور بخار نے اب تو بہت ضعیف کر دیا۔ باری کے روز تو ہوش ہی نہیں رہتا جناب مولوی سعید الزماں صاحب اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر عطا فرما دیں جو مجھ عاجز کی ایسے وقت میں مدد فرماتے ہیں۔ باری کے روز کمزوری کی وجہ سے دو چار قدم چلنے سے بھی معذور ہو جاتا ہوں مگر وہی بزرگوار مددگار رہتے ہیں وہ بھی عنقریب جانے والے ہیں۔ اور کمترین اب بہت ضعیف ہو گیا۔ اب ہمت کام نہیں دیتی رخصتی کی اجازت چاہتا ہوں۔

تحقیق: بہت بہتر حالت موجودہ میں یہی مناسب بھی ہے۔

حال: حالت ذکر میں کچھ صورتیں نظر آتی ہیں یعنی ایک گول حلقہ کے اندر سر سے کمر تک آدمی کی صورتیں معلوم ہوتی۔ جب تک آنکھ بند رکھتا ہوں نظر کے سامنے موجود رہتی ہیں بہت ہی بدصورتیں دکھائی دیتی ہیں۔ ہندو قطع کی صورتیں یعنی بڑی بڑی موچھ ڈاڑھی نہیں ہوتی ہے بہت ہی کریہ منظر اور کبھی کبھی چارپایہ جانوروں کی صورتیں اور کبھی پرند جانوروں کی صورتیں دکھائی دیتی ہیں۔ مگر فرق یہ ہے کہ آدمی کی صورت فوٹو کی طرح بے حس موجود رہتی ہے اور جانوروں کی صورت متحرک ہوتی ہے یعنی ایک کے بعد دوسری گزرتی رہتی ہے یہ کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا ہے اس کے لئے بہت پریشان ہوں۔

تحقیق: پریشانی کی کوئی بات نہیں (قوت) متخیلہ میں صورتیں تو ہر قسم کی پہلے سے (موجود) ہیں چونکہ ذکر میں یکسوئی ہوتی ہے اس لئے متخیلہ کا تصرف معلوم ہو جاتا ہے۔ اور جب یکسوئی نہیں ہوتی دوسری اشیاء کی طرف توجہ اس معلوم ہونے پر غالب رہتی ہے توجہ نہ کیجئے خود بخود غائب ہو جائیں گی۔

شعر ”بلبل کو دیا نالہ تو پروانہ کو جلنا ❁ غم ہم کو دیا سب سے جو مشکل نظر آیا“

میں بے ادبی ہے

حال: خادم گندہ کے احوال یہ ہیں۔

❶ افسوس استقامت اور استقلال اب تک احقر کو نصیب نہیں ہوا سخت پریشان ہوں۔ کبھی تو خوب ذوق شوق ہوتا ہے اور معمولات کی ادائیگی اوقات مقررہ پر ہوتی ہے۔ خشوع خضوع حضور قلب بھی ہوتا ہے اور کبھی یہ حالت ہوتی ہے کہ معمولات کی ادائیگی میں بہت ہی سستی ہوتی ہے اور بالکل ادا کرنے میں طبیعت نہیں لگتی جوں توں ہمت کر کے طبیعت پر زور دے کر بیٹھتا ہوں مگر پھر نیند کا اتنا غلبہ ہوتا ہے کہ نیند کے مارے بے تاب ہو جاتا ہوں اور طبیعت سونے پر مجبور کرتی ہے۔ مجبوراً سو جاتا ہوں نیند کی وجہ سے اوقات مقررہ کو تبدیل کیا مگر افسوس تبدیلی بے فائدہ ثابت ہوئی اور دوسرے نئے اوقات میں مقررہ میں وہی اوپر والی حالت پیش آئی یعنی جب ذکر کے لئے

بیٹھا تو نیند کا غلبہ ہوا اس وجہ سے سخت پریشانی کا سامنا ہے۔

افسوس کہیں میں مردود تو نہیں دعا بھی کرتا ہوں مگر اب تک استقامت حاصل نہیں ہوئی۔ الامداد میں تربیۃ السالک سے میں اپنے لوگوں کی حالت کو پڑھتا ہوں تو حسرت بھی ہوتی ہے کہ افسوس ایک ہم کمبخت اور ایک یہ لوگ ہیں ہم سے خاک بھی نہیں ہوتا اور یہ شعر یاد آتا ہے ؎

بلبل کو دیا نالہ تو پروانہ کو جلنا ❁ غم ہم کو دیا سب سے جو مشکل نظر آیا

تحقیق: اس شعر میں بے ادبی ہے۔ سخت احتیاط ضروری ہے اس میں اپنی کمی کے اعتراف کے بجائے اپنے محسن پر اعتراض ہے۔

حفاظت مال کا عبادت ہونا

سؤال: فدوی اس سے پہلے عریضہ میں تحریر کر چکا ہے کہ میرے بھائی کا انتقال ہوگیا۔ جو میرے اس درجہ مشفق و مربی تھے کہ مجھ کو دنیا کی کسی طرح کی فکر ان کے سامنے نہ تھی۔ ہر قسم کا میرا اور تمام گھر کا بار وہی اٹھائے ہوئے تھے۔ تمام جائداد کا کام خود ہی کرتے تھے۔ مجھ کو کسی بات کی خبر تک نہ تھی۔ یہاں تک کہ مجھ کو اپنی آمدنی کا بھی حال معلوم نہ تھا۔ تمام میرے گھر کا انتظام بھی خود ہی انجام دیتے تھے۔

ان کی حیات میں تمام دن میرا پڑھنے پڑھانے میں گزرتا تھا۔ تمام دن دس بارہ سبق پڑھاتا تھا۔ دوپہر میں آرام بھی بمشکل ملتا تھا روزمرہ مدرسہ جاتا تھا عصر کے بعد بلاناغہ ورد جو حضور نے تعلیم فرمادیا پڑھ لیتا تھا۔ رات کو بھی مطالعہ سے بہت کم فرصت ملتی تھی۔ کام کی کثرت سے کسی سے بات کرنی دشوار ہوتی تھی۔ رمضان شریف میں بھی فرصت نہ ملتی تھی۔ اگرچہ کسی قسم کی لیاقت اس ناکارہ کو اتنی عمر میں حاصل نہ ہوئی۔ لیکن اتنی عمر اسی مشغلہ میں حق تعالیٰ نے صرف کرائی جیسی فارغ البالی فدوی کو حاصل تھی اب زمانہ میں کم لوگوں کو حاصل ہے۔

اب بھائی مرحوم کے انتقال کے بعد سارا بار جائداد وغیرہ کا میرے ذمہ پڑ گیا کہ جس کی وجہ سے سخت پریشانی ہے جو فدوی بیان نہیں کرسکتا۔ میں اس کام سے بالکل ناواقف ہوں۔ کبھی کیا ہی نہیں حساب سے صرف ناواقفیت ہے اس وجہ سے سخت پریشانی کا سامنا ہے۔ آج ان کے انتقال کو ۲۳ روز ہوگئے۔ دن رات فکر سے خالی نہیں گزرتا۔ ایک لڑکا بھائی مرحوم کا ان کے انتقال سے انیسویں دن انتقال کر گیا۔ فدوی کے یہاں ان پانچ ماہ میں چار موتیں ہوچکیں ان کے صدمہ سے دل اس قدر کمزور ہوگیا ہے کہ بیان نہیں ہوسکتا اور پھر اس کام کا فکر تمام مشاغل چھوٹ گئے۔

اس وقت فدوی کی جو حالت ہے بس حق تعالیٰ ہی مدد فرمائیں۔ اگر کسی وقت فرصت ملی تو اسم ذات غیر

معین مقدار میں پڑھ لیتا ہوں۔ ابھی تک اوقات مقرر (منظم) نہیں ہوئے اور کوئی چارہ کار سمجھ میں نہیں آیا۔ جو کچھ حضور کا حکم ہے فدوی حاضر ہے۔ موت ہر وقت پیش نظر رہتی ہے۔ ان کے یتیم بچے ہیں ان کی تربیت کا بار بھی میرے ہی ذمہ ہے۔ جس سے بہت خوف ہے کہ کہیں ان کے حقوق میں کوتاہی نہ ہو جائے۔ آج کل جائداد کے کام میں سخت دشواریاں ہیں۔ خصوصاً مجھ بے وقوف وناواقف کے واسطے حضور دعا فرمائیں کہ حق تعالیٰ میری مدد فرمادیں۔ اب جیسے میرے واسطے حکم ہو اس سے مطلع فرمایا جائے۔

جواب: اپنے مال کی حفاظت بھی عبادت ہے خصوصاً جبکہ دوسرا طریقہ معاش نہ ہو اور انتظام معاش کے بغیر یکسوئی نہیں ہوتی ہے اور یکسوئی کے بغیر طاعت نہیں ہوتی ہے۔ جب اس وقت عام کمزور طبیعتوں کی یہی حالت ہے۔ اسی طرح یتامی کی نگرانی بھی عبادت ہے جبکہ ان کا کوئی نگران نہ ہو جب یہ عبادت ہے تو عبادت سے کیا گھبرانا۔ رہا پریشانی تو اس کی وجہ ناواقفی ہے اور یہ عارضی ہے اور عارضی بھی اور جلدی ختم ہو جانے والی تو ایسی جلدی ختم ہو جانے والی پریشانی جو ہمیشہ یکسوئی کا سبب ہو جائے برداشت کے قابل ہے۔ اور اس عارض کے سبب جو ناغہ وغیرہ ہو جائے وہ قبول ہے۔ بس جب تک کام قابو میں نہ آئے ضرور اس میں دخل دیں اور توجہ رکھیں اور ناواقفی کی تلافی کسی جاننے والے خیر خواہ کو شریک کرنے سے کرلیں۔ جب کام قابو میں آجائے پھر مناسب انتظام کر کے عبادت کے لئے فارغ ہونے کی صورت نکالیں کہ اس وقت یہ آسان ہوگا۔ اور ایسی فراغت کے حاصل ہونے تک اوراد میں اختصار کو گوارا کرلیں مگر ہمیشہ کرنے کی کوشش کریں اور اہل اللہ کے ملفوظات اور حالات کے مطالعہ کا کبھی ناغہ نہ کریں خواہ روزانہ پانچ ہی منٹ کے لئے ہو۔

جو چیز لازم نہ ہو اس کو لازم کرنے کا بدعت ہونا

حال: کچھ عرصہ سے بندہ کا یہ معمول ہو گیا ہے کہ کسی دنیاوی معاملہ میں ناکامی کی خبر سن کر قبض ہو جاتا ہے اور بعد میں دو رکعت نماز قبض کے دور کرنے کے لئے پڑھ لیتا ہوں یا اگر کوئی اطمینان والی بات سنتا ہوں تو خوش ہو کر بسط کی حالت کے شکریہ پر دو رکعت نماز نفل پڑھتا ہوں۔ یہ طرز عمل اچھا ہے یا نہیں۔

تحقیق: یہ لازم کر لینا کچھ دن بعد بدعت کی حد میں آجائے گا۔

مجذوب سے برتاؤ

حال: ۳ رمضان ہفتہ کے روز ظہر کے لئے دوکان پر وضو کر رہا تھا۔ ایک شخص ننگے پاؤں محزون ومغموم خشک لب آنکھوں میں کچھ آنسو دکان کے سامنے آکر کھڑے ہوئے اور مجھے دیکھنا شروع کیا۔ چند سیکنڈ کے بعد میں

نے پوچھا کیا کام ہے۔ کہا کچھ نہیں۔ اتفاق سے دونوں نوکروں میں سے اس روز کوئی نہ تھا نہ آنے کی دوسرے روز امید تھی۔ میں نے ان سے کہا کہ نوکری کرو گے۔ کہا ہاں! کیا تنخواہ لو گے۔ کہا کھانا اور کپڑا۔ میں نے نام پوچھا۔ کہا سکندر شاہ بادشاہ۔ مجھے ہنسی آ گئی پوچھا روزہ سے ہو۔ کہا نہیں صبح پانی پی لیا تھا یہ یاد نہ تھا کہ روزہ رکھنا چاہئے۔ میں نے کہا کھانا کھایا۔ کہا نہیں۔ میں نے کہا کیوں نہ کھایا کہا ملا نہیں۔ میں نے کہا کہ مانگ لیا ہوتا۔ کہا ہم (تیز لہجہ میں) مانگا نہیں کرتے خود اگر کوئی دے کھا لیتے ہیں۔ میں نے کہا اب کھاؤ گے کہا ہاں۔ اب میں نے دیا چنے مرمرے لے کر دکان پر کھانا شروع کر دیئے۔ میں نماز پڑھتا رہا۔ پھر میں نے کہا کہ میری نوکری کر کے نماز پڑھنا پڑے گی، روزہ رکھنا پڑے گا۔ کہا پڑھوں گا رکھوں گا۔ میں نے کہا جوتہ پہننا پڑے گا۔ کہا پہنوں گا۔ غرض میں نے اپنا پرانا جوتہ دیا وہ ان کے پیر میں درست ہوا۔

اسی دن میرے ساتھ کانپور میں آئے۔ راستہ میں جب ان کے قریب بیٹھا خاص قسم کا سکون جیسا حضرت کے خلفاء کے قریب بیٹھنے میں قلب کو حاصل ہوتا ہے وہ پایا۔ بعض باتیں بے معنی بھی کیں خطرات کا جواب اکثر زبان سے اعضا کی کسی حرکت سے دیا۔ شب کو کانپور میں تقریباً ساری رات مصلیٰ پر مراقبہ میں رہے۔ یہ ان کے پاس رہنے والوں سے معلوم ہوا۔ صبح کو ان کے بے حد میلے کپڑے بدلوائے۔ نہانے کی جگہ بتا دی۔ شربت انار سے احقر نے روزہ کھولا تھا۔ ریل میں ان کو بھی پلایا۔ غذا بھی لطیف اور مفرح ہوئی۔ سحری کو دودھ کھایا۔ غرض ان سب اجزاء سے ان میں نشاط پیدا ہو گیا حزن جاتا رہا۔

تیسرے دن پھول باغ میں برہنہ پا گھاس اور شبنم پر ان کو دیر تک پیدل چلایا۔ باقی حزن بھی جاتا رہا۔ اس وقت انہوں نے کہا کہ مجھے ۳ ملکوں کی خدمت سپرد ہے۔ میں نے کہا مجھے اس سے کچھ تعلق نہیں۔ کہنے لگے اب میں جاؤں گا میرا چھ مہینے انتظار کرنا۔ میں نے کہا کہ میں ایک گھنٹہ بھی انتظار نہ کروں گا۔ البتہ کہہ کر جانا بلا کہے نہ جانا۔ چنانچہ منگل ۶ رمضان کو چلے گئے۔ جن لوگوں نے ان کو دیکھا تھا وہ سب ان کے معتقد ہو گئے۔ اور کہنے لگے مجذوب ہیں۔ مجذوب کے چلے جانے کے بعد بعض لوگوں نے کہا کیوں جانے دیا۔ میں نے کہا کہ مجھے کسی بندہ سے اگر نفع کی امید ہے وہ صرف اپنے مولانا ہیں۔ اللہ تعالیٰ عرصہ دراز تک ان کو ہمارے سر پر قائم رکھیں۔ آمین ثم آمین۔ کسی دوسرے کے آنے سے مسرت نہیں جانے سے رنج نہیں۔ کسی کی گنجائش کی حالت میں خدمت کر دینا یہ مہمان کا حق ہے۔ ہمارے ذمہ اس میں کوئی ہو عام یا خاص مجذوب ہو یا سالک جاہل ہو یا عالم برابر ہے۔

بہر حال تیرہویں دن جمعہ کو دوپہر راستہ میں ملے اور میرے ساتھ آئے۔ کہا بھوک لگ رہی ہے کھانا

کھائیں گے۔ میں نے کہا گھر میں اگر کچھ ہوا لاتا ہوں۔ ورنہ یہ مشکل ہے کہ روزہ دار بے روزہ دار کے لئے پکائے۔ چنانچہ چند روٹیاں اور دال بھی وہ لایا۔ انہوں نے کھائیں کہا اور لاؤ۔ جا کر دیکھا تین روٹیاں اور تھیں دو دونوں لڑکیوں کے چھوڑ دیں اور لا کر دی ساتھ کے لئے انہوں نے صرف نمک طلب کیا تھا۔ وہ بھی لا دیا وہ روٹی بھی کھالی۔ نمک بچا رہا۔ مجھ سے کہا لے لو میں نے کاغذ میں باندھ کر پلیٹ میں رکھ دیا۔ جیب سے کوڑیاں نکالیں اور سجانا شروع کیا۔ پھر مجھ سے کہا لوگے میں نے کہا دو گے لے لوں گا چنانچہ دے دیں۔ تیرہ تھیں بارہ سالم اور ایک جھجنی اور ایک گول ٹین کا ٹکڑا جو چاندی کی دونی کی برابر ہے۔ اس کے بعد میرے قلب کی جانب خود سے متوجہ ہوئے میں بھی خاموش بیٹھا رہا۔ دیر تک متوجہ رہے۔ توجہ کے ختم کے بعد دیر تک دعا مانگی اور کہا کہ کل ہم چلے جائیں گے۔ میں نے کہا اختیار ہے میں روکتا نہیں۔ جمعہ کو بھی میں اپنا ایک پرانا کرتا، پرانی ٹوپی جوڑا دیا وہ بدل کر میلا (جوڑا) مجھے دیکھ کر چلے گئے۔ ہفتہ کو تیسری بار ابھی تک تو آئے نہیں مگر چند لوگوں نے یہ کہا کہ کانپور ہی میں ہیں۔ میں نے سن لیا خدا کے فضل سے ملاقات کرنے کا وسوسہ بھی نہیں آیا۔ نمک اور ٹین کا ٹکڑا کوڑیاں رکھی ہیں حاضری کے وقت دکھاؤں گا۔ خدا جانے کیا قصہ ہے۔ میری سمجھ میں تو کچھ صحیح طور پر آیا نہیں مگر سمجھنے کی فکر ہے اور اسی لئے اتنی تفصیل سے اس مضمون کو حضرت کی خدمت میں عرض کیا ہے۔ حضرت کو اگر بلا تعب اور بغیر زیادہ سوچنے کے کچھ معلوم ہو مطلع فرمائیں کچھ بھی پریشانی ہو ہرگز ہرگز ذہن پر بوجھ نہ ڈالیں۔ مذکورہ چیزوں کو میں کیا کروں مطلع فرمائیں۔

تحقیق: اس معاملہ کی جو حقیقت خود بخود ذہن میں آئی وہ عرض کرتا ہوں ظاہری طور پر وہ مجذوب تھے۔ آپ نے جوان کے ساتھ برتاؤ کیا کہ خدمت سے تعلق اور توجہ سے بے تعلقی یہی کرنا چاہئے تھا۔ آپ کو جو وہ چیزیں دے گئے۔ یہ دنیا وہی ہے جو اکثر ان لوگوں کی عنایت کا منتہی ہے خود آپ کا طلب کرنا تو اچھا نہ ہوتا مگر جب بلا طلب آئی ہے اور ہے حاجت کی چیز تو خدا تعالیٰ کی نعمت کی قدر اور شکر کرنا چاہئے۔ کھانے کی اجناس میں نمک کو رکھ دیجئے اور مال تجارت میں اس ٹین کے ٹکڑے کو اور اگر وہ میلا جوڑا محفوظ ہو تو اثاث البیت میں اس کو رکھ دیجئے اور چونکہ ان کے حواس کی درستی میں شبہ ہے اس لئے اس ہبہ کے جواز میں بھی شبہ ہے اس لئے شرعی قانون کے موافق ان سب چیزوں کے بارے میں ایک یادداشت بھی لکھ کر رکھ دیجئے اور ورثہ کو اس کی اطلاع دے دیجئے اس یادداشت کا یہ مضمون ہو کہ فلاں فلاں چیزیں ایک ایسے شخص کی امانت ہیں جب وہ ملے اس کو دے دی جائیں اور اگر وہ نہ لے تو اس کی قیمت مساکین کو دے کر یہ چیزیں آپ کی مملوک سمجھی جائیں بلکہ بہتر یہ ہے کہ آپ ہی قیمت بھی دے دیں اور یہ بھی لکھ دیں کہ مالک آجائے تو اس کو دے دیں جیسا کہ لقطہ (راستے سے ملنے

والی چیز) کا حکم آئے اور نہ آئے تو خیر۔

اسباب کی طرف نسبت میں حکمت

حال: چند دن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ دنیا میں جو کچھ ہوتا ہے سب خدا کے حکم سے ہوتا ہے اس مضمون کی وجہ سے کہ "لا تتحرك ذرة الا باذن الله" (کہ ایک ذرہ بھی اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر حرکت نہیں کرتا ہے) اسباب کا کوئی دخل نہیں۔

تحقیق: اس دخل میں حقیقی کی قید اور ضروری ہے۔ حقیقت میں اسباب کچھ نہیں کرتے بلکہ حقیقی کرنے والی ذات اللہ تعالیٰ کی ہے۔

حال: اور جو کچھ مصیبتیں یا انعامات بندہ پر ہوتی ہیں سب خدا کی طرف سے ہیں اگر کوئی شخص میرے سامنے کوئی واقعہ کو اسباب کی طرف نسبت کرے تو مجھے بہت برا معلوم ہوتا ہے اور جی جلتا ہے۔

تحقیق: اس میں طبعاً کی قید اور ضروری ہے۔ (کہ طبعی طور پر برا لگتا ہے)۔

حال: دل میں یہ خیال ہوتا ہے جب خدا کے علاوہ اور کوئی خالق و مالک نہیں پھر اسباب کی طرف نسبت کیوں کی جائے بلکہ غیر کی طرف نسبت کرنا ایک قسم کا شرک معلوم ہوتا ہے۔ اگر کسی دوسرے شخص سے بات چیت کرتے وقت اگر کسی چیز کی نسبت ان کے مزاج کے لحاظ سے اسباب کی طرف کروں تو فوراً دل میں بوجھ سا معلوم ہوتا ہے اور شرک خفی کی طرح معلوم ہوتا ہے دل میں توبہ کرتا ہوں۔

غرض اسباب کی طرف کسی شے کی نسبت کو جی نہیں چاہتا ہے۔ اگر دوسرے کریں تو مجھے برا معلوم ہوتا ہے علمی طور پر یہ نہ سمجھنے کہ باوجود کے اللہ تعالیٰ یہی عادت چلی آ رہی ہے کہ جو کام ہوتا ہے اسباب کے نتیجے میں ہوتا ہے اور خداوند کریم نے بہت سے اسباب میں خاص خاص تاثیر بھی رکھی ہے اگرچہ کبھی کبھی اسباب کے بغیر بھی کوئی کام ہو جاتا ہے مگر پھر بھی اکثر اوقات اسباب ہی کے ساتھ مقصود حاصل ہوتا ہے اس وجہ سے مجازی طور پر اسباب کی طرف منسوب کر دیا جاتا ہے اگرچہ خدا کے حکم سے سب کچھ ہوتا ہے اس میں جو کچھ خرابی ہو مہربانی فرما کر اصلاح فرمائیں۔

تحقیق: کچھ قیود تو اوپر لکھ دی ہیں ایک بات تنبیہ کے قابل اور ہے وہ یہ کہ عوام جو اسباب کی طرف واقعات کی نسبت کرتے ہیں اس میں ایک بڑی غیبی مصلحت ہے۔ وہ یہ کہ اکثر عوام کے قلب میں حق تعالیٰ کا عشق کم ہے اور بعض واقعات طبعی طور پر ناگوار ہوتے ہیں اگر ان لوگوں کی نظر اسباب پر نہ ہو اور براہ راست حق تعالیٰ کی طرف

نسبت کریں تو حق تعالیٰ کی طرف سے قلب میں ناگواری و کراہت پیدا ہو تو اسباب کی طرف نسبت میں ایک بڑی حفاظت ہے کا یہ بڑی حکمت ہے اس حکمت پر نظر کر کے عوام کے اس نسبت کرنے کو رحمت اور غنیمت سمجھنا چاہئے۔

ایصال ثواب

سؤال: ایک مخلص حضرت کے ایک عزیز قریب کا انتقال ہوا تو بندہ ایک دوست کے ساتھ تعزیت کے لئے گیا اور بھی لوگ موجود تھے۔ صاحب موصوف نے مجھ سے اور میرے ساتھی سے مرنے والے کے لئے ایک ایک قرآن مجید پڑھ کر ثواب بخشنے کی فرمائش کی۔ روزانہ کے معمولات کے لحاظ سے فرمائش واقعی بڑی سخت معلوم ہوئی مگر صاف انکار تعزیت کے خلاف ہونے کی وجہ سے ہو کر صاحب موصوف کے طبیعت کے ملال کا سبب ہوگا۔ اس خیال سے نہ کیا اور بلا چون و چرا وعدہ کر لیا اور اس کو پورا بھی کیا۔ طبیعت میں خلوص بتکلف پیدا ہو گیا۔ اس صورت کے بارے میں حضور رہنمائی فرمائیں کہ ایسے موقعہ پر دل ٹوٹنے کا خیال کئے بغیر صاف انکار کر دیا جائے یا کیا کروں۔

جواب: اس وقت نرمی سے یہ کہہ دیا کہ میں عنقریب عرض کروں گا پھر بذریعہ تحریر نرمی سے جو عذر موجود ہوا ظاہر کر دیا اور جتنا ممکن ہوا اس کا وعدہ کر کے تسلی کر دی۔

مسئلہ وحدۃ الوجود کے بارے میں لوائح جامی رحمہ اللہ تعالیٰ کا حل

سؤال: لوائح جامی لائحہ نمبر ۲۵ میں لکھا ہے کہ ”عالم ظاہر حق ہے اور حق عالم کا باطن ہے عالم ظاہر ہونے سے پہلے عین حق تھا اور حق عالم کے ظاہر ہونے کے بعد عین عالم بلکہ حقیقت میں ایک ہے اور ظاہر ہونا یا باطن ہونا، پہلے ہونا آخر میں ہونا یہ سب اس کی نسبتیں اور اس کے اعتبارات ہیں۔“

دوسری جگہ بھی ایسا ہی لکھا ہے جیسا کہ لائحہ نمبر ۱۸ میں ہے کہ ”بس خارج میں نسبت حقیقی ایک ہے اگرچہ بہت سارے کاموں اور بہت سی صفات کے ساتھ تعلق ہونے کی وجہ سے کئی نظر آتی ہیں اس طور پر کہ مراتب کی تنگی میں بند ہیں اس کے احکام و آثار کے ساتھ مقید ہے۔“

اول سے آخر تک بہت جگہوں میں ایسا ہی مضمون ہے اس کا مطلب حل نہیں ہوا بہت مرتبہ مطالعہ کر چکا قوی امید ہے کہ جواب شافی مرحمت فرمایا جائے۔

جواب: یہاں ایک اصل ہے اور بعض اصطلاحات ہیں ان کے استحضار سے ایک یہ عبارت کیا غالباً تمام لوائح حل ہو جائیں گی۔ وہ یہ کہ ان حضرات کے نزدیک خارج میں صرف ایک وجود واجب الوجود ہی ثابت ہے اور

دوسری موجود چیزیں اس وجود حقیقی سے تعلق رکھنے کی وجہ سے وجود (یعنی ہونے) کے ساتھ متصف ہیں۔ اور ان حضرات کے نزدیک اس تعلق کی کیفیت ایسی ہے جیسے تابع کا اصل کے ساتھ تعلق ہوتا ہے اس وجہ سے اصل ذات کے اعتبار سے موجود صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اور جن چیزوں کا وجود ممکن ہے وہ اللہ تعالیٰ کی وجہ سے موجود ہیں اس اعتبار سے ممکنات کو جیسے کشتی میں بیٹھنے والوں کو نہ ہلنے والے ذات کے اعتبار سے کہا جا سکتا ہے۔ اور کیونکہ تبع کے ساتھ موجود نظر آتا ہے اور جو اصل کے اعتبار سے موجود ہے وہ نظر نہیں آتا ہے اس لئے عالم (دنیا) کو ظاہر حق اور حق کو باطن عالم کہہ دیا۔ اس لئے ظاہر اور باطن کے وہ معنی نہیں ہیں جو روح کو انسان کا باطن اور جسم کو انسان کا ظاہر کہا جاتا ہے بلکہ ظاہر مظہر (ظاہر ہونے کی جگہ) کے معنی میں ہے اور باطن ذی مظہر (ظاہر ہونے کی جگہ والے) کے معنی میں ہے تو کوئی اشکال نہیں ہے۔ کیونکہ ذات کے ساتھ موصوف ہونے اور تبع کے ساتھ موصوف ہونے میں چیز ایک ہے فرق صرف اعتبار کا ہوتا ہے۔

اس لئے ان دونوں اعتبار سے الگ الگ چیزوں کو ایک دوسرے کا عین (ذات یعنی ایک ہی ہیں) کہا جا سکتا ہے اور اس (یعنی) جو صفت کو بھی درگزر کرتے ہوئے عین (ایک ہی) کہنا صحیح ہوسکتا ہے۔ اصل میں ایک ہونے کا حکم ان حیثیتوں میں ہے۔ اس وجہ سے عالم (دنیا) اور حق (اللہ تعالیٰ) کو عین کہہ دیا اور اس (کہنے میں) ظاہر ہونے سے پہلے اور بعد والی دونوں حالتیں برابر ہیں۔ مگر کیونکہ ظاہر ہونے سے پہلے عالم خالص چھپا ہوا تھا اس لئے اس کو حق میں شمار کیا اور عالم ظاہر ہونے کے بعد معاملہ الٹ ہوگیا تو اس لئے یعنی عالم اور حق الگ الگ ہوگئے) حکم بھی الگ الگ ہونے کا کر دیا (کہ دونوں کو الگ الگ کہا) اس لئے یہ ایک ہونا دو چیزوں کا ہونا نہیں ہے بلکہ ایک چیز کا ایک ہونا ہے۔ (مشورہ) ایسی کتابیں دیکھنا نقصان دہ ہے اس لئے آئندہ نہ پوچھا جائے۔

چاروں سلسلوں میں جو چیز ایک ہیں اور جو الگ الگ ہیں۔

سؤال: چاروں سلسلوں چشتیہ، نقشبندیہ، قادریہ اور سہروردیہ کی مختصر تعریفات اور ان کے اصول وضوابط میں جو چیزیں ایک ہیں اور جو الگ الگ ہیں معلوم کرنے کو دل چاہتا ہے۔ حضرت والا یہ چیزیں بیان فرمادیں۔

جواب: یہ تو ایسا سوال ہے جیسے (تینوں طریقۂ علاج) طب یونانی وڈاکٹری وویدک کی تعریفات اور ان کے اصول وضوابط میں جو چیزیں ایک ہیں اور جو الگ الگ ہیں کو کوئی معلوم کرنا چاہے اس کا جواب یہی ہوسکتا ہے کہ ان کی تعریفات اور مقاصد ایک ہیں اور علاج کے طریقے الگ الگ ہیں۔ جس کی تفصیل جاننے کے لئے ان طریقوں کو حاصل کرنا ضروری ہے۔ ہاں اتنا فرق ہے کہ طب میں جسمانی علاج ہے اور یہاں نفسانی علاج ہے۔

قرآنی دعاؤں کے جمع کے الفاظ سے ہونے اور حدیثوں کی دعاؤں کے مفرد کے الفاظ سے ہونے میں حکمت

سؤال: قرآنی دعائیں اکثر جمع کے الفاظ سے آتی ہیں اور حدیث میں دعائیں واحد کے الفاظ کے ساتھ آئی ہیں۔ اس میں کیا حکمت ہے؟

جواب: میں نے تو تلاش نہیں کیا اس لئے اس کے بارے میں نہ ہاں کہہ سکتا ہوں نہ کہہ سکتا ہوں اگر حقیقت میں ایسا ہو تب بھی میرا مذاق تو یہ ہے کہ ان باتوں کی حکمت کو تلاش نہ کیا جائے اور یہی مذاق اپنے دوستوں کے لئے پسند کرتا ہوں لیکن اس کے باوجود اگر کوئی حکمت بے تکلف ذہن میں آجائے تو اس کے بیان کر دینے کو بھی نقصان دہ نہیں سمجھتا ہوں جبکہ اس کا یقین نہ کیا جائے۔ اس لئے شاید فرق کی وجہ یہ ہو کہ قرآن مجید میں تو جتنی دعائیں ہیں ان سے مقصود ہی بندوں کی تعلیم ہے اور تعلیم بھی ایک ہی مرتبہ اور بندے زیادہ ہیں۔ اس لئے جمع کا لفظ مناسب ہوا اور حدیث میں اکثر جگہ وہ دعائیں ہیں خود حضور ﷺ نے مانگی ہیں اس لئے مفرد کا لفظ مناسب ہے۔ واللہ اعلم

صوفیہ کرام کی وحشت میں ڈالنے والی بات سے بدگمانی پیدا ہونے کا ازالہ

سؤال: اسلاف صوفیہ کرام سے بعض موحش (وحشت میں ڈالنے والی) باتیں منقول ہیں جن سے ظاہر میں شریعت سے ٹکراؤ کا شبہ ہوتا ہے۔ ابوالفرج ابن جوزی رحمہ اللہ تعالیٰ کی کتاب تلبیس ابلیس کے صفحہ ۴۷۰ پر ہے کہ ابوبکر ذلف صوفی سے منقول ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے سنا کہ شبلی رحمہ اللہ تعالیٰ سے ایک نوجوان سوال کر رہا ہے کہ ابوبکر! آپ ''اللہ'' کیوں کہتے ہیں اور ''لا الہ الا اللہ'' کیوں نہیں کہتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا: ''مجھے شرم آتی ہے کہ پہلے نفی کروں پھر اثبات کروں۔'' اس نوجوان نے کہا: مجھے اس سے مضبوط دلیل چاہئے۔ حضرت شبلی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں ڈرتا ہوں کہ میں انکار کے حکم کو اختیار کروں حالانکہ اصل تو کلمہ اقرار ہے۔ اس سے تو کلمہ توحید پر بلکہ جتنے کلمات کو حضرت نے اسم اعظم فرمایا ہے ان کو انکار کا کلمہ کہنا لازم آتا ہے۔ اور ''من کان آخر کلامہ لا الہ الا اللّٰہ'' (کہ جس کا آخری کلمہ لا الہ اللہ ہو) وغیرہ پر اعتراض ہوتا ہے جن حضرات کے کام کی بنیاد صرف اتباع پر ہے ان سے ایسے بے باکانہ الفاظ حیرت کا سبب ہیں حضرت والا کا ان حضرات سے غایت شغف اور خلوص محبت اور مجھ جیسے بدباطن کا ان حضرات کی طرف کسی قدر کم توجہی ہونا

مجھے خطر کا سبب معلوم ہوتا ہے کہ میرا کیا انجام ہوگا۔ بندہ کو حاملان شریعت خصوصاً حضرات محدثین سے دلی جذبات معلوم ہوتا ہے ان سے کم حضرات ففقہاء سے مگر انیس بیس کا ذوق ہے۔ حضرات صوفیہ کرام صاحب احوال معلوم ہوتے ہیں کہ جو قابل اتباع نہیں ہیں "الا من کان جامعا" (ہاں جن کی شان میں جامعیت ہے)

پس حضور بندہ کے متعلق ارشاد فرمائیں کہ اگر ایسا خیال دین کے لئے نقصان دہ ہے تو میں توبہ اور رجوع کروں اور نفس کو مجبور کروں کہ کسی طرح اس کو بدگمانی نہ ہو یا جیسا ارشاد ہو۔

جواب: پہلے تو اس واقعہ کے شبلی رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب ہونے کی کوئی سند صحیح نہیں اور ابن الجوزی کا نقل کرنا حجت نہیں ان کا تشدد مشہور ہے جس کے رنگ مختلف ہیں۔ حدیث میں تو ثابت کو غیر ثابت کہنے سے اور صوفیہ کے بارے میں غیر ثابت کو ثابت ماننے سے اگرچہ اس کا سبب نیک نیتی ہے مگر نیک نیتی سے واقعہ تو نہیں بدل جاتا حکم آخرت ہی بدلتا ہے۔ غرض قصہ سند کے ساتھ ثابت نہیں اور اس کا مقابل یعنی ان بزرگوں کا اتباع اور اخلاص اخبار متواترہ سے اور مقبول بندوں کے گمان سے جو کہ "انتم شهداء الله فى الارض" (کہ تم زمین پر اللہ تعالیٰ کے گواہ ہو) کے مضمون کا ثبوت ہے۔ اس لئے ایسی (شدید) جرح و تعدیل کے مقابلے کے وقت تعدیل کو ترجیح ہوگی اس لئے اس نسبت (منسوب ہونے) کو غلط کہا جائے گا۔

دوسرے حضرت شبلی کا مجذوبوں میں سے ہونا قوم (صوفیاء) کے ہاں (مشہور و) معروف ہے اور مرفوع القلم (جس کا کوئی گناہ نہیں لکھا جاتا) پر ملامت نہیں۔

تیسرے نفی کے بعد اثبات کو ممنوع یا انکار کا حکم قرار دینا حقیقت کے اعتبار سے نہیں بلکہ اپنے نہ کہنے کا عذر (بہانہ) ہے (اور) اپنی ایک کمی کا اظہار ہے کہ اس (کلمہ) کو کہتے وقت ایسے وساوس ذہن میں آجاتے ہیں کہ ان وساوس سے بچنے کے لئے دوسرا کلمہ اختیار کر لیا جیسا کہ استحی اور اخشی (یعنی مجھے شرم آتی ہے اور مجھے ڈر لگتا ہے) کے لفظ سے ان وساوس سے بچنے کی طرف اشارہ ہے ورنہ اپنے سے تعلق رکھنے والے دوسرے لوگوں کو بھی منع کرتے اور قرآن کی تلاوت کو بھی جائز نہ سمجھتے جیسے بعض فقہاء نے جو آدمی ظاء صحیح طرح نہ ادا کر سکتا ہو اس کے لئے رکوع میں "سبحان ربی العظیم" جو منقول ہے اس کی جگہ "سبحان ربی الکریم" کہنے کا حکم دیا ہے اسی طرح جیسے حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ نے ابن سیرین رحمہ اللہ تعالیٰ یا ابن سیرین رحمہ اللہ تعالیٰ نے حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ کے جنازہ کی نماز حاضر ہونے کے باوجود نہیں پڑھی اور عذر (بہانہ) فرمایا کہ میں اخلاص نیت کے حصول کی کوشش کرتا رہا کہ نماز ختم ہوگئی۔

ان کا سید المحدثین ہونا مسلم (مانا ہوا) ہے اور ایسے ہی ابتداء میں ایسے احوال پیش آتے ہیں اور انتہا کے

بعد تو اعمال مسنونہ ہی میں احسان کی نسبت حاصل ہونے لگتی ہے اور خلاف سنت حجاب معلوم ہونے لگتا ہے جیسے قرآن سے پہلے الف با تا پڑھتے ہیں اور ظاہری طور پر قرآن چھوڑنے والے لگتے ہیں پھر قرآن کی مشغولی کے بعد وہی ابتدائی باتیں حجاب ہو جاتی ہیں۔ پہلا جواب زیادہ مفید اور زیادہ آسان ہے اور دوسرا جواب زیادہ روکنے والا اور اعتدال والا ہے۔ اور تیسرا جواب زیادہ جامع اور زیادہ مکمل ہے۔

آپ نے جو محبت کی ترتیب اور صوفیہ کے بارے میں خیال لکھا ہے اس کا سبب دین ہے اور نجات کے لئے کافی ہے اور بالکل بے خطرہ ہے خطرہ نفرت کرنے میں ہے میرے قلب میں ترتیب بالکل اس کی الٹ ہے اس کا سبب بھی بحمدہ تعالیٰ دین ہی ہے۔ ''وکلنا علی ھدی انشاء اللّٰہ تعالٰی'' ہم دونوں انشاء اللہ تعالیٰ ہدایت پر ہیں۔

قانون کے پابند عہدہ داروں کو فائدہ پہنچانے کا طریقہ

حَالؔ: عدالت وغیرہ کے جو سرکاری عہدے ہیں یہ یقینی بات ہے کہ اس سے تعلق رکھ کر شریعت کی پابندی ناممکن ہے اگرچہ بعض (عہدوں) میں کچھ تسکین اور دونوں پہلو کو سنبھالنے کی صورت سمجھ میں آتی ہے مثلاً وکلا یہ کر سکتے ہیں کہ سچے مقدمات کی پیروی کا اہتمام رکھیں پھر اس میں حق بات کے لئے جھوٹ کی بھی گنجائش ہے جبکہ اس کے بغیر کامیابی نہ ہو مگر بعض میں تو شریعت کی مخالفت یقینی ہے اس سے کسی طرح چھٹکارا ہی نہیں اور مخالفت بھی نہایت سخت مثلاً جو حکام ہیں پھانسی کا مدار تک ان کے حکم پر ہے جس میں ان سے شرعی قانون کی رعایت یقیناً ناممکن ہے۔ اس لئے ایسے لوگ اصلاح کا تعلق پیدا کریں تو اس باب میں کیا مشورہ دیا جائے کیونکہ ایسے عہدوں سے مسلمانوں کا دست بردار ہو جانا بھی بہت سی حکمتوں کے خلاف معلوم ہوتا ہے کیا ایسوں سے اس بارے میں چشم پوشی کی جائے اور کسی طرح روکا نہ جائے مگر جب وہ خود ہی پوچھیں تو اس کے علاوہ کیا کہا جا سکتا ہے کہ ہاں عالی ہمتی کا مقتضی بالکلیہ بے تعلق ہو جانا ہے کیونکہ۔

ع رند عالم سوزا را با مصلحت بینی چہ کار

ترجمہ: ''دنیا کے فسادی کو مصلحت سے کیا کام۔''

تحقیق: حقیقت ظاہر کرنے میں چشم پوشی کرنے کی کوئی وجہ نہیں خصوصاً جب پوچھیں البتہ اگر ان پر حقیقت پہلے سے ظاہر ہو تو پھر اظہار واجب نہیں لیکن اس وجہ سے درگزر کرنا کہ اگر سب امراض زائل نہ ہوں بعض کا ہی زائل ہو جانا غنیمت ہے مضائقہ نہیں۔

دعاء ماثور ''اللھم لا تجعل لفاجر عندی نعمة اکا فیه بھا الخ'' میں نعمت کی تفسیر

حال: دعاؤں میں جو آتا ہے ''اللھم لا تجعل لفاجر عندی نعمة اکافیه بھا فی الدنیا والاخرۃ'' (اے اللہ! آپ کسی گناہ گار کا احسان مجھ پر نہ رکھیں جس کا بدلہ مجھے دنیا اور آخرت میں دینا پڑے) اس سے یہ سمجھ میں آتا ہے کہ فاجر کا ہدیہ قبول نہیں کرنا چاہئے لیکن چونکہ تجسس کرنا منع ہے اس لئے فسق و فجور کے ساتھ مخصوص ہونا چاہئے۔ کیا یہ مفہوم صحیح ہے یا اس کے بارے میں کچھ اور تفصیل ہے (مناجات مقبول پڑھتے پڑھتے خود ہی اچانک یہ کھٹک پیدا ہوگئی)۔

تحقیق: فاجر سے مراد اگر عام ہو کہ کافر وغیرہ کافر دونوں ہی مراد ہوں تب بھی ان دونوں کو ساتھ لانے سے مراد یہ نہیں ہے کیونکہ اس کا بدلہ آخرت میں نہیں پڑتا بلکہ معنی یہ ہیں کہ میرے ذمہ اس کا کوئی حق نہ رہ جائے۔ حق کو نعمت کہہ دیا۔

ومن دعوة لا یستجاب بھا کی تفسیر

حال: دعا جو شرعاً و عقلاً محمود و مطلوب ہے تو یہ اس لئے کہ اس میں ذلت و محتاجگی ہے جو بہر حال مطلوب محمود ہے خواہ چاہے دعا قبول ہو یا نہ ہو پھر کیا وجہ ہے کہ تعوذ کی دعاؤں میں ''ومن دعوة لا یستجاب بھا'' (کہ ایسی دعا سے پناہ مانگتا ہوں جو قبول نہ ہو) آیا ہے۔ پناہ تو بری اور نقصان دہ چیز سے مانگی جاتی ہے یا اس دوسری بات سے پناہ مانگی جاتی ہے جو برداشت کے قابل نہ ہو کہ اس کی وجہ سے دوسری برائیوں میں مبتلا ہونے کا خوف ہو جیسے مصیبتیں (کہ ان میں اگر چہ ثواب کا فائدہ ہے لیکن ڈر ہے کہ آدمی شکوہ شکایت کرے اور صبر نہ کرے جس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو جائیں)۔ اللہ تعالیٰ کے سامنے ذلت اختیار کرنا نہ تو کسی حال میں برا ہے اور نہ اس کی وجہ سے کسی برائی میں مبتلا ہونے کا ڈر ہے تو پھر پناہ کس لئے مانگی گئی ہے۔ شاید اس کی وجہ یہ ہو کہ دعا کے قبول نہ ہونے کی وجہ سے پریشان ہو کر اللہ تعالیٰ سے اعراض نہ کرے اور بے دین نہ ہو جائے۔ چنانچہ بعض نادانوں کو دیکھا جاتا ہے کہ ان کی یہی حالت ہو جاتی ہے۔

تحقیق: قبولیت کے معنی نہ جاننے کی وجہ سے یہ شبہ پیدا ہوا ہے اس لئے قبولیت خاص اسی ضرورت کا پورا ہونا نہیں ہے بلکہ اس کی حقیقت اللہ تعالیٰ کے بندہ پر ایک خاص رحمت کے ساتھ متوجہ ہونا ہے اس لئے قبول نہ ہونا اصل رحمت کے ساتھ متوجہ نہ ہونا ہے اس لئے یہ پناہ مانگی جانے کے قابل ہے۔

مبتدی کے لئے معصیت اختیاری وامر غیر اختیاری کا برابر ہونا

حال: آنجناب ایک دن فرماتے تھے کہ دل میں گناہ کی چاہت کا پیدا ہونا نقصان دہ نہیں ہے ہاں اس پر عمل کرنا نقصان دہ ہے۔ اس لئے کہ (گناہ کی چاہت کا پیدا ہونا) غیر اختیاری بات ہے اور (گناہ کی چاہت پر عمل کرنا) اختیاری بات ہے۔ حضور والا احقر کو یہ بات پوچھنی ہے کہ کسی نامحرم کی محبت کا جوش دل میں پیدا ہونا اختیاری بات ہے یا غیر اختیاری بات ہے۔ امید ہے کہ حضور والا اس اشکال کو دور فرمائیں گے۔

تحقیق: تمہارے لئے اس بات کی تحقیق نقصان دہ ہے۔ شیطان کو اس میں ایک آڑ مل جائے گی کہ وہ بہانے سے اختیاری درجہ کو غیر اختیاری بتا کر معصیت میں مبتلا کر دے گا۔ ایسے مبتدی کا علاج یہی ہے کہ جو معاملہ اختیاری کے ساتھ کیا جائے وہی غیر اختیاری کے ساتھ بھی کرے یعنی سب کو اختیاری بات سمجھے اور علاج کرے۔

اشراف نفس (یعنی نفس کی لالچ) کے بغیر ہدیہ لینا

حال: احقر نے آج تک کسی سے دنیاوی غرض سے تعلق نہیں رکھا سب عیوب سے برا معلوم ہوتا ہے اور اگر کسی سے دوستی ہو دنیاوی منافع کی غرض سے نہیں بلکہ ویسے ہی ربط وضبط ہے اور پھر (اگر) کچھ مدت کے بعد وہ دنیاوی نفع پہنچانے لگے (تو) پھر نہ وہ بشاشت نہ وہ فرحت رہتی ہے بلکہ طبیعت اس سے مکدر (میلی) ہو جاتی ہے اور خیال ہوتا ہے کہ اس کا شکریہ کرنا چاہئے جیسا کہ احقر کے ایک استاد ہیں طبیب ہیں اور اچھے مالدار ہیں جب سے احقر نے ملازمت ترک کی ہے تو وہ خرچ کے بارے میں بہت مدد کرتے ہیں۔ احقر نے بھی ان کو عرض کیا کہ (اس دینے سے) بوجھ ہوتا ہے لیکن انہوں نے مانا نہیں۔ تو اب عرض یہ ہے ڈر لگتا ہے کہ شاید اس کا سبب مرض ہو۔

تحقیق: ڈرنا تو بہت اچھی بات ہے ڈر ہی سے امن ہے لیکن جب اپنی طرف سے نہ طلب ہے نہ اشرف (لالچ) بلکہ طبیعت کے بوجھ کو بتا بھی دیا اور پھر بھی وہ خدمت کرتے ہیں تو یہ نعمت ہے اس پر اگرچہ طبعی طور پر تنگی ہو مگر عقل کے اعتبار سے انبساط ہونا چاہئے اور پہلے خدا تعالیٰ کا کہ وہ حقیقی انعام کرنے والے ہیں اور دوسرے ان صاحب کا کہ وہ منعم مجازی یعنی نعمت کا واسطہ ہیں شکر ادا کرنا چاہئے اور شکر حق تعالیٰ کا شکر تو ان کی اطاعت ہے اور ان صاحب کا ان کے لئے دعا (کرنا) ہے۔

قول "من عرف نفسه فقد عرف ربه" (جو اپنے نفس کو پہچان لے وہ اپنے رب کو پہچان لیتا ہے) کی شرح

حال: براہ کرم آگاہ فرمایا جائے کہ حدیث شریف "من عرف نفسه فقد عرف ربه" (جو اپنے نفس کو

پہچان لے وہ اپنے رب کو پہچان لیتا ہے) میں اپنے نفس کو کس طرح پہچاننا آیا ہے کہ جس سے رب کی پہچان حاصل ہو جاتی ہے۔ اس طرح نفس کے پہچاننے کا کیا طریقہ ہے اور پہچان کے حاصل ہونے اور اللہ تعالیٰ کی پہچان سے کیا مراد ہے؟

تحقیق: پہلے تو اس کے حدیث ہونے میں کلام ہے دوسرے اس میں اللہ تعالیٰ کی پہچان کے طریقوں میں سے ایک طریقہ کی تعلیم ہے۔ اس کے علاوہ اور طریقے بھی ہیں غرض معرفت مقصودہ اس طریقہ پر موقوف نہیں۔ اس لئے اس حدیث کی تحقیق حصول مقصود کے حاصل ہونے کی شرط نہیں بلکہ صرف مقصود کے حاصل ہونے کا ایک طریقہ ہوگا جو مقالات (باتوں) کی تحقیق کی طرح ہوگا جس کے بارے میں پہلے مشورہ دے چکا ہوں کہ غیر ضروری ہے تربیت میں مقصود صرف حالات کی اطلاع اور علاج کو پوچھنا ہے۔ معلم جس طریقہ سے چاہے علاج کرے۔ اس لئے معرفت مقصودہ وہی ہے جس کا شارع نے حکم دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات کمال کا عقیدہ رکھو اور ان کے تصرفات کا استحضار رکھو۔ یہ تصرفات تمام مخلوقات میں ہیں جن میں انسان کے اندر تصرفات زیادہ عجیب ہیں۔ پھر ان میں بھی اپنے نفس کے اندر تصرفات زیادہ نظر آسکتے ہیں۔ اس وجہ سے نفس کو خاص فرمایا ہے ورنہ نفس مقصود نہیں سب تصرفات کا استحضار برابر ہے اسی لئے قرآن مجید میں فکر کرنے کی جگہ انفس اور آفاق (نفس عالم) دونوں کو فرمایا ہے۔ "فی قولہ تعالیٰ سنریھم آیاتنا فی الافاق وفی انفسھم" (ہم ان کو اپنی نشانیاں آفاق میں بھی دکھائیں گے اور ان کے تن بدن میں بھی دکھائیں گے)۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ کے خط کی ایک عبارت پر شبہ کا جواب

حال: آج کل احقر کے مطالعہ میں امام ربانی مجدد الف ثانی کے مکاتیب مترجمہ ہیں۔ ان میں جگہ جگہ یہ مسئلہ مذکور ہے کہ باطنی مرضوں کا سردار اور اندرونی بیماریوں کی جڑ دل کا اللہ تعالیٰ کے غیر کے ساتھ تعلق ہے۔ جب تک اس قید سے پورے طور پر آزادی نہ ہو جائے سلامتی ناممکن ہے۔ کیونکہ اس بارگاہ اعلیٰ میں شرکت کا بالکل بھی دخل نہیں "الا اللہ الدین الخالص" (اللہ تعالیٰ ہی خالص اطاعت کے لائق ہیں) یہاں تک تو مضمون وہ ہے جو حضرت والا کے مواعظ وملفوظات وغیرہ میں بھی موجود ہے اور اس کا مطلب اب تک یہی سمجھتا رہا کہ اللہ تعالیٰ کی محبت مخلوق کی محبت پر غالب اور ذکر اللہ ذکر غیر پر غالب ہونا چاہئے۔ (اور ایک وقت بحالت عروج ایسا بھی آتا ہے کہ غیر حق دل سے بالکل مٹ جاتا ہے۔۱۲)

مگر حضرت مجدد صاحب قدس سرہ نے غیر حق سے تعلق نہ ہونے کا معیار یہ بتلایا ہے اور دل کے گرد تعلق نہ

ہونے کی علامت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے غیر کو پوری طرح بھلا دے۔ اور تمام اشیاء سے بے خبر ہو جائے حتیٰ کہ اگر تکلف سے بھی اشیاء کو یاد کرے تو اس کو یاد نہ آئیں (ایک جگہ پر اتنا اور زیادہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے غیر کا خیال قلب پر ناممکن ہو جائے) ایسی جگہ پر اشیاء پکڑ لینے کی کہاں گنجائش ہے اس حالت کو اہل اللہ فنا سے تعبیر کرتے ہیں اور اس راہ میں یہ پہلا قدم ہے "وبدونها خرط القتاد" (اس کے بغیر بڑی مشکل سے منزل تک پہنچا جا سکتا ہے)۔

اس معیار کو دیکھ کر جو میں اپنے اندر دیکھتا ہوں تو اس سے اپنے کو کورا پاتا ہوں۔ بحمد اللہ یہ تو ہے کہ جذر قلب (دل کی تہہ) میں اللہ تعالیٰ کے علاوہ کا گذر نہیں مگر دل کے آس پاس میں غیر کا خیال بھی ہے اور یاد بھی ہے یہ حالت نہیں کہ تکلف سے بھی کوئی شے یاد نہ آئے۔ ہاں کبھی کبھی ایسی حالت بھی ہوئی ہے جو زیادہ تر ذکر و شغل کے وقت ہوتی تھی اور اب بھی ہوتی ہے کہ اس وقت قلب کے آس پاس بھی اللہ تعالیٰ کے علاوہ کا گزر نہیں ہوتا۔ مگر یہ نہیں کہہ سکتا کہ خیالات غیر ممکن ہو جاتے ہیں۔ ہاں وقوع نہیں ہوتا اور یہ بھی ہمیشہ نہیں غالباً ہے ورنہ ذکر کے وقت بھی کئی دفعہ وساوس بلا اختیار آ جاتے ہیں اگرچہ قلب کو ان کی طرف توجہ نہ ہو اور کم از کم ذکر کے وقت جب یہ معلوم ہوتا ہے کہ قلب سے ذکر ہو رہا ہے اور دوسرے لطائف کی شرکت ذکر بھی محسوس ہوتی ہے۔ تو ایک لطف خاص حاصل ہو کر کچھ دیر کو اپنی طرف جذب کر لیتا ہے۔ اور یہ بھی غیر حق کی طرف توجہ ہی معلوم ہوتی ہے جس سے تنبیہ کے بعد توجہ کو ہٹا لیا جاتا ہے بہر حال مجدد صاحب کی یہ عبارت پوری طرح حل نہیں ہوئی اور دل کو اشتیاق ہے کہ اس کا مطلب حل ہو جائے اور یہ حالت کامل طور پر حاصل ہو جائے۔

تحقیق: اکثر اہل مقام پر بھی کسی وقت حال کا غلبہ ہوتا ہے تو اس وقت مسائل کی تعبیر میں بھی جوش کا اثر ہوتا ہے۔ میرے نزدیک عنوان تیز ہے مگر مقصد وہی ہے جو نصوص سے حاصل ہوتا ہے میں اس کو ایک اور آسان عنوان سے تعبیر کرتا ہوں جو حضرت مجدد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے کلام کی تقریباً تفسیر ہے اور مشہور تعبیر سے کچھ واضح ہے وہ یہ ہے (دنیا) کے پکڑ لینے سے مراد بالکل تعلق نہ ہونا مراد نہیں ہے کیونکہ (دنیا سے) وہ تعلق جو مغلوب ہو برا نہیں ہے بلکہ ایسا تعلق مراد ہے کہ جس چیز سے تعلق ہو اس کے دور ہونے یا فوت ہو جانے سے دل پر ایسا اثر ہو کہ دل کو ایسا بے چین کر دے کہ اسی کے تصور اور حسرت میں مشغول ہو جائے اور اسی مشغولیت کی وجہ سے طاعات میں کمی اور کمزوری ہو جائے اور اگر یہ بات نہ ہو تو صرف غم کا اثر (طاعات میں) رکاوٹ نہیں ہے کیا حضرت یعقوب علیہ السلام کے شدید غم کا کوئی انکار کر سکتا ہے اور ان کی حالت کو کوئی اللہ تعالیٰ سے رکاوٹ کہہ سکتا ہے۔

ضمیمہ

پہلا باب

بیعت میں جلدی کرنے کا نقصان دہ ہونا

حال: بندہ ڈیڑھ سال سے حضور کے مواعظ تصنیف کردہ کتب کے مطالعہ سے فیض حاصل کررہا ہے اور اب یہ خواہش ہے کہ حضور بندہ کو بیعت فرما کر فیض عطا فرمائیں۔

تحقیق: کس مقصود کے لئے اور کیا وہ مقصود بیعت پر موقوف ہے۔

روح الطریق خط جس کا نام ''روح الطریق'' ہے

حال: ایک عرصہ سے میں ہمیشہ اپنے نفس پر ملامت کرتا ہوں کہ شاید حضور کے خادموں میں ایک میں ہی ایسا ہوں گا جس کو وصول تو درکنار وصول کی حقیقت تک کا پتہ نہیں ہوگا جو تھوڑا بہت ذکر و شغل کرلیتا تھا عرصہ سے وہ بھی چھوٹ گیا خدا سے تعلق تو کیا ہوتا گناہ تو کیا چھوٹتے حق یہ ہے کہ نماز روزہ صرف ظاہری رکوع سجود بھی خدا کے واسطے نہیں اگر کسی کے دیکھ لینے کا خطرہ اور جاہ (عزت) کی کمی کا خوف نہ ہوتا تو شاید اگر ہمیشہ نہ چھوٹے تو بھی موجودہ صورت تو یقیناً نہیں رہ سکتی۔ کئی مرتبہ پھر شروع کرنے کا خیال ہوا کبھی شروع کیا اور چھوٹ گیا، حضرت سے بھی وہ تعلق شغف جو کبھی تھا اب ہرگز نہیں ہاں الحمدللہ تعلق ضرور ہے اور عقیدت کا تعلق ہے بلکہ جس کو حضرت سے تعلق نہیں اس سے نفرت ہے۔

اب پھر خدا کے نام پر بارہ تسبیح اور اس کے ساتھ ڈیڑھ ہزار اسم ذات اور تین ہزار اسم ذات مغرب کے بعد تقریباً ایک ہفتہ سے بہت ہی پکے ارادے سے شروع کیا ہے۔ حضرت سے بہت ہی شرمندگی سے درخواست ہے کہ حضرت میرے لئے دعا فرمائیں اور میری طرف خاص توجہ فرمائیں شاید میری بھی کچھ اصلاح ہو جائے اور جو میں نے خود شروع کیا ہے یہ باقی رکھوں یا کچھ تبدیلی کروں۔ مدرسہ آنے جانے میں دو سپارہ شروع کئے ہیں۔ میرے مشاغل یہ ہیں کہ چار بجے اٹھتا ہوں اذان تک ذکر مذکور اور استنجا وضو سے فراغت کر کے اذان کے بعد چائے پکا کر پیتا ہوں۔ نماز پڑھ کر کبھی کبھی یسین پڑھ کر اور پان بنا کر مدرسہ چل دیتا ہوں۔ بارہ بجے یا کچھ پہلے مدرسہ سے واپس آکر کھانا کھا کر لیٹ جاتا ہوں پھر نماز پڑھ کر آدھ گھنٹہ مطالعہ پھر مدرسہ سے واپس آکر کھانا کھا کر لیٹ جاتا ہوں پھر نماز پڑھ کر آدھ گھنٹہ مطالعہ پھر مدرسے سے آکر مغرب تک مطالعہ یا کسی کتاب پر کچھ لکھنا

نماز پڑھ کر ذکر مذکورہ پھر عشا تک ہی مطالعہ یا تحریر اور عشا کے بعد کھانا کھانا اور سو رہنا۔ فقط والسلام

تحقیق: مقصود تو بحمد اللہ معلوم ہے یعنی رضاءِ حق اب دو چیزیں رہ گئیں طریق کا علم اور اس پر عمل تو طریق صرف ایک ہے یعنی احکام ظاہرہ و باطنہ کی پابندی اور اس طریق کی مددگار دو چیزیں ہیں ایک ذکر جتنا کیا جا سکے جو آپ نے شروع کیا ہے وہ بھی اسی قاعدے میں داخل ہے دوسرے اللہ والوں کی صحبت جتنی زیادہ حاصل ہو اگر کثرت کے لئے فراغت نہ ہو تو بزرگوں کے حالات و مقالات کا مطالعہ اس کا بدل ہے۔ دو چیزیں طریق یا مقصد کی مانع ہیں معاصی اور فضول کاموں میں مشغولی۔ ایک بات ان سب کے نافع ہونے کی شرط ہے یعنی اطلاع حالات کا التزام۔ اب اس کے بعد اپنی استعداد ہے استعداد کے مختلف ہونے کے اعتبار سے مقصود کے حاصل ہونے میں دیر سویر ہوتی ہے میں سب کچھ لکھ چکا۔

شیخ کو حالات بتانے کا طریقہ

حال: مجھ میں ایک بڑا مرض ہے کہ جب میں حضور والا کو عریضہ لکھنا چاہتا ہوں تو میری سمجھ میں یہ نہیں آتا کہ کیا لکھوں۔ جب اپنی برائیوں پر نظر کرتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ حضور والا کو لکھوں تا کہ اصلاح ہو تو اس وقت اس خیال میں پڑ جاتا ہوں کہ پہلے کس برائی کے بارے میں لکھوں۔ اکثر اس میں خط لکھنا رہ جاتا ہے اور جب ایک برائی تجویز کر لیتا ہوں کہ اس کو لکھوں تو یہ خیال آتا ہے کہ یہ تو خود بھی ذرا سی ہمت پر چھوڑی جا سکتی ہے پہلے خود چھوڑنے کی کوشش کر لی جائے اگر کامیابی نہ ہو تو حضور والا کو لکھا جائے۔ ان ہی خیالات میں الجھ کر خط لکھنا رہ جاتا ہے اور برائیاں ویسی کی ویسی ہی موجود رہتی ہیں۔ اب عرض یہ ہے کہ اس مرض کے لئے علاج تجویز فرمایا جائے تا کہ اس پر عمل شروع کر دوں۔

تحقیق: جب کوئی مرض یاد آجائے اس کو فوراً نوٹ کر لیا اور ایک ہفتہ تک دیکھا کہ وہ زائل ہوا یا نہیں اگر زائل نہ ہوا تو نفس کو اور مہلت نہ دی بلکہ مصلح کو اطلاع کر دی جائے۔

شیخ کی ضرورت

حال: احقر اس سال دورۂ حدیث میں شریک ہے۔ ایک عرصہ سے خط لکھنے کا خیال کر رہا تھا لیکن ایک بات رکاوٹ بنی رہی وہ یہ کہ احقر کو آپ کے مصنفات و ملفوظات دیکھنے کا بے حد شوق ہے چنانچہ بچپن سے اب تک برابر دیکھتا رہا۔ بحمد اللہ بہت مستفید ہوا۔ ان سے ایک خاص بات معلوم ہوئی وہ یہ کہ شرعی احکام سب کے سب اختیاریہ ہیں چونکہ احکام اختیاریہ ہیں اس لئے جہاں رکنے کا حکم ہے وہ بھی اختیاری ہوئے۔ اس سے تو سارے

امراض کا علاج یہی ہے کہ اپنے اختیار سے رکے۔ اب اپنے بارے میں بھی ہمیشہ یہی تقریر جاری کرتا رہا۔ اب سوال یہ ہے کہ مشائخ طریقت سے اس قاعدے کے معلوم ہونے کے بعد کیا سوال اور علاج کرانا چاہئے۔ میری یہی سمجھ میں نہیں آتا بہت عرصہ سے اس بات پر غور کر رہا ہوں امید کہ جناب والا مطلع فرمائیں گے تا کہ احقر اسی پر عمل کرے۔ آخر اس قاعدہ کلیہ کے معلوم ہونے کے بعد معالج و مشائخ کی مرض کے ختم ہونے کی کیا ضرورت باقی رہتی ہے امید ہے کہ اگر کوئی غلطی ہوگئی ہو تو مطلع فرمائیں گے۔

تحقیق: کرنے اور نہ کرنے کے سارے احکامات اختیاری ہیں پس...... کا ارتکاب اور منہیات اس لئے کرنے والوں کاموں کا کرنا اور نہ کرنے والے کاموں کو نہ کرنا بھی سب اختیاری ہیں لیکن اس میں کچھ غلطیاں ہو جاتی ہیں کبھی تو یہ کہ حاصل کو غیر حاصل سمجھ لیا جاتا ہے کبھی اس کا الٹ ہوتا ہے مثلاً ایک شخص نے نماز میں خشوع کا ارادہ کیا اور وہ اپنی حقیقت کے اعتبار سے حاصل بھی ہو گیا مگر ساتھ ہی ساتھ وساوس وخطرات کی زیادتی بھی ہوتی رہی یہ شخص اس کو خشوع کی ضد سمجھ کر خشوع کو غیر حاصل سمجھا یا ابتدائی عبادت میں وساوس غیر اختیاری تھے مگر اسی سلسلہ میں وہ وساوس اختیاریہ کی طرف لے گئے اور یہ ابتداء کے دھوکہ میں رہ کر خشوع کو باقی سمجھا حالانکہ وہ ختم ہو چکا اور کبھی جو چیز راسخ نہ ہو اس کو راسخ سمجھ لیا جاتا ہے، مثلاً دو چار ہلکے پھلکے حادثوں میں رضا بالقضا (اللہ تعالیٰ کے فیصلے پر راضی رہنا) کا احساس ہوا یہ سمجھ گیا کہ یہ ملکہ راسخ ہو گیا پھر کوئی بڑا حادثہ واقع ہوا اور اس میں رضا نہیں ہوئی یا جو درجہ مقصود تھا اس تک نہ ہوئی مگر یہ اسی دھوکہ میں رہا کہ اس میں رسوخ ہو چکا ہے (اور) اب بھی رضا ختم یا ضعیف نہیں ہے۔

حاصل کو غیر حاصل سمجھنے میں یہ خرابی ہوتی ہے کہ ٹوٹے دل ہو کر اس کا اہتمام چھوڑ دیتا ہے پھر وہ سچ مچ ختم ہو جاتا ہے۔ اس کے الٹ میں یہ خرابی ہوتی ہے کہ اس کا اہتمام ہی نہیں کرتا اور محروم رہتا ہے۔ غیر راسخ کو راسخ سمجھنے میں بھی وہی خرابی تکمیل کے اہتمام نہ کرنے کی ہوتی ہے کبھی یہ غلطی ہوتی ہے کہ حاصل راسخ (جو چیز حاصل ہو اور راسخ بھی ہو) کو ختم سمجھ لیتا ہے مثلاً شہوت حرام کا مقابلہ کیا اور وہ زمانہ ذکر کے آثار کے غلبہ کا تھا اس لئے شہوت حرام کی چاہت ایسی کمزور ہوگئی کہ اس کی طرف التفات بھی نہیں ہوتا پھر (ذکر کے) ان آثار کا جوش و خروش کم ہونے سے طبعی التفات اگرچہ کمزور درجے میں سہی ہونے لگا یہ شخص یہ سمجھ گیا کہ مجاہدہ بیکار گیا اور شہوت حرام کاری کی چاہت پھر لوٹ آئی پھر اصلاح سے مایوس ہو کر سچ مچ (اصل وغیرہ چھوڑ کر) بیکاری میں مبتلا ہو گیا۔

یہ چند مثالیں غلطیوں اور ان کے نقصانات کی ہیں۔ اگر کسی شیخ سے تعلق ہو اور اس پر اعتماد ہو تو اس کو اطلاع

کرنے سے وہ اپنی بصیرت و تجارب کے سبب حقیقت سمجھ لیتا ہے اور ان اغلاط پر مطلع کرتا ہے اور یہ ان نقصانات سے محفوظ رہتا ہے اور (اگر) فرض کریں سالک اگر ذکاوت وسلامت فہم کی وجہ سے خود بھی مطلع ہوسکے مگر ناتجربہ کاری کے سبب مطمئن نہیں ہوتا اور پریشان ہونا مقصود میں رکاوٹ ہوتا ہے۔

یہ تو شیخ کا اصل منصبی فرض ہے اور اس سے زیادہ اس کے ذمہ نہیں لیکن تبرعاً (احسان کے طور پر) وہ ایک اور بھی خدمت کرتا ہے وہ یہ کہ مقصود یا مقصود کی ابتدا کو حاصل کرنے میں اور اسی طرح کسی برائی یا برائی کی ابتداء کو ختم کرنے میں طالب کو مشقت شدید پیش آتی ہے اگرچہ (مقصودی کام کو) بار بار کرنے اور (برے کام سے) بار بار بچنے سے آخر میں مشقت آسانی سے بدل جاتی ہے۔ لیکن شیخ تبرعا کبھی تدابیر بتا دیتا ہے کہ ابتدا ہی سے مشقت نہیں رہتی۔

یہ ایک اجمالی تحقیق سمجھ سے قریب کرنے کے لئے ہے باقی ضرورت شیخ کا مشاہدہ اس وقت ہوتا ہے جب کام شروع کر کے اپنے چھوٹے چھوٹے احوال کی اس کو لازمی طور پر اطلاع کرتا رہے اور اس کے مشورہ کا اتباع کرتا رہے۔ یہ اتباع کامل اس وقت ہوسکتا ہے جب اس پر اعتقاد ہو اور اس کے ساتھ فرمانبرداری کا تعلق ہو اس وقت حسا معلوم ہوگا کہ شیخ کے بغیر مقصود کا حاصل ہونا متعذر ہے مگر بہت کم اور کم نہ ہونے کی طرح ہے پھر اس ضرورت میں فہم واستعداد کے فرق کے اعتبار سے فرق بھی ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ متقدمین کو کم ضرورت تھی۔

تیسرے باب کا ضمیمہ

گناہوں کی چاہت کا علاج

حال: حضرت والا احقر کو کچھ دنوں سے نفس میں ایک بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ گناہوں کی چاہت بالکل پہلے کی طرح ہونے لگی ہے حیران ہوں کہ عرصہ سے نفس کمزور ہوا اور اب پھر دوبارہ اسی شدت اور جوش و ابھار کے ساتھ چاہنے لگا جیسے شروع میں چاہتا تھا۔

تحقیق: اکثر اس راستے پر چلنے والوں کو یہی حالت پیش آتی ہے کچھ گھبرانے کی بات نہیں۔ اس وقت جو نفس کا مقابلہ کیا جاتا ہے وہ مجاہدہ ثانیہ (دوسرا مجاہدہ) کہلاتا ہے اور اس مجاہدہ کا اثر انشاء اللہ تعالیٰ راسخ ہوگا۔ کبھی کبھی بہت کم کسی طبعی بات کی ہلکی سی چاہت ہو یہ رسوخ کے خلاف نہیں ہے۔ حسی چیزوں میں اس تبدیلی کی مثال ایسی ہے جیسے آخر رات میں تاریکی کے بعد ایک نور ہوتا ہے جس کو صبح کاذب (جھوٹی صبح) کہتے ہیں۔ نہ جاننے والا ہوتا ہے کہ تاریکی گئی پھر اچانک وہ نور زائل ہو جاتا ہے اور تاریکی چھا جاتی ہے مگر تھوڑی ہی دیر میں پھر دوسرا نور آتا

ہے جس کو صبح صادق (سچی صبح) کہتے ہیں وہ قائم بلکہ ترقی پذیر ہوتا ہے۔

حال: حضرت والا نے احقر کو جو گناہوں کے علاج وقتاً فوقتاً ارشاد فرمائے ہیں احقر ان ہی پر عمل کر رہا ہے اور حضرت والا کی دعا سے نفس کی مخالفت کرنے سے ہر گناہ کی چاہت جلد ہی ختم ہو جاتی ہے اور پہلے کی طرح نفس کو روکنے میں تنگی و دشواری پیش نہیں آتی اور تھوڑی سی مخالفت وتنبیہ سے نفس گناہ کی چاہت سے رک جاتا ہے۔

تحقیق: یہی علامت ہے کہ یہ طبعی باتوں کی طرف لوٹ آنا ضعیف ہے ورنہ مقابلہ ہو جاتا ہے جیسے پہلے تھا۔

حال: حیرانی یہ ہے کہ نفس وشیطان کی اس میں کیا چھپی ہوئی چال ہے کیونکہ اعمال میں معمولات کو پورا کرنے میں کچھ سستی ومخالفت نہیں کرتا بلکہ نفس نے ایسا سمجھ لیا ہے کہ یہ اعمال تو تجھ کو کرنے ہی پڑیں گے۔ حضرت والا! احقر کی عاجزانہ عرض ہے کہ نفس کی اس مکروہ چال کے لئے احقر کیا تدبیر کرے جو ارشاد عالی ہوگا احقر اس کو بجا لائے گا گناہوں کے پہلے علاج پر احقر ابھی تک عمل کرتا ہے۔

تحقیق: بس یہی تدبیر ہے۔ اسی سے انشاء اللہ سب شکایتیں دور ہو جائیں گی۔ جب کبھی ایسا ہو یہی علاج ہے فارغ ہونے کا ارادہ ہی نہ کیا جائے بخار کے موسم میں بعض کو ہمیشہ بخار ہوتا ہے مگر علاج اس کا یہی ہے کہ بخار کا نسخہ پیا جائے اس کی سعی بیکار ہے کہ بخار ہی نہ آئے۔

جھوٹ کا علاج

حال: خدمت اقدس میں گزارش ہے کہ جھوٹ بولتے وقت بندہ کو اختیار رہتا ہے اختیار چھن نہیں جاتا لیکن بندہ کی عادت کی وجہ سے زبان جھوٹ بولنے میں تیزی دکھاتی ہے کبھی اپنے اختیار سے زبان بند کر لیتا ہوں کبھی جھوٹ بولنے کے بعد اپنے کو ملامت کرتا ہوں کہ یہ جھوٹ جس سے بچنے کا پورا ارادہ کیا پھر کیوں بول دیا۔ حضرت! اس میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جھوٹ بولنے میں بندہ کی پہلی عادت بہت بڑا دخل رکھتی ہے جس کی وجہ سے زیادہ زبان جھوٹ بولنے میں تیزی دکھاتی ہے۔ بندہ اس عادت سے شاکی ہے نہ کہ نفس جھوٹ سے جو اختیار سے ہوتا ہے جیسا کہ کسی شخص کو اگر کسی فعل کی سخت عادت ہو جاتی ہے تو اس وجہ سے وہ شخص اس فعل کے کرنے پر مجبورا آدمی کی طرح ہو جاتا ہے اس عادت سے بچنا کسی بھاری کام کو اپنے لازم کرنے کے بغیر مشکل ہو جاتا ہے بالکل ایسے ہی چونکہ بندہ کو یہ سخت عادت ہوگئی ہے اس وجہ سے زبان کبھی جلدی کرتی ہے۔

اسی طرح یہ جھوٹ بولنا ایسے موقعوں پر ہوتا ہے جہاں مثلاً یہ معلوم ہو کہ اگر میں اس میں سچ کہہ دوں تو وہ مجھ پر بدظن بدعقیدت ہو جائے گا اس وجہ سے کنایۃً یا توریۃً اگر ان دونوں کی صورت ذہن میں نہ آئے تو صاف

بھی کئے پر زبان جاری کر جاتی ہے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا سبب ناموری اور لوگوں کی بدظنی کا خوف ہے جو امراض قلبی میں سے ہے اس کی وجہ سے ہے اور اس سے عادت پیدا ہوئی۔ یہ جھوٹ کیونکہ افعال اختیاریہ میں سے ہے جس کی وجہ سے بندہ پر پکڑ ہے اس وجہ سے احقر جہاں تک ہو سکے اختیار کو کام میں لا کر کبھی اختیار سے زبان کو روکتا ہے اور جو عادت کی وجہ سے زبان کبھی جلدی کرتی ہے بعد میں افسوس ہوتا ہے۔ اس عادت کے دور ہونے کے لئے اگر بندہ کوئی ارشاد فرمایا اور بندہ اس کو اپنے اوپر لازم کر لے جس کی وجہ سے یہ عادت آہستہ آہستہ ختم ہو جائے اور بندہ کے ایک گناہ کا راستہ بند ہو جائے گا۔ خداوند کریم سے امید رکھتا ہوں کہ حضرت کے ارشاد کے ذریعہ سے ہر گناہ سے خداوند کریم اپنے بندہ کو بچالیں پہلے خط میں مرض پیش کرنے سے یہی مقصود ہے۔

تحقیق: جب جھوٹ کہو تو فوراً مخاطب کے سامنے اپنی بات کو جھوٹ کہو اور یہ کہو کہ میری یہ بات جھوٹ ہے۔

اس کے بعد ان کا دوسرا خط آیا جو ذیل میں درج ہے

حال: خدمت اقدس میں گزارش یہ ہے کہ احقر اس موقعہ کو شکریہ کے مواقع میں سے سمجھ کر شکریہ ادا کرنا چاہتا ہے اس بات کا کہ حضرت کے فرمائے ہوئے حکم پر چند روز عمل کرنے سے ایسے مرض جو دین کو ہلاک کرنے والا بندہ میں تھا بحمد للہ حضرت کے ارشاد و توجہ سے بندہ سے ختم ہو گیا۔ جزاکم اللہ خیر الجزاء.

غصہ کا علاج

حال: حضور والا نے جو ارشاد فرمایا کہ (سلام و کلام کرنے کو دل نہ چاہنا) اختیاری ہے یا غیر اختیاری جواب عرض ہے کہ جو دل میں ہوتا ہے وہ غیر اختیاری ہے مگر میں یہ چاہتا ہوں کہ نہ کسی کی برائی میرے دل میں ہو نہ میری برائی کسی کے دل میں ہو ہر وقت طبیعت مسلمان بھائی سے صاف رہے لیکن جب وہ مجھے برا کہتا ہے تو اس سے میرے اندر یہی نفرت پیدا ہوتی ہے۔

تحقیق: اس پر ملامت نہیں لیکن بتکلف سلام و کلام کرتے رہنے سے چند روز میں وہ اثر دل میں بھی ضعیف ہو جاتا ہے۔

اس کے بعد ان کا دوسرا خط آیا جو ذیل میں درج ہے

حال: احقر کی حالت پہلے یہ تھی کہ کسی کے ساتھ کچھ ناراضی ہو جاتی تھی تو اس غصہ کا اثر بہت دنوں تک باقی رہتا تھا اس کی وجہ سے سلام و کلام کرنے کو جی نہ چاہتا تھا۔ اب بہت دن تک حضرت کے ارشاد کے موافق عمل کرتا رہا یعنی بتکلف سلام و کلام کرنے سے وہ اثر بفضلہ تعالیٰ باقی نہیں رہا۔

تحقیق: مبارک ہو۔

حال: اور اگر کبھی رہتا بھی ہے تو تھوڑی دیر تک پھر ویسا ہی جیسا کہ پہلے تھا۔ غصہ بھی پہلے کے مقابلے میں بہت کم آتا ہے لیکن جس وقت خیال نہیں رہتا اس وقت غصہ آجاتا ہے خیال آنے کے بعد ندامت و پشیمانی ہوتی ہے کہ میں نے یہ بات بری کی یہ بات اصلاح کے قابل ہو تو علاج فرمائیں۔

تحقیق: اس بات کو لازم کر لیں کہ جب ایسا ہو جائے تو جس پر غصہ کیا ہے اس کو کچھ ہدیا دیا کریں اگرچہ تھوڑی ہی مقدار میں ہو۔

کبر کا علاج

حال: حضرت والا سے عرض یہ ہے کہ اپنے آپ کو سب مسلمانوں سے یقیناً چھوٹا سمجھنے کا کیا طریقہ ہے؟ ارشاد فرمایا جائے اور اگر ہم اس بات کے مکلّف نہیں تو کس بات کے مکلّف ہیں ارشاد فرمایا جائے۔ یہ بھی عرض ہے کہ اپنے آپ کو صفات کمالیہ میں دوسرے سے زیادہ سمجھنا یعنی تکبر کرنا جس کے بارے میں رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ جس کے قلب میں رائی کے دانہ کے برابر بھی تکبر ہوگا وہ جنت میں نہ جائے گا (از تبلیغ الدین) اس تکبر کا مصداق کیا ہے ارشاد فرمایا جائے تاکہ احقر اس سے بچتا رہے۔

تحقیق: اگر اپنی خوبی پر اور دوسرے کی خرابی پر نظر پڑے تو یہ سمجھنا واجب ہے کہ ممکن ہے کہ اس میں کوئی ایسی خوبی ہو اور مجھ میں کوئی ایسی خرابی ہو کہ اس کی وجہ سے یہ شخص مجھ سے اللہ تعالیٰ کے ہاں اچھا ہو پس کبر سے خارج ہونے کے لئے کافی ہے۔

حال: احقر میں دوسری بری باتوں کے علاوہ کے ایک یہ بھی ہے کہ نئے تعلیم یافتہ یا وہ علماء جو ذکر و شغل میں نہیں لگے یا کسی بدعتی شیخ کے معتقد ہیں یا کسی متبع سنت کے تو معتقد ہیں مگر وہ شیخ علاج کے طریقے سے واقف نہیں اور مریدین کو حضور والا کی طرح تعلیم نہیں کرتا۔ غرض یہ سب فرق ناقص معلوم ہوتے ہیں قلب میں ان میں سے کسی کی عظمت نہیں جس سے اپنے کو فضل اور کمال کی شان والا اور ان کی تحقیر معلوم ہوتی ہے مگر غور کے بعد اس خیال کو بلا دلیل اپنے قلب میں پاتا ہوں کہ ہم کو اللہ تعالیٰ کے ہاں کسی کے مرتبہ کا کیا پتہ ہے اپنے عیب بھی نظر کے سامنے رکھتا ہوں اور ان کے اعمال حسنہ کا بھی خیال کرتا ہوں کہ ممکن ہے کہ ان میں کوئی خوبی ایسی بھی ہو جس کا مجھ کو علم نہیں اور وہ حق تعالیٰ کو پسند ہو اور اپنے اندر عیب ہیں اور ان پر پکڑ ہو۔ اس استحضار کے بعد اپنے کمال یا قبول کا یقین تو نہیں ہوتا مگر ان کی عظمت بھی قلب میں کسی طرح نہیں آتی۔ اسی طرح درس یا وعظ میں اپنا درس و

وعظ پسند آتا ہے اور حضرات کا خصوصاً بعض کا تو بالکل ناقص معلوم ہوتا ہے۔ غرض یہ کبر ہے اس کے دور کرنے کی تدبیر فرما کر مدد فرمائی جائے۔

تحقیق: یہ کبر نہیں جو خیال مستحضر ہوتا ہے وہ کبر کو دور کرنے کے لئے کافی ہے مگر یہ اعتقاد کبر کا علاج ہے اور ضرورت ہے کبر کے عمل کے علاج کی بھی۔ کبر کا علاج یہ ہے کہ (کسی کے ساتھ) تحقیر کا سلوک نہ ہو وہ علاج یہ ہے کہ ان میں جو اہل حق ہیں زبان سے ان کی تعریف اور اکرام کا سلوک کیا جائے اور جو اہل باطن ہیں ان کی صرف مشغلہ کے طور پر بغیر ضرورت کے غیبت وغیرہ بالکل نہ کی جائے۔

اس کے بعد ان کا دوسرا خط آیا جو ذیل میں درج ہے

حال: (عرض یہ ہے کہ) کبر میں تو ایک اعتقاد ہے اور ایک عمل اس کے علاوہ دوسرے رزائل میں مثلاً حسد ایک درجہ عمل اور دوسرا اس کا سبب اور وہ سبب عقیدہ تو نہیں ہوتا ایسے ہی حب مال حب جاہ ایک تو ان کی چاہت پر عمل ہے اور اس عمل کا سبب وہ بھی عقیدہ نہیں مثلاً ''انا افضل من فلان'' میں فلاں سے افضل ہوں اس بات کا علم ہے یہ علم جرم ہے اور ''انا احسد'' میں حسد کرتا ہوں اس بات کا عقیدہ نہیں اگر چہ قلب میں حسد کی کیفیت ہے اور سوچ وفکر کے بعد اس قول کی تصدیق ہوتی ہے ''لاکن'' (میں ہوں) یہ علم جرم نہیں بلکہ اس کا سبب جرم ہے۔

اس ساری بات سے مطلوب یہ ہے کہ احقر یہ سمجھا ہے کہ کبر میں تو علم جرم ہے اور حسد اور حب مال حب جاہ غیبت وغیرہ کیفیات خاصہ علوم کا سبب معلوم ہوتی ہیں وہ جرم ان کے بعد علوم جرم نہیں ہیں احقر کا یہ فہم غلط ہے یا درست ہے؟

تحقیق: یہ علوم جو کہ ان رذائل کا سبب ہیں گناہ ہیں یہ ان رذائل کی وجہ سے ہوتے ہیں نہ کہ رذائل ان کی وجہ سے ہیں اور جو علوم ان رذائل کا سبب ہیں وہ گناہ بھی ہیں مثلاً حسد میں ''انا احق بالنعمة من فلان'' میں اس نعمت کا فلاں سے زیادہ حقدار اور حب مال وجاہ میں ''المال والجاه احق ان یطلبا ویرغب فیهما'' مال اور جاہ زیادہ حقدار ہیں کہ ان کو طلب کیا جائے اور ان میں رغبت کی جائے۔ اس لئے علوم جو سبب ہیں سب جگہ معصیت ہیں اور وہ علم جو کبر کا سبب ہے میں بھی معصیت نہیں مثلاً ''انا متکبر'' بلکہ یہ تو اپنے عیب کا علم ہے۔

نفس کے بہانے کا علاج

حال: حال یہ ہے کہ تہجد اور دروازہ تسبیح آپ کی دعا سے ہو جاتی ہے کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے کہ شروع رات میں

کچھ ایسی تکلیف ہو جاتی ہے کہ وقت پر آنکھ نہیں کھلتی۔ اس شکایت پر حضور نے تحریر کیا تھا کہ کسی وقت دن میں ادا کرلیا کرو۔ لہٰذا مجھ کو عصر کے بعد فرصت ملتی ہے حضور کا کیا حکم ہے اور یہ بھی خیال آتا ہے کہ اگر (مقررہ وقت کے علاوہ) دوسرے وقت میں کام کیا جائے تو نفس کو اچھا بہانہ مل جائے گا۔

تحقیق: کیا بہانہ کا مقابلہ نہیں کرسکتے اور کیا یہ نفس کا بہانہ نہیں کہ اس حیلہ سے وہ کام سے بچنا چاہتا ہے۔

غصہ کا علاج

حال: اس نالائق کے اندر دوسری برائیوں کے علاوہ غصہ کا مرض اور اس چاہت پر عمل کرنا ہے۔

تحقیق: اختیار سے یا اختیار کے بغیر۔

اس کے بعد ان کا دوسرا خط آیا جو درج ذیل ہے

حال: حضور غصہ کی چاہت پر عمل تو یقیناً اختیار سے ہی ہے لیکن (غصہ) کے شدید ابھار کے وقت نفس سے مقابلے میں بہت تکلیف ہوتی ہے کبھی دور کرنا غیر اختیاری ہونے کا شبہ ہوتا ہے جو ایک اور غلطی ہے اور یہ بھی معلوم ہے کہ طریق میں سہولت مطلوب نہیں اور تکلیف میں ثواب زیادہ ہوتا ہے لیکن بے ہمتی سے نفس یہ خواہش کرتا ہے کہ اگر کوئی راستہ ایسا ہو کہ مقابلہ میں سہولت ہو تو اس سے فائدہ اٹھانا مزید راحت کا سبب ہوگا۔

تحقیق: جس پر غصہ کیا اس کو اپنے پاس سے جدا کر دیا جائے یا اس کے پاس سے خود جدا ہو جائیں اور فوراً کسی شغل میں لگ جائیں۔

حسن پرستی کا علاج

حال: بندہ کا نفس نہایت ہی شریر ہے کہ بدفعل (برے کام) کو بہت جلد کرنا چاہتا ہے۔ پہلے تو بندہ کی یہ حالت تھی کہ (خدانخواستہ) جب کسی خوبصورت لڑکے کو دیکھ لیتا تو یہ جی چاہتا کہ اس سے بدفعلی کروں، لیکن اتنی خباثت ضرور ہے کہ دیکھنے کے بعد نفس کا رجحان خود بخود ان کی جانب ہوتا ہے اور جی چاہتا ہے کہ ان کی جانب ہر وقت دیکھتا رہوں۔ اس کے علاوہ اور کوئی علاج نہیں کہ اپنے علاج کرنے والے سے درخواست کی جائے اور وہ اپنے علاج سے کچھ کام بنا دے اپنے علاج کاملہ سے میرے درد کی دوا کر دے۔

تحقیق: علاج یہی ہے کہ بزرگوں کے تذکرہ کی کتابیں پابندی سے دیکھو اور کسی وقت تنہائی میں (ان) گناہوں پر جو وعیدیں اور سزائیں آئی ہیں اس کو سوچا کرو اور گناہ کے وسوسہ کے وقت بھی اسی طرح استحضار کی

تجدید کرلو انشاء اللہ تعالیٰ نفس سے چاہت ختم ہو جائے گی۔ اور اگر میلان ہلکا ہو تو اس کا مقابلہ ہمت سے کرو، بغیر ہمت کے کوئی تدبیر کافی نہیں۔

حبِ مال وسوسہ کا علاج

حَال: جائداد کے بارے میں چند باتیں پوچھنی ہیں جس وقت جائیداد کا بیع نامہ ہو گیا تو بہت خوشی ہوئی حتیٰ کہ چلنے میں ایک قسم کا اتراہٹ محسوس ہوتی تھی مجھے معلوم ہوا کہ یہ خوشی (شرعی) حدود سے زائد ہے اس لئے جان بوجھ کر اس رفتار کو بدلا اور وہاں جا کر دو نفل پڑھ کر دعا مانگی۔

”اللهم لا تجعل الدنيا اكبر همنا ولا مبلغ علمنا ولا غاية ارغتبنا اور اللهم لا مانع لما اعطيت ولا معطى لما منعت.“

ترجمہ: ”اے اللہ! آپ دنیا کو ہمارا بڑا مقصد نہ بنائیں اور ہمارے علم کی انتہائی غرض نہ بنائیں نہ ہمارے شوق کی انتہاء بنائیں اے اللہ! جس کو آپ عطا کریں اس سے کوئی روکنے والا نہیں ہے اور جس سے آپ روک لیں اسے کوئی دینے والا نہیں ہے۔“

پھر کئی دن تک وہاں نہ گیا۔ اس میں کیا بات اصلاح کے قابل ہے اور کیا اصلاح ہے؟ یہ خیال ہوا کہ اتنے کی زکوٰۃ اب نہ دینا پڑے گی اس سے دل میں خوشی کا اثر محسوس ہوا۔ یہ حب مال ہے یا نہیں؟ یہ بھی ہوا کہ تقریباً ایک مہینے کی کوشش کے بعد بیعنامہ ہوا تو دل میں جلدی تھی کہ اس سے پہلے کہ زکوٰۃ کا وقت آئے بیع نامہ ہو جائے تو اچھا ہے۔ احقر زکوٰۃ کا حساب اخیر یوم ذی الحجہ میں کرتا ہے۔ غور کر کے دیکھا تو یہ تو نہ تھا کہ اگر تاریخ زکوٰۃ کی آجائے اور بیع نامہ نہ ہوا ہو تو زکوٰۃ ادا کرنے میں دل کی خوشی میں کچھ کمی ہو مگر کچھ جلدی ضرور تھی اور یہ اچھا معلوم ہوتا تھا کہ زکوٰۃ کی تاریخ سے پہلے بیع نامہ ہو جائے یہ کیا ہے اس میں کچھ گناہ ہے یا نہیں؟

جب سے بیع نامہ ہوا ہے ایک قسم کا بھروسہ اس پر قلب میں ضرور محسوس ہوتا ہے اگرچہ اس پر بھی اطمینان ہے انشاء اللہ کہ اگر خدا تعالیٰ چاہیں تو اب بھی اس کا ہاتھ سے نکل جانا یا کرائے پر نہ چلنا سب کچھ ممکن ہے۔ دراصل بندہ نے اس کو اس غرض سے خریدا ہے کہ نہ معلوم کیا اتفاق ہے اگر مجھے موت آجائے تو بال بچے کسی کے دست نگر نہ ہوں اور کچھ یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ جب سے بیع نامہ ہوا ہے مطب کی آمدنی کم ہوگئی اس کی احقر کو پرواہ تو نہیں بلکہ یہ دعا مانگتا ہے ”اللهم اكفنى كل مهم من حيث شئت ومن ابن شئت“ (اے اللہ ہر معاملے میں میری کفایت فرمائیں جس طرح آپ چاہیں اور جہاں سے آپ چاہیں) صرف خیال یہ ہے کہ

اس میں کوئی گناہ اور برائی تو نہیں جس کا یہ اثر ہو۔

تحقیق: الحمد للہ اس میں نہ کوئی برائی ہے نہ گناہ ہے یہ سارے آثار مال کی محبت کے تو ہیں مگر یہ محبت طبعی ہے جو کہ بری نہیں ہے یہ محبت اعتقادی یا عقلی نہیں ہے جو بری ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فتح فارس وغنائم کو دیکھنے کے وقت یہی دعا کی تھی کہ اے اللہ آپ کا ارشاد ہے "زین للناس حب الشهوات الاية" (لوگوں کو ان کی خواہشوں کی چیز بڑی اچھی لگتی ہے) (جعل رضی اللہ تعالیٰ عنہ المزین ہو اللہ تعالیٰ "وہوا احد وجوہ الایۃ") (حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے زینت دینے والا اللہ تعالیٰ کو فرمایا ہے اور یہ آیت کی ایک وجہ ہے) جب آپ نے یہ محبت پیدا کی ہے تو فطری ہوئی اس لئے ہم اس کے ازالہ کی درخواست نہیں کرتے کہ فطری چیزیں بدلا نہیں کرتیں لیکن اس کی درخواست کرتے ہیں کہ اس محبت کو اپنی محبت میں مددگار فرما کہ یہ طاعت کے اسباب میں سے ہو جائے اور طاعت کی رکاوٹوں کے لئے (جیسے ناداری کی پریشانی وغیرہ) یہ کافی ہو جائے کہ فطری چیزوں کا نقصان نہ دینا ہی ان کا اعتدال ہے اور اسی کا حکم ہے (اس میں اپنے ضعف اور مال کے پیدا کرنے کی حکمت کی طرف بھی اشارہ فرما دیا) اور یہی حکم ہے دوسری آیت میں صاف قل ان كان اباوكم وابناء كم الى قوله تعالیٰ ﴿احب اليكم من الله ورسوله﴾ (آپ فرما دیجئے کہ اگر تمہارے باپ، بیٹے، بھائی، تمہاری عورتیں، خاندان کے آدمی اور جو مال تم کماتے ہو اور وہ تجارت جس کے بند ہو جانے سے تم ڈرتے ہو اور اللہ تعالیٰ اور اللہ تعالیٰ کے رسول اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرنے سے زیادہ تمہیں عزیز ہوں) "علق الوعيد بالااحبية لا بالحب" (اس آیت میں وعید کا تعلق ان چیزوں سے زیادہ محبت کرنے کی صورت میں ہے نہ کہ محبت ہونے کی صورت میں ہے) لیکن اس طبعی محبت کے آثار کبھی بعض برائیوں کی طرف لے جاتے ہیں تو اس کا وہی علاج ہے جو آپ نے کر لیا "فهنيا لكم العلم والعمل والله اعلم" آپ کو علم وعمل مبارک ہو۔

عمل کا مقصود ہونا

حال: کوئی محمود کیفیت راسخ نہیں۔

تحقیق: رسوخ کی طرف التفات نہ فرمایا جائے رسوخ سے مقصود عمل ہے۔ عمل سے رسوخ مقصود نہیں اگر عمل رسوخ کے بغیر ہوتا رہے مقصود حاصل ہے۔

وساوس کا علاج اور دعا کی حقیقت

❶ ایسے ہی میں نے قرآن شریف حضور کی اجازت سے ہی حفظ کرنا شروع کیا تھا تین ماہ میں چار پارے یاد

کر لئے تھے۔ آج ایک ہفتہ سے طبیعت لگتی نہیں ذکر تعداد پوری کر لیتا ہوں مگر زبردستی سے (کرتا ہوں) طبیعت لگتی ہی نہیں۔

❷ طبیعت دعا مانگنے کو چاہتی نہیں جس کی دلیل یہ ہوتی ہے کہ اتنی مدت ہوگئی کوئی قبول بھی ہوئی بس جو اللہ تعالیٰ چاہیں وہی ہوگا، قضا دگر نہ شود بصد آہ نالہ (تقدیر کا فیصلہ بہت رونے دھونے سے بھی نہیں بدلتا ہے) لیکن میں اب تک زبردستی کر کے مناجات مقبول کی منزل پڑھ لیتا ہوں ویسے بھی دعا مانگتا ہوں مگر حالت اگر یہی رہی تو پھر شاید مشکل ہی ہو۔

❸ روزگار کی قلت کا اثر جیسا عام دنیا پر ہے ویسا ہی یا اس سے کچھ زیادہ مجھ پر بھی ہے۔ طبیعت میں خیال یہ آتا ہے کہ دنیا کی راحت مال سے ہے مال کی طلب جائز یا ناجائز طریقہ سے جیسے ہو سکے کرنی چاہئے۔ وظائف میں وقت دینے سے اور اس پر صبر کرنے سے دنیا کی راحت و آسانی ہرگز حاصل نہ ہوگی۔ اس کے علاوہ بے کار خیالات آتے ہیں اور مجھے یقین ہے کہ مجھ سے گناہ ہوئے ہیں اور ہوتے ہیں یہ ان کی سزا ہے۔ پھر شیطان یہ جواب دیتا ہے اور دنیا بھی تو گناہ کرتی ہے ان کی حالت ایسی کیوں نہیں اس کا جواب مجھے نہیں آتا۔ للہ میری اس بری حالت پر رحم فرما کر دعا بھی فرمائیں اور کوئی تجویز جو میرے لئے مناسب ہو تحریر فرمائیں اگر روزگار کی کشادگی کے لئے کوئی وظیفہ خاکسار کے حال کے مناسب تجویز فرمائیں تو عنایت ہوگی۔

جواب: پورا علاج اور مفید تو یہی ہے کہ ان وساوس کو اعتقاداً برا سمجھا جائے اور ان کی چاہت پر عمل نہ کیا جائے یہ خود بخود ختم ہو جائیں گے اور اگر ختم نہ بھی ہوں تو کچھ نقصان دہ نہیں بلکہ یہ ایک قسم کا مجاہدہ ہے جس سے عمل کا اجر بڑھتا ہے لیکن اگر ان وساوس کے فساد کی وجہ معلوم کرنے کا شوق ہو تو مختصر طور پر اتنا سمجھ لینا کافی ہے کہ مقصود اعمال صالحہ سے دنیا کی راحت نہیں ہے بلکہ آخرت کی راحت ہے اور اس کا مدار جو فضل و رحمت ہے اس کے یہ معنی نہیں کہ اعمال کو دخل نہیں بلکہ معنی یہ ہیں کہ ملے گا تو عمل ہی سے لیکن جتنا ملے گا اتنا اثر اعمال میں نہیں وہ فضل و رحمت کا اثر ہے لیکن جو عمل ہی نہ کرے گا وہ قانوناً اس فضل و رحمت سے بھی محروم رہے گا۔

باقی طبیعت کا لگنا یہ قبول کی شرط نہیں ہے اگر دوا پینے میں طبیعت نہ لگے تب بھی اس کی خاصیت یعنی صحت حاصل ہوگی۔

رہی دعاء وہ ضرور قبول ہوتی ہے مگر اس کے قبول ہونے کی وہ حقیقت ہے جو مریض کی اس درخواست کی منظوری کی حقیقت ہے کہ کسی طبیب سے درخواست کرے کہ میرا علاج مسہل کر دیجئے اور وہ فوراً علاج شروع کر دے مگر مسہل اس کی حالت کے مناسب نہ تھا اس لئے دوسرے طریقہ سے علاج شروع کر دیا۔ اس کو کوئی یوں

نہیں کہہ سکتا کہ طبیب نے جب مسہل نہیں دیا تو مریض کی درخواست کو منظور نہیں کیا۔ اس طرح اصل مطلوب دعا سے حق تعالیٰ کی توجہ خاص ہے اور عبد نے معین طریقہ اختیار کیا ہے یہ بھی مقصود نہیں ہے بلکہ مقصود کا صرف ایک طریقہ ہے جیسے اس مقصود کے اور بھی طریقے ہیں۔ لہٰذا وہ جس طریقہ سے خاص توجہ فرمائیں وہ دعا کی قبولیت ہی ہے خواہ وہ عبد کا معین طریقہ ہو یا حق تعالیٰ کا مقرر کیا ہوا طریقہ ہو۔

یہ تو طاعات و حاجات میں کلام ہے باقی گناہوں کا کرنا جو جہنم تک لے جانے والا ہے وہ ایسا ہے جیسے مریض کو بد پرہیزی سے لذت ملتی ہے اور اس سے صبر کرنے میں لذت فوت ہوتی ہے لیکن جو شخص جانتا ہے کہ لذت مقصود نہیں صحت مطلوب ہے وہ صبر کرے گا۔ اسی طرح جس شخص کو آخرت میں نجات مقصود ہے وہ راحت دنیا کو مقصود نہ سمجھے گا۔ رہی سزا گناہ کی کسی کو یہاں ملتی ہے کسی کو وہاں اور جو تجویز مناسب بلکہ واجب یہی ہے کہ طاعات میں جہاں تک ہو سکے مشغول ہوں معاصی سے بچتے رہیں اور مقصود صرف رضائے حق کو سمجھیں خواہ اس کا ظہور یہاں ہو یا وہاں ہو اور ایسی حالت میں روزگار کا وظیفہ پڑھنا وساوس میں اضافہ کرنا ہے۔

ذکر الٰہی

میں بھی ہو جاؤں تیرا جو ہو کرم مجھ پر تیرا
شمس و قمر میں توہی تو   برو بحر میں توہی تو
قلب و نظر میں توہی تو   ہر سو ہے فیض امر تیرا
میں بھی ہو جاؤں تیرا جو ہو کرم مجھ پر تیرا
ذرّوں میں اور کرنوں میں   قطروں میں اور جھرنوں میں
قوس و قزح کے رنگوں میں   آتا ہے جلوہ نظر تیرا
میں بھی ہو جاؤں تیرا جو ہو کرم مجھ پر تیرا
کوئی ہے اونچا تو کوئی نیچا   کوئی ہے شاہ تو کوئی گدا
سارے جہاں کا ہے یہ تغیر   سب کچھ زیر و زبر تیرا
میں بھی ہو جاؤں تیرا جو ہو کرم مجھ پر تیرا
تجھ بن کہیں بھی جی نہ لگے   اچھا تجھ سے کچھ نہ لگے
اب تو جی کو یہ ہی لگے   تجھ بن نہیں گذر میرا
میں بھی ہو جاؤں تیرا جو ہو کرم مجھ پر تیرا
سارے زمانے کی وسعت   تیرے سمانے کو ہے تنگ
اک مومن کا دل ہی ہے   ہوتا ہے یاں پہ بسر تیرا
میں بھی ہو جاؤں تیرا جو ہو کرم مجھ پر تیرا
اٹھوں بیٹھوں جو بھی کروں   یاد میں اے رب تجھ کو کروں
ذکر کسی کا میں نہ کروں   لب سے اپنے مگر تیرا
میں بھی ہو جاؤں تیرا جو ہو کرم مجھ پر تیرا
دل کو کیا ہے خالی سب سے   تیری طلب ہے آگے سب سے
قلب و جگر کو بھرا ہے تجھ سے   سانسوں میں ہے ذکر تیرا

میں بھی ہو جاؤں تیرا جو ہو کرم مجھ پر تیرا

خوشبوں میں ہے خیالوں میں تو ہی ہے میری باتوں میں
انگ انگ میں ہے سانسوں میں ایسا ہے مجھ پہ اثر تیرا
میں بھی ہو جاؤں تیرا جو ہو کرم مجھ پر تیرا

تجھ سے جو نسبت ہے میری دونوں جہاں کی ہے عزت میری
ساری عمر کی ہے پونجی میری یہ ہی بنا ہے فخر میرا
میں بھی ہو جاؤں تیرا جو ہو کرم مجھ پر تیرا

مجھ کو گناہوں سے اپنے ڈر ہے ہر دم مجھ کو اس کی فکر ہے
غفاری پر تیری نظر ہے ستاری ہے سپر سرا
میں بھی ہو جاؤں تیرا جو ہو کرم مجھ پر تیرا

عرض ہے ارشاد ہی یہ یارب اس کو اپنا بنا لے اے رب
دل کے ارماں پورے ہوں سب ہو جو کرم اس پر تیرا